

ردّ قادیانیّت

رسائل

- حضرت مولانا محمد حسن فیضی
- حضرت مولانا اصغر علی روحی
- حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری
- حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین
- حضرت مولانا قاضی ظفر الدین
- حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری
- حضرت مولانا سید محمد ربانی

احتساب قادیانیت

جلد ۵۹

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضورى باغ روڈ ، ملتان - فون : 061-4783486

ردّ قادیانیت

رسائل

احتساب قادیانیت

۵۹

حضرت مولانا محمد حسن فیضی

حضرت مولانا اصغر علی روحی

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین

حضرت مولانا قاضی ظفر الدین

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری

حضرت مولانا سید محمد ربانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد انسٹھ (۵۹)

مصنفین : حضرت مولانا محمد حسن فیضیؒ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ حضرت مولانا قاضی
ظفر الدینؒ حضرت مولانا اصغر علی روحیؒ حضرت مولانا حکیم غنیمت حسینؒ حضرت مولانا سید
محمد علی مونگیریؒ حضرت مولانا میر محمد ربانیؒ

صفحات : ۵۹۲

قیمت : ۴۰۰ روپے

مطبع : ناصر آرٹ پریس لاہور

طبع اول : نومبر ۲۰۱۳ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

فہرست رسائل مشمولہ احتساب قادیانیت جلد ۵۹

☆ عرض مرتب حضرت مولانا اللہ وسایا ۴

۱ مولانا فیضی کا قصیدہ مہملہ حضرت مولانا محمد حسن فیضی ۳۱

۲ رسالہ ”الہامات مرزا“ سے ”چھٹی پیش گوئی حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ۴۷

متعلقہ نشان آسمانی میعادى سہ سالہ“

۳ قصیدہ رائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ حضرت مولانا قاضی ظفر الدین ۵۷

۴ وقال بعض المتنبيين حضرت مولانا اصغر علی روحی ۷۷

۵ ابطال اعجاز مرزا (حصہ اول) حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین ۹۱

۶ ابطال اعجاز مرزا (حصہ دوم) // // // ۱۵۹

۷ حقیقت رسائل اعجازیہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری ۲۵۹

۸ شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی حضرت مولانا میر محمد ربانی ۳۰۹

عرض مرتب

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد! مرزا قادیانی نے ”قصیدہ اعجازیہ“ لکھا جس کا دوسرا نام ”اعجاز احمدی“ اور تیسرا نام ”ضمیمہ نزول المسیح“ بھی ہے۔ گویا ایک میں تین اور تین میں ایک یعنی تثلیث نصاریٰ کا مصداق ہے۔ مرزا قادیانی کو اس کی زندگی میں چار حضرات نے چیلنج دیا کہ آئیں میدان میں اور قصیدہ کا جواب لیں۔ ان میں: (۱) مولانا محمد حسن فیضی (۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری (۳) مولانا اصغر علی روحی (۴) مولانا حاجی محمد یونس بتاولی شامل تھے۔ مرزا قادیانی نے سامنے کیا آنا تھا، اس لئے کہ چمگادڑ کبھی سورج کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ کر پایا ہے نہ کر پائے گا۔ اسی طرح چار حضرات نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کا جواب لکھا۔ (۱) مولانا قاضی ظفر الدین (۲) مولانا اصغر علی روحی (۳) مولانا حکیم غنیمت حسین اشرفی (۴) مولانا میر محمد ربائی۔ باقی جن حضرات نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کی اغلاط جمع کیں وہ تو بہت سارے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

۱..... مولانا فیضی کا قصیدہ مجملہ:

مولانا محمد حسن فیضی چکوال کے معروف قدیمی قصبہ ”بھون“ میں ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد حسن فیضی نے اپنے چچا زاد بھائی مولانا کرم الدین کے ساتھ مل کر تعلیم دین حاصل کی۔ مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور مولانا قاضی حمید الدین لاہوری ایسے حضرات کے آپ شاگرد تھے۔ مولانا محمد حسن صاحب عربی زبان پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ بے نقط عربی نظم و نثر لکھنے پر قادر تھے۔ اس لئے ”فیضی“ کے نام سے موسوم ہوئے۔ مولانا فیضی مدرسہ نعمانیہ لاہور میں علوم عربیہ کے اعلیٰ درجہ کے ایک عرصہ تک مدرس رہے۔

مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۱ء جمعہ کے روز وصال فرمایا۔ مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ (اعجاز احمدی) لکھنے سے چار سال قبل مولانا فیضیؒ مسجد حسام الدین سیالکوٹ میں ۱۳ فروری ۱۸۹۹ء کو مرزا غلام احمد قادیانی سے ملے اور یہ قصیدہ پیش کیا۔ جسے دیکھ کر مرزا قادیانی کے حواس کی سٹی گم ہو گئی۔ ایسے مخبوط العقل ہوا کہ ”يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ“ کا مصداق ہو گیا۔ اس کی تفصیل قصیدہ کے شروع میں مصنف کے ہاتھ سے لکھی ہوئی موجود ہے۔ وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۲..... رسالہ ”الہامات مرزا“ سے ”چھٹی پیش گوئی متعلقہ

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا رسالہ ”الہامات مرزا“ قادیانی کی زندگی میں شائع ہوا۔ پہلی بار ۱۹۰۱ء میں یہ رسالہ امرتسر میں شائع ہوا۔ اس میں اس پیشین گوئی پر ص ۷۲ سے ص ۸۱ تک جو ہم نے شائع کیا یہ جولائی ۱۹۲۸ء کی طبع ہشتم تھی۔ الہامات مرزا جس کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ”چھٹی پیشین گوئی متعلقہ نشان آسمانی“ میں مرزا قادیانی کے رسالہ اعجاز احمدی کے قصیدہ پر بحث کی گئی ہے اسے ”الہامات مرزا“ سے نقل کر کے ہم دوبارہ یہاں شائع کر رہے ہیں کہ ”اعجاز احمدی“ کے رد میں جو لکھا گیا وہ یکجا ہو جائے۔ اس سلسلہ

یہ امر قابل توجہ ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحبؒ نے خود مرزا قادیانی کے مقابلہ میں خود مرزا قادیانی کے روبرو، دو بدو، زانو بہ زانو، شانہ بشانہ بیٹھ کر اغلاط پیش کروں۔ مرزا ان کی تصحیح کرے، پھر میں اسی جگہ مرتب کر پیش کردوں گا۔ لیکن مرزا قادیانی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ سامنا کرتا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جون ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ خاندان کشمیری پنڈتوں کی شاخ منٹو سے تعلق تھا۔ یہ انت ناگ کے والد جناب خضر صاحب پشمینہ کے تاجر تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا انتقال ہو گیا تو بڑے بھائی کے ساتھ رفوگری پر لگ گئے۔ اچھے رفوگر تھے۔ مولانا احمد اللہ امرتسریؒ سے پڑھنا شروع کیا۔ پھر مولانا عبد السلام سید نذیر حسین دہلویؒ کو مولانا عبد المنانؒ کی

سند دکھا کر ان سے پڑھا۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے پاس حدیث شریف کی بھی یہاں تعلیم پائی۔ پھر کانپور مدرسہ فیض عام سے سند حاصل کی۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے احمد اللہ امرتسریؒ کی زیر نگرانی امرتسر میں پڑھانا شروع کیا۔ یہاں سے باقاعدہ شروع ہوا۔ آپ بہت ذہین مناظر اسلام تھے۔ آپ

..... ۲ رسالہ ”الہامات مرزا“ سے ”چھٹی پیش گوئی متعلقہ نشان آسمانی میعادى سہ سالہ“: حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کا رسالہ ”الہامات مرزا“ احتساب قادیانیت جلد ہشتم کے ص ۹ سے ۱۴۵ تک شائع ہوا تھا۔ یہ فروری ۲۰۰۳ء کی بات ہے۔ ”الہامات مرزا“ تین بار خود مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوا۔ پہلی بار ۱۹۰۱ء میں یہ رسالہ شائع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں اس پیشین گوئی پر ص ۷۲ سے ص ۸۱ تک تبصرہ موجود تھا۔ احتساب میں جو ہم نے شائع کیا یہ جولائی ۱۹۲۸ء کی طبع ششم تھی۔ الہامات مرزا میں مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ”چھٹی پیشین گوئی متعلقہ نشان آسمانی میعادى سہ سالہ“ ہے جس میں مرزا قادیانی کے رسالہ اعجاز احمدی کے قصیدہ پر بحث کی گئی ہے۔ اس پیشین گوئی والے حصہ کو ”الہامات مرزا“ سے نقل کر کے ہم دوبارہ یہاں شائع کر رہے ہیں تا کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ ”اعجاز احمدی“ کے رد میں جو لکھا گیا وہ یکجا ہو جائے۔ اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ یہ بات قابل توجہ ہے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے خود مرزا قادیانی کو چیلنج کیا تھا کہ مجھے موقعہ دیا جائے۔ میں خود مرزا قادیانی کے روبرو، دو بدو، زانو بہ زانو، شانہ بشانہ بیٹھ کر مرزا قادیانی کے قصیدہ کے اغلاط پیش کروں۔ مرزا ان کی تصحیح کرے، پھر میں اسی جگہ مرزا کے قصیدہ کا جواب بھی قصیدہ عربی لکھ کر پیش کر دوں گا۔ لیکن مرزا قادیانی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مولانا امرتسری مرحوم کے چیلنج کو قبول کرتا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری جون ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد خضر تھا۔ کشمیری پنڈتوں کی شاخ منٹو سے تعلق تھا۔ یہ اصلاً ناگ کشمیر سے امرتسر آگئے تھے۔ امرتسر میں جناب خضر صاحب پشمنہ کے تاجر تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بچپن میں والد صاحب کا وصال ہو گیا تو بڑے بھائی کے ساتھ رفوگری پر لگ گئے۔ اچھے خاصے کاریگر تھے۔ اسی زمانہ میں مولانا احمد اللہ امرتسری سے پڑھنا شروع کیا۔ پھر مولانا عبد المنان وزیر آباد کے پاس چلے گئے۔ مولانا نذیر حسین دہلوی کو مولانا عبد المنان کی سند دکھا کر ان سے اعزازی سند لی، سہارنپور بھی گئے۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کے سامنے زانو تلمذہ کیا۔

ءوره ءءء شرف ءى بهى بهاء ءعلهم ٱائى - ٱهر ءانٱور مءرسه فلف ءام مف مولانا اءمء ءسن سه بهى ءعلهم ءاصل ءى - فراءء ءه بهء مءءلف مءارس مف ٱڑهائے رهے - ٱهر اٱنه اسءاء اول مولانا اءمء الله امرءسرى ءى زفر نءرانى امرءسر مف ٱڑهاناء شروع ءفا - بهاء سه ملك بهر مف وعظ و ءبلفء ءا سلسله شروع هوا - آپ بهء ذهفن مناظر اسلام ءهرے - آپ نه رء ءاءفانفء ءه ءه وه ءءماء

سرانجام دیں جو قابل رشک ہیں۔ قادیانیت ہی نہیں بلکہ اس کا بانی مرزا قادیانی بھی آپ کے نام سے اس طرح کانپتا تھا جس طرح شیطان، سیدنا فاروق اعظمؓ کے نام سے لرزاں ترساں ہو کر بھاگ جاتا تھا۔ آپ نے مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے جوتے لئے وہ حصہ ”الہامات مرزا“ سے اس جلد میں شائع کر رہے ہیں۔ مولانا کا وصال ۱۵ مارچ ۱۹۲۸ء کو سرگودھا میں ہوا۔ فقیر کو مجاہد ملت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کے ہمراہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے مرقد پر ایصال ثواب کی غرض سے حاضری کی سعادت نصیب بھی ہوئی ہے اور بس۔

.....۳ قصیدہ رائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ:

اس قصیدہ کے مؤلف مولانا قاضی ظفر الدین احمد کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ قاضی ظفر الدین بن قاضی محمد امام الدین بن قاضی نور محمد بن قاضی فیض رحیم۔ حضرت قاضی صاحب کے آباء و اجداد جموں کشمیر سے آ کر گوجرانوالہ میں آباد ہوئے۔ گوجرانوالہ سے شمال مغرب میں ایک قصبہ کوٹ قاضی کے نام سے موسوم ہے۔ قاضی ظفر الدین کے اجداد ”قاضی“ کے منصب پر فائز رہے۔ اس لئے ان کے رہائشی گاؤں کا نام ”کوٹ قاضی“ قرار پایا۔ اسی ”کوٹ قاضی“ میں ۱۸۷۵ء میں قاضی ظفر الدین پیدا ہوئے۔ پھر ”کوٹ قاضی سے جنڈیالہ باغ والا“ میں منتقل ہو گئے۔ مغلیہ عہد میں گوجرانوالہ ”ایمن آباد“ کے تحت ”کوٹ قاضی“ میں منصب قضاء پر یہ خاندان فائز تھا۔ قاضی ظفر الدین کے والد گرامی عالم، فاضل تھے۔ آپ نے انہیں سے عربی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے والد گرامی اور دیگر اساتذہ سے حدیث، تفسیر، طب، ادب، معقولات، فقہ اور اصول کی تعلیم حاصل کی۔

پنجاب یونیورسٹی سے آپ نے فاضل عربی، مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ پھر اورینٹل عربی کالج لاہور میں ۱۸۸۱ء سے آخری دور حیات تک تعلیم دیتے رہے۔ اس طرح حکومتی دوسرے تعلیمی اداروں میں بھی آپ کے لیکچرز ہوتے تھے۔ ۱۸۹۶ء میں مدرسہ حمیدیہ لاہور میں پہلے ناظم مقرر

ہوئے۔ جامعہ حمیدیہ، انجمن حمایت اسلام لاہور کے زیر اہتمام تھا۔ جامعہ حمیدیہ کو قاضی حمید الدین رئیس حمایت اسلام لاہور کے نام پر قائم کیا گیا تھا۔

جب مدرسہ حمیدیہ کے ناظم قاضی ظفر الدین مقرر ہوئے تو آپ نے ندوۃ العلماء، پنجاب یونیورسٹی اور جامعہ ازہر کے نصاب ہائے تعلیم سے مدرسہ حمیدیہ کا نصاب ترتیب دے کر رائج کیا جو دینی و دنیوی تعلیمی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ قاضی ظفر الدین صاحب کی حصول تعلیم اور

تدریسی سرگرمیوں کا تمام وقت لاہور میں گزرا۔ اس س سے مصروف ہوئے۔ ۱۹۰۴ء میں آپ کی صحت گر گوجرانوالہ میں منتقل ہو گئے۔ حتیٰ کہ ۱۳۲۲ھ آپ کا یہاں وصال ہوا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ جمعرات کو ہوا۔ آپ نے سینتالیس سال عمر پائی۔ قاضی سے کسب علم کا شرف حاصل کیا۔ ان میں:

۱..... علامہ فیض الحسن سہارنپوری (وفات: ۱۳۰۴)

۲..... مولانا غلام قادر بھیروی بگوی (وفات: ۲۶)

۳..... مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (وفات: ۱۳۳)

۴..... مولانا محمد الدین لاہوری (وفات: ۸)

معروف ہیں۔ ان اساتذہ کرام کے حالات جاننے اپنے دور میں یگانہ روزگار شخصیات تھیں۔ ان سے مولانا کے علوم کے ناشر و شارح قرار پائے۔ مولانا قاضی روحی (وفات: مئی ۱۹۵۳ء) ایسے نامور علماء و مشائخ احباب میں:

۱..... مولانا ثناء اللہ امرتسری (وفات: مارچ ۱۹)

۲..... حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (وفات)

۳..... مولانا سید نذیر حسین دہلوی (وفات: ۱۳۰)

۴..... مولانا محمد حسین بٹالوی

۵..... مولانا عبدالجبار غزنوی (وفات: جمعۃ ال

۶..... استاذ جی ڈبلیو۔ آرنلڈ (وفات: ۹ جون

ایسے اہل علم حضرات، نامور شخصیات، ع دوستوں کی فہرست پر سرسری نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے
شخص تھے۔ حسن المعاشرت، منکسر المزاج، شریف باعث بڑے بڑے ہمعصر علماء اور اکابر آپ
کو مخدو

فضل اللہ یوتیہ من یشاء!

تدریسی سرگرمیوں کا تمام وقت لاہور میں گزرا۔ اس لئے وہ ”قاضی ظفر الدین لاہوری“ کے نام سے معروف ہوئے۔ ۱۹۰۴ء میں آپ کی صحت گرنے لگی تو آپ رہائشی قصبہ جنڈیالہ باغ گوجرانوالہ میں منتقل ہو گئے۔ حتیٰ کہ ۱۳۲۲ھ ۲۹ ماہ رمضان المبارک، مطابق یکم دسمبر ۱۹۰۴ء کو آپ کا یہاں وصال ہوا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کی پیدائش جمعہ کے روز ہوئی اور وصال جمعرات کو ہوا۔ آپ نے سینتالیس سال عمر پائی۔ قاضی ظفر الدین مرحوم نے جبال العلم اساتذہ سے کسب علم کا شرف حاصل کیا۔ ان میں:

۱..... علامہ فیض الحسن سہارنپوری (وفات: ۱۳۰۴ھ)

۲..... مولانا غلام قادر بھیروی بگوی (وفات: ۱۳۲۶ھ)

۳..... مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی (وفات: ۱۹۲۳ء)

۴..... مولانا محمد الدین لاہوری (وفات: ۱۸۹۸ء، مطابق ۱۲ رجب ۱۳۱۶ھ) بہت

معروف ہیں۔ ان اساتذہ کرام کے حالات جاننے والوں پر یہ مخفی نہیں کہ یہ تمام حضرات اپنے اپنے دور میں یگانہ روزگار شخصیات تھیں۔ ان سے مولانا قاضی ظفر الدین نے کسب فیض کیا اور پھر ان کے علوم کے ناشر و شارح قرار پائے۔ مولانا قاضی ظفر الدین کے شاگردوں میں مولانا اصغر علی روحی (وفات: مئی ۱۹۵۳ء) ایسے نامور علماء و مشائخ شامل تھے۔ مولانا قاضی ظفر الدین کے حلقہ احباب میں:

۱..... مولانا ثناء اللہ امرتسری (وفات: مارچ ۱۹۲۸ء)

۲..... حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (وفات: ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء)

۳..... مولانا سید نذیر حسین دہلوی (وفات: ۱۳۲۰ھ)

۴..... مولانا محمد حسین بٹالوی

۵..... مولانا عبدالجبار غزنوی (وفات: جمعۃ الوداع رمضان ۱۳۳۱ھ)

۶..... استاذ ٹی ڈبلیو. آرنلڈ (وفات: ۹ جون ۱۹۳۰ء)

ایسے اہل علم حضرات، نامور شخصیات، علماء و مشائخ شامل تھے۔ آپ کے اساتذہ اور دوستوں کی فہرست پر سرسری نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ مولانا قاضی ظفر الدین کتنے بڑے فاضل شخص تھے۔ حسن المعاشرت، منکسر المزاج، شریف الطبع، علامہ، فہامہ تھے۔ انہیں خوبیوں کے باعث بڑے بڑے ہمعصر علماء اور اکابر آپ کو مخدوم کے خطاب سے یاد فرماتے تھے۔ ذالک فضل اللہ یؤتہ من یشاء!

انجمن اسلامیہ پنجاب، انجمن حمایت اسلام لاہور، محمدیہ ایسوسی ایشن، جامعہ حمیدیہ، اورینٹل کالج، انجمن ہمدردان اسلام، انجمن مستشار العلماء، انجمن معاونین محمدی برادران، ندوۃ العلماء جیسی تنظیمات و اداروں میں آپ نے خدمات سرانجام دیں۔ آپ اپنے دور میں انسانیت کے خادم اور مسلمانوں کے بہت بڑے خیر خواہ شمار ہوتے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں:

۱..... سبیل النجات فی ترجمہ کتاب الصلوۃ لابن القيم۔

۲..... سواء السبیل الی معرفۃ المغرب والدخیل ۔ (لغت)

۳..... الوشاح ۔ (شعر و عروض)

۴..... سلک جواہر (انٹرمیڈیٹ کورس عربی کے نصاب میں شامل تھی)

۵..... علق نفیس قصائد سبعہ معلقہ کی شرح اور شعراء قصائد کا تعارف مشہور و معروف ہیں۔ ان

پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت فاضل شخص تھے۔ تمام علوم پر کامل دسترس تھی۔ لیکن عربی لغت و عربی ادب میں آپ کو مثالی درجہ حاصل تھا۔ بجا طور پر آپ عربی کے ماہر و ممتاز شاعر سمجھے جاتے تھے۔

مولانا قاضی ظفر الدینؒ اور ردّ قادیانیت

مولانا قاضی ظفر الدین صاحب دفاع عن الاسلام، تردید فرق باطلہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ رد قادیانیت میں آپ کو تحریک ختم نبوت کے نامور جرنیل کا مقام حاصل تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب جھوٹے مدعی نبوت، کذاب قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو جامع بادشاہی مسجد لاہور میں مناظرہ و تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جسے پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے قبول فرمایا اور لاہور مقررہ تاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ۸۶

جید علماء کرام کی جماعت تھی جس میں سینتالیسویں نمبر پر مولانا قاضی ظفر الدین کا اسم گرامی تھا اور جب مرزا قادیانی نے قصیدہ اعجازیہ یعنی ”اعجاز احمدی“ لکھا جہاں اس میں اور حضرات کو مخاطب کیا۔ وہاں مرزا قادیانی نے مولانا قاضی ظفر الدین صاحب کو مخاطب کیا۔ (اعجاز احمدی ص ۴۹، ۸۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۰، ۱۹۹) پر مرزا قادیانی نے جل بہن کر مولانا قاضی ظفر الدین کے نام کو اپنے مقابلہ کے لئے پکارا ہے۔ کذاب قادیان نے اعجاز احمدی میں شامل عربی قصیدہ لکھ کر شائع کیا اور مخالفین کو کہا کہ بیس دن میں جواب لکھ کر شائع کر کے مجھے پہنچاؤ۔ اس ملعون سے کوئی پوچھے کہ اگر یہ اعجاز ہے تو جواب کے لئے بیس دن کی قید کیوں؟ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اس قصیدہ سے قبل مرزا قادیانی کے مولانا پیر

مہر علی شاہ کے مقابلہ میں نہ آنے کے باعث اگست ۱۹۰۰ء مرزا قادیانی کو قابل مخاطب نہ سمجھا جائے۔ اسے معلوم تھا قرارداد جو اس قصیدہ سے دو سال قبل منظور ہو چکی تھی علماء اس

۲..... پھر مزید مرزا نے دجل یہ کیا کہ قصیدہ لکھ کر ان

۳..... جب ادھر ادھر سے ان کو معلوم ہوا یا مدت

مرزا قادیانی ڈینگ و پینگ کا بازار گرم کر چکا تھا۔ تب عل قصیدہ اعجازیہ بھی قرار دیا اور بیس دن جواب کی قید بھی ل اعجاز عنقاء ہو جائے گا؟ لیجئے ! جن جن حضرات کو خطاب میں پٹہ گھنٹی سمیت باندھ دیا تا کہ اس کذاب کا ’باؤلا پن ان حضرات میں سے ایک حضرت مولا

مرزا قادیانی کے قصیدہ کے مقابلہ میں ”قصیدہ رائیہ جوابیہ مرزا قادیانی کے چیلنج کو صرف قبول ہی نہ کیا تا کہ جھوٹے کو گھر پہنچانا اور جھوٹے کو ہی نہیں اس کی مال سامنے آجائے۔ مرزا قادیانی کے قرض کو اتار چکے۔ لیک سے اپنے آبائی قصبہ جنڈیالہ باغ گوجرانوالہ آگئے۔ وہا جمع کیا گیا تو یہ قصیدہ بھی ملا۔ مولانا قاضی ظفر الدین دوسرے استاذ اور مولانا قاضی ظفر الدین کے دوست اسے

آپ شائع كر دےں - مولانا ثناء الله امرتسرى نه اشاعت ۱۱، ۱۸، ۲۵ جنورى، يكم، ۱۵، ۲۲ فرورى اور
اقساط ميں يه قصيده مكمل طور پر شائع هو كيا -

رب كريم جل جلاله كے اپنے فيصلے هوتے مرزا قاديانى كى زندگى ميں مصنف قصيده رائيه جوايه
قصيده تحرير كيا - مصنف اپنى زندگى ميں شائع نه كر پاى كے عرصه بعد ايسے وقت ميں مكمل شائع
كرا ديا - جب مرنے سے قبل جواب كا چهپ جانا اور اس قصيده ك

مہر علی شاہ کے مقابلہ میں نہ آنے کے باعث اگست ۱۹۰۰ء میں علماء نے قرارداد منظور کی تھی کہ اب مرزا قادیانی کو قابل مخاطب نہ سمجھا جائے۔ اسے معلوم تھا کہ علماء اس کے جواب کے لئے حسب قرارداد جو اس قصیدہ سے دو سال قبل منظور ہو چکی تھی علماء اسے مخاطب کے لائق نہیں سمجھتے۔

۲..... پھر مزید مرزا نے دجل یہ کیا کہ قصیدہ لکھ کر ان مخاطب علماء کو نہ بھجوا یا۔

۳..... جب ادھر ادھر سے ان کو معلوم ہوا یا مدت گزرنے کے بعد ظاہر کیا گیا جب کہ

مرزا قادیانی ڈینگ ڈونگ کا بازار گرم کر چکا تھا۔ تب علماء پر منکشف ہوا کہ اس ملعون نے اسے قصیدہ اعجازیہ بھی قرار دیا اور بیس دن جواب کی قید بھی لگا دی۔ کیا بیس دن کے بعد اس قصیدہ کا اعجاز عنقاء ہو جائے گا؟ لیجئے! جن جن حضرات کو خطاب کیا۔ ان سب نے مرزا قادیانی کے گلے میں پٹہ، گھنٹی سمیت باندھ دیا تا کہ اس کذاب کا ”باؤلا پن“ دنیا پر واضح ہو جائے۔

ان حضرات میں سے ایک حضرت مولانا قاضی ظفر الدین تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کے مقابلہ میں ”قصیدہ رائیہ جوائیہ“ تحریر کیا۔ مرزا قادیانی کے چیلنج کو صرف قبول ہی نہ کیا بلکہ جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر پہنچا دیا۔ تا کہ جھوٹے کو گھر پہنچانا اور جھوٹے کو ہی نہیں اس کی ماں کو مارنا، دونوں مثالوں کا مشار الیہ قوم کے سامنے آجائے۔ مرزا قادیانی کے قرض کو اتار چکے۔ لیکن ابھی اس قصیدہ کو شائع نہ کیا تھا کہ لاہور سے اپنے آبائی قصبہ جنڈیالہ باغ گوجرانوالہ آ گئے۔ وفات کے بعد آپ کے مسودات اور کتب کو جمع کیا گیا تو یہ قصیدہ بھی ملا۔ مولانا قاضی ظفر الدین کے شاگرد رشید مولانا محمد داؤد نے اپنے دوسرے استاذ اور مولانا قاضی ظفر الدین کے دوست مولانا ثناء اللہ امرتسری کو قصیدہ رائیہ دیا کہ اسے آپ شائع کر دیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے

اپنے ہفتہ وار اخبار اہل حدیث امرتسر کی اشاعت ۱۱، ۱۸، ۲۵ جنوری، یکم، ۱۵، ۲۲ فروری اور ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ گویا سات اقساط میں یہ قصیدہ مکمل طور پر شائع ہو گیا۔

رب کریم جل جلالہ کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس ذات کی ہر وقت شان نرالی ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مصنف قصیدہ رائیہ جواہیہ نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جواب میں قصیدہ تحریر کیا۔ مصنف اپنی زندگی میں شائع نہ کر پائے۔ لیکن رب کریم نے مصنف کے وصال کے عرصہ بعد ایسے وقت میں مکمل شائع کرا دیا۔ جب مرزا قادیانی ابھی زندہ تھا۔ مرزا قادیانی کے مرنے سے قبل جواب کا چھپ جانا اور اس قصیدہ کے چھپنے کے بعد مرزا قادیانی کا سال بھر زندہ

رہتا اور اپنے رد میں قصیدہ کا جواب الجواب نہ لکھتا۔ ”مرزا کی بولتی بند ہو گئی۔“ بولورام ہو گیا۔
 ”جیتے جی نمونہ عبرت بن گیا“ کہ ایسا دم بخود ہوا کہ یہ قصیدہ ”درہ عمر کا مقرر“، ”قاضی ظفر
 کا خنجر بر گلوئے مرزا.....“ ثابت ہوا۔ اسے کہتے ہیں کہ ”جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔“

عرصہ ہوتا ہے کہ فقیر نے احتساب قادیانیت کے نام پر رد قادیانیت پر اکابر کے رشحات قلم کو یکجا
 کرنا شروع کیا۔ اس دوران میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جواب میں تمام قصائد کو جمع کرنے کا
 خیال ہوا کہ ان سب کو ایک مجلد میں جمع کر دیا جائے۔

اب حضرت مولانا قاضی ظفر الدین کے قصیدہ رائیہ جوائیہ کی تلاش شروع ہوئی۔ اوائل ۱۹۰۷ء کے
 پرچہ کی تلاش ایک سو سال بعد شروع ہوئی۔ اخبار جو پڑھنے کے بعد ٹھکانے لگ جاتے ہیں۔ سو
 سال بعد ان کی تلاش، جوئے شیر لانے کے مترادف تھی۔ فقیر نے سالہا سال اس کی تلاش میں در،
 در کی ہوا کھائی۔ احتساب جلد اول سے شروع ہو کر جلد ۵۸ تک شائع ہو گئیں۔ ایک عرصہ بیت
 گیا۔ چہار جانب تلاش کے باوجود قصیدہ نہ ملا اور قریباً ملنے سے مایوسی ہو چلی۔ اب اس خیال نے
 جڑ پکڑنا شروع کی کہ احتساب قادیانیت کے کام کو قصائد کی جلد کے بغیر سمیٹ اور لپیٹ دیا
 جائے۔ اس دوران میں ایک دن بورے والا سے جناب محمد سہیل صاحب کا فون آیا کہ قصیدہ رائیہ
 جوائیہ مکمل مل گیا ہے۔ فرمائیں تو ای میل سے بھجوا دوں۔ فقیر نے عرض کیا کہ چند دنوں تک خود
 لینے کے لئے حاضر ہوں گا۔ وباڑی میں جمعہ پڑھانا تھا۔ جمعہ کے بعد بورے والا گیا۔ اس قصیدہ
 کی فوٹو لایا۔ قصیدہ کا کیا ملا؟ سالہا سال کی گم شدہ متاع عزیز حاصل ہو گئی۔ فقیر کو جناب
 ڈاکٹر بہاء الدین صاحب مؤلف تحریک ختم نبوت کی طرف سے اس قصیدہ کی کمپوزنگ کا پرنٹ
 بھی مل گیا۔

شعبان ۱۴۳۵ھ میں سالانہ ختم نبوت کورس کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت
 قائم مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے صدر مدرس حضرت مولانا غلام رسول

صاحب دین پوری دامت برکاتہم نے فقیر کی درخواست پر اس قصیدہ کا ترجمہ کر دیا۔ بعد میں جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف پروفیسر پنجاب یونیورسٹی اور مولانا محمد عبداللہ مہتمم نے بھی اس پر نظر ثانی اور اعراب لگا دیئے۔ رمضان المبارک میں حجاز مقدس اور شوال میں یو۔ کے کا سفر درپیش تھا۔ اس دوران میں برادر عدنان سیال نے کمپوزنگ کا کام مکمل کر دیا۔ یوں سالہا سال بعد کی جدوجہد سے اس قصیدہ کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ فقیر کے جسم کا رواں رواں رب کریم بے نیاز کے دروازہ پر سراپا عجز و نیاز ہے۔ بڑھاپے میں سیدنا زکریا علیہ السلام کو

۱۱ سیدنا یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا دیا۔ فقیر کو یہ قصیدہ کیا سراپا شکر بنا دیا۔ فالحمد لله علی ذالک!

۴..... وقال بعض المتنبئين:

مولانا اصغر علی روحی راجپوت برادری قاضی شمس الدین تھا۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ مولا بن رکن الدین بن حامد بن عیسیٰ۔ سیالکوٹ کے والد قاضی شمس الدین کا ہمانوالہ ضلع سیالکوٹ سے جی ٹی روڈ کے قریب قصبہ کٹھالہ چناب میں تشری اسٹیشن بھی ہے۔ وزیر آباد سے چھ سات میل پر ضلع اصغر علی روحی کے مولد ہونے کا اعزاز حاصل ہے مولانا اصغر علی کے والد گرامی کا انتقال ۱۸۷۹ء اصغر علی کی عمر آٹھ سال تھی۔ آپ چار بھائی تھے والد گرامی نے ابتدائی کتب آپ کو نہ صرف پڑھا والد صاحب مرحوم کے وصال کے بعد گجرات زمانہ میں دہلی و لاہور علم کے مراکز سمجھے جاتے تھے کہ حصول کے لئے جانا چاہتے تھے۔ مگر والدہ سے اجازت ملی تو ٹرین کے ذریعہ لاہور آئے جہاں مولانا عبدالوہاب نام کے نابینا بزرگ ال ملے۔ اپنی پیتا سنائی اور یہ بھی بتایا کہ میں نے امتحان دیا جواب درست تھے تو مولانا عبدالوہاب داخل کر لیا۔ ۱۸۸۱ء میں منشی کا اورینٹل کالج میں سال

میں منشی، منشی فاضل، مولوی فاضل، بی۔ای حاصل کر لیں۔ ہمیشہ یونیورسٹی بھر میں اوّل یا دو مولانا عبدالحکیم کلانوری، مولانا غلامفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا نذیر حسین دہلوی،

سیدنا یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا دیا۔ فقیر کو یہ قصیدہ کیا ملا کہ حی و قیوم نے بڑھاپے میں اس نعمت سے سراپا شکر بنا دیا۔ فلحمد لله علی ذالک!

۴..... وقال بعض المتنبئين:

مولانا اصغر علی روحی راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قاضی شمس الدین تھا۔ سلسلہ نسب یوں ہے: مولانا اصغر علی روحی بن قاضی شمس الدین بن محمد بخش بن رکن الدین بن حامد بن عیسیٰ۔ سیالکوٹ کے موضع کاہنوالہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد قاضی شمس الدین کاہنوالہ ضلع سیالکوٹ سے ترک وطن کر کے دریائے چناب کے کنارے جی۔ ٹی روڈ کے قریب قصبہ کٹھالہ چناب میں تشریف لائے۔ یہاں کٹھالہ کے نام سے ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ وزیر آباد سے چھ سات میل پر ضلع گجرات میں یہ قصبہ واقع ہے۔ اسی کٹھالہ کو مولانا اصغر علی روحی کے مولد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ۱۸۷۱ء کے اوائل میں مولانا کی پیدائش ہوئی۔ مولانا اصغر علی کے والد گرامی کا انتقال ۱۸۷۹ء میں ہوا۔ والد صاحب کی وفات کے وقت مولانا اصغر علی کی عمر آٹھ سال تھی۔ آپ چار بھائی تھے۔ سب سے چھوٹے آپ تھے۔ اس چھوٹی عمر میں والد گرامی نے ابتدائی کتب آپ کو نہ صرف پڑھادی تھیں بلکہ بعض کتابیں ازبر بھی کرادی تھیں۔ والد صاحب مرحوم کے وصال کے بعد گجرات کے بعض مدارس میں سلسلہ تعلیم کو جاری رکھا۔ اس زمانہ میں دہلی و لاہور علم کے مراکز سمجھے جاتے تھے۔ مولانا اصغر علی اس چھوٹی عمر میں ہی لاہور تعلیم کے حصول کے لئے جانا چاہتے تھے۔ مگر والدہ سے اجازت نہ ملتی تھی۔ بار بار کے اصرار پر والدہ سے اجازت ملی تو ٹرین کے ذریعہ لاہور آئے۔ لوہاری منڈی مسجد پٹولیاں میں پہلی نماز ادا کی۔ جہاں مولانا عبد الوہاب نام کے نابینا بزرگ امام تھے۔ علیحدگی میں مولانا اصغر علی روحی ان سے ملے۔ اپنی پیتا سنائی اور یہ بھی بتایا کہ میں نے صرف نحو کی چند کتب والد مرحوم سے پڑھی ہیں۔ امتحان دیا جواب درست تھے تو مولانا عبد الوہاب نے صرف نحو پڑھنے کے

لئے زمرہ طلباء میں داخل کر لیا۔ ۱۸۸۱ء میں منشی کلاس اورینٹل کالج میں داخلہ بھی لے لیا۔ پھر ۱۸۸۲ء سے ۱۸۹۲ء تک دس سال میں منشی، منشی فاضل، مولوی فاضل، بی۔ اے، ایم۔ اے تک دس سال میں گیارہ ڈگریاں حاصل کر لیں۔ ہمیشہ یونیورسٹی بھر میں اول یا دوم آتے رہے۔

مولانا عبدالحکیم کلانوری، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے یگانہ روزگار حضرات سے مولانا

روحی نے اکتساب علم کیا۔ آپ یونیورسٹی میں اوّل آتے رہے تو آپ کو وظیفہ ملنا شروع ہوا۔ پھر ملازمت بھی مل گئی۔ ۱۸۹۲ء میں ہی اورینٹل کالج کے پروفیسر لگ گئے۔ آپ نے یتیمی کے دور میں بڑی مشقت سے تعلیم حاصل کی۔ جب ان واقعات کا اولاد کے سامنے تذکرہ کرتے تو آنسو بھر لاتے۔ تمام بھائیوں اور والدہ کی خدمت کی۔ سالانہ رخصت کا عرصہ ہمیشہ والدہ کے پاس کٹھالہ گاؤں میں گزارتے۔

آپ نے فارسی و عربی ادب میں اتنا رسوخ حاصل کر لیا کہ ان زبانوں میں شعر گوئی شروع کر دی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں میں مولانا محمد حسین آزاد، مولانا حالی، مولانا شبلی، نواب بہاول پور، علامہ اقبال، نواب محسن الملک سے رابطہ ہوا تو آپ کے علم کے جوہر کھلنے لگے اور شعر گوئی نے شہرت حاصل کر لی۔

جناب محمد ذوالفقار رانا نے پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۸۳ء میں پی ایچ ڈی کے لئے ”مولانا اصغر علی روحی احوال و آثار اور ان کے عربی دیوان شعر کی جمع و ترتیب“ کے عنوان پر چار جلدوں میں مقالہ لکھا۔ جس میں مولانا روحی کا عربی کلام سارا جمع ہو گیا۔ فارسی دیوان بھی مولانا روحی کے بیٹے ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی صدر شعبہ عربی و اسلامیات گورنمنٹ کالج لاہور کے پاس موجود تھا۔ مولانا روحی ۱۸۹۲ء سے پروفیسر لگے۔ ۱۹۳۱ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ اسلامیہ کالج کی تعمیر میں چھ بلاک بنے تو ایک بلاک کو ”روحی بلاک“ کا نام دیا گیا۔ میاں امیر الدین، جناب حمید نظامی، چوہدری رحمت علی، خلیفہ شجاع الدین، مولانا غلام رسول مہر، شفاء الملک، حکیم محمد حسن قریشی، چوہدری محمد علی (سابق وزیر اعظم پاکستان) ایسے سینکڑوں نامور شخصیات کو آپ کے شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ انجمن حمایت اسلام کے اکتوبر ۱۸۹۷ء میں مدرسہ حمیدیہ کے سربراہ بنے۔ انجمن نعمانیہ ۱۳۰۴ھ میں قائم ہوئی۔ اس میں بھی آپ نے خدمات سرانجام دیں۔ غرض سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں آپ مختلف ممتاز عہدوں پر سرفراز رہ

کر تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی شہرت کے باعث ملک بھر کی دینی، تعلیمی، اسلامی، قومی کانفرنسوں میں بھی آپ شریک ہوتے رہے۔

سر میاں محمد شفیع، سر فضل حسین، سر عبدالقادر، سر شہاب الدین، مولانا سید انور شاہ کشمیری، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر علامہ اقبال، مولانا احمد علی لاہوری ایسے حضرات سے آپ کا دوستانہ تھا اور یہ سبھی حضرات آپ کو دل و جان سے احترام دیتے تھے۔ حضرت لاہوریؒ کے بہت

سارے رسائل پر مولانا اصغر علی روحی کی تقریظات ہیں

جب افتتاحی تقریب منعقد ہوئی تو مولانا احمد علی لاہو موقع پر مولانا اصغر علی روحی نے ”بنائے قاسم العلوم“ کے عربی دیوان میں موجود ہے۔ مولانا اصغر علی روحی ابوالرشید عبدالعزیز خطیب مزنگ ان دو حضرات کے میرا جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ مولانا احمد علی لاہوری نے مدرس جامعہ فتحیہ اچھرہ والوں کو آگے کر دیا۔ ۳۰ مئی ۱۹ میں آپ کا لاہور میں وصال ہوا اور وصیت کے م ہوئے۔ تراسی سال آپ نے عمر پائی۔ آپ کی وفات آپ کی تاریخ وفات کہی۔ اس کے آخری مصرعہ سے

بمرگ عالم دیں مثل روحی فوت عالم شد

بطاعات خدا و مصطفیٰ عمرے بسر کردہ

بسال انتقال آن یگانہ عالم و فاضل

آپ کے فرزند ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی لیکن ایک تاریخ جو رباعی کی شکل میں حسب ذیل ہے یوم وفات یعنی ۲۷ رمضان کا ذکر بھی موجود ہے ۷

بیدار چو شد فتنہ و چوں امن بخفت

ءارىء وفاءش ءوزاءاف ءسءم

وفاء ءے وقء اءفاقاً آء ءے سب ءراءى سے سرءء ءى طرف ءوره ءے لئے ءا رهے صاءب ءى ءىرء معلوم ءرنے ءے لئے ءههرے۔ نماز پر بٹهاى ءىا ءو آء ءو رءءءى اءا ءرنے ءے بعء نے عرض ءىا ءه عصر ءى ءار رءءءى پڑهنى ءابئے ءهىں

سارے رسائل پر مولانا اصغر علی روحی کی تقریظات ہیں۔ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ باغ لاہور کی جب افتتاحی تقریب منعقد ہوئی تو مولانا احمد علی لاہوری نے مولانا اصغر علی روحی کو مدعو کیا۔ اس موقع پر مولانا اصغر علی روحی نے ”بنائے قاسم العلوم“ پر عربی میں ارتجالاً نظم بھی لکھ کر سنائی جو آپ کے عربی دیوان میں موجود ہے۔ مولانا اصغر علی روحی نے مولانا احمد علی لاہوری شیرانوالہ اور مولانا ابوالرشید عبدالعزیز خطیب مزنگ ان دو حضرات کے متعلق وصیت بھی کی تھی کہ ان دو میں سے کوئی میرا جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ مولانا احمد علی لاہوری نے جنازہ پر اپنے نمائندہ کے طور پر مولانا مہر محمد مدرس جامعہ فتحیہ اچھرہ والوں کو آگے کر دیا۔ ۳۰ مئی ۱۹۵۴ء مطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ میں آپ کا لاہور میں وصال ہوا اور وصیت کے مطابق اپنے گاؤں کٹھالہ گجرات میں مدفون ہوئے۔ تراسی سال آپ نے عمر پائی۔ آپ کی وفات پر آپ کے شاگرد مولانا غلام دستگیر نامی نے آپ کی تاریخ وفات کہی۔ اس کے آخری مصرعہ سے ۱۹۵۴ء کا سال نکلتا ہے۔

بزرگ عالم دیں مثل روحی فوت عالم شد ہمی گفتند چوں ناگاہ شد اصغر علی روحی

بطاعات خدا و مصطفیٰ عمرے بسر کردہ سوئے جنت بعز و جاہ شد اصغر علی روحی

بسال انتقال آن یگانہ عالم و فاضل بگفتا می جدا اے آہ شد اصغر علی روحی

(۱۹۵۴ء)

آپ کے فرزند ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی نے ان کی متعدد تاریخ ہائے وفات نکالی ہیں۔ لیکن ایک تاریخ جو رباعی کی شکل میں حسب ذیل ہے اس میں خوبی یہ ہے کہ سال ہجری کے ساتھ یوم وفات یعنی ۲۷ رمضان کا ذکر بھی موجود ہے۔

بیدار چو شد فتنہ و چوں امن بخفت روحی ز جہاں زیر زمیں روئے نہفت

تاریخ وفاتش چو زباتف جستم سہ یوم چو ماندہ زمہ رمضان گفت

(۱۳۷۳هـ)

وفاء ءے وقء اءفاقاً آٲ ءے سب سے بڑے صاءبزااء مولوى فضل ءق مرءوم ءراچى سے سرءء ءى طرف ءوره ءے لئے ءاربے ءهے ءه اىء راء ءے لئے لاهور آئے اور والء صاءب ءى ءىرء معلوم ءرنے ءے لئے ءهہرے۔ اسى روز ءب آٲ ءو عصر ءى نماز ءے لئے ءائے نماز ٲر بٹھایا ءیا ءو آٲ ءو رءءىء اءا ءرنے ءے بعء ءائے نماز ٲر ٲى لیٹ ءئے۔ ان ءے صاءبزااء نے عرض ءیا ءه عصر ءى ءار رءءىء ٲڑھنى ءاہئے ءهیں لیءن آٲ نے ءو رءءىء ٲڑھ ءر ٲى سلام ٲهیر

دیا ہے۔ اس پر مولانا نے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ خاموش رہو۔ جائے نماز پر لیٹتے ہی جان رحمت حق کے سپرد کر دی۔ سفری نماز دو رکعت پڑھ کر سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ خوب! مولانا اصغر علی روحی ایک مابوار رسالہ شائع کرتے تھے۔ جس کا نام ”الہدیٰ“ تھا۔ اس میں مرزا قادیانی کے سابق مرید جو بعد میں مرزا قادیانی کے اعلیٰ درجہ کے مخالفین میں شامل ہو گئے تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے رد میں ”الذکر الحکیم نمبر ۶“ شائع کیا۔ اس پر مولانا روحی نے تقریظ لکھی جو یہ ہے۔

تقریظ ”الذکر الحکیم“

”ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ایم۔ بی اسسٹنٹ سرجن فرسٹ گریڈ ریاست پٹیالہ نے مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ”الذکر الحکیم“ کے نام سے ایک رسالہ نمبر ۶ شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں انہوں نے نہایت محنت کے ساتھ مرزا قادیانی کی عیاریوں کا تار و پود کھول کر دکھایا ہے۔ چونکہ واقعات مندرجہ بر بنائے عینی شہادت کے قلمبند ہوئے ہیں۔ اس لئے ان میں عدم صحت کا گمان نہیں چل سکتا۔ یہ رسالہ بالخصوص ان کم استعداد لوگوں کے لئے جو اس شخص کے دعاوی پر پھسل جایا کرتے ہیں اور اس کے مریدوں کو جواب دینے پر معذور ہو جاتے ہیں۔ ایک نہایت مفید آلہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مرزا قادیانی کے مرید یا تو سرے سے پڑھنے کی تکلیف ہی نہ اٹھائیں گے۔ یا پڑھ کر دیوار پر دے ماریں گے اور دو چار صلواتیں سنا دیں گے۔ جو ان لوگوں کا شیوہ قدیم ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہی امر اس رسالہ کی صداقت کی دلیل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہئے کہ اس کے جواب کی امید نہ رکھیں۔ قل موتوا بغیظکم پر عمل کریں۔ مرزا اور مرزائیوں نے آج تک نہ تو کسی کا جواب دیا ہے نہ دے سکتے ہیں۔ مگر یقین سمجھ لیں کہ ایسے رسالہ کا اثر عام طبائع پر نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء! رسالہ مذکورہ قیمت چار آنے علاوہ محصول ڈاک منیجر صاحب مطبع عزیزی تراوڑی ضلع کرنال سے مل سکتا ہے۔“

یہ رسالہ انشاء اللہ العزیز احتساب قادیانیت کی جلد ۲۰ میں شائع ہو رہا ہے۔

نزل مسیح علیہ السلام کی احادیث اور مرزا قادیانی

اسی ماہوار رسالہ (الہدیٰ ج ۴ نمبر ۶ ص ۳۷ تا ۳۹) پر مولانا روحی کا یہ فتویٰ شائع ہوا۔

سوال..... کیا نزول مسیح کی حدیث مرزا قادیانی کی مؤید ہے؟ جواب..... جو امر نص آیت یا نص حدیث یا اجماع علمائے امت مرحومہ سے پایہ ثبوت تک پہنچ

جائے۔ اس میں ایماندار کو چون و چرا کرنے کا کوئی موقع بروئے اصول عربیت موازنہ کر کے صحیح معنی کا استنباط کر معیار جو علمائے اصول نے قرار دیا ہے، مدنظر رہنا چاہئے مرکز اصول سے نہ ہٹنے دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ یقیناً صحیح ہے بھاگا کرتے ہیں اور اگر کہیں اصول ان کے موافق پڑتا ہے کر لئے تیار ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ اصول کہ الفاظ ہمیشہ اپ اس صورت میں کہ معنی حقیقی کے لینے سے کسی دیگر نص یا آج کے رو سے کوئی محال لازم آتا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں پڑے گا اور وہ معنی مجازی منجملہ ان اقسام مجاز کے ہوں گے ہے۔ مثلاً نزول مسیح کی حدیث میں مسیح علیہ السلام کے متعل السلام صلیب کو توڑیں گے) وارد ہے۔ مگر قادیانی یہ معنی نہیں۔ بلکہ مسیح بروزی مراد ہے۔ یعنی ایسا شخص جس میں گے۔ کسر صلیب سے مراد یہ ہے کہ وہ نصاریٰ کو دلائل سے سوال کیا جائے کہ کسر صلیب کو حقیقی معنی پر محول کرنے پیغمبر ﷺ نے مکہ فتح کیا تو بیت اللہ کے اندر جس قدر بت کے تمام آثار مٹا دیئے۔ اسی طرح اگر مسیح علیہ السلام ناز میں کون سی خرابی لازم آتی ہے۔ اگر کسر صلیب سے دلائل کی نئی بات ہے؟ کیونکہ شروع اسلام سے آج تک علمائے رد لکھتے رہے ہیں اور اس قدر لکھا ہے کہ اب نہ تو کوئی نیا اے نیا جواب دینا ہے۔ نصاریٰ کے اعتراضات اسلام و بانی اور ان کے جوابات اظہر من الشمس ہیں۔ چنانچہ اہل علم انہیں چند ایک

ءبائے هوئے مضمون كو بار بار ءبایا كرتے نهی سنا ءس كو بزرگان سلف نے نهایت زور كے ساتھ رد كئی ايك بزرگواروں نے عیسائیوں كا ایسا ناك میں دم بن صورت نظر نهی آئی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ كی كتاب ”الءو

جائے۔ اس میں ایماندار کو چون و چرا کرنے کا کوئی موقع نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں آیت و حدیث کا بروئے اصول عربیت موازنہ کر کے صحیح معنی کا استنباط کرنا ضروری ہے اور علیٰ ہذا اجماع کی صحت کا معیار جو علمائے اصول نے قرار دیا ہے، مدنظر رہنا چاہئے اور اگر مخالف کجروی کرنے لگے تو اسے مرکز اصول سے نہ ہٹنے دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ یقیناً سچ ہے کہ تمام اہل بدعت و ہوا ہمیشہ اصول سے بھاگا کرتے ہیں اور اگر کہیں اصول ان کے موافق پڑتا ہے تو وہاں شیر کی طرح اہل حق کے مقابلہ کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ اصول کہ الفاظ ہمیشہ اپنے معانی حقیقت پر محمول ہوں گے۔ الا اس صورت میں کہ معنی حقیقی کے لینے سے کسی دیگر نص یا اجماع کی مخالفت لازم آئے یا صریح عقل کے رو سے کوئی محال لازم آتا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں ضرورتاً ہمیں لفظ کو مجازی معنی پر محمول کرنا پڑے گا اور وہ معنی مجازی منجملہ ان اقسام مجاز کے ہوں گے۔ جن کی تفصیل کتب اصول میں مندرج ہے۔ مثلاً نزول مسیح کی حدیث میں مسیح علیہ السلام کے متعلق ”یکسر الصلیب“ (یعنی مسیح علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے) وارد ہے۔ مگر قادیانی یہ معنی لیتا ہے۔ لفظ مسیح سے مسیح ابن مریم مراد نہیں۔ بلکہ مسیح بروزی مراد ہے۔ یعنی ایسا شخص جس میں مسیح علیہ السلام کے کمالات جلوہ گر ہوں گے۔ کسر صلیب سے مراد یہ ہے کہ وہ نصاریٰ کو دلائل کے رو سے مغلوب کرے گا۔ مگر جب یہ سوال کیا جائے کہ کسر صلیب کو حقیقی معنی پر محمول کرنے سے کون سا امر مانع ہے؟ دیکھو جب پیغمبر ﷺ نے مکہ فتح کیا تو بیت اللہ کے اندر جس قدر بت تھیں سب کو پاش پاش کر دیا اور شرک کے تمام آثار مٹا دیئے۔ اسی طرح اگر مسیح علیہ السلام نازل ہو کر کفر کے آثار کو مٹائیں گے تو اس میں کون سی خرابی لازم آتی ہے۔ اگر کسر صلیب سے دلائل کے ساتھ مغلوب کرنا مراد ہے تو یہ کون سی نئی بات ہے؟ کیونکہ شروع اسلام سے آج تک علمائے امت دلائل قاطعہ کے ساتھ نصاریٰ کا رد لکھتے رہے ہیں اور اس قدر لکھا ہے کہ اب نہ تو کوئی نیا اعتراض پیش ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی شخص نیا جواب دیتا ہے۔ نصاریٰ کے اعتراضات اسلام و بانی اسلام کے برخلاف مشہور و معروف ہیں اور ان کے جوابات اظہر من الشمس

ہیں۔ چنانچہ اہل علم خوب واقف ہیں کہ پادری لوگ ہمیشہ انہیں چند ایک چبائے ہوئے مضمون کو بار بار چبایا کرتے ہیں۔ ہم نے آج تک کوئی نیا اعتراض نہیں سنا جس کو بزرگان سلف نے نہایت زور کے ساتھ رد نہ کر دیا ہو اور موجودہ صدی کے علماء میں کئی ایک بزرگواروں نے عیسائیوں کا ایسا ناک میں دم کیا ہے کہ بجز گریز کے عیسائیوں کو کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب 'الجواب الصحيح لمن بدل دین

المسیح“ کیا اہل کتاب کے رد میں کچھ کم ہے؟ علامہ ابن حزم کی ملل ونحل نے جو خامہ فرسائی کی ہے اور جو الزامات نصاریٰ پر قائم کئے کیا نصاریٰ کی شکست کے لئے کافی نہیں؟ موجودہ زمانہ میں علامہ آلوسی بغدادی اور مولوی رحمت اللہ مہاجر کرانوی مرحوم کے مباحثات ایسے نہیں کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں ہمیں کوئی نئی تیاری کرنی پڑے؟ انہیں جوابات کو کانٹ چھانٹ کر کے موجودہ علماء نصاریٰ کی تردید بخوبی کر سکتے ہیں۔ اہل یورپ کا فتنہ و فساد جو مذہب اسلام میں رخنہ انداز ہو رہا ہے سوائے نصاریٰ سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ وہ علوم جدیدہ کے رو سے حملے کیا کرتے ہیں اور وہ حملے مقدس اسلام کی نسبت مسیحیت پر سب سے پہلے عائد ہوتے ہیں اور علوم فلسفہ تو ہمیشہ مذہب کے پہلو بہ پہلو چلا کئے ہیں۔ مگر مذہب ہی ہمیشہ غالب رہا۔

سچ ہے آدمی جب جھوٹ بولتا ہے تو اسے جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے کئی ایک اور جھوٹ گانٹھنے پڑتے ہیں۔ قادیانی نے جب اپنے تئیں بروزی مسیح قرار دیا تو یہ سوچا کہ مسیح کے کمالات میں مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھیوں، اندھوں کا تندرست کرنا بھی قرآن میں مذکور ہے۔ مخالفین معجزہ کی استدعا کریں گے تو نہایت بے باکی کے ساتھ الفاظ کو ان کے غیر مقصود معانی پر حمل کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اس سے دل کے اندھوں اور کوڑھیوں کا تندرست کرنا مقصود ہے۔ ورنہ در حقیقت مسیح معجزہ نہیں دکھاتے تھے۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہتا ہے کہ وہ مسمریزم کا عمل کیا کرتے تھے۔ اگر میں اس عمل کو حقیر نہ سمجھتا تو مسیح سے کم نہ تھا۔ (عجیب تناقض یہ کہ) ہم کہتے ہیں کہ علمائے امت نے بدلائل ثابت کر دیا ہے کہ کاذب خرق عادات کا حامل نہیں ہے۔ ”کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی“ دیکھو کہ ہر ایک زمانہ کا فلسفہ اپنے اپنے وقت میں مذہب کا مقابلہ کرتا رہا۔ مگر مذہب بدستور اسی حالت پر قائم رہا۔ اس کے اصول میں سرِ مو فرق نہیں آیا۔ اس لئے مرزا کا یہ کہنا کہ وہ عیسائیت کو توڑ ڈالے گا۔ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ جو ہرگز قابل سماعت نہیں۔ کیونکہ مرزا کی اس قدر خامہ فرسائی سے عیسائیت میں کچھ فرق نہیں آیا۔ عیسائی بدستور اپنی

کاروائی کئے جا رہے ہیں اور اگر کہا جائے ”فی حد ذاته“ حق کو باطل سے علیحدہ کر کے دکھانا مقصود ہے۔ خواہ عیسائی مانیں یا نہ مانیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ کام تو قرآن مجید نے بزمانہ حیاتِ نبویؐ پورا کر دکھایا تھا اور بعد ازاں علماء اسلام ہمیشہ ایسا کرتے رہے۔ مرزا نے کون سی نئی بات کی جس سے وہ مستحقِ نبوت ہو گیا؟ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آنے والا مسیح تمام اختلاف کو دور کر کے مختلف فرقوں کو ایک بنا دے گا۔ مگر مرزا نے مسلمانوں میں ایسی تفریق پیدا کر دی کہ سلام، طعام، کلام وغیرہ سب کچھ مریدوں

سے چھڑوا دیا۔ چنانچہ اب انہیں مسلمانوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رہا۔ ”انا لله وانا الیہ راجعون“ بہر صورت حدیث نزول مسیح علیہ السلام کو تاویلات رکیکہ وہ پیش کرتا ہے محض بے جوڑ باتیں ہیں

مرزا قادیانی کی تاریخ وفات

مولانا اصغر علی روحی کے شاگرد مولانا غلام وفات کے عنوان سے مرزا غلام احمد کی تاریخ ہائے وف ہیں۔ ان میں سب سے پہلے ان کی اپنی نکالی ہوئی تاریخ

ہو فی النار ایک مرد شریر

فتنے اور تفرقے مٹے سارے

بہم گشت خواہشے پیدا

گفت نامی ز

مر گیا قادیان

اس كے بعد ٲیر ءماعت على شاه صاءب ”لقد دءل فى قع ۲۶ هـ

قاضى فضل حق (ٲروفیسر ءورنمنٹ كالج لا ”مورزا بهینگا ۲۶ هـ

ءلام حیدر صاءب كى كهى ٲوئى تاریخ: ”ءشم ما روشن ۲۶ هـ

اور سب سے آءر مولانا اصغر على روى كى

سے چھڑوا دیا۔ چنانچہ اب انہیں مسلمانوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رہا۔ ”انا لله وانا اليه راجعون“

بہر صورت حدیث نزول مسیح علیہ السلام کو مرزا قادیانی سے کسی قسم کا تعلق نہیں اور جو تاویلات رکیکہ وہ پیش کرتا ہے محض بے جوڑ باتیں ہیں۔ جن کی تائید کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

مرزا قادیانی کی تاریخ وفات

مولانا اصغر علی روحی کے شاگرد مولانا غلام محمد نامی صاحب نے قادیانی کی تاریخ وفات کے عنوان سے مرزا غلام احمد کی تاریخ ہائے وفات جو مختلف اصحاب نے نکالی تھیں نقل کی ہیں۔ ان میں سب سے پہلے ان کی اپنی نکالی ہوئی تاریخ ہے۔ جو یہ ہے۔

ہوا فی النار ایک مرد شریر کیوں نہ شیطان آج ہوں دلگیر

فتنے اور تفرقے مٹے سارے پائے مفسد میں پڑ گئی زنجیر

بدلم چوں خواستم پیدا کہ کنم سال فوت او تحریر

گفت نامی زروئے الہامی

مر گیا قادیان کا خنزیر

..... ۱۳۲۶ھ = ۱۳۲۵ + ۱

اس کے بعد پیر جماعت علی شاہ صاحب کی نکالی ہوئی تاریخ یہ لکھی ہے:

”لقد دخل فی قعر جہنم“

قاضی فضل حق (پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور) کی نکالی ہوئی تاریخ:

”میرزا بھینگہ بمرد“

۱۳۲۶ھ

غلام حیدر صاحب کی کہی ہوئی تاریخ:

”چشم ما روشن و دل ماشاد“

۱۳۲۶ھ

اور سب سے آخر مولانا اصغر علی روحی کی نکالی ہوئی دو تاریخیں لکھی گئی ہیں:

۱..... ”دجال قادیانی کا اب خاتمہ ہو گیا۔“ ۲..... ”روح خیث“ ۱۳۲۶ھ

۱۳۲۶ھ

ان سب سے ۱۳۲۶ھ کا سال برآمد ہوتا ہے۔

قادیانیت کا تعاقب

مولانا اصغر علی روحی عمر بھر فرق باطلہ کے خلاف برسریکار رہے۔ قادیانیت کی تردید آپ کی زندگی کا عظیم مشن تھا۔ ابوالقاسم رفیق دلاوری اپنی گراں قدر کتاب ”آئمہ تلبیس“، ص ۲۸۳ (طبع عالمی مجلس ملتان مئی ۲۰۱۰ء) میں ابوالطیب احمد بن حسین متنبی کے حالات بعنوان ”دعویٰ نبوت و امساک باران کا معجزہ“ میں لکھتے ہیں: ”ہمارے مرزا غلام احمد قادیانی نے از راہ نادانی اپنے رسالہ اعجاز احمدیہ کو معجزہ کی حیثیت سے پیش کر کے علمائے امت سے اس کا جواب لکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس چیلنج کے جواب میں قاضی ظفر الدین مرحوم جو ہمارے ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور مولانا اصغر علی روحی اور بعض دوسرے علماء نے اس سے کہیں بہتر عربی قصائد لکھ کر شائع کر دیئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے دوسرے علمائے حق کی طرح کوئی قصیدہ تو نہ لکھا البتہ ایک مہتمم بالشان کارنامہ یہ انجام دیا کہ سیف چشتیائی میں ”اعجاز المسیح“ کے اغلاط اور مسروقات کا انبار لگا کر مرزائی عربی دانی کی دھجیاں بکھیر دیں۔“

۲..... دلاوری صاحب اسی کتاب کے دوسرے مقام پر یوں رقمطراز ہیں: ”اس نام نہاد

قصیدہ کے مقابلہ میں قاضی ظفر الدین مرحوم سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور جو ہمارے ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ایک قصیدہ بنام ”قصیدہ رائیہ“ شائع کیا جس کے ۱۶۲ اشعار صوفیا کتاب ”الہامات مرزا ص ۱۰۳ تا ۱۰۵“ میں نقل کئے گئے ہیں۔ اعجاز احمدی کے جواب میں مولانا غنیمت حسین مونگیری نے بھی ایک کتاب ”ابطال اعجاز مرزا“ دو حصوں میں لکھی۔ پہلے حصہ

میں مرزائی نظم کے اغلاط ظاہر کئے اور دوسرے حصہ میں سوا چھ سوا اشعار کا نہایت فصیح و بلیغ عربی قصیدہ لکھا۔ یہ رسالہ چھپ چکا ہے اور پنجاب میں بعض حضرات کے پاس موجود ہے۔ مولانا اصغر علی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے بھی اعجاز احمدی کے جواب میں ایک قصیدہ شائع کیا۔ اس قصیدہ کا مطلع یہ تھا۔

تسیر الی ربع الحبيب الزوامل فمالک شوقا هیجته المنازل

(اونٹنیاں منزل حبیب کی طرف جا رہی ہیں۔ اللہ رے وہ شوق جس کو منازل نے ابھارا ہے۔)“ (آئمہ تلخیص ص ۲۶۷، ۲۶۸، طبع مئی ۲۰۱۰ء، عالمی مجلس ملتان بعنوان مسیح قادیان کی عربی دانی)

۱۹

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں: ”ایک مرتبہ انہوں نے شرمناک قسم کی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کو لکھ بھیجیں۔ مر ۱۹۰۳ء ص ۵ قادیان میں یہ لکھ کر ان سے پیچھا چھڑایا کہ نہ میں ایک دفعہ انہوں نے مرزا کے رسالہ ”حماتہ البشری“ کی غلط خواجہ کمال الدین کو خفا کر دیا تھا۔“

۳..... ”کتاب (رئیس قادیان ج ۲ ص ۵۵۵ تا ۵۵۸) مر

باب ۵۸ میں ”حکیم نورالدین سے مولانا اصغر علی روحی کی ایک واقعہ درج ہے: ”قادیانی صاحب سخن سازی اور پروپیگنڈہ علمی استعداد سے ایک بڑی حد تک بے نصیب تھے۔ البتہ احسن امروہی مرزائیوں میں ذی علم اور صاحب استعداد ت شہتیر تھے جن کے سہارے الہامی صاحب اتنا زمانہ فضائے دونوں میں حکیم نورالدین کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ بلکہ اص کے بانی و مؤسس تھے اور مرزا قادیانی تو محض آلہ کار اور صاحب پیچھے سے ڈوری کھینچتے تو یہ پتلی حرکت میں آجاتی۔ لاہور تشریف لائے اور کشمیری دروازہ میں محرم علی چشتی کے حکیم صاحب کی پرانی دوستی

تھی۔ ایک نہایت معمر طیب ج میں حکیم نورالدین کے رفیق کار تھے۔ مجھے بتایا کہ حکیم نور جموں سے خارج کئے گئے تھے۔

جب حکیم صاحب لاہور آ کر مولوی محرم علی چشتی روحی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ان کے دیکھنے کے ل عنفوان شباب تھا۔ ان کے جانے سے پیشتر مولوی زین الع دروازہ شیرانوالہ لاہور جو مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میاں س تھے۔ حکیم صاحب سے گفتگو کر رہے تھے۔ مولوی زین العابد سوال کے جواب میں مولوی زین العابدین نے کہا کہ اس س نورالدین نے کہا کہ ترجیح بلامرجح تو محض منطقیوں کا ایک ڈ مولوی زین العابدین نے پوچھا وہ کیسے؟ حکیم صاحب نے وج

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں: ”ایک مرتبہ انہوں نے مرزا کی بعض عربی کتب میں سے شرمناک قسم کی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کو لکھ بھیجیں۔ مرزا قادیانی نے اخبار الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء ص ۵ قادیان میں یہ لکھ کر ان سے پیچھا چھڑایا کہ نہ میں عربی کا عالم ہوں اور نہ شاعر ہوں۔ ایک دفعہ انہوں نے مرزا کے رسالہ ”حماتۃ البشریٰ“ کی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کے حواری خواجہ کمال الدین کو خفا کر دیا تھا۔“

(ائمہ تلبیس ص ۲۶۸ طبع ملتان)

۳..... کتاب (رئیس قادیان ج ۲ ص ۵۵۵ تا ۵۵۸) مرتبہ ابوالقاسم رفیق دلاوری بعنوان

باب ۵۸ میں ”حکیم نور الدین سے مولانا اصغر علی روحی کی ایک علمی جھڑپ“ حسب ذیل دلچسپ واقعہ درج ہے: ”قادیانی صاحب سخن سازی اور پروپیگنڈا بازی کے فن میں تو طاق تھے۔ لیکن علمی استعداد سے ایک بڑی حد تک بے نصیب تھے۔ البتہ مولوی حکیم نور الدین اور مولوی محمد احسن امروہی مرزائیوں میں ذی علم اور صاحب استعداد ہستیاں مانی جاتی تھیں اور یہی وہ دو شہتیر تھے جن کے سہارے الہامی صاحب اتنا زمانہ فضائے تعلیٰ میں پرواز کرتے رہے۔ پھر ان دونوں میں حکیم نور الدین کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ وہی مرزائیت کی عمارت کے بانی و مؤسس تھے اور مرزا قادیانی تو محض آلہ کار اور کٹھ پتلی کا حکم رکھتے تھے۔ جب حکیم صاحب پیچھے سے ڈوری کھینچتے تو یہ پتلی حرکت میں آ جاتی۔ ایک مرتبہ بانی سلسلہ حکیم نور الدین لاہور تشریف لائے اور کشمیری دروازہ میں محرم علی چشتی کے مکان پر ٹھہرے۔ مولوی محرم علی سے حکیم صاحب کی پرانی دوستی تھی۔ ایک نہایت معمر طبیب نے جو مہاراجہ جموں و کشمیر کی ملازمت میں حکیم نور الدین کے رفیق کار تھے۔ مجھے بتایا کہ حکیم نور الدین اور مولوی محرم علی ایک ساتھ جموں سے خارج کئے گئے تھے۔

جب حکیم صاحب لاہور آ کر مولوی محرم علی چشتی کے مکان میں ٹھہرے تو مولانا اصغر علی روحی سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ان کے دیکھنے کے لئے گئے۔ اس وقت مولانا اصغر علی کا عنفوان شباب تھا۔ ان کے جانے سے پیشتر مولوی زین العابدین مدرس عربی اسلامیہ ہائی سکول دروازہ شیرانوالہ لاہور جو مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے اقرباء میں سے تھے۔ حکیم صاحب سے گفتگو کر رہے تھے۔ مولوی زین العابدین اچھے لسان اور مقرر نہیں تھے۔ ایک سوال کے جواب میں مولوی زین العابدین نے کہا کہ اس سے تو ترجیح بلامرجح لازم آئے گی۔ حکیم نور الدین نے کہا کہ ترجیح بلامرجح تو محض منطقیوں کا ایک ڈھکوسلہ ہے۔ ترجیح بلامرجح جائز ہے۔ مولوی زین العابدین نے پوچھا وہ کیسے؟ حکیم صاحب نے دو روپے جیب سے نکال کر ہاتھ پر رکھے

اور مولوی صاحب سے کہا ایک اٹھا لیجئے۔ انہوں نے ایک روپیہ اٹھا لیا۔ پوچھا اس دوسرے کو کیوں نہیں اٹھایا؟ مولوی زین العابدین سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ مولانا اصغر علی ایک طرف بیٹھے تھے۔

مولوی زین العابدین سے کہنے لگے مولوی صاحب کہہ دیجئے کہ ارادہ ازلی اس کے اٹھانے سے متعلق تھا۔ دوسرے سے متعلق نہیں تھا۔ یہی وجہ ترجیح ہے۔ حکیم نور الدین نے کہا بس صاحب یہ ٹھیک نہیں۔ یا یہ بولیں یا آپ خود گفتگو کر لیں۔ مولوی زین العابدین، روحی صاحب سے کہنے لگے اچھا آپ آکر گفتگو فرمائیے۔ اس مجلس میں فقیر جلال الدین مرحوم مجسٹریٹ بھی موجود تھے۔ وہ بولے ہاں مولوی صاحب آپ آئیے اور گفتگو فرمائیے۔ غرض مولانا روحی کو زبردستی ان کے مقابل کر دیا۔ اس سے پیشتر حکیم صاحب بہت لافیں مار چکے تھے کہ ہم نے مصر سے منطق کی ایک نئی کتاب منگوائی ہے۔ جس میں منطقیوں کی متعدد تعبیریں غلط اور باطل ثابت کی گئی ہیں اور اس سلسلہ گفتگو میں وہ امام غزالی اور امام رازی پر بھی ہاتھ صاف کر گئے تھے۔ روحی صاحب نے سوال کیا کہ آپ نے منطق کو باطل کہا ہے۔ کیا ساری منطق باطل ہے یا اس کے کوئی خاص قواعد یا اس کا کوئی حصہ؟ حکیم نور الدین نے کہا یہ بتانا تو مشکل ہے کہ منطق کا کتنا حصہ باطل اور کتنا صحیح ہے۔ مولانا اصغر علی نے فرمایا کہ اگر یہ نہیں بتلا سکتے تو ممکن ہے کہ آپ اثنائے گفتگو میں کسی سوال کے جواب میں کہہ دیں کہ یہ غلط اصول پر مبنی ہے۔ میں اس کو نہیں مانتا۔

اس لئے جب تک یہ مسئلہ صاف نہ ہو جائے کہ آپ کون کون سے اصول مانتے ہیں اور کون کون سے نہیں مانتے۔ اس وقت تک گفتگو بیکار ہے۔ حکیم صاحب لاجواب ہو گئے اور سوچنے لگے۔ ان ایام میں مولانا روحی کی رگوں میں جوانی کا خون دوڑ رہا تھا۔ جب دیکھا کہ حکیم صاحب کے منہ پر بالکل مہر سکوت لگ گئی تو جوش میں آکر کہنے لگے۔ اسی برترے پر آپ نے امام غزالی اور امام رازی پر حملہ کر دیا تھا۔ یہی آپ کی استعداد ہے؟ آپ کو تو مڈل والے لڑکوں کے برابر بھی لیاقت نہیں۔ یہ سن کر مولوی عمر علی چشتی اور فقیر جلال الدین کہنے لگے۔ نہیں مولوی صاحب جانے دیجئے ایسا نہیں ہے۔ چونکہ نماز عصر کا وقت قریب تھا۔ یہ لوگ کہنے لگے اچھا کسی دوسرے

موقع پر گفتگو ہوگی۔ مولانا روحی چلے آئے اور یہ خبر بجلی کی رو کی طرح شہر میں پھیل گئی کہ روحی صاحب نے حکیم نور الدین کو پچھاڑ دیا۔ پھر دوسری مرتبہ حکیم نور الدین حویلی کابلی مل میں آکر اقامت پذیر ہوئے۔ صوفی غلام محی الدین وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور اور مولوی زین العابدین مذکور روحی صاحب کے مکان پر گئے اور کہا کہ حکیم نور الدین آئے ہوئے ہیں۔ آپ چل کر مرزا کے دعاوی کے متعلق ان سے گفتگو کیجئے۔ روحی صاحب نے کہا: اغلب ہے کہ حکیم صاحب گفتگو پر راضی نہیں ہوں گے۔ مولانا روحی نے ان کے کہنے پر حکیم صاحب کو رقعہ لکھا کہ مرزا

کے دعاوی باطلہ کے متعلق میں آپ سے گفتگو کرنا چاہوں کہ آپ میرے پیر کی توہین کرتے ہیں اس لئے م شاید ۱۹۱۵ء میں حکیم صاحب لاہور آئے۔ روحی صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان سے گفتگو کرنا چاہیں نے کہا ہاں جا کر پوچھو۔ وہ گیا اور قاضی ظہور الدین اظہار کیا۔ قاضی ظہور الدین کہنے لگے واقعی مولوی ہاں واقعی چاہتے ہیں۔ قاضی ظہور الدین نے حکیم ص کسی مولوی سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ اصغر علی ہو جو کئی سال تک مرزائی بلکہ مرزا کے خاص حواری ایک رسالہ چھپوایا تھا اور وہ شہر بھر میں مفت تقسیم کرار

۴..... اسی طرح مولانا محمد عالم آسی امرتسر

ب عنوان ”بارہواں مقابلہ ۱۹۰۲ء جنگ نجیب دانی“ ش

”جب مرزائیوں کو مقدمہ میں شکست فامیں تک بندی لگانی شروع کر دی۔ فرط جوش غضب میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو دل کھول کر گالیاں دینی شروع کر دی۔ اخیر میں جب اس سے مولوی اصغر علی صاحب روحی وغیرہ کو کوسنا شروع کی مگر اس قدر شاعرانہ انداز سے گرا ہوا ہے کہ اگر کو کر کوئی مصالحہ موزوں نہ ہوگا۔ بایں ہمہ مرزا قادیان لوگوں کو بڑی عجلت کے ساتھ ویسا ہی جواب

لكهنے ٱر روى اور ءىكر بزرگون نے لكها اور اءباراء مے نظر انءاز كر ءفا كه غلط اشعار كا ءواب
كفا ءفا ءائے

ٱهر اسى كتاب مے اسى صاءب ۱۲۲ اشعار نقل كئے هے اور ان كى غلطفا نكالى كا نام آءا هے -
فعنم مولوى محمد حسفن بٱالوى؁ مرءوم - وه شعرفه هے -

کے دعاوی باطلہ کے متعلق میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ حکیم صاحب نے جواب میں لکھا کہ چونکہ آپ میرے پیر کی توہین کرتے ہیں اس لئے میں آپ سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے بعد شاید ۱۹۱۵ء میں حکیم صاحب لاہور آئے۔ روحی صاحب کے ایک شاگرد نے کہا کہ حکیم نورالدین آئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان سے گفتگو کرنا چاہیں تو میں جا کر دریافت کروں؟ مولوی صاحب نے کہا ہاں جا کر پوچھو۔ وہ گیا اور قاضی ظہورالدین اکمل مرزائی متوطن گولیکی سے جا کر اس خواہش کا اظہار کیا۔ قاضی ظہورالدین کہنے لگے واقعی مولوی اصغر علی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں؟ شاگرد نے کہا ہاں واقعی چاہتے ہیں۔ قاضی ظہورالدین نے حکیم صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا ہم کسی مولوی سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ اصغر علی ہو یا کوئی اور۔ اس وقت بابو عبد الحق اکاونٹنٹ نے جو کئی سال تک مرزائی بلکہ مرزا کے خاص حواری رہ کر نائب ہوئے تھے۔ مرزا قادیانی کے رد میں ایک رسالہ چھپوایا تھا اور وہ شہر بھر میں مفت تقسیم کر رہے تھے۔

۴..... اسی طرح مولانا محمد عالم آسی امرتسری اپنی کتاب (اکاذیب علی القادیانی ج ۱ ص ۸۴،

(۸۵)

ب عنوان ”بارہواں مقابلہ ۱۹۰۲ء جنگ غیب دانی“ میں لکھتے ہیں۔

”جب مرزائیوں کو مکہ میں شکست فاش ہوئی تو مرزا قادیانی کو بڑا طیش آیا اور عربی نظم میں بکواس بکنی شروع کر دی۔ فرط جوش غضب میں پانچ سو سے زیادہ شعر لکھ مارے۔ جن میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو دل کھول کر گالیاں دیں اور جب وہ بخار نکل گیا تو اپنے دعاوی کی رٹ لگانی شروع کر دی۔ اخیر میں جب اس سے فارغ ہوئے تو پیر صاحب اور سید علی حائری اور مولوی اصغر علی صاحب روحی وغیرہ کو کوسنا شروع کر دیا..... یہ قصیدہ نام کو تو الہامیہ اور اعجازیہ ہے۔ مگر اس قدر شاعرانہ انداز سے گرا ہوا ہے کہ اگر کسی غلط شعر کا حوالہ دینا ہو تو اس قصیدے سے بڑھ کر کوئی مصالحہ موزوں نہ ہوگا۔ بایں ہمہ مرزا قادیانی نے اپنی ہمہ دانی کا یوں غرور دکھلایا

تھا کہ لوگوں کو بڑی عجلت کے ساتھ ویسا ہی جواب لکھنے پر دعوت دی جس کا جواب مولوی اصغر علی صاحب روحی اور دیگر بزرگوں نے لکھا اور اخبارات میں شائع کیا اور عموماً اہل علم نے اس کو اس لئے نظر انداز کر دیا کہ غلط اشعار کا جواب کیا دیا جائے۔“

پھر اسی کتاب میں اسی صاحب نے میرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ سے ۱۲۲ اشعار نقل کئے ہیں اور ان کی غلطیاں نکالی ہیں۔ ان اشعار میں شعر نمبر ۷۹ میں تین بزرگوں کا نام آتا ہے۔ یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی، قاضی ظفر الدین مرحوم اور مولانا اصغر علی روحی مرحوم۔ وہ شعریہ ہے۔

تفکر بجھدک خمس عشرۃ لیلۃ فتناد حسینا او ظفرا او اصغرا

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مخالفین کو اپنی مختلف تحریروں کے ذریعے خوب کوستے اور گالیاں تک بھی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی کتاب انجام آتھم میں لکھتے ہیں: ”اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار کرتے ہیں۔ مگر مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ تمام منکرین اور مکذبین مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو منکر یا مکذب ہیں۔ وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں: مولوی نذیر حسین دہلوی، شیخ محمد حسین بٹالوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی عبدالحق حقانی مفسر دہلوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی عبدالجبار غزنوی، مولوی اصغر علی لاہوری، مولوی عبدالواحد غزنوی، مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی عبداللہ ٹونکی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولوی دلدار علی الوری۔ یہ کل ۵۸ نام ہیں جن میں مولانا روحی کا نام نمبر ۱۹ پر ہے۔ اس کے بعد سجادہ نشینوں کے ۴۸ نام ہیں جن میں ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ، صادق علی صاحب گدی نشین وتر چہتر، مہر علی شاہ سجادہ نشین گولڑہ بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد ایک خط شروع ہوتا ہے جو (انجام آتھم ص ۲۷۲ تا ۲۷۶) پر شائع ہوا۔ جو عربی میں ہے اور اس کے نیچے بین السطور فارسی ترجمہ کیا گیا ہے۔

اس خط کا عنوان یہ ہے: ”المکتوب الی علماء الہند ومشائخ ہذہ البلاد وغیرہا من البلاد الاسلامیہ“ اس کے بعد ایک ہمزہ قصیدہ ہے۔ اس خط میں ”تسعة رھط من الاشرار“ کے زیر عنوان بعض علماء کو برا بھلا کہا گیا ہے۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱..... رسل بابا امرتسری (مولوی غلام رسول)

۲..... مولوی اصغر علی لاہوری

۳..... مولوی محمد حسین بٹالوی

۴..... مولوی نذیر حسین

۵..... مولوی عبدالحق دہلوی

۶..... مولوی عبداللہ ٹونکی

۷..... مولوی احمد علی سہارنپوری

۸..... مولوی سلطان الدین جمے پوری

۹..... مولوی محمد احسن امروہی

۱۰..... مولوی رشید احمد گنگوہی

۱۱..... شیخ اللہ بخش تونسوی

۱۲..... شیخ غلام نظام الدین تونسوی

مولوی رسل بابا پر دو صفحے (انجام آتھم ص ۲۳۶، ۲۳۷)، مولوی اصغر علی پر تین صفحے (انجام آتھم ص ۲۳۸ تا ۲۴۰)، مولوی محمد حسین پر ساڑھے دس صفحے (انجام آتھم ص ۲۴۱ تا ۲۵۱) اس کے بعد باقیوں پر ایک ایک یا دو دو سطریں دی گئی ہیں۔“

(ملاحظہ ہو انجام آتھم ص ۲۴۱ تا ۲۵۲)

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے مولانا اصغر کتاب (انجام آتھم ص ۲۳۸ تا ۲۴۰) پر موجود ہے۔ جس کا میں نے اشارہ کیا تھا ان میں سے ایک حقیر و ذلیل وہ آپ کو بڑا تصور کرتا ہے اور مجھ پر افتراء و

ترک حياء کی ميں مجھ پر گالم گلوچ کرتا ہے۔ سو عنقریب اسے پتہ چل ميں شمار کر ليا گیا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کا پروکار ہے سکتا۔ وہ چاہتا ہے کہ خواہشات کی مہروں کو توڑ دے، لذتوں کے پھلوں کو چن لے۔ اگرچہ حرام کردہ چیزوں کا ہے کہ اس کے رفقاء اس کے پاس جمع رہتے ہیں اور منافق گھٹیا طبیعتوں ميں اور مستحکم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جہ گیا ہے اور جس حربہ کے اختیار کرنے سے اس کا شیطان اس کا امتحان لوں، سو ميں اس کی طرف محاربہ کے متلاشی (عالم) کے درميان فرق واضح ہو جائے اور لڑائی کے ب آرزو کو پورا کرنے کے لئے ہم اسے خوش کرتے ہیں۔ ا مخاطب بنایا تھا۔ تاکہ اس کے دل پر آئے ہوئے بادل ک پاس ایسے آ، جیسے پانی اور گھاس کا متلاشی (جانور) ہوتا ہ ہم نے اگر تجھے تھوڑے سے برسنے والے بادل کی طر بلاغت ثابت ہوئی تو ہم تجھ پر اور تیرے حسن بیان پر یقین تیری عالی شان صفات ہم شائع کر کے پھیلا دیں گے۔ لئے جائز ہے کہ تو ہماری اور ہماری تحریر کی غلطیوں پر گر غافل سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم تجھے فصیح زبان کا مالک آپ کے لئے نکتہ چینی کی اجازت ہے۔ آپ کے علاوہ مجھ پر اور میری تحریر پر عیب جوئی اور طعنہ زنی کر سکتا ہے۔ میری تحریر کی غلطیاں نکالے گا) تو تجھے لوگوں کے مابین جائے گی۔ لیکن آپ یہ عیب جوئی تب کر سکتے ہیں کہ یہ لہذا یہ کمینے آدمی کا لباس ہو سکتا ہے جو حياء سے نکل جاتا

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے مولانا اصغر علی روحی کے متعلق جو بد کلامی کی وہ اس کی کتاب (انجام آتھم ص ۲۳۸ تا ۲۴۰) پر موجود ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: ”اور جن نو آدمیوں کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا ان میں سے ایک حقیر و ذلیل وہ آدمی ہے جس کا نام اصغر علی ہے اور وہ اپنے آپ کو بڑا تصور کرتا ہے اور مجھ پر افتراء اور ترک حیاء کی بناء پر عیب لگاتا ہے اور بھری مجالس و محافل میں مجھ پر گالم گلوچ کرتا ہے۔ سو عنقریب اسے پتہ چل جائے گا کہ (مجھے) کس طرح حقیر لوگوں میں شمار کر لیا گیا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کا پیرو کار ہے۔ ایک قدم بھی تقویٰ کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ وہ چاہتا ہے کہ خواہشات کی مہروں کو توڑ دے۔ اگر چہ وہ گناہوں سے کیوں نہ ٹوٹیں اور لذتوں کے پھلوں کو چن لے۔ اگر چہ حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب کر کے انہیں چنا جائے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے رفقاء اس کے پاس جمع رہتے ہیں اور منافقوں کی صحبت سے تو نفاق ہی بڑھتا ہے اور گھٹیا طبیعتوں میں اور مستحکم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ چغل خوری میں اپنے بھائیوں سے آگے نکل گیا ہے اور جس حربہ کے اختیار کرنے سے اس کا شیطان دور ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ اختیار کیا کہ اس کا امتحان لوں، سو میں اس کی طرف محاربہ کے متلاشی کی طرح متوجہ ہوا تا کہ جاہل اور فاضل (عالم) کے درمیان فرق واضح ہو جائے اور لڑائی کے لئے مجھے وہ خود بلا رہا ہے۔ لہذا آج اس کی آرزو کو پورا کرنے کے لئے ہم اسے خوش کرتے ہیں۔ جب کہ چند سال قبل بھی میں نے اسے اپنا مخاطب بنایا تھا۔ تا کہ اس کے دل پر آئے ہوئے بادل کو ہٹا دوں۔ سو میں نے اسے کہا کہ میرے پاس ایسے آ، جیسے پانی اور گھاس کا متلاشی (جانور) ہوتا ہے اور ہمارے دستر خوان سے نفع اٹھا، پھر ہم نے اگر تجھے تھوڑے سے برسے والے بادل کی طرح پایا، یا تجھ سے قوت لا یموت جتنی بھی بلاغت ثابت ہوئی تو ہم تجھ پر اور تیرے حسن بیان پر یقین کر لیں گے اور ایمان لے آئیں گے اور تیری عالی شان صفات ہم شائع کر کے پھیلا دیں گے۔ اس (تمام تر تقریر) کے بعد اب تیرے لئے جائز ہے کہ تو ہماری اور ہماری تحریر کی غلطیوں پر گرفت کرے۔ جیسا کہ آپ ہمیں جاہل اور غافل سمجھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم تجھے فصیح زبان کا مالک، اور عربی گفتگو میں یکتا سمجھتے

هےں - تههى آٲ كے لئے نكهه ٲهنى كى اءازت هے - آٲ كے علاوه كسى اور كے لئے اءازت نهےں -
لهذا تو هى مءه ٲر اور مبرى اهرى ٲر عىب ءوئى اور طعنه زنى كر سكهتا هے - اءر تو نے اىسا كىا (يعنى
مىرے عىوب اور مبرى اهرى كى غلطىاں نكالے گا) تو تههے لوگوں كے مابىن فاضل اور اءىب سمءه
كر تبرى تعرىف كى ءائے كى - لىكن آٲ به عىب ءوئى ته كر سكهتے هےں كه ٲهله اٲنا علم اور اٲنى
برترى تو ثابت كرىں - لهذا به كمىنے آدمى كا لباس هو سكهتا هے ءو حىاء سے نكل ءاتا هے اور نابىنا كى
عاءت هے كه روشنى كو بهى

نہیں دیکھ سکتا۔ وہ روشن دن کو بھی تاریک سمجھتا ہے اور بہت بڑی بارش کو بے پانی کا بادل شمار کرتا ہے۔ اگر تو اس میدان کے لوگوں میں سے ہے اور اس گھر کے خاص لوگوں میں سے ہے تو ہم پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے اپنی انشاء پردازی کا کمال دکھا اور اس جیسی کتاب لے آ۔ پھر میرے اور اپنے درمیان کوئی بہت بڑا عقل مند آدمی منصف مقرر کر، پھر اگر وہ منصف تیرے کمال اور تیرے حسن بیان پر گواہی دے دے اور یقین کرائے کہ واقعی تیرا کلام میرے کلام سے عمدہ ہے اور تو اپنا نظام میرے نظام سے اچھا ثابت کر دکھائے تو پھر اس کے بعد تجھے اختیار ہوگا کہ تو میرے کلام کی حقیقت کو ایک بے کار فعل سمجھے اور بتلائے اور میرے خالص سونے کو کھوٹا سمجھے اور تجھے اختیار ہوگا کہ میرے چمکدار موتی کو رات کی تاریکی کی طرح تصور کرے اور میرے واضح بیان کو مٹے ہوئے راستے کی طرح خیال کرے اور میری لغزشوں کو کائنات عالم میں پھیلا دے اور اگر اس طرح نہ کر سکا اور ہرگز نہیں کر سکے گا تو پھر لعنت کرنے والوں کی لعنت سے ڈر۔

خبردار رہ! مجھ پر کمینے جنگجو کی طرح عیب مت لگا اگر تو میرے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہے تو میدان جنگ میں نکل آ۔

اور بے شک تو مجھے تحقیر کرنے والے کی طرح یاد کرتا رہتا ہے اور ہر وقت ستانے والے کی طرح تو میری عیب گیری کرتا رہتا ہے۔

اور ہم تمام وہ باتیں سن لیتے ہیں جو تو ازراہ تکبر بیان کرتا ہے کیا تو میرے سبزہ کو خشک گھاس کی طرح گمان کرتا ہے۔

اور میں نہیں چاہتا کہ تو مجھ پر حملہ کرے لیکن تو نے مجھے خود دعوت دی اور پتہ چلا کہ تو تو مجھ پر گرم سوئی چبھونے والے کی طرح عیب گیری کرتا ہے۔

اور اے تکبر کے بیٹے اس معاملہ میں جو تو حد سے گزر گیا کوئی نیکی نہیں اور میرا خدا کمینے جنگ کرنے والے کو اندھا کر دیتا ہے۔

پس ہلاک کرنے والے نفس کو مضبوط پکڑ اور ان اندھا پن کی راہوں سے بچ جو ایک چیز کے جدا ہونے کی طرح اچانک تجھے پکڑے گی۔

پس گمراہی کے راستے کو اختیار مت کر اور اس مصیبت سے جو تجھ پر آنے والی ہے غمگین ہو اور پختہ دل سے توبہ کر۔“

(ترجمہ عربی عبارت از قلم مرزا قادیانی مندرجہ انجام آتھم ص ۲۴۸ تا ۲۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

کتاب (انجام آتھم ص ۱۶۳، ۱۶۲) پر یہ عبارت پائی جاتی ہے: ”فان یبق احد منکم

سالماً الی سنة فافر بانی کاذب واجھنکم وا الأمر بخلوص نية واحسب انکم من الصاد ”پھر اگر تم میں سے کوئی ایک بھی ایک میں جھوٹا ہوں اور میں عاجزی و توبہ لے کر تمہارے س گا اور اس فیصلہ کو خلوص نیت کے ساتھ میں شائع کر دوں مولانا اصغر علی روحی ایسے بزرگ رہنما و بدزبانی و بدکلامی مرزا قادیانی نے کی اس کا آپ مطا احمدی ص ۳۹، ۸۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۰، ص ۱۹۹) پر بھی مر لکھنے کا چیلنج دیا۔ مولانا اصغر علی روحی نے قلم اٹھایا بعنوان ”وقال فی بعض المتعنتین“ لکھ دیا۔

جناب رانا محمد ذوالفقار صاحب نے اہ تک اس قصیدہ کو جمع کر دیا ہے۔ یہاں پر پہنچ کر ما امیر اور حضرت قطب الارشاد شاہ عبد القادر رائے بہت ہی اور بے تحاشا یاد آ رہے ہیں۔ آپ نے اپن مرکزی لائبریری کے لئے عنایت فرمائی اور پھر فقیر ک محمود الحسن عارف سے کہہ کر ارسال فرمایا۔ سالہا سال رکھے رہے۔ ”قصیدہ رائیہ“ مولانا ظفر الدین بہا اب استاذ (حضرت مولانا قاضی ظفر الدین) ان قصیدوں کو اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت سے اَوَّلًا وَّ اَخِرًا!

۵..... ابطال اعجاز مرزا (حصہ اوّل):

حضرت مولانا شاہ حکیم غنیمت حسین اش مولانا سید محمد علی مونگیری کے قائم کردہ رحمانیہ پری کے نام سے کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مرزا قادی کئی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کے اعجاز کو باطل ث کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

سالما الی سنة فافر بانى کاذب واجيئکم بعجز وتوبه واحرق کتبى واشيع هذا الأمر بخلوص نية واحسب انکم من الصادقین“

”پھر اگر تم میں سے کوئی ایک بھی ایک سال تک زندہ رہ گیا تو میں اقرار کر لوں گا کہ میں جھوٹا ہوں اور میں عاجزی و توبہ لے کر تمہارے سامنے آجاؤں گا اور اپنی تمام کتابیں جلا ڈالوں گا اور اس فیصلہ کو خلوص نیت کے ساتھ میں شائع کر دوں گا اور میں یقیناً سمجھوں گا کہ تم سچے ہو۔“

مولانا اصغر علی روحی ایسے بزرگ رہنما، عالم ربانی اور فاضل اجل علامہ کے خلاف جو ہذیانی و بد کلامی مرزا قادیانی نے کی اس کا آپ مطالعہ کر چکے۔ مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ (اعجاز احمدی ص ۳۹، ۸۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۰، ص ۱۹۸) پر بھی مولانا اصغر علی کو بھی اپنے قصیدہ کے مقابلہ قصیدہ لکھنے کا چیلنج دیا۔ مولانا اصغر علی روحی نے قلم اٹھایا اور ارتجالاً ایک سو سات اشعار پر مشتمل قصیدہ بعنوان ”وقال فی بعض المتنبین“ لکھ دیا۔

جناب رانا محمد ذوالفقار صاحب نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ کی ج ۲ ص ۳۵۷ تا ۳۶۱ تک اس قصیدہ کو جمع کر دیا ہے۔ یہاں پر پہنچ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما و نائب امیر اور حضرت قطب الارشاد شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ اجل، حضرت سید نفیس الحسینی بہت ہی آج بے تحاشا یاد آ رہے ہیں۔ آپ نے اس مقالہ کی مکمل فوٹو کاپی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری کے لئے عنایت فرمائی اور پھر فقیر کی درخواست پر اس قصیدہ کا ترجمہ حضرت ڈاکٹر محمود الحسن عارف سے کرا کر ارسال فرمایا۔ سالہا سال سے یہ قصیدہ اور اس کے ترجمہ کے کاغذات رکھے رہے۔ ”قصیدہ رائیہ“ مولانا ظفر الدین پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کی تلاش تھی۔ وہ ملا تو، اب استاذ (حضرت مولانا قاضی ظفر الدین) اور شاگرد (حضرت مولانا اصغر علی روحی) کے قصیدوں کو اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت سے سرفراز ہو رہے ہیں۔ فالحمد لله تعالیٰ اولاً و آخراً!

۵..... ابطال اعجاز مرزا (حصہ اوّل):

حضرت مولانا شاہ حکیم نعمت حسین اشرفی ساکن مخدوم مونگیر کی ۱۳۳۳ھ میں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کے قائم کردہ رحمانیہ پریس مونگیر سے ”ابطال اعجاز مرزا (حصہ اوّل)“ کے نام سے کتاب شائع ہوئی۔ اس میں مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے ایک ایک شعر سے کئی کئی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کے اعجاز کو باطل کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۶..... ابطال اعجاز مرزا (حصہ دوم):

یہ کتاب بھی حضرت مولانا شاہ غنیمت حسین اشرفی ساکن چک مخدوم مونگیر کی ہے جو ۱۳۳۱ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۳۷ھ میں مطبع انتظامی کانپور سے شائع ہوئی۔ مصنف نے ٹائٹل پر خود اس کا یہ تعارف تحریر فرمایا ہے: ”اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے مقابلہ میں حسب وعدہ ایک عربی میں فصیح و بلیغ قصیدہ جوابیہ پیش کیا گیا ہے۔ جسے حضرات اہل علم ملاحظہ فرما کر خوش ہوں گے اور مرزا کے جھوٹے اعجاز کی داد دیں گے اور تمہید میں مرزا قادیانی کے موٹے موٹے اور سیاہ جھوٹ دکھائے گئے ہیں۔ جسے دیکھ کر ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ ایک مدعی نبوت کے شان کے یہ کس قدر بعید اور خلاف ہے۔ پھر اس کے بعد دکھایا گیا ہے کہ کن وجوہ سے یہ قصیدہ مرزا قادیانی کے قصیدہ پر فائق ہے۔“ مولانا حکیم شاہ غنیمت حسین کے تفصیلی حالات نہ مل سکے۔ جس کا افسوس ہے۔ ملنے پر آئندہ اشاعت میں تلافی کی جائے گی۔

۷..... حقیقت رسائل اعجازیہ:

یہ رسالہ ۱۳۳۶ھ میں پہلی بار شائع ہوا۔ آج ان سطور کی تحریر کے وقت ۱۴۳۵ھ ٹھیک ایک سو سال بعد پھر اس رسالہ کی اشاعت ثالث کا اہتمام ہو رہا ہے۔ اس کی اشاعت ثانی (احتساب قادیانیت ج ۷ ص ۴۵۳ سے ۴۶۳) تک ہوئی تھی۔ اب دوبارہ احتساب کی اس جلد میں تلخیص قلیل کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ”کذاب قادیان“ کے قصیدہ کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا وہ ایک ساتھ محفوظ ہو جائے۔

یہ رسالہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کی تصنیف لطیف ہے۔ حضرت مونگیری سادات میں سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پچیسویں پشت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے۔ حضرت شاہ بہاء الحق ملتانی کے صاحبزادہ شاہ ابوبکر چرم پوش تھے۔ جو ہندوستان کے ضلع مظفر

نگر کے قصبہ کھتولی میں آکر آباد ہوئے۔ شاہ ابوبکر چرم پوش آسمان ولایت کے نیر تاباں تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میری نسل کبھی ولایت سے خالی نہ ہوگی۔ شاہ ابوبکر سے سید محمد علی مونگیری تک تو یہ بات سو فیصد چشم حقیقت سے دنیا نے دیکھی۔ شاہ ابوبکر، حضرت مونگیری کے گیارہویں جد امجد ہیں۔ حضرت مونگیری ۳ شعبان ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۴۶ء کو کانپور میں سید عبدالعلی کے گھر پیدا ہوئے۔ ولادت کے دو سال بعد والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ آپ کے دادا سید شاہ غوث علی ابتدائی زمانہ میں آپ کے کفیل رہے۔ قرآن مجید اپنے چچا سید ظہور علی سے پڑھا۔

ابتدائی فارسی کتب سید عبدالواحد بلگرامی سے پڑھیں۔ در (م: ۱۳۳۴ھ) جو استاذ الاساتذہ ہند تھے اور مولانا ۱ (م: ۱۲۷۹ھ) سے کی۔ دورہ حدیث شریف مولانا احمد مختلف حضرات کے زیر صحبت رہے۔ بیعت حضرت مولا ایک بار گھوڑے پر حضرت شاہ فضل الرحمن کو ملنے گئے۔ پکا جوہرے بھجوا دو۔ چند سیر چنے کچے آئے۔ حضرت شاہ ف میں تین لپیں چنوں کی بھر کر ڈالیں اور فرمایا کہ یہ دنیا ہم حضرت گنج مراد آبادی نے چاہا پھر حضرت مونگیری کو دیا۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے احمد علی محدث سہارنپوری سے کیا۔ پھر شاہ فضل الرحمن نقشبندیہ قادریہ میں خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت مونگیری نے عرصہ تک پڑھایا۔ ط العلماء کے بانی تھے۔ آپ نے بڑا کتب خانہ تیار کیا۔ کا صدقہ جاریہ ہے۔ ندوۃ العلماء کا قیام ۱۸۹۲ء کے مونگیری اس ندوۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ قرار پائے۔ مرزا قادیانی نے ۱۹۰۲ء میں رسالہ تحفۃ ال مونگیر و بھاگل پور کے اضلاع میں قادیانیوں نے سرا یورش بڑھی۔ اب ندوۃ العلماء سے فراغت حاصل کر ۱۹۱۱ء میں یہاں قادیانیوں سے مناظرہ ہوا۔ علامہ علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا عبدالوہاب بہاری، مولا جماعت مونگیر آئی۔ خانقاہ مونگیر میں علماء کی یہ برات نور الدین، سرور شاہ، روشن علی شاہ ملاعنہ ثلاثہ آئے مناظر قرار پائے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ حضرت مونگیر کی پہلی تقریر کے بعد قادیانی

كرسىاں سروں ٲر اٹھا تب ءضرت مونؑيرىؒ نے سءءه سے سراٹھاىا۔ اب ءضرت كام كو ءيز كر ءىا۔
قءىانىء كے ءلاف كام كرنے كو آ

ابتدائی فارسی کتب سید عبد الواحد بلگرامی سے پڑھیں۔ درسیات کی تکمیل مولانا لطف اللہ علی گڑھی (م: ۱۳۳۴ھ) جو استاذ الاساتذہ ہند تھے اور مولانا عنایت احمد کاکوروی مصنف علم الصیغہ (م: ۱۲۷۹ھ) سے کی۔ دورہ حدیث شریف مولانا احمد علی سہارنپوری (م: ۱۲۹۷ھ) سے کیا۔ مختلف حضرات کے زیر صحبت رہے۔ بیعت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے کی۔ ایک بار گھوڑے پر حضرت شاہ فضل الرحمن کو ملنے گئے۔ واپسی پر آپ نے گھر پیغام بھیجا کہ کچھ کچا یا پکا جو بے بھجوا دو۔ چند سیر چنے کچے آئے۔ حضرت شاہ فضل الرحمن نے حضرت مونگیری کے رومال میں تین لپیں چنوں کی بھر کر ڈالیں اور فرمایا کہ یہ دنیا ہم نے آپ کو دی اور پھر پان منگوا۔ پہلے خود حضرت گنج مراد آبادی نے چبایا پھر حضرت مونگیری کو دیا اور پھر فرمایا کہ یہ پان عرفان تھا جو آپ کو دیا۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے بیعت کے بعد دورہ حدیث شریف مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے کیا۔ پھر شاہ فضل الرحمن نے بھی حدیث کی اجازت دی اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت مونگیری نے عرصہ تک پڑھایا۔ طالب علموں کا خوب رجوع ہوا۔ آپ ندوۃ العلماء کے بانی تھے۔ آپ نے بڑا کتب خانہ تیار کیا۔ جو اب دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔ ندوۃ العلماء کا قیام ۱۸۹۲ء کے جلسہ مدرسہ فیض عام کانپور میں ہوا۔ مولانا مونگیری اس ندوۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ قرار پائے۔

مرزا قادیانی نے ۱۹۰۲ء میں رسالہ تحفۃ الندوہ لکھا۔ حضرت مونگیری نے توجہ نہ دی۔ مونگیر، بھاگل پور کے اضلاع میں قادیانیوں نے سرگرمیاں دکھائیں اور پھر بہار میں بھی قادیانی یورش بڑھی۔ اب ندوۃ العلماء سے فراغت حاصل کر کے حضرت مونگیری مونگیر تشریف لائے۔ ۱۹۱۱ء میں یہاں قادیانیوں سے مناظرہ ہوا۔ علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا عبد الوہاب بہاری، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی ایسے چالیس علماء کی جماعت مونگیر

آئی۔ خانقاہ مونگیر میں علماء کی یہ برات، عجیب رنگ تھا۔ قادیانیوں کی طرف سے نور الدین، سرور شاہ، روشن علی شاہ ملاعین ثلاثہ آئے۔ اہل اسلام کی جانب سے مولانا مرتضیٰ حسن مناظر قرار پائے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ حضرت مونگیریؒ نے سر سجدہ میں رکھ دیا۔ مولانا مرتضیٰ حسن کی پہلی تقریر کے بعد قادیانی کرسیاں سروں پر اٹھائے لوٹ گئے۔ اہل اسلام کو جب فتح ہوئی۔ تب حضرت مونگیریؒ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ اب حضرت مونگیریؒ نے دن رات قادیانیت کے خلاف کام کو تیز کر دیا۔ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کو آپ جہاد بالسیف کے برابر قرار دیتے تھے۔ تہجد

کا وقت بھی قادیانیت کے خلاف کتابوں کی تصنیف و تالیف میں صرف ہونے لگا۔

خطوط کے ذریعہ تمام مریدین کو اس کام کی طرف متوجہ فرمایا۔ مولانا فرماتے تھے کہ قادیانیت کے خلاف اتنا لکھو اور طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانیت کی کتاب پائے۔ حق یہ ہے کہ مولانا نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ ان کے جہاد مسلسل نے قادیانیت کو وہ چرکے لگائے کہ قادیانیت تلملا اٹھی۔ فقیر راقم، اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہے کہ فقیر راقم نے احتساب کی دو جلدوں میں حضرت مونگیریؒ کے اور پھر مختلف جلدوں میں خانقاہ مونگیر کے قریباً تمام رسائل کو دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ۹ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۸۵ء زوال آفتاب کے قریب آپ کا آفتاب زندگی غروب ہوا۔ فقیر کی سعادت ہے کہ اب اس جلد میں ”حقیقت رسائل اعجازیہ“ کے نام کا پمفلٹ دوبارہ طبع ہو رہا ہے۔ مکمل جلد سات میں موجود ہے۔

۸/۹..... شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی:

مولانا میر محمد ربانی کا ارائیں فیملی سے تعلق تھا۔ والد کا نام مولانا غلام رسول تھا۔ ۱۹۰۳ء میں بستی ارائیں موضع ہیراں بیلہ حاجی پور نزد ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ علاقہ کے عالم دین مولانا غلام محمد لاشاری سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ صرف و نحو حضرت مولانا اللہ بخش میانوالی شیخاں سے پڑھی جو امام الصرف والنحو مولانا غلام رسول پونوی کے شاگرد تھے۔ وسطانی تعلیم مولانا قادر بخش صاحب بستی کالونزد کچی عباسیاں سے حاصل کی۔ مولانا قادر بخش، حضرت مدنی الہند کے شاگرد تھے۔ مولانا میر محمد ربانی دین پور شریف بھی پڑھتے رہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ عباسیہ بہاول پور میں داخلہ لیا اور جامعہ عباسیہ کی سب سے اعلیٰ ڈگری ”علامہ“ حاصل کی۔

جامعہ عباسیہ میں مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا محمد صادق بہاول پوری، مولانا احمد علی بہاول پوری ایسے یگانہ روزگار حضرات سے آپ نے کسب فیض کیا۔ فراغت کے بعد پھر یہاں پڑھانے لگ گئے۔ کہتے ہیں کہ اگست ۱۹۳۲ء میں قادیانی، مسلم کیس میں بیان دینے کے لئے جب مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری بہاول پور تشریف لائے تو جامعہ عباسیہ کے اساتذہ حضرات نے مولانا رحمت اللہ ارشد کے ساتھ مولانا میر محمد ربانی کی بھی ڈیوٹی لگائی تھی اور آپ نے بھی حضرت شاہ صاحب کا عدالت میں بیان قلمبند فرمایا تھا۔

جامعہ عباسیہ سے ”علامہ“ پنجاب یونیورسٹی سے ”منشی فاضل“ اور ”مولوی فاضل“ کے امتحانات پاس کئے۔ طب یونانی اور ہومیو پیتھی کے بھی کورس کئے۔ ہارون آباد، ترنڈہ سوائے خاں، رکن پور وغیرہ کے سکولوں میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں ہوئے۔ بڑے کامیاب مدرس تھے۔ عربی ادب ان کا خاص ذوق خواجہ ابو طالب کی آپ نے شرح لکھی۔

مرزا قادیان کی کتاب اعجاز احمدی کے مقابلہ میں اپنی حیات میں فقیر راقم کو فون کیا کہ یہ قصیدہ حضرت مولانا محمد ہے۔ اسے شائع کرانا ہے۔ فقیر نے نامعلوم کیا جواب د فرمائیں۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ وہ اس کی کتابت کرار آپ وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! کسی جلسہ پر ان کے ملاقات ہوئی تو ان سے عرض کیا کہ وہ مسودہ بھجوا دیں تو فوق کیا کہ وقت مقرر کریں کتنے عرصہ میں شائع کریں گے؟ فقیر ہمارے لئے مشکل امر ہے۔ آپ مسودہ دے دیں۔ محفوظ رہ بھی ہو جائے گا۔ اس پر وہ آمادہ نہ ہوئے۔

اس پر بہت عرصہ بیت گیا۔ پھر کہیں ملاقات ہوئی تو ان کے اس کا فوٹو کرایا۔ پھر عرصہ بعد دوبارہ انہوں نے اصل م واپس کر دیا ہے۔ وہ فرمائیں کہ نہیں۔ ایک دن ان کے تکرار پ میں وہ مسودہ مل گیا۔ موصوف کو بھجوا دیا۔ فوٹو کاپی تو موجود تھی اقصیدہ کے جواب میں امت نے جو قصائد

لکھے ہیں وہ تمام اگے تاکہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جوابات ایک جلد میں محفوظ کر دیا جائے کہ قادیانیوں کی بولتی ہی نہیں تھوٹھنی بھی بند کر دی جا تمام قصائد یکجا ہو گئے تھے۔ البتہ حضرت مولانا م رانیہ بجواب قصیدہ مردانیہ“ کی اقساط مکمل نہ ہو رہی تھیں۔ با نرے کرم فرمایا۔ وہ بھی مل گیا تو اب تمام قصائد کو ترتیب دی۔ م کے حوالہ سے آخری قصیدہ ہے تو اس کتاب میں سب سے آ حاصل ہو رہی ہے۔ اس قصیدہ کو آپ ”مسک الختام“ قرار دی

رکن پور وغیرہ کے سکولوں میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں مڈل سکول رکن پور سے ریٹائر ہوئے۔ بڑے کامیاب مدرس تھے۔ عربی ادب ان کا خاص ذوق تھا۔ دیوان حسان اور قصیدہ لامیہ خواجہ ابوطالب کی آپ نے شرح لکھی۔

مرزا قادیانی کی کتاب اعجاز احمدی کے مقابلہ میں قصیدہ لکھا اور کمال کر دیا۔ آپ نے اپنی حیات میں فقیر راقم کو فون کیا کہ یہ قصیدہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اسے شائع کرانا ہے۔ فقیر نے نامعلوم کیا جواب ہانکا ہوگا۔ اللہ رب العزت معاف فرمائیں۔ کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ وہ اس کی کتابت کرا رہے ہیں۔ اتنے میں ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو آپ وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی جلسہ پر ان کے صاحبزادہ غالباً حافظ مشتاق الحسن سے ملاقات ہوئی تو ان سے عرض کیا کہ وہ مسودہ بھجوا دیں تو شائع کر دیں گے۔ انہوں نے اصرار کیا کہ وقت مقرر کریں کتنے عرصہ میں شائع کریں گے؟ فقیر نے عرض کیا کہ مشروط اشاعت تو ہمارے لئے مشکل امر ہے۔ آپ مسودہ دے دیں۔ محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو شائع بھی ہو جائے گا۔ اس پر وہ آمادہ نہ ہوئے۔

اس پر بہت عرصہ بیت گیا۔ پھر کہیں ملاقات ہوئی تو انہوں نے وہ مسودہ بھجوا دیا۔ فقیر نے اس کا فوٹو کر لیا۔ پھر عرصہ بعد دوبارہ انہوں نے اصل مسودہ طلب کیا۔ فقیر کا خیال تھا کہ وہ واپس کر دیا ہے۔ وہ فرمائیں کہ نہیں۔ ایک دن ان کے تکرار و اصرار پر تلاش شروع کی تو مسودات میں وہ مسودہ مل گیا۔ موصوف کو بھجوا دیا۔ فوٹو کاپی تو موجود تھی۔ خیال یہی تھا کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جواب میں امت نے جو قصائد لکھے ہیں وہ تمام جمع ہو جائیں تو ان کو یکجا شائع کریں گے تا کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے جوابات ایک جلد میں محفوظ ہو جائیں اور پھر یہ باب ایسے مکمل کر دیا جائے کہ قادیانیوں کی بولتی ہی نہیں تھوٹھنی بھی بند کر دی جائے۔

تمام قصائد یکجا ہو گئے تھے۔ البتہ حضرت مولانا قاضی ظفر الدین صاحب کا ”قصیدہ رائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ“ کی افساط مکمل نہ ہو رہی تھیں۔ بلا مبالغہ اس پر بہت وقت لگا۔ حق تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ وہ بھی مل گیا تو اب تمام قصائد کو ترتیب دی۔ مولانا میر محمد ربانی کا قصیدہ سن تصنیف کے حوالہ سے آخری قصیدہ ہے تو اس کتاب میں سب سے آخر پر اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس قصیدہ کو آپ ”مسک الختام“ قرار دے سکتے ہیں کہ یہ اس کا حق ہے۔

اب جب قصائد کی دوبارہ کمپوزنگ کرائی تو مولانا میر محمد ربانی کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا منظور احمد نعمانی ظاہر پیر والوں کے صاحبزادہ مولانا محمد ساجد صاحب نے کمال مہربانی سے ایک ورق پر مشتمل معلومات مہیا کر دیں۔ فله الحمد لله !

دیکھئے ! جب جوانی تھی تو ظاہر پیر جا کر مولانا میر محمد صاحب ربانی کی قبر مبارک پر حاضر نہیں ہو سکا۔ اب بڑھاپا ہے تو ان سطور کو تحریر کرتے وقت دل مضطرب ہے۔ اللہ رب العزت کو منظور ہے تو ان کے ایصال ثواب و دعا کے لئے ان کے مزار مبارک پر حاضر ہوں گا۔ نہ جا سکا تو آخرت میں تو ملنا یقینی ہوگا کہ ان کی علمی تصنیف پہلی بار اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت، اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمادی ہے۔ مؤلف مرحوم سے یہی نسبت انشاء اللہ فقیر کے لئے توشہ آخرت ہے۔ شہباز محمدی کے علاوہ ”مکتوبات ربانیہ“ جو قادیانیت کے رد پر مشتمل ہے وہ بھی اسی شہباز محمدی میں مصنف نے سمودی ہے۔

احتساب قادیانی کی جلد نمبر ۵۹ میں ذیل کے حضرات کے اس ترتیب سے رسائل جمع ہو گئے :

۰.....۱ حضرت مولانا محمد حسن فیضی (وفات: ۱۹۰۱ء) کا ۱ قصیدہ

۰.....۲ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری (وفات: ۱۹۴۸ء) کا ۱ رسالہ

۰.....۳ حضرت مولانا قاضی ظفر الدین (وفات: ۱۹۰۴ء) کا ۱ قصیدہ

۰.....۴ حضرت مولانا اصغر علی روحی (وفات: ۱۹۵۴ء) کا ۱ قصیدہ

۰.....۵ حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین کے ۲ رسائل

۰.....۶ مولانا سید محمد علی مونگیری (وفات: ۱۹۲۷ء) کا ۱ رسالہ

.....گویا کل سات

حضرات کے ۸ قصائد و رسائل

اس جلد میں جمع ہو گئے ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے مرزا قادیانی کے قصیدہ کی مستقل تصنیف میں کیا درگت بنائی کہ مرزا کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ وہ کتاب عام مل جاتی ہے۔ دیگر حضرات نے بھی مرزا قادیانی کے قصیدہ کی اغلاط پر خامہ فرسائی کی۔ سب کو جمع کرنا تو مشکل تھا، جتنا یکجا ہو گیا اسے اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے اس خدمت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ امین بحرمۃ النبی الکریم!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا! ۱۲/ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ بمطابق ۸/ اکتوبر ۲۰۱۴ء

خاتم النبیین

میں آخری نبی ہوں، میرے

مولانا فیضی

قصیدہ

حضرت مولانا محمد

خاتم النبیین لا نبی بعدی

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وسلم

مولانا فیضی کا

قصیدہ مہملہ

حضرت مولانا محمد حسن فیضیؒ

قصیدہ مہملہ منظومہ مولانا فیضی مرحوم

موضع بھیں تحصیل و ضلع چکوال میں ایک بے نظیر فاضل ابوالفیض مولوی محمد حسن صاحب فیضی تھے۔ جن کی پیدائش ۱۸۶۰ء ہے۔ بھیں کو آپ کے مولد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت مولانا قاضی کرم الدین دبیر کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ علوم عقلی و نقلی کے بحر طمطم تھے۔ حق تعالیٰ نے جملہ علوم عربیہ کا آپ کو فاضل بنایا تھا۔ عربی زبان پر اتنی بھر پور دسترس تھی کہ سن کر عقل دنگ ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کے بقول اس کا قصیدہ ”اعجاز احمدی“ موضع امرتسر کے مناظرہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد لکھا گیا۔ جب کہ مولانا محمد حسن فیضی مرزا قادیانی کو ۱۳ فروری ۱۸۹۹ء (گویا اعجاز احمدی کی طباعت سے ۴ سال قبل) میں عربی دانی میں چیلنج کر کے ذلت آمیز شکست سے دوچار کر چکے تھے۔ مولانا کرم الدین دبیر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تازیانہ عبرت“ میں اس سلسلہ کی تفصیلات قلم بند کی ہیں جو یہ ہیں: ”مولوی (محمد حسن فیضی) صاحب موصوف تقدیر الہی سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو اس جہان فانی سے راہی عالم جاودانی ہو گئے۔ جب مرزا قادیانی کو فاضل مرحوم کی وفات کی خبر پہنچی تو آپ حسب عادت خلاف واقعہ علمی دنیا میں ڈینگ مارنے لگے کہ فاضل مرحوم ان کی بددعا سے بہت بری موت فوت ہوئے ہیں اور مرزا قادیانی کی پیش گوئی اور الہام کا نشانہ ہوئے ہیں۔ یہ مضامین آپ نے ”کشتی نوح، تحفہ ندوہ، نزول المسیح“ اپنی تصانیف میں خود بھی شائع کئے اور اپنے راسخ الاعتقاد مرید ایڈیٹر الحکم قادیاں سے بھی اخبار میں شائع کرائے۔“

فاضل مرحوم سے مرزا قادیانی کی ناراضگی

یہ امر کہ مرزا قادیانی کا فاضل مرحوم نے کیا نقصان کیا تھا؟ اور کیوں ان کو بلاوجہ ہدف دشنام بنایا؟ اور کیوں ان کو برا بھلا کہنے پر مستعد ہوئے۔ واضح ہو کہ فاضل مرحوم ایک مہذب اور عالی ظرف تھے۔ باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی کے عقائد کے مخالف تھے۔ کبھی کسی تحریر یا تقریر میں آپ نے مرزا قادیانی سے اختلاف ظاہر کرتے ہوئے کبھی بھی سخت کلامی نہ کی تھی۔ ان سے قصور صرف یہ سرزد ہوا کہ ایک دفعہ حسب تجویز چند اکابر اسلام آپ سیالکوٹ میں مرزا قادیانی سے جاملے اور آپ (مرزا) کے علمی کمالات (جن کا ان کو ہمیشہ دعویٰ رہتا تھا) کی قلعی یوں کھولی کہ ایک بے نقط قصیدہ عربیہ منظومہ خود مرزا قادیانی کے پیش کیا کہ آپ اس کا جواب دیں۔ مرزا قادیانی سخت ۲

گھبرائے اور کچھ نہ سمجھ سکے کہ قصیدہ میں کیا لکھا ہے، نہ کوئی مرحوم مرزا قادیانی سے بے اعتقاد ہو کر واپس آئے اور اخبا دی اور وہ قصیدہ بھی ایک اسلامی رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور قریباً ۶ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اب تک مرزا قادیانی یا طاقت نہ ہوئی اور نہ ہی اس کیفیت کی جو اخبارات میں شا (سچی بات کی تردید کیا کرتے؟) ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ ناظرین، مرحوم کی علمی فضیلت کا اندازہ اس قصیدہ سے لگا کے مدعی اعجازی کلام کے قصائد سے مقابلہ کرنے سے ہر دو و بلاغت میں وزن کر سکیں گے اور بمصداق ”مشک آن است خود اس کی شہادت دے گا کہ مرزا قادیانی اس کے جواب دینا اس کے امکان سے باہر ہے اور پیشتر اس کے کہ وہ ۱۸۹۹ء سے ہم وہ مضمون نقل کرتے ہیں جو کہ فیضی مر سے لکھ کر اخبار مذکور میں شائع کرائی تھی۔ وہو هذا نقل مضمون سراج الاخبار ۹ مئی ۱۸۹۹ء مشتہرہ محمد حسن فیضی

”ناظرین! مرزا قادیانی کی حالت پر نہایت تاسف ہے۔ باوجودیکہ آپ اپنے آپ کو کس قدر علمی بھی جیسا کہ چاہئے، نہیں رکھتے۔ کس قدر قرآن وحدیث کے معانی میں تحریف کرتے ہیں، کیا وجہ نیک احباب جانتے ہوں گے کہ ۱۳ فروری ۱۸۹۹ء کو جب کہ میں سیالکوٹ گیا تھا اور حکیم حسام

الدین صاحب کے مکان پر میں مرزا قادیانی سے ملا تو ایک قصیدہ عربی بے نقط کا ان کے سامنے میں نے پیش کیا جس کا ترجمہ نہیں کیا ہوا تھا۔ اس لئے تاکہ مرزا قادیانی کے علمی کمالات کا اندازہ ہو۔ جس وقت حاضر محفل تھے، آپ ماشاء اللہ فاضل ہیں اور قصیدہ بے نقط کا جواب آپ ہی لکھ سکتے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے اس کا جواب الہام سے لکھ کر دیں۔ تاکہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین مجلس کو واضح سنا دیں۔ مگر مرزا قادیانی نے کوئی جواب نہ دیا۔ باوجودیکہ عربی خوش خط لکھا ہوا تھا۔ آخر میں نے خود ہی اس کا مطلب حاضرین کو سنایا اور بعد ملاحظہ فرمانے لگے کہ اس کا ہم کو تو پتہ نہیں ملتا۔ آپ ترجمہ کر دیں تو ہم جواب دیں۔ میں نے ترجمہ زبانی کر کے سنا دیا اور پھر زبان سے عرض کیا تو مرزا قادیانی کلمہ شہادت پڑھنے لگے۔ اس پر میں نے ۳

گھبرائے اور کچھ نہ سمجھ سکے کہ قصیدہ میں کیا لکھا ہے، نہ کوئی جواب دے سکے۔ مولوی صاحب مرحوم مرزا قادیانی سے بے اعتقاد ہو کر واپس آئے اور اخبارات کے ذریعہ ساری کیفیت کھول دی اور وہ قصیدہ بھی ایک اسلامی رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور میں شائع کر دیا۔ جس کو شائع ہوئے قریباً ۶ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اب تک مرزا قادیانی یا ان کے کسی حواری کو جواب لکھنے کی طاقت نہ ہوئی اور نہ ہی اس کیفیت کی جو اخبارات میں شائع ہوئی کسی مرزائی نے تردید لکھی۔ (سچی بات کی تردید کیا کرتے؟) ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ قصیدہ ہدیہ ناظرین کر دیں۔ اہل علم ناظرین، مرحوم کی علمی فضیلت کا اندازہ اس قصیدہ سے لگا سکیں گے اور اس قصیدہ کو مرزا قادیانی کے مدعی اعجازی کلام کے قصائد سے مقابلہ کرنے سے ہر دو صاحبان کی قادر الکلامی اور فصاحت و بلاغت میں وزن کر سکیں گے اور فحوائے ”مشک آن است کہ خود بیوید نہ کہ عطار بگوید“ قصیدہ خود اس کی شہادت دے گا کہ مرزا قادیانی اس کے جواب دینے سے عاجز ہے اور اس کا جواب دینا اس کے امکان سے باہر ہے اور پیشتر اس کے کہ وہ قصیدہ لکھا جائے۔ سراج الاخبار ۹ مئی ۱۸۹۹ء ص ۷ سے ہم وہ مضمون نقل کرتے ہیں جو کہ فیضی مرحوم نے سیالکوٹ والی کیفیت اپنے قلم سے لکھ کر اخبار مذکور میں شائع کرائی تھی۔ وہو ہذا

نقل مضمون سراج الاخبار ۹ مئی ۱۸۹۹ء مشتمل فیضی مرحوم

”ناظرین! مرزا قادیانی کی حالت پر نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ وہ باوجودیکہ لیاقت علمی بھی جیسا کہ چاہئے نہیں رکھتے۔ کس قدر قرآن و حدیث کا بگاڑ کر رہے ہیں۔ سیالکوٹ کے کئی ایک احباب جانتے ہوں گے کہ ۱۳ فروری ۱۸۹۹ء کو جب یہ خاکسار سیالکوٹ میں مسجد حکیم حسام الدین صاحب میں مرزا قادیانی سے ملا تو ایک قصیدہ عربی بے نقط منظومہ خود مرزا قادیانی کے ہدیہ کیا۔ جس کا ترجمہ نہیں کیا ہوا تھا۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی خود بھی عالم ہیں اور ان کے حواری بھی جو اس وقت حاضر محفل تھے، ماشاء اللہ فاضل ہیں اور قصیدہ میں ایسا غریب لفظ بھی کوئی نہیں تھا

اور پھر اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے آپ کی تصدیق الہام کرے لئے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین مجلس کو واضح سنادیں۔ مزید برآں مسائل متحدہ مرزا قادیانی کی نسبت استفسار تھا۔ مرزا قادیانی اس کو بہت دیر تک چپکے دیکھتے رہے اور مرزا قادیانی کو اس کی عبارت بھی نہ آئی۔ باوجودیکہ عربی خوش خط لکھا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے ایک فاضل حواری کو دیا جو بعد ملاحظہ فرمانے لگے کہ اس کا ہم کو تو پتہ نہیں ملتا۔ آپ ترجمہ کر کے دیں۔ خاکسار نے واپس لے لیا۔ پھر زبان سے عرض کیا تو مرزا قادیانی کلمہ شہادت اور آمنت باللہ الخ مجھے سناتے رہے اور ۳

فرما رہے کہ میں نبی نہیں، نہ رسول ہوں، نہ میں نے یہ دعویٰ کیا۔ فرشتوں کو، لیلۃ القدر کو، معراج کو، احادیث کو اور قرآن کریم کو مانتا ہوں۔ مزید برآں عقائد اسلامیہ کا اقرار کرتے رہے۔ دوسرے دن حضرت مسیح کی وفات کی نسبت دلیل مانگی تو آیت ”فلما توفیتنی“ اور ”انی متوفیک“ پڑھ کر سنائی۔ معنی کے وقت علم عربی سے عجز ظاہر ہوا۔ یہ پوچھا گیا کہ آپ کیوں مثیل مسیح موعود ہیں؟ آپ سے بہتر آج کل بھی اور پہلے کئی ایک ولی عالم گزرے ہیں۔ وہ کیوں نہیں؟ اور آپ کیوں ہیں؟ تو فرمایا میں گندم گوں ہوں اور میرے بال سیدھے ہیں۔ جیسے کہ مسیح اللہ کا حلیہ ہے۔ افسوس اس لیاقت پر یہ غل؟ مرزا قادیانی دجال وقت ہے۔ توبہ کر لیجئے۔ اخیر پر میں مرزا قادیانی کو اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ اپنے عقائد میں سچے ہوں تو آئیں۔ صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کریں۔ میں حاضر ہوں۔ تحریری کریں یا تقریری! اگر تحریری ہو تو مشتہر کریں۔ یا بقلم خود عربی یا فارسی یا اردو۔ آئیے سنئے اور سنائیے۔“ راقم: ابوالفیض محمد حسن فیضی حنفی ساکن بھیں ضلع جہلم

اب بھی ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی اس قصیدہ کا جواب اس صنعت کے عربی قصیدہ کے ذریعہ ایک ماہ تک لکھنے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہر دو قصائد کا موازنہ پبلک خود کر لے گی۔ لیکن تہذیب و متانت سے جواب دیا جائے۔

اس کے بعد پھر دوسری خطا فیضی مرحوم سے یہ ہوئی کہ ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ مرزا قادیانی کو بڑی متانت سے ان کے اس ادعاء پر کہ ان کے کلام میں قرآن کریم جیسا اعجاز ہے متنبہ کیا کہ آپ کا دعویٰ بوجہ وجوہ غلط ہے اور نیز چیلنج کیا کہ اگر آپ میں عربی لکھنے کی طاقت ہے تو جہاں آپ مجھے بلائیں۔ مقابلہ کے لئے حاضر ہوں۔ اس چٹھی کا جواب بھی مرزا قادیانی کی طرف سے فیضی مرحوم کی زندگی میں ہرگز نہ ملا۔ نہ مرزا قادیانی کی طاقت مقابلہ ہوئی۔ وہ چٹھی بھی سراج الاخبار میں چھپی جس کی نقل درج ذیل ہے۔

نقل چٹھی فیضی مرحوم مطبوعہ ”سراج الاخبار“ ۱۳، اگست ۱۹۰۰ء ص ۶

مکرمی مرزا قادیانی زید اشفاقہ!

والسلام علی من اتبع الهدی! آپ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کے مطبوعہ اشتہار اور اس کے ضمیمہ (مجموعہ اشتہارات ج ۳) کے ذریعہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف اور دیگر علماء کو یہ دعوت کرتے ہیں کہ لاہور میں آکر میرے ساتھ بہ پابندی شرائط مخصوصہ، فصیح و بلیغ عربی میں قرآن کریم کی چالیس آیات یا اس قدر سورۃ کی تفسیر لکھیں۔ فریقین کو ۷ گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ ملے اور ہر دو تحریرات ۲۰ اوراق سے کم نہ ہوں۔ آپ تجویز کرتے ہیں کہ ان ہر دو تحریرات کو تین

۴

بے تعلق علماء کے حوالے کر دیا جائے گا۔ جس تحریر کو وہ علماء دوسرا جھوٹا ہوگا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر دو فریق کی وہ سہو و نسیان پر محمول نہیں کی جائیں گی۔ بلکہ واقعی اس فرگی۔ مجھے آپ کے اس معیار صداقت پر بعض شکوک ہیں

۱..... کسی عربی عبارت کے متعلق یہ دعویٰ کرنا

وفصاحت کی دوسری عبارت معارضہ کے طور پر نہیں لکھ خاصہ تھا۔ بشر کا کلام اعجاز کے حد پر نہیں پہنچ سکتا۔ حتیٰ بھی اپنے کلام کی نسبت یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ معارضہ جائے کہ بجز کلام خدا کے دوسرے کلام بھی حد اعجاز تک بندہ کے کلام میں ما بہ الامتیاز کیا رہا؟

۲..... ہزار ہا عربی کے غیر مسلم اعلیٰ درجہ کے فصحا

عربی میں موجود ہیں اور ان کے عربی قصائد اور نثر ام ایک غیر مسلم عالم قرآن کریم کے حافظ گزرے ہیں۔ ج میں نے اپنے ایک مضمون میں دیئے ہیں۔ جو ۹۹ ”چودھویں صدی“ کے کئی پرچوں میں چھپا ہے۔

۳..... مجھے سمجھ نہیں آئی کہ چالیس علماء کی کیا خص

ایک عالم بھی آپ کے لئے کافی ہے اور یوں تو چال جائیں تو دنیا کے علماء آپ کے دعویٰ کی تصدیق نہیں رسالت کا معیار ”عربی نویسی“ کسی طرح بھی تسلیم نہیں

۴..... تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے اس اع

مقابلہ کے وقت پر جو عربی تفسیر لکھی جائیں گی۔ ان کی۔ مگر افسوس کہ آپ خود ان اشتہارات میں لفظ ’ کے علاوہ ایک معمولی اور مشہور لفظ ہے۔ دو دفعہ ص ۲۴۶، ۲۳۶) ’ص، ض‘ کی تمیز نہ ہونا، اتنے بڑ نشان ہے۔ یہ لفظ اگر ایک دفعہ غلط لکھا ہوتا تو شاید س شرط ٹھہراتے ہیں کہ دوسروں کی غلطیوں کو سہو اور نسیا

ہے تعلق علماء کے حوالے کر دیا جائے گا۔ جس تحریر کو وہ حلفاً فصیح و بلیغ کہہ دیں گے وہ فریق سچا، اور دوسرا جھوٹا ہوگا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر دو فریق کی تحریرات کے اندر جس قدر غلطیاں نکلیں گی وہ سہو و نسیان پر محمول نہیں کی جائیں گی۔ بلکہ واقعی اس فریق کی نادانی اور جہالت پر محمول کی جائیں گی۔ مجھے آپ کے اس معیار صداقت پر بعض شکوک ہیں۔ جن کو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

۱..... کسی عربی عبارت کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی شخص اس انداز و فصاحت کی دوسری عبارت معارضہ کے طور پر نہیں لکھ سکتا۔ آج سے پہلے صرف قرآنی عبارت کا خاصہ تھا۔ بشر کا کلام اعجاز کے حد پر نہیں پہنچ سکتا۔ حتیٰ کہ افصح العرب حضرت سید الرسل ﷺ نے بھی اپنے کلام کی نسبت یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ معارضہ کے لئے فصحاء عرب کو بلایا۔ اگر مان لیا جائے کہ بجز کلام خدا کے دوسرے کلام بھی حد اعجاز تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر فرمائیے کہ الہی کلام اور بندہ کے کلام میں ماہ الامتیاز کیا رہا؟

۲..... ہزار ہا عربی کے غیر مسلم اعلیٰ درجہ کے فاضل اور منشی گزرے ہیں اور ان کی تصانیف عربی میں موجود ہیں اور ان کے عربی قصائد اور نثر اعلیٰ درجہ کے فصیح اور بلیغ مانے گئے ہیں۔ کئی ایک غیر مسلم عالم قرآن کریم کے حافظ گزرے ہیں۔ بعض غیر مسلم شاعروں کے قصائد کے نمونے میں نے اپنے ایک مضمون میں دیئے ہیں۔ جو ۱۸۹۹ء کے رسالہ انجمن نعمانیہ میں، پھر اخبار ”چودھویں صدی“ کے کئی پرچوں میں چھپا ہے۔

۳..... مجھے سمجھ نہیں آئی کہ چالیس علماء کی کیا خصوصیت ہے۔ اگر یہ الہامی شرط ہے تو خیر ورنہ ایک عالم بھی آپ کے لئے کافی ہے اور یوں تو چالیس علماء بھی بالفرض آپ کے مقابلہ میں بار جائیں تو دنیا کے علماء آپ کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کریں گے۔ کیونکہ مجددیت، محدثیت اور رسالت کا معیار ”عربی نویسی“ کسی طرح بھی تسلیم نہیں ہو سکے گی۔

۴..... تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے اس اشتہار کے ضمیمہ کے ص ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مقابلہ کے وقت پر جو عربی تفسیر لکھی جائیں گی۔ ان میں کوئی غلطی سہو و نسیان پر حمل نہیں کی جائے گی۔ مگر افسوس کہ آپ خود ان اشتہارات میں لفظ ”محسنات“ کو جو قرآن کریم میں مذکور ہونے کے علاوہ ایک معمولی اور مشہور لفظ ہے۔ دو دفعہ ”محسنات“ لکھتے ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۴۶، ۳۳۶) ’ص، س‘ کی تمیز نہ ہونا، اتنے بڑے دعوے دار عربیت کے حق میں سخت ذلت کا نشان ہے۔ یہ لفظ اگر ایک دفعہ غلط لکھا ہوتا تو شاید سہو پر حمل کیا جاسکتا۔ مگر دو دفعہ غلط لکھا اور پھر یہ شرط ٹھہراتے ہیں کہ دوسروں کی غلطیوں کو سہو اور نسیان پر حمل نہیں کیا جائے گا۔

اخیر میں میری التماس ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نظم و نثر لکھنے کو تیار ہوں۔ تاریخ کا تقرر آپ ہی کر دیجئے اور مجھے اطلاع کر دیجئے کہ میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کروں۔ مگر یاد رہے کہ کسی طرح بھی عربی نویسی کو مجددیت یا نبوت کا معیار تسلیم نہیں کیا گیا۔ والسلام علی من اتبع الهدی“

راقم : محمد حسن حنفی، بھین ضلع جہلم تحصیل چکوال، مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور ۵۰
اگست ۱۹۰۰ء

علاوہ ازیں فیضی صاحب مرحوم سے مرزا قادیانی کی ناراضگی کی یہ بھی وجہ تھی کہ جب مرزا قادیانی کے چیلنج تفسیر نویسی کے مطابق حضرت پیر صاحب گولڑوی مدظلہ العالی بمعہ بہت سے جلیل القدر علماء و فضلاء کے لاہور تشریف لے گئے اور باوجود دعوت پر دعوت ہونے کے مرزا قادیانی کو اپنے بیت الامن کی چار دیواری سے باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ بالآخر شاہی مسجد میں علماء و فضلاء کا جلسہ ہوا۔ جس میں مسلمانانِ لاہور بھی کثرت سے شامل تھے۔ اس جلسہ میں علامہ فیضی مرحوم نے مناسب حال حسب ذیل تقریر کی۔ جو روئداد جلسہ میں چھپی ہوئی ہے۔

حضرت مولانا ابوالفیض مولوی محمد حسن صاحب فیضی،

مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور کی تقریر

حضرات ناظرین! مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مطبوعہ چٹھی بصورت اشتہار مطبوعہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء بذریعہ رجسٹری مولانا المعظم ومطاعنا المکرم عالی جناب حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے نام نامی پر بشمولیت دیگر علماء کرام و مشائخ عظام ”ایدہم اللہ تعالیٰ و کثرہم“ کو بھیجی۔ جس کے پہلے دو صفحات پر مرزا قادیانی نے اپنی

عادت کے مطابق اپنے مرسل، مامور من اللہ اور پھر ”مجدد مہدی، مسیح“ ہونے کے ثبوت میں بخیالِ خود یا خود دلائل پیش کئے اور عالی جناب حضرت پیر صاحب موصوف اور دیگر علماء و فضلاء اسلام کو لکھا کہ میرے دعاوی کی تردید میں کوئی دلیل اگر آپ کے پاس ہے تو کیوں پیش نہیں کرتے ہو۔ اس وقت مفسد بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے مجھے مصلح کے عہدہ میں بھیجا گیا ہے۔ اخیر پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر پیر صاحب ضد سے باز نہیں آتے۔ یعنی نہ وہ میرے دعاوی کی تردید میں کوئی دلیل پیش کرتے ہیں اور نہ مجھے مسیح وغیرہ مانتے ہیں تو اس ضدیت کے رفع کرنے کے واسطے ایک طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرتا ہوں اور وہ طریق یہ ہے کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر دارالسلطنت پنجاب (لاہور) میں چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں اور ان چالیس آیات قرآنی کا انتخاب بذریعہ قرعہ اندازی کر لیا جائے۔ یہ تفسیر فصیح عربی میں سات گھنٹوں کے اندر بیس ورق پر لکھی جائے اور میں

(مرزا قادیانی) بھی ان ہی شرائط سے چالیس آیات کی تفسیر لکھوں گا۔ ہر دو تفسیریں تین ایسے علماء کی خدمت میں فیصلہ کے لئے پیش کی جائیں۔ جو فریقین سے ارادت و عقیدت کا ربط و تعلق نہ رکھتے ہوں۔ ان علماء سے فیصلہ سنانے سے پہلے وہ مغالطہ حلف لیا جائے جو قذف محصنات کے بارے میں مذکور ہے۔ اس حلف کے بعد جو فیصلہ یہ ہر سہ علماء فریقین کے تفسیروں کی بابت صادر فرمائیں۔ وہ فریقین کو منظور ہوگا۔ ان ہر سہ علماء کو جو حکم تجویز ہوں گے۔ فریقین کی تفسیروں کے متعلق یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ قرآن کے معارف اور نکات کس کی تفسیر میں صحیح اور زیادہ ہیں اور عربی عبارت کس کی با محاورہ اور فصیح ہے۔ اگر پیر صاحب خود یہ مقابلہ نہ کریں تو اور چالیس علماء مل کر میرے مقابلہ پر شرائط مذکورہ سے تفسیر لکھیں، تو ان کی چالیس تفسیریں، اور میری ایک تفسیر، اسی طرح تین علماء کو فیصلہ کے لئے دی جائیں گی۔ مرزا قادیانی کی یہ چٹھی تو ۱۴ صفحہ کی ہے۔ مگر اس کی دلخراش گالیاں، ناجائز نامشروع اور بیہودہ بدظنیوں کو حذف کر دیا جائے تو اس کا تمام ماحصل اور خلاصہ صرف یہی ہے جو اوپر کی چند سطروں میں لکھا گیا ہے۔ ہمیں نہ الہام کا دعویٰ ہے نہ وحی کا۔ مگر یہ قیاس غالب ہے کہ اس خط میں حضرت پیر صاحب کو علی الخصوص مخاطب کرنا دو وجہ سے تھا۔

اول..... یہ کہ صوفیائے کرام کا طریق و مشرب مرنج و مرنجان کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ گوشہ تنہائی میں عمر کا بسر کرنا غنیمت سمجھتے ہیں۔ کسی کی دل شکنی انہیں منظور نہیں ہوتی۔ پھر حضرت صاحب ممدوح کے دینی مشاغل و مصروفیت سے بھی یہی قیاس ہو سکتا تھا کہ آپ عزلت نشینی اور علمی مصروفیت کو ہر طرح سے ترجیح دیں گے اور اس طریق فیصلہ کو جو حقیقتاً مرزا قادیانی کے دعاوی کی تصدیق کا فیصلہ نہیں تھا۔ پسند نہیں فرمائیں گے جو ظاہر بینوں کی نظروں میں مرزا قادیانی کی فتح یابی کا نشان ہوگا۔ نیز دوسرے علماء کرام کے ساتھ تحریری معارضہ کو چالیس والی شرط کے ساتھ گانٹھنا یہی راز رکھتا تھا۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی چالیس سے کم علماء کے

ساتھ کیوں ایسا تحریری مباحثہ نہیں کرتا؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کو جھوٹی شیخی اور بیہودہ تعلی دکھانی مطلوب تھی۔ ورنہ اگر صرف تصدیق دعویٰ اور ہدایت علماء مقصود ہوتی تو اس خاکسار نے جو ۱۳ اگست ۱۹۰۰ء کو سراج الاخبار جہلم میں بہ تسلیم جملہ شرائط مرزا قادیانی کو میدان مباحثہ میں بلایا تھا اور بعد ازاں خط بھی ارسال کیا تھا اور صاف لکھا تھا کہ مجھے بلا کم و کاست آپ کی جملہ شرائط منظور ہیں۔ آئیے! جس صورت پر چاہئے مقابلہ کر لیجئے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی ایسے بے خود ہوئے کہ اب تک کروٹ نہیں بدلی۔ وہ مضمون ہی اڑا دیا اور وہ خط ہی غائب کر دیا۔

دوم..... یہ کہ مرزا قادیانی حسب عادت مستمرہ خود (اس لئے کہ فقط اس کو اپنی شہرت ہی مطلوب

ہے) ہمیشہ نامی اشخاص کے مقابلہ میں مباحثہ کا اشتہار دے دیا کرتا ہے اور اس طور پر دوسرے اشخاص کے مصارف سے اپنی شہرت کروا لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس چٹھی میں بھی حضرت صاحب موصوف سے استدعا کرتا ہے کہ وہ جوابی چٹھی کی پانچ ہزار کاپیاں چھپوا کر اس مباحثہ کی شہرت دور دراز ملکوں میں کرا دیں اور یہ کاپیاں مختلف اطراف میں بھجوا دیں۔

لیکن فخر الاصفیاء والعلماء حضرت پیر صاحب نے ایسے نازک وقت میں کہ اسلام کو ایک خطرناک مصیبت کا سامنا تھا۔ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں آنے کو عزلت نشینی پر ترجیح دی اور حسب درخواست مرزا قادیانی جواب قبولیت دعوت بصورت اشتہار ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو طبع کرا کر بذریعہ رجسٹری بتاریخ ۴ اگست ۱۹۰۰ء ارسال فرمایا اور لکھ دیا کہ وہ خود ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو (اس لئے کہ مرزا قادیانی نے تقرر تاریخ کا اختیار حضرت پیر صاحب کو دیا تھا) لاہور آجائیں گے آپ بھی تاریخ مقررہ پر تشریف لے آئیں۔ چونکہ مرزا قادیانی نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کی چٹھی میں اس طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرنے سے پہلے اپنے دعاوی پر اور کئی استدلال پیش کئے تھے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے۔ یا کسی آخری زمانہ میں جسم عصری کے ساتھ نازل ہوں گے۔ اگر لکھا ہے تو کیوں۔ ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔ ناحق نزول کے لفظ کے الٹے معنی کرتے ہیں۔ ”انا انزلہ فی لیلۃ القدر“ اور ”ذکر الرسول“ کا مراد نہیں سمجھتے۔ میری مسیحیت ومہدویت رمضان میں کسوف وخسوف کا دیکھ چکے ہیں۔ پھر نہیں مانتے۔ صدی سے ستر سال گزر چکے ہیں۔ پھر مجھے مجدد نہیں مانتے۔ یہ تمام استدلالات مرزا قادیانی نے اس طریق فیصلہ کی طرف دعوت کرنے سے پہلے اسی چٹھی میں تحریر کئے ہیں اور صرف ایک ہی فیصلہ پر اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ ہر دو باتیں علی الترتیب پیش کی ہیں۔ اس لئے حضرت ممدوح نے بھی ہر دو طریق فیصلہ کو علی الترتیب ہی تسلیم کیا اور پسند فرمایا کہ مرزا قادیانی اسے اس کے اپنے استدلالات

جو اس نے اپنی چٹھی میں تحریری فیصلہ سے پہلے پیش کئے ہیں۔ سن لئے جائیں اور مسیح علیہ السلام کا جسم عصری کے ساتھ آسمان پر جانے کی بابت حدیث بلکہ قرآن کریم کی دلالت نص پیش کی جائے کہ اگر مسیح کا بجسدہ العنصری آسمان پر جانا قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت نہ ہو تو پھر کیا کرنا چاہئے۔ حدیث ہی کی جستجو کی جائے یا کیا؟ نیز سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ نزول کے وہ معنی جواب تک تیرہ سو سال سے مجتہدین اور محدثین بلکہ صحابہ کرام اور اہل بیت نے نہیں سمجھے۔ وہ کیا ہوں گے اور یہ بھی سمجھ نہیں آتا کہ رمضان میں کسوف و خسوف جن تاریخوں میں ہوا ہے وہ کیونکر آپ کی ۸

مسیحیت کا نشان ہے؟ یہ سب امور احقاق حق کی غرض سے زبانی سننا ضروری خیال کرتے تھے اور بعد ازاں یہ قرار داد جائے اور مرزا قادیانی کی قرار داد شرائط کے موافق تفسیر لکھی

اس عرصہ میں آج تک مرزا قادیانی کی طرف سے حواریوں کی طرف سے اشتہارات نکلے اور شائع ہوئے کہ تقرر ان تحریرات کو اس لئے ہے معنی خیال کیا گیا تھا کہ خود مرزا قادیانی ۱۹۰۰ء میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ ہر دو امور فیصلہ علی التمر میں مولوی غازی صاحب نے صاف طور پر مرزائی جماعت کو صورت میں قلم اٹھائیں گے یا کوئی مباحثہ کریں گے جب کہ آوے یا کچھ تحریر کرے، ورنہ نہیں۔ پس حضرت پیر صاحب خاص مرزا قادیانی کے نام پر تھی۔ بصورت انکار مرزا کو ہذا نے باوجود انقضائے عرصہ مدید ایک ماہ کے کوئی انکار شائع نہیں تسلیم کر لیا کہ وہ اس امر پر راضی ہے کہ ہر دو طرح سے مباحثہ

اس کے بعد حافظ محمد الدین صاحب تاجر کتب لاہور نے ایک ضروری چٹھی رجسٹری شدہ مرزا قادیانی کے نام پر بھیجی اور عام مشتہر بھی کی۔ اس کے بھی کچھ جواب نہ نمبر ۲ اور چھاپ کر مرزا قادیانی کو روانہ کی اور عام تقسیم کر دی کہ کچھ جواب دیتا؟

ءابم اس رها سها عذر ءفع كرنے كے لئے حكيم نرے (ءس كى طرف سے پهلهے بهى متعلق مباحثه كئى
ايك اشتها اشتهار بذرعه ءوابى رءسٹرى مرزا قاءيانى كے پاس ارسال كيا مرزا قاءيانى كى علمى
وعملى كمزور ياں اس كو اپنى من ءهٹت شرا اور اسے ضء هے كه تم ان همارى هى پيش كرده شرائط كو
تسليم كر لويه بهى سهى - ۹

مسیحیت کا نشان ہے؟ یہ سب امور احقاق حق کی غرض سے حضرت ممدوح - مرزا قادیانی کی اپنی زبانی سننا ضروری خیال کرتے تھے اور بعد ازاں یہ قرار داد تھی کہ تحریری فیصلہ کی طرف رجوع کر لیا جائے اور مرزا قادیانی کی قرار داد شرائط کے موافق تفسیر لکھی جائے۔

اس عرصہ میں آج تک مرزا قادیانی کی طرف سے کوئی جواب نہ نکلا۔ البتہ ان کے بعض حواریوں کی طرف سے اشتہارات نکلے اور شائع ہوئے کہ تقریری مباحثہ کی کوئی شرط نہیں تھی۔ لیکن ان تحریرات کو اس لئے بے معنی خیال کیا گیا تھا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مشتمل ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ ہر دو امور فیصلہ علی الترتیب مطلوب تھے اور پہلے ایک اشتہار میں مولوی غازی صاحب نے صاف طور پر مرزائی جماعت کو مطلع کر دیا تھا کہ پیر صاحب صرف اس صورت میں قلم اٹھائیں گے یا کوئی مباحثہ کریں گے جب کہ بالمقابل مرزا قادیانی خود میدان میں آوے یا کچھ تحریر کرے، ورنہ نہیں۔ پس حضرت پیر صاحب کی جوابی چٹھی مطبوعہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء خاص مرزا قادیانی کے نام پر تھی۔ بصورت انکار مرزا کو بذات خود جواب دینا چاہئے تھا۔ لیکن اس نے باوجود انقضائے عرصہ مدید ایک ماہ کے کوئی انکار شائع نہیں کرایا۔ بلکہ اپنے طریق عمل سے یہ تسلیم کر لیا کہ وہ اس امر پر راضی ہے کہ ہر دو طرح سے مباحثہ ہو جائے۔

اس کے بعد حافظ محمد الدین صاحب تاجر کتب مالک و مہتمم کارخانہ مصطفائی پریس لاہور نے ایک ضروری چٹھی رجسٹری شدہ مرزا قادیانی کے سکوت پر چھاپ کر خاص مرزا قادیانی کے نام پر بھیجی اور عام مشتمل بھی کی۔ اس کے بھی کچھ جواب نہ آنے پر انہوں نے رجسٹری شدہ چٹھی نمبر ۲ اور چھاپ کر مرزا قادیانی کو روانہ کی اور عام تقسیم کر دی۔ مگر مرزا قادیانی کو کہاں ہوش و تاب کہ کچھ جواب دیتا؟

تاہم اس رہا سہا عذر دفع کرنے کے لئے حکیم سلطان محمود صاحب ساکن حال پنڈی نے (جس کی طرف سے پہلے بھی متعلق مباحثہ کئی ایک اشتہارات شائع ہوئے تھے) ایک مطبوعہ اشتہار بذریعہ جوابی رجسٹری مرزا قادیانی کے پاس ارسال کر دیا۔ جس کا آخری مضمون یہ تھا کہ اگر مرزا قادیانی کی علمی و عملی کمزوریاں اس کو اپنی من گھڑت شرائط کے احاطہ سے باہر نہیں نکلنے دیتیں اور اسے ضد ہے کہ تم ان ہماری ہی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کرو تو ہم بحث کریں گے ورنہ نہیں تو خیر۔ لو یہ بھی سہی۔

پیر صاحب تمہاری سب پیش کردہ شرطیں بعینہ جس طرح سے تم نے پیش کی ہیں۔ منظور کر کے تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم مقررہ تاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور آجاؤ۔ یہ اعلان عام طور پر مشتہر کر دیا گیا تھا۔ علاوہ اس اعلان کے جناب پیر صاحب نے بنظر تاکید مزید حافظ محمد دین صاحب مالک مطبع مصطفائی پریس لاہور کو بھی ایسا فرما دیا کہ ہماری طرف سے مرزا قادیانی کی شرائط کی منظوری کا اعلان کر دو۔ چنانچہ حافظ صاحب موصوف نے بذریعہ اشتہار مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء مشتہر کر دیا کہ آج بروز جمعہ ۴ بجے شام کی ٹرین میں بوجہ ہمدردی اسلام پیر صاحب مرزا قادیانی کی تمام شرائط منظور کر کے لاہور تشریف فرما ہوں گے اور محمدن ہال انجمن اسلامیہ واقع موجی دروازہ لاہور میں بغرض انتظار مرزا قادیانی قیام فرمائیں گے۔ چنانچہ وہ اسی شام کی گاڑی میں مع دو تین سو علماء و مشائخ وغیرہ ہمراہیان کے تشریف فرما لاہور ہوئے۔

حضرت ممدوح کی زیارت واستقبال کے لئے اس شوق و ولولہ سے لوگ گئے کہ اسٹیشن لاہور اور بادامی باغ پر شانہ سے شانہ چھلتا تھا۔ شوق دیدار سے لوگ دوڑتے اور ایک دوسرے پر گرتے چلے جاتے تھے۔ حضرت ممدوح اسٹیشن سے باہر ایک باغ میں چند منٹ استراحت کر کے محمدن ہال موجی دروازہ میں مقیم ہوئے۔ لاہور کے علمائے کرام جو آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ نیز اور بھی علماء مشائخ ومعززین اسلام اضلاع پشاور، پنڈی، جہلم، سیالکوٹ، ملتان، ڈیرہ جات، شاہ پور، گجرات، گوجرانوالہ، امرتسر وغیرہ وغیرہ مقامات سے بغرض شمولیت مجلس مناظرہ مصارف کثیرہ کے متحمل ہو کر آپہنچے۔ مرزا کے لاہوری پیروؤں ۱۷۰ نے مرزا قادیانی کے نام خطوط تاریں اور ضروری قاصد روانہ کئے۔ مگر بعض گرمجوش چیلے نہایت مضطرب حالت میں قادیان پہنچے اور ہر چند اپنے پیرو مرشد مرزا قادیانی کو لاہور لانے کے لئے منت و سماجت کی۔ پاؤں پکڑے۔ مگر مرزا قادیانی کی دلی کمزوری نے ان کو اپنے خدائی پیروؤں کی درخواست منظور کرنے کی طرف مائل نہ کیا اور وہ بیت الفکر میں ہی داخل دفتر رہا۔

۱۔ اس سے مراد لاہور میں رہنے والے مرزا قادیانی کے متبعین ہیں، نہ کہ مستقل مرزائیوں کا ”لاہوری فرقہ“ کیونکہ ”لاہوری مرزائیوں“ نے ۱۹۱۴ء میں اپنا گروپ تشکیل دیا تھا اور یہ خطاب ۱۹۰۰ء کا ہے۔ اس گروپ کے بانی مولوی محمد علی لاہوری تھے۔ اس گروپ نے اختلاف کے بعد اپنا عقیدہ تبدیل کیا کہ مرزا قادیانی ”نبی“ نہیں بلکہ ”مجدد“ ہیں۔ تاہم یہ تبدیلی ان کو کفر کے حصار سے نہ نکال سکی۔ کیونکہ حضور ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو ”ولی“ ماننا بھی کفر ہے۔ اس لئے ۱۹۷۴ء کے آئین پاکستان میں ان دونوں گروہوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔

حضرت پیر صاحب ۲۴ اگست سے آج تک لاہور میں رونق افروز ہیں اور مرزا قادیانی کا ہر ایک ٹرین میں بڑے شوق سے انتظار ہو رہا ہے۔ مگر ادھر سے صدائے برنخواست کا معاملہ ہوا۔ یہ حقیقت میں خود مرزا قادیانی کے اپنے قول کے مطابق ایک الہی عظمت و جلال کا کھلا نشان تھا۔ جس نے مرزا قادیانی کی جھوٹی و بے جا شیخی کو کچل ڈالا اور آپ کے حواس کی وہ گت ہوئی کہ مقابلہ و مباحثہ لاہور تو درکنار آپ کو سوائے اپنے بیت المقدس کے تمام دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی اور ”وقذف فی قلوبہم الرعب بما کفروا“ کا مضمون دوبارہ دنیا کے صفحہ پر معرض وجود میں آیا۔ برخلاف اس کے حضور پر نور حضرت پیر صاحب ممدوح کے دست مبارک پر خداوند کریم نے وہ نشان ظاہر کر دیا۔ جس کی آیت ”وکان حقاً علینا نصر المؤمنین“ میں وعدہ دیا گیا تھا۔ خداوند عالم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس و بابرکت ذات پر نبوت اور رسالت کے تمام مدارج ختم کر دیئے ہیں۔ جس طرح پہلے سینکڑوں جھوٹے رسولوں کو الہی غیرت اور ان کے اپنے کفر و غرور نے ذلیل و خوار کر دیا ہے۔ ایسا ہی اس نے مرزا قادیانی کی جھوٹی مہدویت رسالت و مسیحیت کا بھی خاتمہ کر دیا اور آج دنیا پر بخوبی روشن ہو گیا کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے مخصوص مناصب اور مفروضہ مراتب کے اندر بے جا مداخلت کرنے والا اس طرح سے علی رؤس الاشهاد رو سیاہ ہوتا ہے اور اپنے ہاتھوں خود ذبح ہو جاتا ہے۔ کیا غور و عبرت کا مقام نہیں ہے کہ مرزا قادیانی نے بلا کسی تحریک کے خود بخود حضرت پیر صاحب اور نیز ہند و پنجاب کے تمام مسلم الثبوت مشائخ و علماء کو تحریری اور تقریری مباحثہ کی دعوت کا وہ اعلان کیا۔ جس کی ہزارہا کاپیاں ہند و پنجاب کے تمام اضلاع و اطراف میں مرزا قادیانی نے خود تقسیم کیں اور اپنی عربی و قرآن دانی میں وہ لاف زنی کی جس کا وہ خواب میں بھی خیال کرنے کا مستحق نہیں تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے لکھا کہ اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ پہنچوں تو پھر میں مردود جھوٹا اور مخدول ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۰، ۴۳۱) اس شدومد کے اشتہار کے بعد جب اس کو پیر صاحب اور دیگر علمائے کرام نے بمنظوری شرائط لاہور میں طلب کیا تو مرزا قادیانی کی طرف

سے سوائے بہانہ گریز کے اور کوئی کاروائی ظہور میں نہ آئی۔ سخت افسوس کا موقعہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مرید انہی دنوں میں جب کہ پیر صاحب خاص لاہور میں سینکڑوں علماء فقراء اور ہزاروں مریدوں کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ اس قسم کے اشتہارات شائع کر رہے ہیں کہ پیر صاحب مباحثہ سے بھاگ گئے اور شرائط سے انکار کر گئے۔ سبحان اللہ! ڈھٹائی اور بے شرمی ہو تو ایسی کہ دروغ گویم بر روئے شما۔

اس موقع پر مرزا قادیانی کی مسیحی تعلیم پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ کیا امام زمان کی تعلیم کا یہی اثر ہونا چاہئے کہ ایسا سفید جھوٹ لکھ کر مشتہر کیا جائے؟ اور زیادہ افسوس اس پر ہے کہ ہندو اخبارات بھی مرزائیوں کی اس ناشائستہ حرکت پر نفرین کر رہے ہیں اور ہنسی اڑا رہے ہیں۔ میں از جانب اہالیان جلسہ جن کی تعداد کئی ہزار ہے اور پنجاب کے مختلف اضلاع کے رہنے والے ہیں۔ اس امر کا صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ پیر صاحب نے مع ان علمائے کرام اور مشائخ عظام کے جو آپ کے ساتھ شامل ہیں اسلام کی ایک بے بہا خدمت کی ہے اور مسلمانوں کو بے انتہاء مشکور فرمایا ہے اور ہزار ہزار شکر ہے کہ آئندہ کو بہت سے مسلمان بھائی مرزا قادیانی کے اس سلسلہ حرکات سے ان کی دام تزویر میں گرفتار ہونے سے بچ گئے۔

آخر میں مولانا صاحب نے ایک پرزور تقریر میں بالتفصیل یہ بھی بیان کیا کہ جو بوجہ طوالت یہاں درج نہیں ہو سکا۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا میں مرزا قادیانی جیسے بلکہ اس سے بڑھ کر بہت سے جھوٹے نبی، مسیح، مہدی بننے کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہو کر اور اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔ مرزا قادیانی کا بھی یہی حشر ہوگا۔ اس کے بعد مولوی تاج الدین احمد صاحب جو ہیڈ کلرک چیف کورٹ پنجاب سیکرٹری انجمن نعمانیہ نے مولانا مولوی محمد حسن صاحب کی تائید کی اور مرزا قادیانی کے چند اشتہارات سے ان کی اس قسم کی کارروائیوں پر نہایت تہذیب اور شائستگی سے نکتہ چینی کی۔

(”سراج الاخبار“ کا مضمون ختم ہوا)

یہ بے نقط قصیدہ جس نے بے مثال طور پر مرزائے قادیان کو ذلت آمیز شکست سے دو چار کیا۔ احتساب کی اس جلد میں اشاعت پذیر ہے تا کہ مرزا قادیانی کی ”عربی دانی“ کے دعویٰ کے بطلان پر قدرت کی طرف سے نشان کے طور پر گواہ رہے۔

نقل قصیدہ عربیہ مہملہ منظومہ فیضی مرحوم

مشتہرہ رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور (مطبوعہ فروری ۱۸۹۹ء)

لمالک ملکہ حمد سلام علی مرسولہ علم الکمال

۱.....۰ بادشاہت کے مالک کے لئے تمام تر تعریف اور ان کے رسول پر سلام ہو جن پر علم اپنی

انتہاء کو پہنچا۔

حمود احمد و محمد و طہور مع اولاد و ال

۲.....۰ جو محمود (سب سے زیادہ تعریف کرنے والے) احمد اور محمد ہیں اور اپنے اصحاب اور آل

سمیت پاک ہیں۔ ۱۲

اماملوک احمد اہل علم والہ

۳.....۰ اے غلام احمد جو صاحب علم والہام اور ہر سوال کا جواب

لودک کم مدی ہمع الدموع وط

۴.....۰ تیری محبت میں کتنے آنسو بہتے رہے اور بلند مرتبت لو

علی مر المدی وکع المودہ وحم

۵.....۰ وقت گزرنے کے ساتھ یہ محبت باعث شرم / عار بن گئی

میں ڈال دیا گیا۔

ہواک الدھر مدار السماء ورامک

۶.....۰ آسمان کی گردش کے ساتھ ساتھ زمانہ تجھ سے محبت کر
طرح تیرے ارد گرد گھومتے رہے۔

اطاعک عالم طوعاً وسہلاً رواک

۷.....۰ ایک عالم برضا و رغبت تیری اطاعت کرتا رہا اور وہ تجھے
سمجھتے رہے۔

محامدک الا واسع هم اصالح وطور

۸.....۰ تیرے وسیع تر کمالات رنگینیوں سے پر ہیں، کبھی سی

هداک اللہ مسلک اہل ود واعد

۹.....۰ اللہ تجھے حقیقی اہل محبت کے راستے پر چلائے اور تجھے

وکم مراسعوا ورا واحلاک وکررو

۱۰.....۰ اور کتنے ہی افراد نے کوشش کی اور انہوں نے تمہیں ب

والے لوگوں نے تم سے کتنا اظہار محبت کیا، جمہیں کتا

وکم مدحوک لماہم اطاعو الی

۱۱.....۰ تیری اطاعت کے بعد وہ تیری کتنی مدح سرائی میں

کو تیرے دعویٰ کی اطاعت کی دعوت دیتے رہے۔

حکو الملاحم الکلم المدلل مکار

۱۲.....۰ انہوں نے تیرے نکات اور خوشنما کلمات و کمالات بیان ک

اماملوک احمد اہل علم والہام وحلال سوال

۳..... اے غلام احمد جو صاحب علم والہام اور ہر سوال کا جواب دینے کا دعویٰ دار ہے۔

لودک کم مدی ہمع الدموع و طاطا راس اعلام غوال

۴..... تیری محبت میں کتنے آنسو بہتے رہے اور بلند مرتبت لوگوں نے سر جھکا لئے۔

علی مر المدی و کع المودہ و حمل اہلہا ادعی الحمال

۵..... وقت گزرنے کے ساتھ یہ محبت باعث شرم/عار بن گئی اور ان اہل محبت کو سخت آزمائشوں میں ڈال دیا گیا۔

ہواک الدھر مدار السماء ورامک اہلہ روم العسال

۶..... آسمان کی گردش کے ساتھ ساتھ زمانہ تجھ سے محبت کرتا رہا اور اہل زمانہ شہد کی مکھیوں کی

طرح تیرے ارد گرد بھنبھناتے رہے۔

اطاعک عالم طوعاً وسہلاً رواک ملہماً سہل المال

۷..... ایک عالم برضا و رغبت تیری اطاعت کرتا رہا اور وہ تجھے بہتر انجام کی نشاندہی کرنے والا سمجھتے رہے۔

محامدک الا واسع ہم امالح و طوراً کلہا ملعسل حال

۸..... تیرے وسیع تر کمالات رنگینیوں سے پر ہیں، کبھی میٹھے کبھی نمکین۔

هداک اللہ مسلک اہل ود واعلم کل اسرار الکمال

۹..... اللہ تجھے حقیقی اہل محبت کے راستے پر چلائے اور تجھے کمال کے تمام اسرار سکھا دے۔

و کم مراسعوا ورا و احلاک و کبروا دوک معدوہ موالو صلا

۱۰..... اور کتنے ہی افراد نے کوشش کی اور انہوں نے تمہیں سنوارنے کا ارادہ کیا اور فنا ہو جانے

والے لوگوں نے تم سے کتنا اظہار محبت کیا، تمہیں کتنا چاہا۔

و کم مدحوک لماہم اطاعو الی دعواک الولا کدال

۱۱..... تیری اطاعت کے بعد وہ تیری کتنی مدح سرائی میں لگے رہے اور تجھے رہبر مان کر لوگوں

کو تیرے دعویٰ کی اطاعت کی دعوت دیتے رہے۔

حکو الملائح الکلم المدلل مکار مک المہا السماء معال

۱۲..... انہوں نے تیرے نکات اور خوشنما کلمات و کمالات بیان کئے جو بلندی کی طرف رواں

دواں تھے۔

رسائل حبر واسطر و احلاک وعدوک المدبر اولی اوال

۱۳..... انہوں نے متعدد رسائل تحریر کئے اور تیری تعریف میں ورق سیاہ کئے اور ایک عرصہ تک

تجھے

بہترین لوگوں میں شمار کرتے رہے۔

وہم علموک موعود الرسول وملہم مالک متولی الموال

۱۴..... اور انہوں نے تجھے رسول موعود اور سب کے حامی و ناصر مالک کی طرف سے ملہم

(الہام)

کا مخاطب) قرار دیا۔

امام الدھر مرسول الالہ ومصلح اہل عصر ملحاک

۱۵..... اور تجھے زمانے بھر کے لئے اللہ کا رسول اور عصر حاضر کا مصلح سمجھتے رہے۔

دعوا اعلی الدعاء الاہلما روا الموعود مسعود المال

۱۶..... انہوں نے بھر پور دعوت دی کہ آؤ اور مبارک اور با سعادت موعود کی زیارت کرو۔

رسائلک الرسائل للہداء لہم ولمنہم مرا اک سال

۱۷..... تیرے رسائل ان کی نگاہ میں ہدایت کے پیغامات تھے اور تجھے دیکھنا ان کے مقاصد کی

تکمیل کے لئے مفید تھا۔

کلامک للادواء لہم دواء مروع ما للروع ماک

۱۸..... تیری گفتگو ان کے مصائب و مشکلات کا علاج تھی اور وہ اس قدر تجھ سے مرعوب تھے

جس

کی کوئی انتہاء نہیں۔

وما ارواحهم الا وداک علی اسمک ورد کل کل حال

۱۹..... اور ان کی روحیں صرف تیری محبت کے لئے تھیں اور تیرا نام ہر ایک شخص کا ورد زبان

تھا۔

وہم رھط اولو ورع وحلم عمائد اھل کرم و الکمال

۲۰..... اور ایک گروہ ایسا ہے جو تقویٰ اور حلم والا ہے اور جود و جمال کے سردار ہیں۔

و کم عادوک ماوالوک اصلاً و کم لا موک ملوم الملال

۲۱..... انہوں نے تمہاری کتنی ہی مخالفت کی اور کبھی تجھ سے محبت نہ کی اور انہوں نے

کس قدر تم

پر ملامت کی۔

راوا الھامک الولع الموسوس وعدوک الملح لطمع مال

۲۲..... انہوں نے تمہارے الھام کو ایک فریب اور وسوسہ قرار دیا اور تجھے مال و دولت کی لالچ

میں بہت زیادہ اصرار کرنے والا پایا۔

وسموک الخاذل للصرائح و

۲۳..... اور تجھے واضح اور صریح احکامات (آیات و احادیث)

قرار دیا اور پہلے مسلمانوں کے مسلمہ امور کو ٹھکانے والا

وہاکم لہواراء العدول ال

۲۴..... اور تم نے ان کی آراء سے کتنا انحراف کیا اور تم کتنا

عدوک مرسلی المسعود سہل م

۲۵..... انہوں نے تجھے بابرکت رسولوں سے انحراف

تعلیمات جھگڑالو لوگوں کے لئے سمجھنا بھی نہا

ومحمود عطاء العالم اسماً

۲۶..... اور نبی محمود (ﷺ) جو تمام عالم کے لئے عط

میں بڑے باہمت ہیں۔

اوائلہ الکرام امام سلم

۲۷..... ان کے ماننے میں پہل کرنے والے معزز افراد

ریت کے ذروں کی تعداد میں ہیں۔

علومہم کامطار الدھور

۲۸..... ان کے علوم زمانے بھر کی بارشوں کی مانند ہ

(یعنی سب انہیں کے علم سے سیراب ہوئے)

تراب دارہم کحل المدارک

۲۹..... ان کے گھروں کی مٹی نگاہوں کا سرمہ ہے

مشمول ہو۔

عصامہم الحسام لکل عدو

۳۰..... ہر دشمن کے مقابلہ کے لئے ان کے ہاتھوں

امن و سلامتی قائم کرنے کے لئے ہے۔

مدی اعمالہ اعلام علم

۳۱..... ان کے اعمال یا کارناموں میں علم کو پھیلانا اور

ممد للاولاء العلوم

وسموك الماؤل للصرائح وراڊ مسلم الرهط الاوال

۲۳..... اور تجھے واضح اور صریح احکامات (آیات و احادیث) کی من چاہی تاویل کرنے والا

قرار دیا اور پہلے مسلمانوں کے مسلمہ امور کو ٹھکرانے والا قرار دیا۔

وهاکم لهوارء العدول الی کم لطم دأماء المحال

۲۴..... اور تم نے ان کی آراء سے کتنا انحراف کیا اور کتنے ہی مقامات پر جھگڑوں کو ہوا دی۔

عدوك مرسلی المسعود سهل مواردہ امام اولی المحال

۲۵..... انہوں نے تجھے بابرکت رسولوں سے انحراف کرنے والا گردانا۔ ایسے رسول جن کی

تعلیمات جھگڑالو لوگوں کے لئے سمجھنا بھی نہایت آسان ہے۔

ومحمود عطاء العالم اسماً همام اهل امر والعدال

۲۶..... اور نبی محمود (ﷺ) جو تمام عالم کے لئے عطیہ خداوندی ہیں اور اقتدار اور عدل والوں

میں بڑے باہمت ہیں۔

اوائله الكرام امام سلم مكارمهم كاعداد الرمال

۲۷..... ان کے ماننے میں پہل کرنے والے معزز افراد اسلام کے امام ہیں اور ان کی خوبیاں / کمالات

ریت کے ذروں کی تعداد میں ہیں۔

علومهم كامطار الدهور وعلم الدهر طراً كالطلال

۲۸..... ان کے علوم زمانے بھر کی بارشوں کی مانند ہیں اور تمام زمانے کا علم ٹیلوں کی مانند ہے۔

(یعنی سب انہیں کے علم سے سیراب ہوتے ہیں)

تراب دارہم کحل المدارك وکحل سوائہم دک الہلال

۲۹..... ان کے گھروں کی مٹی نگاہوں کا سرمہ ہے۔ خواہ ان کے اغیار کا سرمہ چاند کے ذرات

پر مشتمل ہو۔

عصامہم الحسام لکل عدو حسامہم السلام لکل حال

۳۰..... ہر دشمن کے مقابلہ کے لئے ان کے ہاتھوں میں تلوار ہے اور ان کی تلوار ہر حالت میں

امن و سلامتی قائم کرنے کے لئے ہے۔

مدی اعمالہ اعلام علم واعلاء الہدی وسط الضلال

۳۱..... ان کے اعمال یا کارناموں میں علم کو پھیلانا اور گمراہیوں کے درمیان ہدایت کی سربلندی

ہے۔

ممد للاولاء العلوم ومعط اہلہا اعداد رمال

۳۲..... وہ اپنے اصحاب کو علم عطاء کرنے والے ہیں اور انہیں مال و دولت کی طرح علم سے نوازتے ہیں۔

اما واللہ اسئلک المسائل اسلہم سلاولی السوال

۳۳..... اللہ کی قسم! میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں جن کا جواب تیرے ذمہ ہے۔

الاهل صار دعواک الرسالہ کموحی اللہ معصوم المحال

۳۴..... کیا تمہارا دعویٰ رسالت ایسے ہی ہے جیسے اللہ کی طرف سے ایسی وحی جو تردید یا انکار سے معصوم ہو۔

ام اصطادوا ام عادوک ہواء اصلہم الہوئے سوء المال

۳۵..... یا تمہارے دشمنوں نے تمہیں خواہشات کے جال میں پھنسا دیا اور انہیں خواہشات نے برے انجام سے دوچار کر دیا ہے۔

وما املاکہ ملک العلوم وملہم واحد وهدئے کسال

۳۶..... اور تجھے علم کے بادشاہ (اللہ) نے الہام نہیں کیا جو اکیلا الہام کرنے والا اور سست روو کو ہدایت دینے والا ہے۔

وہل کلم الرسولہ اصول علم کمسطور الالہ علی الاصال

۳۷..... اور یہ کیا اس (نام نہاد) رسول نے جو خود ساختہ اصول علم بیان کئے ویسے ہو سکتے ہیں

جو

اللہ کے اصل میں تحریر کردہ ہیں۔

وہل کلم الہدی مدلولها ما درے العلماء ملمع الدلال

۳۸..... اور کیا اسے اس خوش نما ہدایت کا مخاطب بنایا گیا جس کے مفہوم کو علماء نہ جان سکے۔

ام اسرار ومسلكه معنی وما اطلع العوام علی المثال

۳۹..... یا یہ کچھ بھید ہیں اور اس کا راستہ تاریک ہے اور عوام اس کے انجام سے آگاہ نہ ہو سکے۔

کلام اللہ هل محوی العلوم اهداها الاله لكل وال

۴۰..... اللہ کا کلام جو تمام علوم کا محور / تمام علوم پر مشتمل ہے جسے اللہ نے اپنے ہر دوست کو عطاء کیا ہے۔

کما ادراک ام لا علم کلا سوئے العلام محمود وعال

۴۱..... جیسے تمہیں دیا ہے؟ یا تمہارے پاس کوئی علم نہیں۔ خبردار اس علام (اللہ کی صفت سے بڑے عالم) جو قابل تعریف اور بلند یوں والا ہے اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں۔

رسالہ ”الہام

چھٹی پ

(نشان آسمانى ميع

ءضرت مولانا ثناء

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

رسالہ ”الہامات مرزا“ سے

چھٹی پیش گوئی

(نشان آسمانی میعادى سہ سالہ)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

چند الہامات للتحقیق

رسالہ الہامات مرزا کی چھٹی پیش گوئی متعلقہ ”نشان آسمانی میعادى سہ سالہ“ یہ پیش گوئی ایک دعا کے طور پر بڑے دو ورقوں میں مرقوم ہے۔ جن کا اصل مطلب یہ ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”اے میرے مولا! قادر خدا اب مجھے راہ بتا۔ (آمین)..... اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔“

(اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۵، ۱۷۸)

گو یہ الفاظ دعائیہ ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اپنے رسالہ (اعجاز احمدی ص ۸۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۳) پر اس دعا کو پیش گوئی قرار دیتے ہیں۔ پھر हमारा کیا حق ہے کہ ہم اس کی نسبت یہ گمان کریں کہ یہ صرف دعا ہی دعا ہے۔ جس کی قبولیت قطعی نہیں۔ اس لئے کہ ایک تو مرزا قادیانی کی دعا ہے، کسی معمولی آدمی کی نہیں۔ مرزا قادیانی تو اپنی دعا کی بابت اسی اشتہار کے ص ۴ پر فرماتے ہیں:

”جب کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر دعا قبول کروں گا۔“

(اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۱)

میں سچ کہتا ہوں کہ جب سے مجھے اشتہار مذکور ملا ہے آسمان کی طرف سے ہر روز تاکتا رہتا تھا کہ دیکھیں مرزا قادیانی کے مخالفوں کے فیصلہ کے لئے کیا نشان ظاہر ہوتا ہے؟ جس کے دیکھنے کے بعد لوگوں کو ان کی نسبت جو خیالات ہو رہے ہیں، رفع دفع ہو جائیں۔ کیونکہ یہ نشان کوئی معمولی

نشان نہ تھا۔ بلکہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ جس کو سلطان کہتے ہیں۔ جس کی بابت خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے۔ بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کر لے۔“ (۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء) پس جو تعریف مرزا قادیانی نے سلطان کی کی ہے وہی مرزا قادیانی کے اس مطلوبہ نشان کی ہے جس کے نہ ہونے پر آپ فیصلہ دیتے ہیں: ”اگر تو (اے خدا) تین برس کے اندر جو ۲

جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلائے اور اپنے بند نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں تئیں مصداق سمجھوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں..... کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔“

افسوس مرزا قادیانی نے ناحق ہمیں تین سال تک آنکھیں پتھرا گئیں۔ کان بھی سُن ہو گئے۔ مگر کوئی نشان ایسا ظاہر نہیں ہوا جس سے مرزا قادیانی اور ان کے مخالفوں کا فیصلہ (نوٹ) طبع اول کے وقت بوجہ بے خبری کے چند ایک نشان کابل کی وفات۔ پریذیڈنٹ امریکہ کی موت یا ملکہ معظمہ رحلت مگر افسوس کہ مرزا قادیانی کی پارلیمنٹ الہامیہ نے فرمایا۔ بلکہ ایک نئے نشان کی نشاندہی کی فکر میں لگ کر اس طرح ”کوہ کندن و کاه برآوردن“ کا مصداق بنایا۔ چنانچہ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

”یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کی طرح ایک پیش گوئی کو پورا کرے گا۔ یعنی یہ بھی وہ نقد دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا۔“

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موضع مڈھل ضلع ان لوگوں نے لاہور ایک آدمی بھیجا کہ وہاں سے کسی عالم کے مشورے سے ”قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند“ ایک آدمی آپہنچا کہ چلئے، ورنہ گاؤں کا گاؤں بلکہ اطراف جائیں گے۔

خاکسار چار و ناچار موضع مذکور میں پہنچا۔ مگر ۳

جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلائے اور اپنے بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کرے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں..... میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۷، ۱۷۸)

افسوس مرزا قادیانی نے ناحق ہمیں تین سال تک انتظار میں رکھا۔ دیکھتے دیکھتے ہماری آنکھیں پتھرا گئیں۔ کان بھی سن ہو گئے۔ مگر کوئی آواز ہمارے کانوں تک نہ آئی کہ فلاں ایسا نشان ظاہر ہوا ہے جس سے مرزا قادیانی اور ان کے مخالفوں کا فیصلہ ہو گیا۔ ہم نے کتاب ہذا (الہامات مرزا) طبع اول کے وقت بوجہ بے خبری کے چند ایک نشان پیش کئے تھے۔ یعنی امیر صاحب والی کابل کی وفات۔ پریزیڈنٹ امریکہ کی موت یا ملکہ معظمہ قیصر ہند کا انتقال یا بیگم صاحبہ بھوپال کی رحلت مگر افسوس کہ مرزا قادیانی کی پارلیمنٹ الہامیہ نے ان میں سے کسی ایک نشان کو قبول نہ فرمایا۔ بلکہ ایک نئے نشان کی نشاندہی کی فکر میں لگ کر اس پیش گوئی کو بھی سابقہ پیش گوئیوں کی طرح ”کوہ کندن و کاه برآوردن“ کا مصداق بنایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

”یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیش گوئی کو پورا کرے گا۔ یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا۔“

(رسالہ اعجاز احمدی ص ۸۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۲)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موضع مدھل ضلع امرتسر میں مرزائیوں نے شور و شغب کیا تو ان لوگوں نے لاہور ایک آدمی بھیجا کہ وہاں سے کسی عالم کو لاؤ کہ ان سے مباحثہ کریں۔ اہالی لاہور کے مشورے سے ”قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند“ ایک تار آیا اور صبح ہوتے ہی جھٹ سے ایک آدمی آ پہنچا کہ چلئے، ورنہ گاؤں کا گاؤں بلکہ اطراف کے لوگ بھی سب کے سب گمراہ ہو جائیں گے۔

خاکسار چار و ناچار موضع مذکور میں پہنچا۔ مباحثہ ہوا۔ خیر اس مباحثہ کی روئیداد تو ضمیمہ

شحنہ ہند مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء میں اہالی مذکور نے شائع کرادی۔ مگر مرزا قادیانی کو ان کے فرستادوں نے ایسا کچھ ڈرایا اور اپنی ذلت کا حال سنایا کہ مرزا قادیانی آپے سے باہر ہو گئے اور جھٹ سے ایک رسالہ ”اعجاز احمدی“ نصف اردو اور نصف عربی نظم لکھ کر خاکسار کے نام مبلغ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار دیا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم جیسا میں نے بنایا ہے پانچ روز میں بنادے تو میں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دوں گا اور اس قصیدہ کا نام ”قصیدہ اعجازیہ“ رکھا۔ یعنی یہ قصیدہ ایسا فصیح و بلیغ ہے جیسا کہ قرآن، آنحضرت کا معجزہ ہے یہ میرا معجزہ ہے۔ اس قصیدے کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ (خاکسار) کے اس قسم کے قصیدے کے لکھنے سے عاجز رہنے سے میری وہ پیش گوئی جو سہ سالہ میعاد کی میں نے طلب کی ہوئی ہے پوری ہو جائے گی۔ یعنی یہی وہ نشان ہے جس کی بابت مرزا قادیانی نے خدا سے اتنے بڑے لمبے چوڑے دانت پیس پیس کر سوال کئے تھے۔

مرزا قادیانی کا چیلنج قبول

اب اس سوال کے متعلق میری کارروائی بھی سنئے۔ میں نے ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار دیا جس کا خلاصہ ۲۹ نومبر کے پیسہ اخبار لاہور میں چھپا تھا کہ: ”آپ پہلے ایک مجلس میں اس قصیدے اعجازیہ کو ان غلطیوں سے جو میں پیش کروں صاف کر دیں تو پھر میں آپ سے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا کوئی علم نہیں محدود وقت کا پابند کریں۔ اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جدھر آپ کا منہ ہے ادھر ہی خدا کا منہ ہے۔ (جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے) تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں طبع آزمائی نہ کریں۔ بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی۔

بنائی اڑ کیوں دیوار گھر کی

نکل ! دیکھیں تیری ہم شعر خوانی

حرم سرائے ہی سے گولہ باری کریں۔ اس کا جواب باصواب آج تک نہ آیا کہ ہاں ہم میدان میں آنے کو تیار ہیں۔ چونکہ میں نے اس اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ مجلس میں اغلاط نہ سنیں گے تو میں اپنے رسالہ میں ان کا ذکر کر دوں گا۔ اس لئے آج میں اس وعدے کا ایفاء کرتا ہوں۔

۴

قصیدہ اعجازیہ

آپ تو اس کا نام ”قصیدہ اعجازیہ“ رکھتے ہیں کہ ایسے اعلیٰ مرتبہ پر ہے کہ کوئی شخص اس جیسا لکھ نہیں بھی اس اعجاز کا یقین نہیں۔ بھلا اگر یقین ہوتا تو بیس رو شریف کے اظہار اعجاز کے لئے بھی کوئی تحدید ہے؟ ہے کہ اتنے دنوں میں یا اتنے مہینوں میں اس کی مثل ب دنوں سے زائد ایام گزرے تو ردی میں پھینک دیا جائے

پھر طرفہ یہ کہ صرف بیس روز کی تصنیف کے معیار ہے کوئی شخص مرزا قادیانی کو جیت نہیں سکتا۔ بلکہ ہے کہ وہ مضمون چھاپ کر کتاب تیار کر کے حضرت کی م کہ نہ کسی مولوی صاحب کے ہاں مرزا قادیانی کی طر آپ سے مبلغات (وہ بھی روحانی اور معنوی) لے ن معجزہ کا جزو بنایا جاتا ہے؟ تاکہ اگر کسی صاحب میں اس کے پاس پریس کا انتظام ایسا نہیں جو قادیانی پری ہو۔ تو بس اس کی لیاقت بھی ملیا میٹ ضائع اور برب لے۔ کیونکہ اس کے پاس پریس نہیں اور مرزا قادیانی

ناظرین! یہ ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی ہو سکتے ہیں۔ خیر ہمیں اس سے بحث نہیں ہم ان کی ح کے اعجازی قصیدے کا عجز بتلاتے ہیں۔ آپ کے قصی عروضی وغیرہ۔

آپ کے قصیدے کا مجرای (حرکت روی

صفءه ۵۱ - ءارى هے

ايها ارض مد قد دفاك مدمر

ءالانكه مندرءه ذيل اشعار ميں اقوالاز كسره هو ءاى هے اور اقوا سءء عيب هے - محيط الدائ

قصیدہ اعجازیہ

آپ تو اس کا نام ”قصیدہ اعجازیہ“ رکھتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ فصاحت و بلاغت کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر ہے کہ کوئی شخص اس جیسا لکھ نہیں سکتا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو خود آپ کو بھی اس اعجاز کا یقین نہیں۔ بھلا اگر یقین ہوتا تو بیس روز کی مدت کی کیوں قید لگاتے۔ کیا قرآن شریف کے اظہار اعجاز کے لئے بھی کوئی تحدید ہے؟ کسی آیت تحدی میں کفار مخالفین سے کہا گیا ہے کہ اتنے دنوں میں یا اتنے مہینوں میں اس کی مثل لاؤ گے تو مقابلہ سمجھا جائے گا اور ”اگر اتنے دنوں سے زائد ایام گزرے تو ردی میں پھینک دیا جائے گا۔“ (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۵)

پھر طرفہ یہ کہ صرف بیس روز کی تصنیف کے قلمی مضمون سے جو مصنف کی اصل لیاقت کا معیار ہے کوئی شخص مرزا قادیانی کو جیت نہیں سکتا۔ بلکہ اس معجز نمائی میں لکڑی اور لوہے کو بھی دخل ہے کہ وہ مضمون چھاپ کر کتاب تیار کر کے حضرت کی خدمت میں پہنچا دے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ نہ کسی مولوی صاحب کے ہاں مرزا قادیانی کی طرح پریس اور منشی گھر کے ہوں گے اور نہ کوئی آپ سے مبلغات (وہ بھی روحانی اور معنوی) لے سکے گا۔ کیا ہی معجزہ ہے کہ پریس کے کام کو بھی معجزہ کا جزو بنایا جاتا ہے؟ تا کہ اگر کسی صاحب میں ذاتی لیاقت و قابلیت ہو بھی تو بوجہ اس کے کہ اس کے پاس پریس کا انتظام ایسا نہیں جو قادیانی پریس کی طرح صرف مرزا قادیانی ہی کا کام کرتا ہو۔ تو بس اس کی لیاقت بھی ملیا میٹ ضائع اور برباد ہے۔ وہ بھی مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لے۔ کیونکہ اس کے پاس پریس نہیں اور مرزا قادیانی کے پاس پریس ایک نہیں دو تین ہیں۔

ناظرین ! یہ ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بھول بھلیاں۔ جن سے بہت کم لوگ واقف ہو سکتے ہیں۔
خیر ہمیں اس سے بحث نہیں ہم ان کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اب ہم آپ کے اعجازی
قصیدے کا عجز بتلاتے ہیں۔ آپ کے قصیدے میں ہر قسم کی غلطیاں ہیں۔ صرفی، نحوی، عروضی
وغیرہ۔

آپ کے قصیدے کا مجری (حرکت روی) ضمہ ہے۔ چنانچہ پہلا شعر آپ کا یہ ہے:

ایا ارض مذ قد دفاک مذعر دارداک صلصل واعزاک موغر

حالانکہ مندرجہ ذیل اشعار میں اقوا لازم آتا ہے۔ یعنی اخیر کی حرکت بجائے ضمہ کے کسرہ ہو جاتی
ہے اور اقوا سخت عیب ہے۔ محیط الدائرہ میں ہے: ”ان تغیر المجری الی

حرکة قریبة كما اذا ابدلت الضمة كسرة والكسرة ضمة فهو عیب فی القافية یسمى اقواء (ص ۱۰۶) “

اور عروض المفتاح میں ہے : ” عیب اختلاف الوصل ویسمى مثل منزلو مع منزلی اقواء ومثل منزلا مع منزلو ومنزلی اصرافا وهو عیب “ (یعنی اقواء اور اصراف اشعار میں عیب ہے)

اب سنئے مرزا قادیانی کے اشعار میں اقواء

دعوه لیبتهلن لموت مزور مضل ولم یسکت ولم یتحسر

ایا محسنی بالحمق والجهل والرغا رویدك لا تبطل صنیعك واحذر

وان كنت قد ساء تك امر خلافتی فسل مرسلی ما ساء قلبك واحصر

سئمنا تكالیف التطاول من عدا تمادت لیالی الجور یا ربی انصر

وجئتک کالموتی فاحی امورنا نخرا مسامک کالمساکین فاغفر

تعال حبیبی انت روحی وراحتی وان كنت قد انست ذنبی فستر

بفضلك انا قد عصمنا من العدا وان جمالك قاتلی فات وانظر

وفرج کروبى یا الهی ونجنى ومزق خصیمی یانصیری وظفر

وان كان لا یستطیع ابطال ایتی فقل خذ مزامیر الضلالة وازمر

اذا نحن بارزنا فاین حنینکم وان كنت تحمده فاعلن واخبر

ثلاثة اشخاص به قد رأیت هم ومنهم الهی بخش فاسمع وذکر

رموا کل صخر کان فی اذیا لهم بغیظ فلم افلق ولم اتحیر

فاوصيك ياردن الحسين ابا الوفا انب واتق الله المحاسب واحذر

الا تتقى الرحمان عند تصنع ومن كان اتقى لا ابالك يحذر

فوافيت مجمع كيدهم وقتلتهم بضرب ولم اكسل ولم اتحسر

امكفر مهلا بعض هذا لتهكم وخف قهر رب قال لا تقف فاحذر

فان تبغنى فى خلقة السلم تلقنى وان تطلبنى فى الميادين احضر

وارسلنى ربي لاصلاح خلقه فياصاح لا تنطق هوى وتصبر

وكنت امرأ ابغى الخمول من العباء معى ياتنى من زائرین اصغر

فاخرجنى من حجرتى حكم مالكى

وانى لاختار مقام وموقف

ولست بتواق الى جمع العدا

الا ان حسن الناس فى حسن خلقهم

شعرنا مآل المفسدين ومن يعش

فتب واتق القهار ربك يا على

اريناك ايات فلا عذر بعدها

اردت بمد ذيتى فريتها

وانی لعمر اللہ لست بجائر

وهذا العهد قد تقرر بیننا

مرزا قادیانی ان اشعار کے بحر کی تمام آپ نے رفع کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کھاتے ہیں ۔ مگر آپ کا رفع لکھا ہوا اگر صحیح سمجھا جا مذہبی امور میں تو آپ اپنے ناواقف معتقدین کو ہیں کہ جو حدیث میرے دعویٰ کے خلاف ہو وہ غلط نہیں کہ جو حکم چاہیں لگائیں ۔

اس عیب کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار عیب ہے ۔ جس کی بابت محیط الدائرہ میں ہے : ” کما اذا ابدلت الضمة فتحة او بالک واسرافا (ص ۱۱۰) “

عروض المفتاح میں ہے وهو عیب ()

(ص ۴۸ ، شعر ۶) ” دعوا حبه الصهبا یصبح مسکر “ کیونکہ مسکر بوجہ بحر کی مرفوع ہے ۔

فاخرجنی من حجرتی حکم مالکی فقامت ولم اعرض ولم اتعذر

وانی لا اختار مقام وموقف لدی شان فرقان عظیم معزر

ولست بتواق الی جمع العدا ولكن متى يستحضر القوم احضر

الا ان حسن الناس فی حسن خلقهم ومن يقصد التحقير خبثا يحقر

شعرنا مآل المفسدين ومن يعيش الی برهة من بعد ذالك يشعر

لعب واثق القهار ربك يا على وان كنت قد ازمعت حربی فاحضر

اريناك ايات فلا عذر بعدها وان خلتها تخفی علی الناس تظهر

اردت بمد ذلتي فبريتها ومن لم يوقر صادقا لا يوقر

وانی لعمر الله لست بجائر وان كنت تابی بالصواب فادبر

وهذا العهد قد تقرر بیننا بمد فلم ننكث ولم نتغیر

مرزا قادیانی! ان اشعار کے مجری کا اعراب ہم نے آپ ہی کا لگایا ہوا لکھا ہے۔ عموماً آپ نے رفع لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقوا کی قوت سے آپ بھی دبتے اور خوف کھاتے ہیں۔ مگر آپ کا رفع لکھا ہوا اگر صحیح سمجھا جائے تو صرفی اور نحوی قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے۔ مذہبی امور میں تو آپ اپنے ناواقف معتقدین کو اپنا حکم ہونا بتلایا کرتے ہیں اور دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ جو حدیث میرے دعویٰ کے خلاف ہو وہ غلط۔ مگر صرفی اور نحوی اصول میں تو آپ حکم یا موجد نہیں کہ جو حکم چاہیں لگائیں۔

اس عیب کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار میں اصراف لازم آتا ہے جو اس سے بھی سخت عیب ہے - جس کی بابت محیط الدائرہ میں ہے: "ان تغیر المجرى الى حركة بعيدة كما اذا ابدلت الضمة فتحة او بالعکس فهو عیب فى القافية یسمى اصرافا واسرافا (ص ۱۱۰)"

عروض المفتاح میں ہے وہو عیب (کامر آنفا) پس سنو!

(ص ۴۸، شعر ۶) "دعوا حب دنیا کم وحب تعصب..... ومن یشرب الصمہا یصبح مسکر" کیونکہ مسکر بوجہ خبر ہونے یصبح کے منصوب ہے - حالانکہ قصیدے کا مجرّی مرفوع ہے -

(ص ۴۹، شعر ۵) ”وان كان شان الامر ارفع عند كم..... فابن بهذا الوقت من شان جولر“ کیونکہ جولر بوجہ شان کے مفعول بہ ہونے کے منصوب چاہئے اور مجریٰ رفع ہے۔

(ص ۵۲، شعر ۶) ”وسموا واذوني بانواع سهم..... وسمون دجالا وسموني ابتر“ ابتر بوجہ مفعول ثانی ہونے سموا کے منصوب چاہئے جو مجریٰ سے خلاف ہے۔

(ص ۵۶، شعر ۱) ”وقد كان صحف قبله مثل خارج..... فجاء لتكميل الوري ليعزر“ ليعزر لام کے بعد ان ناصبہ مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جو مجریٰ کے خلاف ہے۔

(ص ۶۲، شعر ۸) ”وكيف عصوا والله لم يدر سرها..... وكان سنا برق من الشمس اظهر“ اظهر بوجہ خبر ہونے کان کے منصوب چاہئے۔

(ص ۶۵، شعر ۱۰) ”وكم من عدو كان من اكبر العدا..... فلما اتاني صاغرا صرت اصغر“ اصغر بوجہ خبر ہونے صرت کے منصوب چاہئے جو مجریٰ کے مخالف ہے۔

(ص ۶۸، شعر ۱۱) ”اكان جميع الفضل الرسل كلهم..... اكان شفيع الانبياء ومؤثر“ مؤثر بوجہ معطوف ہونے شفيع کے کان کی خبر منصوب ہے۔

(ص ۷۰، شعر ۹) ”اتزعم ان رسولنا سيد الوري..... على رغم شانه توفي ابتر“ ابتر بوجہ حال ہونے توفي کی ضمیر کے منصوب ہے۔ آپ نے مرفوع بنایا ہے۔

(ص ۷۸، شعر ۸) ”آخيت ذئبا عابثا او ابالوفا..... او رأيت امرئسر“ امرئسر بوجہ مفعول بہ یا حسب ترجمہ مصنف مفعول فیہ ہونے کے منصوب ہے۔ نیز ہمزہ سے ثقل آتا ہے۔ گرانا جائز نہیں چونکہ قطعی

ہے۔

(ص ۸۳، شعر ۲) ”وصبت علی رأس النبی مصیبة..... ودقوا علیہ من السیوف المغفر“ المغفر بوجه مفعول بہ ہونے دقوا کے منصوب ہے۔ آپ نے مرفوع بنایا ہے۔

(ص ۸۴، شعر ۷) ”وکنت اذا خیرت للبحث والوفا..... سطوت علینا شاتما لتوفر“ لتوفر بوجه مقدر ہونے ان ناصبہ کے منصوب چاہئے جو مجری کے خلاف ہے۔

(ص ۸۶، شعر ۱) ”ففکر بجهدک خمس عشرة لیلة..... وناد حینا اظفرا واصفر“ اصفر بوجه معطوف ہونے مفعول بہ کے منصوب ہے۔

(ص ۸۷، شعر ۷) ”رمت لاغتالن وما کنت رامیا..... ولكن رماہ اللہ ربی لیظہر“ لیظہر بوجه ان مقدرہ کے منصوب ہے۔

اقوا اور اصراف گو بعض شعراء کے کلاموں میں آئے ہیں۔ مگر ناقدین نے ان کو معیوب گنا ہے۔ چنانچہ عبارات کتب عروض اوپر گزر چکی ہیں۔

علاوہ اس کے مندرجہ ذیل اشعار میں سقم معنوی بھی ہے:

(ص ۴۸، شعر ۹) ”تسل ایہا القاری ابا الوفا..... لما یخدع الحمقى وقد جاء منذر“ عام مخاطب کو جس میں اپنی جماعت کے افراد ناقصہ اور کاملہ بھی داخل ہیں۔ ابوالوفاء کا بھائی یعنی مثیل بنایا ہے اور ابوالوفا کو خدع سے موصوف کیا ہے۔ حالانکہ ایہا القاری بحیثیت عموم کے خدع سے موصوف نہیں ہو سکتا۔

(ص ۵۰، شعر ۸) ”وان قضاء الله ما یخطی الفتی..... له خائبات لا یراها مفکر“ لا یراہا کا فاعل مفکر کو بنایا ہے۔ حالانکہ مفکر کا کام رؤیت نہیں بلکہ فکر ہے اور اگر افعال قلوب سے کہیں تو دوسرا مفعول ندارد ہے جو ضروری ہے۔

(ص ۵۶، شعر ۵) ”ولو ان قومی السوی لطالب..... دعوة لیعطوا عین عقل وبصروا“ وبصروا کا عطف دعوت پر مراد نہیں اور یعطوا پر صحیح نہیں۔

(ص ۷۴، شعر ۴) ”ابا عابد الحرمین ایاک والظنی..... ومالك تغتر السعیر وتشعر“ میں واو غلط ہے۔ کیونکہ مضارع حال ہو تو صرف ضمیر سے آتا ہے۔ کافیہ میں ہے۔ ”والمضارع المثبت بالضمیر وحده“ اور تغتر پر عطف مراد نہیں۔ کما لا یخفی!

(ص ۷۵، شعر ۱۱) ”فقلت الی الویلات یا ارض جولوا..... لعنت بملعون فانت تدمر“ انت ضمیر مؤنث مخاطب ہے اور تدمر صیغہ مذکر مخاطب ہے اور اگر تدمرین ہو تو نہ وزن درست رہے گا اور نہ قافیہ بے عیب۔ حقیقت میں یہ پیر صاحب گولڑوی (جن کی اس شعر میں بجو کی گئی ہے) کی گویا کرامت ہے۔

(ص ۷۷، شعر ۶) ”فیاتنی من اللہ العلیم معلم..... ویهدی الی اسرارها ویفسر“ اسرار ہا میں ضمیر مؤنث اللہ جل شانہ کی طرف پھیری ہے۔ (کیوں نہ ہو بازی، بازی باریش بابا بازی)

(ص ۸۲، شعر ۴) ”وان کان هذا الشک فی الدین جائزا..... فیا لغو رسل اللہ فی الناس یعشر“ یہ شعر بعینہ اور ہو بہو ص ۸۰ کا گیارہواں شعر ہے۔

(ص ۸۷، شعر ۸) "نری برکات نزلوہا من السماء..... لنا کاللواقح والکلام ینصر " نزلوہا میں ضمیر فاعل کا مرجع پہلے مذکور نہیں۔

بتلائیں! جس چھوٹے سے قصیدے میں سرسری نظر سے اتنی غلطیاں لفظی اور معنوی ہوں وہ بھی اس قابل ہوسکتا ہے کہ اعجازیہ کا معزز لقب پاسکے اور اس کو بے مثل کہا جائے۔ ہاں! اگر بے مثل کرے یہ معنی ہیں کہ اس جیسا غلط کلام اور قصیدہ دنیا بھر میں کوئی نہیں تو ہمیں بھی مسلم ہے۔

مرزا قادیانی کے قصیدہ کا حال تو معلوم ہو چکا۔ اب ان کے مقابلہ میں ایک قصیدہ سنئے جو قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے مرزا قادیانی کے جواب میں لکھا تھا۔ واضح ہو کہ قاضی صاحب کو مرزا قادیانی نے اپنے قصیدے کے جواب کے لئے طلب فرمایا تھا۔

(ملاحظہ ہو اعجاز احمدی ص ۸۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۹)

(قصیدہ رائیہ یہاں سے حذف کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ اسی کتاب میں دوسرے مقام پر وہ مکمل شامل ہے۔ مرتب!)

مرزا قادیانی کی قصیدہ خوانی کا جواب تو ہو لیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ حکیم صاحب نے بھی اس پیش گوئی کے متعلق بالکل معمولی معمولی باتوں میں وقت ضائع کیا ہے۔ اصل بات کی طرف توجہ نہیں کی۔ گو ان معمولی باتوں میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ قصیدہ اعجازیہ اس پیش گوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ پیش گوئی بہت زیادہ وزن رکھتی ہے اور قصیدہ مذکورہ در صورت واقعی اعلیٰ ہونے کے بھی اس پیش گوئی کا مصداق نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی اعجاز نمائی مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی کے پہلے بھی حاصل تھی۔ اس سوال کا جواب حکیم صاحب اور ان کی کمپنی نے نہیں دیا۔ دیتے بھی کیا؟ جو کام مشکل ہو وہ کون کرے؟ حکیم صاحب تو اس مصیبت میں بزبان حال گویا یوں گویا ہیں۔

بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

ناظرین! اس آسمانی نشان کے متعلق واقعات صحیحہ کو سامنے رکھیں اور مرزا قادیانی کے "الفاظ طیہ" کو دیکھیں جو مکرر درج ذیل ہیں: "میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا مجھے سمجھا گیا۔"

(اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء ص ۱۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۸)

پس ہمارا بھی اسی پر صناد ہے کہ در صورت دعا قبول نہ ہونے کے آپ کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ فاکتبنا مع الشاہدین!

(مقولہ از کمالات مرزا مشمولہ احتساب ج ۸ ص ۱۰۶ تا ۱۲۰)

خاتم النبیین لا نبی بعدی

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

قصیدہ رائیہ

بجواب

قصیدہ مرزائیہ

پروفیسر حضرت مولانا قاضی ظفر الدینؒ

(صدر شعبہ عربی، اورینٹل کالج، لاہور)

ترجمہ: حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ

وجناب پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمود الحسن عارف مدظلہ

قصیدہ رائیہ بمقابلہ قصیدہ مرزائیہ

ہفت روزہ اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۷ء کے شمارہ جات (۱۱ جنوری، ۱۸ جنوری، ۲۵ جنوری، یکم فروری، ۱۵ فروری، ۲۲ فروری، ۸ مارچ) میں درج بالا اشعار اس قصیدہ کے موجود ہیں، یہ شمارے فوٹو کی صورت میں علی گڑھ اور گوجرانوالہ سے حاصل ہوئے تھے، اور کاغذ خستہ اور پرانا ہونے کی وجہ سے فوٹو بھی اچھی نہیں آئی، اس لئے اسے پڑھنا کارے دارد ہے۔ تاہم جیسا کچھ مجھ سے پڑھا جاسکا ہے، نقل کر دیا ہے اور درخواست ہے کہ اگر کوئی صاحب علم اس کی تصحیح میں میری مدد فرمانا چاہیں تو رابطہ کئے جانے پر انتہائی ممنون ہوں گا اور بعد تصحیح اسے کسی دوسری جگہ نقل کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین آگاہ ہونگے کہ مرزا قادیانی نے ایک رسالہ ”اعجاز احمدی“ لکھا تھا جس میں ایک قصیدہ عربی بھی تھا۔ اُس کا نام مرزا قادیانی نے ”قصیدہ اعجازیہ“ رکھا تھا۔ بایں زعم کہ اُس کے مقابلہ کا کسی سے بن نہیں سکے گا۔ خاکسار نے اُس قصیدہ کی کسی قدر اغلاط رسالہ ”الہامات مرزا“ میں لکھی ہیں جن کا جواب آج تک نہ مرزا قادیانی سے اور نہ اُن کے کسی حواری سے ہوسکا۔

جن احباب نے رسالہ مذکورہ نہ دیکھا ہو، ان کی اطلاع کے لئے قصیدہ مذکورہ کے دو تین شعر لکھے جاتے ہیں۔ مطلع قصیدہ کا یہ ہے:

أَيَا أَرْضٍ مُدَّ قَدْ دَفَاكَ مُدْمَرٌ وَأَرْدَاكَ ضِلِّلٌ وَأَغْرَاكَ مُؤْتِرٌ

باوجودیکہ مجری اس کا رفع ہے۔ تاہم بہت سے اشعار ایسے بھی ہیں جن میں نہ نحو کا لحاظ ہے نہ عروض کا پاس۔ چنانچہ:

أَعْمَيْتَ ذُبًّا عَائِفًا أَوْ أَبًا لَوْفَاءٍ أَوْ أَعْمَيْتَ مُدًّا أَوْ رُعَيْتَ أَمْرَ نَسْرٍ

اس شعر میں امر نسر۔ رویت کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب چاہئے تھا۔ مگر قادیانی مسیح نے اپنی اعجاز سے اُسے مرفوع کر دیا۔ اور سنئے!

وَلَمَّا اعْتَدَى الْأَمْرُ تَسْرَى بِمَكَائِدِهِ وَأَغْرَى عَلَى صَحْبِي لَيْثًا مَّا وَكُفِّرُوا

اس شعر کا ترجمہ ہی اس کی خوبی کا مظہر ہے جو حضرت نے خود ہی کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

”اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برا نگہ بستہ کیا۔“

۲

اس ترجمہ میں یہ چالاکی ہے کہ نہ تو لئاماً کا اظہار ہوتا ہے علاوہ اس شعر میں جو ما حرف شرط ہے اس کی جزا اور دوسری

فَقَالُوا لِيُؤْسَفَ مَا نَرَى الْخَيْرَ هَهُنَا

لَمَّا کی جزاء پر ف آنا جائز نہیں۔ قرآن قُلُوْبُهُمْ غرض اسی قسم کی سینکڑوں لفظی اور معنوی غل نے اس کے مقابلہ میں قصیدہ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ ت کے بے جا غرور کو توڑنا تھا، اس لئے خدا نے قاضی ظفر

توجہ دلائی تو مرحوم نے ایک قصیدہ لکھا لیکن طبع ہونے کا لیک کہا اور قصیدہ کہیں مسودہ جات کے انبار ہی میں پڑا

آخر کار مرحوم کے اور میرے ایک شاگرد رش کہا کہ اس قصیدہ کو چھپوا دیا جائے تاکہ مصنف کی محنت صورت میں چھاپنے میں خرچ ہوگا اور اشاعت بھی کم کر دیا جاویگا۔ چنانچہ آج سے شروع کیا جاتا ہے۔ نا

سامی کے لئے دعاء خیر فرما دینگے۔ بہر حال قصیدہ مذکور

قَفَا نَبْكَ مِنْ ذِكْرِي عُلُومٌ تُبَعَثُ

۰.....۱۔ ٹھہرو! کہ ہم (اس شخص کے) علوم پر رو

مضطرب ہو جاتے ہیں اور اس شخص کو خواہشات نفسانیہ ال

تَذَكُّرُهَا عَوْدًا إِلَى الْبَدْءِ يُثَوِّرُ

۰.....۲۔ تم یوم حشر کا ذکر بار بار کر کے ان علوم کو د

ہوگی جس دن قبریں اکھیڑی جائیں گی (اور مردوں کو ق

وَأَهْلٌ لَّهَا أَضْحَوْا رَمِيمًا وَأَقْفَرَتْ

۰.....۳۔ اور اہل علم تو وہ ہیں جن کی ہڈیاں (علم

دانش گاہیں خالی ہو گئیں اور وہ ان مکانات کو چھوڑ کر ج

مَعَ الدَّهْرِ أَخْلَاقًا حَسَنًا وَكُلُّهُمْ

۰.....۴۔ لیکن خوبصورت اخلاق چھوڑ کر گئے اور

نئے ہر چیز کو چمکا یا پھر چھپ گئے اور گہری نیند سو گئے،

اس ترجمہ میں یہ چالاکی ہے کہ نہ تو لِمَا کا اظہار ہوتا ہے نہ کفرِوا کا ترجمہ لکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اس شعر میں جو ما حرف شرط ہے اس کی جزاء دوسرے شعر میں نکلتی ہے جو یہ ہے۔

فَقَالُوا لِيُؤْثِرُوا مَا نَرَى الْخَيْرَ هَهُنَا وَلَكِنَّهُ مِنْ قَوْمِهِ كَانَ يَحْذَرُ

لِمَا کی جزاء پر ف کا آنا جائز نہیں۔ قرآن شریف میں لَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ غرض اسی قسم کی سینکڑوں لفظی اور معنوی غلطیوں سے یہ قصیدہ پُر تھا اس لئے کسی اہل علم نے اس کے مقابلہ میں قصیدہ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے چونکہ مرزا قادیانی قادیانی کے بے جا غرور کو توڑنا تھا، اس لئے خدا نے قاضی ظفر الدین مرحوم پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کو توجہ دلائی تو مرحوم نے ایک قصیدہ لکھا لیکن طبع ہونے تک نوبت نہ آئی تھی کہ مرحوم نے پیغام الہی کو لبیک کہا اور قصیدہ کہیں مسودہ جات کے انبار ہی میں پڑا رہا۔

آخر کار مرحوم کے اور میرے ایک شاگرد رشید مولوی محمد داؤد مولوی فاضل نے مجھ سے کہا کہ اس قصیدہ کو چھپوا دیا جائے تا کہ مصنف کی محنت ضائع نہ ہو۔ میں نے خیال کیا کہ رسالہ کی صورت میں چھاپنے میں خرچ ہوگا اور اشاعت بھی کم ہوگی، اس لئے اخبار میں ایک کالم میں پورا کر دیا جاوے گا۔ چنانچہ آج سے شروع کیا جاتا ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ قصیدہ کے مصنف اور ساعی کے لئے دعاء خیر فرماوینگے۔ بہر حال قصیدہ مذکورہ یہ ہے۔

(ثناء اللہ امرتسری)

قَفَا نَبْكَ مِنْ ذِكْرِي عُلُومٍ تَبْعَثُ قُلُوبًا أَمَاتَتْهُ الْهَوَىٰ وَ تَدْمُرُ

۱..... ٹھہرو! تا کہ ہم (اس شخص کے) علوم پر رولیں۔ جن کی یاد سے (جی متلاتے اور) دل

مضطرب ہو جاتے ہیں اور اس شخص کو خواہشات نفسانیہ اور مباحثوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا

ہے۔

تُذَكِّرُهَا عَوْدًا إِلَى الْبَدْءِ لِلْوَرَى وَلُتَقِيَانِ ذَاتِ اللَّهِ يَوْمَ تُبْعَثُ

۲..... تم یوم حشر کا ذکر بار بار کر کے ان علوم کو دہراتے ہو۔ حالانکہ اللہ سے ملاقات اس دن

ہوگی جس دن قبریں اکھیڑی جائیں گی (اور مردوں کو قبروں سے نکالا جائے گا)

وَأَهْلٌ لَّهَا أَضْحَوْا رَمِيمًا وَأَقْفَرَتْ مَنَازِلُ عِلْمِ الَّذِينَ مِنْهُمْ وَسَمَرُوا

۳..... اور اہل علم تو وہ ہیں جن کی ہڈیاں (علم میں) کھوکھلی ہو گئیں اور اہل علم سے دین کی

دانش گاہیں خالی ہو گئیں اور وہ ان مکانات کو چھوڑ کر چل بسے۔

مَعَ السَّهَرِ أَخْلَافُهَا حِسَانًا وَكُلُّهُمْ نُجُومٌ أَضَاءَتْ ثُمَّ غَابُوا وَغُورُوا

۴..... لیکن خوبصورت اخلاق چھوڑ کر گئے اور وہ سب کے سب ایسے ستارے تھے کہ جنہوں

نے ہر چیز کو چمکایا پھر چھپ گئے اور گہری نیند سو گئے۔

كَأَنِّي إِذَا مَا أَذْكُرُ الْمَهْدِيَّ وَالْهَدَى أَهِيْمُ بِرُؤْيَا قَدْ تُلُوْحُ وَتَسْتُرُ

۵..... گویا کہ میں جب کبھی بھی ہدایت اور ہدایت یافتہ شخص کا تذکرہ کرتا ہوں تو ہدایت کی

چمک اتنی بلند اور اونچی ہے جو کبھی نمودار ہوتی اور کبھی چھپ جاتی ہے۔

وَصَحْبِي قِيَامٌ فِي مَقَامٍ نَصِيحَةٍ يَقُولُونَ لَا تَحْزَنْ فَإِنَّكَ تُوجِرُ

۶..... اور میرے رفقاء نصیحت کے مقام میں کھڑے ہو کر (مجھے تسلی دیتے ہوئے) کہتے

ہیں۔ غم مت کھا یقیناً تجھے اجر دیا جائے گا۔

وَإِنَّ شِفَائِي سُنَّةٌ نَّبَوِيَّةٌ فَهَلْ مِنْ كَرِيمٍ يَرْتَضِيهَا وَيُؤَثِّرُ

۷..... اور اس میں شک نہیں کہ میری شفاء تو سنت نبوی (ﷺ) میں ہے تو کیا کوئی ایسا

شریف النفس ہے جو اسے اختیار کرے اور اس کی اتباع کرے۔

أَلَا رَبَّ يَوْمٍ كَانَ يَوْمًا مُبَارَكًا وَلَا سَيِّمًا يَوْمٌ بِهِ مَنُورٌ

۸..... سنو! بسا اوقات ایک مبارک دن ایسا بھی آ جاتا ہے۔ بالخصوص وہ خوشنما اور منور دن۔

لَهُمْ فِيهِ نُصْحٌ لِلْبَرِيَّةِ وَالْوَرَى بِتَذْكَارِ يَوْمٍ كُلُّنَا فِيهِ يُحْشَرُ

۹..... جس میں جملہ عالم اور لوگوں کے لئے اس دن کی یاد میں خیر خواہی ہے جس دن ہم

سب کو جمع کیا جائے گا۔ (یعنی یوم حشر)

بِتَذْكَارِ يَوْمٍ لَيْسَ يَخْفَى عَلَى الْوَرَى بِهِ اللَّهُ يُعْطِي مَنْ يَشَاءُ وَيُخْسِرُ

۱۰..... اس دن کی یاد لوگوں پر مخفی نہیں کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ جسے چاہیں نوازیں گے اور جسے

چاہیں محروم فرمائیں گے۔

بِهِ اللَّهُ يُصْمِي مَنْ أَتَى مُتَكَبِّرًا بِهِ اللَّهُ يُرِدِّي كَيْدَ مَنْ هُوَ يَفْخَرُ

۱۱..... اس دن اللہ تعالیٰ اس شخص پر سختی کریں گے اور اسے بہرا کر دیں گے جو متکبر ہو کر آئے گا

اور اس دن جو شخص شیخی بگھارتا ہوا آئے گا اس کی تدبیر کو لچر اور کمزور کر دیں گے۔

بِهِ اللَّهُ يَقْضِي بَيْنَنَا كُلَّ أَمْرٍ نَا وَيَفْتَحُ مَهْمَا فَتَحَهُ مُتَعَسِّرُ

۱۲..... اس دن اللہ تعالیٰ ہمارے ہر معاملہ کا فیصلہ چکا دیں گے اور جس معاملے کا کھولنا دشوار ہو گا اسے کھول دیں گے۔

وَيَوْمَ عَقَرْنَا فِيهِ لَيْلَ نُفُوسِنَا إِلَى كُلِّ مَا يَفْنَى وَمَا يَتَغَيَّرُ

۱۳..... اور جس دن ہمارے نفسوں کی شب بانجھ ہو جائے گی۔ ہر اس شے کی طرح جو فانی اور متغیر پذیر ہے۔

وَمَلْنَا إِلَى بَاقٍ وَخَيْرٍ ذَخِيرَةٍ وَنَبْغِي رِضَاءَ اللَّهِ فِيمَا يُدْخَرُ

۱۴..... (اب) ہم اس عمل کی طرف راغب ہ

والا ہے، اور ہر اس عمل میں اللہ کی رضا کو مقصود بنا لی

فَأَوَّلُ مَا يَعلُو بِهِ المَرْءُ فِي الوَرَى

۱۵..... سب سے پہلا وہ کام جس سے آدمی بل

ہے جو کہ عظیم الشان معبود ہے۔

وَتَسْلِيْمُ اَحْكَامٍ اَتَتْ فِي كِتَابِهِ

۱۶..... اور تمام ان احکام کو ماننا ہے جو اس کی ک

روشن کتاب (قرآن مجید) ہے۔

مُرَادِي بِهِ مَا قَدْ تَرَاهُ مُفَصَّلًا

۱۷..... اس کتاب سے میری مراد وہی کتا

مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے، اور ہر مسلمان اس

وَكَيْفَ يُرِيدُونَ اَلْاِنْسُ بِهِ فَهُمْ

۱۸..... اور اس کتاب کے ہوتے ہوئے لوگو

لئے برابر ہے کہ وہ عہد و پیمان کریں یا اپنا بچاؤ کر

فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ مُرْسَلًا كَانَ مُرْسَلًا

۱۹..... جو بھی ان میں رسول ہے تو وہ اللہ کا فر

طرف سے یہ بات مشکل ہے۔

وَذَاكَ لِاَنَّ الْغَيْرَ اَيْضًا كَمِثْلِهِ

۲۰..... اور یہ اس وجہ سے کہ غیر بھی تو اسی کی ط

مأمور (حکم دیا ہوا) بھی ہے۔

وَمَا مُمْرُؤُهُمْ أَيْضًا بِكِتَابٍ وَأَمْرُ

۲۱..... اور جس کا حکم دیا گیا ہے وہ کتاب (

اس بات سے برگشتگی گمراہی ہے۔

وَأَعْتَارُ شَيْءٍ نَفْسُهُ مِثْلَ مَا مَضَى

۲۲..... اور کسی کا اپنے آپ کو لغزش میں ڈا

ہے، اس جیسا فعل آسان کام نہیں ہے۔

۱۴..... (اب) ہم اس عمل کی طرف راغب ہو گئے ہیں جو باقی رہنے والا اور عمدہ ذخیرہ بننے والا ہے، اور ہر اس عمل میں اللہ کی رضا کو مقصود بنالیں گے جس کا ذخیرہ بنایا جاسکتا ہے۔

فَأَوَّلُ مَا يَعْلُو بِهِ الْمَرْءُ فِي الْوَرَى قَبُولُ لِّمَا قَالَ إِلَهُ الْمُكَبَّرِ

۱۵..... سب سے پہلا وہ کام جس سے آدمی بلند و برتر ہو جاتا ہے وہ اس اللہ کے حکم کو قبول کرنا ہے جو کہ عظیم الشان معبود ہے۔

وَتَسْلِيْمُ أَحْكَامٍ آتَتْ فِي كِتَابِهِ مُرَادِي بِهِ ذَاكَ الْكِتَابُ الْمُنَوَّرُ

۱۶..... اور تمام ان احکام کو ماننا ہے جو اس کی کتاب میں مذکور ہیں۔ اس کتاب سے میری مراد روشن کتاب (قرآن مجید) ہے۔

مُرَادِي بِهِ مَا قَدْ تَرَاهُ مُفَصَّلًا بِأَيْدِي الْكِرَامِ الْمُسْلِمِينَ وَيُزَبَّرُ

۱۷..... اس کتاب سے میری مراد وہی کتاب ہے جسے تو واضح طور پر دیکھتا ہے جو معزز مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور ہر مسلمان اس کی زیارت کرتا ہے۔

وَكَيْفَ يَأْسِرُونَ الْإِنْسَانَ بِهِ فَهُمْ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَنْذَرُوا أَمْ تَنَازَرُوا

۱۸..... اور اس کتاب کے ہوتے ہوئے لوگوں کو کیسے (گرفتار کرنا) چاہیں گے۔ لہذا ان کے لئے برابر ہے کہ وہ عہد و پیمان کریں یا اپنا بچاؤ کریں۔

فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ مُرْسَلًا كَانَ مُرْسَلًا إِلَى نَفْسِهِ أَوْ غَيْرِهِ ذَاكَ يُعْسِرُ

۱۹..... جو بھی ان میں رسول ہے تو وہ اللہ کا فرستادہ ہے۔ اس کی اپنی طرف سے یا دوسروں کی طرف سے یہ بات مشکل ہے۔

وَذَاكَ لِأَنَّ الْغَيْرَ أَيْضًا كَمِثْلِهِ فَمَنْ كَانَ مِنْهُمْ أَمْرًا كَانَ يُؤْمَرُ

۲۰..... اور یہ اس وجہ سے کہ غیر بھی تو اسی کی طرح ہے۔ لہذا جو آمر (حکم چلانے والا) ہے تو وہ مأمور (حکم دیا ہوا) بھی ہے۔

وَمَأْمُورُهُمْ أَيْضًا بِكِتَابٍ وَأَمْرٌ لِأَمْرِ حَقًّا كَذَلِكَ يُعْذَرُ

۲۱..... اور جس کا حکم دیا گیا ہے وہ کتاب (قرآن) ہے اور حکم دینے والے کا حکم برحق ہے۔ اس بات سے ہر گشتگی گمراہی ہے۔

وَإِعْتَارُ فِيهِ نَفْسُهُ مِثْلَ مَا مَضَى عَسِيرٌ مُحَالٌ مِثْلُهُ لَا يُسَرُّ

۲۲..... اور کسی کا اپنے آپ کو لغزش میں ڈالنا جیسا کہ ابھی بیان ہوا بہت ہی دشوار اور ناممکن ہے، اس جیسا فعل آسان کام نہیں ہے۔

رَجَعْنَا إِلَىٰ مَا قَدْ هَوَيْنَاهُ أَوَّلًا وَقُلْنَا أَرَدْنَا مِنْهُ مَا هُوَ مُؤَثِّرُ

۲۳..... اب ہم اسی بات کی طرف آتے ہیں۔ جسے ہم نے پہلے بیان کیا اور ہماری مراد وہی کتاب ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

بِكِتَابٍ حَوَىٰ مَا يَبْغِيهِ أُولُو التَّهَيِّ مِنْ الْهُدَىٰ وَالْعِلْمُ الَّذِي هُوَ الْبَحْرُ

۲۴..... یعنی وہ کتاب جو ہدایت اور علم کے (ناپیدا کنار) سمندر پر مشتمل ہے اور ارباب عقل اس کی پیروی کرتے ہیں۔

فَلَوْلَاهُ كُنَّا فِي الضَّلَالِ كَغَيْرِنَا وَذُقْنَا كَمَا ذَاقُوا أَمْ هُوَ أَكْثَرُ

۲۵..... اگر وہ کتاب نہ ہوتی تو غیر لوگوں کی طرح ہم بھی گمراہی میں ہوتے اور ہم بھی ان کی طرح گمراہی کا وبال چکھتے یا وہ غالب ہوتے۔

بِكِتَابٍ شِفَاءٍ لِلصُّدُورِ وَنَالَهُ مِنَ الْخَيْرِ وَالْفَضْلِ الَّذِي لَا يُقَدَّرُ

۲۶..... وہ ایسی کتاب ہے جو سینوں کے (امراض) کے لئے شفاء (کا کام دیتی) ہے اور اس قدر خیر وفضل (ربانی) کو لئے ہوئے ہے۔ جس کی تمہ تک غوطہ نہیں لگایا جاسکتا۔

بِكِتَابٍ هَدَانَا حُسْنَ أَخْلَاقٍ رَبَّنَا بِكِتَابٍ هَذَا خَبَرَكُمْ لَا يُعَادِرُ

۲۷..... وہ ایسی کتاب ہے جو ہمارے رب کے (عطاء کردہ) حسن اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ وہ ایسی کتاب ہے جس نے تمہاری خبر بتلائی اور بتلانے میں کوئی کمی باقی نہیں رکھی۔

بِكِتَابٍ هَدَانَا أَنْ فَجَّ رَسُولِهِ هُوَ الْمَلِكُ الْأَبْهَى السَّنِيُّ الْمُطَهَّرُ

۲۸..... وہ ایسی کتاب ہے جس نے ہمیں بتلایا کہ اللہ کے رسول ہی (کی شریعت) کشادہ راستہ ہے، اور وہ خوبصورت چہرے والے بادشاہ ہیں جن کے مرتبہ کی بلندی ظاہر ہے۔

بِكِتَابٍ هَدَانَا الْإِجْمَاعَ فَلَا نَرَى عَلَى الْحَقِّ مَنْ وَافَى إِلَيْنَا يُبْحَثُ

۲۹..... وہ ایسی کتاب ہے جس نے ہماری حق پر مجتمع رہنے کی رہنمائی کی۔ سواب جو ہمارے پاس بحث و مباحثہ کے لئے آئے اسے ہم حق پر نہیں سمجھتے۔

يُفَرِّقُ شَمَلَ الْمُسْلِمِينَ بِقَوْلِهِ أَنَا الْمُقْتَدَى الْحَبْرُ الْإِمَامُ الْمُؤَزَّرُ

۳۰..... جس نے اپنے ان الفاظ کے ساتھ مسلمانوں کی جملہ جماعتوں کی اتحاد کو پارہ پارہ کیا اب میں ہی اقتداء کے لائق سب کو کھینچنے اور سب کا بوجھ اٹھانے والا امام ہوں۔

أَنَا الْحُجَّةُ الْبَيِّضَاءُ فِي كُلِّ سَاعَةٍ أَغْوَصُ عَلَى عِلْمٍ عَلِيمٍ وَأُصْدِرُ

۳۱..... (کہتا ہے) میں ہی ہر لمحہ (بحیثیت) روشن دلیل (کام دیتا) ہوں اور میں اللہ کے علم

۶

میں غوطہ لگاتا اور اس کی حقیقت ظاہر کرتا ہوں۔

بِسِرِّ بَهِيٍّ ذِي سَنَاءٍ فَلَا تَرَى

۳۲..... (کہتا ہے کہ میں) بلندی والا خوبصورت اس کے مثل جو انہوں نے دیکھا اور دکھایا۔

(مرزا قادیانی نے دعویٰ کرتے ہوئے کہا)

فَإِنِّي أَنَا الْمَوْعُودُ لِلنَّاسِ فِي الدُّنْيَا

۳۳..... بے شک دنیا میں لوگوں کے لئے میں ہی مسیح

عَلَى أَنَّهُ يَهْدِي الْإِنْسَانَ عَلَى السَّوَاءِ

۳۴..... اور وہ مسلسل اور برابر لوگوں کو اس بات کی ہو گیا ہے۔ لہذا تم سوچو اور غور و فکر کرو۔

فَأَيُّ كِتَابِ اللَّهِ يَنْطِقُ هَكَذَا

۳۵..... کتب سماویہ میں سے کون سی کتاب اس طرح سے سب سے بہتر ہستی (یعنی رسول اللہ

ﷺ) کا قول (و

وَلَسْتُ نَبِيًّا بِالْأَصَالَةِ لِلْوَرَى

۳۶..... میں لوگوں کے لئے بالاصالہ (حقیقی) نبی بلکہ ظلی نبی ہوں۔ خدا کا شکر ہے۔

فَعُودُوا وَاسْمَعُوا مِنْ كَلَامِي فَأَنِّي

۳۷..... پس متوجہ ہوں اور میرا کلام سنو! کیونکہ (صاحب بصیرت) پسند کرتا ہے۔

لَئِنْ مَاتَ عِيسَى فَالرُّجُوعُ مُحَرَّمٌ

۳۸..... اس لئے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) تو فوت ہے۔ یہ بات اللہ کے ہاں پختہ ہے۔

فَكَيْفَ يَقُولُ الْمَرْءُ إِنِّي خَلِيفَةُ

۳۹..... یہ آدمی (مرزا کانا) کیسے دعویٰ رکھتا ہے قادیان میں چھپا رکھا ہے۔

وَإِنْ كَانَ حَقًّا فَالْجَوَابُ مُبَسَّرٌ

میں غوطہ لگاتا اور اس کی حقیقت ظاہر کرتا ہوں۔

بَذَرُ بَهِيٍّ ذِي سَنَاءٍ فَلَا تَرَى مِثْلًا لَهُ فِيمَا يَرَوْنَ وَأَبْصُرُوا

۳۲..... (کہتا ہے کہ میں) بلندی والا خوبصورت چودھویں کا چاند ہوں۔ پس تو نہیں دیکھے گا

اس کے مثل جو انہوں نے دیکھا اور دکھایا۔ (مرزا قادیانی نے دعویٰ کرتے ہوئے کہا)

فَإِنِّي أَنَا الْمَوْعُودُ لِلنَّاسِ فِي الدُّنْيَا مَسِيحٌ وَمَهْدِيٌّ تَعَالَوْا فَتَنْظُرُوا

۳۳..... بے شک دنیا میں لوگوں کے لئے میں ہی مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں، آؤ اور دیکھو

تو سہی۔

عَلَى أَنَّهُ يَهْدِي الْإِنْسَانَ عَلَى السَّوَاءِ لَقَدْ مَاتَ عِيسَى فَانْظُرُوا وَتَفَكَّرُوا

۳۴..... اور وہ مسلسل اور برابر لوگوں کو اس بات کی دعوت دے رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو

فوت

ہو گیا ہے۔ لہذا تم سوچو اور غور و فکر کرو۔

فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ يَنْطِقُ هَكَذَا كَذًا قَوْلُ خَيْرِ النَّاسِ يَهْدِي فَفَكَّرُوا

۳۵..... کتب سماویہ میں سے کون سی کتاب اس طرز پر ہدایت کی طرف بلاتی ہے؟ اور لوگوں

میں

سے سب سے بہتر ہستی (یعنی رسول اللہ ﷺ) کا قول (حدیث) بھی یہی بتلاتا ہے۔ تم سوچو تو

سہی۔

وَلَسْتُ نَبِيًّا بِالْأَصَالَةِ لِلْوَرَى أَنَا الظِّلُّ لَا الْأَصْلُ الْأَصِيلُ وَاشْكُرُوا

۳۶..... میں لوگوں کے لئے بالاصالة (حقیقی) نبی نہیں ہوں۔ ہاں، ہاں بالکل حقیقی نبی نہیں۔

بلکہ ظلی نبی ہوں۔ خدا کا شکر ہے۔

فَعُوْا وَاسْمَعُوْا مِنْ كَلَامِيْ فَاِنِّیْ اُرِيْدُ جَوَابًا يَّرْتَضِيْهِ مُبْصِرٌ

۳۷..... پس متوجہ ہوں اور میرا کلام سنو! کیونکہ میں ایسا جواب دیتا ہوں جسے ہر عقل مند

(صاحب بصیرت) پسند کرتا ہے۔

لَاِنَّ مَا تَعِیْسٰی فَالْرُجُوْعُ مُحَرَّمٌ اِلٰی هٰذِهِ الدُّنْيَا لَدِيْهِمْ مُّقَرَّرٌ

۳۸..... اس لئے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) توفوت ہو گیا۔ اس کا دنیا میں واپس آنا حرام کر دیا گیا

ہے۔ یہ بات اللہ کے ہاں پختہ ہے۔

فَكَيْفَ يَقُوْلُ الْمَرْءُ اِنِّیْ خَلِيْفَةُ مَسِيْحٍ لَّهِ فِي الْقَادِيَانِ تَسْتُرُ

۳۹..... یہ آدمی (مرزا کانا) کیسے دعویٰ رکھتا ہے کہ میں خلیفہ مسیح ہوں۔ جس نے اپنے آپ کو

قادیان میں چھپا رکھا ہے۔

وَإِنْ كَانَ حَيًّا فَالْجَوَابُ مُیَسَّرٌ وَسَهْلٌ عَلٰی مَنْ كَانَ يُعْطٰی وَيُعْذِرُ

۴۰..... اور اگر تو زندہ حضرت عیسیٰ ہے تو اس کا جواب حاضر ہے۔ پس جو شخص ڈرتا اور احتیاط

کرتا ہے اس کے لئے اس جواب کا سمجھنا آسان ہے۔

بَأْنٍ لَّيْسَ هَذَا ذَاكَ قَطْعًا بِلَا مَرٍّ فَكَيْفَ يَكُونُ الْغَرُّ حُرًّا يُوقَرُّ

۴۱..... وہ یہ کہ یہ (مرزا ملعون) بلا شک اور بالکل مسیح نہیں ہو سکتا بلکہ شریف اور عزت والا بھی نہیں جس کی تعظیم کی جائے۔

وَإِنْ كَانَ دَعْوَاهُ بِأَنِّي مَثِيلُهُ فَمَا قَوْلُهُ قَدْ مَاتَ عِيسَى فَأَبْشِرُوا

۴۲..... اور اگر اس کا دعویٰ ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں تو اس کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔

غلط ہے تم خوش ہو جاؤ۔

إِنَّ مَثِيلَ الْأَمْرِ لَا يَقْتَضِي وَلَا يُدْنِي لِإِعْدَامِ الْمُمَثِّلِ فَاحْذَرُوا

۴۳..... اس لئے کہ کسی چیز کا مثیل مثل نہ ہونے کی صورت میں نہ تو اس کا مقتضی ہو سکتا ہے اور

نہ اس کے قریب۔ لہذا (ایسے جھوٹے مدعی سے) تم اپنا بچاؤ کرو۔

عَلَى أَنْ خَتَمَ الْأَنْبِيَاءُ يُقِيمُنَا عَلَى مَنْهَجِ حَقِّ سَوِيٍّ يُقَدَّرُ

۴۴..... علاوہ ازیں (یہ دعویٰ کیا کہ) اللہ تعالیٰ نے انبیاء (کی نبوت) کو ختم کرنا ہم پر قائم

رکھا۔ یہ بات (اور دعویٰ) غلط اور بے کار ہے۔

إِذَا تَمَّ مَضْمَارُ التَّبَوُّةِ فِي الْوَرَى فَمَا قَوْلُ شِبْهِهِ مِثْلِ عِيسَى فَأَبْصِرُوا

۴۵..... جب مخلوق میں نبوت کا دورانیہ مکمل ہو گیا تو پھر مثیل و شبیہ مسیح کا دعویٰ کیا؟ عقل سے تو کام لو۔

مَتَى لَمْ يَكُنْ أَمْرٌ لِأَمْرِ مُشَارِكًا فَمَاذَا وَمَا ذَاكَ انْظُرُوا وَتَدَبَّرُوا

۴۶..... جب ایک سلسلہ ختم ہو چکا تو اس میں شرکت کا دعویٰ کیا حیثیت رکھتا ہوگا؟ سوچو اور غور کرو۔

لِأَنَّ مَثِيلَ الشَّيْءِ يَأْتِي مُشَارِكًا لَهُ فِي أُمُورِ الذَّاتِ وَهُوَ مُقَرَّرٌ

۴۷..... اس لئے کہ جو کسی شے کا مثیل ہوتا ہے وہ اس کے ذاتی امور میں شریک ہوتا ہے۔ یہ اصول پختہ اور ثابت شدہ ہے۔

عَلَى أَنَّ هَذَا جَاءَ مِنْ حِصَصٍ لَهُ وَذَلِكَ لَهُ نَوْعٌ كَذَلِكَ يُؤَثِّرُ

۴۸..... نیز یہ (مرزا قادیانی) بھی اس کے کمالات لے کر آیا ہے اور اسے بھی ایک خصوصیت حاصل ہے۔ لہذا اسے اختیار کیا جائے۔

وَلَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدَ حَضْرَتِهِ وَلَا يَحُومُ عَلَى الْإِنْكَارِ إِلَّا مُقَدَّرٌ

۴۹..... حالانکہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور ان کی ختم نبوت پر تحفظات کا اظہار تو صرف

فَكَيْفَ يَقُولُ الْمَرْءُ إِنِّي مَسِيحُكُمْ

۵۰..... کیسے دعویٰ کرتا ہے آدمی (بد بخت قادیانی)

میں بھی شریک نہیں جو (لوگوں کو) ڈرائے۔

فَإِنْ قَالَ إِنِّي ظِلُّهُ لَا أَصِيلُهُ

۵۱..... اگر وہ کہتا ہے کہ میں ظلی نبی ہوں، حقیقی نبی

ہے، جسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔

فَهَذَا هُوَ الْمَحْرُومُ مِنْ نُورِ شَمْسِهِ

۵۲..... یہ (بد بخت) تو (چمگادڑ) کی طرح آ

(آفتابِ نبوت) سراپا نور ہے اور پورے عالم میں ر

يُبَيِّنُ هَذَا ذَاكَ حَقًّا بِلَا مَرٍّ

۵۳..... یہ (بد بخت) آفتابِ نبوت سے بلاش

کہاتا) بلکہ یہ تو خام اور ردی سامان ہے جسے گرایا جا

وَذَاكَ مَحَلٌّ قَائِمٌ بِأُصُولِهِ

۵۴..... اور وہ (آفتابِ نبوت) تو ایسا مضبو

ایسی مضبوط عمارت ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا

فَإِنْ كَانَ هَذَا مِثْلَهُ أَوْ مِثْلَهُ

۵۵..... اگر یہ (ملعون قادیانی) اس کا مثل یا

پہلو بہ پہلو ہونے کی تو مخبر صادق نے خبر دی ہے۔

فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ إِنِّي مِثْلُكُمْ

۵۶..... سو اللہ کے نبی (ﷺ) نے فرمایا م

انسان معزز نبی نہیں بن گئے؟ کچھ تو سوچو!

لِأَنَّهُمْ مِثْلُ النَّبِيِّ لِكُونِهِمْ

۵۷..... کیونکہ وہ سب انسان (بشریت میں

السلام) کی طرح بشر ہیں۔ لہذا جواب دو۔

فَمَا قَاسَ مَرْدُودٌ بِقَوْلِ أَفُولِهِ

بدبخت ہی کر سکتا ہے

فَكَيْفَ يَقُولُ الْمَرْءُ إِنِّي مَسِيحُكُمْ وَلَيْسَ شَرِيكًا فِي النُّبُوَّةِ يُنذِرُ

۵۰..... کیسے دعویٰ کرتا ہے آدمی (بد بخت قادیانی) کہ میں تمہارا مسیح ہوں۔ حالانکہ وہ نبوت میں بھی شریک نہیں جو (لوگوں کو) ڈرائے۔

فَإِنْ قَالَ إِنِّي ظِلُّهُ لَا أَصِيلُهُ فَمَا الظِّلُّ إِلَّا ضِدُّهُ الْمُسْتَحَقَرُّ

۵۱..... اگر وہ کہتا ہے کہ میں ظلی نبی ہوں، حقیقی نبی نہیں ہوں تو یاد رکھیں: کہ سایہ تو اصل کی ضد ہے۔ جسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔

فَهَذَا هُوَ الْمَحْرُومُ مِنْ نُورِ شَمْسِهِ وَذَاكَ مُضِيٌّ نِيرٌ مُتَنَوِّرٌ

۵۲..... یہ (بد بخت) تو (چمگادڑ) کی طرح آفتاب نبوت کی روشنی سے بھی محروم ہے۔ جو (آفتاب نبوت) سراپا نور ہے اور پورے عالم میں روشنی پھیلا رہا ہے۔

يُبَيِّنُ هَذَا ذَاكَ حَقًّا بَلَا مِرًّا فَهَذَا هُوَ الْعَرَضُ الَّذِي يَتَهَوَّرُ

۵۳..... یہ (بد بخت) آفتاب نبوت سے بلا شک و شبہ مختلف اور مباین ہے (جو بالکل میل نہیں کھاتا) بلکہ یہ تو خام اور ردی سامان ہے جسے گرایا جاتا ہے۔

وَذَاكَ مَحَلٌّ قَائِمٌ بِأُصُولِهِ بِنَاءً قَوِيٌّ أَمْرُهُ لَا يُصَوَّرُ

۵۴..... اور وہ (آفتاب نبوت) تو ایسا مضبوط محل ہے جو اپنی پختہ بنیادوں پر قائم ہے۔ یعنی وہ ایسی مضبوط عمارت ہے جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

فَإِنْ كَانَ هَذَا مِثْلَهُ أَوْ مِثْلَهُ فَقُلْ كُلُّنَا الْأَمْثَالُ وَالْحَالُ مُخْبِرٌ

۵۵..... اگر یہ (ملعون قادیانی) اس کا مثل یا اس کا مثل ہے تو تم کہہ دو! کہ ہم سبھی مثل ہیں اور پہلو بہ پہلو ہونے کی تو مخبر صادق نے خبر دی ہے۔

فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ إِنِّي مِثْلُكُمْ وَلَيْسُوا النَّبِيِّينَ الْكَرَامَ فَفَكَّرُوا

۵۶..... سو اللہ کے نبی (ﷺ) نے فرمایا۔ بے شک میں تمہاری طرح ہوں۔ حالانکہ سبھی انسان معزز نبی نہیں بن گئے؟ کچھ تو سوچو!

لَا تَنْهَمُ مِثْلُ النَّبِيِّ لِكُونِهِمْ أُنَاسًا كَمَا كَانَ النَّبِيُّ فَحَرَّرُوا

۵۷..... کیونکہ وہ سب انسان (بشریت میں) نبی کے مثل ہیں۔ اس لئے کہ وہ بھی تو نبی (علیہ السلام) کی طرح بشر ہیں۔ لہذا جواب دو۔

فَمَا قَاسَ مَرْدُودٌ بِقَوْلٍ أَقُولُهُ فَقَدْ قُلْتُ مَا فِيهِ الْكِفَايَةُ فَاشْكُرُوا

۵۸..... مردود (قادیانی) گفتگو میں کس قدر غلیظ تھا۔ جو میں اس کی گفتگو کو نقل کر رہا ہوں، سو

اس کے متعلق ضروری اور کام کی بات کرتا ہوں۔ پس شکر بجا لاؤ۔

وَلَيْسَ نَبِيٍّ خَصَمْنَا وَخَصِمْنَا بَلِ الْخَصْمُ ضِدٌّ لِلنَّبِيِّ مُقَرَّرٌ

۵۹..... اور نبی نہ تو ہمارا فریق مخالف ہوتا ہے اور نہ ہم سے جھگڑتا ہے۔ بلکہ جھگڑا کرنا نبوت کے منافی ہے۔ یہ پختہ اصول ہے۔

بَرَاهِمَةُ الْهِنْدِ الَّذِينَ نَرَاهُمْ حَيَارَى يَرَوْنَ مَا يُرَاهُ وَيَأْمُرُ

۶۰..... ہندوستان کے وہ برہمن جنہیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سٹ پٹا کر دیکھتے ہیں (اس چیز کو) جس کو (ان کا گرو) دیکھتا اور جس چیز کا حکم کرتا ہے۔

بِأَنَّ الْإِنْسَانَ الْمَسَاكِينَ عَلَى الثَّرَى جَمِيعًا صَحِيفَاتُ عَنِ الرَّبِّ تَذَكُّرُ

۶۱..... اسطرح کہ روئے زمین پر رہنے والے تمام لوگ اپنے رب کا حکم ماننے کے لئے سطح مستوی کی طرح ہیں۔

فَلَيْسَ بِكِتَابٍ نَاطِقًا عَنْ حُقُوقِهِ وَكُلُّهُمْ فِي الْوَحْيِ يَسْوَى وَيُخْبِرُ

۶۲..... اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اس کے حقوق نہیں بتاتی۔ (بلکہ) لوگوں میں سے ہر

ایک اللہ کی وحی میں برابر ہے اور اس میں ایک کی جانچ اور امتحان ہے۔

وَلَيْسَ نَبِيٍّ خَاتِمًا لِنُبُوَّةٍ وَلَيْسَ كِتَابٌ نَازِلٌ جَاءَ يُنْذِرُ

۶۳..... اور (مرزا) نبوت کے لئے خاتم نہیں ہے اور اس پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی جسے لے کر ڈرانے والا بن کر آیا ہو۔

عَجِبْتُ عَلَى أَهْلِ الذِّكَاوَةِ وَالنُّهَى إِذَا مَا دَرَوْا أَنَّ النَّبُوَّةَ تَعْسِرُ

۶۴..... تعجب ہے اہل ذہانت و اہل عقل پر جب انہیں معلوم ہے اور ان پر کھل گیا ہے کہ اب نئی نبوت دشوار ہے۔

يُحِطُّمُ النَّبُوَّةَ الْبَهِيَّةَ عِنْدَمَا أَمَاتَ الْكَرِيمَ حَيٍّ مَن جَاءَ يُنْذِرُ

۶۵..... اور کمالات ختم نبوت کی خوبصورتی اور رونق کو پامال کرتا ہے اور نئے نبی کے آنے سے شریف آدمی اور حیادار کی حیا کو موت ہے۔

تَوَجُّهُهُمْ نَحْوَ الْعَلَامَاتِ وَهِيَ لَا تُفِيدُ إِذَا لِلْأَصْلِ كَانَ تَهَوُّرُ

۶۶..... علامات نبوت ان پر مشتبہ ہو گئیں اور وہ مشتبہ علامات حقیقی نبوت (ختم نبوت) کی عمارت کو منہدم کرنے والی ہیں۔

۱۰

فَمَاذَا حِرَابُ الْقَوْمِ بَعْدَ رَسُولِنَا

۶۷..... جب مسیلمۃ الکذاب نے ہمارے پیغمبر (

کیا تو مسلمانوں نے کس طرح نیزہ بازی کر کے اسے

وَمَاذَا اتَّفَاقُ الْقَوْمِ بَعْدَ رَسُولِنَا

۶۸..... ہمارے پیغمبر (ﷺ) کے بعد مسلمانوں

کالے جائیں گے۔ (کیونکہ ختم نبوت امت مسلمہ کا

وَلَيْسَ بِرَّهَانٍ عَلَى مَنْ دَعَاهُ مِنْ

۶۹..... معزز لوگوں میں جو اسے (مرزا قادیانی

پاس اس (دعویٰ) پر کوئی دلیل نہیں۔ لہذا ہوشیار ہو جا

وَلَيْسَ بِمُعْنِي مَنْ دَعَاهُ مِنَ النَّصُوصِ

۷۰..... اور نہ ہی نصوص قطعہ اس کے دعویٰ)

حال ہے (کہ ہر وقت قلابازیاں کھاتا رہتا ہے) لہذا

عَجِبْتُ عَلَيْنَا الْمُسْلِمِينَ اتَّبَاعُهُ

۷۱..... تعجب ہے ہم مسلمانوں پر کہ (اس کے

کریں۔ اگرچہ وہ اپنے لباس میں اتراتا ہوا ناز و فخر

عَجِبْتُ عَلَيْنَا بَعْدَ إِقْرَارِنَا بِمَا

۷۲..... ہم پر تعجب ہے کہ پاک پیغمبر (ﷺ)

اور آپ کی ختم نبوت کے اقرار کے بعد کہ ہم اس جھو

أُتِرِكَ ذَاكَ الْعَذَابُ سَاغَ حَلَالُهُ

۷۳..... کیا اس میٹھے پانی کو چھوڑا جاسکتا ہے ج

ہے کہ مسلمان آدمی اسے موجیں مارتا ہوا دریا تصور

تَلَوْنَ فِي رِقَاقٍ وَكَانَ

۷۴..... دھوکہ دہی کی چمک میں طرح طرح ک

اور دھوکہ باز عورتوں کی جماعت طرح طرح کے ر

سَمِعْنَا وَأَقْرَأْنَا بِأَنَّ ثَلَاثَةَ

۷۵..... ہم نے سنا اور مان لیا کہ تین قسم کے

فَمَاذَا حِرَابُ الْقَوْمِ بَعْدَ رَسُولِنَا مُسَيَّلَمَةَ الْكَذَّابِ إِذْ جَاءَ يَأْمُرُ

۶۷..... جب مسیلمۃ الکذاب نے ہمارے پیغمبر (ﷺ) کی ختم نبوت کے بعد دعویٰ نبوت کیا تو مسلمانوں نے کس طرح نیزہ بازی کر کے اسے ٹھکانے لگایا۔

وَمَاذَا اتَّفَقُ الْقَوْمُ بَعْدَ رَسُولِنَا عَلَى أَنَّ هَامَ الْوَرَى لَا يُهْزَمُ

۶۸..... ہمارے پیغمبر (ﷺ) کے بعد مسلمانوں نے کیسا اتفاق کر لیا کہ اب مخلوق کے سر نہیں کاٹے جائیں گے۔ (کیونکہ ختم نبوت امت مسلمہ کا اعزاز ہے)

وَلَيْسَ يَبْرَهَانٍ عَلَى مَنْ دَعَاهُ مِنْ كِرَامِ خَلِيفَةِ الْكَرِيمِ فَذَكَّرُوا

۶۹..... معزز لوگوں میں جو اسے (مرزا قادیانی کو) خلیفہ یا شریف آدمی سمجھتا ہے ان کے پاس اس (دعویٰ) پر کوئی دلیل نہیں۔ لہذا ہوشیار ہو جاؤ۔

وَلَيْسَ بِمُغْنَى مَنْ دَعَاهُ مِنَ النُّصُوصِ بَلْ أَمْرُهُ أَمْرٌ عَجِيبٌ فَيَهْجُرُ

۷۰..... اور نہ ہی نصوص قطعہ اس کے دعویٰ (کاذب) پر کام آسکتی ہیں۔ بلکہ اس کا عجیب حال ہے (کہ ہر وقت قلابازیاں کھاتا رہتا ہے) لہذا اسے یکسر ترک کر دیا جائے۔

عَجِبْتُ عَلَيْنَا الْمُسْلِمِينَ اتَّبَاعُهُ وَلَوْ جَاءَ فِي أَثْوَابٍ يَتَبَخَّرُ

۷۱..... تعجب ہے ہم مسلمانوں پر کہ (اس کے جھوٹا ثابت ہونے کے بعد) بھی اس کی اتباع کریں۔ اگرچہ وہ اپنے لباس میں اتراتا ہوا ناز و فخر سے چل کر آئے۔

عَجِبْتُ عَلَيْنَا بَعْدَ أَقْرَارِنَا بِمَا آتَانَا بِهِ ذَاكَ النَّبِيُّ الْمُطَهَّرُ

۷۲..... ہم پر تعجب ہے کہ پاک پیغمبر (ﷺ) کی شریعت جو آپ ہمارے پاس لے کر آئے اور آپ کی ختم نبوت کے اقرار کے بعد کہ ہم اس جھوٹے کی اتباع کریں۔

أَيْتَرُكُ ذَاكَ الْعَذْبُ سَاغَ حَالَالُهُ بِحَالٍ رَأَهُ الْمَرْءُ كَالنَّهْرِ يَسْجُرُ

۷۳..... کیا ایسے میٹھے پانی کو چھوڑا جاسکتا ہے جس کا پینا حلال اور خوشگوار ہے۔ اس کا حال تو یہ ہے کہ مسلمان آدمی اسے موجیں مارتا ہوا دریا تصور کرتا ہے۔

تَلَوْنَ فِي رُقَاقٍ وَكَانَ تَلَوْنُ غَوْلٍ عَهْدُهُنَّ تَغْيِيرُ

۷۴..... دھوکہ دہی کی چمک میں طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے۔ جیسا کہ شیطانوں، بھیڑیوں اور دھوکہ باز عورتوں کی جماعت طرح طرح کے رنگ بدل کر دھوکہ دیتی ہیں۔

سَمِعْنَا وَأَقْرَرْنَا بِأَنَّ ثَلَاثَةً مِنَ الْأَوْجِهَةِ الَّتِي تُلَوُّحُ وَتَزْهَرُ

۷۵..... ہم نے سنا اور مان لیا کہ تین قسم کے چہرے ہیں جو چمکتے اور گلاب کی طرح

نکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

تَكُونُ بَرَاهِينًا لِّمَن قَدْ آتَىٰ بِهَا فَمَنْ لَّمْ يُسَلِّمْهَا يُعَابُ وَيُؤْتَرُ

۷۶..... یہ تین چیزیں اس شخص کے لئے دلائل ہوں گی جو انہیں لے کر آیا ہے اور مخلوق میں سے جو کوئی ان کو نہیں مانے گا وہ معیوب سمجھا جائے گا اور وہ اکیلا ہو جائے گا۔

فَمِنْهُمْ إِحْسَاسٌ سَلِيمٌ وَبَعْدَ ذَا يُعَدُّونَ أَخْبَارًا بِصِدْقِ يُشْهَرُ

۷۷..... ان میں سے ایک احساس سلیم ہے اور اس کے بعد (دوسرے نمبر پر) خبر صادق کو شمار کیا جاتا ہے۔ وہ خبر صادق جس کے ذریعے مخلوق کو خبر دار کیا جاتا ہے۔

وَنَالَتْهَا عَقْلٌ وَتَمَّ جَمِيعُهَا وَلَيْسَ سِوَاهَا وَجْهَةٌ يُحْشَرُ

۷۸..... تیسری چیز عقل ہے۔ ان تین چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں جسے شمار کیا جائے اور جس کے لئے سفر کیا جائے۔

فَقَوْلُ إِلَهٍ الْخَلْقِ ثُمَّ نَبِيِّهِ يَعْْمُهُمَا الْأَخْبَارُ بِالصِّدْقِ فَاشْكُرُوا

۷۹..... پس مخلوق کے معبود کا فرمان اور اس کے (پیارے) نبی کا فرمان (یعنی قرآن وحدیث) دونوں کی خبریں بھرپور سچائی پر مشتمل ہیں سو تم شکر بجالاؤ۔

وَكَذَلِكَ أَخْبَارُ الْإِنْسَانِ كَثِيرُهُمْ إِذَا أَخْبَرُونَا بِالتَّوَاتُرِ فَأَنْتَرُوا

۸۰..... اور اسی طرح تمام لوگوں کو وہ خبریں جو ہمیں بطریق تواتر پہنچائیں تو تم بحفاظت لکھ لو اور دفاع کرو۔

يُضِلُّ بِهِ مَنْ كَانَ فِيهِ مُسْلَكًا يَقُولُ أَلَا يَأْتِيَتْ قَوْمِي يَشْعُرُ

۸۱..... اس راستے میں وہ بھٹکایا جاتا ہے جو نحیف اور کمزور ہوتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے سنو! کاش

کہ میری قوم سمجھ لے اور اسے پتہ چل جائے۔

بَانِي فَضْلٍ ضَلَّ عَنْ مَسْلَكِي فَلَا مَسْلَكُ يَهْدِينِي الطَّرِيقَ وَيُشْكِرُ

۸۲..... کہ میں تو بھٹک کر اپنے راستے سے علیحدہ ہو گیا۔ سو اب ایسا کوئی راستہ نہیں جو

مجھے

سیدھی راہ پر پہنچا دے اور اس کی قدر کی جائے۔

يُقَيِّدُ طَوْرًا لَعُوهُ بِزِيَادَةٍ وَأُخْرَى بِنَقْصٍ فَهُوَ هَذِيانُ يَصْفُرُ

۸۳..... اس کی حد سے زیادہ بیہودہ گفتگو نے اسے بیڑیوں میں جکڑ کر دور پھینک دیا ہے اور

دوسرا اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا آہستہ آہستہ نکلتا جا رہا ہے۔

يَقُورُ كَتَنُورٍ مِرَارًا وَرُبَّمَا يَقُورُ كَحَاضٍ رَبُّهُ يَتَضَوَّرُ

۱۲

۸۴..... بار بار گرم تنور کی طرح جوش مارتا ہے اور بعض

چیختا ہے اور اپنے مالک پر حملہ کر کے اس کو نقصان پہنچاتا

أَلَمْ يَدْرِ أَنَّ الْإِطْلَاعَ عَلَى الْمُغِيبِ

۸۵..... کیا اسے معلوم نہیں کہ غیب پر واقفیت اس

سے ہمکنار ہونے والا نہ ہو۔

إِذَا كَانَ مِمَّا لَيْسَ يَعُورُهُ عَلَى

۸۶..... بالخصوص اگر وہ (اللہ تعالیٰ) شریعت جدیدہ

دیتا ہے۔ (اگر کوئی پھر بھی زبردستی اس اطلاع کا دعویٰ ک

وَذَلِكَ مُخْتَصٌّ بِمُخْتَارِ ذِي الْعَلَا

۸۷..... اور ان قوانین شرعیہ پر اطلاع دینا عالیشان

ساتھ مختص ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہ

وَالَّا فَدَعَّ قَالَهُ لِنَبِينَا

۸۸..... ورنہ ہمارے نبی (ﷺ) کے روبرو (ابن

انکار صرف ضدی ہی کر سکتا ہے۔

جَهَارًا بِلَا شَكٍّ وَحَرْبٍ وَرَدَّةٍ

۸۹..... ہاں! بغیر کسی شک و شبہ اور جنگ وجد

روبرو چھوڑے بچے نے (لفظ دع) کہا۔

وَلَيْسَ نَبِيًّا عِنْدَنَا بَلْ مُحَقَّرٌ

۹۰..... اور وہ ہمارے نزدیک ہمارا نبی نہیں تھا بلکہ

سنجیدہ پن اور ٹھہراؤ بھی نہیں تھا۔

وَلَيْسَ وَلِيًّا قَائِمًا بِمُحِبِّهِ

۹۱..... اور وہ ولی بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ جو محبو

ہو وہ تو خود شعبدہ باز اور گم کردہ راہ تھا۔

بَلْ شَكَّ فِي إِسْلَامِهِ وَوَفَائِهِ

۹۲..... بلکہ برابر طور پر اس کے اسلام لانے اور

بات کو محفوظ بھی کیا جا رہا ہے اور نقل بھی۔

۸۴..... بار با گرم تنور کی طرح جوش مارتا ہے اور بعض اوقات شیر کی طرح اپنے پنجوں کے بل چیتا ہے اور اپنے مالک پر حملہ کر کے اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔

أَلَمْ يَذَرِ أَنَّ الْإِطْلَاقَ عَلَى الْغَيْبِ لَا يَنْفَعُ الْمَرْءَ الَّذِي لَا يُعْذِرُ

۸۵..... کیا اسے معلوم نہیں کہ غیب پر واقفیت اس آدمی کے لئے مفید نہیں جو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہونے والا نہ ہو۔

إِذَا كَانَ مِمَّا لَيْسَ يُخْبِرُهُ عَلَى مَشَارِعِ لِلشَّرْعِ الْجَدِيدِ فَيُخْبِرُ

۸۶..... بالخصوص اگر وہ (اللہ تعالیٰ) شریعت جدیدہ کے گھاٹ پر کسی کو مطلع نہ کرنا چاہے تو وہ بتلا

دیتا ہے۔ (اگر کوئی پھر بھی زبردستی اس اطلاع کا دعویٰ کرے تو رسوا ہو جاتا ہے)

وَذَلِكَ مُخْتَصٌّ بِمُخْتَارِ ذِي الْعَلَا تَبَارَكَ وَيُعْطِي مَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ

۸۷..... اور ان قوانین شرعیہ پر اطلاع دینا عالیشان اللہ تبارک و تعالیٰ کے انتخاب اور چناؤ کے ساتھ مختص ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا۔

وَالَا فَدُخُّ قَالَهُ لِنَبِينَا جِهَارًا فَلَمْ يُنْكِرْهُ إِلَّا الْمُعَنْتُ

۸۸..... ورنہ ہمارے نبی (ﷺ) کے روبرو (ابن صیاد نے) دخ (دھواں) کا کلمہ کہا تھا اس کا انکار صرف ضدی ہی کر سکتا ہے۔

جِهَارًا بِلَا شَكٍّ وَمَرِيَةٍ بِمَحْضَرِ أَصْحَابِ صُغَيْرٍ مُصَغَّرُ

۸۹..... ہاں! بغیر کسی شک و کھٹک اور جنگ و جدل کے صحابہ کی موجودگی میں آپ ﷺ کے

روبرو چھوٹے بچے نے (لفظ دخ) کہا۔

وَلَيْسَ نَبِيًّا عِنْدَنَا بَلْ مُحَقَّرٌ صَبِيٌّ وَفِي أَمْرِهِ لَا يُوقَرُ

۹۰..... اور وہ ہمارے نزدیک ہمارا نبی نہیں تھا بلکہ ایک بے قدر بچہ تھا اور اس کے کام میں کوئی

سنجیدہ پن اور ٹھہراؤ بھی نہیں تھا۔

وَلَيْسَ وَلِيًّا قَائِمًا بِمَحَبَّةٍ لِأَمْرِ إِلَهٍ الْحَقِّ ذَاكَ الْمُشْعَبِدُ

۹۱..... اور وہ ولی بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ جو معبود حقیقی ہے کے امر کی وجہ سے اس کی

محبت قائم

ہو وہ تو خود شعبدہ باز اور گم کردہ راہ تھا۔

بَلْ شَكُّ فِي إِسْلَامِهِ وَوَفَاتِهِ سَوَاءٌ وَذَا يُرَوَّى وَيُوعَى وَيُؤْتَرُ

۹۲..... بلکہ برابر طور پر اس کے اسلام لانے اور اس کی وفات میں شک چلا آ رہا ہے اور اس

بات کو محفوظ بھی کیا جا رہا ہے اور نقل بھی۔

عَلَى أَنْ أَخْبَارًا بِرَيْبٍ يُمِيتُهَا وَمَخْرَقَةُ الرِّيَابِ أَمْرٌ مُسْتَعَوْرٌ

۹۳..... علاوہ ازیں تہمت و شک کی روایات اتنی ہیں جنہوں نے اس (ابن صیاد) کا معاملہ

مشکوٰۃ کر دیا اور اس کا ڈراوا حد سے بڑھ گیا گویا وہ دھوکے باز جیسا ہے۔

وَلَيْسَ مِنَ الْحَقِّ الْحَقِيقِ لَدَى الْوَرَى وَلَا مِثْلُهُ يُجْنَى وَيُوعَى وَيُؤْتَرُ

۹۴..... اور مخلوق کے ہاں فی الواقع اس کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ لائق اعتبار سچ ہے اور نہ اس

جیسی بات کو حاصل کیا جاتا ہے اور نہ محفوظ کر کے اسے نقل کیا جاتا ہے۔

وَدَعَوَى الْمَسِيحِ الْقَادِيَانِيَّ إِنِّي أَقُولُ عَلَى عِلْمٍ هَبَاءٌ مُبَعَثَرٌ

۹۵..... اور مسیح قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت میں علم و دانش کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ ہوا میں

اڑتی

ہوئی دھوکے باز غبار ہے۔

فَقَدْ أَبْطَلُوا دَعْوَاهُ مِنْ غَيْرِ رَيْبَةٍ مَرَارًا لَمْ يُنْكِرْهُ إِلَّا الْمُنْكَرُ

۹۶..... سو حضرات علماء کرام نے بلا کسی دغدغہ اور شک و شبہ کے بیسیوں مرتبہ اس کے دعویٰ

کو

باطل اور لچر کیا۔ اس حقیقت کا انکار سوائے منکر اور ضدی کے اور کوئی نہیں کرتا۔

عَجِبْتُ لِقَوْمِي كَيْفَ زَالَ عُقُولُهُمْ يَهْذُونَ أَمَّا أَمْرُهُ لَا يُبْصَرُ

۹۷..... مجھے اپنی قوم پر تعجب ہے کہ ان کی عقلیں کیسے ختم ہو گئیں کہ وہ مجہول الحال غم

ورنج میں

ڈالنے والے فسادی آدمی کے راستہ پر چلنا چاہتے ہیں جس کا حال سنجیدہ نہیں ہے۔

أَلَمْ يَنْظُرُوا أَنَّ الْفِرَاسَةَ حَقُّنًا إِذَا حَصَلَتْ فِينَا بِهِ نَتَدَخَّرُ

۹۸..... کیا وہ سوچتے اور غور و فکر نہیں کرتے کہ فراست و ذہانت تو ہمارا حصہ اور حق ہے جب وہ

ہمارے اندر آتی ہے تو ہم ضرورت کے وقت تک کے لئے اس کو ذخیرہ کر لیتے ہیں۔

فَنُخْبِرُ طَوْرًا أَنَّ هَذَا يَضُرُّنَا وَهَذَا يُفِيدُ الْقَوْمَ حَقًّا وَيَنْصُرُ

۹۹..... پس ہم حد سے زیادہ بتلاتے اور سمجھاتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے لئے نقصان دہ ہے اور

یہ حق اور سچ ہے جو قوم (مسلمانوں) کے لئے مفید ہے۔ لہذا اس کی مدد کی جائے۔

وَهَذَا يُرْوَمُ الْعِلْمُ وَالِدِّينَ وَالْهُدَى وَهَذَا الْمُشْمَخِرُ الْغُرُورُ يُقْفِرُ

۱۰۰..... اور یہ شخص علم اور دین اور ہدایت کی ترغیب دیتا اور اس کے حصول کی خواہش پیدا

کرتا ہے اور

یہ شخص متکبر بڑا دھوکے باز اور بے آب و گیاہ زمین کی طرح ہے (جو ہر قسم کے نفع پہنچانے سے

خالی ہے)

وَهَذَا يُقِيمُ الْخَلْقَ عَنْ نَهْجِ الْعَمَى وَهَذَا يُزَكِّيهِمْ وَهَذَا يُطَهِّرُ

۱۰۱..... (اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ گویا) یہ شخص جہالت و گمراہی کی راہ سے مخلوق کو بچا کر

سیدھی راہ

پر کھڑا کرتا ہے اور یہ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور یہ

وَهَذَا يَبْذُوهُمْ الْهَجْرَ فِي طَلَبِ الْعُلَى

۱۰۲..... اور یہ شخص بلندیوں کے حصول میں

بکتا اور بے آبرو کرتا ہے۔

وَهَذَا الْعَلِيلُ الْجِسْمِ يَرْتَادُ مَوْتَهُ

۱۰۳..... اور یہ بیمار جسم ہے جسے اس کی مو

مقدر ہے۔ موت سے بچ کر کہیں جائیں گے

وَهَذَا الزَّكِيُّ الطَّاهِرُ الْأَصْلُ قَدْ حَوَى

۱۰۴..... اور یہ صاف ستھرا، پاکیزہ اور اصلی

یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کو وہ خوش رکھتا ہے اور لوگ

عَلَى أَنَّ أَحْوَالَ الْوَرَى لَا يَعْلَمُهَا

۱۰۵..... علاوہ ازیں لوگوں کے احوال کو

و کتاب میں بڑا ماہر بھی نہیں۔ گن سکتا اور نہ ش

وَلَا يَعْلَمُ الْأَحْوَالَ إِلَّا مَلِكُنَا

۱۰۶..... اور نہیں جانتا جملہ احوال کو مگر ہمار

اس سے بھی بہت چھوٹی چیز کی خبر رکھتا ہے۔

عَلَيْمٌ بِأَدْوَاءِ الْوَرَى وَدَوَائِهِمْ

۱۰۷..... جو لوگوں کی بیماریوں (کفر و شر

ہے۔ سواب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے

فَمَكَّةُ أَهْلُهَا وَسُكَّانُهَا بِهَا

۱۰۸..... سواہل مکہ اور اس کے باشندوں

خاندانوں اور خانہ بدوشوں سب کو وہ (علیم

أَلَمْ تَرَ جَعْفَرَ الْكَرَامِ وَقَدْ أَتَى

۱۰۹..... کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک معزز

جیسا) شیطان آ کر غیب کی (جھوٹی) خبریں

وَأَخْبَرَ جَهْرًا أَنَّ يَوْمَ وَفَاتِهِ

پر کھڑا کرتا ہے اور یہ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور یہ ان کو پاک و صاف کرتا ہے۔

وَهَذَا يُدِئِمُ النَّظَرَ فِي طَلَبِ الْعُلَى وَهَذَاكَ يُغْوِي وَهَذَا يُشْنَطِرُ

۱۰۲..... اور یہ شخص بلندیوں کے حصول میں ہمیشہ سوچتا رہتا ہے اور یہ گمراہ کرتا ہے اور یہ گالیاں بکتا اور بے آبرو کرتا ہے۔

وَهَذَا الْعَلِيلُ الْجِسْمِ يُرْتَادُ مَوْتَهُ فَلَا يَبْعُدُونَ الْمَوْتَ فَهُوَ مُقَدَّرُ

۱۰۳..... اور یہ بیمار جسم ہے جسے اس کی موت ہلاکت کے گڑھے میں ڈالے گی تو موت ان کا مقدر ہے۔ موت سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے۔

وَهَذَا الزَّكِيُّ الطَّاهِرُ الْأَصْلِ قَدْ حَوَى عُلُومًا فَيَرْضَى الْخَلْقَ وَهُوَ مُوقَّرُ

۱۰۴..... اور یہ صاف ستھرا، پاکیزہ اور اصلی ہے جس نے کئی علوم محفوظ کر رکھے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کو وہ خوش رکھتا ہے اور لوگوں کے ہاں وہ معزز ہے۔

عَلَى أَنَّ أَحْوَالَ الْوَرَى لَا يَعُدُّهَا خَيْرٌ أَنَّا بِالْحِسَابِ مُبَرَّرُ

۱۰۵..... علاوہ ازیں لوگوں کے احوال کو انسانوں میں سے بہت زیادہ خبر رکھنے والا اور حساب و کتاب میں بڑا ماہر بھی نہیں گن سکتا اور نہ شمار کر سکتا ہے۔

وَلَا يَعْلَمُ الْأَحْوَالَ إِلَّا مَلِكُنَا خَيْرٌ بِقُطْمِيرٍ وَمَا هُوَ أَصْغَرُ

۱۰۶..... اور نہیں جانتا جملہ احوال کو مگر ہمارا مالک و بادشاہ جو کھجور کی گٹھلی کے باریک چھلکے اور جو اس سے بھی بہت چھوٹی چیز کی خبر رکھتا ہے۔

عَلَيْهِمْ بِأَدْوَاءِ الْوَرَى وَدَوَائِهِمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ يَكْفُرْ

۱۰۷..... جو لوگوں کی بیماریوں (کفر و شرک وغیرہ) اور ان کی دواؤں اور علاجوں کو بھی جانتا ہے۔ سو اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔

فَمَكَّةُ أَهْلُهَا وَسُكَّانُهَا بِهَا لَا ذَرَىٰ بِمَا فِيهَا فِجَاجًا وَأَجْرُ

۱۰۸..... سو اہل مکہ اور اس کے باشندوں کو نیز اس (مکہ) میں رہنے والے بڑے قبیلوں اور خاندانوں اور خانہ بدوشوں سب کو وہ (علیم) بخوبی جانتا ہے۔

أَلَمْ تَرَ جَعَفَرَ الْكَرَامِ وَقَدْ أَتَىٰ خَبِيثٌ رَّشِيدًا بِالْمُعَيَّبَاتِ يُخْبِرُ

۱۰۹..... کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک معزز آدمی جو کہ بہت سمجھدار ہے کے پاس (مرزے لعین جیسا) شیطان آکر غیب کی (جھوٹی) خبریں دیتا ہے۔

وَأَخْبَرَ جَهْرًا أَنَّ يَوْمَ وَفَاتِهِ قَرِيبٌ بَلَا رَيْبٍ وَذَا سَوْفَ يَظْهَرُ

۱۱۰ اور وہ شیطان بدباطن کبھی تو یہ خبر دیتا ہے کہ فلاں کی وفات کا دن بلاشبہ قریب ہے اور فلاں عنقریب قبر میں دفنایا جائے گا۔

فَأَخْبَرْتُهُمْ هَذَا وَضَاقَ صُدُورُهُمْ وَقَامُوا عَلَى بَحْرِ يُخَافُ وَيُحْذَرُ

۱۱۱ تو میں ان (مسلمانوں اور سمجھداروں) کو اس شیطان کا فریب بتلاتا ہوں اور ان کا

حال یہ ہے کہ ان کے سینے تنگ ہونے لگتے ہیں۔ حالانکہ وہ دہکتی اور گرم آگ پہ کھڑے ہیں جس سے ڈرا اور بچا جائے۔

عَلَاهُ بِسَيْفٍ ثُمَّ قَالَ أَيَا فَتَى كَمِ الْعُمُرُ بَاقٍ وَهُوَ خَزْيَانٌ يُنْظَرُ

۱۱۲ اس پر تلوار اٹھا کر پوچھتا ہے کہ اے نوجوان بتا؟ کتنی عمر باقی ہے اور وہ کھسیانا ہو کر دیکھتا رہتا ہے۔

فَقَالَ لِعُمَيْرٍ مُدَّتِي لَمَدِيدَةً فَأَحْمَاهُ ذَاكَ وَالْحُرُّ ذَاكَ وَالْغَضَنَفَرُ

۱۱۳ اور کہتا ہے کہ میری زندگی کی مدت بہت لمبی ہے۔ پس حفاظت میں لے رکھا ہے۔ اسے فلاں جوان مرد اور شیر جری نے۔

فَسَرَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِفَعْلِهِ وَزَالَ هُمُومٌ قَدْ أَتَتْ تَتَكَدَّرُ

۱۱۴ امیر المؤمنین (حضرت ابو بکر صدیق) نے اپنے مبارک فعل سے تفسیر (آیت) کر دی اور جن افکار و خیالات میں گدلا پن اور میلا پن آ گیا تھا وہ صاف اور زائل ہو گیا۔

دَرَى أَنَّ مَرَدًا عَاجِزًا كَيْفَ يَدَّعِي بِأَخْبَارِ أَمْرٍ دَائِمًا عَنْهُ يُحْذَرُ

۱۱۵ وہ جانتے تھے کہ خطا کار عاجز نہ ایسی (جھوٹی) چیز کا دعویٰ کیسے کر دیا۔ جس سے دائمی

طور پر بچنا چاہئے۔

فَإِنَّ حَيَاتِنَا وَمَوْتَ جَمِيعِنَا بِأَمْرِ إِلَهِ الْخَلْقِ حَقًّا مُقَدَّرُ

۱۱۶ اس لئے ہم سب کی زندگی اور موت تو مخلوق کے معبود (اللہ تعالیٰ) کے حکم کے ساتھ قائم، حق اور سچ اور ایک وقت مقرر کے ساتھ ہے۔

فَنَحْنُ عَلَى جَهْلِ بِمِقْدَارِ حَظِّنَا عَنِ الْعُمْرِ فِي دَارِ الْفَنَاءِ نُعَذِّرُ

۱۱۷ ہم اس فانی گھر کی زندگی سے متعلق اپنے نصیب اور قسمت سے جاہل ہیں۔ لہذا (اس سلسلہ) میں کسی بھی دعویٰ سے ہم معذور ہیں۔

أَصَاحَ تَرَى نُورًا مُزِيلاً عَنِ الْعَمَى مُضِيئًا مُنِيرًا نِيرًا يَتَنَوَّرُ

۱۱۸ اس نے زور دار آواز سے کہا کہ تو ایسی روشنی دیکھتا ہے جو اندھے پن (ضلالت کے اندھیرے) کو ختم کرنے والی ہے اور وہ بہت روشن اور چمکانے والا چاند (حضور ﷺ) ہے جس

۱۶

سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

عَنِ الْأَخْرِفِ اللَّاتِي حَوَاهَا تَلَاؤُ

۱۱۹ اس کے اطراف میں چمکتے ہوئے ا

میں جمع اور سمٹے رہتے ہیں جو اطراف میں روش ہوتے۔ بلکہ جگمگاتے رہتے ہیں۔

تُضِيئُ طَرِيقًا مُسْتَقِيمًا مَسْلَكًا

۱۲۰ وہ ستارے سیدھی راہ کو جو چلنے کے

تک کہ اس (دجال قادیان) کا دعویٰ اڑتی ہوئی

وَمَا يَدَّعِي مَنْ كَوَّنَ عِيسَى مِيتًا

۱۲۱ اور اس (مرزا قادیانی) نے جو دعویٰ

مجدد اسلام ہو کر آیا ہوں یہ جھوٹ اور جھوٹے مذہب

فَإِنَّ الْأَمِيرَ السَّيِّدَ الْهِنْدِيَّ نَبِيٍّ لَهُمْ

۱۲۲ اس لئے کہ ہندوستانی امیر اور سردار نے

وَمَا مَاتَ إِلَّا مِنْ سِنِينَ قَلِيلٍ

۱۲۳ اور تھوڑے سال ہوئے ہیں کہ

(مرزا دجال) طویل زمانہ زندہ رہے گا۔ اس کا

عَلَى أَنَّهُ لَمَّا تَلَّاشَى بُنُورِهِ

۱۲۴ علاوہ ازیں یہ دعویٰ کیا کہ جب لو

ہو گیا ہوں (تو تم کس کا انتظار کر رہے ہو) حال

فَمَا النَّفْعُ فِي إِثْبَاتِ قَبْرِ ثَوَى بِهِ

۱۲۵..... لوگوں کے لئے ایسی قبر ثابت کر

ہونے کا دعویٰ کیا جائے اور نہ ہی اس کی عکسی تص

بِأَخْبَارٍ مَنْ يُزْرَى عَلَيْهِ بِلَا مُرَاءٍ

۱۲۶..... اور اس (ہستی) کے متعلق اخبار

وہ منقول احادیث دیکھیں جن میں ان کے اق

نَعَمْ قَوْلُهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ إِنِّي

سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

عَنِ الْأَخْرِفِ اللَّاتِي حَوَاهَا تَلَالُؤُ نُجُومٍ أَضَاءَتْ لَا تَغُورُ وَتَزْهَرُ

۱۱۹..... اس کے اطراف میں چمکتے ہوئے اور روشن ستارے (یعنی صحابہ) ہیں جو ان اطراف

میں جمع اور سمٹے رہتے ہیں جو اطراف میں روشنی پھیلاتے ہیں۔ وہ ستارے چھپتے اور غروب نہیں ہوتے۔ بلکہ جگمگاتے رہتے ہیں۔

تُضِيئُ طَرِيقًا مُسْتَقِيمًا مَسْلَكًا إِلَىٰ أَنْ دَعَوَاهُ هَبَاءٌ تُعْتَبَرُ

۱۲۰..... وہ ستارے سیدھی راہ کو جو چلنے کے لائق ہے (اس وقت تک) روشن رکھیں گے یہاں

تک کہ اس (دجال قادیان) کا دعویٰ اڑتی ہوئی غبار بن جائے۔

وَمَا يَدْعَىٰ مِنْ كَوْنِ عِيسَىٰ مَيْتًا بِتَجْدِيدِهِ هَذَا الْمَحَالُ مُقَرَّرٌ

۱۲۱..... اور اس (مرزا قادیانی) نے جو دعویٰ کیا کہ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور میں

مجدد اسلام ہو کر آیا ہوں یہ جھوٹ اور جھوٹے مذہب کی طرف جانا ہے ترک کر دینے کے قابل لائق ہے۔

فَإِنَّ الْأَمِيرَ السَّيِّدَ الْهِنْدِيَّ يَبْنِي لَهُمْ بِنَاءً رَفِيعًا قَوْلُهُ ذَاكَ أَشْهَرُ

۱۲۲..... اس لئے کہ ہندوستانی امیر اور سردار نے ان کے لئے اونچی عمارت بنائی یہ اس کا مشہور قول ہے۔

وَمَا مَاتَ إِلَّا مِنْ سِنِينَ قَلِيلٍ وَعَاشَ طَوِيلًا أَمْرُهُ لَا يُسْتَتَرُ

۱۲۳..... اور تھوڑے سال ہوئے ہیں کہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) فوت ہو گیا ہے اور یہ

(مرزا دجال) طویل زمانہ زندہ رہے گا۔ اس کا حال کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہوگا۔

عَلَى أَنَّهُ لَمَّا تَلَّاءَ بُنُورِي بِآيَاتِ صِدْقٍ أَنَّ عِيسَاهُ يُقْبَرُ

۱۲۴..... علاوہ ازیں یہ دعویٰ کیا کہ جب لوگوں کے لئے سچائی کے نشانات کے ساتھ میں روشن

ہو گیا ہوں (تو تم کس کا انتظار کر رہے ہو) حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام تو مدفون ہو چکا ہے۔

فَمَا النَّفْعُ فِي إِثْبَاتِ قَبْرِ ثَوَى بِهِ وَلِتَصَوِّرِهِ الْجَلِي لِلنَّاسِ فَانْظُرُوا

۱۲۵..... لوگوں کے لئے ایسی قبر ثابت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں جس میں حضرت عیسیٰ کے مدفون

ہونے کا دعویٰ کیا جائے اور نہ ہی اس کی عکسی تصویر کا (کوئی فائدہ ہے) کچھ تو سوچو۔

بِأَخْبَارٍ مَنْ يُزَارَى عَلَيْهِ بِلَا مِرَاءٍ أَحَادِيثَ جَاءَتْ مِنْ خُرَافَةٍ تُؤَثِّرُ

۱۲۶..... اور اس (عیسیٰ) کے متعلق اخبار (باتیں) دیکھو جس کی بلاشبہ مخالفت کی جا رہی ہے اور

وہ منقول احادیث دیکھیں جن میں ان کے انوکھے کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔

نَعَمْ قَوْلُهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ إِنِّي مَسِيحٌ جَدِيدٌ بَعْدَ مَا صَارَ يُقْبَرُ

۱۲۷..... جی ہاں! اس کے بعد پھر بھی اس (دجال قادیان) کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے مدفون ہونے کے بعد میں نیا مسیح ہوں۔

نَعَمْ قَوْلُهُ أَنَّ التَّصَاوِيرَ لِلْوَرَىٰ أُيْحَتِ بَدِينٍ لَّيْسَ فِيهَا يُحَذَّرُ

۱۲۸..... ہاں! اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ مخلوق کے لئے تصاویر بنوانا نئی شریعت میں مباح قرار دی

گئی ہیں۔ ان (کے بنوانے) میں کوئی خوف و خطرہ نہیں ہے۔

عَلَىٰ أَنْ تَصَوِّرَ الْجَلِيلَ مَقَامُهُ يُزَارُ وَلَا يَرَعَاهُ إِلَّا مُطَهَّرُ

۱۲۹..... علاوہ ازیں یہ دعویٰ ہے کہ کسی عظمت والے بزرگ کی تصویر اس کے قائم مقام ہوتی ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کی محافظت صرف پاک آدمی ہی کر سکتا ہے۔

نَعَمْ قَوْلُهُ لَا تَقْتَدُوا أَحَدًا سِوَا أَنَاسٍ حَوَاهُمْ فَضْلُهُ الْمُتَكَبِّرُ

۱۳۰..... ہاں! اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ عالیشان کا فضل مشتمل ہے کسی کے پیچھے مت چلو۔

حِيدُوا فَلَيْسُوا مُقْتَدِينَ سِوَاهُمْ فَمَا بِالْهُمْ خَانُوا وَخَابُوا وَخَسِرُوا

۱۳۱..... سیدھے راستے سے کٹے ہوئے ہیں۔ سو نہیں پیروی کرتے ان کے علاوہ کی، تو کیا ہوا ان کا جنہوں نے خیانت کی اور شکست خوردہ ہوئے اور نقصان اٹھایا۔

فَمَنْ يَعْتَرِفُ مِنْهُمْ مُقِيمًا بِأَجْرِهِ يُصَلِّي إِذَا مَا النَّاسُ أَقْرُوا وَيَجْحَدُوا

۱۳۲..... جو آدمی ان میں سے اپنے اجر کو قائم رکھتے ہوئے مضبوط رہے گا تو اس وقت نماز

پڑھے گا جب لوگ ادا کریں گے اور مکر جائیں گے۔

وَالَا فَيَعْرِوْهُ مَلَالٌ فَيَبْتَغِي مَذَاهِبَ لِمَغْشَاهَا وَيَشْخُرُ

۱۳۳..... ورنہ اسے بے چینی لاحق ہوگی اور اس کے چھپانے کے راستے ڈھونڈے گا اور خراٹے

کی نیند سوئے گا۔

يُعَلِّكُ طَوْرًا بِالسَّوَاكِ وَتَارَةً بِذَاكَ الْأَعْضَاءِ تُضِيءُ وَتُزْهِرُ

۱۳۴..... حد سے زیادہ کبھی مسواک چباتا ہے اور کبھی اس کی برکت سے اعضاء روشن ہو جاتے

اور چمکنے لگ جاتے ہیں۔

يَقُولُ تَرَكْتُ الْأَمْرَ وَهُوَ مُحْتَمٌ عَلَىٰ فَرِيٍّ بِالْجَمَاعَةِ يَأْمُرُ

۱۳۵..... کہتا ہے میں نے فرض کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ مجھ پر ضروری تھا۔ سو میرا رب جماعت

کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وَلَكِنِّي لَا عَيْبَ فِي تَرْكِهَا بِأَمْرِ مَسِيحِ الْقَادِيَانِ وَحُذْرُ

۱۳۶..... اور لیکن میرے لئے قادیان کے مسیح کے حکم کی وجہ سے اور اپنے بچاؤ کی وجہ سے ترک جماعت میں کوئی عیب نہیں۔

يَمُنُّ إِلَهُ الْخَلْقِ طَرًّا بِأَنَّهُ يُؤَلِّفُ بَيْنَنَا وَذَاكَ مُقَرَّرُ

۱۳۷..... مخلوق کا معبود اکٹھا کر کے احسان فرماتا ہے۔ اس طرح کہ ہمارے درمیان الفت پیدا کرتا ہے اور (انسانوں کے آپس میں تعلق کا) یہ اصول پختہ ہے۔

وَهَذَا يُفَرِّقُ الْجَمِيعَ بِقَوْلِهِ وَيَفْعَلُ لَهُ حَتَّى يُخَافُ وَيُحْذَرُ

۱۳۸..... اور اس (بدبخت مرزا قادیانی) نے اپنے دعویٰ کے ساتھ سب میں تفریق کر دی اور اس دعویٰ کے لئے جو کارنامے انجام دیئے ان سے ڈرنا اور بچنا چاہئے۔

فَكَيْفَ يَهْجُرُ الْمَرْءُ مَا يَقْتَدِي بِهِ بِغَيْرِ تَقَاةٍ وَهُوَ أَمْرٌ مُحَقَّرُ

۱۳۹..... آدمی جس چیز کی پیروی کرتا ہے بالقصد چھوڑنے کا ارادہ کئے بغیر اسے کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ یہ حقیر عمل ہے۔

هَذَا هُوَ الْأَمْرُ الَّذِي يَبْتَغِيهِ مَنْ يَقْبَلُهُ فِيمَا يَقُولُ وَيُزَوِّرُ

۱۴۰..... یہی وہ چیز ہے جس کو وہ آدمی ڈھونڈتا اور طلب کرتا ہے جو اس کو اس کے دعویٰ اور اس کے جھوٹ سمیت قبول کرنا چاہتا ہے۔

لِيَصُدَّ عَنِ الْجَمْعِ الْجَمِيعِ وَنَفْسُهُ يَصُدُّ فَمَنْ مَحْمِيٍّ وَمَنْ هُوَ يَفِرُّ

۱۴۱..... اس لئے کہ وہ چیز تمام انسانوں کو اکٹھا ہونے سے روک دے اور خود (مرزا قادیانی) بھی روکنا چاہتا ہے۔ سو کون بچ سکتا ہے اور کون بھاگ سکتا ہے؟

نَعَمْ جَاءَ مِنْهُ أَنَّهُمْ يُجْزَوْنَهُ بِأَسْمَاءِ أَوْلَادِ لَّهُمْ ثُمَّ يَأْمُرُ

۱۴۲..... جی ہاں! اس کی طرف سے اس بات کا اہتمام ہوگا کہ انہیں (قادیانیوں کو) ان کی اولاد کا نام لے کر بدلہ دیا جائے گا پھر ان کو۔

لَهُمْ بِإِزْدِوَاجٍ أَوْ فِرَاقٍ فَكُلُّهُمْ أَسِيرٌ لَدَيْهِ أَمْرُهُ لَا يُغَيِّرُ

۱۴۳..... ملانے یا علیحدہ کرنے کا حکم دے گا۔ سو سب کے سب اس کے سامنے قیدی ہوں گے۔ اس کا حکم یہ بدلے گا نہیں۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ قَطْعُ رَحِمٍ وَوَصْلُهَا إِذَا مَا أَتَاهُمْ مَا يُرَاهُ وَ يُؤَثِّرُ

۱۴۴..... ان پر برابر ہو گا قطع رحمی کرنا اور صلہ رحمی کرنا جب ان پر وہ (عذاب) آئے گا جسے دیکھے

گا اور جسے (قرآن وحدیث میں) ذکر کیا جاتا ہے۔

نَعَمْ جَدَّ مِنْهُ اَللّٰهُمَّ يُخَبِّرُوْنَهُ بِاِیْرَادِ لَفْظِ الْاَحْمَدِیِّ لِمَا فَخَرَّ

۱۴۵..... ہاں! اس (اللہ) کی طرف سے اس بات کا بھی اہتمام ہوگا کہ انہیں (اپنے ساتھ) ”احمدی“

لفظ‘ لانے کی سزا دی جائے گی۔ پھر (سب پر) آشکارا ہو جائے گا (کہ یہ جھوٹے لوگ ہیں)

لِتَرْكِهِمْ مُخْتَارَ صِدْقٍ ذِي الْعَلَاءِ وَسَمَّاكُمْ عَمَّا ذَكَرْتُ يُذَكِّرُ

۱۴۶..... جنہوں نے اللہ عالیشان کے سچے برگزیدہ پیغمبر کو چھوڑ دیا اور تمہارا وہی نام رکھا اور

یاد کرتا رہا جو میں نے بتلایا۔

نَعَمْ جَدَّ مِنْهُ اَللّٰهُمَّ يُجَنَّبُوْنَهُ اِذَا مَا دَنَا يَوْمَ عَصِيبٍ مُّشَمَّرٍ

۱۴۷..... ہاں، ہاں! اس (اللہ) کی طرف سے اس حقیقت کا بھی اہتمام ہے کہ وہ اس سے امید و بیم

کی حالت میں ہوں گے۔ اس وقت جب سخت دن قریب ہوگا جس کی سختی بہت زیادہ ہوگی۔

وَيَأْتُوْهُ مَنْ يَأْتِيْهِ هُرًّا مُّشَمَّرًا وَمُسْتَنْجِدًا فَيَمَّا وَهَاهُ مُخَدَّرُ

۱۴۸..... اور آئیں گے اس کے پاس تو یاد رکھیں! جو اس کے پاس آئے گا وہ غمگین تیز رفتار اور

اپنی گھبراہٹ میں مدد مانگتا ہوا آئے گا۔ جس سے بچنا چاہئے۔

يُشَمِّرُ كَالرُّثْمَانِ ضَلَّ سَبِيْلُهُ اِلَيْهِ وَيُهْدِيْهِ فَيَنْبِشُ وَيُخْفَرُ

۱۴۹..... اور خوفزدہ ہو کر دوڑے گا۔ جیسے بھٹکا ہوا اونٹ راستہ بھول جاتا ہے پھر اسے راہ سجھاتا

ہے اور وہ صحیح راستے کی خبر پا کر اس طرف چل پڑتا ہے۔

نَعَمْ جَدَّ مِنْهُ اَللّٰهُمَّ يُجَنَّبُوْنَهُ فَيَأْتُوْنَهُ وَالشَّيْءُ بِالْشَّيْءِ يُذَكِّرُ

۱۵۰..... جی ہاں! یہ بھی اس کی طرف سے بتلایا ہوا سچ اور حقیقت ہے کہ وہ اس سے دور ہوتے ہیں۔ سوا اب اس کے پاس آئیں گے۔ اور ضابطہ ہے کہ ایک چیز کو دیکھنے سے کبھی کبھی (اس سے متعلق) دوسری چیز یاد آتی ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يُؤَدِّ الْمَالَ وَهُوَ يُحْتَمُّ عَلَيْهِ فَذَا يُقْلَبُ وَيَشْنَأُ وَيَهْجُرُ

۱۵۱..... جو شخص مال کا حق ادا نہیں کرتا حالانکہ اس پر (ادائیگی) فرض اور ضروری ہے تو وہ نفرت کرتا ہے اور دشمنی رکھتا ہے اور قطع رحمی کرتا ہے۔

وَلَوْ لَمْ أَخَفْ رَبِّي تَعَالَى وَهَوْلَهُ وَأَكْرَمَ مَنْ يَهْدِي الْوَرَى وَيَذَكِّرُ

۱۵۲..... اور اگر مجھے اپنے رب کا ڈر نہ ہوتا جس کے امور اور احوال عالیشان ہیں اس طرح کہ جو مخلوق کی رہبری اور انہیں وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے۔ اسے عزت سے نوازتا ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

وقال بعض المتنبيین

پروفیسر حضرت مولانا اصغر علی روحی

(صدر شعبہ عربی، اورینٹل کالج لاہور)

ترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمود الحسن عارف مدظلہ

وقال في بعض المتنبيين

تسير الى ربع الحبيب الزوامل فيالك شوقاً هيجهته المنازل

۱..... میری محبوبہ کے مکان کی طرف مجھے سواریاں لئے جا رہی ہیں۔ اے محبوبہ سے ملنے کا شوق ! جسے راستے کی منزلوں نے اور زیادہ بھڑکا دیا ہے۔

منازل سلمی لا تکاد تری بها أنيساً يراعياها فماذا تحاول

۲..... (تیری محبوبہ) سلمیٰ کے گھر کے اجڑے ہوئے نشانات ہیں۔ کسی ایسے انسان کو دیکھنا، جو ان کا خیال رکھتا یا اس کی حفاظت کرتا ہو۔ ممکن نہیں، پس تو وہاں کس لئے جا رہا ہے؟

منازل من لو كان حبي يهزه الى لكان الطيف منه يواصل

۳..... یہ اس ہستی کے مکانات ہیں، اگر میری محبت اسے میری طرف حرکت نہ دیتی تو دل میں آنے والا خیال اس سے ملا دیتا۔

بفرقتنا نادى الغراب فيينا نروح ونغدوا والديار اواهل

۴..... ہماری جدائی کے متعلق کوا بول پڑا،..... اس حالت میں کہ ہم شام اور صبح کو چلتے ہیں اور ہمارے گھر واہمہ کی مانند ہوتے ہیں۔

اذا بصروف الدهر هبت رياحها فابدى السبا كانت لقل تماثل

۵..... جب زمانے کی گردشوں کی ہوائیں چل پڑیں،..... تو ”سبا کی ہلاکتوں“ کی مثالیں بہت کم ہو گئیں۔

فدع ذکر سلمیٰ ان سلمیٰ لخدعة اذا هی قد بانت وشطت مراحل

۶..... (اے شاعر) تو سلمیٰ کا تذکرہ چھوڑ ، سلمیٰ تو محض ایک فریب ہے..... اس لئے کہ وہ کب کی جدا ہو گئی اور اس کے مکان بہت دور رہ گئے ہیں۔

یذکرنی خیر القرون خصالہم کریح الخزامی طیبہا الاصال

۷..... مجھے ان کی عادتیں خیر القرون کی یاد دلاتی ہیں۔ جیسے ”خزامی“ نامی پودے کی خوشبو، جسے غروب آفتاب کے وقت نے زیادہ عمدہ بنا دیا ہو۔

وكانت ربوع الدین مخضلة الثری فہدی مغانیہ وھدی المواحل

۸..... اور ”دین“ کی چار دیواریاں..... بڑی پرہیزگاریاں ہیں، پس یہی اس کے لازمی حصے ہیں

۲

اور یہی اس کی بچھڑ والی جگہیں ہیں۔

تعافینا الاحداث تبری عظامنا

۹..... ہماری ہڈیوں کو کمزور کرنے کے لئے خود سے لڑائی کے ذریعہ دور نہیں کر سکتے

لھا اللہ حدثان الزمان وریہ

۱۰..... اللہ تعالیٰ زمانے کے حوادث اور اس طاری ہونے والے ہر معاملے سے

ہبطننا ورب البیت حتی انتھی بنا

۱۱..... ہم تنزل کا شکار ہو گئے اور ”بیت الدوالی چیز، ہم سے نیچے ہونے میں تجا

لقد ساء لی ما قد تضعضع من علا

۱۲..... مجھے وہ بات بہت بری لگی کہ جس طرح ہو گئے ہیں جنہیں بڑی بڑی

تری خیل أقوام تسابق غاية

۱۳..... تو دیکھتا ہے کہ قوموں کے گھوڑے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن

یباہون في النادی اذا ما تألفوا

۱۴..... وہ مجالس میں ایک دوسرے سے مج ہیں۔ کاش انہیں ان کی مائیں ان

غواة قصاری همهم في حماهم

۱۵..... وہ ایسے گمراہ لوگ ہیں کہ ان کی سونے کی ڈلیوں کے ڈھیر ہیں، یہ

احابیش دانت بینهم کأس قرفف

۱۶..... وہ ایسی متفرق جماعتیں ہیں جنہیں جیسے اوباش لوگوں پر پلید زہرہ خوامخو

کسالی اذا ماجاهد القوم في العلی

اور یہی اس کی کیچڑ والی جگہیں ہیں۔

تغالبنہ الاحداث تبری عظامنا فلا نستطيع الذب عنا نقاتل

۹..... ہماری ہڈیوں کو کمزور کرنے کے لئے زمانے کے حوادث مسلسل آتے رہے، ہم انہیں خود سے لڑائی کے ذریعہ دور نہیں کر سکتے۔

لحا الله حدثان الزمان وريبه نخاف الردى من كل خطب ينازل

۱۰..... اللہ تعالیٰ زمانے کے حوادث اور اس کے شکوک و شبہات کو ہلاک کرے۔ ہم اپنے اوپر طاری ہونے والے ہر معاملے سے ہلاکت کا خوف رکھتے ہیں۔

هبطنا ورب البيت حتى انتهى بنا صغار الى مالا يجاوز سافل

۱۱..... ہم تنزل کا شکار ہو گئے اور ”بیت اللہ“ کے رب کی قسم، ہم اتنا نیچے گر گئے کہ کوئی نیچے

والی چیز، ہم سے نیچے ہونے میں تجاوز نہیں کر سکتی۔

لقد ساءنى ما قد تضعضع من علا ونحن كموتى غيبتهم جنادل

۱۲..... مجھے وہ بات بہت بری لگی کہ جس نے ہمیں بلندی سے گرا دیا، اور ہم ان مردوں کی طرح ہو گئے ہیں جنہیں بڑی بڑی چٹانیں غائب کر دیتی ہیں۔

ترى خيل أقوام تسابق غاية ولكن جياذ المسلمين جوافل

۱۳..... تو دیکھتا ہے کہ قوموں کے گھوڑے، منزل تک پہنچنے میں ایک دوسرے سے آگے

بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے گھوڑے بدک رہے ہیں۔

یباہون فی النادی اذا ما تآلفوا ألا ثکلتهم بالبقاء الثواکل

۱۴..... وہ مجالس میں ایک دوسرے سے جھوٹی دوستی کے دعوے کرتے ہوئے، اظہار فخر کرتے ہیں۔ کاش انہیں ان کی مائیں ان کے گم ہونے پر روتیں۔

غواة قصاری همهم فی حیاتهم قناطر تبرأ و حسان شواغل

۱۵..... وہ ایسے گمراہ لوگ ہیں کہ ان کی زندگیوں میں ان کی ہمتیں جواب دے گئی ہیں۔ وہ سونے کی ڈلیوں کے ڈھیر ہیں، یا ایسا مال ہیں جو (تجارت وغیرہ میں) مشغول ہو۔

احابیش دانت بینهم کأس قرقف تدیر علی الاوشاب غید جمائل

۱۶..... وہ ایسی متفرق جماعتیں ہیں جنہیں ایک دوسرے سے شراب کے پیالے نے قریب کر دیا ہو، جیسے اوباش لوگوں پر ایک نرم و خوبصورت گردن والا شخص پیالہ لے کر گھومتا ہے۔

کسالی اذا ما جاهد القوم فی العلی توانوا فحظ القوم منهم رذائل

۱۷..... یہ لوگ اس وقت بھی سستی کا شکار ہیں ، جب لوگ بلندیوں کے بارے میں جدوجہد کر رہے ہیں - وہ کمزور پڑ گئے تو انہیں لوگوں میں پستیاں بطور حصہ ملیں -

نفوس اذا ما بالخبیث تضلعت قضت ما استطاعت في الفراش تشاغل

۱۸..... وہ ایسے لوگ (نفوس) ہیں کہ جب خبیث (گندے) کاموں سے سیراب ہو جاتے

ہیں ، تو حتی الامکان زمین پر خشک ہونے والے کیچڑ سے دل بہلاتے ہوتے ہیں -

وتلبس من خز خلاعاً سنیه وتهجع لیلاً في الحشایا تناقل

۱۹..... اور وہ قیمتی اور اعلیٰ درجے کی ریشمی پوشاک پہنتے ہیں اور موٹے اور بھاری بھر کم گدوں پر (بھی) رات کو بے آرام رہتے ہیں -

قوارع دهر قد وردن عیونهم فعادت کوهل رنقته المزابل

۲۰..... زمانے بھر کے خطرات ان کی آنکھوں میں اتر آئے ہیں - پس وہ اس آنسو کی طرح

ہیں ، جسے گردوغبار نے بھاری بنا دیا ہو -

اذا اجتمعت امراء هم في مقامة تراهم تخالهم لثام تفاضل

۲۱..... جب ان کے امراء کسی جگہ اکٹھے ہوتے ہیں تو تو انہیں دیکھے گا، کہ گویا وہ (ان)

کمینہ

لوگوں (کی) طرح ہیں جو ایک دوسرے پر برتری جتاتے ہیں -

اذا مارأوا أدنی المخافة دونها علتهم بايام المصیف الافاقل

۲۲..... جب وہ اپنے قریب ذرا سا خوف دیکھتے ہیں تو انہیں گرمی کے موسم میں کپکپی کا مرض آن لیتا ہے ۔

ذواعف ما یأتو له من محارم ألا قد سقوا وهی السموم القواتل

۲۳..... وہ (لوگ) ایسے زہر (قاتل) ہیں کہ جب وہ اپنے کسی قریبی عزیز کے پاس آتے ہیں ، تو وہ اسے (یہ زہر) پلا دیتے ہیں ۔ وہ تو قاتل زہر ہیں ۔

اذا فزعوا یوماً تقاعس همهم وان فرقوا یوماً علتهم غوائل

۲۴..... جب کسی دن وہ گھبراتے ہیں تو ان کی ہمت پست ہو جاتی ہے اور اگر کسی دن ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں تو انہیں وحشتیں بیمار کر دیتی ہیں ۔

تعدوا حدودا لا تکاد تعدھا فلیست لهم عما أتوه مزاحل

۲۵..... وہ ایسی حدوں کو گنتے ہیں جنہیں کوئی گن نہیں سکتا ۔ چنانچہ انہیں اس کام سے جو وہ کرتے ہیں تھکاوٹ نہیں ہوتی ۔

۴

دنی من اولی مستوقد الناس والحصا

۲۶..... وہ لوگوں اور کوڑے کرکٹ کے جلنے کی ج

حملہ کرنے سے رحم نہ کھائے گی ۔

الا لا تغرن الحیوة اولئکم

۲۷..... خبردار ! ان لوگوں کو دنیوی زندگی دھوکے

کی تلاش میں ہیں -

فیاویلتی ماذا ترید من الهوی

۲۸..... ہائے افسوس ، وہ (ان) خواہشوں سے

قوموں کو اندر سے ہلاک کر چکی ہیں -

تعود ولا تخشی بواذر نقمة

۲۹..... وہ (خواہشیں) لوٹ کر آتی ہیں وہ

بھیڑیئے کی طرح حملہ کرتی ہیں - جس

معاذیرھا لا تحظى بفعالھا

۳۰..... جب حساب کے دن سوالات ان پر

گناہوں کے ساتھ کم ہی خطا کرتے ہیں

فھلا تلافی القوم ذلا یبیدھم

۳۱..... پس لوگ اس ذلت کا ، جو ان کو ہلاک

رسوا کن کاموں سے ، جو انہیں مشکل م

فلولا ذوو الأحلام قاموا بنصرہ

۳۲..... پس کیوں نہ ہدایت والے لوگ ان

کمزور پڑ رہی ہے -

لقد نام اهل العلم طراً عَنِ الثُّقَى

۳۳..... سارے اہل علم (لوگوں کو) تقو

انہوں نے غیرت والے کی پکڑ کو چ

أَلَالِيَت شعری ما یلم بسافل

۳۴..... اے کاش وہ اتنی پستی میں نہ اترت

دنی من اولیٰ مستوقد الناس والحصا جہنم لا تبقي علیہم تصاول

۲۶..... وہ لوگوں اور کوڑے کرکٹ کے جلنے کی جگہ کے قریب ہو گئے۔ یعنی جہنم کے، جو ان پر حملہ کرنے سے رحم نہ کھائے گی۔

الا لا تغرن الحیوة اولئکم فان المنایا جندھن مختال

۲۷..... خبردار ان لوگوں کو دنیوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔ اس لئے کہ موت کے لشکر، ان کی تلاش میں ہیں۔

فیاویلتی ماذا ترید من الهویٰ وقد اهلک الأقوام قدماً دخائل

۲۸..... ہائے افسوس، وہ (ان) خواہشوں سے کیا چاہتے ہیں؟ وہ تو پرانے زمانے سے کئی قوموں کو اندر سے ہلاک کر چکی ہیں۔

تعود ولا تخشیٰ بواذر نقمة تصول کطاوی الذئب والمرء غافل

۲۹..... وہ (خواہشیں) لوٹ کر آتی ہیں وہ مصیبتوں کے انتقام سے نہیں ڈرتیں۔ وہ بھوکے بھیڑیے کی طرح حملہ کرتی ہیں۔ جب کہ بندہ غافل ہوتا ہے۔

معاذیرھا لا تحظى بغنائھا اذا حجھا یوم الحساب المسائل

۳۰..... جب حساب کے دن سوالات ان پر غالب آجاتے ہیں، تو ان کے بہانے ان کے گناہوں کے سامنے کام نہیں آتے ہیں۔

فہلا تلافی القوم ذلاً یبیدھم وہلا تجافی عن مخاز تشاکل

۳۱..... پس لوگ اس ذلت کا، جو ان کو ہلاک کئے دیتی ہے، تدارک کیوں نہیں کرتے، اور ان رسوا کن کاموں سے، جو انہیں مشکل میں ڈالتے ہیں، دور کیوں نہیں رہتے۔

فلولا ذور الأحمال قاموا بنصره اذا ما رأوا أن الهدى متضائل

۳۲..... پس کیوں نہ عقل والے لوگ ان کی مدد کو اٹھیں، جب انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ ہدایت کمزور پڑ رہی ہے۔

لقد نام اهل العلم طراً عن التقى فها قد نسوا بطش الغيور يعاجل

۳۳..... سارے اہل علم (لوگوں کو) تقویٰ کی ترغیب دینے سے غافل ہو گئے..... افسوس انہوں نے غیرت والے کی پکڑ کو بھلا دیا۔ جو انہیں جلد آلے گی۔

ألا ليت شعري ما يلزم بسافل اذا ما توانى عن معالى الافاضل

۳۴..... اے کاش وہ اتنی پستی میں نہ اترتے، جب فضیلت و بزرگی والے لوگ بڑائی والے کاموں سے دور رہتے ہیں۔

کاموں سے دور چلے گئے۔

ولولم یکن رزء النفاق مساوراً لقام برأب الثأی منا حلاجل

۳۵..... اگر نفاق کی بیماری (یوں) غالب نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی سردار فساد کی اصلاح کے لئے ضرور اٹھ کھڑا ہوتا۔

اذا مارأی الايغال فى الهول غمة تظلل مسراه الرماح العواسل

۳۶..... جب وہ حالت ”خوف“ میں تیز چلنے میں مصیبت دیکھتا تو وہ نرمی سے چلنے والے تیر کی رفتار سے چلتا۔

وما زال منّا قائد بعد قائد صبور کریم ہبرزی مجاسل

۳۷..... اور ہم میں، ایک قائد کے بعد دوسرا قائد آتا رہا۔ جو مستقل مزاج، مہربان، حسین صورت و حسین سیرت والا تھا۔

ینادی باعلى الصوت فى حومة الوغی وللبیض فى فضل الضوافى مداخل

۳۸..... وہ بغاوت کے جھرمٹ میں اونچی آواز سے (لوگوں کو) پکارتا..... اور اعداء میں، ان کے

الگ ہونے والے حلقوں کے ذریعے ہی داخلہ ہوتا ہے۔ (اس سے حضرت ابو بکرؓ مراد ہیں)

ثقیل على الاعداء والحرب خلصة خفيف على الاحباب والفقر هائل

۳۹..... وہ (قائد) دشمنوں پر بھاری تھا۔ جب کہ جنگ تو ”جھپٹنے“ کا نام ہے اور وہ دوستوں

پر نرم تھا۔ جب کہ محتاجی تباہ کرنے والی ہوتی۔

کریم المحیّا یتغی حمد حامد اذا ما تعیّا بالمواعید نائل

۴۰..... بزرگ چہرے والا، تعریف کرنے والے کی تعریف کرنے کا طالب، جب جو کوئی شخص

اپنے

وعدوں کے حصول میں ناکام ہو جاتا (تو وہ اس کی مدد کرتا) (اس سے حضرت عمرؓ مراد ہیں)

ویغضی حیاء والغنی متواضع ویفرح جودا والندی متجاهل

۴۱..... وہ فرط حیاء سے آنکھیں بند کر لیتا اور غنا (تونگری کے باوجود) تواضع والا تھا۔

اسے فیاضی اور سخاوت کر کے خوشی ہوتی جب کہ مجلس والے ناواقف ہوتے۔

(یہ حضرت عثمانؓ کا تذکرہ ہے)

شدید القوى لا تزدھیہ مطامع کثیر التقی لا ترتجیہ الحلائل

۴۲..... وہ مضبوط اعضاء والا تھا۔ اسے لالچ والے کام کمزور نہ کرتے۔ وہ بہت زیادہ احتیاط

والا، عورتیں (بیویاں) اس کی امید نہ رکھتیں۔

۶

الی کل ذی مجد یروح ویغتدی

۴۳..... ہر بزرگی والے کام کی طرف سے وہ

کی بناء پر قبائل اس کی پناہ لیتے۔)

الا حَبِّذاً اَيَامَنَا قَبْلَ مَا سَطَا

۴۴..... اے کاش! ہمارے حالات بہتر ہوت

ہوتا، اور زمانہ تو سوالی ہوتا ہے۔

أَبْتَ غَيْرَةَ الْإِسْلَامِ الْإِسْلَامِيَّ

۴۵..... اسلام کی غیرت، سوائے اس صو

جس کی چڑھائی میں قلعے بھی حائل

اِذَا مَا نَقَضْنَا مَا النَّبِيِّ أَمْرُهُ

۴۶..... جب ہم نے ان باتوں کی تعمیل میں

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے اسبا

فتی اروع ذاک عریق سمیدع

۴۷..... آپ پریرگار، شریف النسب،

ساتھی اور بہادر تھے۔ (یہاں سے

حَبَانَا بِمَالِمْ يَسْمَعُ الدَّهْرُ بِأَذْلَا

۴۸..... آپ ایسے سخی تھے کہ زمانے میں

اور شکر گزاری حاصل کرنے وال

کریم لہ فی کل شرق ومغرب

۴۹..... آپ ایسے سخی تھے کہ مشرق و م

عطیات کا سلسلہ وسیع رہتا۔

یناجیہ جبریل الامین کرامۃ

۵۰..... حضرت جبریل علیہ السلام ب

کرتے..... پس آپ کو صبح کے والا بھی امیدوار رہتا۔

یلوذبہ الابرار من کل بلد

الی کل ذی مجد یروح ویغندی بفضل الہدی تأوی الیہ القبائل

۴۳..... ہر بزرگی والے کام کی طرف سے وہ صبح وشام چل کر جاتا..... اس کی غیر معمولی

ہدایت

کی بناء پر قبائل اس کی پناہ لیتے ۔ (حضرت علیؓ کی وصف کی گئی ہے)

الا حبذا أيامنا قبل ما سطا علی القوم ریب الدھر والدھر مائل

۴۴..... اے کاش! ہمارے حالات بہتر ہو جاتے ۔ اس سے پہلے کہ قوم پر زمانے کا شک طاری

ہوتا ، اور زمانہ تو مائل ہوتا ہے ۔

أبت غیرۃ الاسلام ألا تسامیاً لمجد تحامت مرتقاہ المعائل

۴۵..... اسلام کی غیرت ، سوائے اس صورت کے ، کہ وہ ایسی بزرگی کے ساتھ مقابلہ کرے ،

جس کی چڑھائی میں قلعے بھی حائل نہ ہوں ، ہر صورت کا انکار کرتی ہے ۔

إذا ما نقضنا ما النھی أمرہ تصرّم من لطف الالہ حبائل

۴۶..... جب ہم نے ان باتوں کی تعمیل میں کوتاہی کی ، جن کا نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا

تو

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے اسباب منقطع ہو گئے ۔

فتی اروع زاک عریق سمیدع اخو ثقة حامی الذمار مباسل

۴۷..... آپ پر بیزار گار ، شریف النسب ، سردار (شریف ، کریم) قابل اعتماد ، ضرورت مند کے

ساتھی اور بہادر تھے۔ (یہاں سے نبی اکرم ﷺ کی صفت شروع ہو رہی ہے)

حبانا بما لم يسمع الدهر باذلاً فشكراً على المعروف والشكر نائل

۴۸..... آپ ایسے سخی تھے کہ زمانے میں کوئی آپ سا سخی نہ تھا۔۔۔۔۔ نیک سلوک پر۔۔۔۔۔

شکر گزار

اور شکر گزاری حاصل کرنے والے تھے۔

کریم له في كل شرق ومغرب عطايا كالمطار الربيع شوامل

۴۹..... آپ ایسے سخی تھے کہ مشرق و مغرب میں موسم بہار کی بارشوں کی طرح آپ کے

عطیات کا سلسلہ وسیع رہتا۔

یناجیہ جبریل الامین کرامۃ فمصبحة خاش وممساه امل

۵۰..... حضرت جبریل علیہ السلام، آپ کی عزت افزائی کے لئے، آپ سے سرگوشی

کرتے۔۔۔۔۔ پس آپ کو صبح کے وقت دیکھنے والا بھی سیر ہوتا اور شام کے وقت آنے والا بھی

امیدوار رہتا۔

یلوذ به الابرار من كل بلدة ومن لم يلذ فالدھر بالسوء عاجل

۵۱..... ہر شہر سے نیک لوگ آپ کی پناہ لیتے اور جو شخص آپ کی پناہ میں نہ آتا، تو زمانہ (اس کے ساتھ) برائی کرنے میں جلدی کرتا۔

واطول خلق فی السماحة والندی واملث ناس حین عد الأمائل

۵۲..... آپ زمانے بھر میں مہربانی کرنے اور سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتے تھے اور جب برگزیدہ لوگوں کا شمار کیا جاتا تو آپ تمام لوگوں میں سب سے بہتر تھے۔

وقد علقت املنا بلقائه تشد من الأقصى اليه الرواحل

۵۳..... ہماری امیدیں، آپ کی ملاقات کے ساتھ مشروط ہیں دنیا کے گوشہ گوشہ سے، سواریاں، اسی جانب سفر کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔

الی طيبة الغراء مثوی نبینا هناك مزایا جمّة و فواضل

۵۴..... روشن طیبہ (مدینہ منورہ) میں ہمارے نبی (ﷺ) کی آرام گاہ ہے، وہاں شرافت و نجابت اور فضیلتوں کا خزانہ ہے۔

سقى الله تلك الارض ارض كرامة غیوث الغواذى المدجنات الهواطل

۵۵..... اللہ تعالیٰ اس سرزمین کو جو عزت و شرافت والی سرزمین ہے۔ صبح کے وقت آنے والے موسلا دھار اور مسلسل بارشیں برسانے والے بادلوں سے سیراب کرے۔

اتانا باذن الله حین ترافعت عن القوم اخلاق الرجال الجزائل

۵۶..... آپ ہمارے پاس اللہ کی اجازت سے اس وقت آئے، جب امارت نے، لوگوں کے اخلاق بگاڑ دیئے تھے۔

فلله قلب لا يزال بناره من الشوق يغلى حيث تغلى مراجل

۵۷..... اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اس دل کی خوبی ہے، جو شوق کی آگ میں اس طرح مسلسل جوش مارتا ہے۔ جیسے کہ ہنڈیاں پکتے ہوئے جوش مارتی ہیں۔

ولله عين في هواه تتابعت بمنهل دمع والشؤون تساجل

۵۸..... اور اللہ ہی کے لئے، خوبی ہے، اس آنکھ میں جو آپ کی محبت میں، تسلسل کے ساتھ آنسو بہاتی ہے، جب کہ مصیبتیں (آنے کے لئے یا پریشان کرنے کے لئے) ایک دوسرے سے مقابلہ کرتی ہیں۔

مننت على الاقوام طراً كأنها اياديك تكفيها العيال الجزائر

۸

۵۹..... (اے نبی ﷺ) آپ نے تمام (پورے) خاندان کے لئے بڑے

فاصبحت فى المجد الاثيل ارومة

۶۰..... آپ بزرگی میں (دوسروں کے جس کے حصول سے، بڑے بڑے

وشقت كل الاشرار منك مجاهداً

۶۱..... آپ کے جہاد سے، تمام شریروں اور دُبلی اور تیز رفتار اونٹنیوں (پر س

قد اخضر وجه الارض حتى كأنها

۶۲..... آپ کی آمد کی برکت سے زمین ساری زمین باغ ہو، جو علم کی نہر

يا نصرة الرحمن ابطأت والتقى

۶۳..... اے پروردگار کی مدد! تو نے آ (علاج) کرے لئے تھی، اور قوم ب

لقد سفهت احلام معشر فتية

۶۴..... ایک جماعت کی عقلیں کمزور ہو

صبرنا وکان الصبر منا سجية

۶۵..... ان کمینہ خصلت لوگوں کی طرف کرنا ہماری عادت ہے۔

أتانا كلام من غبی مخاط

۶۶..... ہمیں ایک کند ذہن اور طالع پہنچا ہے جو بے تکا کلام ہے موازنہ کرے۔ (اس کے بعد

کلام له في كل لفظ فواحش

۶۷..... اس کا کلام ایسا ہے کہ ہر لفظ صفت لوگ بکواس کرتے

۵۹..... (اے نبی ﷺ) آپ نے تمام اقوام پر احسان کیا..... آپ کے بخشے ہوئے عطیات (پورے) خاندان کے لئے بڑے بڑے عطیات سے کفایت کرتے ہیں۔

فأصبحت في المجد الاثيل ارومة تقاصرت الاكباش عنه تطاول

۶۰..... آپ بزرگی میں (دوسروں کے لئے) ایک بنیاد (اصل) ہو گئے ہیں، ایسی بزرگی کہ جس کے حصول سے، بڑے بڑے سردار جو اپنی گردنیں اٹھاتے تھے، قاصر رہ گئے۔

وشقت كل الاشرار منك مجاهداً اذا ما تلاقوا مرهفات معاجل

۶۱..... آپ کے جہاد سے، تمام شریر لوگ مشقت میں جا پڑے۔ جب انہوں نے تیز رفتار اور دہلی اور تیز رفتار اونٹنیوں (پر سوار ہو کر) آپ سے مقابلہ کیا۔

قد اخضر وجه الارض حتى كأنها رياض لها من ماء علم جداول

۶۲..... آپ کی آمد کی برکت سے زمین کا چہرہ اس طرح سرسبز و شاداب ہو گیا، گویا ساری ساری زمین باغ ہو، جو علم کی نہروں سے (سیراب ہوتے) ہوں۔

أيا نصرۃ الرحمن ابطأت والتقى تدین لغی القوم والقوم غافل

۶۳..... اے پروردگار کی مدد! تو نے آنے میں دیر کردی اور پرہیزگاری تو قوم کی گمراہی کے (علاج) کے لئے تھی، اور قوم غافل تھی۔

لقد سفهت أحلام معشر فتنة مساعیر نیران الضلال تشاعل

۶۴..... ایک جماعت کی عقلیں کمزور ہو گئیں ہیں جو بطور فتنہ گمراہی کی آگ بھڑکا رہی ہیں۔

صبرنا وكان الصبر منا سجية علی ما دھانا من لئام تحامل

۶۵..... ان کمینہ خصلت لوگوں کی طرف سے ہمیں مشقت میں ڈالنے پر ہم نے صبر کیا اور صبر کرنا ہماری عادت ہے۔

أتانا کلام من غبی مخاطر ہراء فمن لی بالعدول يعادل

۶۶..... ہمیں ایک کند ذہن اور طالع آزما..... (یا خود کو ہلاکت میں ڈالنے والے) کا کلام پہنچا ہے جو بے تکا کلام ہے..... پس کوئی ہے ایسا انصاف پسند جو اس کے کلام کا موازنہ کرے۔ (اس کے بعد کے تمام اشعار مرزا قادیانی کے بارے میں ہیں)

کلام له فی کل لفظ فواحش کما قد هذی فی السوق قوم اراذل

۶۷..... اس کا کلام ایسا ہے کہ ہر لفظ میں کھلی بے حیائیاں ہیں..... جیسے کہ بازار میں، کمینہ صفت لوگ..... بکواس کرتے ہیں۔

معاذاً غناہ لا یلیق بما ادعی من الوحی والالہام والدھر دائل

۶۸..... اللہ کی پناہ! اس کی فحش گوئی..... اس کے دعوائے وحی والہام سے کوئی نسبت نہیں رکھتی

اور زمانہ..... جلد گھوم جانے والا ہے۔

الہفی علی لفظ کریہ سماعہ واف لمعنی تذریہ البواطل

۶۹..... افسوس! ایسے لفظ پر، جس کا سننا بار خاطر ہے اور افسوس! اس مفہوم پر جس سے وہ اپنے

باطل مقاصد کا اظہار کرتا ہے۔

تشاعر فی ارض الجہالۃ مفسد یسب کرام المسلمین مختال

۷۰..... وہ زبردستی کا بنا ہوا شاعر اور جہالت کی سرزمین میں فساد پھیلانے والا ہے۔ وہ معزز مسلمانوں کو گالی دیتا اور دھوکے باز ہے۔

وکیف یجوز اللعن ممن ھدی الوری وکیف یوالی السوء بالحسن قائل

۷۱..... اس شخص کے لئے، جو لوگوں کو ہدایت دیتا ہو، لعنت کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

اور جو شخص اچھائی کا دعویدار ہو اس کے لئے برائی کے ساتھ بدلہ دینا کیسے صحیح ہے؟

بیاری فحول الجاہلیۃ فاخرأ بمسروقة السفساف والأمر هائل

۷۲..... وہ اپنی چرائی ہوئی یاوہ گوئی سے زمانہ جاہلیت کے چوٹی کے شاعروں سے فخر کرتے

ہوئے مقابلہ کرتا ہے۔..... اور معاملہ..... خطرناک ہے۔

تزیاء بزی المفلقین سفاهة فیا عجباً ماذا تمناہ باقل

۷۳..... اس نے از روئے حماقت یا وہ گو شاعروں کا لباس پہن لیا ہے۔ تعجب ہے اس بات پر

جس کی تمنا رکھتا ہے اس میں وہ پرلے درجے کا بے وقوف (باقل) ہے۔

لقد خاطب الاعلام من ليس عنده من العلم والاداب ما هو کامل

۷۴..... اس نے ایسے معزز لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو اس کے پاس موجود نہ تھے اور جو علم اور

فنون میں کامل تھے۔

یفاخرهم فی الشعر جهلا وشعره علی کل طبع مستنیر یتاقل

۷۵..... از روئے جہالت وہ اشعار میں ان سے اظہار فخر کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے اشعار ہر

روشن طبع شخص پر گراں گزرتے ہیں۔

ومستبضع تمرأ الی اهل خیبر یلام علی ما یجتنی وهو قافل

۷۶..... وہ اپنی حماقت کی بناء پر اہل خیبر کو چند کھجوریں، بطور سامان دینے والا ہے..... وہ جو شے چنتا ہے اس پر اسے ملامت کی جاتی ہے۔ جب کہ وہ واپس پلٹنے والا ہو۔ (حماقت کے لئے یہ ضرب المثل تھی، اس لئے کہ خیبر کا علاقہ کھجوروں کا مرکز ہے اور کوئی شخص وہاں جا کر کسی کو کھجوریں بطور تحفہ دے تو اسے احمق سمجھا جاتا تھا)

فواہاً بہاٹ الطیر تصطاد بازیا یغامض تحقیراً لہا ویغافل

۷۷..... تعجب ہے کہ غیر شکاری جانور..... ”عقاب“ کا شکار کر رہے ہیں۔ وہ اپنے دل میں ان کے لئے حقارت چھپائے رکھتا ہے اور غافل ہے۔

و کم شاعر یدعی ولیس بشاعر ولکنما الداعون قوم اباطل

۷۸..... کتنے ہی شاعر ایسے ہیں جو شاعر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں شاعر نہیں ہیں۔ وہ بے اصل اور بیہودہ کاموں کی دعوت دینے والے لوگ ہیں۔

یفاخر بالسفساف شعراً وانما یفاخر بالسفساف من ہو جاہل

۷۹..... وہ شعروں کی صورت میں یا وہ گوئی کر کے اظہار فخر کرتا ہے اور یا وہ گوئی پر وہی فخر کرتا ہے جو بذات خود جاہل ہو۔

وما الفخر بالشعر الردی علی الوری ولکن بشعر یصطفیہ الأفاضل

۸۰..... کسی نکمے شعر کے ذریعے لوگوں پر اظہار فخر کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ کوئی ایسا شعر ہو جس کا علم فضل رکھنے والے لوگ انتخاب کریں (اور اس سے فخر کیا جائے تو اور بات ہے)

یصبح أهل الجاهلیة غانما فیوقع مغوارا علی من یقابل

۸۱..... جاہل لوگوں پر صبح کے وقت حملہ کر کے غنیمت لوٹتا ہے۔ وہ اپنے مقابلہ کرنے والے پر، اپنے تیز حملہ کرنے والے گھوڑے کے ذریعے حملہ کرتا ہے۔

لو اتخذ الرحمن شعراً بحجة على الخلق مافات النبي بفاضل

۸۲..... اگر اللہ تعالیٰ نے اشعار کو (انبیاء کے لئے) حجت بنایا ہوتا تو نبی ﷺ کی ذات میں یہ فضیلت والی شے ہرگز چھپی نہ رہتی۔

فسبحانه قد قال ما ينبغي له فهل حجة ينبغي له متغافل

۸۳..... اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے کہ جس نے یہ فرمایا: ”پیغمبر کے لئے (شعر گوئی) مناسب نہیں ہے، تو کوئی ایسی حجت (دلیل) ہو سکتی ہے جو آپ کے لئے چاہئے ہوتی اور آپ اس سے غافل ہوتے۔“

ولا خير في دعوى اذا لم يكن لها على الصدق من رب السماء الدلائل

۸۴ اور اس دعوے میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس کی سچائی پر آسمان کے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود نہ ہوں۔

اذا افتخر الكردي يوماً بما لغى فهاك قطوف من عزاب يهازل

۸۵ اگر کوئی ”کردی“ کسی دن اپنی کسی بیہودہ بات پر اظہار فخر کرے تو ایک سست رفتار سواری ضرور اس کا مذاق اڑائے گی۔

ونحن اناس لا نجرد بيضنا اذا ما امنا الحيف ممّن يعادل

۸۶ ہم تو ایسے لوگ ہیں جو اپنے انڈوں کو کبھی برہنہ نہیں کرتے۔ جب ہمیں ایسے لوگوں سے ظلم و جور کا اندیشہ ہو جو انصاف کرنے والے ہیں۔

ولكننا اسد اللقاء لدى الوغى اذ انطق العوراء خصم محاول

۸۷ لیکن ہم تو جنگ کے وقت لڑائی کے شیر ہیں، جب حیلہ باز دشمن فحش گوئی اختیار کرے۔

ولولا ضياع العمر فيما يعيننا لسارت مطايا الشعر منّا تجاول

۸۸ اگر ان باتوں میں جن کے بارے میں وہ ہم پر عیب لگاتا ہے، عمر کا ضیاع نہ ہوتا تو ہماری شعروں کی سواریاں ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہی ہوتیں۔

ونحن نجيب الشعر يوماً اذا دعا فنمضي كسيف والغبي يشاقل

۸۹ جب کسی دن شعر بنانے کی ضرورت آ پڑے تو ہم شعر بنانے میں تلوار کی طرح گزر

جاتے ہیں۔ جب کہ کند ذہن شخص پر شعر کہنا گراں ہوتا ہے۔

ولیس القطا مثل القطی اذا هما تطایر فی جو السماء تعاجل

۹۰ اور قطا پرندہ، قطی پرندے کی طرح نہیں ہے۔ جب کہ وہ آسمان کی کھلی فضا میں تیز

اڑان میں ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہوں۔ (قطا ایک تیز رفتار پرندہ ہے اور قطی سست رفتار

پرندے کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرزا ایک عام مسلمان عالم سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا)

فہل یدعی الآداب من لیس عنده من العلم مالا بالہباء نکایل

۹۱ تو کیا وہ شخص ادب آداب کا دعویٰ کرتا ہے جس کے پاس وہ علم بھی نہیں ہے جس کا

گرد و غبار سے بھی موازنہ کیا جاسکے۔

۱۲

ومبلغہ اغلوطة فی بیان

۹۲ اس کی انتہائے علم، اس کے بی

گمراہی والی باتیں ہیں۔

فما یتوی عذب المیاء وملحہ

۹۳ میٹھا اور کھاری پانی یکساں

برابر ہو سکتے ہیں۔

تسترت کالمحتال بالوحی کاڈ

۹۴ اس نے کسی حیلہ جو کی طرح

جس کی اسے مختلف مجالس سے

نعم ھکذا من لیس یاأمن جان

۹۵ ہاں ! ایسا معاملہ تو اس شخص ک

ٹانگیں آنے والے خوف کے

ومن لیس فی شئ من الحرب ینظ

۹۶ اور جو شخص جنگ لڑنے (مقا

طرح ایک شریف زادی ج

تنبأت یا مغرور بعد مح

۹۷ اے مغرور شخص ! تو نے محمد

جھوٹے اور حیلے باز مسیلم مبارکہ کے آخری ایام میں خالد بن ولید کی قیادت میں

عجزت عن الاعجاز مثل مسیل

۹۸ جب تو ہمارے سپ (حضر

رہا تو تو نے کہا کہ معجزہ دکھا

فلا قبل ذامن یفتري الکذب ه

۹۹ اس سے پہلے بھی جس شخص

ایک دیوانہ) ہے ، لہذا اس کے

ومبلغہ اغلوطة فی بیانہ ومجهوده فیما اتاہ الغوائل

۹۲..... اس کی انتہائے علم ، اس کے بیانیہ ”مغالطے“ ہیں اور اس کی گئی ساری محنت و کوشش،

گمراہی والی باتیں ہیں۔

فما یستوی عذب المیاء وملحها ولا ما ادعی خصمان حق باطل

۹۳..... میٹھا اور کھاری پانی..... یکساں نہیں ہیں اور نہ ہی حق اور باطل میں دعویٰ کرنے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

تسترت کالمحتال بالوحي کاذباً واعرضت عن بحث دعتہ المحافل

۹۴..... اس نے کسی حیلہ جو کی طرح اپنی جھوٹی وحی کو چھپا رکھا ہے اور وہ اس علمی مباحثے سے

جس کی اسے مختلف مجالس سے دعوت دی جاتی ہے، کئی کترا جاتا ہے۔

نعم هکذا من لیس یا من جاشه تخاذل رجلاه لهول ینازل

۹۵..... ہاں! ایسا معاملہ تو اس شخص کا ہوتا ہے جو اپنے قلبی خوف سے مطمئن نہ ہو اور اس کی ٹانگیں آنے والے خوف کے خیال سے لرزتی ہوں۔

ومن لیس فی شی من الحرب یتقی کما تتقی الفحل الفیق الحوامل

۹۶..... اور جو شخص جنگ لڑنے (مقابلہ کرنے) کے قابل نہ ہو تو وہ اس سے بچتا ہے۔ جس

طرح ایک شریف نر اونٹ حاملہ اونٹنیوں سے بچتا ہے۔

تنبأت یا مغرور بعد محمد فمہ یا مسیلمۃ الکذوب المحاول

۹۷..... اے مغرور شخص! تو نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ رہنے دے، اے

جھوٹے اور حیلے باز مسیلمہ کذاب۔ (مسیلمہ کذاب نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کا تعلق بنو حنیفہ سے تھا۔ حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں مسلم افواج نے اس کو اور اس کے ماننے والوں کا قلع قمع کیا)

عجزت عن الاعجاز مثل مسیحنا فقلت هل الاعجاز الا المشاغل

۹۸..... جب تو ہمارے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی طرح کا کوئی معجزہ دکھانے سے

قاصر

رہا تو تو نے کہا کہ معجزہ دکھانا تو بس مشغلے کے سوا کچھ نہیں۔

فلا قبل دامن يفتري الكذب هائماً كذاك فلا يغتر بالكذب جاهل

۹۹..... اس سے پہلے بھی جس شخص نے (اس طرح کا) جھوٹ گھڑا اور دیوانہ تھا، اسی طرح یہ

بھی (محض

ایک دیوانہ) ہے، لہذا اس کے جھوٹ سے کوئی ناواقف شخص دھوکے میں نہ آئے۔

وتذكر اثار الفتى بعد ما مضى فتمدح منه اوتدم الشمائل

۱۰۰..... جب کوئی جوان مرد گزر جاتا (مر جاتا) ہے تو اس کے چھوڑے ہوئے نشانات کو یاد کیا جاتا ہے

اور ان کی بناء پر اس کی تعریف کی جاتی ہے یا اس کی عادتوں کی مذمت کی جاتی ہے۔

أنت لنا المهدئ من صلب جنکز ومهدینا فی آل زهراء اجل

۱۰۱..... کیا تو چنگیز خان کی نسل سے ہمارا مہدی ہے؟ حالانکہ (روایات کی رو سے) ہمارا

مہدی تو حضرت فاطمہؑ کی اولاد سے بعد میں آنے والا ہے۔ (مرزا قادیانی کا نسلی تعلق مغلوں سے تھا۔ جو اپنا سلسلہ چنگیز خان سے ملاتے ہیں۔ جب کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ امام مہدی کا تعلق فاطمہؑ کی اولاد سے ہوگا)

فأولت ماقال النبی بضده لشقت عصا الاجماع منک الطوائل

۱۰۲..... تو نے نبی اکرم ﷺ کی باتوں کی اس کے بالکل الٹ تعبیر بتائی ہے۔ تیری طرف سے

عداوت و دشمنی کا اظہار ہونے کی بناء پر تو نے اجماع و اتفاق کی لاٹھی کو پہاڑ دیا ہے۔

تحیرت فیما قد اتیت فلا یری لقولک وجهاً ثابتاً لا یرایل

۱۰۳..... مجھے اس پیغام پر حیرت ہے جو تو لایا ہے۔ میں تیری کسی بات کے لئے کوئی ٹھوس اور

دیر پا وجہ نہیں دیکھتا۔

فلو كنت فی ایام دولة مسلم لانسیت کالماضی و ذکرک حامل

۱۰۴..... اگر تو کسی اسلامی ریاست و سلطنت میں ہوتا تو تجھے ماضی کی طرح بھلا دیا گیا ہوتا اور

تیری یاد بھی بجھ چکی ہوتی۔

ولكنه قد خيلت لك حيلة تخيلتها والكفر في القوم دائل

۱۰۵..... لیکن بات یہ ہوئی کہ تجھے اس وقت ایک حیلہ سوجھ گیا، جب کہ کفر لوگوں میں عام تھا۔

(کفار کی حکومت تھی)

اذا استنسرت في ارض جهل بغائها فلا غرو مما يدعيه الاسافل

۱۰۶..... اگر جہلاء کی سرزمین میں عام پرندے نسر (عقاب) بن جائیں تو پھر اس پر کوئی تعجب نہیں، جو کمینہ لوگ دعوے کرتے ہیں۔

نرى كل ماتبني بناء على شفا اخاديد هدتها السيول الشوائل

۱۰۷..... ہم تیرے جھوٹے دعوے نبوت کو ایسی کھائیوں کے کنارے پر دیکھتے ہیں جسے تیز چلنے

والی تلواروں نے دھماکے سے گرا دیا ہو۔

صفءه ۹۰ — ءارى هے

ءضرت مولا

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ابطال اعجاز مرزا

(حصہ اوّل)

حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین اشرفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مرزا قادیانی نے جس قصیدہ کے اعجاز کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کتاب ”ابطال اعجاز“ مرزا کے پہلے حصہ میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کی غلطیاں دکھائی ہیں کہ اس میں ایسی موٹی موٹی اور صاف صاف غلطیاں ہیں جو مستعد طلباء پر پوشیدہ نہیں رہ سکتیں۔ علاوہ صرفی نحوی عروضی غلطیوں کے محاورات کی غلطی اور الفاظ کا غلط استعمال جو مرزا قادیانی نے اس قصیدہ میں کیا ہے۔ اسی سے ظاہر کیا ہے اور دکھایا ہے کہ یہ قصیدہ فصیح اور بلیغ تو کیا صحیح بھی نہیں ہے۔ پھر ایسے کلام کو معجزہ کہنا بجز جہل مرکب کے اور کیا کہا جائے؟ اسی وجہ سے اہل کمال نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کی خیر خواہی کے خیال سے اس کے جواب میں قصیدہ بھی لکھا گیا ہے جو اس کے دوسرے حصہ میں عنقریب شائع ہوگا۔ اہل علم دیکھ لیں گے کہ ہمارا قصیدہ مرزا قادیانی کے قصیدہ سے ہر طرح عمدہ ہے۔

تمہید

انا فتحناک فتحاً مبیناً نحمدہ ونصلی علی سید المرسلین خاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرزا قادیانی کا قصیدہ جس کا نام انہوں نے ”اعجاز احمدی“ اور ”القصیدۃ الاعجازیہ“ رکھا تھا اور علمائے کرام سے بیس دن میں اس کے مقابلہ کا قصیدہ مع ترجمہ طلب فرمایا تھا۔ نہ اس قصیدہ میں اعجاز کی کوئی شان ہے اور نہ فصاحت اور بلاغت میں وہ انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ بلکہ وہ ایک محض معمولی قصیدہ ہے اور اس سے کہیں بڑھے چڑھے اور فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ علمائے ہند کے قصائد موجود ہیں۔ جس طرح بارہویں صدی کے حسان الہند سید غلام علی آزاد بلگرامی کے صرف قصائد میں ایک کتاب ہے جس کا نام ”تسلية الفواد فی قصائد الزاد“ ہے اور سات دیوان عربی میں آپ کے ہیں۔ جن کا نام ”سبع سیارہ“ ہے اور اس میں قصائد کے سوا انواع اور اقسام کے کلام

ہیں۔ اس کے سوا اور بھی متعدد تصانیف آپ کی عربی میں اور ہزاروں اشعار ہیں۔ فارسی میں بھی آپ کا کلام نہایت پاکیزہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب سفر حج میں آپ لوٹے گئے

۲

اور ڈاکوؤں نے سوا چشمہ اور تھوڑا پارہ (جو مہار نے شاہ دکن کو عریضہ لکھا جس کے سرنامہ پر یہ شع

عینکے وپارہ سیما

چشم بیخواب و دل

اس کے بعد حکیم الامتہ شاہ ولی ال عربیہ ہیں اور فخر الادباء والمتکلمین مولانا فی الفضلاء مفتی محمد عباس مرحوم کے قصائد وغیرہ جواب کی طرف توجہ نہ کی اور خیال فرمایا کہ ائی عوام بھی ہر سحر سامری کو اعجاز موسوی سمجھنے لگیں سے باز رکھا۔ لیکن زمانہ کی نیرنگیاں قدرت ک غنیمت سمجھ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی اعجازی مسج میں کسی نے ایسا قصیدہ نہ لکھا اور نہ کوئی لکھ سکت

حاجی محمد یونس رئیس دتاولی کی طرف

مگر مرزا قادیانی کی جانفشانی او ہوا۔ مولوی حاجی محمد یونس رئیس دتاولی ضلع م اعلان دیا تھا جس کو میں بعینہ نقل کرتا ہوں۔

”مخدوم مکرم بندہ! ایڈیٹر صاحب مطبوعہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون مر چالاکی سے اس میں بھی باز نہ آئے۔ یعنی دیتے ہیں اور پیسہ اخبار ہفتہ وار میں مضمون ہوا۔ ناظرین کے پاس بھیجنے کے

واسطے بهى هے - لیجئے وقء خءم اور مرزا قادیانى كے ءع اس میں وه سب پہلو پہلے سے سوچ لیءے

ه

اس كے بعد مولوى صاأب م هئے یوں لكهءے هیں: ”پهر ءماشایه كه وه

اور ڈاکوؤں نے سوا چشمہ اور تھوڑا پارہ (جو مہوہی کے لئے ساتھ رہتا تھا) کے کچھ نہ چھوڑا تو آپ نے شاہ دکن کو عریضہ لکھا جس کے سرنامہ پر یہ شعر تھا۔

عینکے و پارہ سیماب باما ماندہ است

چشم بیخواب و دل بیتاب باما ماندہ است

اس کے بعد حکیم الامتہ شاہ ولی اللہ مرحوم محدث دہلوی کا قصیدہ نعتیہ اور دیگر تصانیف عربیہ ہیں اور فخر الادباء والمتکلمین مولانا فضل الحق خیر آبادی کے قصائد میمہ وغیرہ اور اسوۃ الفضلاء مفتی محمد عباس مرحوم کے قصائد وغیرہ اسی وجہ سے علمائے کرام نے اس کی تنقید اور جواب کی طرف توجہ نہ کی اور خیال فرمایا کہ ابھی ہندوستان کی جہالت اس درجہ پر نہیں پہنچی ہے کہ عوام بھی ہر سحر سامری کو اعجاز موسوی سمجھنے لگیں۔ یہی وجہ تھی جس نے ان کو اس کی طرف توجہ کرنے سے باز رکھا۔ لیکن زمانہ کی نیرنگیاں قدرت کا تماشا ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کے اتباع نے اس کو غنیمت سمجھ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی اعجازی مسجد الگ کھڑی کر کے تمام شور مچا دیا کہ دیکھو مدت معینہ میں کسی نے ایسا قصیدہ نہ لکھا اور نہ کوئی لکھ سکتا ہے۔

حاجی محمد یونس رئیس دتاولی کی طرف سے چیلنج قبول

مگر مرزا قادیانی کی جانفشانی اور حرمانی پر افسوس کرنا چاہئے کہ یہ خیال بھی ان کا غلط ہوا۔ مولوی حاجی محمد یونس رئیس دتاولی ضلع علی گڑھ نے ۱۲/دسمبر ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی کے نام یہ اعلان دیا تھا جس کو میں بعینہ نقل کرتا ہوں۔

"مخدوم مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سلمہ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۲/نومبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون مرزا قادیانی کا دیکھنے میں آیا۔ مرزا قادیانی اپنی معمولی چالاکی

سے اس میں بھی باز نہ آئے۔ یعنی میعاد قصیدہ عربی لکھنے والے کو صرف بیس دن کی مہلت دیتے ہیں اور پیسہ اخبار ہفتہ وار میں مضمون شائع کرایا ہے جو ۱۶/نومبر کا لکھا ہوا، ۲۲/نومبر کو شائع ہوا۔ ناظرین کے پاس پہنچنے کے واسطے بھی کچھ عرصہ چاہئے۔ پھر اشعار کا بنانا بھی ایک وقت چاہتا ہے۔ لیجئے وقت ختم اور مرزا قادیانی کے داؤ پیچ کی جیت رہی۔ جب کسی انعام کا اشتہار دیتے ہیں تو اس میں وہ سب پہلو پہلے سے سوچ لیتے ہیں کہ ایک کوڑی گرہ سے نہجائے۔"

اس کے بعد مولوی صاحب موصوف قصیدہ اور قرآن مجید کے اعجاز کا مقابلہ دکھاتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: "پھر تماشا یہ کہ وہ عربی قصیدہ چھاپ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ پیسہ اخبار

میں شائع تک نہ کیا تا کہ ناظرین کو موقع طبع آزمائی کا ملتا۔ اس پر یہ فیاضی ہے کہ تمام علمائے ہند کو اذن عام دیا جاتا ہے کہ آپس میں مشورہ کر کے اس کا جواب لکھیں۔ حالانکہ ان لوگوں کی نگاہ سے ہنوز قصیدہ ہی نہیں گزرا۔ اب میں بذریعہ تحریر ہذا مرزا قادیانی سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ فوراً قصیدہ مذکور میرے نام روانہ فرمائیں۔ یا اخبار میں شائع فرماویں اور اپنے اعجاز کے زمانے کو ذرا سی وسعت بخشیں۔ جس دن وہ قصیدہ میرے پاس پہنچے گا اس سے بیس دن کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جواب آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا۔“

(پیسہ اخبار مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء، الہامات مرزا ص ۹۴)

اس کا جواب شاید مرزا قادیانی کی طرف سے یہ دیا جائے کہ دس دسمبر تک بیس دن کی میعاد ختم ہو گئی۔ اس کے بعد وہ کسی کے کہنے سننے کو نہیں سن سکتے۔

مولانا ثناء اللہ کی طرف سے چیلنج قبول

تو ہماری طرف سے اس کا جواب الجواب یہ ہے کہ میعاد کے اندر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار دیا جس کا خلاصہ ۲۹ نومبر کے پیسہ اخبار لاہور میں بھی چھپا تھا کہ: ”آپ ایک مجلس میں اس قصیدہ اعجازیہ کو ان غلطیوں سے جو میں پیش کروں صاف کر دیں تو پھر میں آپ سے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کروں گا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں اور مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا کوئی علم نہیں محدود وقت کا پابند کریں۔ اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جدھر آپ کا منہ ہے ادھر ہی خدا کا منہ ہے (جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے) تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں آ کر طبع آزمائی نہ کریں بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی۔

بنایا آڑ کیوں جو رو کا چرخہ

نکل! دیکھیں تری ہم شعر خوانی

حرم سرائی سے گولہ باری کریں۔ اس کا جواب باصواب آج تک نہ آیا کہ ہم میدان میں آنے کو تیار ہیں۔“

(الہامات مرزا ص ۸۷)

سعید طرابلسی؟

اس کے سوا مجھے بعض اشخاص سے معلوم ہوا ہے کہ مرزا قادیانی نے اس قصیدہ کو مبلغ پانچ سو روپیہ اجرت دے کر ایک عرب طرابلسی سے لکھوایا ہے۔ وہ عرب عرصہ تک حیدر آباد دکن

میں تھا۔ لیکن میں اس عرب کو اس کے ایمان اور اسلام پر مبارک باد دیتا ہوں کہ روپیہ لے کر قصیدہ تولکھ دیا مگر اس میں عمدہ ایسے اغلاط کو بھر دیا جسے ناظرین آئندہ چل کر ملاحظہ فرمائیں گے اور اس کی تائید ترجمہ کی غلطی سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر مؤلف اور مترجم ایک ہی شخص ہے تو ترجمہ میں غلطی کا ہونا ناممکن ہے اور پھر وہ بھی ایک دو جگہ نہیں بلکہ متعدد اور متواتر ہے۔ جیسا آگے معلوم ہوگا۔ اب تنقید سے پہلے میں دکھانا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو اس قصیدہ پر کتنا ناز تھا اور وہ اسے کیا خیال فرماتے تھے۔ مرزا قادیانی (قصیدہ اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) میں یوں فرماتے ہیں:

وکان کلام معجزاً آية له

کذلک لی قول علی الکمل یقہر

اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح جناب ختم المرسلین ﷺ کو قرآن کلام الہی معجزہ دیا گیا تھا مرزا قادیانی کا قصیدہ بھی کلام الہی اور معجزہ ہے۔ بلکہ قرآن پر بھی غالب ہے اور (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶) میں یوں ہے: ”سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دعا میری منظور ہوگئی اور روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کر لیا۔“ اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ: ”یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔“ پھر (اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) میں قصیدہ کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ: ”آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو

کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔“

پھر (اعجاز احمدی ص ۸۹، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۴) میں اردو مضمون اور قصیدہ کی نسبت فرماتے ہیں: ”اور وہ دونوں بصیغہ مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں۔“

اور (اسی صفحہ ۸۹، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۴) میں یوں لکھتے ہیں: ”پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گئے ہیں۔ میں اسی وقت تک نظیر

پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افتراء خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے۔“

ان تمام اقوال سے ہر ذی فہم جس کو خدا نے عقل سلیم دی ہوگی۔ حسب ذیل امور سمجھ سکتا ہے۔

۱..... مرزا قادیانی کا قصیدہ اور اردو مضمون خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نشان اور

معجزہ

اور ان کی صداقت کی دلیل ہے۔

۲..... مرزا قادیانی کے مدة مقررہ میں کوئی اس کی نظیر نہیں لاسکتا۔ پہلے امر کی نسبت آئندہ

تنقید میں معلوم ہوگا کہ یہ معجزہ ہے یا نہیں؟ اور دوسرے کے بارہ میں میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ مولوی حامی یونس اور مولوی ثناء اللہ صاحبان نے مرزا قادیانی کو لکھا۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے جواب سکوت کے سوا نہیں ملا۔

یہاں ایک بات اور قابل توجہ یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے عربی میں دعویٰ اعجاز نمائی اور تحدیٰ کی اور یہ فرمایا کہ مثل قرآن مجید کے یہ میرا معجزہ ہے تو قرآن شریف کی تحدیٰ اور اہل اسلام کا قرناً بعد قرن یہ عقیدہ کہ قرآن ہی کا مثل محال ہے۔ نعوذ باللہ! تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہو گیا۔ ہر مخالف اسلام یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی نے قرآن کے مثل تحدیٰ کی اور ممکن ہے کہ پھر تیسرا شخص تحدیٰ کرے۔ اس لئے دونوں تحدیاں باطل ہیں اور قرآن کا دعویٰ غلط۔

اگر واقعی مرزا قادیانی نے اس اوٹ میں قرآنی تحدیٰ کو توڑنا چاہا ہے تو ناظرین سمجھ لیں کہ کبھی حق کی صداقت پر نفسانی خباثت غالب نہیں آسکتی۔ ”واللہ متم نورہ“ جیسا آگے چل کر تنقید میں آپ کو خود روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا۔

ہاں یہاں مرزا قادیانی کی طرف سے ایک سخت دھوکا یہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ میں خاتم النبیین کا ظل اور سایہ ہوں اور سایہ کبھی اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ضرور ہے کہ جس طرح آپ کے لئے کلام الہی معجزہ ہے اور اس کے لئے بھی کوئی کلام معجزہ ہو اور حقیقت میں یہ معجزہ بھی خاتم النبیین کا ہے اور قرآن مجید کی تحدی ہرگز اس سے نہیں ٹوٹ سکتی بلکہ اس کی تحدی کے لئے یہ زندہ مثال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محض فریب اور سادہ لوحوں کے لئے دھوکے کی ٹٹی ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ افضلیت اس قصیدہ میں موجود ہے۔

لہ خسف القمر المنیر وان لی

غسا القمران لشرقان النکر

اس کے (محمد) لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اگر اس سے بھی واضح اور کھلے دعویٰ افضلیت کی ضرورت ہے تو سنئے۔

(کتاب البریہ ص ۷۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳) میں فرماتے ہیں: ”اور تمام دنیا پر مجھے بزرگی ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) میں اپنی نسبت یوں رقمطراز ہیں: ”دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔“

(استفتاء ص ۸۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۶) میں یوں کہتے ہیں: ”وانی اعطیت مالم یؤت احد من العالمین یعنی مجھے وہ ملا جو تمام دنیا میں کسی کو نہیں دیا گیا۔“

کہاں تک لکھوں یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اس کے سوا مرزا قادیانی اپنے کونبی صاحب شریعت کہتے ہیں۔ جیسا (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵) میں فرماتے ہیں: ”ماسوا اس کرے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔“

اب حضرات ناظرین غور سے سنیں کہ جو شخص نبی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کرے اور اپنے کو تمام انبیاء بلکہ افضل الرسل ﷺ پر فضیلت جزئی ہی نہیں بلکہ فضیلت کلی دے کیا ایسا شخص کسی نبی کا ظل ہو سکتا ہے؟

اور اگر ظلیت یہی ہے جو اصل سے کہیں زیادہ اور بڑھ کر ہے تو داڑھی سے مونچھ بڑھ گئی۔ اس کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ظلی اور بروزی نبی کہاں ہے؟ اگر کہیں ہے تو مرزائی صاحبان اس کو پیش کریں۔ میں بھی سننے کا مشتاق ہوں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ میں زید و عمر کے قول کو نہیں مانوں گا۔ قرآن و حدیث کے قطعی الدلالۃ الفاظ سے اگر اس کو ثابت کر دکھائیں تو میں بھی قبول کرنے کو حاضر ہوں۔

اب میں کلام معجز کی تعریف پر قرآن مجید کا اور مرزا قادیانی کے اعجاز کا موازنہ کرتا ہوں جس سے حضرات ناظرین خود یہ فیصلہ کر لیں گے کہ ایسا قصیدہ معجزہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور قرآن مجید کا اعجاز کیا ہے؟ علم بیان میں کلام معجز اسے کہتے ہیں جو بلاغت کے انتہائی رتبہ پر پہنچ کر انسانی طاقتوں سے نکل کر لوگوں کو اپنے معارضہ سے عاجز کر دے۔ ”ولہا للبلاغۃ طرفان اعلیٰ الیہ

ينتهى البلاغة وهو حد الاعجاز وهو ان يرتقي الكلام فى بلاغته الى ان يخرج عن طوق البشر ويعجزهم
عن معارضته

(مطول)

مکہ کے قریب نخلہ اور طائف کے مابین ایک صحرا تھا جسے عرب عکاظ کہتے تھے۔ ہر سال ذوالقعدہ میں بیس دن تک وہاں میلہ لگتا تھا اور عرب کے مشاہیر خطیب اور لکچرار لکچر دیتے تھے اور بڑے بڑے شعراء اپنا اپنا کلام پڑھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لبید ابن ابی ربیعہ، طرفہ ابن العبد، حسان ابن ثابت وغیرہ اس مجلس کے نامور ارکان تھے اور قدردانی یہ تھی کہ جس کا کلام اس میں مقبول ہوتا تھا عرب کے بچہ بچہ کے نوک زبان ہوتا اور شہری گلیوں سے لے کر معمولی قریہ کے لوگوں میں اس کی قبولیت کا عام تذکرہ ہوتا اور یہی ان کا سرمایہ فخر اور ناز تھا۔ ہزاروں آدمی کو اسی فصاحت اور بلاغت کے زور سے وہ ابھار کر لڑا دیتے اور جو کام نیزہ اور تلوار سے نہ ہوتا وہ ان کی زبان کرتی تھی۔ اپنی فصاحت و بلاغت کے گھمنڈ میں غیر ملک والوں کو عجمی (گونگا) کہتے تھے۔ مسدس

تھے گرچہ علم و فضل و ہدایت سے بے نصیب لیکن ہر ایک باغ فصاحت کا عندلیب

ترکیب ان کی بولی کی واقع ہوئی عجیب جادو اگر نہیں ہے تو جادو کے ہے قریب

وہ دل کو موہ لیتے تھے طرز بیان سے

باتوں میں پھول جھڑتے تھے ان کی زبان سے

ایسے زمانہ میں ایک امی محض فرشتہ صورت آتا ہے اور ان مشاہیر خطباء اور شعراء کے سامنے کلام معجز کا ایک مجموعہ ایک سو چودہ سورتوں کا پیش کر کے تمام عرب کو للکارتا ہے کہ اگر ہمت وحمیت ہے تو اس کے مثل صرف ایک ہی سورۃ بنا لاؤ۔ جس کی چھوٹی سورہ ایک معمولی سطر کے

برابر ہے اور اس طرح غیرت دلاتا ہے کہ یاد رکھو کہ اگر تم سب مل کر بھی کوشش کرو گے تو یہ کام نہ اس وقت تمہارے بس کا ہے نہ آئندہ قیامت تک ہوگا۔ چنانچہ اسی کلام معجز قرآن مجید کی پہلی سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں اس کا اعلان اس طرح دیا گیا۔ ”وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ہ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرين“ یعنی وہ جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور اپنے اس دعوے میں اگر سچے ہو تو

۸

اسی طرح کی ایک سورہ تم بھی بنالاء اور اللہ پس اگر اتنی بات بھی نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو اور پتھر ہوں گے اور وہ منکروں کے لئے رکھی ان آیتوں سے چند باتیں معلوم

۱..... اس کے مخاطب تمام مخالفین اس

آئندہ کا بھی اعلان ہے۔ جیسا ابھی ظاہر ہو

۲..... جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا،

محض ہے نہ لکھنا نہ پڑھنا، امی کی استادی اس کے تم سب پرانے مشاق لکھے پڑھے اور یہی تمہارا سرمایہ ناز ہے۔

۳..... قرآن کا مثل لانا تو بڑی بات

۴..... تم اکیلے نہیں بلکہ خدا کے سوا

میں ہے کہ جن اور انسان دونوں مل کر اس

۵..... اگر سچے ہو تو معارضہ کرو اور

غیرت کا یہ حال تھا کہ بات بات پر مر مٹنے

۶..... اس کے بعد ان کو جوش میں

گئے۔ یہاں زمانہ حال اور استقبال دونوں ساتھ قیامت تک کے لئے نفی ہے کہ آ

۷..... اب آخر میں ان کو زور

لگا کر دیکھ لیں کہ یہ قرآن انسانی طاقت خدا کے کلام معجز پر ایمان نہ لائے تو اس اس کا ایندھن پتھر اور آدمی ہیں۔ سبحان اللہ! کیسے پرزور! دعویٰ اعجاز کیا گیا ہے کہ انسان کے تص بشری چالا کی نہیں ہے۔

اسی طرح کی ایک سورۃ تم بھی بنالاء اور اللہ کے سوا جو تمہاری حمایت کو آوجود ہوں ان کو بھی بلالو۔ پس اگر اتنی بات بھی نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو دوزخ کی آگ سے ڈرو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور وہ منکروں کے لئے دھکی دھکائی تیار ہے۔

ان آیتوں سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱..... اس کے مخاطب تمام مخالفین اسلام الیٰ یوم القیامۃ ہیں۔ اسی وجہ سے معارضہ کے لئے

آئندہ کا بھی اعلان ہے۔ جیسا ابھی ظاہر ہوگا۔

۲..... جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا، یعنی اتارنے والے قرآن کے ہم ہیں۔ بندہ پیغامبر امی

محض ہے نہ لکھنا نہ پڑھا نہ کبھی کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب کو سبق کے لئے تہ کیا۔ بخلاف اس کے تم سب پرانے مشاق لکھے پڑھے میدان فصاحت اور بلاغت کے اعلیٰ شہسواری کے مدعی اور یہی تمہارا سرمایہ ناز ہے۔

۳..... قرآن کا مثل لانا تو بڑی بات ہے، لو ایک سورۃ ہی بنالاء۔

۴..... تم اکیلے نہیں بلکہ خدا کے سوا اپنے تمام مددگاروں سے اس میں مددلو۔ دوسری آیت

میں ہے کہ جن اور انسان دونوں مل کر اس کے معارضہ کے لئے اجتماعی قوت سے کام لیں۔

۵..... اگر سچے ہو تو معارضہ کرو اور جھوٹے ہو تو گھر بیٹھو۔ یہ اس قوم کے لئے تازیانہ تھا جن کی

غیرت کا یہ حال تھا کہ بات بات پر مر مٹتے تھے۔

۶..... اس کے بعد ان کو جوش میں لانے کے لئے یہ ارشاد ہوا کہ تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو

گے۔ یہاں زمانہ حال اور استقبال دونوں میں معارضہ کی نفی ہے۔ بلکہ زمانہ استقبال میں تاکید کے ساتھ قیامت تک کے لئے نفی ہے کہ آئندہ بھی ہرگز نہ کر سکو گے۔

۷..... اب آخر میں ان کے عرق حمیت کو حرکت میں لانے کے لئے تا کہ وہ ناخنوں تک زور

لگا کر دیکھ لیں کہ یہ قرآن انسانی طاقت سے بالاتر ہے یا نہیں۔ یوں ارشاد ہوا کہ اگر اس پر بھی تم خدا کے کلام معجز پر ایمان نہ لائے تو اس آگ سے ڈرو جو منکروں کے لئے پہلے سے تیار ہے اور اس کا ایندھن پتھر اور آدمی ہیں۔

سبحان اللہ! کیسے پر زور الفاظ اور بہترین پیرایہ میں بلا کسی پس و پیش کے ایسا کھلا ہوا دعویٰ اعجاز کیا گیا ہے کہ انسان کے تصور میں بھی پہلے نہ تھا اور کیوں نہ ہو۔ یہ کوئی انسانی افتراء اور بشری چالاکی نہیں ہے۔

چنانچہ اس کو تیرہ سو برس سے زیادہ عرصہ ہوا لیکن کسی مخالف اسلام کی مجال نہ ہوئی کہ اس کے معارضہ کے لئے ایک چھوٹی سی سورہ بنا لاتا اور جس وقت عربی کی فصاحت و بلاغت کا بازار عکاظ میں گرم تھا جب اس وقت اس کا معارضہ نہ ہوا تو اب کیا ہوگا؟ مگر حق یہ ہے کہ وہ مشرکین عرب اہل زبان تھے۔ سمجھتے تھے کہ اس کا معارضہ ہماری طاقت سے بالا تر ہے۔ اس لئے بعض ایمان لائے اور بعض جو ضد میں اڑ گئے وہ نیزہ و تلوار سے لڑے۔ جانیں دیں لیکن معارضہ نہ کیا۔

یہ تھا قرآن مجید کا اعلان اور دعویٰ اعجاز اب اس کے مقابلہ میں ذرا مرزا قادیانی کے دعویٰ پر نظر ڈالئے۔ مرزا قادیانی لکھے پڑھے عربی دان تھے اور سامنے بڑا کتب خانہ اس پر دیکھنے کا شوق تھا اور دس سال سے عربی میں اعجاز نمائی کا دعویٰ تھا اور تحدی عربی میں ہندوستان میں کی گئی اور ایسے وقت میں جب کہ علمائے ہند کو نہ عربی نویسی کا دعویٰ، نہ اس طرف توجہ، نہ عربی نظم و نثر لکھنے کا شوق نہ اس سے دلچسپی تھی۔ اگر مرزا قادیانی واقعی نبی تھے تو ان کا اعجاز اردو میں ہونا چاہئے تھا۔ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے: ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم“ اور جب کبھی ہم نے کوئی پیغمبر بھیجا تو اس کی قومی زبان میں تا کہ وہ ان کو سمجھا سکے۔

لیکن مرزا قادیانی بڑے ہوشیار تھے وہ سمجھتے تھے کہ اردو میں اعجاز کا دعویٰ کیا جائے گا تو اس کا حال تمام پر ظاہر ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کی اردو کا حال ترجمہ سے بھی معلوم ہوگا کہ کیسے فصیح لکھتے ہیں۔

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶) میں فرماتے ہیں:

”یہ (اعجاز احمدی) ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں۔ کیونکہ قصیدہ سے خود ثابت ہے کہ یہ ان کے مباحثہ کے بعد بنایا گیا ہے اور مباحثہ ۲۹ اور ۳۰ اکتوبر

۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو اس قصیدہ کو بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو مع اس اردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔“

پھر (ص-۴۷، خزائن ج ۱۹ ص-۱۴۸) میں لکھتے ہیں: ”اور مولوی ثناء اللہ کو اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ قصیدہ پہلے سے بنا رکھا تھا۔ کیونکہ وہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھے کہ مباحثہ مدّ کا اس میں ذکر ہے۔ پس اگر میں نے پہلے بنایا تھا تو انہیں ماننا چاہئے کہ میں عالم الغیب ہوں۔“ (کیا خوب مرزا قادیانی کی شان میں کسی نے کہا ہے: ”گاہ موسیٰ، گاہ عیسیٰ، گاہ فخر انبیاء..... گاہ ابن اللہ گاہے خود خدا خواہد شدن“)

مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا اقوال سے دو باتیں نکلتی ہیں۔ اولاً یہ قصیدہ معہ اردو ترجمہ پانچ دن میں لکھا گیا۔ ثانیاً چونکہ اس میں مد کے مباحثہ کا ذکر ہے۔ اس لئے ممکن نہیں کہ پہلے لکھا گیا ہو، مرزا قادیانی نے تمام دنیا کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہا ہے۔ ناظرین! اس ابلہ فریبی کو ملاحظہ فرمائیں کہ جب مرزا قادیانی کے مخاطب اس قصیدہ اور اردو مضمون میں مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ اور مولوی علی حائری اور پیر مہر علی شاہ صاحبان وغیرہ ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کی ہمیشہ تحریری چھیڑ برسوں پہلے سے چلی آتی تھی اور قصیدہ کے اشعار پانچ سو سے کچھ زیادہ ہیں جن میں گنتی کے تھوڑے اشعار میں مباحثہ مد کا بھی ذکر ہے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ برسوں پہلے سے قصیدہ اور اردو مضمون تیار کیا گیا ہو اور پانچ دن میں کچھ اشعار اور اردو مضمون مد کے مناظرہ کے متعلق اس میں ضم کر کے لکھ دیا گیا۔ نہ پانچ دن میں سارا کا سارا لکھ مارا ہے۔ بلکہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار میں آپ کا یہ اعلان کہ ”عرصہ دس سال سے میرا دعویٰ عربی میں اعجاز نمائی کا ہے۔“

(الہامات مرزا ص ۹۴)

یہ اعلان اس شبہ کو اور قوی کرتا ہے۔ ثانیاً جب کہ مناظرہ ۲۹، ۳۰ اکتوبر کو ہوا اور اپنے دوستوں کے واپس آنے پر مرزا قادیانی نے ۸ نومبر کو قصیدہ اور مضمون بنانا شروع کیا تو کیا یہ بخوبی ممکن نہیں ہے کہ ایک یا دو دن میں مرزا قادیانی کے احباب واپس آگئے ہوں اور ۲ یا ۳ نومبر کو مرزا قادیانی نے لکھنا شروع کر دیا ہو اور اس حساب سے ۱۲ نومبر تک دس دن ہوتے ہیں اور یہ اس کے تالیف کے لئے اچھی خاصی مدت ہے۔

اور مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۷) میں فرماتے ہیں:

”پس اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اردو عبارت ان کے پاس پہنچے چودھویں دن تک اسی قدر اشعار بلیغ و فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں تو میں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دے دوں گا۔“

اور (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۵) میں یوں ارشاد ہوتا ہے: ”اب ان کی میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی۔ پس اس طرح پر ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کے دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی۔ الخ“

اب ناظرین ذرا مرزا قادیانی کے اس پس و پیش پر غور کریں کہ پہلے قول کے رو سے چودھویں دن میں جواب طلب کیا جاتا ہے اور دوسرے میں بیس دنوں کی مہلت دی جاتی ہے۔

واقعی مرزا قادیانی کو اپنے عجز اور اعجاز کی پوری حقیقت معلوم تھی اور دل میں خائف تھے اور معارضہ کے خیال ہی سے ان کا دل دھڑکتا تھا اور ہمیشہ اس کے جواب کا خوف دامنگیر رہتا تھا۔ پھر (ضمیمہ نزول المسیح اعجاز احمدی ص ۸۹ خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۳) میں اس کے متعلق یہ فرماتے ہیں: ”یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اردو کا رد بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو۔“ یہاں مرزا قادیانی نے عبارت کم نہ ہونے کی ایک ہی کہی۔ اگر کوئی مختصر عبارت میں ان کے وجوہات کو توڑ دے تو مرزا قادیانی کے فہم سلیم کے موافق اس کا جواب نہ ہوگا۔ مرزائیو! یہ ہے آپ کے نبی صاحب کا فلسفہ؟ اور (اعجاز احمدی ص ۹۰ خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۴) میں یوں ہے: ”مگر چاہئے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔“ اس حواس باختگی کا کچھ ٹھکانا ہے؟ اگر کوئی شخص بین السطور نہیں۔ بلکہ حاشیہ پر ترجمہ لکھ دے تو مرزا قادیانی کی اس شرط کے مطابق شرائط پورے نہ ہوئے۔ کیوں صاحبو! بیت کے نیچے اردو کا ترجمہ لکھنا بھی کوئی اعجاز کی شان ہے؟ یہاں میں مرزا قادیانی کے عجز اور قرآن پاک کے اعجاز کو مقابلہ سے دکھاتا ہوں۔ ناظرین سے انصاف کی توقع ہے۔

مرزا قادیانی کا عجز قرآن پاک کا اعجاز

۱.....زیادہ سے زیادہ جواب کے لئے بیس دن کی

اجازت ہے۔

۱.....قیامت تک مہلت ہے کہ اس کے مثل لاؤ۔

۲.....جواب میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کے برابر

اشعار ہوں اور اردو مضمون کی عبارت بھی مرزا قادیانی سے کم نہ ہو۔

۲.....ایک سو چودہ سورتوں میں سے کوئی صرف ایک ہی

سورہ کی مثل بنالائے۔

۳.....قصیدہ نظم ہے۔

۳.....قرآن پاک نثر۔

اور بظاہر معارضہ کلام نثر کا نظم سے سہل ہوتا ہے

۴.....مخاطب وہ ہیں جن کو نہ عربی نویسی کا دعویٰ ہے نہ

مشغلہ اور نہ ان کی زبان۔

۴.....مخاطب وہ تھے جن کی عربی فصاحت اور بلاغت

ہے مثل اور دعویٰ اس سے بھی زیادہ اور یہی ان کا مشغلہ اور سرمایہ فخر تھا اور مادری زبان تھی۔

۱۲

۵.....تحدی وہ کرتا ہے جس نے لکھا، پڑھا اور ایک

زمانہ تک کتب بینی کی۔ اس پر دس سال سے عربی میں اعجاز نمائی کا دعویٰ۔ (پیسہ اخبار مورخہ

۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء)

۵۰

اس کے سوا جس قصیدہ میں سینکڑوں غلط عروض، قافیہ کی ہوں۔ پھر اس پر سرقات بلکہ بعض ج

جیسا کہ عنقریب تنقید سے ظاہر ہوگا۔ اب حضرات تا معجزہ ہوسکتا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں اگر مرزا

قادیانی کا اس پر میرا بھی صاد ہے۔ کیونکہ لامشاحۃ فی مضمون کا اس وجہ سے جواب نہیں لکھا کہ

اس میں مرہیں جسے بار بار وہ اپنے تالیفات میں بیان فرمایا کر علمائے کرام کی طرف سے متعدد بار دیا جا چکا ہے۔ ا کوئی نفع نہیں۔ البتہ ایک بات نئی یہ ہے کہ مرزا قادی میں فرماتے ہیں: ”میں نے اس قصیدہ میں جو امام ح کی نسبت بیان کیا ہے، یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خد راست بازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رک جیسے راست باز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زند دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔“

مجھے مرزا قادیانی کے علم اور سمجھ پر افسوس ہنی آتی ہے۔ اولاً تاریخ شاہد ہے کہ خدا کو گالی د لوگ صحیح و سالم عرصہ تک زندہ رہے تو ولی پر بدزبا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کے لئے گرفتار کر اور حضرت امام حسینؑ کا قاتل عرصہ تک زندہ رہ نفسانی خواہش سے ان دونوں راست بازوں پر ہے کہ خدا بھی راست بازوں پر بدزبانی کرتا ہے چاہا تو خدا ہی پر اتہام کیا۔ ”ہر چہ برخود نہ پسندی ب مپسند۔ یہاں شاید مرزائی صاحبان یہ فرمائیں ک

۵.....تحدی ہی وہ کرتا ہے جس نے لکھا، پڑھا اور ایک زمانہ تک کتب بینی کی۔ اس پر دس سال سے عربی میں اعجاز نمائی کا دعویٰ۔ (پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء)

۵.....مدعی امّی محض (فداہ ابی وامی) اور دعویٰ یہ کہ انا بشر مثلکم میں تمہیں جیسا بشر ہوں۔

اس کے سوا جس قصیدہ میں سینکڑوں غلطیاں صرف، نحو، ادب، بیان، لغت، املاء، عروض، قافیہ کی ہوں۔ پھر اس پر سرقات بلکہ بعض جگہ تو اساتذہ کا پورا مصرعہ اٹھا کر رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ عنقریب تنقید سے ظاہر ہوگا۔ اب حضرات ناظرین انصاف سے مجھے بتائیں کہ ایسا قصیدہ معجزہ ہو سکتا؟ نہیں برگز نہیں۔ ہاں اگر مرزا قادیانی کی اصطلاح میں مجموعہ اغلاط ہی کا نام معجزہ ہو تو اس پر میرا بھی صاد ہے۔ کیونکہ لامشاحتہ فی الاصطلاح میں نے مرزا قادیانی کے اردو مضمون کا اس وجہ سے جواب نہیں لکھا کہ اس میں مرزا قادیانی نے وہی اپنے سب معجزات گنوائے ہیں جسے بارہا وہ اپنے تالیفات میں بیان فرمایا کرتے ہیں جس کا جواب اس وقت تک ہمارے علمائے کرام کی طرف سے متعدد بار دیا جا چکا ہے۔ اس کے اعادہ سے اس مختصر میں طوالت کے سوا کوئی نفع نہیں۔ البتہ ایک بات نئی یہ ہے کہ مرزا قادیانی (ضمیمہ نزول المسیح ص ۳۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) میں فرماتے ہیں: ”میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسینؑ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے، یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راست بازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسینؑ جیسے یا حضرت عیسیٰؑ جیسے راست باز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید ”من عادا ولیاً“ کی دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔“

مجھے مرزا قادیانی کے علم اور سمجھ پر افسوس ہے کہ ایسی باتیں فرماتے ہیں کہ جن کو سن کر ہنسی آتی ہے۔ اولاً تاریخ شاہد ہے کہ خدا کو گالی دے کر اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کر کے دنیا میں لوگ صحیح و سالم عرصہ تک زندہ رہے تو ولی پر بدزبانی کر کے زندہ رہنا ایک معمولی بات

ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کے لئے گرفتار کرنے والے اور ایذا ئیں دینے والے زندہ رہے اور حضرت امام حسینؑ کا قاتل عرصہ تک زندہ رہا۔ ثانیاً اگر یہ مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی نے نفسانی خواہش سے ان دونوں راست بازوں پر بدزبانی نہیں کی۔ بلکہ خدا نے کی۔ تو سخت افسوس ہے کہ خدا بھی راست بازوں پر بدزبانی کرتا ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنی ذات سے اگر الزام اٹھانا چاہا تو خدا ہی پر اتہام کیا۔ ”ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند“ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا۔ یہاں شاید مرزائی صاحبان یہ فرمائیں کہ تنقید تو لکھ دی لیکن اس کے مقابلہ کا کوئی قصیدہ نہ

کہا تو مجھ سے سن لیں کہ جب مرزائیوں کے علمی مذاق کا یہ حال ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کو اعجاز سمجھتے ہیں تو بقول شخصہ: ”اندھے کے آگے روئے اور اپنے دیدے کھوئے۔“ اس کے سوا کیا حاصل۔ ورنہ مرزائیوں میں اگر اس کا مذاق ہوتا اور وہ رطب و یابس میں فرق کرتے تو ضرور اہل علم نے اس طرف توجہ کی ہوتی۔ مگر بقول تابد را بدرقہ باید رسانید کے موافق ایک قصیدہ تیار کیا گیا ہے جو مرزا قادیانی کے قصیدہ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ جس کو اہل علم جانچ سکتے ہیں۔

اب قادیانی حضرات اپنے قصیدہ کی غلطیاں تو دیکھ لیں اور معلوم کر لیں کہ کیسی کیسی شرمناک غلطیاں مرزا قادیانی نے کی ہیں۔ اس سے ان کے اعجاز کی قلعی تو اہل علم پر بخوبی کھل گئی۔ اس کے بعد بھی بعض قادیانی کہتے ہیں کہ اگر اس میں غلطیاں ہیں تو اس کے مقابل قصیدہ لکھنا زیادہ آسان ہے۔ اس کا جواب بھی ”فیصلہ آسمانی“ میں دیا گیا ہے۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر جواب بھی ہم لکھ دیں اور آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ مگر یہ بتائیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ آپ کے راہ راست پر آنے کی امید نہیں ہے۔ کیونکہ بارہا اس کا تجربہ ہولیا اور ایسے ایسے صریح اور بدیہی باتوں میں مرزا قادیانی کا کذب اس طرح ظاہر ہوا کہ خاص و عام کسی کو مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں شبہ نہیں رہا۔ مگر جس کا قلب مرزا قادیانی کی محبت سے تاریک و ظلمت کدہ ہو چکا تھا وہ صاف نہ ہوا اور اس میں صداقت اور راستی کی روشنی نہ پہنچی۔ وہ اسی طرح مرزا پرست رہے۔ جس طرح بت پرست رہتے ہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

۱..... اسی (اعجاز احمدی ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۸) میں لکھتے ہیں: ”اگر یہ (مولوی ثناء

اللہ) سچے

ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشین گوئی کو جھوٹی تو کر دیں۔“

(پھر اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) میں لکھتے ہیں: ”وہ قادیان میں تمام پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہر گز نہیں آئیں گے۔“

اس پیشین گوئی کو دیکھا چاہے کہ نہایت زور سے مولوی صاحب کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”وہ ہر گز نہ آئیں گے۔“ یہ پیشین گوئی ایسی ہے کہ ہر خاص و عام اس کا فیصلہ کر سکتا ہے اور اس کے جھوٹے اور سچے ہونے کی شہادت دے سکتا ہے۔ مگر نہایت صفائی سے یہ پیشین گوئی جھوٹی ہوئی اور مرزائیوں نے ایسی روشن شہادت کی طرف توجہ نہ کی۔ اس پیشین گوئی کے بعد ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو مولوی (ثناء اللہ) صاحب قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی کو بذریعہ رقعه کے اطلاع دی۔

۱۴۰

مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے اور گھر میں بیٹھے موجود تھے۔ جنہیں مرزا قادیانی کی مذکورہ پیشین گوئی میں خاص پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے پہنچ جانا اور نہیں کہتے تھے کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی غلط ہو گئی بعد اور مرزائیوں کو خبر ہوئی۔ مگر کسی نے ان کے جھوٹے رسالہ میں ہے۔ جس کے اعجاز کا دعویٰ ہو رہا ہے اور اسی رسالہ کی ایک پیشین گوئی صریح غلط ہو گئی اور کسی گوئی یعنی قصیدہ کا جواب ہونا غلط ثابت کر دیا جائے ایک پیشین گوئی کا غلط ہو جانا ان کے کاذب ہونے صداقت کی شہادت آسمانی کتابیں دے رہی ہیں، وہ کے جھوٹے ہونے کی ایک کامل دلیل ہے۔ خوب یاد سے آخر تک ملاحظہ کیجئے۔

۲..... منکوحہ آسمانی کی نسبت مرزا قادیانی

مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے

نکاح

مرزا قادیانی اس کلام میں معمولی طور پر نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت استحکام اور یقین سے اس کے دو جملوں پر نظر کی جائے۔ پہلا یہ کہ: ”خدا تعالیٰ اس کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اس کا لازمی بالضرور یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ) یا یہ کہنا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ اسے علم الہی کہہ کر در پردہ خدا پر الزام لگایا۔ دوسرا کہ بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں آئے گی ۵

مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے اور گھر میں بیٹھے گالیاں دیتے رہے۔ وہاں جتنے مریدین موجود تھے۔ جنہیں مرزا قادیانی کی مذکورہ پیشین گوئی بھی معلوم تھی اور مولوی صاحب کا قادیان میں خاص پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے پہنچ جانا اور خط و کتابت کرنا معائنہ کر رہے تھے۔ مگر یہ نہیں کہتے تھے کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی غلط ہوئی اور مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے۔ اس کے بعد اور مرزائیوں کو خبر ہوئی۔ مگر کسی نے ان کے جھوٹے ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ یہ پیشین گوئی اسی رسالہ میں ہے۔ جس کے اعجاز کا دعویٰ ہو رہا ہے اور اس وقت ہم اس کی غلطی دکھا رہے ہیں۔ جب اسی رسالہ کی ایک پیشین گوئی صریح غلط ہو گئی اور کسی نے خیال بھی نہ کیا۔ اسی طرح دوسری پیشین گوئی یعنی قصیدہ کا جواب ہونا غلط ثابت کر دیا جائے گا تو بھی کچھ اثر نہ ہوگا۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ ایک پیشین گوئی کا غلط ہو جانا ان کے کاذب ہونے کی پختہ دلیل ہے اور ایسی دلیل ہے جس کی صداقت کی شہادت آسمانی کتابیں دے رہی ہیں۔ اس مذکورہ پیشین گوئی کا غلط ہونا مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک کامل دلیل ہے۔ خوب یاد رکھئے اور اس کی تفصیل (الہامات مرزا ص ۱۰۶) سے آخر تک ملاحظہ کیجئے۔

۲..... منکوحہ آسمانی کی نسبت مرزا قادیانی اپنا الہام بیان کرتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے

مقدر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں کو جس کی درخواست کی گئی۔ ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی اس کلام میں معمولی طور سے اس کے نکاح میں آنے کی صرف پیشین گوئی نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت استحکام اور یقین سے اس کے وقوع میں آنے کو بیان کرتے ہیں۔ ان کے دو جملوں پر نظر کی جائے۔ پہلا یہ کہ: ”خدا تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے۔“

اس کے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں قرار پاچکا ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اگر اس پیشین گوئی کا ظہور نہ ہو تو بالضرور یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ اس کا علم کسی وقت غلط بھی ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ) یا یہ کہنا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا اور جو بات اس کے علم کے خلاف تھی۔ اسے علم الہی کہہ کر در پردہ خدا پر الزام لگایا۔ دوسرا جملہ یہ کہ: ”وہ (لڑکی) ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔“

یہ جملہ آفتاب کی طرح روشن کر رہا ہے کہ اس نکاح کے جتنے موانع پیش آئیں گے وہ سب دور ہوں گے اور انجام کار یہی ہوگا کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا اور نہایت مستحکم پیشین گوئی بالکل غلط ثابت ہوئی۔ یہ پیشین گوئی ۱۸۸۸ء میں بذریعہ اشتہار مرزا قادیانی نے مشتہر کی تھی۔ اب اس صاف صریح اور قطعی قول کے بعد کسی شرط کو پیش کرنا یا یہ کہہ دینا کہ اس کا شوہر ڈر گیا یا ایمان لے آیا۔ کیسا صریح فریب ہے۔ بھائیو! ذرا پیشین گوئی کے الفاظ و مضمون کو ملاحظہ کرو۔ وہ کس صفائی سے ظاہر کر رہے ہیں کہ اس کے لئے شرط ہو یا نہ ہو اور اس کا شوہر ڈرے یا نہ ڈرے۔ ایمان لائے یا سرکشی کرے وہ لڑکی ہر طرح مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی جو ممانع پیش آئے گا۔ وہ دور ہوگا۔ اگر اس کا نکاح میں آنا کسی شرط پر موقوف ہے تو وہ شرط پائی جائے گی۔ اس کے بعد وہ نکاح میں آئے گی۔ ورنہ اگر کوئی ایسی شرط ہے جو اس کے نکاح کو ممانع ہے وہ ہرگز نہ پائی جائے گی۔ اسی طرح اس کے نکاح میں آنے کے لئے اگر اس کے شوہر کا ڈرنا اور ایمان لانا نکاح کا ممانع ہے تو وہ ہرگز ایمان نہ لائے گا اور اگر بالفرض کسی وقت وہ ڈرے گا تو مرزا قادیانی کی زندگی میں وہ سرکشی کرے گا اور یہ ممانع دور ہوگا اور انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ یہ پیشین گوئی تو اسی وقت سچی ہو سکتی ہے کہ ہر ایک ممانع دور ہو کر اس کا ظہور ہو۔ یہ کہہ دینا کہ پیشین گوئی شرطی تھی یا اس کا شوہر ڈر گیا تھا۔ اس لئے وعید ٹل گیا اور اس کا شوہر نہ مرا۔ اس وجہ سے وہ وعدہ بھی ٹل گیا۔ کیسی سخت جہالت یا نہایت بدیہی مغالطہ ہے۔ کیونکہ پیشین گوئی تو یہ ہے کہ جتنی باتیں اس نکاح کی روکنے والی ہیں وہ سب دور ہوں گی اور انجام میں وہ لڑکی نکاح میں آئے گی۔ یہ نہیں ہوا۔ یہ ایسی صاف بات ہے کہ کسی جاہل پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

الغرض ایسی صریح پیشین گوئی ہوئی۔ مرزائیوں کی نظر حق بین ایسی جاتی رہی ہے کہ انہیں ایسی بدیہی بات بھی نہیں سوجھتی۔ یہ پیشین گوئی متعدد اشتہاروں اور مختلف رسالوں میں اسی قسم

کے الفاظ سے شائع ہوئی ہے۔ مثلاً ۱۸۹۱ء میں ایک اشتہار حقانی پریس لدھیانہ میں چھپا ہے اور (ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں اس پیشین گوئی کو لکھا ہے اور مذکورہ الفاظ سے بھی زیادہ اس میں اس کی صراحت ہے کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ (فیصلہ آسمانی حصہ ۳ ص ۱۱۱) میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ جب ایسی صاف پیشین گوئیاں غلط ہوئیں جن کی غلط ہونے کو خاص و عام نے مشاہدہ کرلیا۔ ان کا جھوٹا ہونا انہیں نظر نہ آیا یا تعصب سے اس کا اقرار نہیں کرتے تو قصیدہ کے جواب کی حالت تو ان کے مولوی بھی نہیں جان سکتے۔ اس کا اعتراف وہ کیا کریں گے۔

غنیمت حسین مخدوم چکی مونگیری!

۱۶

بسم اللہ الرحمن نحمدہ حامداً ومصلياً

مقدمہ

۱..... جب کسی زبان کے قواعد مدون ہو جائیں

ہوگا اور جو کلام اس کے مطابق نہ ہوگا۔ وہ صحیح نہ ہوگا بلیغ نہ ہوگا اور جو بلیغ نہ ہو وہ معجز کیونکر ہو سکتا؟

۲..... یہ قصیدہ بحر طویل میں لکھا گیا ہے اور اس

مکرر ہے اور اس کا قافیہ، ہلم، ہتروا، سکر وغیرہ ہے۔

۳..... کسی غیر کے کلام کا اخذ سرقہ ہے۔ اگر ا

قافیہ..... مصرعہ یا بیت کے آخر ساکن سے لے کر کا قافیہ کہتے ہیں جس طرح اس قصیدہ میں اوائل ب ہے۔ آخر ساکن واو اور اوّل ساکن اس سے قبل ضمہ اسی مجموعہ کو علم القوافی میں قافیہ کہتے ہیں۔

روی..... قافیہ کے حرف اصلی کو روی کہتے ہیں۔ زائدہ جیسے اضربا واضربوا، ضمیر جیسے اسبابہ وابوابہ حالت وقف میں ہا ہو جائے، نہ ہو۔

قافیہ موسس..... اگر روی کے پہلے مدہ نہ ہو بلکہ دوسرے قبل الف ہو۔ جیسے اس قصیدہ میں صراصر، نبادر، میں ذیل کے جو الف ہے اسے تاسیس اور الف کے پہلے ج

عیب اجارہ..... اگر روی کسی حرف بعید المخرج سے اس قصیدہ میں حرف روی راء ہے اور بعض اشعار میں

عیب اقواء واصراف..... مجری (حرکتہ حرف ر حرکتہ متباعدہ سے بدلنے کو اصراف کہتے ہیں۔ ج مثال اس میں انصر ہے۔ جس میں رفع کسرہ سے رفع فتحہ سے بدل گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ حامداً ومصلیاً ومسلماً

مقدمہ

۱..... جب کسی زبان کے قواعد مدون ہو جائیں تو اس زبان کا تمام کلام ان قواعد کے ماتحت ہوگا اور جو کلام اس کے مطابق نہ ہوگا۔ وہ صحیح نہ ہوگا اور جو صحیح نہ ہوگا فصیح نہ ہوگا اور جو فصیح نہ ہوگا وہ بلیغ نہ ہوگا اور جو بلیغ نہ ہو وہ معجز کیونکر ہو سکتا؟

۲..... یہ قصیدہ بحر طویل میں لکھا گیا ہے اور اس کا وزن سالم فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن مکرر ہے اور اس کا قافیہ یظلموا، یعذروا، یسمعوا وغیرہ ہے۔

۳..... کسی غیر کے کلام کا اخذ سرقہ ہے۔ اگر اس سے بہتر نہ ہو ورنہ حسن اخذ ہے۔

قافیہ مصرعہ یا بیت کے آخر ساکن سے لے کر اوّل ساکن جو اس سے قبل ہو مع متحرک ماقبل کو قافیہ کہتے ہیں جس طرح اس قصیدہ میں اوائل کے تین شعر کے آخر میں لفظ یغزوا، یعذروا، رموزوا ہے۔ آخر ساکن واو اور اوّل ساکن اس سے قبل غین، عین، واو اور متحرک ماقبل یا، یا، میم ہے۔ اسی مجموعہ کو علم القوافی میں قافیہ کہتے ہیں۔

روی قافیہ کے حرف اصلی کو روی کہتے ہیں۔ بشرطیکہ نون تنوین، نون تاکید خفیفہ وثقیلہ، مدہ زائدہ جیسے اضربا واضربوا، ضمیر جیسے اسبابہ وابوابہ، تاء تانیث جیسے ضاربة وناضرة یعنی وہ تاء جو حالت وقف میں ہا ہو جائے، نہ ہو۔

قافیہ موسس اگر روی کے پہلے مدہ نہ ہو بلکہ دوسرا حرف ہو خواہ وہ ساکن ہو یا متحرک۔ لیکن اس کے قبل الف ہو۔ جیسے اس قصیدہ میں صراصر، نوادر، میں حرف صاد و دال ہے تو اسے دخیل کہتے ہیں اور قبل دخیل کے جو الف ہے اسے تاسیس اور الف کے پہلے جو فتحہ ہے اسے رس اور قافیہ کو موسس کہتے ہیں۔

عیب اجارہ اگر روی کسی حرف بعید المخرج سے مختلف ہو تو اسے عیب اجارہ کہتے ہیں۔ جس طرح اس قصیدہ میں حرف روی راء ہے اور بعض اشعار میں قافیہ سمیع ہے۔ اس کو عیب اجارہ کہیں گے۔

عیب اقواء و اصراف مجری (حرکت حرف روی) کا حرکت متقاربت سے اختلاف کو اقواء اور حرکت متباعده سے بدلنے کو اصراف کہتے ہیں۔ جس طرح اس قصیدہ کا مجری رفع ہے۔ اوّل کی مثال اس میں اقصر ہے۔ جس میں رفع کسرہ سے بدل گیا اور دوسرے کی مثال تکدر ہے جس میں رفع فتحہ سے بدل گیا۔

اقواء، عیب ہے مگر واجب الاجتناب نہیں اور اصراف اور اجازہ اعیب (سخت ترین عیب) اور واجب الاجتناب ہیں۔

سناد التاسیس جو عیب حرف روی سے پہلے اختلاف حروف یا حرکات کی وجہ سے ہو اسے سناد کہتے ہیں۔ اگر قافیہ غیر موسسہ موسسہ سے بدل جائے جس طرح اس قصیدہ میں نہدر کی جگہ مبادر اور صرصر کی جگہ صراصر ہے تو اسے عیب سناد التاسیس کہیں گے۔

قصیدہ میں جو سرقات دکھائے گئے ہیں ممکن ہے کہ مرزائی حضرات اس کا یہ جواب دیں کہ یہ توارد ہے اور شعراء متقدمین سے بھی ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ امراء القیس کہتا ہے۔

وقوفا بھا صحبی علی مطیہم

یقولون لا تھلک اسی وتجمل

اور طرفہ بن العبد صاحب معلقہ ثانیہ کا بھی بعینہ یہی شعر ہے۔ سوا اس کے کہ اس کا قصیدہ دالیہ ہے۔ بجائے جمل کے تجلد ہے۔ پھر اگر مرزا قادیانی سے توارد ہوا تو کیا برا ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر توارد اور سرقہ کے لئے کوئی حد فاصل نہ ہو تو ہر شخص تمام اساتذہ کے کلام کو اپنا کلام کہہ کر یہ جواب دے سکتا ہے کہ توارد ہے۔ اس لئے ضرور ہوا کہ توارد کے لئے کوئی حد قائم کی جائے اور جہاں تک غور کیا گیا ہے توارد کے لئے امور ذیل حد فاصل ہیں اور ہو سکتے ہیں۔

۰ ۱ جن دو شعراء کے کلام میں توارد ہو وہ دونوں اپنے زمانہ کے مشابیر شعراء سے ہوں اور

ان کے معاصرین شعراء نے ان کو شاعر مان لیا ہو۔

۰ ۲ پہلے شاعر کا کلام مشہور اور شائع نہ ہو۔

اب اگر اس میزان میں ہم مرزا قادیانی کو تولیں تو وہ بالکل بے وزن ہوں گے۔ کیونکہ نہ مرزا قادیانی مشابیر شعراء سے ہیں۔ تمام عمر میں صرف ایک قصیدہ یہ لکھا اور وہ بھی بحر طویل میں جو سہل ترین بحر سے ہے۔ اس کے سوا دو چار قصیدے دس بیس شعر کے اور بھی ہیں۔ کیا اس سے کوئی مشہور شاعر کا معزز لقب پاسکتا ہے؟ اور کیا مرزا قادیانی کو اور ان کے کلام کو شعراء معاصرین نے بلیغ مان لیا؟ ہرگز نہیں، اور جس کلام سے مرزا قادیانی نے سرقہ کیا ہے یعنی سبعمہ معلقہ وغیرہ وہ اس قدر مشہور اور شائع ہے کہ عرب کیا عجم کے بھی معمولی عربی پڑھنے والے بچوں کے نوک زبان پر ہے۔

اب حضرات ناظرین اہل انصاف سے حسب ذیل سوال ہیں۔

۰.....۱۔ مضمون بالا کے دیکھنے کے بعد کیا اب بھی آپ یہ فیصلہ کریں گے کہ مرزا قادیانی کے

قصیدہ میں توارد ہے؟

۰.....۲۔ کیا اب بھی مرزا قادیانی کی طرف سے یہ عذر گناہ ہو سکتا ہے کہ اگر یہ سرقہ ہے تو

شعراء متقدمین نے بھی ایسا کیا ہے؟ اور توارد بھی ایک آدھ جگہ ہو تو خیر۔ صرف اس ایک قصیدہ میں متعدد اور متتابع ہے۔ میرے خیال میں کوئی سمجھدار ذی علم ایسا نہیں کہہ سکتا۔ ہاں اگر مرزائی حضرات ایسا فرمائیں تو میں اسے کہنے پر مجبور ہوں کہ مرزا قادیانی کا سارا قصیدہ میرا ہے اور یہ بھی ایک توارد ہے۔

تنقید

۰.....۱۔ ایا ارض مد فیہ دفائک مدمر

اس میں مرزا قادیانی نے مد کے منصرف ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے۔ ”مد عربی علم ہے عجمی نہیں۔ مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو جو انہوں نے نام رکھے وہ اکثر عربی تھے۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۰)

کیا مرزا قادیانی بتا سکتے تھے کہ کس زمانہ میں کس مسلمان نے اس موضع کا نام مد رکھا تھا۔ حالانکہ مد سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی خوشی کے ہیں اور بخوبی ممکن ہے کہ قدیم باشندوں نے اس کا نام مد رکھا ہو اور چونکہ یہ عجمہ ساکن الاوسط ہے۔ اس لئے منصرف ہے۔ جیسے نوح، لوط وغیرہ۔

.....۲۔ دعوت کذباً مفسداً صیدی الذی

کحوت غدیر اخذہ لا یعزّر

مصرعہ اولیٰ میں دو غلطیاں ہیں:

• ۱۔ صیدی الذی کی ترکیب صحیح نہیں۔ اس لئے کہ یہ نہ ماقبل کی صفت ہے کیونکہ ماقبل

نکرہ

ہے اور یہ معرفہ، اور نہ عطف بیان ہے۔ کیونکہ عطف بیان میں ضروری ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ سے ایسی توضیح ہو جائے جس سے مخاطب سمجھ لے اور یہاں معلوم ہی نہیں کہ اس سے کون شخص مراد ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ ہیں تو مرزا قادیانی نے آگے چل کر دو شعر کہے بعد ان کا نام لے کر وضاحت کی ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محض اس سے پوری توضیح نہیں ہوئی اور نہ یہ

بدل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بدل میں متبوع مقصود نہیں ہوتا اور یہاں دونوں مقصود ہیں۔

۰.....۲ یہاں صلہ اور موصول سے لانے کا موقع نہیں۔ افسوس ہے کہ دعویٰ اعجاز اور یہ معلوم ہی نہیں کہ موصول کس جگہ لاتے ہیں۔

۰.....۳ وجائک صحبی ناصحین کاخوة

بقولون لا تبغوا هوى وتصبروا

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۰.....۱ مدعی رسالت ایسے شاعر کے کلام سے اخذ کرتا ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے بادشاہ گمراہ

فرمایا ہے۔ یعنی ”امراء القیس“ مرزا قادیانی نے اس کے جس شعر سے سرقہ کیا ہے وہ یوں ہے۔

وقوفا بها صحبی علی مطیہم

يقولون لا تهلك اسی وتجمل

۰.....۲ مرزا قادیانی چونکہ شاعر کے کلام کو سمجھے نہیں اس لئے مرزا قادیانی کے کلام میں یہ شعر جو

کہ نہایت ہی فصیح و بلیغ تھا، مہمل اور لغو ہو گیا۔ کیونکہ دوسرے مصرعہ میں امر و القیس کے ساتھی اس کو کلمات تشفی آمیز کہتے ہیں کہ غم سے ہلاک نہ ہو اور صبر کرو۔ لیکن مرزا قادیانی کے اصحاب اپنی مخالفین سے کہتے ہیں کہ ہوا و ہوس کی طرف میل نہ کرو اور صبر کرو۔ صبر کی تعلیم

اپنے لوگوں کو کرنا چاہئے کہ مخالفین کے ظلم پر صبر کرو نہ کہ مخالفین کو کہ ہمارے ظلم پر صبر کرو۔ بریں عقل و دانش بباید گریست!

..... ۵ فجاء وابذلب بعد جهدا ذابهم

ونعنى ثناء الله منه ونظهر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۰ ۱ عنى کا صلہ من نہیں بلکہ با آتی ہے۔ عنى بہ کہتے ہیں عنى منہ نہیں کہتے۔

۰ ۲ یہاں نظهر بالکل لغو ہے۔ کیونکہ عطف ہے۔ نعننى پر تو عبارت یہ ہوگی۔ ونظهر ثناء

الله منه۔ اس کو مجذوب کی بڑ کے سوا اور کیا کہا جائے گا۔ اس کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے۔

”ونعنى به ابا الوفا وهو يهدرك“

..... ۸ وارضى اللئام اذا دنا من ارضهم

على النار مشاهم وقد كان يظهر

مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے اور فساد دو جگہ ہے۔ تقطیع وارضل فعولن لئام اذا مفاعلین دنا من فعولن ارضہم فاعلن۔

۹..... تکلم کالا جلاف من غیر فطنة

ویاتیک بالاخبار من کان ينظر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱..... اجلاف بمعنی ”کمینے“ عربی میں نہیں۔ بلکہ پنجابی زبان میں اس معنی میں بولتے ہیں۔

یہ شعر بھی انہیں اشعار سے ہے جو مرزا قادیانی کے طبع وقاد کا نتیجہ ہیں۔

۲..... مصرعہ ثانیہ سرقہ ہے طرفۃ بن العبد صاحب معلقہ ثانیہ سے۔ پورا شعر اس کا یوں ہے۔

ستبدی لك الايام ما كنت جاهلاً

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

افسوس اس پر ہے کہ اس بیچارے شاعر کا مصرعہ اولیٰ بھی مرزا قادیانی کے دستبرد سے نہ بچا۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

سیبدی لك الرحمن مقسوم حکم

اور جن کو عربی زبان کا ذوق سلیم ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں مصرعوں کا اخذ کیسا بھونڈا اور قبیح ہے۔

۳..... ویاتیک واو عاطفہ ہے اور معطوف علیہ کا پتہ نہیں جس پر عطف ہو۔ مرزا قادیانی کی

زبان سے مصرعہ اولیٰ کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے۔ تکلم کالزنین من غیر فطنۃ ، اور میں یوں عرض کرتا ہوں۔ تکلم کالا شراف من غیر فتنۃ

۱۱..... فلما التقى الجمعان للبحث والوفا

التقى الجمعان کا استعمال جنگ کے لئے ہے نہ بحث کے لئے۔ موضع مد میں جنگ و دغا تو تھا نہیں۔ البتہ مناظرہ و مباحثہ تھا۔ قرآن مجید میں ہے۔ ”ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان (آل عمران)“ علاوہ اس کے وغی کا املاء غلط ہے۔

۱۲..... واوجس خيفة شره بعض رفقتى

لما عرفوا من خبث قوم تنمروا

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱..... مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ واوج فعول س خیفۃ شر مفاعلتن رہ بع
فعولن رفقتی مفاعلتن۔

۲..... مصرعہ ثانیہ میں عرف کا صلہ من لایا ہے اور ترجمہ بمعنی علم کیا ہے۔ حالانکہ جب عرف بمعنی علم آتا ہے تو وہ بنفسہ متعدی ہوتا ہے۔ عرفہ ای علمہ! یوں کہنا تھا۔ عرفوا خبث قوم۔ البتہ لام کے ساتھ بھی اس معنی میں اس کا صلہ آیا ہے۔ جیسے ”انا اعرف للمحسن والمسیئ ای لا یخفی علی ذلک“

۳..... ”اوجس“ کے معنی احساس کیا، معلوم کیا ہیں نہ پوشیدہ طور پر دلوں میں خوف ہوا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح مصرعہ ثانیہ کا ترجمہ غلط ہے۔ اس لئے کہ اس مصرعہ کے معنی یہ ہیں کہ درندہ قوم کے خبث کو انہوں نے معلوم کر لیا۔ نہ وہ معنی جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں۔ یعنی قوم کی درندگی معلوم کر لی۔

۱۴..... واعطاهم الرحمن من قوة الوغی

وايدهم روح امين فأبشروا

اعطا دوسرے مفعول کی طرف بنفسہ متعدی ہوتا ہے من کے ساتھ اس کا صلہ نہیں آتا۔ اعطاه شیئاً کہتے ہیں۔ من شیئ نہیں بولتے۔ علاوہ اس کے روح امین کو تائید کا فاعل عامی مسلمان بھی نہیں سمجھتا، شرک ہے۔ چہ جائیکہ نبی صاحب شریعت۔

۱۵..... وکان جدال یطرد القوم بالضحی

الی خطة اومی الیہا المعشر

مصرعہ ثانیہ میں اگر معشر پڑھیں تو وزن فاسد، تقطیع الی خطہ فعولن طہ اومی مفاعیلن الیہل فعولن معشر فاعلن اور اگر معشر پڑھیں تو وزن صحیح لیکن قافیہ اور املاء دونوں غلط ہیں۔

۱۶..... تحزوا لهذا البحث ارضاً شجيرة

الی الجانب الغربی والجند جمرؤا

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱..... تحزی کے معنی قصد کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں۔ ”تحزی الامر ای یقصدہ“، نہ

اختیار کئے۔

۲..... ارضاً شجيرة کا ترجمہ ایک زمین جس میں ایک درخت تھا غلط ہے۔ ”ارض شجرة

ای کثیر الشجر اس زمین کو کہتے ہیں جس میں بہت درخت ہوں۔ اس کی جگہ ”مکان شجر ای ذو شجر“ کہنا چاہئے۔

۳..... دوسرے مصرعہ کے ترجمہ میں الجد کا ترجمہ ”ہمارے دوست“ نہ معلوم مرزا قادیانی نے

کس لغت سے لکھا ہے اور اس کے سوا ”جمروا“ کو ضمہ دے کر اس کا ترجمہ ”ٹھہرائے گئے“ کیا ہے حالانکہ جمع ہونے کے معنی میں لازم ہے نہ متعدی عرب کا محاورہ ہے جمر القوم علی الامر ای تجمعوا ”ٹھہرائے گئے“ ترجمہ غلط۔

اس جگہ اور اس کے سوا میں نے ترجمہ کی غلطی کو بھی اغلاط میں اس وجہ سے شمار کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو اس کی تحدی کی ہے اس میں ترجمہ کو بھی شامل کیا ہے۔ چنانچہ قصیدہ کے ص-۹۰ میں فرماتے ہیں: ”مگر چاہئے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔“ اور ص ۳۶ میں ہے۔ وہ بھی ایک نشان ہے۔

۱۸۶..... کان مقام البحث کان کاجمة

به الذئب يعوى والغضنفر يزُر

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱..... اگر لفظ اجمة کے جیم کو بالفتح صحیح پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون پڑھیں تو وزن

صحیح اور لفظ

غلط۔

۲..... لفظ اجمة مونث ہے۔ دوسرے مصرعہ میں ”به“ ضمیر مذکر اور مرجع مونث۔ فیا للعجب

۳..... سرقہ ہے تابط شرا کے قصیدہ سے اس کا شعریوں ہے۔

وواد کجوف العیر قفر قطعته

به الذئب يعوى كالخليع المعيل

(نہایت الارب فی شرح معلقات العرب مطبوعہ مصر ص ۲۵)

اور لطف یہ ہے کہ اس سے مرزا قادیانی کا سرقہ صاف ظاہر ہے۔ اگر توارد ہوتا تو بہا الذئب کہتے۔ باوجود لفظ اجمة مونث لانے کے پھر بہ الذئب کہنا بتا رہا ہے کہ بیچارے ”اتباعاً للشبر“ یہ نقل کر رہے ہیں۔ حالانکہ شاعر کے مصرعہ اولیٰ میں وادی کا لفظ مذکر ہے۔ یہ بھی خدا کی طرف سے ان کی تکذیب کے لئے ایک نشان ہے۔ مصرعہ اولیٰ کی اصلاح ملاحظہ ہو: کان مقام البحث کالاجم الذی۔ الخ

۱۹..... وقام لثناء اللہ یھوی جنودہ

ویغری علی صحبی لئاماً ویہذر

یغری علی صحبی غلط ہے۔ اغرا کا صلہ علی نہیں آتا اغرا بہ محاورہ ہے۔ یوں کہیئے یحض علی صحبی لئاماً ویہذر۔

۲۰..... وکان طوی کشحاً علی مستکنۃ

وما راد نہج الحق بل کان یہعجر

افسوس مرزے نے کہاں کہاں باتھ بڑھایا لسان العرب میں مستکینہ کے لغت میں پورا شعر عبدة ابن الطیب کا اس طرح نقل کیا ہے۔

وکان طوی کشحاً علی مستکنۃ

فلا ہوا بداھا ولم ینحجم

اس کا پورا مصرعہ اولیٰ مرزا قادیانی نے نقل کیا ہے۔ کل قیامت کو مرزا قادیانی کا دامن ہوگا اور اس شاعر کا ہاتھ۔

علاوہ اس کے ترجمہ میں بھی مرزا قادیانی نے یہ غلطی کی ہے کہ کینہ کا لفظ بڑھا دیا۔ حالانکہ شعر میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ کینہ کیا جائے۔

۲۲..... واطھر مکررا سولت نفسہ لہ

ولم یرض طول البحث فالقوم سحروا

یہاں خاص مکر کا بیان ہے۔ یعنی طویل بحث سے انکار اس لئے مکر کو صرف باطلہ مکر لکھنا تھا۔

۲۳..... فشق علی صحبی طریق ارادہ

وقد ظن ان الحق يخفى ويستر

ظن اگر معروف ہے اور مرجع اس کا صحبی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کے ترجمہ سے ظاہر ہے تو صحبی جمع ہے اور ضمیر راجع واحد اور اگر مجہول ہے تو ترجمہ غلط ہے۔ اسی لئے پہلے عرض کیا ہے کہ مترجم اور مؤلف دو ہیں۔

۲۴..... ولا برج بهتان تشاد وتعمر

فقالوا لحاك الله كيف تزور

مصرعہ اولیٰ میں دو غلطیاں ہیں:

۲۴

۱..... شاد الحائط محاورہ ہے۔ دیوار

اونچی کرنے کو کہتے ہیں۔ اب تشاد البرج کے معن تعمیر کے معنی بنائے جانے کے۔ حاصل یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کی بلاغت۔

۲..... برج مذکر ہے اور تشاد اور تعمیر میں ضمیر

نکل جائیں گی۔ واو برج بہتان بینی و تعمیر

۲۵..... اقل زمان البس

فلم يقبل الحق

تنفر جس طرح اردو میں نفرت کرہاں ! نفر کرہ کے معنی میں آتا ہے اور اس کا صلہ عن کذا اور نفرت
من صحبة فلان ای کہ

فلم یقبل الح

یعنی میرے دوست جوش میں آگے مضمون کتنا بلند ہو گیا۔

۲۶..... رضوا بعد نک

وفي الصدر ح

مصرعہ ثانیہ ماخوذ ہے۔ شماخ کے ا

پورا شعریوں ہے۔

فلما شراہ

وفي الصدر

اور اخذ بھی قبیح کیونکہ شماخ کے مرزا قادیانی نے اسی قدر بے لطف کر دیا۔ جہ مرزا قادیانی کا نیا
ایجاد کردہ محاورہ ہے۔ یہ مرزا قادیانی ہی کے دیکھا۔ یونہی کہہ دیتے نہ

وفي الصدر

• ۱ شاد الحائط محاورہ ہے۔ دیوار کو گچ کرنا یا چونا وغیرہ پھیرنا اور 'شاد البناء' بنیاد

اونچی کرنے کو کہتے ہیں۔ اب تشاد البرج کے معنی قلعہ میں چونا وغیرہ پھیرے جانے کے ہوئے اور
تعمیر کے معنی بنائے جانے کے۔ حاصل یہ ہوا کہ قلعہ بنائے جانے سے پہلے سفیدی پھیری گئی۔ یہ ہے
مرزا قادیانی کی بلاغت۔

• ۲ برج مذکور ہے اور تشاد اور تعمیر میں ضمیر راجع مونث۔ یوں ہی فرما دیجئے۔ دونوں غلطیاں

نکل جائیں گی۔ واو برج بہتان بینی و تعمیر

• ۲۵ اقل زمان البحث مقدار ساعة

فلم یقبل الحمقى وصحبى تنفروا

تنفر جس طرح اردو میں نفرت کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ عربی میں نہیں آتا۔ ہاں! نفر کرہ کے
معنی میں آتا ہے اور اس کا صلہ عن اور من کے ساتھ لاتے ہیں۔ جیسے نفرت القوم عن کذا اور نفرت
من صحبة فلان ای کرہوہ۔ یوں کہتے

فلم یقبل الحمقى وصحبى تنفروا

یعنی میرے دوست جوش میں آگئے۔ تنفر الرجل ای غلا جوفہ غضباً۔ دیکھئے مضمون کتنا بلند ہو گیا۔

• ۲۶ رضوا بعد تکرار وبخبت بقلبها

وفى الصدر حزاز وفى القلب خنجر

مصرعہ ثانیہ ماخوذ ہے۔ شماخ کے مصرعہ سے لسان العرب میں حزاز کے بیان میں اس کا پورا شعر
یوں ہے۔

فلما شراها فاضت العين عبرة

وفى الصدر حزاز من الهم حامز

اور اخذ بھی قبیح کیونکہ شماخ کے ہاں جو مصرعہ ثانیہ کو پہلے مصرعہ سے تناسب لطیف تھا مرزا قادیانی نے اسی قدر بے لطف کر دیا۔ جیسا کہ اہل فہم سے مخفی نہیں۔ علاوہ اس کے دل میں خنجر مرزا قادیانی کا نیا ایجاد کردہ محاورہ ہے۔ ہاتھ میں، پہلو میں، بغل میں خنجر سنا تھا دل میں خنجر مرزا قادیانی ہی کے ہاں دیکھا۔ یوں ہی کہہ دیتے۔

وفى الصدر حزاز من الهم باهر

تو یہ رکاکت نہ رہتی ۔ اگر چہ تنازع کا سا تناسب تو پھر بھی نہ ہوتا ۔ مگر دل سے خنجر نکل جاتا ۔ اس کے سوا اس قصیدہ میں اسکاں متحرک اس قدر ہے کہ اگر صرف اسی کا استقصاء کیا جائے تو بجائے خود ایک رسالہ ہو جائے ۔ چنانچہ اس شعر میں بحث کی حا اور غلط کا لام متحرک ہے ۔ دونوں کو ساکن کر دیا گیا ہے ۔

.....۲۷

دفاہم عصابات الاناس وحمقہم

واومد قوم والمدی قد شہروا

مصرعہ ثانیہ میں کئی غلطیاں ہیں ۔

۱..... وزن فاسد، تقطیع : واومد فعولن قوم ول مفاعیلن مدی قد فعولن شہروا فاعلن ۔

۲..... جب کہ قوم کا ذکر پہلے آچکا ہے تو یہاں معرفہ لانا تھا اور مدالقوم کہنا تھا۔

۳..... تشہیر السیف محاورہ ہے نہ تشہیر المدی۔ چنانچہ شہر سیفہ اس وقت بولتے ہیں جب

کسی نے تلوار کو نیام سے باہر نکال لیا۔

۴..... اس مصرعہ کا ترجمہ مرزا قادیانی نے یوں کیا ہے : ”موضع مد کو انہوں نے ایسی صورت

میں دیکھا جو چھریاں نکالے ہوئے ہیں۔“ شاعر نے شہروا کی جمع کی ضمیر قوم کی طرف پھیری ہے اور مترجم نے مد کی طرف ۔ من چہ می سرائم وطنبورہ من چہ می سرائد۔ اسی وجہ سے میں کہہ چکا ہوں کہ شاعر اور ہے مترجم اور ۔

.....۲۸

فصاروا بمد للرماح درية

ويعلمها احمد على المدير

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱..... يعلمها کی ضمیر مفعول اگر شعر سابق کے معنی کی طرف پھرتی ہے تو مذکر چاہئے ۔ کیونکہ

قاعدہ یہی ہے ۔ یوں کہئے ۔ يعلمہ ۔ ورنہ مرجع بتائیں ۔

۲..... مصرعہ ثانیہ میں احمد کی دال متحرک پڑھیں تو وزن غلط اور ساکن پڑھیں تو وزن صحیح ۔

لیکن وجہ سکون ندارد ۔ یعنی بقاعدہ عربی کوئی احمد کی دال کو ساکن کرنے والا نہیں ۔ ہاں مد کے تیروں نے دال کی حرکت پر نشانہ بازی کی ہو اور اسی کو نشانہ بنایا ہو تو اسے مرزا قادیانی کے یارانِ طریقت جانتے ہوں گے جو وہاں موجود تھے ۔ پھر بھی اس کا مصرعہ اولیٰ ماخوذ ہے ۔ ایک تمیمی شاعر کے پہلے مصرعہ سے ۔

ولقد ارانی للرماح درية

یہ شعر بھی انہیں تھوڑے اشعار سے ہے جو خاص مرزا قادیانی کے طبع وقاد کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ احد عشر جس طرح اردو میں بسکون دال بولا جاتا ہے۔ اس میں بھی مرزا قادیانی اسی طرح کہہ گئے۔

۳۱.....

وان لسان المرء مالم یکن له

اصاة علی عوراته هو مشعر

اولاً اصاة کا ترجمہ مرزا قادیانی نے عقل کیا ہے۔ شاید یہ بھی کوئی الہام لغوی ہو۔ لیکن عربی لغت میں نہیں ہے۔ البتہ اساء جمع آسی بیشک ایک لفظ ہے جس کے معنی طیب کرے ہیں۔ ثانیاً شعر کا صلہ باء لاتے ہیں۔ نہ علی سے یشعر محاورہ ہے نہ شعر علیہ۔

۳۲.....

یکلم حتی یعلم الناس کلهم

جهول فلا یدری ولا یتبصر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱۰.....۱۰ یعلم افعال قلوب سے ہے جو متعدی دو مفعول سے ہوتا ہے۔ اس کا ایک مفعول جہولاً

مذکور ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ افعال قلوب کا جب کہ ایک مفعول مذکور ہو تو دوسرے کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جیسا ترجمہ میں دونوں مفعول ذکر کر دیئے ہیں۔

۲.....۲ جہولاً چاہئے کیونکہ ابطال عمل کی جو شرط ہے وہ یہاں نہیں پائی جاتی ہے۔

۳۳.....

فہذا علینا منۃ من ابی الوفا

اری کل محبوب ضیائی فتشکر

دوسرے مصرعہ میں اری ہے۔ جس کے معنی ترجمہ میں مرزا قادیانی نے ”اطلاع دی“ لکھا ہے اور اری جب کہ اعلم کے معنی میں آتا ہے تو تین مفعول چاہتا ہے۔ شاعر نے دو ذکر کئے اور تیسرے کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب اس کا دوسرا مفعول ذکر کیا جائے تو تیسرے کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ ورنہ دونوں کو حذف کرنا چاہئے۔

۳۵.....

اری الموت یعتام المکفر بعدہ

بما ظہرت آی السماء وتظہر

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱۰..... پہلا مصرعہ ماخوذ ہے۔ طرفہ بن العبد صاحب معلقہ ثانیہ کے مصرعہ اولیٰ سے اس کا شعر

یوں ہے۔

اری الموت یعتام الکرام ویصطفی

عقيلة مال الفاحش المتشدد

لیکن اخذ نہایت ہی قبیح ہے۔ کیونکہ یعتام کے معنی پسند کرنے کے ہیں۔ طرفہ کے ہاں یہ معنی ہوئے کہ موت عموماً شریفوں اور بزرگوں کو پسند کرتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ موت ان کے مکر کو پسند کرتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز و بلاغت ہے۔ ہاں اگر مرزا قادیانی کا مکر ہی ممدوح اور شریف ہے تو کوئی اعتراض نہیں۔ اس پر میرا بھی صاد ہے۔

۰.....۲ مصرعہ ثانیہ میں جب کہ طہرت أى الدماء موجود ہے تو پھر تلمم تکرار اور حشو ہے۔

۰.....۳ حضرات ناظرین اب ذرا ترجمہ کی لطافت کو بھی دیکھیں۔ ”اب کافر کہنے والا گویا مر

جائے گا۔ کیونکہ ہمارے غلبہ سے خدا کا نشان ظاہر ہوا۔“ یہ ترجمہ اس سے کم نہیں جو کسی نے جاء زید کا ترجمہ ”عمر کلکتہ گیا“ لکھ مارا۔

۰.....۳۶ ولما اعتدی الامرئسری بمکائد

واخری علی صحبی لئاماً وکفروا

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۰.....۱ پہلے مصرعہ میں اگر الامرئسری یائے رفع کے ساتھ پڑھیں تو وزن غلط اور امرئسری

بسکون یا پڑھیں تو وزن صحیح۔ مگر نحوی غلطی ہے۔

۰.....۲ آخری صیغہ نہیں آتا۔ اخراء آتا ہے۔ جیسا مرزا قادیانی نے مطلع میں ”اخراک موخر“ کہا

ہے۔ یوں کہہ دیجئے۔

ولما اعتدى الامرئسرى عليهم وحض على صحبى لئاما وكفروا

۰ ۳۷ فقالوا لىوسف ما نرى الغير ههنا

ولكنه من قومه كان يحذر

اگر لیوسف بسکون فا تو وزن صحیح اور بقاعدہ نحو اعراب غلط اور لیوسف مفتوح پڑھیں تو وزن فاسد اور اعراب صحیح ہوگا۔

۰ ۳۸ هناك دعوا ربا كريماً مهندا

وقالوا حللن ارض رجز فنصبر

ارض رجز میں اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے اور وہ ممنوع ہے۔ ہاں کوفیوں نے اس کو جائز رکھا ہے۔ جیسے صلوة الاولى ، لیکن ارض مونث ہے اور رجز مذکر۔ حالانکہ صفت

موصوف میں مطابقت چاہئے۔ اس لئے یہ بھی غلط ہوا۔

.....۳۴ تجنی علی ابوالوفا ابن الہوی

لیعد حمقی من جنای وبزجر

اس میں چار غلطیاں ہیں:

۰.....۱ مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ تقطیع: تجنی فعولن علی ابل مفاعلن وفاء ب

فعولن نلہوی فاعلن۔

۰.....۲ دوسرا مصرعہ مآخوذ ہے۔ امرء القیس کے مصرعہ ثانیہ سے۔ اس کا شعریوں ہے۔

فقلت لها سیری وارخی زمامہ

ولا تبعدینی من جناک المعل

لیکن امرء القیس نے اپنے مصرعہ میں جنا کی معل سے توضیح کر دی ہے اور مرزا قادیانی کے ہاں

امہال ہے اور یہاں توضیح بہتر ہے۔ امہال سے اس لئے اخذ قبیح ہے۔

۰.....۳ احمق کی جمع حمقی بضم حا جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھی ہے، نہیں آتی۔

۰.....۴ بزجر منصوب ہے۔ اس لئے کہ معطوف ہے۔ لیعد پر اس وجہ سے یہ عیب اصراف

واجب الاجتناب ہوا۔

.....۳۶ وما مسہ نور من العلم والہدی

فیا عجباً من بقۃ یستنسر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

• ۱..... مس النور محاورہ نہیں۔ سند پیش کیجئے۔ ہاں ”مس النار“ آتا ہے۔ جیسا قرآن مجید

میں ہے۔ لن تمسنا النار الا ایاماً معدودة اور ولولم تمسسه نار

• ۲..... مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔ جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

• ۳..... بقہ یستنسر، اصل ضرب المثل یوں ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔ ان البغات

بارضنا یستنسر

اور مثل میں تغیر جائز نہیں ہے۔ چنانچہ حریری نے ایک جگہ صرف لا بڑھا کر یوں کہا۔ ان البغات

بارضنا لا یستنسر۔ اس پر ادباء کا اعتراض ہے۔ سوا اس کے بقہ مؤنث اور یستنسر میں ضمیر مذکر

ہے۔ تستنسر چاہئے اور اخذ میں مرزا قادیانی صیغہ کا خیال ہی نہیں فرماتے۔ مذکر کی جگہ مؤنث اور

اس کے برعکس۔ اس کی مثال آگے بھی ملے گی۔ دیکھو شعر ۱۸، ۲۹۔

۴۷.....

فلما اعتدی واحسن صحبی انه

یصرّ علی تکذیبہ لا یقصر

مصرعہ اولیٰ بے وزن ہے۔ تقطیع: فلمع فعولن، تدی واحسن مفاعلتن۔

۴۸.....

دعوه لیهن لموت مزور

مضل فلم یسکت ولم یتحسر

دو غلطیاں ہیں:

۱..... مصرعہ اولیٰ بے وزن ہے۔

۲..... قافیہ میں عیب اقواء ہے، لم یتحسر ہوگا۔

۴۹.....

وکذب اعجاز المسیح وایہ

وغلطہ کذبا وکان یزور

غلط کذبا خلاف محاورہ ہے کلام عرب سے۔ اس کی سند پیش کیجئے۔ کیونکہ غلط میں ابہام نہیں ہے جو تمیز کا محتاج ہو۔ مرزا قادیانی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تمیز کہاں لاتے ہیں۔ اس کے سوا مصرعہ ثانیہ بھرتی کا ہے۔ ثانیاً یزور میں تکرار قافیہ ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر چوتھے شعر میں یزور موجود ہے۔ اس کو علم القوافی میں عیوب میں شمار کیا ہے۔

۵۰.....

وقیل لاملأء الکتاب کمثلہ

فقال کجاہل العجب انی ساسطر

مصرعہ اولی بالکل خلاف قواعد ادب ہے۔ قول کا صلہ لام کے ساتھ آتا ہے۔ لیکن لام اس پر لاتے ہیں جس سے کہتے ہیں نہ اس بات پر جس کو کہنا چاہتے ہیں۔ دیکھو قرآن مجید ”واذ قلنا للملئکة اسجدوا، وقلنا لہم کونوا قردة خاسئین“ اس کی اصلاح اس طرح ہوسکتی ہے۔ وقیل لہ امل الکتاب بمثلہ۔ یا یوں کہئے۔ وقیل لہ ہات الکتاب کمثلہ۔ یا یوں کہہ دیجئے۔ وقیل لہ ات الکتاب بمثلہ۔

۵۲.....

وکذبنی بالبخل من کل صورة

وخطأنی فی کل وعظ اذکر

کذب کے بعد مکذب بہ (جس کی تکذیب کی جائے) آتی ہے۔ چنانچہ لغت میں ہے۔ کذب بالامر تکذیباً ای انکرہ وجحدہ اور قرآن مجید میں بھی اسی طرح ہے۔ کذبوا بالحق، کذبوا بایاتنا کذاباً اور یہ ظاہر ہے کہ بخل مکذب بہ نہیں ہے۔ پھر اس پر

۳۰

مرزا قادیانی کا بالانا بجز اس کے کہ وہ محاورات کا مقصود تو یہ تھا کہ بخل کی وجہ سے نبوت کے لیکن مترجم نے با بخل کا فائدہ نہیں سمجھا۔ اس صورت ”بھی ایک ادیب کی نگاہ میں ک کرتے۔ جس میں مرزا قادیانی نے یہاں مرزا قادیانی کے انہیں تھوڑے سے اشعار اصلاح یوں ہوسکتی ہے۔

وکذبنی ولا من

۵۳.....

فافردت الم

وفی الحی ص

معلوم نہیں مرزا قادیانی کے دم چھوڑ گئے۔ شاید مولوی ثناء اللہ کا ان پر اثر زندہ درگور ہو گئے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے

۵۴.....

لضدی لالی

وکان لح

کژدم کی نیش کو کینہ کی وجہ سے مرزا قادیانی کو حکیم شیرازی کا قول بھی یاد نہ

نیش عقرب

مقتضاء

اس کے سوا اس کے قبل تیسرے۔ اس کے بعد ص ۴۳ شعر ۵ کی نسبت

وحی اللہ تعالیٰ جل شانہ“

۵۶.....

فالف تھ

لمغزی ب

اس پہ فوضحتی چاہئے عند قصور ہے۔ یہ تو ان کے خدا کی وحی ہے

مرزا قادیانی کا با لانا بجز اس کے کہ وہ محاورات عرب سے ناواقف ہوں اور کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ شاعر کا مقصود تو یہ تھا کہ بخل کی وجہ سے نبوت کے دعویٰ میں اس نے ہر صورت سے مجھے کاذب ٹھہرایا۔ لیکن مترجم نے بالبخل کا فائدہ نہیں سمجھا۔ اس لئے ترجمہ میں چھوڑ دیا۔ اس کے سوا ”من کل صورة“ بھی ایک ادیب کی نگاہ میں کھٹکتا ہے۔ اہل عرب صورة کا استعمال اس معنی میں نہیں کرتے۔ جس میں مرزا قادیانی نے یہاں کیا ہے۔ یہ اہل ہند کا محاورہ ہے۔ یہ شعر بھی غالباً مرزا قادیانی کے انہیں تھوڑے سے اشعار سے ہے جو ان کے فکر سلیم کا نتیجہ ہیں۔ مصرعہ اولیٰ کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے۔ وکذبنی ولامنی واذلنی۔

۵۳..... فافردت افراد الحسین بکربلا

وفی الحی ضربا مثل من کان یقبر

معلوم نہیں مرزا قادیانی کے وہ اصحاب جنہوں نے رب کریم سے دعا کی تھی۔ کیوں تنہا چھوڑ گئے۔ شاید مولوی ثناء اللہ کا ان پر اثر ہوا اور انہوں نے جھوٹا سمجھ کر چھوڑ دیا اور مرزا قادیانی زندہ درگور ہو گئے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے بھی دوسرے مصرعہ میں اقرار کیا ہے۔

۵۴..... تعدی لانکاری وانکار آیتی

وکان لحقد کالعقارب یابر

کژدم کی نیش کو کینہ کی وجہ سے ٹھہرانا غلطی ہے۔ بلکہ وہ اس کی طبیعت کا تقاضا ہے۔ کیا مرزا قادیانی کو حکیم شیرازی کا قول بھی یاد نہیں۔

نیش عقرب نہ از پی کین ست

مقتضائے طبیعتش این ست

اس کے سوا اس کے قبل تیسرے شعر میں بعینہ یہی مضمون ہے۔ اس لئے یہ شعر بیکار ہے۔ اس کے بعد ص ۲۲ شعر ۵ کی نسبت مرزا قادیانی یوں ارشاد فرماتے ہیں: ”هذا الشعر من وحی اللہ تعالیٰ جل شانہ“

۵۶..... فألفت هذا النظم اعنى قصيدتى

ليخزي ربي كل من كان يهذر

اعنى قصيدتى چاہئے عنى بالقول کا محاورہ ہے۔ لیکن اس میں مرزا قادیانی کا کیا قصور ہے۔ یہ تو ان کے خدا کی وحی ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔

۵۷.....

وهذا على اصراره في سؤاله

فكيف بهذا لمسئل الحصى وانهر

اصرار کے معنی کسی امر پر اڑ جانے کے اس وقت ہوتے ہیں جب کہ اس کا صلہ علی ہو۔ جیسے امر علی الامر یعنی فلاں امر پر اڑ گیا۔ اس کا صلہ فی لانا غلط ہے۔

۵۸.....

وليس علينا في الجواب جريمة

فنهدى له كالا كل ما كان يبذر

مرزا قادیانی نے دوسرے مصرعہ کا ترجمہ غلط کیا ہے: ”اور ہم اس کو ہدیہ کے طور پر اس چیز کا پھل دیتے ہیں جو اس نے بویا تھا۔ صحیح ترجمہ یوں ہوگا اور ہم ہدیہ دیتے ہیں اس کو جو اس نے بویا تھا۔ پھلوں کی طرح۔“

۶۰.....

وهذا قضاء الله بيني وبينهم

ليظهر ايتهم وما كان يضمهم

مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔

۶۳.....

ايا محسني بالحمق والجهل والرعاه

رویدك لا تبطل صنيعك واحذر

اس میں چار غلطیاں ہیں:

۱.....۰ جس پر احسان ہوتا ہے وہ بلا واسطہ کے مفعول نہیں ہوتا۔ جیسا مرزا قادیانی نے کہا

ہے۔ بلکہ موصول بالی ہوتا ہے۔ جیسا قرآن میں ہے: ”احسن کما احسن اللہ الیک“ شاعر کا مقصود تو یہ تھا کہ اے مجھ پر نیکی کرنے والے۔ لیکن وہ ادا نہ کرسکا۔ یوں کہنا تھا۔ ایہا المحسن الی! اور ایہا محسنی کے معنی ہوئے اے مجھے خوبصورت بنانے والے اور اپنے لئے شاید مرزا قادیانی یہ کہنا پسند نہ فرمائیں گے۔

۲.....۰ ”رویدک“ روید اسماء افعال سے ہے۔ اس کا مفعول بلاواسطہ آتا ہے۔ جیسے روید

زیداً زید کو چھوڑ دے۔ یہاں اس کا مفعول بواسطہ با لانا اور بالحمق والجهل والرعاً کہنا غلط ہے۔

۳.....۰ مضموم چاہئے یہ عیب اقواء ہے۔

۴.....۰ رویدک کے بعد واو عاطفہ لانا چاہئے اور ”ولا تبطل صنيعك“ کہنا تھا۔ یہ لطیفہ

بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرزا قادیانی اپنے محسن کو احمق۔ جاہل وغیرہ وغیرہ خطاب سے یاد

کر

کے عزت افزائی کرتے ہیں۔ ”من لم يشکرا سمجھتا کہ شاعر کا مخاطب اس شعر میں اور اس کے بعد وغیرہ کہنا کس قدر سوء ادبی ہے۔ نعوذ باللہ! اور اگر م اور ان کی بخشش کی تعریف کرنے کے کیا معنی۔ جیسا کہ

الشتم بعد الغون

اتنسی ندی مدوم

۶۵.....

تری کیف اغبرت

اذا القوم آذونی ب

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۰ ۱ اگر صیغہ اغبرت پڑھیں تو وزن فاسد ہ

صحیح - لیکن معنی غلط -

۰ ۲ اغبر السماء ای جدد وقع مطر

ہوئی۔ شاعر نے اس کو ہا کر کے ساتھ متعدی کر کے پ اس کے ایسے موقع میں عرب غبروا کا استعمال
نہی

۶۶.....

فلا تسخرن منہ

ولا تبخلن بعف

مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے - بخل کون ہے -

۶۸.....

یا جیفۃ الاشوا

بما قلمت من

مصرعہ اولی کا ترجمہ مرزا قادیانی یو تمہارے گھر آئے ہیں۔“ - فا کے معنے گھر نہیں یا جیفۃ الاشواق
فناء کم ”ترجمہ: سائبان میں۔ اب حضرات ناظرین مجھے بتائی جتنا موجود ہے تو پھر مختصر کے
تکرار سے کیا فائدہ

کے عزت افزائی کرتے ہیں۔ ”من لم يشكر الناس لم يشكر الله“ اس کے سوا میں نہیں سمجھتا کہ شاعر کا مخاطب اس شعر میں اور اس کے بعد کون ہے۔ اگر خدا ہے تو رویدک باحق واجہل وغیرہ کہنا کس قدر سوء ادبی ہے۔ نعوذ باللہ! اور اگر مولوی ثناء اللہ ہیں تو ان کو معین، منان، ناصر کہنا اور ان کی بخشش کی تعریف کرنے کے کیا معنی۔ جیسا کہ اس کے بعد ہے۔

الشتّم بعد العون والمن والندی

اتنسی ندی مد وما کنت تنصر

۶۵..... تری کیف اغبرت السماء بآبہا

إذا القوم آذونی وعابوا وغبروا

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۰..... ۱ اگر صحیح اغبرت پڑھیں تو وزن فاسد ہوتا ہے اور اغبرت بسکون الرا پڑھیں تو وزن

صحیح - لیکن معنی غلط -

۰..... ۲ اغبر السماء اے جدد وقع مطره واشتد ان کے معنی آسمان سے زور کی بارش

ہوئی - شاعر نے اس کو با کے ساتھ متعدی کر کے بآبہا کہا۔ اس کی سند چاہیے۔ ورنہ غلط ہے۔ سوا اس کے ایسے موقع میں عرب غبروا کا استعمال نہیں کرتے۔ عجمی محاورہ ہے۔

۶۶..... فلا تغترربجہل غی وبقوة

ولا تبخلن بعد النوال وفکر

مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے۔ فکڑ ہوگا اور معلوم نہیں مرزا قادیانی کا مخاطب یہاں کون ہے۔

.....۶۸ باجنحة الاشواق جئنا فناء کم

بنما علمت منکم عطایا فنحضر

مصرعہ اولیٰ کا ترجمہ مرزا قادیانی یوں کرتے ہیں: ”ہم شوق کے بازوؤں کے ساتھ تمہارے گھر آئے ہیں۔“ فناء کے معنی گھر نہیں۔ بلکہ سائبان ہیں۔ عبارت یوں ہوئی۔ ”جئنا باجنحة الاشواق فناء کم“ ترجمہ: صحیح یوں ہوا۔ ہم لائے شوق کے بازوؤں کو تمہارے سائبان میں۔ اب حضرات ناظرین مجھے بتائیں کہ اس مجذوب کے بڑ کا حاصل کیا ہوا۔ ثانیاً جب جئنا موجود ہے تو پھر حضر کے تکرار سے کیا فائدہ ہوا۔

وان كنت قد ساء تك امر خلافتے

فسل مرسلی ماساء قلبك واحصر

اولاً پہلا مصرعہ ماخوذ ہے امرء القیس کے مصرعہ اولیٰ سے۔

وان تك قد ساء تك منی خلیقہ

فسلی ثیابی من ثیابك تنسل

لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی عادت کے موافق اس اخذ میں تذکیر اور تانیث کا خیال نہ فرمایا اور ان کے خدا نے بھی بذریعہ وحی ان کو اس کی خبر نہ دی۔ امرء القیس کے مصرعہ میں خلیقہ مونث ہے۔ اس لئے ساءت بھی صیغہ مونث لایا گیا۔ مرزا قادیانی کے ہاں امر مذکر اور صیغہ مونث۔

بدوزد طمع دیدہ ہوشمند

یونہی کہہ دیتے۔

وان كنت قد ساء تك منی خلافتی

ثانیاً دوسرے مصرعہ میں عجیب اقواء ہے۔ ہاں ترجمہ کی لطافت کو بھی ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ”اگر تجھے میری خلافت بری معلوم ہوئی ہے تو میرے بھیجنے والے کو بہت اصرار سے پوچھ کہ کیوں ایسا کیا“

اتنکر نی واللہ نور دعوتی

اللعن من هو مثل بدر منور

مصرعہ ثانیہ ہے - تقطیع اللع فعول ن من ہو مث مفاعلتن ل بدر فعولن منور مفاعلن -

۷۱.....

وانی قتیل الحب فاعشوا قتیلہ

ولا تحسبونی مثل نعش ینکر

مرزا قادیانی نے مصرعہ ثانیہ کا ترجمہ یوں کیا ہے: ”اور مجھے اس جنازہ کی طرح مت سمجھ لو جس کی بیٹ بدل گئی اور وہ شناخت نہ کیا جائے۔“

مدعی نبوت نے نعش کے معنی جنازہ لکھا ہے - اردو میں نعش بمعنی جنازہ آتا ہو - لیکن عربی میں نہیں آتا - نعش اس پلنگ کو کہتے ہیں جس پر جنازہ لے جاتے ہیں - کیا اس پلنگ کی بھی بیٹ بدلتی ہے اور پہچانی نہیں جاتی - جب آئمہ لغت کی اصطلاح کی مرزا قادیانی کو خبر نہیں تو

۳۴

آسمانی وحی کا خدا حافظ ہے -

تو کارے

کہ با آ

اس کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے -

یہ بات کھٹکتی ہے کہ مرزا قادیانی خواہ قتیل دو مرنے کے بعد بھی بھوت بن کر لوگوں کو ستائیں

۷۳.....

اطوف لمرض

واسعے وال

مصرعہ اولیٰ میں اگر مرضات بفتح لمرضاً حل چاہئے اور بسکون را پڑھیں تو وزن

۷۴.....

اذا بت محبتہ

وہبت علی

مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے - خو

۷۵.....

ذرو لحرص ق

غبار عظام

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱.....

حرص کا صلہ علیٰ اور تفتیش کا صلہ عن

الشی محاورہ ہے - عبارت یوں ہونی چاہئیے

۲.....

غبار عظامی میں خبر مقدم کی ضرر درست ہوتا ہے - اس کے سوا غبار جو یہاں یقیناً صراصر ہے -

۳.....

بقاعدہ علم القوافی صراصر کا قافیہ

۷۷.....

دعانی حس

وہولی عل

کیا مرزا قادیانی کو مولوی ثناء ال اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسام فولاد کی

آسمانی وحی کا خدا حافظ ہے۔

تو کارے زمین را نکو ساختی

کہ با آسمان نیز پرداختی

اس کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے۔ ولا تحسبونی مثل میت ینکر۔ علاوہ اس کے یہ بات کھٹکتی ہے کہ مرزا قادیانی خواہ قتیل دوست ہی سہی لیکن مردہ سے خوف کی کوئی وجہ نہیں۔ کیا مرنے کے بعد بھی بھوت بن کر لوگوں کو ستائیں گے جو خوف دلا رہے ہیں۔

۷۳..... اطوف لمرضات الحبيب كهائم

واسعی الی مستهام ومغبر

مصرعہ اولیٰ میں اگر مرضات بفتح الراء پڑھیں تو وزن فاسد ہے۔ تقطیع اطوف فعول لمرضا فعل چاہیے اور بسکون را پڑھیں تو وزن صحیح مگر لفظ غلط ہے۔

۷۴..... اذا بثت محبته عظامی جمیعہا

وہبت علی نفسی ریاح تکسر

مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ خط کھینچ دیا ہے تقطیع کر کے کہاں تک بتاؤں۔

۷۵..... ذرو لحرص تفتیشے فانی مغیب

غبار عظامی قد سفتھا صراصر

اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱.....۰ حرص کا صلہ علیٰ اور تفتیش کا صلہ عن آتا ہے۔ چنانچہ حرص علیٰ الشی تفتیش عن

الشی محاورہ ہے۔ عبارت یوں ہونی چاہئے: ”ذرو الحرص علی التفتیش عنی“

۰.....۲ غبار عظامی میں خبر مقدم کی ضرورت نہیں۔ جب کہ عظامی غبار کہنے سے بھی وزن

درست ہوتا ہے۔ اس کے سوا غبار جو یہاں موصوف ہے اپنی صفت سے بھی قریب ہوگا۔ جو ”قد سفتھا صراصر“ ہے۔

۰.....۳ بقاعدہ علم القوافی صراصر کا قافیہ غلط ہے۔ اس کو عیب سناد التأسیس کہتے ہیں۔

۷۷..... دعانی حسام لا يؤخر وقعه

وصولی علی اعداء ربی مفقر

کیا مرزا قادیانی کو مولوی ثناء اللہ اور محمدی بیگم کے رشتہ داروں کے لئے بددعا یاد نہیں۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسام فولاد کی نہیں بلکہ کاٹھ کی نمائش ہے۔

۷۸.....

وإني ابليغ عن مليكى رسالة

وإني على الحق المنير ونير

اگر ابليغ بسكون غين پڑھیں تو وزن درست - لیکن لفظ اور معنی فاسد ہوں گے اور صحیح ابليغ پڑھیں تو وزن فاسد۔ ثانیاً مرزا قادیانی نے مصرعہ ثانیہ کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی الحق کو ان کی خبر سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ ان کی خبر یہاں محذوف ہے۔ ”علی الحق المنیر“ خبر نہیں بن سکتی۔ یہاں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف اور مترجم دو شخص ہیں۔

۸۰.....

مکین امین مقبل عند ربہ

مخلص دین الحق مما يحشر

مرزا قادیانی نے مصرعہ اولیٰ کے ترجمہ میں مقبل کے لفظ کا ترجمہ چھوڑ دیا اور فی الواقع یہ لفظ یہاں مہمل ہے۔ شاید مرزا قادیانی نے مقبل کو مقبول کے معنی میں سمجھا اور لکھ گئے۔ لیکن مقبل بمعنی مقبول نہیں آتا۔

۸۱.....

ومن فتن یخشی علی الدین شرھا

ومن محن کانت کصغر تکبر

خشی لازم ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ”فخشینا ان یرہقہما طغیانا وکفرا“ اس کا مجہول یخشی کیونکر ہو گیا۔ ہاں تخشیہ متعدی ہے۔ جس کے معنی ڈرانے کے ہیں تو ”یخشی“ چاہئے لیکن اس وقت مصرعہ بے وزن ہو گا۔

۸۲.....

اری ایتۃ عظمیٰ ونجت از دوکم

فہل فاتک او ضیغم او اخبر

دوسرا مصرعہ بے وزن ہے۔ اس کے سوا شعر مہمل جنکا کچھ حاصل نہیں۔ نہ معلوم مرزا قادیانی کو شیر، بھیڑیے وغیرہ کی کیوں تلاش ہے۔ وہ بن میں جا کر تلاش کریں سب ملیں گے۔

۸۳.....

وقال ثناء اللہ لی انت کاذب

فقلت لک الویلات انت ستحسر

اور مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے میں نے کہا کہ تیرے پرواویلا ہے تو عنقریب ہلاک کیا جائے گا۔

دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے۔ امرء القیس کے مصرعہ ثانیہ سے پورا شعریوں ہے۔

ویوم دخلت ال

فقال لک ال

لیکن اخذ قبیح بلکہ اقبح ہے۔ اس سے اے امرء القیس تجھ پر خرابیاں ہیں۔ کیونکہ تو اللہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تجھ پر واویلا ہونے میں شاعر کا کیا نفع اور کیا شوق ہے۔

۸۴.....

تعالوا جمیع

واملوا کمث

اولاً مصرع اولیٰ کا وزن فاسد ہے صحیح ترجمہ یوں ہے۔ مجھے چھوڑو اور با اختیار کر

۸۶.....

وخیر خصال

فتوبوا الی ال

جب کہ انسان کے عمدہ خصائل میں چاہئے۔ مرزا قادیانی دوسرے مصرعہ میں تو ب بجائے خوف کے خوشی مناتے ہیں۔ معلوم نہیں مکر و فریب کا کارخانہ ہی کیوں چلتا۔

۸۷.....

سئمنا تکال

تمادت لیال

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱.....

مصرعہ اولیٰ ماخوذ ہے۔ لبید ابن ال

صفءه ۱۲۶ - ءارى ٲے

ولقد سئمت

وسوال هذا

يا اس شعر سے

سئمتا تءال

ثمانين ءو

سئمت الشئ . اور سئمت من الشء

ویوم دخلت الخدر خدر عنیزة

فقلت لك الويلات انك مرجلی

لیکن اخذ قبیح بلکہ اقبیح ہے۔ اس لئے کہ امرء القیس کی محبوبہ عنیزہ اس سے کہتی ہے کہ اے امرء القیس تجھ پر خرابیاں ہیں۔ کیونکہ تو مجھے پیدل کرنے والا ہے اور یہاں شاعر مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تجھ پر واویلا ہے۔ عنقریب ننگا کیا جائے گا۔ نہ معلوم ان کے ننگا ہونے میں شاعر کا کیا نفع اور کیا شوق ہے۔

.....۸۴

تعالوا جميعاً والحقوا اللامكم

واملوا كمثلی اودرونی وخیروا

اولاً مصرع اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً خیر کے معنی با اختیار کرنا ہے نہ با اختیار سمجھنا۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ مجھے چھوڑو اور با اختیار کرو۔

.....۸۶

وخیر خصال المرء خوف وتوبة

فتوبوا الى الله الكريم وابشروا

جب کہ انسان کے عمدہ خصائل میں خوف اور توبہ ہے تو پھر انسان کو دونوں کا پابند ہونا چاہئے۔ مرزا قادیانی دوسرے مصرعہ میں توبہ کی نصیحت کرتے ہیں اور خوف نہیں کرتے۔ بلکہ بجائے خوف کے خوشی مناتے ہیں۔ معلوم نہیں خوف کیوں اڑا دیا۔ ہاں! اگر خوف ہوتا تو پھر یہ مکر و فریب کا کارخانہ ہی کیوں چلتا۔

سئمنا تکالیف التطاول من عدا

تمادت لیالی الجور یاربی انصر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱..... مصرعہ اولیٰ ماخوذ ہے۔ لبید ابن ابی ربیعہ صاحب معلقہ رابعہ کے اس شعر سے

ولقد سئمت من الحیاة وطولها

وسوال هذا الناس کیف لبید

یا اس شعر سے

سئمنا تکالیف الحیوة ومن یعش

ثمانین حولاً لا ابالك یسئم

سئم الشی اور سئم من الشی محاورہ ہے۔ چنانچہ دونوں کی مثال دونوں شعر میں

ہے۔ لیکن جناب مرزا قادیانی نے دونوں محاوروں کو ایک ہی جگہ جمع کر کے یوں فرمادیا۔

سئمننا تکالیف التطاول من عدا

۲..... عدا کا املا غلط۔ یوں چاہئے۔ عدی۔

۳..... شعر میں عیب اقواء ہے۔

۸۸..... وجئتک کالموتی فاحیی امورنا

نحن امامک کالمساکین فاغفر

دو غلطیاں ہیں:

۱..... اگر امامک صحیح پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون کاف پڑھیں تو وزن صحیح مگر خلاف

قاعدہ۔

۲..... فاغفر ہوگا۔ عیب اقواء ہے۔

۹۰..... طردنا لوجهک من مجالس قومنا

فأنت لنا حب فرید وموثر

۹۱..... الہی بوجهک ادرك العبد رحمة

ولیس لنا باب سواک ومعبر

ان دونوں شعر کا حال شعر ماقبل کا سا ہے یا وزن فاسد یا خلاف قاعدہ۔

۹۲..... الی ای باب یا الہی تردنی

ومن جئته بالرفق يزرو يصعر

عیب اقواء ہے - یصعر ہوگا۔

۹۳..... صبرنا علی جور الخلائق کلهم

ولكن علی هجر سطا لا نصبر

مصرعہ ثانیہ ہے وزن ہے۔

۹۴..... تعال حییبی انت روحی وراحتی

وان كنت قد الست ذنبی فسقر

اولاً تسقیر کے معنی معاف کرنے کے کس لغت میں ہیں۔ کیا یہ بھی کوئی الہام لغوی ہے۔

۲..... عیب اقواء ہے - سقر ہوگا۔

۹۵..... بفضلک انقذ وعصمنا من العدا

وان جمالك قاتلی فأت وانظر

اولاً دوسرے مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً عیب اقواء ہے۔ اس پر العدیٰ کا املا غلط۔

سوا اس کے یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کو کسی امر کے دیکھنے کے لئے وہاں جانے کی حاجت ہے۔ مسلمانوں کا خدا اس سے بے نیاز ہے۔

۹۶..... وفرج کروبی یا الہی ونجنی

ومزق خصیمی یا نصیری وعفر

عیب اقواء ہے۔

۹۸..... انا المنذر العریان یامعشر الوری

اذکرکم ایام ربی فابصروا

معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ کرایہ کا ہے اور ترجمہ مرزا قادیانی کا۔ اس لئے ایام ربی کا ترجمہ خدا کے دن کیا۔ ورنہ واقف کار اس پر استہزاء کرتے ہیں۔ ایام اللہ ایک خاص محاورہ ہے۔ جس کے معنی عذاب الہی اور نعمت الہی کے ہیں۔

۱۰۰..... دعوا حب دنیا کم وحب تعصب

ومن یشرب الصہباء یصبح مسکر

یصبح افعال ناقصہ سے ہے۔ خبر کو نصب کرتا ہے۔ اس لئے مسکراً ہوگا اور قصیدہ کا مجری رفع ہے۔ اسی کو علم القوافی میں اصراف کہتے ہیں۔ یہ بھی سخت ترین عیب ہے اور واجب الاجتناب ہے۔ اس کے سوا مصرعہ ثانیہ کا یہ ترجمہ (کہ جو شخص رات کو شراب پیئے گا وہ صبح خمار کی تکلیف اٹھائے گا) غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ ”جو شراب پیئے گا اسے نشہ ہوگا۔ بھلا جب قصیدہ بھاڑے کا مستعار ہوا اور ترجمہ خود ایجاد، تو دونوں میں جوڑ مشکل ہے۔“

۱۰۱..... وکم من هموم قد رأینا لاجلکم

ونضرم فی قلب اضطراباً ونضجر

مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

۱۰۲..... اصیح وقد فاضت دموعی تالماً

وقلبی لکم فی کل ان یوغر

ترجمہ..... میں آواز مارتا ہوں اور میرے آنسو درد سے جاری ہیں۔

مرزا قادیانی نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ واؤ حالیہ ہے۔ عاطفہ نہیں۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔

”میں چیختا ہوں جب کہ درد سے آنسو جاری ہیں۔“ یہ رونا چلانا بے صبری صفت مذمومہ ہے۔ البتہ

درد کے وقت صبر کرنا صفات محمودہ میں سے ہے۔ عرب بھی روتے تھے اور ان کے بھی آنسو بہتے تھے۔ مگر کبھی کسی معشوق کے فرط اشتیاق میں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ امرء القیس کہتا ہے۔

ففاضت دموع العين منى صباة

على النحر حتى بل دمعى محملي

غالباً یہ مرزا قادیانی کا مصرعہ بھی اسی سے ماخوذ ہے۔

.....۱۰۳ فصل ايها القارى اخاك ابا الوفا

لما يخذع الحمقى وقد جاء منذر

اگر مرزا قادیانی ہوتے تو میں پوچھتا کہ کیا ہر قاری مولوی ثناء اللہ کا بھائی ہے۔ مرزائی بھی؟ ہرگز نہیں مرزا قادیانی کو یوں فرمانا تھا۔ اے مولوی ثناء اللہ کے طرفدار! اپنے بھائی ثناء اللہ سے پوچھ۔ کیا دعویٰ اعجاز اور بلاغت یہی ہے کہ اپنا مطلب بھی نہیں ادا کر سکے۔ اس کے سوا سوال کا صلہ عن آتا ہے نہ لام۔ جیسا کہ اس میں سوال کا صلہ لام ہے۔

.....۱۰۴ الارب خصم قد رايت وجداله

وما ان رأينا مثله من يزور

پہلا مصرعہ امرء القیس کے مصرعہ سے ماخوذ ہے۔

الارب خصم فيك الوى ردده

معلقہ اولیٰ، ایک ظریف طبع کہہ سکتا ہے کہ شاعر نے اپنے زمانہ میں بہت سے خصم دیکھے۔ مگر مولوی ثناء اللہ ان کا بڑا خصم تھا۔ جس نے ناک میں دم کر ڈالا۔

صفحہ ۱۳۰ - جاری ہے

..... ۱۰۵ عجبت لمبحثہ الی ثلث ساعة

اکان محل البحث او کان میسر

مصرعہ ثانیہ میں عیب اسراف واجب الاجتناب ہے - میسر آخر ہو گا -

..... ۱۰۸ فما الخوف في هذا الوغيا ابا الوفا

لمثل حسين او طفلا واصغر

اولیٰ وغیٰ مونث ہے - ہذہ الوغیٰ ہو گا - اس وقت مصرعہ کا وزن فاسد ہو گا - ثانیاً وغیٰ کا املا غلط ہے -
ثالثاً مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے -

..... ۱۰۹ واني اری رأسهم دود نخوة

اور میں ان کے سر میں تکبر کے کیڑے دیکھتا ہوں - یہ شعر بھی غالباً حضرت

۴۰

(مرزا قادیانی) کا ہے - اس لئے کہ عرب کے

..... ۱۱۰ وان کان شان

فاین بهذا لو

اس میں دو غلطیاں ہیں:

• ۱ حوله چاہئے جو کہ غلط ہے - اعلام

• ۲ حوله منصوب ہو گا کیونکہ شان کا م

صفحہ ۱۳۰ - جاری ہے

..... ۱۱۱ امیت بقبرا

ومن کان له

عجیب اقواء ہے - مجرور ہوگا۔

..... ۱۱۲ فقل خلمن

اولا زمر کے معنی گانے کے ہیں

..... ۱۱۳ اغلط اعج

وهیئات ما

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

• ۱ پہلا مصرعہ خلاف محاورہ ہے - ای

• ۲ غلط کا ترجمہ 'غلطیاں نکالیں' غ

• ۳ ہیئات کوئی لفظ نہیں - ہاں بیہات

• ۴ ماحول الجہول السـ

ہے سحر کا۔ لہذا منصوب ہوگا نہ مرفوع۔ دوم یہاں ظرف اور عامل ظرف کے درمیان اعجاز اور بلاغت پر۔

..... ۱۱۴ وان کان فی

فمالک لات

مصرعه اولیٰ محاوره کرے ءلاف ه

وان كان في

كما قال المتنبي

(مرزا قادیانی) کا ہے۔ اس لئے کہ عرب کے ایسے خیالات نہیں یہ کسی ہندی کا کلام ہے۔

۱۱۰..... وان كان شان الامرا رفع عندكم

فاین بھذا لوقت من شان جولر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱..... جولرہ چاہئے جولر غلط ہے۔ اعلام میں ایسا تبدل درست نہیں۔

۲..... جولراً منصوب ہوگا کیونکہ شان کا مفعول بہ ہے۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۱۱۱..... امیت بقبر الغي لا ینبری لنا

ومن كان لیثاً لا محالة یزئر

عیب اقواء ہے۔ یزئر ہوگا۔

۱۱۲..... فقل خذمزا میر الضلالة وازمر

اولاً زمر کے معنی گانے کے ہیں نہ بجانے کے۔ ثانیاً عیب اقواء ہے۔

۱۱۳..... اغلط اعجازی حسین بعلمه

وهیات ماحول الجهول یتسخر

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱..... پہلا مصرعہ خلاف محاورہ ہے۔ ایک ادیب یوں کہے گا۔ غلطنی الحسین فی کتاب الاعجاز۔

۲..... غلط کا ترجمہ ”غلطیاں نکالیں“ غلط کیا ہے۔

۳..... بیات کوئی لفظ نہیں۔ ہاں بیہات اسماء افعال سے ہے۔

۴..... ماحول الجہول اتسخر نحو کے رو سے صحیح نہیں۔ کیونکہ حول الجہول ظرف

ہے تسخر کا۔ لہذا منصوب ہوگا نہ مرفوع۔ دوسرے ہمزہ استفہام کو صدر کلام میں ہونا لازمی ہے اور یہاں ظرف اور عامل ظرف کے درمیان میں ہے۔ افسوس ہے جناب مرزا قادیانی کے اس اعجاز اور بلاغت پر۔

۱۱۴..... وان كان في شيء يعلم حسينكم

فمالك لاتدعوه والخصم يحصر

مصرعہ اولیٰ محاورہ کے خلاف ہے۔ صحیح محاورہ یوں ہے۔

وان كان في شيء من العلم حسينكم

كما قال الحمصي ليس من الشرف في شيء وان هلا

ونحسبہ کالحوث فات بنظمہ

۱۱۵.....

”اور ہم تو اس کو ایک مچھلی کی طرح سمجھتے ہیں پس اس کی نظم سن کر۔“ فات بنظمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ کیا اب بھی معزز ناظرین یہی فرمائیں گے کہ مؤلف اور مترجم ایک ہی صاحب ہیں۔ مرزا قادیانی نے دوسرے مصرعہ میں فرمایا ہے کہ: ”جب وہ شعر کے بحروں میں سے کسی بحر میں داخل ہوگا تو ہم اس کو شکار کر لیں گے اور پکڑ لیں گے۔“ لیکن مجھے افسوس ہے مرزا قادیانی کی قسمت پر کہ خود ہی بحر طویل میں شکار ہو گئے۔

إذا ما ابتلاه الله بالارض سخطه

۱۱۷.....

بلا بل قالوا مکرم ومعزر

اولاً سخطہ لفظ صحیح ہے سخطہ - ثانیاً مرزا قادیانی نے جس دلیل سے مکہ کو شروع قصیدہ میں منصرف کہا ہے اس سے بلا بل بھی منصرف ہوگا۔ بلائل مونث چاہیے۔ اس وقت مصرعہ بے وزن ہوگا۔

وما العز الا بالضروع والتقى

۱۱۸.....

وبعد من الدنيا وقلب مطهر

عیب اقواء ہے۔ سوا اس کے مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: ”اور عزت تو پرہیز گاروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دنیا سے علیحدہ ہوتے اور دل پاک کرتے ہیں۔“ حضرات ناظرین! ذرا ترجمہ کو

دیکھئے اور داد دیجئے اسی لئے میں نے نہایت صحیح عرض کیا ہے کہ مؤلف اور مترجم میں پچھم اور پورب کا فرق ہے۔

وان حیات الغافلین لذلة

۱۱۹.....

فسل قلبه زاد الصفا او تکدر

اولاً حیاة کا املا صحیح یہ ہے نہ بقاء طویل۔ ثانیاً تکدر ماضی مبنی علی الفتح ہے۔ اس میں عیب اصراف واجب الاجتناب ہے۔

اذا نحن بارزنا فباين حسينكم

۱۲۰.....

وان كنت تحمده فاعلن واخبر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱..... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

۲..... عیب اقواء ہے۔ اخبر ہوگا۔

۴۲

وان قط

۱۲۳.....

له خي

- یری اسے اگر رؤیت عینی افعال قلوب سے یری ہے تو اس کا م کا املاء غلط ، اس پر بھی مصرعہ
ادنیٰ ما

لعمرك

فیستق

۱۲۷.....

نسیم ا

اولاً دوسرا مصرعہ ماخوذ بـ

اذا قام

نسیم ا

اور اخذ میں کوئی بات نہ تعطر چاہئے۔

ثلاثة ا

۱۳۲.....

ومنہم

عیب اقواء ہے۔

وکیف

۱۳۷.....

یعز

نفس مونث ہے تصریہ

وان ک

۱۳۸.....

فکید

مصرعہ ثانیہ کا وزن فا

عقر

۱۴۰.....

ب

کیا مرزا قادیانی کا پر اسی مغلوب خدا کی وحی آتی ہے

۱۲۳.....

وان قضاء الله ما يخطئ الفتى

له خافيات لا يراها مفكر

یہا سے اگر رؤیت عینی مراد ہے تو مفکر کا کام تو فکر ہے نہ آنکھوں سے دیکھنا اور اگر افعال قلوب سے یریٰ ہے تو اس کا دوسرا مفعول جس کا ذکر ضروری ہے۔ ندارد۔ علاوہ اس کے یریٰ کا املاء غلط، اس پر بھی مصرعہ اولیٰ ماخوذ ہے طرفہ بن العبد کے مصرعہ سے۔

لعمرك ان الموت ما اخطأ الفتى

۱۲۷.....

فيسقونه مياه الطهارة والعفی

نسیم الصبا تأتي بریا يعطر

اولاً دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے۔ امرء القیس کے مصرعہ ثانیہ سے، پورا شعر یوں ہے۔

اذا قامتا تضوع المسك منهما

نسیم الصبا جأت بریا القرنفل

اور اخذ میں کوئی بات بھی نہیں۔ ثانیاً الریا مونث ہے۔ والریا الرائحة الطيبة تعطر چاہئے۔

۱۳۲.....

ثلاثة اشخاص به قد رايتهم

ومنهم الهی بخش فاسمع و ذکر

عجیب اقواء ہے۔

۱۳۷.....

وکیف تری نفس حقیقۃ وحینا

یصرّ علی کذب وبالسوء یجھر

نفس مونث ہے تصرّ و تجھر چاہئے۔

۱۳۸.....

وان کنت کذابا کما ہوزعمکم

فکیدوا جمیعاً لی ولا تستاخروا

مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔ ہاں تاخر، اگر اس کی جگہ ہو تو وزن صحیح ہوگا۔

۱۴۰.....

عققت بعد صحبتی یا ابا الوفا

بسبّ وتوہین لرّبی سیقھر

کیا مرزا قادیانی کا خدا پہلے سے مغلوب ہے جو بعد میں غالب ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی پر اسی مغلوب خدا کی وحی آتی ہے۔

۱۴۲..... الیک ارد محامدی ردت کلہا

اولاً وزن فاسد، تقطیع الیک فعول ارد محامفا علت۔ ثانیاً ردت کا ترجمہ: میں قصد کرتا ہوں۔ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ میں نے طلب کیا۔

۱۴۴..... ولو کنت کذاباً لما کنت بعدہ

کمثل یہودی ومن یتنصر

ترجمہ: ”اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد میں ایک یہودی اور مرتد نصرانی کے مانند بھی نہ ہوتا۔“ سچ ہے: جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔

یہاں تو صحیح بات زبان سے بے اختیار نکل گئی اور مرزا قادیانی نے اپنے یہودی اور نصرانی ہونے کا اقرار کر ہی لیا۔ کیونکہ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں چونکہ جھوٹا نہیں اس لئے یہودی اور نصرانی ہوں اور یہ اس لئے کہ حرف لو جو شرط کے لئے ہے وہ اگر ماضی پر آئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جزا نہیں پائی گئی۔ کیونکہ شرط نہ تھی اور مرزا قادیانی کے شعر میں جزا منفی ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے بھی ظاہر ہے تو منفی کا انتفاء ثبوت ہوگا۔ یعنی مرزا قادیانی کا یہودی اور نصرانی ہونا تو حاصل یہ ہوا کہ مرزا قادیانی یہودی اور نصرانی ہیں کیونکہ جھوٹے نہیں۔

۱۴۵..... ولکنی من امر ربی خلیفۃ

مسیح سمعتم وعدہ فتفکروا

مسیح موصوف ہے اور سمعتم وعدہ اس کی صفت۔ اب اگر وعدہ کی ضمیر رب کی طرف پھرے تو خلاف قاعدہ نحو ہے۔ کیونکہ اس جملہ میں ایسے ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو موصوف کی طرف

راجع ہو اور بلا ضمیر کے جملہ صفت نہیں ہو سکتا اور اگر وعدہ کی ضمیر کا مرجع مسیح ہے تو مسیح موعود ہے نہ وعدہ کرنے والا۔

۱۴۶..... من القول قول نبینا فتدبروا

بے وزن ہے -

۱۴۸..... ومن یکنن شهادة کان عنده

اولاً بے وزن۔ ثانیاً کان میں ضمیر مذکر ہے جو شہادت مونث کی طرف پھیری گئی ہے۔

۱۴۹..... فلا تجعلوا کذباً علیکم عقوبة

اگر ذال کو کذباً میں ساکن پڑھیں تو وزن صحیح لفظ غلط اور متحرک پڑھیں تو لفظ صحیح وزن فاسد ہوگا۔

ترکت طریق کرام قوم وخلقہم

۱۵۰.....

ہجوت بمدِّ عامداً لتحقر

اولاً مصرع اولیٰ بے وزن ہے۔ ثانیاً لتحقر ہوگا۔ عیب اصراف واجب الاجتناب ہے۔

فجئت خصیماً ایہا المستکبر

۱۵۲.....

بے وزن ہے۔ المتکبر کہئے وزن اور معنی دونوں درست ہو جائیں گے۔

وتلعن من هو مرسل وموقر

۱۵۳.....

وزن فاسد ہے۔

وکل امرء من قوله یستفسر

۱۵۴.....

وزن صحیح نہیں۔

صبرنا علی سب بہ اذیعنا

۱۵۵.....

ولکن علی ما تفتری لا نصبر

دونوں مصرعے بے وزن ہے۔ مصرعہ ثانیہ کی یوں صلاح ہوسکتی ہے: ”ولکن علی ماتفتری کیف نصبر“

ولو كنت كذابا شقيا لضرني

۱۵۷.....

عداوة قوم کذبونی وکفرُوا

کیا مرزا قادیانی نے تاریخ ملاحظہ نہیں فرمائی۔ ہم سے سنو۔ حضرت آپ سے پہلے بہت سے جھوٹے گزرے ہیں اور اہل اللہ نے ان سے مخالفت کی عداوت کی۔ مگر ان کے سر میں درد بھی نہ ہوا تو کچھ تعجب نہیں کہ آپ بھی جھوٹے ہیں اور عداوت سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اس کے سوا پہلا مصرعہ ماخوذ ہے۔ ایک شاعر کے مصرعہ سے: فلو كنت رغدا فی الرجال نصرنی

علی وکیف رموا سہاماً وجمروا

۱۵۸.....

بے وزن ہے۔

رموا کل صخر کان فی اذیا لہم

۱۵۹.....

بغیظ فلم افلق ولم اتحیر

مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے اور ثانیہ میں عیب اقواء ہے لم اتحیر ہوگا۔

• ۱۶۰

والقی من سب الی الخنجر

اولاً القاء الخنجر محاورہ نہیں۔ ثانیاً اگر قافیہ کو خنجر پڑھیں تو وزن غلط اور ختار پڑھنے میں عیب سناد التاسیس ہے۔

• ۱۶۱

وقالوا کذوب مفند غیر صادق

فقلنا اخسوا ان الخفایا ستظهر

یہ شعر واقعی الہامی ہے۔ کیونکہ اس میں پیش گوئی ہے کہ مخفی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ سچ ہے کہ جب جھوٹا سچے کے روبرو ہلاک ہو گیا تو پھر آگے کیا رہ گیا؟ وہ راز طشت از بام ہو گیا۔

• ۱۶۲

وسمون دجالاً وسمون ابتر

ابتر مفعول ہے۔ اس لئے منصوب ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

• ۱۶۵

علی حصوا زمع الاناس وثوروا

حُصُو کوئی لفظ نہیں البتہ حِصُو صحیح اور یہی مقتضائے مقام ہے۔ لیکن اس وقت وزن فاسد ہے۔

• ۱۶۷

انی واثق اللہ المحاسب واحذر

عیب اقواء ہے - واحذر ہوگا۔

• ۱۶۸

ولا تلہک الدنیا عن الدین والہوی

اس میں تعقید ہے - کیونکہ اصل عبارت یوں ہے :-

لا تلہک الدنیا والہوی عن الدین

یوں کہتے : ولا تلہکم عن ذکرہ الحرص والہوی

• ۱۶۹

ولا تحسب الدنیا کنا طف ناطفی

ا تدری بلیل مسرة کیف تصبح

مرزا قادیانی نے پہلے مصرعہ کا یوں ترجمہ فرمایا ہے : ”اور دنیا کو شیرینی کی طرح مت سمجھ جو شیرینی بنانے والا تیار کرتا ہے۔“ صرف یہی شعر شاعر کی جہالت کا عمدہ نمونہ ہے - اس میں تین غلطیاں ہیں :

• ۱ ناطف کے معنی شیرینی اور شیرینی بنانے والے کے کس لغت میں ہیں؟ اور پھر ناطفی

میں یا کیسی ہے - کیا یائے نسبت ہے؟ یہ واقعی مرزا قادیانی کی جدت ہے کہ الہام سے ایک لفظ گڑھ لیا اور یائے نسبت لگا کر شیرینی بنانے والے کے معنی بنائے - سبحان اللہ! علاوہ اس کے

ناطفی پر تنوین پڑھیں تو وزن فاسد ورنہ خلاف محاورہ

• ۲..... دوسرے مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

• ۳..... قصیدہ رائیہ اور قافیہ حائیہ۔ فیا للعجب!

ترین عیب اور واجب الاجتناب ہے۔

• ۱۷۱.....

مسیحاً یحط

بے وزن ہے۔

• ۱۷۲.....

وللہ در مدع

وزن فاسد ہے۔

• ۱۷۳.....

احادیث والس

اولاً قرآن مذکر ہے۔ یتلی ضمیر عاطفہ ہو تو کوئی معطوف علیہ نہیں اور حالیہ ہو تو

• ۱۷۴.....

نلتم کلام

ترکتم بفیض

اولاً خلف ظہور کم اہل عرب کا محاورہ ہے۔ ثانیاً ترک کا صلہ لام کے ساتھ نہیں آتا

• ۱۷۵.....

مذار لجار

نجاۃ چاہئے املا غلط ہے۔

• ۱۷۶.....

فہل بعدہ

قافیہ میں عیب سناد التاسیس ہے۔

• ۱۷۷.....

وفاضت دم

اولاً یہ مصرعہ مکرر ہے۔ شعر ۱۰۲ ثانیاً ماخوذ ہے امرء القیس کے مصرعہ اولیٰ ب

ففاضت د

علی النحر

لیکن اخذ بھی قبیح بلکہ اقبح ہے ہوا کہ سینہ تر ہو گیا۔ بلکہ پر طلا بھیگ گیا

ناظماً پر تنوین پڑھیں تو وزن فاسد ورنہ خلاف نحو ہے۔

۲..... دوسرے مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

۳..... قصیدہ رائیہ اور قافیہ حائیہ۔ فیاً للعجب اس عیب کو علم القوافی میں اجازۃ کہتے ہیں۔ سخت

ترین عیب اور واجب الاجتناب ہے۔

۱۷۱..... مسیحاً یحط من السماء وینذر

بے وزن ہے۔

۱۷۲..... ولله در مذکر قال إنه

وزن فاسد ہے۔

۱۷۳..... احادیث والقرآن تلغی وتہجر

اولاً قرآن مذکر ہے۔ یلغی و یہجر چاہئے۔ ثانیاً والقرآن یہ جملہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر واؤ عاطفہ ہو تو کوئی معطوف علیہ نہیں اور حالیہ ہو تو کوئی ذوالحال نہیں۔

۱۷۴..... نبذتم کلام اللہ خلف ظہورکم

ترکتم یقیناً للظنون ففکروا

اولاً خلف ظہورکم اہل عرب کا محاورہ نہیں۔ یہ پس پشت کا ترجمہ ہے جو اردو کا محاورہ ہے۔ ثانیاً ترک کا صلہ لام کے ساتھ نہیں آتا۔ سند پیش کیجئے!

۱۷۵..... مدار نجات الناس یا متکبر

نجاۃ چاہئے املا غلط ہے۔

۱۷۶..... فہل بعدہ نحو الظنون نبادر

قافیہ میں عیب سناد التأسیس ہے۔

۱۷۷..... وفاضت دموع العین منی تالماً

اولاً یہ مصرعہ مکرر ہے۔ شعر ۱۰۲ میں یوں ہے۔ اصبح وقد فاضت دموعی تالماً ثانیاً ماخوذ ہے امرء القیس کے مصرعہ اولیٰ سے۔

ففاضت دموع العین منی صباۃ

علی النحر حتی بل دمعی محملی

لیکن اخذ بھی قبیح بلکہ اقبح ہے۔ امرء القیس تو یوں کہتا ہے کہ یہاں تک آنسو جاری ہوا کہ سینہ تر ہو گیا۔ بلکہ پرتلا بھیگ گیا۔ اس پر صباۃ اور دموع کی مناسبت کلام کتنا مستطاب ہے

حال کے مطابق اور کس قدر بلیغ ہے۔ بخلاف مرزا قادیانی کے کہ فرما دیا: ”درد سے آنسو بہ گیا۔“ یہ اس سے کم نہیں۔

چشمان تو زہرا بر دانبند

دندان تو جملہ درد هانند

اس کے ساتھ تالم اور دموع کی رکاکت بھی ملاحظہ ہو۔

.....۱۷۸

عليك شطائب جاهلین وثوروا

بے وزن ہے سوا اس کے الجاہلین معرف باللام چاہئے، نکرہ مقصود نہیں۔

.....۱۸۳

وقد کان صحف قبله مثل خادج

فجاء لتکميل الوری لیعزر

پہلے مصرعہ کا ترجمہ مرزا قادیانی یوں کرتے ہیں: ”اور اس سے پہلی کتابیں اس اونٹنی کی طرح تھیں جو قبل از ولادت بچہ دیتی ہیں۔“ اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱..... صحف جمع صحیفہ کی ہے۔ اگر صحف بضم حا پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون حا پڑھیں

تو

وزن صحیح مگر لفظ غلط۔

۲..... ترجمہ کو دیکھئے : ”قبل از ولادت بچہ دیتی ہیں۔“ سبحان اللہ ! کیا کہنا ہے ، ترجمہ ہو تو ایسا

وجود الشی قبل الشئ اس کو کہتے ہیں۔ یوں کہئے قبل از وقت بچہ دیتی ہیں۔

۳..... لام کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔ قافیہ ليعور ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہے۔

.....۱۸۴

بلبل کموج البحر ارخی سدولہ

تجلی وادری کل من کان یبصر

مصرعہ اولیٰ بعینہ امرء القیس کا ہے۔ مرزا قادیانی نے واؤ کی جگہ بالکھ دیا ہے۔ امرء القیس کہتا ہے۔

ولیل کموج البحر ارخی سدولہ

علی بانواع الهموم لیبتلی

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱..... سرقہ ہے اور سرقہ بھی ایسا کہ ایک حرف سے رأس المال کی صورت ہی مسخ کردی ہے۔

۲..... ارخی جب اسدل یعنی چھوڑنے کے معنی میں آتا ہے تو اس کا صلہ علی سے لاتے ہیں۔

”یقال ارخی الستر علی معایہ“ جیسا کہ امرء القیس نے ارخی سدولہ علی کہا۔

- ۳ بلیل کس کے متعلق ہوگا۔ اگر جاء ماسبق کے متعلق ہے تو متعدی ہوگا اور اس وقت معنی فاسد ہوں گے۔ معنی یہ ہوں گے کہ قرآن تاریکی کو لایا (نعوذ باللہ)۔ سوا اس کے جاء اور اس کے متعلق میں ليعور کے فعل سے تعقید ہوگی۔ جو خلاف فصاحت ہے۔
- ۴ دوسرے مصرعہ میں عیب اقواء ہے۔
- ۵ دوسرے مصرعہ میں تجلی کا ترجمہ مرزا قادیانی نے روشن کر دیا۔ کیا ہے غلط ہے! ”روشن ہوا“ چاہئے۔
- ۱۸۶ لقوم ہدی لا بارک اللہ مدہم
سہو کاتب۔
- ۱۸۷ کقدر یجوش ولیس فیہ تدبر
اولاً وزن فاسد ہے۔ ثانیاً قدر مونث ہے۔ یجوش ولیس فیہا چاہئے۔ ثالثاً تجیش چاہئے۔ جاشت القدر تجیش جیشا وجیوشا وجیشانا غلت اور جاش الرجل یجوش جوشا سار اللیل کلہ۔ اس لئے یجوش القدر بالکل غلط ہے۔ یونہی کہہ دیجئے کقدر تجیش ولیس فیہا تدبر۔ وزن کے سوا اور صحیح ہے۔
- ۱۹۲ فلا تبشروا بالنقل یا معشر العدا
العدیٰ چاہئے، املا غلط ہے۔
- ۱۹۴ فکل بما ہو عندہ یستبشر
ایک مصرعہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔
- ۱۹۹ ولست کمثلک فی الظنون مقیداً

بے وزن ہے -

۰ ۲۰۳ سقانی من الاسرار کأساً رویۃ

یہ مصرعہ ماخوذ ہے شاعر کے اس مصرعہ سے - سقاك بها المامون کأساً رویۃ

۰ ۲۰۷ وقد جاء في القران ذكر فضائلي

وذكر ظهوری عند فتن تثوروا

دوسرا مصرعہ بے وزن ہے - علاوہ اس کے یہاں مرزا قادیانی نے اپنے فضائل اور ذکر ظہور کو قرآن میں
آنا بیان فرمایا ہے - بیشک ہوسکتا ہے - لیکن ویسا ہی ہوگا جیسا کہ کسی مجیب ظریف نے ایک
مستفتی فرائض کے جواب میں یوں گلفشانی کی تھی کہ سوا ماں کے اور کسی کو کچھ نہ ملے گا -

کیونکہ قرآن مجید میں ”ماں کاسب“ آیا ہے۔ یہ نعوذ باللہ ’ما کاسب‘ کی خرابی ہے۔ اس کے بعد کئی شعر مدعی رسالت نے اپنے لغو دعویٰ اور بڑائی اور فخر میں کہے ہیں۔

۲۱۱..... واروت حدالقنا عیون تنضر

وزن فاسد ہے۔

تمام مذاہب پر مرزا قادیانی کے مذہب کی فضیلت

۲۱۲..... تکدر ماء السابقین وعهدنا

الی اخر الايام لا تتکدر

اولاً یہ شعر مکرر ہے۔ بعینہ یہ شعر ۳۲۹ میں موجود ہے۔ مجھے مرزا قادیانی کے سوء حفظ پر تعجب ہے کہ ایک قصیدہ میں کئی جگہ تکرار ہے۔ شاید..... حافظہ نباشد کی مثل تو نہیں؟ ثانیاً ”ماء المرء“ منی کو کہتے ہیں: ”ماء المرء ماء دافق یقطر“ اب سمجھ لو کہ ماء السابقین کے کیا معنی ہیں اور شعر کے معنی کیا ہوئے۔ ثالثاً مرزا قادیانی مکدر کا ترجمہ ”خشک ہو گئے“ یہاں ترجمہ میں فرماتے ہیں۔ غلط ہے۔ بلکہ تکدر کے معنی گدلا ہونے کے ہیں۔ سوا اس کے کس قدر سوء ادبی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ”پہلوں کا پانی مکدر ہو گیا اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا“ یعنی مرزا قادیانی کی شریعت طبع زاد تمام ادیان کی ناسخ ہے۔ اس کی اصلاح یوں کر لیجئے۔

وجفت نهور النبیین وعهدنا

۲۱۵..... وانی لشر الناس ان لم یکن لهم

جزاء اهانتهم صغار یصغر

دوسرے مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

۲۱۶..... وابغی حیاتا ما یلیہا تکبر

حیاتاً کا املا غلط ہے۔

۲۱۸..... فلما اجزنا ساحة الکبر کلها

اتانی من الرحمن وحی یکبر

مصرعہ اولیٰ امرء القیس کے مصرعہ سے ماخوذ ہے اور اخذ میں کوئی بات بھی نہیں اس کا پورا شعر یوں ہے۔ فلما اجزنا ساحة الحی وانتحی

بنا بطن خبت ذی حقاف عقنقل

۵۰

اذا قیل انک ۲۱۹.....

وزن فاسد ہے۔ اس کے سوا ماح

اذا القوم قال

عنیت فلم

مگر مجھے مرزا قادیانی کی قسمت ملا۔ (عجبت لهم فی جبرنا.....)

.....۲۲۳

وقضو مط

الینا الاسن

اس میں چار غلطیاں ہیں:

۱..... قفوا بعد یہ مضاد کے معنے ایک

۲..... اصدار الاسنة الینا۔ اہل عرب

طعنہ بالستان۔

۲۲۴..... دونوں مصرعوں کا وزن فاسد۔

۲۲۲.....

علی الحما

کما زلت

سبحان اللہ یہاں مؤلف قصید توڑ مروڑ کر مسخ کر کے ایک شعر بنالیا ہے تعریف کرتا ہے۔

کمیت یز

کما زلت

علی الدی

اذا جاش فی

اولاً اخذ قبیح ہے۔ کیونکہ امرء القیس چکنائی کے زین اس کے پیٹھ سے اس طرح تشبیہ ہے اور مرزا

قادیانی احمقوں کی تشبیہ

واہ صاحب: ”آپ کی بات نئی گات نئی

اذا قيل انك مرمل خلت اننى ۲۱۹

وزن فاسد ہے۔ اس کے سوا ماخوذ ہے طرفہ کے اس شعر سے۔

اذا القوم قالوا من فتى خلت اننى

عنيت فلم اكسل ولم اتبلد

مگر مجھے مرزا قادیانی کی قسمت پر افسوس ہے کہ اخذ میں سوا فساد وزن کے اور کچھ نہ ملا۔
(عجبت لهم اذ جربونا.....)

وقضو مطاعن بينهم ثم اصدروا ۲۲۳

الينا الاسنة والخناجر شهروا

اس میں چار غلطیاں ہیں:

۱..... قضو بمعنی امضاء کے معنی ایک مدت کرتے رہے۔ کس لغت میں ہیں؟

۲..... اصدار الاسنة الينا۔ اہل عرب کا محاورہ نہیں۔ البتہ محاورہ یوں ہے۔ سن فلانا ای

طعنه بالسنان۔

۳، ۴..... دونوں مصرعوں کا وزن فاسد ہے۔ خط کھینچ دیا ہے۔

على الحمق جياشون من غير فطنة ۲۲۳

كما زلت الصفواء حين تكور

سبحان اللہ یہاں مؤلف قصیدہ نے تعجب خیز چالاکی سے امرء القیس کے دو شعر کو خوب توڑ مروڑ کر مسخ کر کے ایک شعر بنا لیا ہے۔ وہ دونوں شعریہ ہیں۔ امرء القیس اپنے گھوڑے کی تعریف کرتا ہے۔

کمیت یزل اللبد عن حال متنه

کما زلت الصفواء بالمتنزل

على الذبل جياش كان اهزامه

اذا جاش فيه حميه غلى مرجل

اولاً اخذ قبیح ہے۔ کیونکہ امرء القیس گھوڑے کی تعریف میں کہتا ہے کہ بسبب موٹائی اور چکنائی کے زین اس کے پیٹھ سے اس طرح پھسلتی ہے جیسے بارش چکنے پتھر سے۔ سبحان اللہ! کیسی تشبیہ ہے اور مرزا قادیانی احمقوں کی تشبیہ میں فرماتے ہیں کہ جس طرح چکنا پتھر جلد نیچے کو آتا ہے واہ صاحب: ”آپ کی بات نئی گات نئی گھات نئی۔“ ثانیاً مصرعہ ثانیہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

”جیسا کہ ایک صاف پتھر نیچے پھینکنے سے جلد تر نیچے کو پھسل جاتا ہے“ جس پر خط کھینچ دیا گیا وہ کن الفاظ کے معنی ہیں؟ نہیں صاحب یہ المعنی فی بطن الشاعر ہے۔ ثالثاً محاورہ یہ ہے :
 ”تکور الشی تکوراً ای سقط“ اور اس وقت تکور ماضی مبنی علی الفتح ہوگا اور یہ اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

.....۲۲۹ فما زلت اسقيها واسقى بلادها

من المزن حتى عاد جمر مدعثر

اولاً عبارت یوں چاہئے عادت (الحديقة) جمرہ مدعثراً اور لطف یہ ہے کہ جمر کی صفت مدعثر بالکل خلاف بلاغت ہے۔ ثانیاً اب عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

.....۲۳۰ وجاشت الى النفس من فتنة العدا

اولاً یہ مصرعہ مسروق ہے۔ طرفہ کے اس مصرعہ سے :

وجاشت اليه النفس خوفاً وخاله

ثانیاً جاشت النفس بمعنی غصہ آنا ہے۔ جاشت الى النفس نہیں آتا۔ سوا اس کے العدی کا املا غلط ہے۔ اس پر جاشت الى النفس کا ترجمہ ”میرا دل لگنے لگا۔“ مضحکہ خیز ہے۔

.....۲۳۲ وقد كان باب اللد مركز حربهم

كلام مضل لا حسام مشهر

مؤلف اور مترجم کی شکل یہ ہے : ”من چه می سرائم وطنبوره من چه می سرايد“ اس کا ترجمہ مرزا قادیانی یوں کرتے ہیں۔ ”اور ان کا طرز جنگ صرف زبانی خصومت تھی۔“ یعنی محض گمراہ کرنے والی باتوں کو پیش کرتے اور مذہب کے لئے تلوار کی لڑائی نہ تھی۔ ترجمہ میں جو خط کھینچ دیا گیا

ہے وہ کن الفاظ کے معنی ہیں۔ علاوہ اس کے کلام مضل کو ماقبل سے کیا تعلق ہے۔ ہاں! ”یعنی“ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ باب اللد کی تفسیر ہے۔ اگر یہ ہے تو اولاً حرف تفسیر ندارد۔ ثانیاً مفسر اور مفسر میں خبر کان کا فصل کیسا؟

.....۲۳۳ فوافیت مجمع لدھم وفلقتم

بضرب ولم اکسل ولم اتحسر

دو غلطیاں ہیں:

• ۱ مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔

• ۲ مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے۔ علاوہ اس کے یہ مصرعہ طرفہ کے مصرعہ کی ایک حد تک

نقل ہے۔ دعیت فلم اکسل ولم اتبلد

۵۲

۴۳

.....۲۳۴ وانی انا الموعود

ترجمہ: ”اور میں مسیح موعود اور وہ امام ویران جنگلوں کو پھلدار کرے گا۔“ افسوس ہے کہ جنگل پھلدار ہوئے۔ ہاں اتنا ہوا کہ مسلمانوں کی ہٹا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کھڑی کر دی۔

.....۲۳۴ الی ماعد یجر

یجدر کا ترجمہ مرزا قادیانی ”شہر کو بدر حضرت کا ایجاد بندہ ہو۔ عربی کا محاورہ یوں ہے۔

.....۲۳۴ واما اذا اخذ ال

کفی العود من

اولاً مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے - پورا شعریوں ہے - حسام اذا ما کنت مفتق

کفی العود من

۲۳۶..... فیا اسفا این

وانی اری فسقا

التفات کا املا غلط ہے - صحیح املا التفات

۲۳۹..... ودمعی یدکی

وزن فاسد ہے -

۲۵۰..... وارخی سدیل

لیل مکدر بمعنی تاریک رات عرب کے سوا ص ۱۸۴ پر یہ بلیل کموج البحر ارخ موجود ہے - اس لئے مکرر ہوا -

۲۵۲..... اری الفاسقین

زمرہ کی جمع زمر ہے - جس کے مع اور بسکون میم پڑھیں تو وزن صحیح اور لفظ غلط ہو گا

۲۳۳..... وانی انا الموعود والقائم الذی

ترجمہ: ”اور میں مسیح موعود اور وہ امام قائم ہوں۔ جو زمین کو عدل سے بھرے گا اور ویران جنگلوں کو پھلدار کرے گا۔“ افسوس ہے کہ نہ تو مرزا قادیانی کی عدل سے زمین بھر گئی اور نہ جنگل پھلدار ہوئے۔ ہاں اتنا ہوا کہ مسلمانوں کی جماعت میں پھوٹ ڈال کر اور تمام امت کو کافر بنا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کھڑی کر دی۔

۲۴۲..... الی ساعد یجری الدماء ویہندر

یہندر کا ترجمہ مرزا قادیانی ”نہر کو بدن سے الگ کر دیتا ہے۔“ کرتے ہیں۔ شاید یہ حضرت کا ایجاد بندہ ہو۔ عربی کا محاورہ یوں ہے۔ ضرب یدہ بالسیف فاندراہا ای اسقطھا

۲۴۴..... واما اذا اخذ الکی مفقراً

کفی العود منہ البذ ضرباً وینحر

اولاً مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً مصرعہ ثانیہ ماخوذ ہے طرفہ کے مصرعہ ثانیہ سے پورا شعریوں ہے۔ حسام اذا ما کنت مفتقراً بہ

کفی العود منہ البدء لیس بمعقد

۲۴۶..... فہا اسفا این العقاب وارضاہا

وانی اری فسقا علی الفسق یظہر

العقاب کا املا غلط ہے۔ صحیح املا العقاق ہے۔

۲۴۹..... ودمعی بذکر قصورہ یتحدر

وزن فاسد ہے -

۲۵۰..... وارخی سدیل البغی لیل مکدر

لیل مکدر بمعنی تاریک رات عرب کا محاورہ نہیں۔ کیا یہ بھی کوئی الہام لغوی ہے؟ اس کے سوا ص ۱۸۲ ایہ: بلیل کموج البحر ارخی سدولہ موجود ہے۔ اس لئے تکرار ہوا۔

۲۵۲..... اری الفاسقین ومفسدین وزمرہم

زمرہ کی جمع زمر ہے۔ جس کے معنی افواج ہیں۔ اگر میم بضم میم پڑھیں تو وزن فاسد اور بسکون میم پڑھیں تو وزن صحیح اور لفظ غلط ہوگا۔

.....۲۵۳

اری عین دین اللہ منہم تکدرت

بہا العین والارام تمشى وتعبر

مصرعہ زبیر بن ابی سلمیٰ کے اس شعر سے لیا گیا ہے۔

بہا العین والارام یمشین خلفہ

واطلاً وہا ینہضن من کل مجثم (معلقہ)

.....۲۵۴

فلما طغى الفسق المبيد بسيله

طغی کا صلہ با سے نہیں آتا۔ کوئی سند ہو تو پیش کیجئے۔

.....۲۵۵

وما همهم الا لحظ نفوسهم

وما جھدھم الا لحظ یوفر

دوسرے مصرعہ میں حظ کو معرف باللام لانا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے مصرعہ اولیٰ میں حظ نفسانی کا ذکر آچکا ہے۔

.....۲۶۳

وکیف وان اکابر القوم کلهم

علی حراص والحسام مشہر

مصرعہ اولیٰ ہے وزن ہے اور مصرعہ ثانیہ مآخوذ ہے امراء القیس کے مصرعہ سے۔ اس کا پورا شعریوں
ہے۔

تجاوزت احراساً الیہا ومعشر

علی حراساً لو یسرون مقتلی (معلقہ)

.....۲۶۸

وقد ذاب قلبی من مصائب دیننا

ذاب قلبی محاورہ ذاب الرجل و ذاب قلبہ حمق آیا ہے جس کے معنی احمق ہوا۔

.....۲۷۸

وکیف عصوا واللہ لم یدر سرّھا

وکان منا برقی من الشمس اظھر

پہلے مصرعہ میں سرہ چاہئے۔ کیونکہ ضمیر عصیان کی طرف پھرتی ہے اور دوسرے مصرعہ میں عیب
اصراف واجب الاجتناب ہے۔ اس لئے کہ اظھر کان کی خبر ہے۔ منصوب ہوگا۔

.....۲۷۹

وکان الاقارب کالعقارب تأبّر

وزن فاسد ہے۔

.....۲۸۲

ومن دابر اد

مرامۃ کے معنی سنگ اندازی کے

.....۲۸۳

یظنون انی

بمکرو بع

تقول بمکر نہیں آتا۔ تقول علیہ سے آتا ہے۔ اس کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے

.....۲۸۷

امکفر مہ

وخف قہر ربہ

.....۱

پہلا مصرعہ مسروق ہے۔ امرء ال

افاطم مہ

وان کنت ق

.....۲

مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے

.....۲۹۱

و کم من ع

فلما اتاز

صرف کی خبر ہونے کی وجہ سے الموتیٰ کا املاء غلط ہے۔

.....۲۹۳

وان تطلبني

عیب اقواء ہے۔ احقر ہو گا۔

.....۲۹۹

اری الصا

واما الغو

دونوں مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

.....۳۰۲

ومن

ذو فعل کے معنی صاحب فع ترجمہ فعل الہی کیا ہے۔ غلط ہے۔

.....۳۰۳

اذا ما ع

عمی کے میم کو مفتوح پڑھیں

ومن رادنی ادیننی اذا اللہ ینصر

۲۸۲.....

مراداة کے معنی سنگ اندازی کے ہیں جب کہ صلہ من ہو۔ بغیر اس کے نہیں۔

یظنون انی قد تقولت عامداً

۲۸۳.....

بمکر و بعض الظن اثم ومنکر

تقول بمکر نہیں آتا۔ تقول علیہ محاورہ ہے۔ یعنی با کے ساتھ اس کا صلہ نہیں آتا۔ علی سے آتا ہے۔

اس کی اصلاح یوں ہو سکتی ہے۔ علیہ وبعض الظن اثم ومنکر

امکفر مہلا بعض ہذا التہکم

۲۸۷.....

وخف قہر رب قال لا تقف فاحذر

پہلا مصرعہ مسروق ہے۔ امرء القیس کے مصرعہ سے اس کا شعریوں ہے۔

۱.....

افاطم مہلا بعض ہذا التدلل

وان كنت قد ازمت صرمی فاجملی

مصرعہ ثانیہ میں عیب اقواء ہے۔

۲.....

و کم من عدو کان اکبر العدا

۲۹۱.....

فلما اتانی صاغرا صرت اصغر

صرت کی خبر ہونے کی وجہ سے اصغر منصوب ہوگا یہی عیب اصراف ہے۔ اس کے سوا العدا کا املاء غلط ہے۔

وان تطلبنی فی المیادین احضر

۲۹۴.....

عیب اقواء ہے۔ احضر ہوگا۔

اری الصالحین یوفقون لطاعتی

۲۹۹.....

واما الغوی ففی الضلالة یقبر

دونوں مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔ خط کھینچ دیا ہے۔

ومن یک ذا فضل

۳۰۲.....

ذو فضل کے معنی صاحب فضل اور فضل کرنے والے کے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس کا ترجمہ فضل الہی کیا ہے۔ غلط ہے۔

اذا ما عمی یوما بأخر ینظر

۳۰۳.....

عمی کے میم کو مفتوح پڑھیں تو وزن صحیح مگر لفظ غلط اور مکسور پڑھیں تو لفظ صحیح مگر
وزن فاسد

ہوگا۔ افسوس ہے کہ بایں دعویٰ اعجاز و بلاغت صیغہ بھی نہیں معلوم، جسے میزان خوان جانتے ہیں۔

.....۳۰۵

أرى الظلم يبقی فی الخراطیم وسمہ

دو غلطیاں ہیں:

۱..... فی کے ساتھ نہ تو یقینی کا صلہ آتا ہے اور نہ وسم کا چنانچہ قرآن مجید میں وسم کا صلہ علی

کے ساتھ آیا ہے۔ ”سنسمہ علی الخرطوم“ اور شاید اسی محاورہ کو شاعر نے خراب کیا ہے۔

۲..... ترجمہ کو دیکھئے۔ خراطیم جمع خرطوم کا ترجمہ واحد کر کے ناک کر دیا اور وسم واحد

کا ترجمہ

جمع کر کے علامتیں کر دیا۔

.....۳۰۸

فکم من بلاد تهلکن وتجزر

نون ثقیلہ کا دخول چونکہ استقبال سے مخصوص ہے اور یہاں بمعنی حال ہے۔ اس لئے تهلکن پر نون

ثقیلہ کا لانا صحیح نہیں۔

.....۳۱۱

تری کیف ترقی والحوادث جُمّة

جمّة بمعنی جمع نہیں آتا۔ مرزا قادیانی نے جمّة کا ترجمہ جمع کیا ہے۔ غلط ہے۔

.....۳۱۳

ایاشاتماً لا شاتم الیوم مثلکم

وما ان اری فی کفکم ما یطرز

مصرعہ اولیٰ میں شاتم سے علی حائری مراد ہیں تو شاتما منادی پر تنوین صحیح نہیں۔ شاتم مضموم بلا تنوین کہنا چاہئے۔ مصرعہ ثانیہ بے وزن ہے۔

.....۳۱۵

فما نالک من خبرہ یا معذر

اگر یہ لفظ معذر ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ”اے مبالغہ کرنے والے“ تو وزن غلط ہے اور اگر معتذر ہے تو وزن صحیح مگر ترجمہ غلط ہے۔ اس لئے کہ اس کا ترجمہ ”جھوٹے عذر کرنے والے“ ہیں۔

.....۳۱۶

تطیب ومن ماء العذابة تطهر

الماء العذب آتا ہے۔ ماء العذابة غلط ہے۔ سند پیش کیجئے۔ ثانیاً طہارت کے لئے طاہر پانی چاہئے نہ کہ صاف غیر طاہر۔ افسوس! نبی صاحب شریعت کو یہ مسئلہ بھی معلوم نہیں۔

.....۳۱۷

وافضل ما فطر القدير ويفطر

بے وزن ہے۔

.....۳۲۴

مقرر کرنا چاہئے اس لئے کہ خبر ہے

.....۳۲۸

لنا جنۃ س...

وزن فاسد ہے -

.....۳۳۱

فانی الب...

وزن صحیح نہیں -

.....۳۳۳

اربی واعص...

برے وزن ہے -

.....۳۳۶

واوعدنی ف...

دو غلطیاں ہیں:

۱..... اوعدنی تقبلی چاہئے - فما

کقولک او عدته بالضرب..... الخ وفى اقرب الموارد يقال

۲..... اہدی کا املا غلط ہے۔

.....۳۳۸

لا نلرقوم...

لام نہی کے بعد ان مقدر ہوتا ہ...

.....۳۴۰

اری الناس ب...

واحلی اظل...

اولاً مصرعہ اولیٰ میں وشمہا چا... جگہ فساد وزن ہے۔

.....۳۴۳

فما ان...

اس کے ترجمہ میں حضرت ... مؤنث - جس کو اپنی زبان میں تذکیر اور تا...

.....۳۴۴

وکیف ورث...

وزن صحیح نہیں۔ ایک مصرعہ ...

.....۳۴۵

اتزعم ان...

علی زع...

مکررہ چاہئے اس لئے کہ خبر ہے مبتدا کی۔

.....۳۲۸ لنا جنۃ سبل الہدیٰ ازہارہا

وزن فاسد ہے۔

.....۳۳۱ فانی اوید کل ان وانصر

وزن صحیح نہیں۔

.....۳۳۳ اربئ واعصم من لثام تنمروا

بے وزن ہے۔

.....۳۳۶ واعدنی قوم لقتلی من العدا

دو غلطیاں ہیں:

.....۱ واعدنی بقتلی چاہئے۔ فی اللسان واذا ادخلوا الباء لم یکن الافی الشر

کقولک او عدتہ بالضرب..... الخ! وفی اقرب الموارد یقال واعدنی بالسجن ای ہددنی بالسجن

.....۲ العدی کا املا غلط ہے۔

.....۳۳۸ لا نذر قوماً غافلین واطھر

لام کی کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔ اظہر ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

.....۳۴۰ ارى الناس یبغون الجنان نعیمہا

واحلی أطائبہا التی لا تحصر

اولاً مصرعہ اولیٰ میں دُئِمَہَا چاہئے۔ جیسا کہ ترجمہ میں ہے۔ ثانیاً دوسرے مصرعہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔

.....۳۴۳ فما انا الا اله المستخبر

اس کے ترجمہ میں حضرت (مرزا) فرماتے ہیں: ”ورثہ پہنچ گئی۔“ ورثہ مذکر ہے نہ مؤنث۔ جس کو اپنی زبان میں تذکیر اور تانیث معلوم نہیں تو اس کی عربی کا خدا حافظ ہے۔

.....۳۴۴ وکیف ورثت ولست من ابناء م

وزن صحیح نہیں۔ ایک مصرعہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔

.....۳۴۵ اترعم ان رسولنا سید الوری

علی زعم شائئہ توفی ابتر

تین غلطیاں ہیں۔ مصرعہ اولیٰ میں ایک جگہ اور مصرعہ ثانیہ میں دو جگہ فساد وزن ہے۔ ثالثاً اثر چونکہ توفی کے ضمیر فاعل سے حال ہے۔ اس لئے منصوب ہوگا اور یہ عیب اصراف ہے۔

۳۴۶..... فلا والذی خلق السماء لاجلہ

بے وزن ہے۔

۳۴۸..... لہ خسف القمر المنیر وان لہ

غسا القمر ان المشرق انکر

اولاً مصرعہ اولیٰ کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً آنحضرت ﷺ کے لئے کبھی خسوف کا نشان ظاہر نہ ہوا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہاں شق القمر ہوا اسے خسوف نہیں کہتے۔ ثالثاً مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ سے افضل ہوئے۔ کیونکہ حضرت کا نشان صرف خسوف تھا اور مرزا قادیانی کا خسوف و کسوف دونوں۔ مرزا جیو! بتاؤ کیا اب بھی مرزا قادیانی کے دعویٰ افضلیت میں کوئی شبہ ہے؟

۳۴۹..... وکان کلام معجزایہ لہ

کذلک لہ قبول علی الکمل یبھر

جب کہ مرزا قادیانی کا کلام سب پر غالب ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے معجزانہ کلام یعنی قرآن مجید پر بھی غالب ہوا۔ اب بتاؤ دعویٰ افضلیت اور کسے کہتے ہیں؟

۳۵۲..... ومن طینہ المعصوم طینی معطر

اولاً طینی معطر خلاف قاعدہ نحو ہے۔ کیونکہ طینی معرفہ موصوف اور معطر نکرہ صفت اس کی ہے۔ دونوں میں مطابقت چاہئے۔ ثانیاً حضرت خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ دعویٰ مساوات ہے۔ جب مرزا قادیانی نبی ٹھہرے تو پھر معصوم ہونے میں کیا شک رہا؟

۳۵۳..... ولس نبى ذو صلاح معبر

وزن صحيح نهىس۔

۳۵۵..... ومن كان ذانسب كريم ولم يكن

له حسب فهو الدنى المحقر

دونوں مصرعہ کا وزن فاسد ہے۔

۳۵۷..... كذلك سنن الله فى انبيائه

بے وزن ہے۔

۵۸

۳۵۸..... فليس لذلك

وزن غلط ہے۔

۳۶۱..... فقربت فر

"مشى رقابهم" کا ترجمہ مرزا قاد ہے۔ صیغہ غائب کا اور ترجمہ متکلم کر کے غل تھے کہ اس کی بھی خبر نہ رہی۔

۳۶۳..... انا العلم با

اولاً وزن فاسد، ثانیاً ترجمہ غلط ہوگا علم حقہ میں کہلایا۔ معزز ناظرین اس

۳۶۶..... قلوب نض

وزن بالکل ہی غلط ہے۔

۳۶۸..... اقلب ط

مؤلف تو کچھ کہتا ہے اور متر "میں اپنی آنکھ ہر وقت پھیر رہا ہوں" آ

۳۶۹..... فکان ف

غالباً یہاں مؤلف اور مترج مسافر تو باعزت بھی ہوتا ہے۔ البتہ مفل مسافر ہے نہ مفلس۔

۳۷۰..... وجاء کر

عامہ کی میم مخفف ہو تو وزن

۳۷۱..... اناخوا ب

رئی کا املا غلط ہے رائی چاہی

۳۷۵..... متی یسال

اولاً اصغر یہاں جزا ہونے ک بالکسر عیب اقواء ہے۔ ثانیاً کیون خلاف کلام مجید ہونا ضروری ہے؟ "وا

فلیس لذلك شرط نسب فابشروا ۳۵۸.....

وزن غلط ہے۔

فقربت قربانا ینجی رقابہم ۳۶۱.....

”منجی رقابہم“ کا ترجمہ مرزا قادیانی نے ”ان کی گردنوں کو میں نے چھوڑ دیا۔“ کیا ہے۔ صیغہ غائب کا اور ترجمہ متکلم کر کے غلط کیا ہے مرزا قادیانی نے۔ دعویٰ میں کچھ ایسے مبہوت تھے کہ اس کی بھی خبر نہ رہی۔

انا العلم بالمتقدمین وبعدهم ۳۶۳.....

اولاً وزن فاسد، ثانیاً ترجمہ غلط ”علم متقدمین کے ذریعہ سے آیا۔“ صحیح ترجمہ اس کا یہ ہوگا۔ علم متقدمین کو لایا۔ معزز ناظرین اس کو سمجھیں اور داد دیں۔

قلوب تضاهی اجمۃ موحوشۃ ۳۶۶.....

وزن بالکل ہی غلط ہے۔

اقلب طرفی کل ان وانظر ۳۶۸.....

مؤلف تو کچھ کہتا ہے اور حضرت مترجم کچھ فرماتے ہیں۔ ترجمہ صحیح اس کا یوں ہے۔ ”میں اپنی آنکھ ہر وقت پھیر رہا ہوں۔“ آنکھ کیا ہے۔ تسبیح کے دانے ہیں۔

فکان غریباً بینہم لا یوقر ۳۶۹.....

غالباً یہاں مؤلف اور مترجم نے غریب کے معنی مفلس لیا ہے۔ اس وجہ سے کہ مسافر تو باعزت بھی ہوتا ہے۔ البتہ مفلس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ حالانکہ غریب عربی میں بمعنی مسافر ہے نہ مفلس۔

وجاء کرھط حولہم عامۃ الوری ۳۷۰.....

عامہ کی میم مخفف ہو تو وزن صحیح ، لفظ غلط اور مشدد ہو تو لفظ صحیح ، وزن غلط ہوگا۔

اناخوا بواد ما رئی وجہ حضرۃ ۳۷۱.....

رئی کا املا غلط ہے رائی چاہئے۔

متی یاتنی من زائرین اصعر ۳۷۵.....

اولاً اصعر یہاں جزا ہونے کی وجہ سے ساکن۔ والساکن اذا حرك حرك بالكسر عیب اقواء ہے۔ ثانیاً کیوں حضرات ناظرین! کیا تیرھویں صدی کے مدعی نبوت کا خلق خلاف کلام مجید ہونا ضروری ہے؟ ”ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض

مرحاً (لقمان) ﴿ اور لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل - ﴿

۳۷۶.....

فقمت ولم اعرض ولم اتعذر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱..... اعراض کے معنی منہ پھیرنے کے آتے ہیں۔ مگر جب تک اس کا تعدیہ عن سے نہ ہو یہ

معنی نہیں لئے جاتے۔ اس کا محاورہ ہے۔ اعرض عنه ای اضرب و صد جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔
 ”واعرض عن المشركين“ اسی طرح تعذر کے معنی بھی ”دیر کرنے“ کے اس وقت ہیں کہ جب اس کا صلہ عن سے آئے۔ محاورہ یوں ہے۔ ”تعذر عن الامر تاخر“

۲..... عیب اقواء ہے۔

۳۸۱.....

اذا مارئینا حائراً اجھل الوری

اجھل الوری رائی کا دوسرا مفعول ہے اور ترجمہ صفت کا کیا گیا غلط ہے۔

۳۸۶.....

سبیت وان السب من سنن دینکم

بے وزن ہے۔

۳۹۲.....

لدى شان فرقان عظیم معزز

معزز صفت ہے فرقان کی اس لئے مکسور ہوگا۔ عیب اقواء ہے۔

۳۸۸.....

وما افلح العمران من ضرب لعنکم

بے وزن ہے۔

۳۹۳.....

ولست بشواق الی مجمع العدا

ولکن متی يستحضر القوم احضر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱..... العدیٰ کا املا غلط ہے۔

۲..... احضر چاہئے۔ عیب اقواء ہے۔

۳۹۸.....

سیجزی المہیمن کاذبا تارک الہدی

اولاً وزن غلط ، ثانیاً کاذباً موصوف نکرہ ہے اور تارک الہدیٰ معرفہ اس کی صفت دونوں میں مطابقت چاہئے۔

۴۰۰.....

وقد قیل منکم یاتین امامکم

وذلك فی القرآن نباء مکرر

اولاً وزن فاسد، ہاء کی ہا اگر ساکن ہے تو وزن صحیح لفظ غلط اور متحرک ہے تو وزن فاسد لفظ صحیح۔ ثانیاً ”یاتین امامکم منکم“ جسے مرزا قادیانی قرآن مجید میں مکرر آتا بتا رہے ہیں۔ ہرگز قرآن کی آیت نہیں، مجدد، امام، نبی آپ سب کچھ بن جائیں۔ لیکن قرآن دانی اور چیز ہے۔

۴۰۲.....

فقلت لك الويلات يا ارض جولو

لعنت بملعون فانت تدمر

اولاً گولڑہ کا معرب جولرہ ہوگا۔ معلوم نہیں۔ جولو کیونکر کیا گیا۔ اس کے سوا جولرہ میں وزن بھی صحیح تھا اور جولو میں وزن بھی صحیح نہیں۔ اس لئے غیر منصرف ہے تنوین نہ آئے گی۔ ثانیاً مؤلف قصیدہ نے قافیہ میں عیوب اقواء اصراف، اکفاء، سناد التاسیس وغیرہ کی پرواہ نہ کی تو نہ کی اب تو صیغہ کو بھی آپ نے بالا طاق رکھ دیا۔ ارض مؤنث ہے۔ تدمرین صیغہ مؤنث حاضر چاہئے۔ نہ تدمر مذکر حاضر۔ سچ ہے۔

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنه پاکان برد

۴۰۳.....

تکلم هذا النكس كالزمرع شاتماً

اگر الزمرع کی میم مفتوح ہے تو لفظ صحیح وزن غلط اور ساکن ہے تو وزن صحیح لفظ غلط۔

۴۰۸.....

ففروا الىّ وجانبوا البغی واحذروا

برے وزن ہے -

۴۱۲.....

وان تضربن علی الصلات زجاجة

وزن فاسد ہے -

۴۱۸.....

وكم من حقائق لا يرى كيف شجّها

کنجم بعید نورھا یتستّر

مصرعہ اولیٰ برے وزن ہے - مصرعہ ثانیہ میں نجم مذکر ہے نورہ چاہئے -

۴۳۲.....

اوالیت مدّاً اورآیت امرتسر

اولاً وزن فاسد ثانیاً عیب اصراف ہے - امرتسر چونکہ مفعول ہے - اس لئے منصوب ہوگا -

۴۳۳.....

الا ان اهل السب يدري بلطمة

ومجرم لطم بالهراوى يكسر

مرزا قادیانی کا کیا کہنا ہے - کبھی آپ قرآن کی تعلیم پر بھی منہ آتے ہیں - یہ تعلیم آپ

کی بالکل فرمان واجب الاذعان کے خلاف ہے۔ سورہ شوریٰ میں یہ ارشاد ہے۔ ”وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ“ (اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے۔ پھر جو شخص معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے) معزز ناظرین! مرزا قادیانی مسیح موعود سے کسر صلیب جب نہ ہوا تو سوٹے سے لوگوں کا سر نہ پھوڑتے تو اور کیا کرتے۔

کتبت فویل للانا مل والقلم

۴۴۳.....

القلم کے میم کو ساکن پڑھیں تو وزن صحیح خلاف قواعد عرب ہے اور متحرک پڑھیں تو وزن فاسد قواعد کے موافق ہوگا۔

زمان یسح الشر عن کل فیکة

۴۴۶.....

مرزا قادیانی نے اس طرح پر اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ”یہ وہ زمانہ ہے کہ وقتاً فوقتاً شر کے بادل سے پانی نکال رہا ہے۔“ غلط ہے صحیح ترجمہ یوں ہے۔ زمانہ ہر دودھ سے جو تھن میں ہے۔ شر کو متواتر بہاتا ہے۔ حضرات ناظرین اس صیغہ کو سمجھیں کہ کیا ہے۔ اقرب میں ہے۔ سح الماء والمطر والدمع ای سال وسح الماء صبه صباً متتابعاً کثیراً۔ والفیقه اسم اللبن الذی یجتمع فی الضرع بین الحلبتین۔

مسیح اضل به النصاری وخسروا

۴۴۷.....

وزن صحیح نہیں۔

کذلك فی الاسلام عاث تشیع

۴۴۸.....

ابادوا کثیرا کاللصوص ودمروا

چور مال لیتے ہیں نہ ہلاک کرتے ہیں۔ یونہی فرما دیجئے۔ ابادو کثیرا کالذئاب ودمروا۔ دیکھئے کلام کتنا بلیغ ہو گیا۔

نری الجاہلین تشیعوا وتنصروا

۴۴۹.....

وزن فاسد ہے۔

فتب و اتق القہار ربک یا علی

۴۵۰.....

وان کنت قد ازمت حربی فاحضر

اولاً مصرعہ اولی مولوی علی حائری شیعہ کی نسبت لکھا ہے۔ لیکن مجھے شاعر معجز بیان سے نہایت تعجب ہے کہ اس کا کلام کس قدر مقتضائے حال سے دور ہوتا ہے۔ پہلے تو قہار نے آپ ان کو

۶۲

ڈراتے ہیں۔ پھر ربک کہہ کر قہر کو لغو کر دیا۔ ثانیاً دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے امر

وان کنت قد

علی یا علی کی یا ساکن ہو تو وزن الضم ہوگا اور اب وزن فاسد ہوا۔

.....۴۵۱

فلا حول

نجا بمعنی چھڑانے اور خلاص من کسی با وغیرہ کے ساتھ آتا ہے۔ دیکھ الغم، الیوم ننجیک بیدنک“ و

.....۴۵۳

باغ السد

پورا مصرعہ بے وزن ہے۔

.....۴۵۵

هناك ت

شفیع ال

اس کا ترجمہ آپ یوں کر ہو گیا۔ جس کو تم کہتے تھے کہ آنحضرتین غلطیاں ہیں:

۱..... توہین اہل بیت نبوی۔ ک

حاضر کئے گئے۔ ضمانت لی گئی تو نہ آپ السلام کربلا میں شہید ہوئے تو ان کا مجر

۲..... کبھی حضرات شیعہ جنا

ہے۔ اگر کہتے ہیں تو ان کی مستند کتا فاتقوا النار التي وقودها الناس

۳..... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاس

اگر مرزا قادیانی توہین کند ان چما کار

ڈراتے ہیں۔ پھر ربک کہہ کر قہر کو لغو کر دیا۔ یوں ہی کہہ دیجئے۔ واتق اللہ المحاسب الخ!
 ثانیاً دوسرا مصرعہ ماخوذ ہے امرء القیس کے مصرعہ سے :-

وان كنت قد ازعت صرعى فاجملی

(معلقہ اولیٰ)

ثالثاً علی کی یا ساکن ہو تو وزن صحیح لیکن سکون کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ منادی معرفہ مبنی علی
 الضم ہوگا اور اب وزن فاسد ہوا۔

.....۴۵۱

فلا هو نجاكم ولا هو ينصر

نجا بمعنی چھڑانے اور خلاص کرنے کے متعدی بدو مفعول ہوتا ہے اور دوسرا مفعول کبھی من بھی یا
 وغیرہ کے ساتھ آتا ہے۔ دیکھو! ”واذ نجيناكم من آل فرعون ونجيناكم من الغم، اليوم ننجيكم ببدنكم“
 وغیرہ۔

.....۴۵۳

بأخ الحسين وولده اذا احصروا

پورا مصرعہ بے وزن ہے۔

.....۴۵۵

هناك ترى عجز من تحسبونه

شفيع النبي محمد فتفكروا

اس کا ترجمہ آپ یوں کرتے ہیں۔ ”تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔ جس کو تم کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کرے گا۔“ اس میں تین غلطیاں ہیں:

۱..... توہین اہل بیت نبوی۔ کیوں جناب آپ کئی مرتبہ باوجود نبی ہونے کے عدالت میں

حاضر کئے گئے۔ ضمانت لی گئی تو نہ آپ کا عجز ظاہر ہوا اور نہ شان نبوت میں کچھ فرق آیا اور امام حسین علیہ السلام کربلا میں شہید ہوئے تو ان کا عجز ظاہر ہو گیا۔ سبحان اللہ! مرزا جی! حضرت کی سمجھ کے صدقے جاؤ۔

۲..... کبھی حضرات شیعہ جناب امام کو آنحضرت ﷺ کا شفیع نہیں کہتے۔ یہ ان پر اتہام

ہے۔ اگر کہتے ہیں تو ان کی مستند کتابوں سے محققین کا قول دکھاؤ۔ ”فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فأتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة“

۳..... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

اگر مرزا قادیانی توہین اہل بیت کے مرتکب نہ ہوتے تو ہرگز ایسی ٹھوکریں نہ کھاتے۔

کند اندیشہ روز اول گذارد کار نادانی

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

۴۵۷..... فان كان هذا الشرك في الدين جائزاً

فباللغو رسل الله في الناس بعثوا

اولاً بصیغہ یہ شعر ۴۷۴ میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی کا سوء حفظ دیکھئے کہ کس قدر قصیدہ میں تکرار ہے۔ ثانیاً بعثوا کا ترجمہ ”مبعوث شمار کئے جاتے“ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ ”ظاہر کئے گئے یا نکالے گئے“ ہوگا۔

۴۶۲..... حدرنا سفائنکم الی اسفل الثری

وزن فاسد ہے۔

۴۶۵..... فاجرو طریقکم فان شئتم انظروا

بے وزن ہے۔

۴۷۱..... لدی نفحات المسک قدر مقنطر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱..... مقنطر بلا قناطر کے مستعمل نہیں ہوتا۔

۲..... اور جگہ تو مرزا قادیانی کو الفاظ ہی کا الہام ہوا تھا۔ یہاں اوہام محاورہ کا ہے۔ عرب سونا

چاندی کے ڈھیر کو مقنطر کہتے ہیں۔ جیسا قرآن مجید میں ہے۔ ”القناطر المقنطرة من الذهب والفضة“ مؤلف نے قدر مقنطر کہہ دیا ہے۔ یعنی کوہ کا ڈھیر۔ گرچہ گندہ است مگر ایجاد بندہ است کی مثل پوری صادق آتی ہے۔

۴۷۴..... فصار من القتلی براز معصفر

اس میں دو غلطیاں ہیں:

۱..... البراز بَرَّیہ دونوں کے معنی دشت اور میدان ہیں۔ اول کی جمع بروز اور ثانی کی براری

آتی ہے۔ یہ براز کے معنی میدان کیونکر ہو گیا۔ کیا یہ بھی کوئی الہام لغوی ہے۔ ہاں براز بالكسرہ کے معنی میدان ہیں۔ لیکن یہ پاخانہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

۲..... معصفر فصار کی خبر ہے۔ منصوب ہوگا۔ یہ عیب اصراف واجب الاجتناب ہوا۔

۴۷۷..... بیدر واحد قام نوع قیامة

وكان الصحابة كما لا فالین كسروا

اس میں کئی غلطیاں ہیں:

۱..... مصرعہ اولیٰ میں احد بضم تین ہے تو وزن فاسد اور بسکون حا ہے تو لفظ غلط۔

۶۴

۲..... مصرعہ ثانیہ کا وزن صحیح نہیں۔

۳..... جنگ بدر میں مشرکین تباہ ہوئے

کے خلاف ہے۔ مرزا مدعا یہ ہے آپ کے

۴۷۸..... ہمت مثل

بی الماء الدمع آتا ہے۔ ہمت

جریان العیون دماء ہم -

صفحہ ۱۵۴ - جاری ہے

۴۸۱..... ودلوا علیہ

المغتر چونکہ دلوا کا مفعول ہے فاسد ہے اور ایک ہی مصرعہ میں دو جگہ فسا

۴۸۲..... علی مثلاً

وان کان ع

مجھے یہاں مؤلف اور مترجم

۱..... مخلم کے معنی عربی میں نبی کے

۲..... حضرت (مرزا) کو حضرت ایو

۴۸۵..... وذلك دائ

چونکہ دیکھنے والا منکر ہے۔ کیجئے یا پہلے کو بھی حذف کیجئے۔

۴۸۶..... وان خلتھ

یہ مصرعہ زبیر بن ابی سلمیٰ ک

ومہما ت

وان خالھ

ومن لا ی

۴۸۷..... عیب اقواء ہے اس کے سہ

۴۹۵..... وفيها ف

صفحہ ۱۵۴ — جاری ہے

وزن فاسد ہے۔

۴۹۷..... سطوت

۲..... مصرعہ ثانیہ کا وزن صحیح نہیں۔

۳..... جنگ بدر میں مشرکین تباہ ہوئے نہ صحابہ شاخوں کی طرح توڑے گئے۔ یہ سراسر تاریخ

کے خلاف ہے۔ مرزائیو یہ ہے آپ کے نبی صاحب کی تاریخ دانی؟

۴۷۸..... ہمت مثل جریان العيون دمائم

ہمی الماء والدمع آتا ہے۔ ہمی الدم کی سند پیش کیجئے یا یوں کہئے۔ جرت مثل جریان العيون دماء
ہم۔

۴۸۱..... ودقوا عليه من السيوف المغفر

المغفر چونکہ دقوا کا مفعول ہے۔ اس لئے منصوب ہوگا۔ یہ عجیب انحراف ہوا۔ ثانیاً وزن فاسد ہے اور
ایک ہی مصرعہ میں دو جگہ فساد ہے۔

۴۸۴..... علی مثلها لم نطلع في مکلم

وان کان عیسی او من الرسل آخر

مجھے یہاں مؤلف اور مترجم دونوں پر تعجب کے ساتھ افسوس ہے۔

۱..... مکلم کے معنی عربی میں نبی کے نہیں ہیں۔ کیا یہ بھی منجملہ الہامات لغویہ کے کوئی لغوی
الہام ہے۔

۲..... حضرت (مرزا) کو حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ بھی معلوم نہیں۔ سچ ہے عاقلان گم
شدند۔

۴۸۵..... وذلك رای لا يراه المفكر

چونکہ دیکھنے والا مفکر ہے۔ اس لئے لا یری افعال قلوب ہو گیا تو اس کا دوسرا مفعول ذکر کیجئے یا پہلے کو بھی حذف کیجئے۔

۴۸۶..... وان خلتها تخفى على الناس تظهر

یہ مصرعہ زبیر بن ابی سلمیٰ کے اس شعر سے لیا گیا ہے۔

ومهما تكن عند امرئ من خلیقة

وان خالها تخفى على الناس تعلم

۴۸۷..... ومن لا یوقر صادقاً لا یوقر

عجیب توارد ہے اس کا سارا زبیر کے مصرعہ سے ماخوذ ہے۔ ومن لا یکبر نفسه لا یکبر

۴۹۵..... وفيها فضیحتکم الا تتذکر

وزن فاسد ہے۔

۴۹۷..... سطوت علینا شاتماً لتوقر

عیب اصراف ہے۔ لتوتر ہوگا۔

۵۰۰..... فان كان فليحضروا لا يتاخر

لائمی ہے لايتاخر ہوگا۔ عیب اقواء ہے۔

۵۰۲..... سیاتیک منی بالتحائف سرور

تحفه آپ کا صرف قصیدہ ہے، تو بالتحائف غلط ہے۔ یوں کہئے۔ سیاتیک منی بالهدیۃ سرور

۵۰۸..... الست تری یرمی القنا من عندکم

وزن فاسد ہے اور اس کا ترجمہ تو ماشاء اللہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

۵۱۰..... وابن التصلف بالفضائل والنهی

وزن فاسد ہے۔

۵۱۱..... وابن عفت منکم طلاقۃ السن

طلاقۃ السن عربی کا محاورہ نہیں۔ شاید یہ بھی کوئی الہام ہو۔ ہاں اس معنی میں طلق اللسان اور لسان طلیق ذلیق آتا ہے۔

۵۱۲..... بل الوقت خالصہ الل والقصر

بے وزن ہے۔

۵۱۳..... ففکر بجهدک خمس عشرة لیلة

وناد حسیناً او ظفراً او اصغر

دونوں مصرع کا وزن فاسد ہے۔ ثانیاً اصغر ہوگا عیب اصراف ہے۔

۵۱۴..... فہل انت تنسج مثلھا یا مخسر

وزن غلط ہے۔

۵۱۶..... تریدون ذلتنا ونحن ہوانکم

بے وزن ہے۔

۵۲۶..... وکان إلی النصف تمشے نؤمیر

تمشی انقضی کے معنی میں نہیں آتا۔ اس لئے اس کا ترجمہ گذرنے کا غلط ہے۔

۵۲۸..... ولكن رماہ اللہ ربی لیظہر

عیب اصراف ہے۔ لیظلم چاہئے۔

۶۶

۵۲۹..... بحرأ فلم نس

عیب اقواء ہے۔

۵۳۰..... نری برکات

لنا کاللوال

اس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے یوں کہ آسمان سے ہمارے لئے اتری ہیں۔ ان او گئی۔ اس میں متعدد

غلطیاں ہیں:

۱..... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

۲..... تنزیل بمعنی اترنا نہیں آتا بلکہ بمعنی

۳..... نزلوا کی ضمیر جمع کا مرجع کون ہے؟

۴..... نزل لنا محاورہ نہیں۔ نزل علینا آ

۵..... کلام مذکر ہے۔ صحیح ترجمہ کلام تانیث

مزہ تو یہ ہے آپ کے مرزا قادیانی

۵۳۱..... واللہ ان قصید

وزن فاسد ہے۔

۵۳۲..... فابدو کمل

وانصرہ چاہئے عیب اقواء ہے۔

قطعہ تا

از: فکر لطیف ناظم خوش بیان سید

علامہ مولوی غنیمت عالم فاضل حکیم دان غواص بحار نظم پروید سبحان ولید اوستاد شہ نقاد کلام پاستا

استاد بلاغت و معار

• ۵۲۹..... بہا فلم ننکٹ ولم نعقر

عیب اقواء ہے۔

• ۵۳۰..... نری برکات نزلوها من السما

لنا كاللوقح والكلام يضر

اس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے یوں کیا ہے: ”ہم ایک ایسی برکات دیکھ رہے ہیں جو آسمان سے ہمارے لئے اتری ہیں۔ ان اونٹنیوں کی طرح جو حمل دار ہوتی ہیں اور کلام تازہ کی گئی۔“ اس میں متعدد غلطیاں ہیں:

• ۱..... مصرعہ ثانیہ کا وزن فاسد ہے۔

• ۲..... تنزیل بمعنی اترنا نہیں آتا بلکہ بمعنی اتارنا آتا ہے۔

• ۳..... نزلو کی ضمیر جمع کا مرجع کون ہے؟

• ۴..... نزل لنا محاورہ نہیں۔ نزل علینا آتا ہے۔

• ۵..... کلام مذکور ہے۔ صحیح ترجمہ کلام تازہ کیا گیا ہوگا۔

مرزائیو! یہ ہے آپ کے مرزا قادیانی کی اردو میں اعجاز نمائی۔

• ۵۳۱..... واللہ ان قصیدتی من مہتدی

وزن فاسد ہے۔

• ۵۳۲..... فابدو کمل کلما قلت وانصر

و انصرہ چاہئے عیب اقواء ہے -

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ

از: فکر لطیف ، ناظم خوش بیان سید محمد عبدالرحمن التخلص بشور عظیم آبادی مقیم مونگیر

علامہ مولوی غنیمت کہ آلِ علی بو تراب است

عالم فاضل حکیم دانا درّ فنِ ادب کہ آفتاب است

غواص بحار نظم پروین کز درّ عروض فیضیاب است

سحبان ولید اوستادش از قس نواس بہرہ یاب است

نقاد کلام باستانی تنقید کہ می کند صواب است

استاد بلاغت و معانی در فہم کلام انتخاب است

تنقید کلام مرزا کرد	جزئش همه پر ز آب و تاب ست
بر شعر قصیده مسیحا	مملو از سقم بے حساب ست
هم قافیه اش ردی و ابتر	هم سرقة فاش و بے حجاب ست
هم کذب صریح در کلامش	این جرأت خانمان خراب ست
قول صادق امام منکم	کاذب گوید که فی الکتاب ست
نہ وزن صحیح نہ ضمیرش	پیش همه خانه خراب ست
اعجاز کہ خواند نظم خود را	این خندہ طفل و شیخ و شاب ست
بیتی نہ ز سقم و عیب خالی	این خانه تمام آفتاب ست
دزدانہ نوشت یک قصیدہ	ناقد چو عسس سر حساب ست
یک یک بنمود عیب او فاش	ذلت پی سارقان عذاب ست
بنوشت رسالہ بہ تنقید	تحریر کہ کرد لا جواب ست
مرزا چو شنید شور این	در گور خودش بہ پیچ و تاب ست
پاداش عمل بصورت مار	تا حشر برای او عقاب ست
شادان همه اہل فہم و دانا	جز آنکہ عدو جگر کباب ست
این فیصلہ بصیر ناقد	تنقید کہ کرد لا جواب ست
زین پس نکند زبان درازی	از بہر خلیل سد باب ست

از بیت نیزہ حجازی	رکش بجگر و زبرہ آب ست
لرزہ در جسم حامد افتاد	از کردہ خود در اضطراب ست
پیرو کہ کفر یک عزیزش	دلدادہ شوق آنجناب ست
تحلیل حرام و مولوی نام	این فیض مسیح مستطاب ست
مقلوب ترازو وزارت	در رود چناب چون حباب ست
این جملہ مرید با ارادت	در سلک مسیح انتساب ست
اے وائے چنین مسیح و پیرو	این خانہ تمام آفتاب ست
سال طبعش بہ جہد شد راست	صمصام و حسام این کتاب ست

(۱۳۲۱ھ، ۱۳۲۲ھ)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں سب سے آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے

ابطال اعجاز مرزا

(حصہ دوم)

حضرت مولانا حکیم غنیمت حسین اشرفی

مرزا قادیانی کے ضمیمہ کتاب نزول المسیح پر ایک نظر

یعنی

قصیدہ اعجازیہ کا بے نظیر جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حامداً و مصلیاً و مسلماً انا فتحنا لک فتحاً مبیناً (خدا کا ارشاد ہے کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی)

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۷) میں لکھتے ہیں: ”آپ صاحبوں پر واضح ہو کہ اس مضمون کے لکھنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ موضع مدہلے امرتسر میں باصرار منشی محمد یوسف صاحب کے میرے دو مخلص دوست ایک مباحثہ میں گئے۔ ہماری طرف سے مولوی محمد سرور صاحب مقرر ہوئے اور فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ کو امرتسر سے طلب کر لیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشین گوئیوں کی تکذیب میں دروغ گوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ تا سیاه روئے شود ہر کہ دروغش باشد“

حضرات ناظرین! انصاف سے دیکھیں کہ اس جگہ مرزا قادیانی نے کس قدر چمکتے ہوئے جھوٹ سے کام لیا ہے اور دروغ کو پر فروغ کر کے دکھایا ہے۔ جیسا کہ ناظرین آئندہ دیکھیں گے۔ شاید اس جھوٹ کی وجہ یہ ہو کہ مرزا قادیانی کے خیال خام کے موافق مولوی ثناء اللہ صاحب نے مناظرہ میں جھوٹ سے کام لیا تو مرزا قادیانی کو بھی اس کے جواب میں کمر باندھے جھوٹ کا التزام کرنا پڑا۔

مگر میں کہتا ہوں کہ اس کی یہ وجہ نہیں ہے بلکہ صرف یہی وجہ ہے جو مرزا قادیانی کی زبان سے
ہے اختیار نکلی ۔

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

مرزا قادیانی کے سفید جھوٹ

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۷) میں لکھتے ہیں: ”اے منصفین ہماری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر جس میں ڈیڑھ سو نشان آسمانی صدہا گواہوں کی شہادت کے ساتھ لکھا گیا ہے، یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔“

اب جماعت احمدیہ (مرزائیہ) غور کریں کہ مرزا قادیانی کا یہ خیال خام سراسر جھوٹ اور لغو ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے جو ڈیڑھ سو نشان نزول المسیح میں گنوائے ہیں اس میں سب تو پیشین گوئی نہیں۔ اگر سو ہی مان لی جائیں اور فی پیشین گوئی کے سو ہی جھوٹے گواہ بھی ہوں تب بھی ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی اور مرزا قادیانی تو ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ فرماتے ہیں۔ بالفرض اگر یہ صحیح ہے تو جماعت احمدیہ ابھی صرف ایک ہی لاکھ بلکہ دو، چار ہزار گواہوں کو جنہوں نے اس کو معائنہ کیا ہے بتفصیل بیان کرے تاکہ ہم لوگ بھی ان کو دیکھیں کہ وہ گواہ کس وزن اور قیمت کے ہیں۔ مگر اس جماعت سے یہ امید موبوم بلکہ محال ہے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۲

(اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں

ظہور میں آئے اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔“

ناظرین! دیکھو کہ یہ کتنا صریح اور صاف جھوٹ ہے اور اس پر یہ دلیری کہ اس کو قسم کھا کر مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ہاں مرزا قادیانی کو کفارہ قسم کا کیا خوف ہو سکتا ہے۔ جب کبھی اس کی نوبت آئی ایک الہام تازہ گھڑ لیا۔ سارا کفارہ گاؤ خورد ہو گیا۔ اخبار رسالت مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۵ء میں تھا۔ ”جرمنی کے پاس ۱۹۱۲ء میں بیانوںے لاکھ سے بھی زیادہ (فوج) تھی۔“ حضرات ناظرین دیکھیں کہ جب ۱۹۱۲ء میں صرف جرمنی کے پاس بیانوںے لاکھ سے زیادہ فوج تھی تو اب

کتنی فوج ہو گی اور زار روس کے پاس تو اس سے کہیں زیادہ فوج ہے تو کیا مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کے گواہ ایک کروڑ سے زیادہ ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بالفعل جماعت صرف ایک لاکھ بلکہ دو، چار ہزار گواہوں کو بیان کرے تاکہ ناظرین دیکھیں کہ وہ گواہ کیسے ہیں۔ جھوٹے ہیں یا سچے۔ معتبر ہیں یا نہیں۔

ناظرین! میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے گواہ تو جو ہیں وہ ظاہر، لیکن اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹ تو اس قدر ہیں کہ تمام دنیا کے بادشاہوں کی فوج اس کے سامنے بیچ۔ ”لو کان البحر مداداً لا کاذیب المرزا لنفد قبل ان تنفد اکاذیب المرزا“

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۴۹، ۵۰

(اعجاز احمدی ص ۲۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸) میں لکھتے ہیں: ”میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور پیشین گوئی آیت کریمہ: ”واذا العشار عطلت“ پوری ہوئی اور پیشین گوئی حدیث ”ویترکن القلاص فلا یسعی علیہا“ نے اپنی پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب اور عجم کے ایڈیٹران اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیشین گوئی کا ظہور ہے جو قرآن وحدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔“

یہاں مرزا قادیانی نے تین جھوٹ یکے بادیگرے جمع کر دیئے ہیں۔ میں ان کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلے جو آپ نے قرآن کی آیت لکھی ہے اور خواہ مخواہ اسے پیشین گوئی فرما کر مسیح موعود کی علامت بتایا ہے۔ حالانکہ آیت کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اوپر سے میں نقل کر کے اس کا مطلب اردو میں لکھتا ہوں۔ ناظرین اسے دیکھیں اور پھر مرزا قادیانی کی تفسیر کی داد دیں۔ ”اذا الشمس کورت* واذا النجوم انکدرت* واذا الجبال سیرت* واذا العشار عطلت* واذا

الوحوش حشرت * واذا البحار سجرت * واذا النفوس زوجت * واذا المؤودة سئلت * بائ ذنب قتلت *
واذا الصحف نشرت * واذا السماء كشطت * واذا الجحيم سعرت * واذا الجنة ازلفت * علمت نفس ما
احضرت“ یعنی جب آفتاب تاریک ہو جائے۔ ستاروں کی روشنی مدھم ہو جائے۔ پہاڑ حرکت میں
آجائیں۔ اونٹنیاں جو جننے کے قریب ہیں بیکار چھوڑ دی جائیں۔ صحرائی جانور آبادی میں آگھریں۔
دریا پاٹ دیئے جائیں۔ مردے زندہ کئے جائیں۔ زندہ درگور بچے کی باز پرس کی ۴

جائے کہ کس گناہ میں مارے گئے۔ نامہ اعمال کھولے جائیں۔ آسمان کھینچ لیا جائے۔ دوزخ گرم کی جائے۔ جنت قریب کردی جائے تو اس وقت ہر شخص اپنے اعمال کو جان لے گا۔

اب میں جماعت احمدیہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تمام نشانیاں مسیح موعود کی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بتائیں کہ ان آیات میں وہ کون سا لفظ اور جملہ ہے جس سے اس کی طرف ضعیف سا بھی اشارہ ہو؟ دوسرے یہ بتائیں کہ کیا یہ تمام چیزیں ہو گئیں اور سب کا ظہور ہو گیا؟ کیا آفتاب تاریک ہو گیا؟ کیا ستاروں کی روشنی مدہم ہو گئی؟ کیا پہاڑ حرکت میں آگئے؟ کیا صحرائی جانور آبادی میں آگھرے؟ کیا دریا بھر دیئے گئے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اصل یہ ہے کہ یہ سب قیامت کے آثار سے ہیں۔ العشاران اونٹنیوں کو کہتے ہیں جس کے جننے کے دن قریب ہوں۔ چونکہ عرب ان اونٹنیوں کو ایسے وقت میں عزیز رکھتے ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اور سواری نہیں کرتے ہیں۔ خدا نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کا دن ایسا ہولناک ہو گا اور ایسی بے خبری ہو گی کہ عرب گاہن اونٹنیوں کو بھی غیر محفوظ چھوڑ دیں گے۔

اب بتاؤ یہ گاہن اونٹنیوں کو بیکار چھوڑ دینا مسیح موعود کی نشانی کس طرح ہو گئی؟ اس لئے مرزا قادیانی کے اس کلام میں یہ پہلا جھوٹ ہے۔ اب جو شخص خدا پر افتراء کرنے میں نہ شرمائے اور خدا کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو خدا نے نہیں کہیں تو ایسے شخص کی بیباکی کا کیا ٹھکانا ہے۔

اب حدیث شریف کی نسبت عرض ہے۔ پہلے پوری حدیث لکھ کر اس کے معنی بیان کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو پوری کیفیت مرزا قادیانی کے صدق کی معلوم ہو۔ ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ واللہ لینزلن ابن مریم حکماً عادلاً فلیکسرن الصلیب ویقتلن الخنزیر ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا ولتذهبن الشحناء التباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد (رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ بخدا ابن مریم آسمان

سے اتریں گے فیصلہ کرنے والے منصف ہو کر۔ پھر توڑیں گے صلیب کو اور ماریں گے سور کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ (کافروں پر حفاظت کا ٹیکس) اور چھوڑی جائیں گی جوان اونٹنیاں تو ان پر سواری نہ کی جائیں گی اور عداوت و کینہ و حسد سب دور ہو جائیں گے اور لوگ مال کے لئے لوگوں کو بلائیں گے۔ مگر کوئی نہ لے گا۔

حضرات ناظرین! دیکھیں کہ اس حدیث میں نزول ابن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے اور ان کے تشریف لانے سے دنیا میں جو عدل وانصاف ہوگا اور بلائیں دور ہوں گی۔ سہولت سفر ہوگی اور جو برکات نازل ہوں گی ان کا بیان ہے۔ نہ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی ذکر ہے نہ مکہ اور مدینہ کے درمیان سہولت سفر کی کوئی تخصیص ہے۔ معزز ناظرین سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا مرزا قادیانی ابن مریم تھے؟ ہرگز نہیں۔

کیا مرزا قادیانی نے صلیب کو توڑا اور توحید کا غلبہ عیسائیت پر ہوا۔ کیا آج دنیا میں مسلمانوں بلکہ مرزائیوں کی تعداد عیسائیوں سے زیادہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے کافروں سے جزیہ یعنی ٹیکس حفاظت موقوف کر دیا اور اٹھا دیا کیونکہ مسیح موعود کی ایک علامت یہ بھی ہے۔ کیونکہ وہ کافروں کو قتل کریں گے یا مسلمان بنائیں گے اور جزیہ لے کر اپنے ملک میں کافروں کو نہیں رہنے دیں گے۔ تمام مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کی وجہ سے یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا الٹا ہوا۔ عیسائیوں نے مسلمانوں پر ٹیکس بڑھا دیا ہے۔ کیا اب اوٹینیوں پر سفر نہیں کیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا عداوت، بغض، کینہ لوگوں سے دور ہو گیا؟ نہیں۔ بلکہ اس کا الٹا ہو گیا۔ مرزا قادیانی کے تشریف لانے سے خود مسلمانوں میں تفرقہ ہوا اور ایک نیا فرقہ مرزا قادیانی نے بنا دیا جو تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز بتاتا ہے۔

اور کیا مرزا قادیانی کے آنے سے لوگ ایسے امیر ہو گئے کہ ان کو روپیہ پیسہ کی حاجت نہ رہی اور کیا ان کو روپیہ دیئے جاتے ہیں اور وہ نہیں لیتے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کے تشریف لانے سے یہ سب تو کچھ نہ ہوا۔ البتہ قحط سالی ہوئی۔ طاعون و پلگ ہوا۔ لوگ قحط سالی کی وجہ سے مفلس ہوئے، تباہ ہوئے۔ افسوس قادیان جسے دارالامان کہا جاتا تھا اور وہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اس میں بھی پلگ ہوا اور حضرات مرزائی بھی مرے۔ جس کی وجہ سے مرزا قادیانی نے اپنا جلسہ بھی ایک سال بند کیا۔ ہاں مرزا قادیانی کی وجہ سے یہ ہوا کہ تمام لوگوں پر مختلف بلائیں آسمانی اور دنیاوی آفتیں

نازل ہوئیں۔ یہ ہے اس کلام میں مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ۔ اب تیسرے جھوٹ کو ملاحظہ فرمائیے: ”یہاں تک کہ عرب وعجم کے ایڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیشین گوئی کا ظہور ہے جو قرآن وحدیث میں ہے۔“ مرزا قادیانی کو بتانا تھا کہ عرب اور عجم کے کن ایڈیٹروں

اور صاحبان جرائد نے اس پیشین گوئی کے متعلق کیا لکھا تا کہ ناظرین اسے دیکھتے اور معلوم کرتے کہ کس طرح ان ایڈیٹروں نے اسے پیشین گوئی کا مصداق ٹھہرایا۔ اس کے سوا عرض یہ ہے کہ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ قرآن وحدیث میں اسی پیشین گوئی کا ذکر ہے۔ جس کو مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”اور تمام عرب وعجم کے اخبار والے بھی ان کی تائید میں اپنے پرچوں میں بول اٹھے۔“ یہ سب کچھ ہوا اب سوال یہ ہے کہ کیا مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل چلی اور اونٹ بیکار ہوئے؟ لیکن مرزا قادیانی کی قسمت پر سخت افسوس ہے کہ اس کا بھی جواب نفی میں دیا جاتا ہے۔ یعنی اس وقت تک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ریل نہ چلی اور نہ اونٹ بیکار ہوئے۔ ریل کی پٹری آئی سب سامان جدہ پہنچا مگر مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کا یہ اثر ہوا کہ پٹری وغیرہ سارا سامان پڑا کا پڑا رہ گیا۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی دنیا سے رخصت ہوئے اور نہ لائن تیار ہوئی نہ ریل چلی۔ اے کاش مرزا قادیانی یہ پیشین گوئی نہ فرماتے تو خدا اسے ضرور پورا کرتا اور بیچارے حاجیوں کی تکلیف رفع ہوتی۔ مدینہ سے دمشق سینکڑوں کوس ریل چلنے لگی۔ لیکن حجاز ریلوے لائن اب تک یونہی پڑی کی پڑی رہ گئی۔ سچ ہے۔

قدم نا مبارک مسعود

گر بدریا رود برآرود دود

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰

اس کے بعد مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸) میں لکھتے ہیں: ”ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں میں خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پھیلے گی اور حج روکا جائے گا اور ذوالسنین ستارہ نکلے گا اور ساتویں ہزار کے سر پر وہ موعود ظاہر ہوگا جو مقدر ہے جو

دمشق کے شرقی سمت میں اس کا ظہور ہو اور نیز وہ صدی کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کرے گا جب کہ صلیب کا بہت غلبہ ہوگا۔ سو آج وہ سب باتیں پوری ہو گئیں۔“

ناظرین! ان چمکتے ہوئے روشن جھوٹوں کو دیکھیں کہ: ”خدا کی تمام کتابوں میں ان سب آثار کے متعلق خبر دی گئی ہے۔“ دور نہ جاؤ قرآن شریف ہی کو لو جو ہر مسلمان دیندار کے گھر میں موجود ہے اور خدا کی تمام کتابوں میں داخل ہے۔ کیا آج کوئی ہے جو بتا سکے کہ قرآن مجید میں یہ آثار مسیح موعود کے لئے لکھے ہیں۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرگز اس قرآن مجید میں جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے، یہ آثار مسیح موعود کے لئے نہیں ہیں اور نہ کوئی دکھا سکتا ہے۔

ہاں ! حضرات مرزائی اگر ان آثار کو اس قرآن مجید میں دکھا دیں تو ہو سکتا ہے جس میں ان کے مرشد نے ”اذا العشار عطلت“ کو مسیح موعود کی علامت بتایا۔ اس میں مرزا قادیانی نے چھ علامتیں بتائیں ہیں۔ اس لئے اس کلام میں ان کے یہ چھ جھوٹ ہوئے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۲، ۱۳

پھر (اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸) میں لکھتے ہیں: ”اور میری تائید میں میرے ہاتھ پر خدا نے بڑے بڑے نشان دکھلائے۔ آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔“

یہاں تو مرزا قادیانی نے نہایت ہی دیانت اور سچائی سے کام لیا اور بڑی جرات کو کام فرمایا۔ بقول شخصے دروغگویم بروئے تو۔ اولاً تو کوئی معمولی نشان بھی خدا نے مرزا قادیانی کی تائید میں نہیں دکھایا اور بڑے نشان تو بڑی بات ہے۔ اگر کوئی نشان ہے تو جماعت احمدیہ اس کو پیش کرے۔ اگر مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں بڑے نشان ہیں تو ان کی دھجیاں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ”الہامات مرزا“ میں خوب اڑائیں ہیں۔ آتھم کی پیشین گوئی جس کو بڑا نشان فرمایا ہے۔ اس میں تو مرزا قادیانی کی ایسی ذلت ہوئی کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ مگر مرزا قادیانی ہی تھے کہ زندہ رہے۔ اس کا خلاصہ یوں ہے کہ مرزا قادیانی اور آتھم عیسائی سے امرتسر میں مناظرہ ہوا اور پندرہ دن تک مناظرہ رہا۔ مناظرہ کے اختتام پر مرزا قادیانی نے یہ پیشین گوئی آتھم کے متعلق کی کہ وہ پندرہ مہینہ میں مرجائے گا۔ وہ بوڑھا آدمی مرزا قادیانی کے ہمسن تھا۔ مرزا قادیانی نے خیال فرمایا کہ اگر مر گیا تو بازی جیتی اور نہیں مرا تو پھر کوئی الہام گھڑ لیں گے۔ یہ تو گھر کی کھیتی ہے۔ چنانچہ پانچویں ستمبر ۱۸۹۴ء کو اس کی میعاد ختم ہوئی اور آتھم صحیح و سالم رہا اور ۶ ستمبر کو عیسائیوں نے بڑی

خوشی کی اور فیروز پور سے آتھم کو امرتسر واپس لائے اور اشتہار اور اعلان دیا۔ بعض اشعار اس کے ناظرین کے تفریح طبع کے لئے لکھتا ہوں۔

پنجہ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی توڑ ہی ڈالیں گے یہ نازک کلائی آپ کی

آتھم اب زندہ ہے آکر دیکھ لو آنکھوں سے خود بات کب یہ چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی

اب خواہ مخواہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔ لیکن مرزا قادیانی کا عمل تو اس پر ہے شرم چہ کہ پیش مردان بیاید۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۴

پھر (اعجاز احمدی ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹) میں لکھتے ہیں: ”دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشین گوئی کی گئی تھی اس میں صاف بتلایا گیا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائے گا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہوا ہوگا۔ وہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی۔“

مرزا قادیانی کی اس پیشین گوئی کا خلاصہ یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام پشوری پر چھ برس کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل ہوگا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت ہے اور اپنے اندر بیت الہی رکھتا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ لیکھرام چھری سے قتل کیا گیا اور ایسے واقعات ہوا ہی کرتے ہیں۔ خصوصاً پنجاب کے علاقہ میں تو ایسی وارداتیں بکثرت ہوتی ہیں نہ یہ معمولی تکلیفوں سے نرالا ہے اور نہ خارق عادت ہے، نہ اپنے اندر بیت الہی رکھتا ہے۔ اگر ناظرین اس کی تفصیل دیکھنا چاہیں تو (الہامات مرزا ص ۴۵) میں دیکھیں اس پر مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی کس قدر عبرت انگیز اور شرمناک بات ہے؟

اس کے بعد مرزا قادیانی مولویوں کو اندھا، یہودی، عیسائی بتاتے ہوئے ایک یہودی کا قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئیوں کی نسبت نقل کر کے (اعجاز احمدی ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۱) میں لکھتے ہیں: ”اب بتلاؤ کہ اس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میاں ثناء اللہ کا دل باہم مشابہ ہیں یا نہیں۔“

مجھے مرزا قادیانی کی ذات پر سخت افسوس ہے کہ مسیح موعود ہو کر تمام عمر میں دو چار یہودیوں اور عیسائیوں کو تو مسلمان نہ کر سکے البتہ مسلمانوں کو یہودی اور نصرانی بنا چھوڑا۔ خیر مولوی ثناء اللہ اور مولوی محمد حسین صاحب کا دل تو یہودیوں سے جس طرح مشابہ ہے اسے تو

میں ناظرین کے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں۔ مگر میں یہاں یہ دکھاتا ہوں کہ جھوٹے مدعیان نبوت اور دجالوں کے حالات اکثر باہم مشابہ ہوئے۔

مدعی مہدویت شیخ محمد جونپوری اور مرزا قادیانی

چنانچہ مرزا قادیانی کے پہلے جونپور میں ایک شخص شیخ محمد ۸۴۷ھ میں پیدا ہوا۔ اس نے چونکہ یہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق، رکن اور مقام (مکہ میں حرم محترم میں جگہ کا نام ہے) کے درمیان بیعت کرے گی۔ اس واسطے اس نے بھی اس مقام میں دعویٰ ”من اتبعنی فہو مؤمن“ (یعنی جس نے میری پیروی کی وہی مؤمن ہے) کا کیا اور میاں نظام اور قاضی علاء الدین

آمَنَّا وَصَدَّقْنَا (ہم ایمان لائے اور تصدیق کی) بول کر جھٹ بیعت کر لی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ادا ہو جائے اور بولے کہ دو گواہ بس ہیں۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۳۷)

شیخ محمد کا یہ پہلا دعویٰ مہدویت یا نبوت کا مکہ معظمہ حرم محترم میں سن ۱۹۰۱ھ میں ہوا ہے اور واپس آنے پر پھر کچھ دنوں کے بعد دوسرا دعویٰ مہدویت کا سن ۱۹۰۳ھ میں کیا اور تیسرا دعویٰ بڑے زور کا سن ۱۹۰۵ھ میں کیا۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۳۸) میں اس آخری دعویٰ کا حال اس طرح لکھا ہے: ”چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعویٰ مہدویت کا کرو اور بار بار اس کے خواباں تھے اور شیخ ہر چند ٹالتے چلے جاتے تھے۔ یہ لوگ تقاضا نہیں چھوڑتے تھے۔ چنانچہ پاس خاطر ان کے دو بار اس سے پہلے دعویٰ کیا تھا۔ لیکن بعد اس کے سکوت اختیار کیا تھا۔ اس پر چنداں اصرار نہ تھا کہ اب سب نے کمال اصرار کیا۔ شیخ بھی تیار ہو گئے اور فرمایا کہ مجھ کو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعویٰ کر۔ میں ٹالتا چلا جاتا ہوں۔ اب مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اے سید محمد! دعویٰ مہدویت کہلانا ہوا۔ تو کہلا نہیں تو ظالموں میں کروں گا۔ اس واسطے میں بصحت عقل و حواس دعویٰ کرتا ہوں۔ ”انا مہدی مبین مراد اللہ“ اور اپنا چمڑا دونوں انگلیوں سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے منکر ہوئے، وہ کافر ہے اور میں خدا سے بے واسطے احکام وغیرہ لیا کرتا ہوں اور فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ علم اولین اور آخری کا تجھ کو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجھ کو دی ہم نے۔ تجھے جو قبول کرے وہ مومن ہے اور تیرا جو منکر ہووے وہ کافر ہے۔ اسی طرح بہت سی باتیں خدائے پاک کی طرف نسبت کیں۔ خوند میر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے۔ اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ امانا وصدقنا“

اب ناظرین مرزا قادیانی کے اقوال اور جونپوری کے اقوال کا مقابلہ کر کے دیکھیں کہ کس قدر مشابہ ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی شیخ محمد جونپوری

(۱) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدائے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کے آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

(۱) ”اور (شیخ نے) فرمایا کہ مجھ کو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعویٰ کر۔ میں ٹالتا چلا جاتا ہوں۔ اب مجھ کو یہ حکم ہوا کہ اے سید محمد! دعویٰ مہدویت کہلانا ہو تو کہلا نہیں تو ظالموں میں کروں گا۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۳۸)

۱۰

(۲) ”اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ 'هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهرہ الدین کلہ' (اعجاز احمدی ص ایضاً) یعنی وہ عزیز اور قادر خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ تمام ادیان باطلہ پر اس رسول کو غلبہ دے۔“ اور مجھے حکم ہوا کہ ”فاصدع بما تؤمر“ یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے۔“

(اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

(۳) ”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

(۴) ”ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ صاحب شریعت کے کیا معنے ہیں؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند احکام بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام 'قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذالک ازکی لہم'“

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

(۵) ”انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی“

(حقیقۃ الوحی ص ۱۲۶ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۰)

”انت بمنزلۃ ولدی“

(تذکرہ ص ۴۹۱)

(۲) اور عالم میاں نے استفتائے کبیر میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعویٰ کیا کہ حکم اللہ تعالیٰ کا اس بندہ کو ہوتا ہے کہ آیت ”افمن کان علی بینة من ربہ“ آخر تک خاص تیری ذات کے حق میں ہے ہم نے ، اور مراد لفظ میں سے ”افمن کان“ میں خاص ذات تیری ہے اور یہ بھی دعویٰ کیا فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ آیت ”ثم اورثنا الكتاب الذین اصطفینا من عبادنا“ آخر تک تیری قوم کے حق میں ہے۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۱۹)

میاں خوند میر داماد و جانشین شیخ جونپوری مکتوب ملتانی میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کلام خویش خبر دادم ان علینا بیانہ۔

(بلسان المہدی ص ۱۱۸)

(۲) ”اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔“ ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ (اعجاز احمدی ص ایضاً) یعنی وہ عزیز اور غالب خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ تمام ادیان باطلہ پر اس رسول کو فتح دے۔“ اور مجھے حکم ہوا کہ ”فاصدع بما تؤمر“ یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے۔“

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴)

(۳) تصدیق مہدویت سید جونپوری کی فرض ہے اور انکار ان کی مہدویت کا کفر ہے۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۶، ۱۷)

(۳) ”اب دیکھو خدا نے میری وحی اور تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵ حاشیہ)

(۴) عقیدہ شانزدہم یہ کہ (مہدویہ) شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بلکہ رسول صاحب شریعت تازہ جانتے ہیں۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۲۳)

(چنانچہ) شواہد کے تیرھویں باب میں لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۲۴)

(۴) ”ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ صاحب شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام ”قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذالک ازکی لہم“

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، ایضاً)

(۵) عقیدہ پنجم سید محمد جونپوری سوائے محمد ﷺ کے افضل ہیں، ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیاء اور مرسلین سے۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۷)

(۵) ”انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی“

(حقیقت الوحی ص ۶۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۷۰)

”انت بمنزلۃ ولدی“

(تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم)

(۶) عقیدہ ہفتم یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگر چہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں۔ لیکن شیخ جونپور کے بیان اور احوال سے مقابل کر کے دیکھنا اگر مطابق ان کے احوال کے ہوویں۔ صحیح جاننا ورنہ غلط جاننا۔

(بدیہ مہدویہ ص ۱۷)

(۶) ”مگر ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرا معنی تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔“

(اعجاز احمدی ص ۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

”ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

حضرات ناظرین! انصاف سے فرمائیں کہ شیخ محمد جونپوری اور ان کی جماعت اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا دل باہم مشابہ ہیں یا نہیں؟ ضرور ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ دونوں ہی حضرات اپنے کو تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل بتاتے ہیں۔ اس کا فیصلہ مشکل ہے کہ ان دونوں میں دجل میں فاضل کون ہے اور مفضل کون۔ ”اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون“

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷

پھر مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۱، ۱۱۴) میں لکھتے ہیں: ”ہاں وعید کی پیشین گوئیاں جیسا کہ آتھم کی پیشین گوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشین گوئی، ایسی پیشین گوئیاں ہیں جن کی قرآن اور توریت کے رو سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے اور ان کا التواء ان کے کذب کو مستلزم نہیں۔ کیونکہ خدا اپنے وعید کے روکنے پر اختیار رکھتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ کیونکہ یونس نبی کی پیشین گوئی جو عذاب کے لئے تھی۔ اس کے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی۔ تب بھی عذاب ٹل گیا۔ کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یوحنا نبی اور درمنثور۔“

اس میں مرزا قادیانی نے تین جھوٹ بولے۔ پہلا جھوٹ یہ ہے کہ وعید کی پیشین گوئیوں میں قرآن اور توریت کے رو سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ یہ کیسا گندا اور بدبودار جھوٹ ہے۔ قرآن کی کسی آیت اور توریت کے کسی باب میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ خدا وعید کے پیش گوئیوں میں وقت سے

تاخیر کر دیتا ہے۔ خصوصاً وہ پیشین گوئیاں جن کو نبی اپنی نبوت کے لئے نشان قرار دے اور معیار صداقت ٹھہرائے۔ اگر ایسا ہے تو میں جماعت احمدیہ سے پکار کر کہتا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کے اس دعوے کو قرآن اور توریت سے ثابت کریں۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ مسلمان اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ یہ بھی کس قدر سیاہ جھوٹ ہے۔ ہرگز یہ عقیدہ کسی دیندار مسلمان کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ محض مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کا ہے۔ تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی جو عذاب کے لئے تھی باوجود شرط توبہ وغیرہ نہ ہونے کے بھی عذاب ٹل گیا۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ قرآن شریف سے نہ حضرت یونس علیہ السلام کے عذاب کے لئے کوئی پیشین گوئی معلوم ہوتی ہے اور نہ پیشین گوئی کو اپنے لئے معیار صداقت بتانا معلوم ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۱۸، ۱۹، ۲۰

پھر (اعجاز احمدی ص ۷۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲) میں لکھتے ہیں: ”اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کے رو سے ان کو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتا تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے۔ جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزار ہا پیشین گوئیوں پر جو عین صفائی سے پوری ہو گئیں ان پر نظر نہیں ڈالتے اور اگر کوئی ایک پیشین گوئی اپنی حماقت سے سمجھ میں نہ آوے تو بار بار اس کو پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ ایمانداری ہے۔ اگر ان کو طلب حق ہوتی تو ان کے لئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں ان کی آمد و رفت کا خرچ بھی دے دیتا اور بطور مہمانوں کے ان کو رکھتا۔ تب وہ دل کھول کر اپنی تسلی کر لیتے۔ دور بیٹھے بغیر دریافت پوری حقیقت کے اعتراض کرنا بجز حماقت یا تعصب کے اور کیا اس کا سبب ہو سکتا ہے۔“

یہاں بھی حضرت (مرزا قادیانی) نے تین جھوٹ فرما دیئے۔ پہلا جھوٹ تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی طرح سے دوسرے نبیوں کی پیشین گوئیاں بھی جھوٹی ہوئیں اور پیشین گوئیوں کے جھوٹے ہونے کا جو اعتراض مرزا قادیانی پر کیا جاتا ہے بعینہ وہی اعتراض اور انبیاء کرام پر بھی ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے۔ لیکن میں با ادب عرض کرتا ہوں کہ ہرگز کسی نبی نے اپنی پیشین گوئی کو اپنے لئے معیار صداقت نہیں ٹھہرایا اور اگر ٹھہرایا ہو تو وہ نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ بخلاف مرزا قادیانی کے کہ وہ اکثر پیشین گوئیوں کو اپنے معیار صداقت ٹھہرا کر کے بھی ہمیشہ تاویلات فاسدہ سے پورا کیا کرتے ہیں۔ دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ ہزار ہا پیشین گوئیاں جو عین صفائی سے پوری ہو گئیں۔

مجھے سخت تعجب اور افسوس ہے مرزا قادیانی کی سمجھ اور عقل پر یا دیدہ و دانستہ تمام لوگوں کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہتے ہیں یا جھوٹ ان کا شیوہ ہو گیا ہے۔ میں دعویٰ کے ساتھ ان کی جماعت سے کہتا ہوں کہ دو چار بھی پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی بشرطیکہ وہ صاف ہوں اور صفائی سے اپنے وقت پر پوری بھی ہوئی ہوں۔ ثابت کریں۔ لیکن ناظرین اطمینان رکھیں کہ ہرگز وہ ایسا نہیں کر سکتے اور نہیں کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے قادیان کے بارہ میں پیشین گوئی کی کہ: ”یہاں طاعون نہ ہوگا۔ اُس لئے کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔“ (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) اسی وقت سمجھدار حضرات نے کہا کہ اب ضرور قادیان میں پلنگ ہوگا۔ اس لئے کہ خدا جھوٹے کو رسوا کرتا ہے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ ”الہامات مرزا“ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ وہ خود قادیان آئے۔ افسوس اس پر بھی مرزا قادیانی پورے نہ اترے۔ چنانچہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ میں آپ کا بلایا ہوا آیا ہوں۔ مجمع میں اپنی پیشین گوئیوں کو پیش کیجئے اور جو شبہات ان پر میں ظاہر کروں اسے دفع کیجئے۔ لیکن مرزا قادیانی میدان میں نہ آئے اور گھر ہی سے کاغذی گھوڑے دوڑاتے رہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے سارے خطوط اپنے اور ان کے مع مرزا قادیانی کی زبان درازی اور خلق کو (الہامات مرزا ص ۱۰۱) میں درج کیا ہے۔ جن میں مرزا قادیانی حیرت انگیز چالاکی سے اپنی پیشین گوئیوں کے پڑتال سے بھاگتے ہیں اور فرار پر فرار کو ترجیح دیتے ہیں اور غصہ سے گالی گلوچ سے ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حالی نے اپنے اشعار میں مرزا قادیانی کی اس حالت کا نقشہ دیا ہے۔

کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے

کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے

ستون چشم بد دور ہیں آپ دین کے نمونہ ہیں خلق رسول امین کے

پھر (اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲) میں لکھتے ہیں: ”ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی اور سفر طول طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ ان کو کعبہ کے طواف کے لئے اجازت دی جائے گی۔ جیسا کہ پیش گوئی تھی اس پر بعض بد بخت مرتد ہو گئے اور حضرت عمرؓ چند روز ابتلاء میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کے لئے کئی اعمال نیک بجالائے جیسا کہ ان کے قول سے ظاہر ہے۔“

یہاں میں پہلے حدیبیہ کے خواب کا اصل واقعہ لکھتا ہوں۔ اس کے بعد ناظرین کو مرزا قادیانی کے دجل اور جھوٹ کا پورا حال معلوم ہوگا۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ سن چھ ہجری میں جناب رسول خدا ﷺ مع جماعت کثیرہ صحابہ کرامؓ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ عمرہ کے قصد سے تشریف لے چلے۔ راستہ میں حدیبیہ (ایک جگہ کا نام ہے) پہنچ کر آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ ہم بے خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں اور زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس خواب کو صحابہ کرامؓ سے بیان فرمایا۔ صحابہؓ نے آپ ﷺ کے مختصر بیان سے یہ سمجھا کہ اسی سفر میں ہم لوگ مکہ میں داخل ہو کر زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوں گے۔ چونکہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت ہتھیار بند تھی۔

مکہ کے لوگوں کو خوف ہوا اور حدیبیہ ہی میں ان لوگوں نے ان کو مکہ جانے سے روکا اور فریقین میں صلح ہوئی اور سال آئندہ آنحضرت ﷺ کا مع صحابہ کرامؓ مکہ میں داخل ہونا صلح کی ایک شرط قرار پائی۔ یہ صلح بظاہر دب کر معلوم ہوتی تھی اور چونکہ صحابہؓ عمرہ کے شوق میں چور تھے۔ اس کے سوا جماعت کثیرہ ہتھیار بند جوش شجاعت میں بھری ہوئی تھی۔ اس لئے ان کو یہ صلح ناگوار معلوم ہوتی تھی اور پاس ادب سے کچھ بول بھی نہیں سکتے تھے۔ مگر آنحضرت فداہ ابی وامی کی نتیجہ پر نظر تھی باوجود سخت شرائط کے بھی صلح منظور کر لی اور درحقیقت اس صلح سے بڑے بڑے فائدے مسلمانوں کے ہوئے۔ بلکہ اس کو فتح مکہ کا پیش خیمہ یا مقدمۃ الجیش کہنا چاہئے۔ چنانچہ پیچھے چل کر تمام صحابہؓ نے اس صلح کے فوائد پر اتفاق کیا۔ چونکہ ان کے خیال کے بموجب اصحاب کے تمام امنگوں کا خاتمہ ہوتا تھا۔ اس لئے بے مزہ ہوئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ پیش قدمی کر کے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہو کر زیارت بیت اللہ سے مشرف ہوں گے اور طواف کریں گے۔ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ہاں کہا تھا مگر کیا اسی سال جانے

کو کہا تھا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ نہیں اس سال کی تعیین نہیں فرمائی تھی تو ارشاد ہوا کہ ہم نے جانے کو کہا تھا۔ سو جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ چنانچہ دوسرے سال میں اس پیشین گوئی کا ظہور ہوا اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ صحابہؓ مکہ میں داخل ہوئے اور سن آٹھ ہجری میں فتح مکہ ہوا اور شجاعان اسلام یعنی صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہتھیار بند مکہ میں داخل ہوئے۔ اس واقعہ سے امور ذیل معلوم ہوئے۔

۱..... آپ ﷺ نے عمرہ کے قصد سے سفر کیا تھا اور حدیبیہ پہنچ کر خواب دیکھا تھا۔

۲..... آپ ﷺ نے یہ برگز نہیں فرمایا تھا کہ یہ پیشین گوئی اسی سال پوری ہوگی۔

..... جب آنحضرت ﷺ سے حضرت عمرؓ نے پوچھا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے اسی سال کیا مکہ میں داخل ہونے کو کہا تھا؟ تو حضرت عمرؓ کا یہ کہنا کہ نہیں اس سال کی تعیین نہیں فرمائی تھی۔ صاف بتا رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کسی قول یا فعل یا اشارہ سے بھی اس سال کی تعیین نہیں پائی جاتی۔ ورنہ حضرت عمرؓ اس کو ضرور عرض کرتے مگر ایسا نہیں کہا تو معلوم ہوا کہ اس سال کی تعیین کا سمجھنا صحابہ کا اپنا خیال اور گمان تھا۔ یہاں مرزا قادیانی نے جھوٹ کا طومار باندھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶

پہلا جھوٹ یہ ہے اور ایسا ہی بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا ہے کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ یہ صریح جھوٹ ہے۔ پوچھا تو حضرت عمرؓ نے۔ کیا وہ مرزا قادیانی کے نزدیک مخالفین اسلام میں تھے؟ نعوذ باللہ!

دوسرا اور تیسرا جھوٹ اور سفر طول طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ ان کو کعبہ کے طواف کے لئے اجازت دی جائے گی۔ جیسا کہ پیش گوئی تھی۔ اولاً آنحضرت ﷺ کا سفر پیش گوئی کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ عمرہ کے لئے تھا۔ جیسا اوپر گذرا۔ کیونکہ بقول محققین علماء خواب حدیبیہ میں حضور ﷺ نے دیکھا تو اب پیش گوئی کی بناء پر آپ ﷺ کا سفر کیونکر ہو سکتا تھا؟ البتہ سفر کے بعد حدیبیہ میں یہ پیش گوئی حضور ﷺ نے فرمائی۔ ثانیاً حضور ﷺ کی پیش گوئی برگز یہ نہیں تھی کہ ہم اس سال مکہ میں داخل ہوں گے۔ نہ آپ ﷺ کے کسی فعل اور اشارہ سے یہ سمجھا گیا یہ تو آنحضرت ﷺ پر اتہام ہے۔ نعوذ باللہ!

چوتھا جھوٹ ”اس پر بعض بدبخت مرتد ہو گئے“ صحابہ میں سے کوئی شخص برگز اس کی وجہ سے مرتد نہیں ہوا اور نہ مرتد ہونے کی کوئی وجہ تھی۔ اس لئے کہ یہاں تو سب بات صاف تھی نہ

تاویل تھی نہ کوئی تازہ الہام۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا صحابہؓ پر اتہام ہے۔ ورنہ جماعت احمدیہ مجھے نام بتائے کہ کون صحابہؓ اس کی وجہ سے مرتد ہوئے۔

پانچواں اور چھٹا جھوٹ ”اور حضرت عمرؓ چند روز ابتلا میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کے لئے کئی اعمال نیک بجالائے۔“ یہ بالکل از سر تا پا غلط اور جھوٹ ہے۔ نہ حضرت عمرؓ اس وجہ سے کبھی ابتلاء میں رہے اور نہ اس لغزش کی وجہ سے کوئی عمل نیک بجالائے۔ ہاں! چونکہ صحابہؓ آنحضرت ﷺ کا ادب بہت کرتے تھے۔ جیسا حدیثوں میں آیا ہے اور اس میں وہ آپ ہی اپنی نظیر تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ پیش قدمی کر کے پوچھنے سے نادم اور پشیمان ہوئے ہوں اور اس لغزش کی وجہ سے کچھ اعمال نیک بجالائے ہوں تو یہ ہو سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی یہ چاہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں (جو نہایت صفائی سے اپنے وقت معینہ پر پوری ہوئیں) پر پردہ ڈال کر اپنی جھوٹی پیشین گوئیوں (جو مرزا قادیانی کے تاویلات کے بعد بھی وقت پر پوری نہ ہوئیں) سے جا ملائیں۔ مگر یاد رکھیں کہ -

ایں خیال است و محال است و جنون

اگر ناظرین اس پیشین گوئی کو آنحضرت ﷺ کی تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو (حصہ دوم فیصلہ آسمانی ص ۲۳ تا ۲۶، مطبوعہ بار دوم) ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں لکھتے ہیں: ”میں نے بحر کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا، اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا۔ حالانکہ اسی برابین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہره علی الدین کلہ“ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹ پر جھوٹ بکے چلے جاتے ہیں۔ نہ خلق سے شرماتے ہیں نہ خدا سے خوف کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے ماں باپ نے تو ان کا نام غلام احمد رکھا تھا۔ یہ عیسیٰ نام آپ کا کس نے رکھا، خدا نے عرش پر آپ کا نام عیسیٰ رکھا۔ حضرات ناظرین اسی طرح شیخ محمد جونپوری نے بھی کہا کہ میرا نام چوتھے آسمان پر سید مبارک ہے۔

چنانچہ شواہد الولایت کے پندرھویں باب میں لکھا ہے: ”میران (شیخ محمد) نے خوند میر (داماد شیخ) کو کہا کہ تمہاری خبر حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں دی ہے کہ ”اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ“ سینہ خوند میر فیہا مصباح تجلی حق تعالیٰ المصباح فی زجاجہ دل خوند میر الزجاجہ

کانہا کوکب دری یوقد من شجرة مباركة شجرة ذات خاص بندہ کہ چوتھے آسمان پر نام بندے کا سید مبارک ہے۔“

(بدیہ مہدویہ ص ۱۲۰)

تعجب ہے کہ شیخ نے بی بی مبارکہ کو سید مبارک کیونکر کہہ دیا۔ یہ خدا پر افتراء ہے کہ ”میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔“ اس لئے اس کلام میں یہ پہلا جھوٹ ہے۔ اب دوسرا جھوٹ دیکھئے۔ ”مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا۔ اسی طرح ان کے شیخ جونپوری نے بھی اپنے کو خاتم الاولیاء کہا ہے۔ مگر بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ! انہوں نے ولایت کا خاتمہ کیا تھا تو انہوں نے خلافت ہی کا خاتمہ کر ڈالا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے خلفاء نے اسلامی فتوحات کی توسیع کی دنیا میں اخلاق محمدی کو پھیلایا۔ حدود

وتعزیر جاری کئے۔ ان کی صداقت اور راست بازی اور صفائی معاملات کو دیکھ کر جوق کی جوق غیر قومیں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ لوگوں کو راحت رسانی کے اسباب مہیا کئے وغیرہ وغیرہ۔ اب مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے کہ آپ نے اس کے سوا کیا کیا کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر ایک جماعت اپنی بنالی۔ افسوس تھوڑی تبدیلی کے بعد مولانا روم کا یہ شعر مرزا قادیانی کے حسب حال ہے۔

گندہ کذب او جہاں را گندہ کرد

کذب او دیہائے دین را ژندہ کرد

اب تیسرے جھوٹ کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں: ”تو ہی کسر صلیب کرے گا۔“ افسوس اگر مرزا قادیانی کی ذات سے صرف یہی کام ہوتا تو یہ کہنے کو ہوتا کہ مرزا قادیانی بھی کسی کام کے آدمی تھے۔ شیخ جونپوری نے تو درمیان رکن و مقام کے حرم محترم میں چپکے سے دو آدمی کو ساتھ لے جا کر دعویٰ کیا اور دونوں نے تصدیق کی۔ کاش مرزا قادیانی بھی ایک لکڑی کی صلیب بنا کر اسی کو توڑ لیتے اور فرماتے کہ یہی کسر صلیب ہے تو خیر ٹوٹکا تو ہو جاتا۔ مگر شیخ جونپوری سے بھی پیچھے رہ گئے۔ کیا جماعت احمدیہ بتا سکتی ہے کہ کتنے عیسائی، یہود، آریہ مرزا صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے؟

اس سے تو علمائے اسلام اور بزرگان دین ہی اچھے ہیں کہ ان کے مبارک ہاتھوں پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں غیر قوموں نے توبہ کی اور مسلمان ہوئے۔ کیا خاتم الخلفاء اور مکسر صلیب کا یہی کام تھا کہ تمام عمر اپنے فضول دعووں میں جھگڑتا رہے اور ہزاروں روپے مسلمانوں سے لے کر اپنے خیالات فاسدہ کی اشاعت کرتا رہے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالے اور تمام مسلمانوں کی کافر وغیرہ ناشائستہ الفاظ سے توہین کرے۔

اب چوتھے جھوٹ کو دیکھئے: ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔“ مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر تو قرآن اور حدیث میں کہیں بھی نہیں۔ ہاں! جب مرزا قادیانی کی یہ شان ہو۔

گاہ موسیٰ گاہ عیسیٰ گاہ فخر انبیاء

گاہ ابن اللہ گاہے خود خدا خواہد شدن

تو ان کا ذکر قرآن میں کیا تمام کتب آسمانی میں ہوسکتا ہے۔

ان سب سے بڑا اور تاریک جھوٹ مرزا قادیانی کا اس میں پانچواں ہے وہ یہ کہ جس طرح شیخ جونپوری اپنے لئے بعض آیات قرآنی کو مخصوص کرتا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی جو آیت قرآن مجید میں خاص آنحضرت ﷺ کے بارے میں ہے اس کو اپنے لئے مخصوص کرتا ہے۔

۱۸

”کبرت کلمۃ تخرج من افواہهم“ بڑا بول ”اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هو الذی لیظہرہ علی الدین کلہ“ یعنی وہ ایسا عزیز اور سچا دین دے کر بھیجا۔ تاکہ تمام ادیان باطلہ پر ہی اس کا مصداق ہے۔ یعنی سوا تیرے اور کوئی ام ہی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ ان کی جماعت کہ رسول بنا کر مرزا قادیانی کو بھیجا اور ان کا دین تو اسے مرزا قادیانی جیسے رسول کی حاجت نہیں۔ کے احکام کو غیر منسوخ بنا کر محمد رسول اللہ ﷺ مرزا قادیانی کا نیا ایجاد کردہ اور ساختہ ہے تو اسے ایجاد کردہ دین۔ مردود، دین اسلام پر بھی غالب فمن یتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل م دین اسلام ہی ہے جو اس کے سوا اور دین ڈھونڈ پھر مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۷، خ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ

میرے پر ا میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہ اور مجھے حکم ہوا۔ ”فاصدع بما تؤمر“
یعنی مجھے مرزا قادیانی پر افسوس ہے کہ

بے حیاء باش

مرزا قادیانی جیسے رسول ہیں ویس بھلا جب بارہ برس تک مرزا قادیانی نے نہ س موعود بنائے بغیر نہ
رہا۔

حضرات ناظرین! دیکھیں کہ ا کو الہام ہوتا رہا کہ تو عیسیٰ، خاتم الخلفاء، رس

"کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم" بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے اور یہ کہتے ہیں:

"اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق

لیظہرہ علی الدین کلہ" یعنی وہ ایسا عزیز اور غالب خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

اور سچا دین دے کر بھیجا۔ تاکہ تمام ادیان باطلہ پر اس رسول کو فتح دے اور اس پر یہ سینہ زوری کہ تو

ہی اس کا مصداق ہے۔ یعنی سوا تیرے اور کوئی اس کا مصداق نہیں۔ تیرہ سو برس پہلے مرزا قادیانی

ہی کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ ان کی جماعت مجھے بتائے کہ خدا نے کس ہدایت اور دین کو دے

کر رسول بنا کر مرزا قادیانی کو بھیجا اور ان کا دین تمام ادیان پر غالب آگیا۔ اگر یہ دین اسلام ہے

تو اسے مرزا قادیانی جیسے رسول کی حاجت نہیں۔ اس کو خدا نے تیرہ سو برس پہلے کامل مکمل اور اس

کے احکام کو غیر منسوخ بنا کر محمد رسول اللہ ﷺ کو عطاء فرمایا تھا اور اگر اس کے سوا کوئی دوسرا دین

مرزا قادیانی کا نیا ایجاد کردہ اور ساختہ ہے تو اسے بتائیں اور اس کے ساتھ یہ بھی بتائیں کہ ان کا

ایجاد کردہ دین - مردود، دین اسلام پر بھی غالب آگیا۔ نعوذ باللہ! "ان الدین عند اللہ الاسلام

فمن یتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ" یعنی ارشاد خداوندی ہے کہ خدا کے ہاں مقبول

دین اسلام ہی ہے جو اس کے سوا اور دین ڈھونڈھے تو وہ برگز مقبول نہیں۔

پھر مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں لکھتے ہیں: "پھر میں قریباً بارہ

برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے

براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔
جب بارہ

برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پس جب اس بارہ میں انتہاء تک خدا کی وحی پہنچی

اور مجھے حکم ہوا۔ 'فاصدع بما تؤمر' یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے۔"

مجھے مرزا قادیانی پر افسوس ہے کہ ان کا عمل اس پر ہے ۛ

بے حیاء باش و ہر چہ خوابی گوہ

مرزا قادیانی جیسے رسول ہیں ویسا ہی ان کا خدا بھی نہ وہ اس کی سنتے ہیں نہ یہ ان کی۔

بھلا جب بارہ برس تک مرزا قادیانی نے نہ سنا تو اسے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ بھی مرزا قادیانی کو مسیح

موعود بنائے بغیر نہ رہا۔

حضرات ناظرین! دیکھیں کہ اس جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہے کہ بارہ برس تک مرزا قادیانی

كو الهام هوتا رها كه تو عيسىؑ؁ خاتم الخلفاء؁ رسول وغيره وغيره هے - يهاں تك كه بڑى شد ومد سے
حكم

ہوا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ مگر مرزا قادیانی نہ مانے پر نہ مانے اور اپنے رسمی عقیدہ پر جمے رہے اور ان کا خدا خوشامدیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ۴

سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

جب خوشامد حد تواتر کو پہنچی تب آپ نے مانا۔

شاباش! مرزا قادیانی آپ کا کیا کہنا۔ یہ کیسا دروغ بے فروغ ہے۔ کیا کسی سچے نبی کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ باوجود زمانہ دراز تک بار بار الہامات ہونے کے بھی اپنے جھوٹے اور رسمی عقیدہ پر جما رہے اور برابر بارہ برس تک یک لخت براہین میں جھوٹ کی اشاعت کرتا رہے۔

ایں کار از تو آید و مرزا چنیں کنند

اس میں یہ پہلا جھوٹ تھا۔ اب ناظرین دوسرا جھوٹ سنیں۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ نمبر ۳۲، ۳۳

”جب اس بارہ میں انتہاء تک خدا کی وحی پہنچی۔“ حضرات مرزا قادیانی کی اس دلیری کو دیکھیں کہ دو چار دس بیس وحی الہی پر وہ ایمان نہ لائے۔ جب تک انتہاء کو نہ پہنچی۔

عجب جرأت تھی اس دل میں جسارت ہو تو ایسی ہو

مگر اس کو تو بتایا ہوتا کہ ان کے نزدیک انتہاء کیا ہے۔ اگر انتہاء اس کا نام ہے جیسا وہ آگے چل کر لکھتے ہیں: ”اور میرے دل میں روز روشن کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔“ (اعجاز احمدی ص-۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴) تو میں پوچھتا ہوں کہ جب دس بیس وحی میں مرزا قادیانی کو یقین نہ ہوا اور زمانہ دراز تک وسوسہ شیطانی سمجھ کر ٹالتے رہے اور رسمی عقیدہ پر جمے رہے تو اس کی کسے خبر ہے

کہ اب بھی ان کا جس بات پر یقین ہے وہ بھی کہیں اضطرابات احلام (خواب پریشان) نہ ہو اور ایسا ہی ہے۔

یہاں وسوسہ شیطانی کا لفظ جو میں نے لکھا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا ہے بلکہ ان کے بڑے مرشد مہدی موعود شیخ محمد جونپوری نے کہا ہے۔ چنانچہ مطلع الولايت میں لکھا ہے: ”اَوَّلُ بَارِہِ بَرَسِ تَکِ اَمْرِ اَللّٰہِی ہوتا رہا اور میراں وسوسہ نفس و شیطانی سمجھ کر ٹالتے رہے اور بعد بارہ برس کے خطاب با عتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہیں اور تو اس کو غیر اللہ سے سمجھتا ہے۔ بعد اس کے بھی شیخ موصوف اپنے عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے۔ بعد بیس برس کے خطاب با عتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا۔ ورنہ مجبور ہوگا۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۳۴)

حضرات ناظرین! باہم دل کا متشابہ ہونا اسے کہتے ہیں: ”کذالک قال الذین من

قبلہم مثل قولہم تشابہت قلوبہم قد بینا الایت لقوم یوقنون“ (اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں انہیں جیسی باتیں وہ بھی کہا کرتے تھے ان سب کے دل ایک ہی طرح کے ہیں جو لوگ یقین رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان کو تو ہم اپنی نشانیاں صاف طور پر دکھا چکے۔) مرزا قادیانی چودھویں صدی کے مسیح ہوشیار اور چالاک تھے۔ پہلے بارہ برس کے بعد ہی قبول کر لیا اور دوسرے آٹھ برس پر نہ ٹالا اور اپنے خدا کو زیادہ خوشامد سے رہائی دی۔ ”ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ تعالیٰ اللہ علی ذلک علوا کبیرا“

معزز ناظرین! اب کہاں تک میں آپ کی سمع خراشی کروں اور آپ کا عزیز وقت ضائع کروں۔ مرزا قادیانی کا تو تمام عمر یہی مشغلہ رہا۔ یہ ”مشتے نمونہ از خروارے“ ہے ورنہ صرف اس کتاب میں مرزا قادیانی نے سینکڑوں جھوٹ لکھے ہیں اور افتراء سے اس کو بھر دیا ہے۔ آپ خود خیال فرمائیں کہ جب سات صفحے میں موٹی موٹی اور سرسری نظر میں تینتیس جھوٹ ہوئے اور یہ کتاب اشتہار سمیت ۹۰ صفحے کی ہے تو اس حساب سے سینکڑوں جھوٹ اس میں کہنا بالکل صحیح ہے اور غور سے تنقیح کی جائے تو ان کا شمار انسانی طاقت سے بالا ہوگا۔

اب میں معزز ناظرین کی توجہ کو مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ مرزا قادیانی اپنے اس قصیدہ کے نسبت لکھتے ہیں: ”سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر! مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دعا میری منظور ہو گئی اور روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں میں نے ختم کر لیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶)

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۰.....۱ مرزا قادیانی نے خدائے قادر سے نشان نبوة کے لئے دعا کی اور وہ دعا آپ کی مقبول

بھی ہو گئی۔

۰.....۲ اور روح القدس سے ایک خارق عادت ان کو تائید بھی ملی۔

پھر (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۵) میں لکھتے ہیں: ”اب ان کی اصل میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی۔ پس ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔“

حضرات ناظرین! اس کو دیکھیں کہ یہ کسی سچے نبی کی شان ہے یا مفتری انسان کا منصوبہ جس نبی کو مقبول دعا کے بعد نشان کے طور پر ایک معجزہ ملا پھر اس کو روح القدس سے ایک خارق عادت تائید بھی ملی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے مخاطبین کو جواب کے لئے زیادہ سے زیادہ ۲۱

بیس دن کی مہلت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ: ”پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گیا ہے۔ میں اسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں۔“

(اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۴)

کیا مرزا قادیانی کوئی مثال انبیاء سابقین کی پیش کر سکتے ہیں کہ اتنی جدوجہد کے بعد ایسا انوکھا (مجموعہ اغلاط) معجزہ ملا ہو اور مخاطبین کو انہوں نے معارضہ کے لئے ایسے تنگ وقت کا پابند کیا ہو۔ کیا حضرت سید المرسلین ﷺ پر کوئی سورہ دو گھنٹہ میں اتری اور حضور نے مخاطبین کو معارضہ کے لئے دو یا چار گھنٹہ کا وقت دیا؟ نہیں۔

مجھے مرزا قادیانی کی سمجھ اور ان کے ماننے والوں کی عقل پر حیرت کے ساتھ افسوس ہے کہ جب ان کو نشان کے طور پر قصیدہ معجزہ دیا گیا اور روح القدس سے خارق عادت تائید ملی۔ پھر ایسی گھبراہٹ کیوں ہے کہ لوگوں کو بیس دن میں معارضہ کے لئے پابند کرتے ہیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا معجزہ اور دعا اور روح القدس اور خرق عادت سب کے سب بھاڑے کے چند روزہ تھے اور مرزا قادیانی کو خوف دامن گیر تھا اور اپنی کمزوریوں کو خوب جانتے تھے اور معارضہ کے روز بد سے ان کا دل دھڑکتا تھا۔ کاش کم سے کم اپنی زندگی ہی تک وقت کی توسیع فرماتے یا مخاطبین کی حیات تک تو خیر ایک بات تھی۔ لیکن بفضلہ وقت کے اندر ہی علماء نے مرزا قادیانی کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جیسا کہ حصہ اول میں دکھایا گیا ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بناسکیں اور اردو

مضمون کا رد لکھ سکیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ ان کے قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸)

اب حضرات ناظرین انصاف سے دیکھیں کہ مخاطب تو تمام مولوی ہیں۔ خواہ عربی ہوں یا عجمی اور وقت ایسا تنگ صرف بیس دن میں جواب مرزا قادیانی تک پہنچنا چاہئے۔ آپ اس کی اشاعت کے لئے تمام یورپ، ایشیاء، افریقہ تینوں براعظم کو چھوڑ کر صرف ہندوستان ہی کو لئے لیجئے کہ ہندوستان میں تمام مولویوں کے پاس ہر شہر اور قصبہ اور دیہات میں بیس دن میں اس رسالہ کا پہنچنا غیر ممکن ہے۔ اس پر اس کا جواب لکھنا اور چھپوانا اور مرزا قادیانی تک پہنچنا تو محال

ہے۔ اس فیاضی پر مرزا قادیانی کا کیا شکریہ ادا کیا جائے۔ ناظرین! یہ ہیں مرزا قادیانی کی چالاکیاں جن سے وہ اپنے معجزہ اور پیشین گوئیوں کو ہمیشہ پورا کیا کرتے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی ان دشواریوں سے ناواقف تھے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ انہوں نے ایسا تنگ وقت دیا تھا اور دنیا کے چشم بصیرت پر خاک ڈالنا چاہتے تھے۔ اب آپ فرمائیں کہ کیا سچے نبی اور خدا کے مبعوث مسیح کی یہ شان ہوسکتی ہے؟ نہیں۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کر لیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶)

پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”اصل تالیف کا زمانہ تو محض تین دن تھے اور دو دن باعث حرج اور زائد ہو گئے۔“

(ایضاً)

اگر مرزا قادیانی ہی کا فرمان تسلیم کیا جائے اور پانچ دن میں دو دن اور ضروریات زندگی اور حرج کے رکھے جائیں اور محض تین ہی دن میں مرزا قادیانی کا قصیدہ لکھنا مان لیا جائے۔ تب بھی اس میں اعجاز کی اور خرق عادت کی کیا بات ہے؟ اعجاز اور معجزہ تو اسے کہتے ہیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور یہ کسی طرح انسان کی قدرت اور قوت سے خارج نہیں۔ اس لئے کہ آج مجھے تاریخ بتلا رہی ہے کہ عرب اور عجم میں بہت سے ایسے اساتذہ گزرے ہیں۔ جنہوں نے ارتجالاً یعنی فی البدیہہ قصیدے اور مقالات ایک مجلس میں لکھ ڈالے۔ قیس بن ساعدہ کے حالات پر نظر ڈالئے اور اس کے خطبوں پر غور فرمائیے اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھئے کہ کیسے کیسے پرمغز نظم و نثر ہیں اور موتیوں کی لڑی کی طرح اس کے کلمات منظم معلوم ہوتے ہیں۔ معلقات سب سے کا آخری قصیدہ یادگار زمانہ ہے۔ جسے اس کے مؤلف نے ارتجالاً ایک ہی مجلس میں کہا ہے۔ نہ وہاں

کچھ سوچنے کی ضرورت تھی۔ نہ غور و فکر کی حاجت۔ اسی طرح بدیع الزمان ہمدانی اور اس کے قرین کے حالات پر نظر ڈالئے اور عجائبات صنعت اللہ پر ایمان لائے۔ شعراء اور خطباء نظم و نثر عرب میں ایسے ایسے ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں صفحہ ہستی پر موجود ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

مرزا قادیانی کا قصیدہ پانچ سو بتیس شعروں پر مشتمل ہے۔ اب بقول مرزا قادیانی کے اصل تالیف کا زمانہ اگر تین ہی دن خالص رکھے جائیں تو یومیہ پونے دو سو شعر ہوتا ہے اور چوبیس گھنٹہ پر اگر (۱۷۷) کو تقسیم کریں تو فی گھنٹہ ساڑھے سات شعر سے کچھ کم ہی ہوتے ہیں اور چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی دیگر ضرورتوں سے خالی کر کے تین دن بتایا ہے۔ اس لئے مجھے حساب میں پورے چوبیس گھنٹے اعتبار کرنے ضرور ہیں۔ الحاصل فی گھنٹہ ساڑھے سات شعر لکھ لینا کیا کوئی خرق

عادت ہے یا انسانی طاقت سے بالاتر ہے؟ آپ شعراء ماہرین کے حالات پر نظر ڈالئے۔ بہت ایسے ملیں گے جنہوں نے فی البدیہ ساٹھ اور ستر بلکہ سو اور اس سے زیادہ اشعار کہہ ڈالے ہیں۔ ہندوستان اور فارس اور عرب میں اب بھی اردو، فارسی، عربی کے ایسے شعراء بہت سے موجود ہیں کہ جو فی گھنٹہ تیس چالیس شعر کہہ لیتے ہیں۔ پھر کون سی بات مرزا قادیانی نے خارج از طاقت انسانی دکھلا دی۔ جس کی بناء پر آج وہ دعویٰ نبوة یا اعجاز کرتے ہیں۔

ناظرین! آپ اپنے ہاں کے شعراء میر، مؤمن، آتش، ناسخ، غالب، ذوق کو دیکھئے اور ان کی قوت مہارت و فکر شعر کو دیکھئے کہ کیسے کیسے اعجوبے ان سے ظہور میں آئے۔

اگر مرزا قادیانی کا قصیدہ ان تمام اغلاط سے جو ابطال اعجاز کے حصہ اول میں دکھائے گئے ہیں۔ پاک اور منزہ بھی تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی ان کو عربی شعراء اور ادباء ماہرین کی صف اول میں کھڑے ہونے کے لئے جگہ نہیں مل سکتی اور نبوت کا مقام اور مسیحیت کی کرسی تو اس سے کہیں بالاتر ہے۔

فی گھنٹہ ساڑھے سات شعروں کا کہہ لینا اور وہ بھی کسی مشکل بحر اور مشکل قافیہ میں نہیں نہ کسی سخت ردیف پر عربی دان جسے معمولی استعداد ادب کی ہے جانتا ہے کہ حرف را، لام، میم، دال پر اشعار کہنا کس قدر سہل ہے اور وہ بھی بحر طویل اور قافیہ موجودہ میں کہ وہ آسان ترین بحروں اور قافیوں سے ہے۔ پھر اس میں ایسی مقدار میں قصیدہ لکھ لینا کیا کوئی کمال ہو سکتا ہے؟ اور بالفرض اگر کمال ہی ہو تو کیا انسانی طاقت سے خارج اور معجزہ ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ناظرین اگر انصاف سے غور کریں تو کسی طرح مرزا قادیانی کو اس پلیٹ فارم پر ہرگز جگہ نہیں مل سکتی۔ جس پر کسی زمانے میں بدیع الزمان ہمدانی، صاحب بن عباد، جابر اللہ زمحشری، ابو تمام طائی، فرزدق، جمیل، کثیر، جریر، نصیب وغیرہ شعراء خطباء جلوہ فرما تھے۔ کیا مرزا قادیانی ایسی

ضعیف قوت شاعرانہ لے کر آج اس پارلیمنٹ کے ممبر ہو سکتے ہیں۔ جس کے نامور ارکان کسی وقت میں امرء القیس، لبید بن ابی ربیعہ، قس بن ساعدہ، طرفۃ ابن العبد، زبیر بن ابی سلمیٰ، کعب بن زبیر، حسان بن ثابت، سموّل بن عادیا وغیرہ وغیرہ تھے۔

نظم و نثر کوئی نیا فن، کوئی جدید صنعت نہیں کہ جس میں ایسے ایسے ناتواں اور کمزور بھی ہل من مبارز کا ڈنکا بجاسکیں۔ اس دشت میں تو ایسے ایسے شیر نر پہلے سے موجود چلے آتے ہیں کہ ان کے سامنے آتے ہوئے آج بڑوں کے پترے آب ہو کر بہہ جاتے ہیں اور ان بیچارے مرزا قادیانی پنجابی کی کیا حقیقت ہے؟

بالفرض اگر مرزا قادیانی کی خاطر سے تھوڑی دیر کے لئے ہم تسلیم کریں کہ آپ عربی کے اچھے ادیب اور نثر و نظم کے ماہر ہیں اور قصیدہ بھی جلد لکھ ڈالا۔ کیونکہ کسی فن کا ماہر جس مدت میں اس فن کو عمدگی سے دکھلائے گا، دوسرا نہیں ظاہر کر سکتا تو کیا اس سے مرزا قادیانی رسول اور نبی ہو گئے اور ان کو سزاوار ہو کہ اس بناء پر وہ دعویٰ نبوت کریں؟ اور اگر ایسا ہے تو اس کے سزاوار اول تو وہ سرتاج ادبا و خطباء ہیں۔ جنہوں نے اس فن میں وہ کمال اور مہارت دکھلائی کہ آج اس فن کے جاننے والے ان کی پیروی کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اس کے سوا مرزا قادیانی کے قصیدہ میں اعجاز کی کیا بات ہے۔ کیا اس میں کوئی قانون شریعت ہے یا وعظ و حکمت کی باتیں ہیں۔ یہ سب کچھ بھی نہیں۔ ہاں اپنی تعلیٰ ہے اور دوسروں کی ہجو فلاں ایسا اور فلاں ایسا اور میں ایسا اور میں ویسا سو اس کے ناظرین دیکھ ڈالیں کہ تمام قصیدہ میں اور کیا دھرا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نہ یہ قصیدہ معجزہ ہے نہ اس میں اعجاز کی کوئی شان ہے اور نہ اس میں اس کی قابلیت ہے۔ مگر چونکہ ابطال اعجاز کے حصہ اول میں قصیدہ کا وعدہ کیا گیا تھا اور جماعت احمدیہ کے اس لاف و گزاف کو جو یہ لوگ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے متعلق کہتے ہیں۔ بند کرنا تھا۔ اس لئے میں نے ایک عجیب و غریب قصیدہ اہل علم کی خدمت میں پیش کیا ہے جو بہت سے وجوہ سے مرزا قادیانی کے قصیدہ سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ اس کے ساتھ ہی نہ مجھے دعویٰ اعجاز ہے نہ تحدیٰ اور نہ یہ دعویٰ ہے کہ یہ قصیدہ تمام شعراء متقدمین سے بڑھ کر ہے اور نہ آج اس کا پایہ فرزدق اور ابو تمام کے اشعار تک پہنچتا ہے۔ مگر ناظرین پر یہ ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کا قصیدہ اتنی بھی وقعت ادیب کی نگاہ میں نہیں رکھتا ہے کہ جیسے معمولی قصیدے ادباء کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کا کلام ہونا تو دور بلکہ بہت بعید ہے اور اعجاز نبوت کی تو بہت بڑی شان ہے۔

قبل اس کے کہ میں مرزا قادیانی کے قصیدہ کے مقابلہ میں اس قصیدہ کے وجوہ بلاغت اور اسباب ترجیح کو عرض کروں۔ یہ امر ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ ہر زبان کی فصاحت اور بلاغت اور اس کے

محاورات اور لغات کے علم کے لئے اسی زبان کے ماہرین اور واقفین کا قول ماننا ضرور ہے جو اس زبان کے منبع اور امام ہیں۔ نہ اس میں عقل و قیاس کو کچھ دخل ہے نہ غیر زبان والوں کو اس میں دست اندازی کا کوئی حق اور اسی طرح ہر فن اور صنعت کے لئے اس کے فن دان کے اقوال اور قوانین کا لحاظ ضروری ہے۔ جس طرح فن طبابت میں ماہر فن انجینئر کی اسی طرح بے اعتباری ہے جیسے کسی گنوار جاہل ان پڑھ کی ہوتی ہے۔

ایسا ہی عربی زبان دانی میں عرب عرباء کے اقوال کو ماننا فرض اور لازم ہوگا۔ خواہ وہ

مسلمان ہوں یا کافر، مرد ہوں یا عورت اور اسی وجہ سے متقدمین نے قواعد نحویہ صرفیہ ، لغویہ وغیرہ میں ہمیشہ انہیں عرب خالص کے اقوال سے استدلال پیش کیا ہے جو قبل از اختلاط عرب بالعجم تھے۔ کیونکہ وہی لوگ عربی زبان کے مبدا اور امام ہیں۔ ان کے بالمقابلہ زبان دانی میں گرچہ وہ کتنا ہی بڑا طبیب، فقیہ، محدث ہو کسی کا قول معتبر نہیں اور یہی راز ہے کہ مولدین عرب اگرچہ وہ ابن الرومی اور متنبی جیسے با کمال کیوں نہ ہوں۔ ادباء کے ہاں ان کے مقابلہ میں ان کی دمڑی کی بھی وقعت نہیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام احکام کی تعلیم اور ہدایت کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور تہذیب اخلاق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی لغت یا محاورات وغیرہ میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کی اور یہی سر ہے کہ قرآن مجید میں فرما دیا گیا: "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم" چنانچہ اساتذہ دہلی اور لکھنؤ کا اردو زبان کے محاورات میں جس طرح اعتبار کیا جائے گا۔ اگر کوئی پنجابی یا بنگالی اردو میں کوئی نثر یا نظم خلاف قواعد ان اساتذہ کے لکھے اور پھر وہ فصاحت و بلاغت کا اس کلام کے مدعی ہو تو برگز کوئی شخص اس کے تسلیم کے لئے آمادہ نہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں مکہ معظمہ اور پھر اس میں قریش کی زبان اور اس میں بھی بنی ہاشم خصوصاً محمد رسول اللہ ﷺ جو امی محض تھے اور خالص زبان عربی ان کی مادری اور پدری بلکہ آبائی تھی اور انہیں کے سزاوار تھا کہ یوں کہیں! انچہ من گویم ہمان سند است۔

اب اس کے خلاف کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں بھی خلاف قواعد عربیت کلام موجود ہے تو ہم ادھر عرض کریں گے کہ اپنے قواعد عربیت کو ان کے کلام معجز نظام سے درست کر لیجئے۔ قواعد کا ماخذ ان کا کلام ہے۔ ان کا کلام آپ کے قواعد کا پابند نہیں۔ حضرات ناظرین کوئی شاہزادہ دہلی یا لکھنؤ کا اردو بولے اور ایک بنگالی یا پنجابی اس پر اعتراض کرے کہ یہ خلاف قواعد اردو ہے تو اس کا جواب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے قول کو ان کے کلام سے درست کر لو یہ جو کہتے ہیں یہی صحیح ہے۔ کیونکہ قواعد کا ماخذ انہیں کا کلام ہے۔ بخلاف مرزا قادیانی کے اگر ان کا

کوئی کلام عربی خلاف قوانین صرف و نحو و عروض ولغت وغیرہ ہو گا جن کا ماخذ انہیں عرب کا کلام ہے تو ہرگز قابل سماعت بھی نہ ہوگا۔ چہ جائیکہ فصیح و بلیغ ہو اور معجز ہونا تو بڑی بات ہے۔

اب میں آپ کو اس قصیدہ کی فوقیت کی وجوہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور خدا سے استعانت چاہتا ہوں۔ مرزا قادیانی کا قصیدہ جس بحر میں اور جس قافیہ اور حرف روی اور مجری میں ہے یہ بھی اسی بحر اور قافیہ وغیرہ میں ہے۔ تا کہ ناظرین کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ سے یہ قصیدہ فصاحت و بلاغت وغیرہ میں کیا پایہ رکھتا ہے۔ ۲۶

۱..... مرزا قادیانی کے قصیدہ کے

نے ابطال اعجاز حصہ اول میں ملاحظہ کی جس میں عروض یعنی شرط اول کا جزو آخر ثانیہ چند طرح پر آتا ہے۔ مفاعیلن، مف اشعار بہت ہیں جن کا وزن فاسد ہے ضرب اور عروض میں خرابیاں موجود ہ زحافات کسی وجہ میں مباح ہوں۔ مگر ان و بلاغت اس زور سے ہوں کہ اعجاز وقت سے دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ قصید

۲..... مرزا قادیانی کے قصیدہ م

ترین عیوب سے ہیں اور واجب الا عیوب سے ہمہ وجوہ بالکل منزہ ہے گئی ہے۔ ناظرین وہاں دیکھ لیں۔

۳..... عیب اقواء اگر چہ سخت ت

فصاحت اور بلاغت کے علاوہ دعویٰ تفصیل حصہ اول میں ہے۔ لیکن اس

۴..... مرزا قادیانی کے قصیدہ

سرقہ کیا گیا ہے جن کی تفصیل حصہ ۱ ہے۔ ہاں جہاں کہیں کسی کا قول لیا مرزا قادیانی کے جو آخر قصیدہ عینی م بالموجب ہیں۔ وہ ممدوح ہیں۔ جب

۵..... اور چونکہ مرزا قادیانی

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزا کے اشعار میں واقعات کے بناء پ زیادہ اشعار لکھے ہیں۔
ہاں یہ دو برابر اشعار ہوں تو اس کا بحر خامو

۱..... مرزا قادیانی کے قصیدہ کے بہت سے اشعار فاسد الوزن ہیں۔ جس کی تفصیل ناظرین

نے ابطال اعجاز حصہ اول میں ملاحظہ کی ہوگی۔ کیونکہ بحر طویل کا وزن، فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن جس میں عروض یعنی شطر اول کا جزء آخر ہمیشہ مفاعیلن بغیر یا آتا ہے اور ضرب یعنی جزء آخر مصرعہ ثانیہ چند طرح پر آتا ہے۔ مفاعیلن، مفاعیلن، فعولن، فعولن وغیرہ مرزا قادیانی کے قصیدہ میں ایسے اشعار بہت ہیں جن کا وزن فاسد ہے اور بحر طویل کسی طرح پر اس کے تحمّل کے لئے تیار نہیں۔ خود ضرب اور عروض میں خرابیاں موجود ہیں اور حشو کے زحافات کا تو ٹھکانا ہی نہیں۔ اگرچہ حشو کے زحافات کسی وجہ سے مباح ہوں۔ مگر ان قصائد کے کسی طرح مناسب نہیں۔ جن میں دعویٰ فصاحت و بلاغت اس زور سے ہوں کہ اعجاز و تحدی کے درجہ تک پہنچا دیئے گئے ہوں۔ میں نہایت اطمینان سے دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ قصیدہ اس عیب سے منزہ اور پاک ہے۔
فالحمد لله!

۲..... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں عیب اجازہ، عیب اصراف، عیب سناد التأسيس جو کہ سخت

ترین عیوب سے ہیں اور واجب الاجتناب ہیں، موجود ہیں۔ بخلاف اس کے کہ یہ قصیدہ ان عیوب سے بفضلہ و کرمہ بالکل منزہ ہے۔ حصہ اول ابطال اعجاز مرزا میں ان سب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ناظرین وہاں دیکھ لیں۔

۳..... عیب اقواء اگرچہ سخت ترین عیوب سے نہیں مگر ایسے قصیدہ کے شایان نہیں۔ جس میں

فصاحت اور بلاغت کے علاوہ دعویٰ اعجاز ہو۔ مرزا قادیانی کے قصیدہ میں یہ عیب بہت ہیں جن کی تفصیل حصہ اول میں ہے۔ لیکن اس قصیدہ کے تمام اشعار اس عیب سے بالکل پاک ہیں۔

۴..... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں بہت جگہ سرقات ہیں جن کو سب سے معلقہ اور دیگر قصائد سے

سرقہ کیا گیا ہے جن کی تفصیل حصہ اوّل میں ہے۔ لیکن یہ تمام قصیدہ اس عیب سے بھی بالکل پاک ہے۔ ہاں جہاں کہیں کسی کا قول لیا گیا ہے۔ وہ قائل کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے اور بعض اشعار مرزا قادیانی کے جو آخر قصیدہ یعنی ”الافى سبيل الغى“ میں لئے گئے ہیں۔ وہ بطریق قول بالموجب ہیں۔ وہ ممدوح ہیں۔ جیسا کہ علم بیان میں ہے وہ سرقہ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

۵..... اور چونکہ مرزا قادیانی کے قصیدہ کے معارضہ میں تعداد اشعار کی بھی شرط ہے۔ جیسا

مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۲) میں لکھتے ہیں: ”اور اسی قدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بناء پر مشتمل ہو“ اس لئے اس قصیدہ میں مرزا قادیانی کے قصیدہ سے زیادہ اشعار لکھے ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کوئی قادیانی کہے کہ مرزا قادیانی کے اشعار کے برابر اشعار ہوں تو اس کا بجز خاموشی کچھ جواب نہیں۔

۶..... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں ان کے گھڑے ہوئے الفاظ اور معنی ہیں جسے الہام لغوی

بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسا تعشق بمعنی میت اور ناطف بمعنی شیرینی و ملم بمعنی نبی وغیرہ۔

(دیکھو ابطال اعجاز مرزا حصہ اول)

بخلاف اس کے اس قصیدہ میں عموماً وہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو سلیس اور کثیر الاستعمال

ہیں۔

۷..... مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ میں حسن مطلع کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ حالانکہ عرب کی

عادت قدیمہ اور حدیثہ ہے کہ وہ ابتدائے قصیدے کو مرغوب اور خوش کن الفاظ اور مضامین دلربا سے مزین کرتے ہیں اور اسی کو حسن مطلع کہا جاتا ہے جن میں اکثر تغزل ہوتا ہے اور عشق و فراق وغیرہ کی دلفریب باتیں مذکور ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے نفس کو اس کی طرف نہایت رغبت ہوتی ہے اور بغایت سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔ عربی کے تمام مشہور قصیدے اس طرح پر لکھے گئے ہیں۔ اہل عرب اس کو کمال عظیم شمار کرتے ہیں۔ متقدمین سے لے کر متاخرین کے قصیدے ملاحظہ کیجئے۔ جس قدر اعلیٰ درجہ کے قصائد ہیں۔ کوئی اس سے خالی نہیں۔ مرزا قادیانی نے اس کا بالکل خیال نہیں کیا اور صدر قصیدہ سے الفاظ شنیعہ کا استعمال شروع کیا۔ جس سے طبیعت سلیمہ نفرت کرتی ہے۔ مثلاً وقا، مدم، ارواک، خبل، اغراء، موغر جس کے معنی زشی کو مارا، ہلاک شدہ، ہلاک کیا، سخت گمراہ، برانگیختہ کیا، غصہ دلانے والا۔

اب حضرات ناظرین دیکھیں کہ ابتدائے قصیدے سے مرزا قادیانی کی بدزبانی اور تضلیل اور ہلاکت اور ردی معلوم ہوتی ہے اور اس قسم کے الفاظ صدر قصیدہ میں معیوب شمار کئے جاتے ہیں۔ کما بین فی موضعہ۔

بخلاف اس کے یہ قصیدہ بحمد اللہ ہر دو مطلع نہایت دلچسپ تشبیہ اور تغزل پر مبنی ہے جن حضرات کو مذاق ادب ہے اور اشعار عربیہ کا ذوق سلیم ہے وہ ان کے دلفریب مضامین کی داد دیتے ہوئے انشاء اللہ اس کی فوقیت کو ضرور تسلیم کریں گے۔

۸..... شعراء متاخرین نے محاسن قصائد اور کمالات شعریہ سے حسن تخلص کو بھی ضروری قرار دیا

ہے اور جس قدر اس میں تناسب اور استحسان واقع ہوتا ہے۔ اسی قدر شاعر کا کمال اور قصیدہ کی عظمت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کا قصیدہ اس سے بالکل معرّی ہے اور کیونکر نہ ہو۔ جب کہ مرزا قادیانی نے صدر قصیدہ میں حسن مطلع کا لحاظ نہ کیا اور الفاظ شنیعہ سے کریہہ الصوت بنا دیا تو

۲۸

حسن تخلص کیونکر پیدا ہوتا۔ حسن تخلص تو مبنی اس مناسبت سے رجوع کرے۔ جیسے متنّبی کہتا ہے

خلیلی انی لا اری غیر شاعر

فلا تعجبان للسیوف کثیرة

اور کیا اچھا حسن تخلص ہے کہ ایک کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

لو دعهم والبین فینا کانم

یعنی ہم ان کو وداع کرتے ہیں ہے جو لڑائی کے دن وسط لشکر میں پڑتا ہے اس کے شاہد ہیں۔ اس قصیدہ کے ہر دوم اعلیٰ درجہ کے محاسن میں شمار کرتے ہوئے

۹..... اس قصیدہ کے ہر دو مطلع آخ

مہذب باوقار کا کلام ہونا چاہئے۔ سلیمان مرزا قادیانی کے قصیدہ کا جواب ترکی بہ مرزا قادیانی نے اپنے خصم کے لئے آپ طریق قول بالموجب ہے جو محاسن کلا

۱۰..... ان اشعار میں بڑے مبال

بطلان کو مختلف طریقوں سے مختصر لف مرزائیوں سے نہ ہو سکے اور بڑے بڑ میں بھر دیا گیا ہے جو کہ بلاغت کے مجہم

۱۱..... یہ اشعار الحان نحویہ و صرفیہ ا

کے ان کے اشعار ان عیوب سے پر ہیں

۱۲..... مرزا قادیانی کے قصیدہ

نبویہ اور امت محمدیہ کی نسبت قبیح اور یہ قصیدہ اس سے پاک اور خالی ہے

حسن تخلص کیونکر پیدا ہوتا۔ حسن تخلص تو مبنی اس پر ہے کہ شاعر تشبیب سے غرض کی طرف اعلیٰ درجہ کی مناسبت سے رجوع کرے۔ جیسے متنبی کہتا ہے:

خلیلی انی لا اری غیر شاعر فکم منهم الدعوی ومنی القصائد

فلا تعجبان السیوف کثیرة ولكن سیف الدولہ الیوم واحد

اور کیا اچھا حسن تخلص ہے کہ ایک شعر میں ابوطیب متنبی نے سیف الدولہ کی مدح میں ادا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

نودعهم والیین فینا کانہ قنا ابن ابی الہیجاء فی قلب فیلق

یعنی ہم ان کو وداع کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا فراق ہمارے لئے سیف الدولہ کا نیزہ ہے جو لڑائی کے دن وسط لشکر میں پڑتا ہے۔ اسی طرح اور بھی قصائد ابن الرومی اور متنبی وغیرہ کے اس کے شاہد ہیں۔ اس قصیدہ کے ہر دو مطلع اعلیٰ درجہ کے تخلص پر مبنی ہیں۔ جس کو ارباب بصیرت اعلیٰ درجہ کے محاسن میں شمار کرتے ہوئے داد دیں گے۔

۹..... اس قصیدہ کے ہر دو مطلع آخر تک نہایت متانت اور خوش کلامی پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ

کسی

مہذب باوقار کا کلام ہونا چاہئے۔ سفیہانہ اور جاہلانہ طریقہ اختیار نہیں کیا گیا ہے۔ ہاں جہاں سے مرزا قادیانی کے قصیدہ کا جواب ترکی بہ ترکی دیا ہے۔ وہاں سے البتہ اسی قسم کے الفاظ لکھے گئے جو مرزا قادیانی نے اپنے خصم کے لئے لکھے تھے۔ بلکہ بہت اشعار بعینہ لوٹا دیئے گئے ہیں اور یہ بطریق قول بالموجب ہے جو محاسن کلام سے ہے۔

۱۰..... ان اشعار میں بڑے مباحث مندرج کئے گئے ہیں اور مرزا قادیانی کے دعوے کے

بطلان کو مختلف طریقوں سے مختصر لفظوں میں دکھلایا گیا ہے۔ جن کے جواب اس وقت تک مرزائیوں سے نہ ہو سکے اور بڑے بڑے مضامین کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ میں بھر دیا گیا ہے جو کہ بلاغت کے مبحث ایجاز کا خاص مقصد ہے۔

۱۱..... یہ اشعار الحان نحویہ، صرفیہ اور محاورات کی غلطیوں سے پاک ہیں۔ بخلاف قصیدہ مرزا

قادیانی

کے ان کے اشعار ان عیوب سے پر ہیں جن کی تفصیل ابطال اعجاز مرزا حصہ اول میں موجود ہے۔

۱۲..... مرزا قادیانی کے قصیدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ اور احادیث

نبویہ اور امت محمدیہ کی نسبت قبیح اور شنیع الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کی تفصیل آگے آئے

گی۔ یہ قصیدہ اس سے پاک اور خالی ہے کہیں اسلاف کرام کی شان میں ہرگز کسی قسم کی سوء

ادبی نہیں کی

گئی اور نہ مرزا قادیانی کی طرح ان کی شانِ اقدس میں کوئی گستاخی کے کلمات لکھے گئے۔

۱۳..... اس قصیدہ میں صناعاتِ بدیعہ کا بھی بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر مقام میں قول

بالموجب، صنعت طباق، جناس، توجیہ وغیرہ جا بجا واقع ہوئے ہیں۔

۱۴..... اس قصیدہ میں وجوہِ بیانیہ مثل استعارہ تصریحیہ، استعارہ بالکنایہ، تمثیلیہ، تخیلیہ، ترشیح،

کنایہ وغیرہ جا بجا مستعمل ہیں۔ ادیب مبصر غور کر کے نکال لے گا۔ بوجہ طوالت کے میں تفصیل کرنے سے معذور ہوں۔

۱۵..... اس قصیدہ میں مطابقت کلام مقتضی الحال اور اس کے وجوہ کا بہت زیادہ لحاظ کیا گیا

ہے

اور بیسیوں مطلعوں میں رعایت استدلال مع تعریض وغیرہ موجود ہیں جن کو واقف بلاغت بہت اشعار میں پائے گا۔

۱۶..... مرزا قادیانی نے ترجمہ میں بہت غلطیاں کی ہیں۔ چنانچہ بعض کو حصہ اول میں دکھلایا

گیا ہے۔ اس میں لفظی ترجمہ چھوڑ کر اشعار کے نیچے ان کا خلاصہ مطلب اردو میں بامحاورہ لکھ دیا ہے کہ ہر اردو خوان ناظرین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

چونکہ ”جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا“ پر عمل کر کے آخر قصیدہ میں جواب ترکی بہ ترکی دیا ہے۔ اس لئے ناظرین کو معذرت کے ساتھ دکھلانا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے اپنے مضمون اور قصیدہ میں سید المرسلین ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور علمائے اسلام اور مشائخ عظام کی شان میں کس قدر بے ادبیاں کی ہیں۔

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد ﷺ کی نسبت مرزا قادیانی کی بد زبانی

دعویٰ افضلیت ”اس کے لئے چاند کے خسوف کا

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیا تو انکار کرے گا۔“

”اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا

(ایضاً)

گیا جو سب پر غالب ہے۔“

”اور میں محمد ﷺ کی طرح ذو نسبت ہوں اور

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔“

”اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے بیان میں کوئی بے ایمانی

(ایضاً)

اور جھوٹ نہیں تو وہ الہام شائع کردہ پیش کرو جس میں خدا خبر دیتا ہو کہ ضرور اب کی دفعہ لڑکا

پیدا ہو گا یا یہ خبر دیتا ہو کہ لڑکی کے بعد پیدا ہونے والا وہی موعود لڑکا ہے اور کوئی اگر ہم نے یہ

خیال بھی کیا ہو

کہ شاید یہ لڑکا وہی ہے تو ہمارا خیال کیا چیز ہے۔ جب تک کھلی کھلی وحی الہی نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے نفس کے خیال سے یہ گمان کیا تھا کہ یمامہ کی طرف میری ہجرت ہوگی۔ مگر وہ خیال صحیح نہ نکلا اور آخر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷)

حضرت ابو ہریرہؓ جن کی روایت سے صحاح ستہ مالا مال ہے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی کہتے ہیں: (اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷) ”اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سن کر جوارد گرد ریتے تھے پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے۔ جیسا کہ ابو ہریرہؓ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“

حضرت امام حسینؓ کی نسبت لکھتے ہیں

”کیا تو اس کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا

(اعجاز احمدی ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا۔ اے مبالغہ کرنے والے۔“

”اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت

(ایضاً)

خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“

”مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو.....“

(ایضاً)

”اور بخدا! اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو.....“

”اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا

(ایضاً)

کھلا اور ظاہر ہے۔“

علمائے اسلام کی نسبت

”پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھیڑیئے کو لائے

(اعجاز احمدی ص ۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۱)

اور ہماری مراد اس سے ثناء اللہ ہے اور ہم ظاہر کرتے ہیں۔“

”اس نے کمینوں کی طرح بغیر دانائی کے کلام کیا۔“

(ایضاً)

”جس میں ایک طرف بھیڑیا چیختا تھا اور ایک

(اعجاز احمدی ص ۴۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۲)

طرف شیر غراتا تھا۔“

”اور کھڑا ہوا ثناء اللہ اپنی جماعت کو اغوا کر رہا تھا۔“

(ایضاً)

”اور ثناء اللہ ہر ایک گھڑی فساد کی آگ

(اعجاز احمدی ص ۴۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۴)

بھڑکاتا تھا۔“

(اعجاز احمدی ص-۳۴، خزائن ج ۱۹ ص-۱۵۴) ”اور ثناء اللہ نے میرے اوپر نکتہ چینی شروع کی جو ہوی و ہوس کا بیٹا تھا۔“

(اعجاز احمدی ص-۳۴، خزائن ج ۱۹ ص-۱۵۵) ”حالانکہ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرا مس نہیں۔ پس تعجب ہے اس مچھر پر کہ کرگس بننا چاہتا ہے۔“

(اعجاز احمدی ص-۷۵، خزائن ج ۱۹ ص-۱۸۸) ”مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔“

(ایضاً) ”پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔“

(ایضاً) ”اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔“

”اور میری طرف سے دس ہزار کے انعام کا وعدہ نہیں بلکہ وہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا۔ ٹھٹھا کرنے سے نہیں رکتا۔ توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار ہے۔ اس کو چاہئے کہ میعاد مقررہ میں اس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کے لئے اور دنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اس پر آسمان سے پڑتی رہیں گی۔ بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود انہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کا کلام معجزہ نہیں ہے۔ ان کو ڈرنا چاہئے کہ خاموش رہ کر ان لعنتوں کے نیچے کچلے نہ جائیں اور وہ لعنتیں یہ ہیں:

۱..... لَعْنَت

۲..... لَعْنَت

۳..... لَعْنَت

- ۴..... لَعْنَت
- ۵..... لَعْنَت
- ۶..... لَعْنَت
- ۷..... لَعْنَت
- ۸..... لَعْنَت
- ۹..... لَعْنَت
- ۱۰..... لَعْنَت

وتلك عشرة كاملة“

(اعجاز احمدی ص ۳۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

۳۲

مرزا قادیانی کے ق

بسم اللہ ا

نحمدہ ونصلی علی

القصید

أَلَا هَلْ رَسُولٌ مِنْ سَعَادَ يُبَشِّرُ

۱..... کیا محبوبہ کا کوئی ایسا قاصد ہے جو

کا خوف ڈراتا ہے۔

أَلَا هَلْ لِهَيِّمَانَ الْمُقِيمِ تَنْقُضُ

۲..... کیا بندہ عشق کی حاجتیں کبھی پوری

أَمَّا لِتَبَارِيحِ الْغَرَامِ نَهَايَةً

۳..... کیا محبت کی مصیبتوں کی کوئی انتہا

فُؤَادِي بِلَيْلَى أَنْعَمَ اللَّهُ بِأَلِهَا

۴..... محبوبہ کے فراق سے سخت مصیبت

أَعْلَلُ نَفْسِي بِالرَّسُولِ وَأَنْنِي

۵..... معشوقہ کے قاصد کے آمد سے

یہ امر دشوار ہے۔ یعنی یہ کہ محبوبہ

وَمَا حِيلَةُ الْمُشْتَاكِ إِلَّا تَعْلُلًا

۶..... اور عاشق کو بجز اس کے چارہ نہیں

مرے اور دفن ہو۔

وَكَمْ حَمَلْتَنِي مِنْ تَبَارِيحِ نَالِهَا

۷..... اور محبوبہ کے فراق کے مصائب

قدرت سے باہر ہے۔

وَكَمْ بَاتَ قَلْبِي مِنْ رَسِيسِ غَرَامِهَا

مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کا جواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی خاتم النبیین وسید المرسلین

القصيدة الجوابیه

أَلَا هَلْ رَسُولٌ مِّنْ سَعَادٍ يُبَشِّرُ بِإِنْجَازِ وَعْدٍ كَادَ بِإِلْيَاسٍ يُنْذِرُ

۱..... کیا محبوبہ کا کوئی ایسا قاصد ہے جو اس وعدے کی مسرت بخش خبر دے۔ جس کے

ناکامی

کا خوف ڈراتا ہے۔

أَلَا هَلْ لُبَانَاتُ الْمُتَيَّمِ تَنْقَضِي وَهَلْ تَنْجَلِي عَنْهُ الْخُطُوبُ وَتَذَحُرُ

۲..... کیا بندہ عشق کی حاجتیں کبھی پوری ہوں گی اور کیا اس کی مصیبتیں کبھی دور ہوں گی۔

أَمَّا لِتَبَارِيحِ الْغَرَامِ نِهَآيَةٌ وَمَا لِلدِّيَاجِ الصَّبِّ صُبْحٌ فَيُسْفَرُ

۳..... کیا محبت کی مصیبتوں کی کوئی انتہاء ہے اور کیا عاشق کے تیرہ بختی کے لئے صبح ہے۔

فَوَادِي بُلُقْيَاهُ أَنْعَمَ اللَّهُ بِأَلْهَا مُعْنَى وَقَلْبِي لَمْ يَزَلْ يَتَفَطَّرُ

۴..... محبوبہ کے فراق سے سخت مصیبت میں ہوں اور ہمیشہ شکستہ خاطر رہتا ہوں۔

أَعْلَلُ نَفْسِي بِالرَّسُولِ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ حَقًّا أَنَّهُ مُتَعَذِّرُ

۵..... معشوقہ کے قاصد کے آمد سے میں اپنے جی کو بہلاتا ہوں۔ حالانکہ مجھے یقین ہے کہ یہ امر دشوار ہے۔ یعنی یہ کہ محبوبہ قاصد بھیجے۔

وَمَا حِيلَةُ الْمُشْتَاكِ إِلَّا تَعَلُّلاً بِمَا يَرْتَجِيهِ أَوْ يَمُوتُ فَيَقْبَرُ

۶..... اور عاشق کو بجز اس کے چارہ نہیں کہ اپنی تمناؤں کے شوق میں مشغول رہے اور اس میں مرے اور دفن ہو۔

وَكَمْ حَمَلْتَنِي مِنْ تَبَارِيحٍ نَائِيهَا صِعَابُ أُمُورٍ حَمَلُهَا لَسْتُ أَقْدِرُ

۷..... اور محبوبہ کے فراق کے مصائب جو مجھ پر پڑے ہیں، اس قدر گراں ہیں جن کا تحمل میری قدرت سے باہر ہے۔

وَكَمْ بَاتَ قَلْبِي مِنْ رَسَيْسٍ غَرَامِهَا يَذُوقُ الْهَوَى وَالْعَيْنُ بِالدَّمْعِ تَحْدُرُ

• ۸ ابتدائے عشق سے میرے دل نے ایسی راتیں کاٹیں ہیں جن میں دل تو موت کا مزہ چکھتا تھا اور آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

أَلَا خَبَرُوا لَيْلَى بِحَالِي وَإِنْ غَدَتْ بِحَالِي أَدْرَى مِنْ فُؤَادِي وَأَخْبَرُ

• ۹ سنو جی محبوبہ کو میرے حال کی اطلاع دے دو۔ اگرچہ وہ میرے حال سے مجھ سے زیادہ واقف اور خبردار ہے۔

أَجَلْ وَاسْأَلُوها عَنْ قَتِيلٍ لِحَاظِهَا بِأَيِّ كِتَابٍ لَحْظُهَا الدَّمَّ يُهْدِرُ

• ۱۰ ذرا محبوبہ سے اس کے کشتہ نگاہ کا حال تو دریافت کرو کہ کس کتاب کے رو سے اس کی

تیر نگاہ نے عشاق کا خون مباح کر لیا ہے۔

عَجِبْتُ لَهَا تَذَرِي بِحَالِي وَبِاللِّقَا تُوَاعِدُنِي تَتَرَى فِي الْحَالِ تَعْدِرُ

• ۱۱ معشوقہ سے تعجب ہے کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اور وصل کے وعدے بار بار کرتی ہے اور فوراً مکر جاتی ہے۔

وَتَزْعُمُ أَنَّ الْوَصْلَ عَيْبٌ بِشِيمَتِهَا وَتُوصِلُ غَيْرِي خُفْيَةً ثُمَّ تُنْكِرُ

• ۱۲ اور کہتی ہے کہ وصل اسے بدنام کر دے گا اور اغیار سے پوشیدہ ملتی ہے پھر انکار کر جاتی ہے۔

وَأَعْجَبُ مِنْ هَذَا نُبُوَّةَ شَاعِرٍ يَرَى الشَّعْرَ إِعْجَازًا وَبِالنَّظْمِ يَفْخَرُ

• ۱۳ اور اس سے بھی عجیب تر اس شاعر کی نبوت ہے جس کو شعر اور نظم پر فخر ہے اور اس کو معجزہ سمجھتا ہے۔

أَلَمْ يَذَرِ أَنَّ اللَّهَ نَزَّهَ رُسُلُهُ عَنِ الشُّعْرِ فِي التَّنْزِيلِ جَاءَ يُكَذِّرُ

• ۱۴ کیا اس احمق کو اس کی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو شعر گوئی کی آلودگی

سے پاک اور صاف رکھا ہے۔ یہ علم تو قرآن میں کئی جگہ ہے۔

وَقَالَتْ قُرَيْشٌ تَزْدِرِي بَنِيَّهَا أَتَى شَاعِرٌ يَهْدِي الْوَرَى وَيُذَكِّرُ

• ۱۵ قبائل قریش نے بھی اپنے نبی پر یہ عیب لگایا تھا کہ کیا شاعر مخلوق کو ہدایت اور نصیحت کرے گا۔

وَقَدْ قَالَ رَبُّ الْعَرْشِ رَدًّا لِّزَعْمِهِمْ قُرْآنٌ مُبِينٌ لَيْسَ بِالشُّعْرِ أَجْدَرُ

• ۱۶ اور عرش والے خدا نے قریش کے خام خیال کو یوں دفع کیا کہ قرآن مبین کو شعر سے کچھ تعلق نہیں۔

وَأَقْسَمَ فِي الْأُخْرَى مِنَ الْآيِ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ لَمْ يَكُنْ قَطُّ يَشْعُرُ

• ۱۷ اور دوسری آیت میں قسم کھا کر فرمایا کہ قرآن اس رسول کا کلام ہے جس نے کبھی شعر نہیں کہا۔

وَلَوْ لَمْ يَكُنْ نَظْمُ الْقَوَافِي مُنَافِيًا لِدَعْوَى نَبِيِّ جَاءَ لِلْحَقِّ يَنْصُرُ

• ۱۸ اور چونکہ شاعری اس نبی کی شان کے منافی ہے جو حق کا مددگار ہو کر آیا ہے۔

لَمَّا صَحَّ فِي الذِّكْرِ التَّقَاوُلُ بَيْنَهَا وَذَاكَ دَلِيلٌ لِلَّذِي يَتَدَبَّرُ

۱۹..... اس لئے قرآن میں نبوة کو شاعری کے منافی قرار دیا اور اہل فہم کے لئے یہ دلیل اس پر

ہے کہ شاعر نبی نہیں ہوتا۔

وَقَدْ قَالَ أَهْلُ الْعَقْلِ طُرًّا بِأَنَّهُ يَشِينُ بِشَانَ الْعِلْمِ بَلْ هُوَ مُنْكَرٌ

۲۰..... اور تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شاعری سے اہل علم کی شان پر بھی بٹہ لگتا ہے۔

وَقَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ بِمِثْلِهِ وَذَاكَ إِمَامٌ فَاضِلٌ مُتَّبَحَّرُ

۲۱..... اور امام شافعی جو بڑے متبحر عالم اور صاحب فضیلت امام ہیں اس کی مذمت میں یوں

فرماتے ہیں۔

وَلَوْلَمْ يَكُنْ ذَا الشَّعْرِ يُزْرَى بِشَانِنَا لَفَقْتُ لَبِيدًا حَيْثُ إِنِّي أَشَعْرُ

۲۲..... اگر شاعری سے میری شان پر حرف نہ آتا تو میں لبید جیسے شاعر جلیل القدر سے بھی شعر

گوئی میں بڑھ جاتا۔

إِذَا كَانَ أَهْلُ الْعِلْمِ لَا يَرْتَضُونَهُ فَكَيْفَ يَرَاهُ الْأَنْبِيَاءُ وَتَفَخَّرُوا

۲۳..... جب اہل علم شعر گوئی کو ناپسند کرتے ہیں تو کیا انبیاء اس پر فخر کر سکتے ہیں؟

عَلَا أَنَّهُ مَنْ يَدَّعِي فِي كَلَامِهِ بِإِعْجَازِهِ بِاللَّهِ لَا شَكَّ يَكْفُرُ

۲۴..... دوسری بات یہ ہے کہ جو اپنے کلام کو معجزہ قرار دیتا ہے وہ در حقیقت خدا کا منکر ہے۔

فَإِنَّ كَلَامَ اللَّهِ أَنْزَلَ مُعْجَزًا لِكُلِّ بَلِيغٍ فِي الْبَلَاغَةِ يَبْهَرُ

۲۵..... کیونکہ قرآن ایک ایسا معجزہ ہے جو ہر بلیغ کے کلام سے بالاتر ہے۔

لَوْ اجْتَمَعَتْ اِنْسُ الْاَنَامِ وَجِنَّهُمْ عَلَى اَنْ يُبَارَوْهُ لَبَاؤُا وَخَسِرُوْا

۲۶..... اس لئے کہ تمام جن اور انسان اگر قرآن کے مثل لانا چاہیں تو وہ یقیناً ناکام رہیں گے۔

فَمَا بَالُ مَنْ يَّاتِيْ بِنَظْمٍ وَيَدَّعِيْ بِاِعْجَازِهِ فِي الْخُلُقِ هَلْ لَا يُكْفَرُ

۲۷..... تو کیا وہ شخص جو چند شعر کہے اور اس کے اعجاز کا دعویٰ کرے وہ کافر نہ قرار دیا جائے گا۔

اَمَّا هُوَ فِيْ تِلْكَ الدَّعَاوِيْ بِمُنْكَرٍ لِّمَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ حَقًّا يُسْطَرُّ

۲۸..... اور کیا ایسا شخص اپنے اس دعوے اعجاز میں قرآن کے آیات قطعہ کا منکر نہیں ہے؟

وَلَا عَجَبَ مِنْ فِعْلِهِ فِي زَمَانِنَا اِذَا مَا بَدَتْ اَخْبَارُ سُوءٍ تُزَوَّرُ

۲۹..... اور اس زمانہ میں اس قسم کا دعویٰ تعجب خیز نہیں ہے۔ کیونکہ بہت جھوٹی خبریں تصنیف کی جاتی ہیں۔

فَكَمْ قَدْ مَضَى فِي الدَّهْرِ مِنْ قَبْلِ مُدَّعٍ كَبِدَعَوَاهُ بِالزُّوْرِ الْمُبِينِ يُدْغَفَرُ

۳۰..... اور یہ دعویٰ کچھ نہیں نیا ہے کیونکہ پہلے بھی بہت ایسے جھوٹے مدعی گزرے ہیں جنہوں

نے اپنے فریب سے خلق کو ہلاک کر دیا۔

فَمِنْهُمْ عُبَيْدُ اللَّهِ مَعَ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ كَذَا ابْنُ طَرِيفٍ جَاءَ فِي النَّاسِ يَشْعُرُ

۳۱..... عبید اللہ عبدالمومن ابن طریف بھی انہیں جھوٹے مدعیوں میں ہیں جنہوں نے شعر گوئی کی۔

وَأَبْدَعَ فِي نَظْمِ الْكَلَامِ وَنَثَرِهِ وَقَالَ نَبِيُّ حِثُّ لِلْحَقِّ أَنْشُرُوا

۳۲..... اور اپنے نظم و نثر میں نئی باتیں گھڑیں اور کہا کہ ہم نبی ہیں حق کی اشاعت کے لئے آئے ہیں۔

وَقَدْ تَبَعْتُهُ فِرْقَةُ السُّوءِ وَاقْتَدَتْ بِهِ سُفَهَاءُ الْقَوْمِ حِينًا فَتَبَرُّوا

۳۳..... اور بدکار اور حمقاء کا گروہ ان کے ساتھ ہو گئے اور انجام کار سب ہلاک ہوئے۔

وَقَدْ كَانَ يَتْلُو سُورَةً فِي صَلَوتِهِمْ أَنَاسٌ مِنَ الْأَتْبَاعِ جَهْلًا فَدَمَّرُوا

۳۴..... اور اس کے پیرو اپنی جہالت سے نمازوں میں ان کی نو ایجاد سورتیں پڑھتے تھے پس ہلاک کر دیئے گئے۔

وَدَمَّرَهُ الْمَوْلَى وَاتَّلَفَ جُنْدَهُ وَخَلَّدَهُ فِي النَّارِ دَوْمًا تُسَعَّرُ

۳۵..... اور خدا نے اس کو مع اس کے گروہ کے ہلاک کر دیا اور ہمیشہ اس آگ میں ان کو ڈال دیا جو دواماً جلتی رہتی ہے۔

عَلَا أَنَّهُ لَوْ صَحَّ دَعْوَاهُ أَنَّهُ مَسِيحٌ أَتَى يَهْدَى الْوَرَى وَيُذَكَّرُ

۳۶..... علاوہ اس کے اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے کہ وہ مسیح ہیں۔ جو خلق کی ہدایت اور

نصیحت

کے لئے آیا ہے۔

فَمَا بَالُهُ لَا يَضَعُ الْجِرْيَةَ الَّتِي أَتَتْنَا بِهَا الْأَخْبَارُ حَقًّا تُسَطَّرُ

۳۷..... تو کیوں اس نے جزیہ موقوف نہیں کیا ہے جس کی صحیح حدیثوں میں خبر دی گئی ہے۔

وَلَا بُدَّ مِنْ قَتْلِ الْخَنَازِيرِ كُلِّهَا وَكَسْرِ صَلَيبِ الْكُفْرِ لِلْحَقِّ يَنْصُرُ

۳۸..... اور وہ ضرور سوروں کو قتل کرے گا اور کفر کی صلیب کو توڑے گا۔

وَمِنْ قَتْلِهِ الدَّجَالَ طَبَقًا لِقَوْلِهِ مَسِيحٌ وَإِلَّا جَاءَ زُورًا يُصَوِّرُ

۳۹..... اور جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح ہوں تو وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا ورنہ

جھوٹا۔

أَقُولُ وَمَعَ هَذَا فَدَعَوَى نُبُوَّةٍ وَإِثْنَانِ زُورِ الْقَوْلِ لَا شَكَّ فَجَرُ

۴۰..... اس کے سوا بھی اس کا دعویٰ نبوت اور جھوٹ بولنا بڑی مصیبت ہے۔

۳۶

وَقَدْ ثَبَتَتْ عِنْدِي أَكَادِيْبُ قَوْلِهِ

۴۱..... اور اس کی تمام باتیں جھوٹی ثابت

أَلَا أَيُّهَا الدَّجَالُ أَنْتَ مُزَوَّرٌ

۴۲..... سن او دجال تو جھوٹا ہے۔ آج میں

تَذَكَّرُ مَقَالًا قُلْتُهُ قَبْلَ مُدَّةٍ

۴۳..... تو یاد کر اپنے ان اقوال کو جو تو نے اس

فَمِنْهُ الَّذِي قَدْ قُلْتُهُ فِي أَبِي الْوَفَا

۴۴..... وہ پیش گوئی جھوٹی ہوئی جو تو نے مہ

سے محفوظ رہنے میں کی۔

وَمَا قُلْتُهُ فِي صِهْرٍ أَحْمَدَ بْنِكَ إِذْ

۴۵..... تیسری احمد بیگ کے داماد کے ل

مفصل موجود ہیں۔

وَمَنْكُوحَةٍ جَاءَتْ سَمَاوِيَّةً لَهُ

۴۶..... چوتھی وہ جو منکوحہ آسمانی کی نسبت

تھی جو مظہر العجائب ہوگا۔

وَطَاعُونَ بِنَجَابٍ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ

۴۷..... چھٹی پنجاب کے طاعون کے ب

گوئیاں ہیں جو تیرے دعویٰ نبوت

وَتِلْكَ الَّتِي أَخْبَرْتَ عَنْ بَادِي الصَّبِيِّ

۴۸..... مرزا! یہ وہ امور ہیں جن کو تو نے

ثبت کرنے میں بڑی جرات

وَقُلْتُ بِأَنَّ اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ

۴۹..... کیا تو نے نہیں کہا کہ خدا نے آ

وَلَا زِلْتَ تَفْرِى الْقَوْلَ زُورًا وَلَمْ تَخَفْ

۵۰..... اور تو ہمیشہ اسی طرح کی جھوٹی

خوف نہیں کیا اور جرأت سے کام لیا۔

وَقَدْ ثَبَتَتْ عِنْدِي أَكَاذِيبُ قَوْلِهِ صَرِيحًا وَإِنِّي بَعْضُهَا سَاحِرٌ

۴۱..... اور اس کی تمام باتیں جھوٹی ثابت ہوئیں۔ جن میں سے بعض کو میں یہاں لکھتا ہوں۔

أَلَا أَيُّهَا الدَّجَالُ أَنْتَ مُزَوَّرٌ أَكَاذِيبَ إِلَهَامَاتِكَ الْيَوْمَ أَنْشُرُ

۴۲..... سُنْ اَوْ دَجَالِ تو جھوٹا ہے۔ آج میں تیرے جھوٹے الہاموں کو ظاہر کرتا ہوں۔

تَذَكَّرْ مَقَالًا قُلْتَهُ قَبْلَ مُدَّةٍ وَأَوْرَدْتَهُ فِي ضِمْنِ دَعْوَاكَ تَهْذِيرُ

۴۳..... تو یاد کر اپنے ان اقوال کو جو تُو نے اس سے پہلے اپنے دعوے کے ضمن میں یہودہ گوئی کی تھی۔

فَمِنْهُ الَّذِي قَدْ قُلْتَهُ فِي أَبِي الْوَفَا وَفِي أَمْنٍ لِلْقَادِيَانِ تُخْبِرُ

۴۴..... وہ پیش گوئی جھوٹی ہوئی جو تُو نے مولوی ثناء اللہ کے بارے میں کی اور جو قادیان کو طاعون

سے محفوظ رہنے میں کی۔

وَمَا قُلْتَهُ فِي صِهْرٍ أَحْمَدَ بَيْكَ إِذْ تَفَاصِيلُ إِلَهَامَاتِ مِرْزَا تُفَسِّرُ

۴۵..... تیری احمد بیگ کے داماد کے لئے کی تھی۔ یہ تمام پیش گوئیاں کتاب الہامات مرزا میں مفصل موجود ہیں۔

وَمَنْكُوحَةٍ جَاءَتْ سَمَاوِيَّةً لَهُ وَتَأْتِيهِ بِابْنٍ لِلْعَجَائِبِ يُظْهِرُ

۴۶..... چوتھی وہ جو منکوحہ آسمانی کی نسبت کی تھی۔ پانچویں منکوحہ آسمانی کے ایسے بیٹے کے متعلق

تھی جو مظہر العجائب ہوگا۔

وَطَاعُونَ بُنَجَابٍ إِلَىٰ غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَحَادِيثِكَ اللَّاتِي لِدَعْوَاكَ تُنَكِّرُ

۴۷..... چھٹی پنجاب کے طاعون کے بارے میں کی تھی ان کے علاوہ بھی اور تیری بہت پیش

گوئیاں ہیں جو تیرے دعویٰ نبوت کی تکذیب کرتی ہیں۔

وَتِلْكَ الَّتِي أَخْبَرْتَ عَنْ بَارِي السَّمَاءِ وَالصَّقَاتِ بَعْثًا بِالْحَدِيثِ تُزَوِّرُ

۴۸..... مرزا! یہ وہ امور ہیں جن کو تُو نے خدا کی وحی بتایا ہے اور جھوٹ کو گھڑ کر خدا کی

طرف

نسبت کرنے میں بڑی جرأت اور ظلم کیا ہے۔

وَقُلْتَ يَا اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ حَبَاكَ بِتَزْوِيجٍ لَّدَيْهِ يُبَشِّرُ

۴۹..... کیا تُو نے نہیں کہا کہ خدا نے آسمان پر میرا نکاح پڑھا اور مجھے اس کی بشارت دی؟

وَلَا زِلْتَ تَفْرِي الْقَوْلَ زُورًا وَلَمْ تَخَفْ مِنْ اللَّهِ فِيمَا تَفْتَرِيهِ وَتَجَسُّرُ

۵۰..... اور تو ہمیشہ اسی طرح کی جھوٹی باتیں بناتا رہا اور اپنے اس افتراء میں خدا سے ذرا بھی

خوف نہیں کیا اور جرأت سے کام لیا۔

وَأَرْسَلَتْ تَبْغِي الْوَصْلَ بِابْنَةِ أَحْمَدَ وَتِلْكَ الَّتِي تَزْوِجُهَا مُتَقَرَّرُ

۵۱..... درپردہ احمد بیگ کی لڑکی کے وصال کا پیام کرتا رہا۔ یہ وہی لڑکی ہے جس کا نکاح

آسمان

پر ہو چکا تھا۔

وَقُلْتُ لَهُ زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ الَّتِي حَبَاها لِي الْمَوْلَى وَلِيَّيْ كَانَ يُؤْتِرُ

۵۲..... اور تو نے احمد بیگ سے کہا کہ میرا نکاح اس لڑکی سے کر دے جسے خدا نے مجھے دیا

ہے

اور صرف مجھے ہی بخش دیا ہے۔

وَإِنْ لَمْ تُزَوِّجْنِي بِهَا تَأْكُ نَادِمًا وَلَا شَكَّ عَنْ قُرْبِ جَمِيعًا تُدَمَّرُ

۵۳..... اور تو نے اگر مجھ سے نکاح نہ کیا تو تجھے ندامت اٹھانی پڑے گی اور یقیناً عنقریب تمہارا

خاندان تہ و بالا ہو جائے گا۔

فَإِنِّي قَدْ أُلْهِمْتُ أَنْ نِكَاحَهَا تَقَرَّرَ حَقًّا لِي وَذَا لَيْسَ يُنْكَرُ

۵۴..... کیونکہ مجھے الہام ہو چکا ہے کہ اس کا نکاح مجھ سے ہوا ہے اور اس الہام سے کسی کو

انکار نہیں۔

فَبَادِرْ إِلَى إِجْرَاءِ أَمْرِ الْهِنَا وَلَا تَتَوَانَى فِي امْتِثَالٍ فَتُخْسَرُ

۵۵..... تو اے احمد بیگ! خدا کے حکم کی بجا آوری میں دیر نہ کر اور نہ اس کی تعمیل میں

سستی کر۔

ورنہ نقصان اٹھائے گا۔

وَلَا شَكَّ إِنَّ زَوْجَتَيْهَا بِلَا مَرَى تَحُفُّكَ إِنْعَامَاتُ رَبِّي وَتَكْثُرُ

۵۶..... اور اگر تو بلا نزاع کے اس کا نکاح مجھ سے کر دے گا تو ضرور تجھ پر خدا کے بہت

انعامات

ہوں گے۔

فَلَمَّا انْتَهَى مَا كَانَ مِنْ أَمْرِ خُطْبَةٍ وَشَاعَتْ أَحَادِيثُ النُّبُوَّةِ تُنْشَرُ

۵۷..... پھر جب پیام نکاح احمد بیگ تک پہنچا اور نبوة کے قصے جابجا پھیلے۔

وَقَالُوا نَبِيٌّ يَدَّعِي أَنَّهُ غَدَا خَلِيفَةُ عِيسَى سَلَامُهُ وَوَقَرُّوا

۵۸..... اور لوگوں نے کہا کیا یہ نبی ہے جو مدعی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ مجھے مانو اور

میری

تعظیم کرو۔

وَأَظْهَرَ مِنَ الْإِهَامِ الْجَمِّ نُبْذَةً تُفِيدُ نِكَاحًا فِي السَّمَاءِ يُقَرَّرُ

۵۹..... اور مرزا قادیانی نے جملہ الہامات میں یہ الہام بھی سنایا کہ اس لڑکی سے میرا نکاح

آسمان پر ہو چکا ہے۔ ۳۸

فَقَالَ أَبُوهَا لَسْتُ جَاهِلَ عَصْرِهِ

۶۰..... اس لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں

چھوڑ دوں۔

رُوَيْدَكَ لَا تَعَجَلْ بِإِفْشَاءِ هَذِهِ

۶۱..... اے مرزا اپنے ان جھوٹے الہاما

بکتا رہتا ہے۔

وَإِنَّ ابْنَتِي هَاتِيكَ لِلْمَوْتِ أَجْدَرُ

۶۲..... اور کہا کہ میری اس لڑکی کو موت

عقل سے بعید۔

تَجَاوَزَ عَنِ الْفَخْرِ الَّذِي قَدْ ادَّعَاهُ

۶۳..... اور اے مرزا قادیانی تو اپنی ان

کیونکہ جھوٹا ہلاک ہو جاتا ہے۔

فَمُتْ كَمَدًّا فِي حُبِّهَا وَاجْنِ حَنْظَلًا

۶۴..... اور مرزا تو اس کی محبت کے غم میں مر

وَلَمَّا تَنَاهَى ذَا الْجَوَابِ بِلَفْظِهِ

۶۵..... اور جب لڑکی کے باپ کا یہ جواب

تَوَقَّدَتِ النَّيِّرَانُ فِي الْقَلْبِ إِذْ غَشَتْ

۶۶..... تو مرزا قادیانی کے دل میں شعلے

ٹوٹ گئی۔

فَحِينَنَدِ اَغْرَاهُ اِبْلِيسُ قَائِلًا

۶۷..... اور اب اس کے ثبوت کے ناپا

داروں کو موت سے ڈرا۔ تجھے م

وَقُلْ لَهُمْ اِنْ تُنْكِحُوْهَا لِاٰخِرِ

۶۸..... اور کہہ دے کہ اگر اس لڑکی کا نکا

ثَلَاثُونَ شَهْرًا كَانَ مَّوْعِدُهُ وَلَا

۶۹..... اور دو یا ڈھائی سال میں وہ مرج

فَقَالَ أَبُوهَا لَسْتُ جَاهِلَ عَصْرِهِ أَصَدَّقُ ضَلِيلًا وَبِاللَّهِ أَكْفُرُ

۶۰..... اس لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں ایسا بیوقوف نہیں ہوں کہ ایک گمراہ کو مانوں اور خدا کو چھوڑ دوں۔

رُوَيْدَكَ لَا تَعْجَلْ بِإِفْشَاءِ هَذِهِ مِنَ الْقَوْلِ فَالْبُهْتَانُ لَا بُدَّ يَظْهَرُ

۶۱..... اے مرزا اپنے ان جھوٹے الہامات کے شائع کرنے سے باز آ۔ کیونکہ فریب ظاہر ہو کر رہتا ہے۔

وَإِنَّ ابْنَتِي هَذِيكَ لِلْمَوْتِ أَجْدَرُ وَنَيْلُكَ إِيَّاهَا مُحَالٌ سَمَهْدَرُ

۶۲..... اور کہا کہ میری اس لڑکی کو موت بہتر ہے اور تجھے اس سے فائز المرام ہونا محال اور عقل سے بعید۔

تَجَاوَزَ عَنِ الْفَخْرِ الَّذِي قَدْ آتَيْتَهُ ضَلَالًا وَبَغْيًا فَالْكَذَابُ يُبْتَرُ

۶۳..... اور اے مرزا قادیانی تو اپنی ان برائیوں کو چھوڑ جو گمراہی اور سرکشی سے تو کرتا ہے۔ کیونکہ جھوٹا ہلاک ہو جاتا ہے۔

فَمُتْ كَمَدًّا فِي حُبِّهَا وَاجْنِ حَنْظَلًا فَإِنَّ أَبَاطِيلَ الْمُنَى لَيْسَ تُثْمَرُ

۶۴..... اور مرزا تو اس کے محبت کے غم میں مر جا اور حنظل اٹھا۔ کیونکہ بیہودہ آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔

وَلَمَّا تَنَاهَى ذَا الْجَوَابِ بِلَفْظِهِ إِلَى الْقَادِيَانِ مِنْ أَيْبِهَا يُحَرَّرُ

۶۵..... اور جب لڑکی کے باپ کا یہ جواب قادیان میں مرزا قادیانی کو لکھا ہوا ملا۔

تَوَقَّدَتِ النَّيْرَانُ فِي الْقَلْبِ إِذْ غَشَتْ بِصِيرَتِهِ وَالْقَامَةَ اللَّهُمَّ يَهْصِرُ

۶۶..... تو مرزا قادیانی کے دل میں شعلے بھڑک اٹھے اور آنکھوں میں تاریکی چھا گئی اور کمر ٹوٹ گئی۔

فَحِينَئِذٍ أَغْوَاهُ إِبْلِيسُ قَائِلًا تَوَعَّدُهُم بِالْهَلْكِ لَا شَكَّ تُنْصَرُّ

۶۷..... اور اب اس کے شہوت کے ناپاک دیونے اسے اس پر آمادہ کیا کہ تو لڑکی کے رشتہ داروں کو موت سے ڈرا۔ تجھے مدد ملے گی۔

وَقُلْ لَهُمْ إِنَّ تَنْكِحُوهَا لِأَخَرٍ فَحَتَمًا إِذَا مَا زَوْجَ الْمَرْءِ يُقْبَرُ

۶۸..... اور کہہ دے کہ اگر اس لڑکی کا نکاح دوسرے سے ہوا تو خاوند جلد تر ہلاک ہو جائے گا۔

ثَلَاثُونَ شَهْرًا كَانَ مَوْعِدُهُ وَلَا يَزِيدُ عَلَى مَا قُلْتُ قَطْعًا فَفَكَرُوا

۶۹..... اور وہ اڑھائی سال میں وہ مر جائے گا اس سے زیادہ وہ ہرگز نہیں رہ سکتا۔ اب سوچو۔

وَإِنِّي قَدْ أَهَمْتُ أَنْ مَصِيرَهَا إِلَيَّ وَإِنَّ الزَّوْجَ لَا شَكَّ يُقْبِرُ

۷۰..... اور خدا نے مجھ پر الہام کیا ہے کہ یہ لڑکی آخر میرے نکاح میں آئے گی اور اس کا خاوند بلا شک مرجائے گا۔

فَأُعْلِنَتِ الْأَخْبَارُ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ وَشَاعَتْ أَحَادِيثُ الْمُهَانِ وَتُنَشَرُ

۷۱..... پھر تمام شہروں میں یہ خبریں مشترکہ کی گئیں اور ذلیل و خوار کی باتیں مشہور ہوئیں۔

إِلَى أَنْ مَضَى الْحَوْلَانِ وَالنَّصْفُ وَانْتَهَى وَمَا مَاتَ مَنْ بِالْمَوْتِ قَدْ كَانَ يُنْذَرُ

۷۲..... اب جب کہ دو بلکہ اڑھائی سال بھی گزر گئے اور جس کے موت کی وحی ہوئی تھی وہ نہ مرا۔

بَلِ الْكَيْذُ بَانَ مَاتَ هَمًّا وَلَمْ يَنْلُ مِنَ الْوَصْلِ مَا قَدْ كَانَ يُرْجَوُ وَيُضْمَرُ

۷۳..... بلکہ الٹا مرزا ہی غم میں ہلاک ہو گیا..... اور وصال کی آرزو پوری نہ ہوئی.....

فَمَنْ يَكُ هَذَا شَأْنُهُ كَيْفَ يُصْطَفَى نَبِيًّا لَعَمْرِي إِنَّ هَذَا لَمُنْكَرُ

۷۴..... تو کیا ایسا جھوٹا شخص عہدہ نبوت کے لئے منتخب کیا جا سکتا ہے۔ بیشک یہ بڑی مصیبت ہے۔

وَأَخْرُ مِنْ إِلْهَامِهِ قَدْ تَوَاتَرَتْ إِلَيْنَا بِهِ الْأَخْبَارُ عَنْهُ تُحَرَّرُ

۷۵..... اور اس کا ایک الہام یہ بھی تھا۔ جو مجھے متواتر طور سے معلوم ہوا۔

وَذَلِكَ مَا قَدْ قَالَهُ مُتَوَاعِدًا أَبَا الْحَسَنِ الْمَشْهُورَ يَتْلُوهُ جَعْفَرُ

۷۶..... کہ مرزا نے ابوالحسن اور جعفر کے بارے میں کہا اور ان کو ڈرایا۔

وَقَالَ بَأْنِي أُلْهِمْتُ حَقًّا بَلَا مَرَى مِنَ الْقَادِرِ الْمُحْيِي يُمِيتُ وَيُقْبِرُ

۷۷..... کہ بے شک مجھے اس قادر مطلق نے یہ الہام کیا ہے۔

وَذَلِكَ أَنِّي قَدْ تَضَرَّعْتُ سَائِلًا إِلَى اللَّهِ فِي تَأْيِيدِهِ وَهُوَ يَنْصُرُ

۷۸..... اور جب کہ میں نے اس خدا سے تضرع کیا اور اپنے کام میں اس کی تائید اور مدد چاہی۔

وَقُلْتُ إِلَهِي فَاقْضِ مَا بَيْنَنَا بِمَا بِهِ يُعْفُ هَذَا الْخُلْفُ وَالْحَقُّ يَظْهَرُ

۷۹..... اور میں نے عرض کی کہ اے خدا تو ہم میں ایسا فیصلہ کر دے۔ جس سے یہ جھگڑا طے ہو

اور حق غالب ہو۔

فَإِنْ كُنْتُ دَجَالًا كَذُوبًا مُزَوَّرًا فَعَجِّلْ بِتَدْمِيرِي بَأْنِي أَخْقُرُ

۸۰..... پھر اگر میں دجال ، جھوٹا ، فریبی ہوں۔ تو بہت جلد اس طرح پر مجھے تباہ و برباد کر کہ

رسوا

ہو جاؤں۔

۲۰

۹

وَالَا فَدَمَّرْ مُنْكَرِي وَمُكَذِّبِي

۸۱..... ورنہ جن لوگوں نے مجھے نہیں مانا اور مجھ

کر کہ وہ ذلیل ہوں۔

فَأُضْحِيَ دُعَائِي مُسْتَجَابًا وَسَرَّيْنِي

۸۲..... تب تو میری دعا قبول ہو گئی اور خدا نے

مجھے خوش کر دیا۔

وَقَالَ اِنْتَظِرْ حَوْلًا وَشَهْرًا فَيَأْتِي

۸۳..... اور خدا نے فرمایا اچھا ایک سال اور

رسوا کروں گا اور تجھے عزت ہو گی۔

أَقُولُ تَقْضَى الْحَوْلُ وَالشَّهْرُ وَأَنْتَهَى

۸۴..... میں کہتا ہوں کہ وہ مدت بھی ختم ہو گئی

وَلَمْ يَبْدُ شَيْءٌ مِنْ مَوَاعِيدِهِ الَّتِي

۸۵..... لیکن مرزا قادیانی کی ان تمام وحی کا ظہ

فَقَالَ عَنِ الْمِعْلَاقِ جِئْتُ وَمَا اسْتَحَى

۸۶..... ان پر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ می

میں خدا سے نہیں شرماتا۔

وَكُلُّ مَنْ الشَّخْصَيْنِ لَا زَالَ مُنْعَمًا

۸۷..... اور وہ دونوں (ابوالحسن و جعفر) مرزا

میں رہے کہ بے لطفی پاس بھی نہ بھٹک

بَلِ الْكَيْدُ بَانَ نَفْسُهُ نَالَ ذِلَّةً

۸۸..... بلکہ الٹے مرزا قادیانی کو اپنی قوم کی طر

هُنَا فَتَأَمَّلْ فِي أَحَادِيثِ وَحْيِهِ

۸۹..... اب تو مرزا قادیانی کی وحی اور الہ

ہو جائے۔

وَحُذْ غَيْرَ ذَا مِنْ مِثْلِهِ مُتَعَجِّبًا

وَالَا فَلْيَفِرْ مُنْكَرِي وَمُكَذِّبِي بِمَسْكَنِهِ مَعَ ذَلَّةٍ فَيَحَقِّرُوا

۸۱..... ورنہ جن لوگوں نے مجھے نہیں مانا اور جھوٹا ٹھہرایا تو ان کو مع ان کے گھر بار کے تباہ و

برباد

کر کہ وہ ذلیل ہوں ۔

فَأُضْحِي دُعَائِي مُسْتَجَابًا وَسَرَّنِي إِلَهِي بِبُشْرَى مِنْ لَدُنْهِ تُبَشِّرُ

۸۲..... تب تو میری دعا قبول ہو گئی اور خدا نے مجھے اپنی طرف سے ایسی بشارت دی جس نے

مجھے خوش کر دیا ۔

وَقَالَ انْتَظِرْ حَوْلًا وَشَهْرًا فَإِنِّي أَهَيُّهُمَا بَيْنَ الْوَرَى وَتُوقَّرُ

۸۳..... اور خدا نے فرمایا اچھا ایک سال اور ایک مہینہ انتظار کر بیشک میں اسی میں ان دونوں کو

رسوا کروں گا اور تجھے عزت ہوگی ۔

أَقُولُ تَقْضَى الْحَوْلُ وَالشَّهْرُ وَانْتَهَى وَحَوْلٌ وَحَوْلٌ ثُمَّ حَوْلٌ وَأَشْهُرُ

۸۴..... میں کہتا ہوں کہ وہ مدت بھی ختم ہو گئی ۔ بلکہ اس پر تین سال اور چند مہینے اور زیادہ ہو

گئے ۔

وَلَمْ يَبْدُ شَيْءٌ مِنْ مَوَاعِيدِهِ الَّتِي إِلَيْهِ بِهَا أَضْحَى اللَّعِينُ يُخَبِّرُ

۸۵..... لیکن مرزا قادیانی کی ان تمام وحی کا ظہور نہ ہوا۔ جن کی شیطان لعین نے اسے خبر دی

تھی ۔

فَقَالَ عَنِ الْخَلَاقِ جِئْتُ وَمَا اسْتَحَى مِنَ الْقَائِمِ الدِّيَانِ فِيمَا يُزَوَّرُ

۸۶..... اسی پر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ کیا وہ ایسی جھوٹی تحریر کرنے میں خدا سے نہیں شرماتا ۔

وَكُلُّ مَنْ الشَّخْصَيْنِ لَا زَالَ مُنْعَمًا بِأَرْغَدٍ عَيْشٍ لَا يُكَادُ يُكَدَّرُ

۸۷..... اور وہ دونوں (ابوالحسن و جعفر) مرزا قادیانی کی وحی کے بعد سے ایسے چین اور راحت میں رہے کہ بے لطفی پاس بھی نہ بھٹکی ۔

بَلِ الْكَيْدُ بَانَ نَفْسُهُ نَالَ ذِلَّةً وَمَسْكَنَةً مِنْ قَوْمِهِ لَيْسَ تُنْكَرُ

۸۸..... بلکہ الٹے مرزا قادیانی کو اپنی قوم کی طرف سے ایسی ذلت اور رسوائی ہوئی..... جو آشکارا ہے ۔

هُنَا فَتَأَمَّلْ فِي أَحَادِيثِ وَحْيِهِ وَالْهَامِ وَالْعَنَةِ لَعْنًا يُتَبَرُّ

۸۹..... اب تو مرزا قادیانی کی وحی اور الہام کو دیکھو اور سمجھو اور اس پر ایسی لعنت کرو کہ وہ برباد ہو جائے ۔

وَحُذْ غَيْرَ ذَا مِنْ مِثْلِهِ مُتَعَجِّبًا فَتِلْكَ أَحَادِيثُ صِحَاحُ تُشْهَرُ

۹۰..... اور اس کے سوا اور بہت سے الہام ہیں جو جھوٹے ہوئے۔ حالانکہ ان کے سچائی کی شہرت دی گئی تھی.....

وَذٰلِكَ مَا اَمَلَاہُ فِی رَقِّ کُتُبٍ وَاَعْلَنٰہُ فِی الْکَآئِنَاتِ بِمُسْطَرٍّ

۹۱..... اور منجملہ ان کے وہ الہام ہے..... جس کو اس نے اپنی کتابوں میں لکھ کر شائع کیا تھا۔

یَقُولُ دَعَوْتُ اللّٰہَ رَبِّیْ قَائِلًا اِلٰہِیْ وَرَبِّیْ خَالِقِیْ یَا مُقَدِّرُ

۹۲..... کہ میں نے اپنے خدا سے دعا کی کہ اے میرے معبود اور میرے رب اور میرے خالق اور میرے حاکم۔

عِبَادُكَ طُرًّا کَذَّبُوْنِیْ وَاَرْجَفُوْا بِاَنِّیْ دَجَالٌ کَذُوْبٌ مُّزُوْرٌ

۹۳..... تیرے تمام بندوں نے مجھے جھٹلایا اور میرے دجال اور جھوٹا فریبی، ہونے پر اتفاق کیا۔

فَاَرْجُوْكَ اَنْ جَآءَتْ لَهُمْ مِّنْكَ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی صِدْقِیْ یَقِیْنًا وَتُخْبِرُ

۹۴..... پس تجھ سے میری یہ آرزو ہے کہ تو ان کے لئے ایسا نشان عطا کر جو میری سچائی پر یقینی دلیل ہو۔

سَمَآوِیَّۃٌ تَّاْتِیْہُمْ بِحَقِیْقَتِیْ فِیْدْرِکُہَا کُلُّ الْاَنَامِ وَیُبْصِرُوْا

۹۵..... یہ نشان آسمانی ہو جس سے میری حقیقت کھل جائے اور تمام آدمی اس سے واقف ہو جائیں اور جانیں۔

وَلَا تَكُ مِمَّا یُضْدِرُّ النَّاسُ عَادَۃً وَلَا مَا عَلٰی اِیْجَادِہِ النَّاسُ یَقْدِرُوْا

۹۶..... اور یہ نشان معمولی نہ ہو جس کا لوگوں میں رواج ہو اور نہ ایسا نشان دوسرے لاسکیں۔

فَبَشِّرْنِي رَبِّي وَأَخْبِرْ أَنَّهُ اسْتَجَابَ دُعَائِي وَهُوَ لَا شَكَّ يَنْصُرُ

۹۷..... تو میرے رب نے مجھے بشارت دی اور بتلایا کہ ہم نے دعا قبول کی اور بیشک مدد کروں گا۔

فَلَا تَعْجَلُوا فِي أَمْرِهِ وَتَرَقَّبُوا ثَلَاثَةَ أَعْوَامٍ سَنَا الْحَقُّ يَظْهَرُ

۹۸..... اب تم اے لوگو جلدی نہ کرو اور منتظر رہو۔ تین سال میں حق کی روشنی ظاہر ہوگی۔

وَقَدْ مَرَّتِ الْأَعْوَامُ تَتَرَى وَلَمْ يَبَيِّنْ مِّنَ الْإِلَهِ شَيْءٌ فَارْتَدِعْ يَا مُزَوَّرُ

۹۹..... اس کو بھی کہے ہوئے بہت سال گزرے۔ لیکن نشانوں سے کچھ بھی ظاہر نہ ہوا۔ اب

بھی تو اے فریبی باز آ۔

أَسْأَلُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ صَحَّ لِلنُّهَى نَبِيٌّ كَذُوبٌ فِي الْمَقَالِ مُزَوَّرُ

۱۰۰..... میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا عقل جھوٹے فریبی کی نبوت کو تسلیم کرتی ہے؟

۴۲

وَإِنْ لَّوْ قَطَعْنَا الْفِكَرَ عَنْ كُلِّ مَامْضِي

۱۰۱..... اور اگر ہم ان تمام باتوں سے

لیں کہ اس کے اشعار معجزہ ہیں

فَيَا لَيْتَهُ لَوْ كَانَ شِعْرًا مُّهَذَّبًا

۱۰۲..... تو کاش اس کے اشعار ہی اعلیٰ

وَإِخْلَاهُ عَنْ قُبْحِ الزَّحَافِ وَصَانَهُ

۱۰۳..... اور اگر شعر ہی لکھنے بیٹھا تھا تو ا

تو ہوتے۔

وَلَكِنْ بِحَمْدِ اللَّهِ قَدْ جَاءَ شِعْرُهُ

۱۰۴..... مگر اس کے اشعار تو ایسے گرے

وَقَدْ رُمْتُ أَبْدَى مِنْ مَّفَاسِدِ شِعْرِهِ

۱۰۵..... اور میرا ارادہ تھا کہ اس کے ا

اس کا جہل فاش ہو۔

أَفَرَّقْ مَا بَيْنَ السَّقِيمِ وَعُمْدَةٍ

۱۰۶..... اور برے بھلے میں فرق کرو

بَلِ الْعَيْبُ لَا يَنْفَكُ عَنْ كُلِّ صَنْعَةٍ

۱۰۷..... بلکہ عالم تبھر اگر ان کو پڑھے

وَلَكِنِّي عِنْدَ التَّأَمُّلِ لَمْ أَجِدْ

۱۰۸..... لیکن اس کے اشعار میں غو

اور غلط میں فرق کرتا۔

فَطَوَّرًا لِّذِي الْمَعْنَىٰ وَفِي اللَّفْظِ غَلْطَةٌ

۱۰۹..... کہیں معنی کی غلطی ہے تو کہ

فَمِنْ ذَاكَ أَجْمَلْتُ الْكَلَامَ وَلَمْ أَبْخ

۱۱۰..... تو میں ان تمام غلطیوں کو تفص

اکتفا کیا۔

وَأَنْ لَوْ قَطَعْنَا الْفِكَرَ عَنْ كُلِّ مَا مَضَى وَقُلْنَا نَبِيِّ مُعْجَزٍ حِينَ يَشْعُرُ

۱۰۱..... اور اگر ہم ان تمام باتوں سے قطع نظر کریں اور محض اس پر مرزا قادیانی کی نبوت مان

لیں کہ اس کے اشعار معجزہ ہیں۔

فَيَا لَيْتَهُ لَوْ كَانَ شِعْرًا مُهَذَّبًا سَلِيمًا عَنِ الْأَلْحَانِ لَيْسَ يُعَيَّرُ

۱۰۲..... تو کاش اس کے اشعار ہی اچھے ہوتے اور اغلاط سے پاک ہوتے۔

وَأَخْلَاهُ عَنِ قُبْحِ الزَّحَافِ وَصَاغَهُ بَرِيئًا عَنِ الْإِقْوَاءِ إِنْ كَانَ يَسْطُرُ

۱۰۳..... اور اگر شعر ہی لکھنے بیٹھا تھا تو اس کے اشعار زحاف اور اقواء کے عیوب سے پاک

وصاف

تو ہوتے۔

وَلَكِنْ بِحَمْدِ اللَّهِ قَدْ جَاءَ شِعْرُهُ رَدِيئًا قَبِيحًا لَا يَكَادُ يُحَرَّرُ

۱۰۴..... مگر اس کے اشعار تو ایسے نکمے اور عیب دار ہیں جو دیکھنے کے قابل ہی نہیں۔

وَقَدْ رُمْتُ أَبَدِي مِنْ مَفَاسِدِ شِعْرِهِ وَأَجْمَعُهَا حَتَّىٰ بِهِ الْجَهْلُ يُنْشَرُ

۱۰۵..... اور میرا ارادہ تھا کہ اس کے اشعار کے عیوب کو دکھاؤں اور ان کو جمع کروں جس سے

اس کا جہل فاش ہو۔

أَفَرَّقُ مَا بَيْنَ السَّقِيمِ وَغَيْرِهِ وَأَذْكُرُ وَجْهَ الْعَيْبِ فِيهِ وَأُزِيرُ

۱۰۶..... اور برے بھلے میں فرق کروں..... اور اس کے عیب کی وجہ بیان کروں۔

بَلِ الْعَيْبُ لَا يَنْفَكُ عَنْ كُلِّ سَطْرَةٍ إِذَا مَا تَلَاهَا الْعَالِمُ الْمُتَبَحَّرُ

۱۰۷..... بلکہ عالم متبحر اگر ان کو پڑھے گا..... تو کسی سطر کو عیب سے خالی نہیں پائے گا۔

وَلَكِنِّي عِنْدَ التَّأَمُّلِ لَمْ أَجِدْ سَلِيمًا فَأُبْدِي الْغَيْرَ حِينَ أَقْبِرُ

۱۰۸..... لیکن اس کے اشعار میں غور کرنے کے بعد میں نے کسی شعر کو بے عیب نہیں پایا کہ

صحیح

اور غلط میں فرق کرتا۔

فَطَوَّرًا لِّذِي الْمَعْنَى وَفِي اللَّفْظِ تَارَةً وَفِي الْوِزْنِ أُخْرَى كُلُّ ذَاكَ مُكَرَّرٌ

۱۰۹..... کہیں معنی کی غلطی ہے تو کہیں لفظ کی اور کہیں وزن غلط ہے اور یہ تمام قصیدہ میں

ہے۔

فَمِنْ ذَاكَ أَجْمَلْتُ الْكَلَامَ وَلَمْ أُطِقْ تَفَاصِيلَ مَا فِيهَا مِنَ الْعَيْبِ يُنْظَرُ

۱۱۰..... تو میں ان تمام غلطیوں کو تفصیل وار کہاں تک گنواتا۔ اس لئے چند مقامات کی غلطیوں

پر

اکتفا کیا۔

وَمَنْ كَانَ ذَا عِلْمٍ وَعَقْلٍ وَفِطْنَةٍ يُرَاجِعُهَا وَالْحَقُّ بِالْحَقِّ يَظْهَرُ

۱۱۱..... اور اہل علم اور فہم اور ذکا تو خود اس پر قیاس کر لے گا اور حق سے حق کھل ہی جاتا ہے۔

عَلَا أَنَّهُ مَنْ رَامَ اثْبَاتَ جَهْلِهِ كَفَاهُ مِنَ الْأَلْحَانِ لَحْنٌ مُنْكَرٌ

۱۱۲..... اور اس کے سوا بھی جو شخص مرزا قادیانی کا جہل ثابت کرنا چاہے تو کافی ہے کہ اس کے

اشعار کی غلطیوں سے یہ بڑی غلطی دکھا دے۔

وَحَسْبُكَ مِنْ أَشْعَارِهِ الْغُرُّ قَوْلُهُ وَنَادِ حُسَيْنًا أَوْ ظَفَرًا أَوْ أَصْغَرَ

۱۱۳..... اور اس کے اشعار سے غلطی کے لئے مرزا قادیانی کا یہی مصرعہ کافی ہے۔ وَنَادِ حُسَيْنًا أَوْ ظَفَرًا أَوْ أَصْغَرَ۔

فَابْدَالُ فَتْحِ الرَّاءِ ضَمًّا مُقْبَحٌ وَفُقْدَانُهُ لِلْوَزْنِ أَيْضًا مُعَيَّرٌ

۱۱۴..... قصیدہ کا حرکت روی ضمہ ہے۔ اس کی جگہ فتح لانا بڑا سخت عیب ہے اور اسی عیب کو علم

القوافی میں اصراف کہتے ہیں اور اس کے ساتھ مصرعہ کا بے وزن ہونا معیوب ہے۔

وَمَنْ يَلِكُ هَذَا شَأْنُهُ ثُمَّ يَدَّعِي بِلَاغَةَ إِعْجَازٍ بِهِ الْعَجْزُ أَجْدَرُ

۱۱۵..... اور ایسی فاحش غلطی کرنے والا اعجاز اور بلاغت کا دعویٰ کرے۔ تعجب ہے یہ بیچارہ تو بات

کرنے سے عاجز ہے۔

عَلَى أَنْ كُتِبَ الْأَنْبِيَاءُ وَصُحُفُهُمْ وَمَا جَاءَنَا عَنْهُمْ قَدِيمًا يُسْطَرُّ

۱۱۶..... اس ماسوا ہمیں انبیاء کے صحیفے اور کتابیں جو پہنچی ہیں اور پہلے سے لکھی ہوئی موجود ہیں۔

كَذَلِكَ أَحَادِيثُ النَّبِيِّ وَمَا أَتَتْ إِلَيْنَا بِهِ الرُّسُلُ الْكَرَامُ تُخْبِرُ

۱۱۷..... اسی طرح آنحضرت ﷺ کی حدیثوں نے اور انبیاء کرام نے جو بتلایا ہے۔

نَرَى لَيْسَ فِيهَا غَيْرُ عِلْمٍ وَحِكْمَةٍ بِهَا يَهْتَدَى عَنْ غَيْرِهِ مَنْ يُفَكِّرُ

۱۱۸..... جن میں ہم بجز علم اور حکمت کے کچھ نہیں پاتے۔ جس سے سمجھدار آدمی ہدایت پاتا ہے

اور گمراہی سے بچتا ہے۔

وَهَذَا هُوَ الْمَطْلُوبُ مِنْ كُلِّ مُرْسَلٍ يُبَيِّنُ شَرَعَ اللَّهِ حَقًّا وَيُظْهِرُ

۱۱۹..... اور ہر نبی کا اصل مقصد یہی رہا ہے کہ خدا کے احکام کو سکھائے اور بتائے۔

وَأَمَّا الَّذِي فِي شِعْرِهِ قَدْ أَتَاهُ لِإِثْبَاتِ دَعْوَى الْحَقِّ لِلْحَقِّ يُنْكِرُ

۱۲۰..... لیکن مرزا قادیانی تو اپنے ان اشعار میں جن کو اثبات دعوی نبوت میں پیش کیا ہے

حق کا منکر ہے۔

فَمَا فِيهِ مِنْ أَمْرِ الشَّرِيعَةِ وَالْهُدَى

۱۲۱..... اور ان اشعار میں شریعت اور ہدا

کی بدبو ہو۔

نَعَمْ أَنَّهَا مَحْشُوءَةٌ بِمَدَائِحِهِ

۱۲۲..... ہاں تمام اشعار اس کے تعریف سے

وَمَا لَيْسَ بِهَا بِالْحَقِّ جَاءَتْ فِرْيَةٌ

۱۲۳..... اور کاش یہ اشعار حق سے قریب

وَأَشْعَارُهُ جَاءَتْ كَمَثَلِ حَدِيقَةٍ

۱۲۴..... اور مرزا قادیانی کے اشعار اس

درختوں کی ڈال کاٹ دے۔

قَضَايَاهُ تَخْيِيلِيَّةٌ لَّمْ تَكُنْ لَهَا

۱۲۵..... اس کی باتیں خیالی ہیں جن کی ک

عَلَا أَنْ نَظَّمَ الشُّعْرَ لَوْ كَانَ مُعْجَزًا

۱۲۶..... اور پھر اگر اشعار معجزہ بھی ہوں

ہے یعنی نبوت۔

فَكَانَ بِهَذَا الْفَضْلِ أَوْلَى أُمَّةً

۱۲۷..... تو اس کمال یعنی اعجاز کے مستحق

کے لوگ نہیں کر سکتے۔

كَلَامِيَّةِ ابْنِ الْوَرْدِ وَ الشَّنْفَرَى وَمَنْ

۱۲۸..... جس طرح علامہ ابن الوردی

کے اشعار عمدہ اور فائق ہیں۔

وَشِعْرِ الْمَعْرِيِّ وَالْفَرَزْدَقِ ثُمَّ مَنْ

۱۲۹..... اور معری کے اشعار اور فرزدق

کو انکار نہیں ہو سکتا۔

وَنَظْمِ أَبِي تَمَّامٍ نِ الْحَبَرِ وَاللَّيِّ

۱۳۰..... اور علامہ ابو تمام کے اشعار اور اس

فَمَا فِيهِ مِنْ أَمْرِ الشَّرِيعَةِ وَالْهُدَى وَلَا الدِّينِ شَيْءٌ مَا بِهِ الْحَقُّ يُنْصَرُّ

۱۲۱..... اور ان اشعار میں شریعت اور ہدایت اور دین کی کوئی بھی تو ایسی بات نہیں جس سے

حق

کی مدد ہو۔

نَعَمْ أَنَّهَا مَحْشُوءَةٌ بِمَدِيحِهِ وَأَوْصَافِهِ اللَّاتِي بِهَا جَاءَ يَفْخَرُ

۱۲۲..... ہاں تمام اشعار اس کے تعریف سے پر ہیں اور اس کے ان اوصاف سے جن پر وہ فخر کرتا

ہے۔

وَيَا لَيْتَهَا بِالْحَقِّ جَاءَتْ قَرِيبَةً قِيَاسَاتُ عِلْمٍ بِالْهُدَى تَتَنَوَّرُ

۱۲۳..... اور کاش یہ اشعار حق سے قریب ہوتے اور ایسے یقینی ادلہ ہوتے جو حق کو روشن کرتے۔

وَأَشْعَارُهُ جَاءَتْ كَمَثَلِ حَدِيقَةٍ يُجَفِّفُهَا اللَّهُ وَغُصْنَا يُجَذِّرُ

۱۲۴..... اور مرزا قادیانی کے اشعار اس باغ کی طرح ہیں جسے خدا خشک کر دے اور اس کے

درختوں کی ڈال کاٹ دے۔

قَضَايَاهُ تَخْيِيلِيَّةٌ لَمْ تَكُنْ لَهَا حَقَائِقُ عَنْهَا فِي الدَّلِيلِ تُعْبَرُ

۱۲۵..... اس کی باتیں خیالی ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں جسے دلیل میں پیش کی جائے۔

عَلَا أَنْ نَظَّمَ الشُّعْرَ لَوْ كَانَ مُعْجَزًا وَأَقْصَى لِدَعْوَى جَاءَهَا الْمُتَهَوَّرُ

۱۲۶..... اور پھر اگر اشعار معجزہ بھی ہوں کہ جن سے وہ دعویٰ ثابت ہو جس کا اس دلیر نے قصد

کیا

ہے یعنی نبوت۔

فَكَانَ بِهَذَا الْفَضْلِ أَوْلَى أَيْمَةً بَلَاغَتُهُمْ لَمْ يَحْوَها الْمُتَأَخَّرُ

۱۲۷..... تو اس کمال یعنی اعجاز کے مستحق وہ ائمہ فن ہیں جن کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ

بعد

کے لوگ نہیں کر سکتے۔

كَلَامِيَّةِ ابْنِ الْوَرْدِ وَالشَّنْفَرِي وَمَا أَجَادَ بِهِ الْحَسَّانُ فِي النَّظْمِ يَبْهَرُ

۱۲۸..... جس طرح علامہ ابن الوردی جن کا قصیدہ لامیہ مشہور ہے اور شنفری اور حسان کہ جن

کے اشعار عمدہ اور فائق ہیں۔

وَشِعْرُ الْمَعْرِيِّ وَالْفَرَزْدَقِ ثُمَّ مَنْ بَلَاغَتُهُمْ لَمْ يَنْفِها الْمُتَبَصِّرُ

۱۲۹..... اور معری کے اشعار اور فرزدق کے اور ان بلغاء کے جن کی بلاغت سے اہل فضل و کمال

کو انکار نہیں ہو سکتا۔

وَنَظْمِ أَبِي تَمَّامٍ نِ الْحَبْرِ وَالَّذِي أَتَتْهُ آيَاتُ الْمَعَالِي تُسَخَّرُ

۱۳۰..... اور علامہ ابو تمام کے اشعار اور اس کے جس کے سامنے سرکش معانی سر جھکائے

کھڑے رہتے۔

وَعَيَّرَهُمْ مَنْ شَاعَ فِي النَّاسِ ذِكْرُهُمْ كَشَمْسِ الضُّحَى فِي الْأُفُقِ لَا تَسْتَرُّ

۱۳۱..... اور ان کے سوا جو کہ مہر نیمروز کی طرح لوگوں میں مشہور ہیں اور عام ان کا شہرہ ہے۔

أُولَئِكَ أَقْوَامٌ لَهُمْ فِي بَلَاغَةِ الْكَلَامِ الْيَدُ الطُّوْلَى أَجَلٌ وَأَكْبَرُ

۱۳۲..... یہی وہ لوگ ہیں جن کا فصاحت اور بلاغت میں اعلیٰ پایہ ہے۔

وَمَعَ ذَاكَ لَمْ يُسْمَعْ لَعْمَرَى مِنْهُمْ بِإِعْجَازِهِمْ جَاءَ النُّبُوَّةُ تَبَهُرُ

۱۳۳..... اور ان فصحاء اور بلغاء نے باوجود اس فضل و کمال کے ایسے اعجاز کا دعویٰ نہیں کیا جس سے نبوت ثابت ہوتی۔

فَمَا بَالُ مَنْ لَا يُحْسِنُ التَّنْظِمَ يَدَّعِي النُّبُوَّةَ وَالْإِعْجَازَ زُورًا وَيَهْذُرُ

۱۳۴..... پھر ایسے شخص کو شرم نہیں آتی جو صحیح اشعار بھی نہیں کہہ سکتا اور اپنے غلط اشعار میں اعجاز کہہ کر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اور یہودہ بکے۔

أَظَنَّ الْوَرَى عُمِيًّا عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ نَوْعٌ إِدْرَاكِ بِهِ يَتَبَصَّرُوا

۱۳۵..... کیا اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمام آدمی حق سے ناواقف ہیں اور ان میں اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اس کے مکر و فریب کو سمجھیں؟

أَلَمْ يَدْرِ أَنَّ الشُّعْرَ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ لَهُ نَاطِمٌ يَسْبِي الْعُقُولَ وَيَسْحَرُ

۱۳۶..... کیا اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ ہر شہر میں ایسے ایسے کاملین شعراء ہیں جو انسانی عقول کو اپنا گرویدہ اور فریفتہ کر لیتے ہیں۔

وَكَيْفَ يَظُنُّ الشُّعْرَ مِنْ مُعْجَزَاتِهِ وَإِنَّ نِسَاءَ الْحَيِّ بِالنَّظْمِ تَفْخَرُ

۱۳۷..... اور تعجب ہے کہ یہ شعر کو اپنا معجزہ سمجھتا ہے۔ حالانکہ شعر کہنا ایسا آسان کام ہے جس پر عورتیں فخر کرتی ہیں۔

أَخْصَّ بِهِ دُونَ الْخَلَائِقِ فَأَعْتَدَى بَرَاءً مِّنَ الْإِعْجَازِ أَمْ جَاءَ يَسْخَرُ

۱۳۸..... کیا اس کے اشعار میں کوئی خاص جدت ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے اشعار کو معجزہ سمجھتا ہے یا مسخرا پن ہے۔

أَلَمْ يَتَّقِ الْجَبَّارَ فِيمَا يَقُولُهُ ضَلَالًا وَزُورًا أَمْ عَلَى اللَّهِ يَجْسُرُ

۱۳۹..... کیا اس قسم کی فریب اور گمراہی کی باتوں میں خدائے جبار سے خوف نہیں کرتا اور خدا پر کیسی جرات کرتا ہے۔

۴۶

فَمَنْ كَانَ ذَا عِلْمٍ وَعَقْلٍ وَحِكْمَةٍ

۱۴۰..... اور جو شخص علم اور عقل والا ہے

وَمَنْ رَّامَ يَدَّعِي سُوْدَدًا بِمَنْ قَوْ

۱۴۱..... اور جس شخص کی یہ خواہش ہے افتراء سے بچے۔ ورنہ حقیر

وَمَنْ رَّامَ دَرَكَ الْمَجْدِ فَلْيَتَّبِعِ الْهُدَى

۱۴۲..... اور جو فضل و کمال کا طالب ہے دور ہو جائے گا۔

وَمَنْ رَّامَ إِدْرَاكَ الْعُلَى بِمَ

۱۴۳..... اور جو شخص ذلیل کاموں سے نہیں ہو سکتا۔

وَمَنْ رَّامَ تَحْصِيلَ الْعُلُوِّ يَزُؤْ

۱۴۴..... اور جو مکر سے بڑائی کو حاصل

وَمَنْ حَاوَلَ الْإِعْجَازَ فِي التَّنْظِمِ

۱۴۵..... اور اشعار میں جو معجزہ خیال

وَمَنْ شَاءَ إِصْلَاحَ الْوَرَى بِكَدٍ

۱۴۶..... اور جو اپنے دروغ بانی سے

وَمَنْ ظَنَّ أَنَّ يَرْقَى بِدَعْوَى

۱۴۷..... اور جو یہ سمجھے کہ نبوة کے جھو بیہودہ گو ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يُدْنِسْ عِرْضَهُ بِمَ

۱۴۸..... اور جس شخص کی عزت ملامت

وَمَنْ رَّامَ أَنْ يَخْيِيَ سَعِيدًا مُ

۱۴۹..... اور جو شخص یہ چاہے کہ سع سے عقل بیزار ہو۔

لِمَنْ كَانَ ذَا عِلْمٍ وَعَقْلٍ وَحِكْمَةٍ يَرَى الْحَقَّ حَقًّا وَالْأَبَاطِيلَ يُنْكِرُ

۱۴۰..... اور جو شخص علم اور عقل والا ہے وہ حق اور باطل میں ضرور امتیاز کر لیتا ہے۔

وَمَنْ رَامَ يُدْعَى سَيِّدًا بَيْنَ قَوْمِهِ فَلَا يَأْتِ بِالْبُهْتَانِ فَهُوَ يُحَقَّرُ

۱۴۱..... اور جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ لوگوں میں باوقعت اور ذی رتبہ ہو تو اس کو چاہئے کہ

افتراء سے بچے۔ ورنہ حقیر ہو جائے گا۔

وَمَنْ رَامَ دَرَكَ الْمَجْدِ فَلْيَتَّبِعِ الْهُدَىٰ وَإِلَّا فَدَرَكُ الْمَجْدِ عَنْهُ سَمَّهَدَرُ

۱۴۲..... اور جو فضل و کمال کا طالب ہو اسے چاہئے کہ سیدھے راہ پر چلے۔ ورنہ فضل و کمال

سے

دور ہو جائے گا۔

وَمَنْ رَامَ إِدْرَاكَ الْعُلَىٰ بِمَذَلَّةٍ فَذَاكَ ذَلِيلٌ لَا يَكَادُ يُكَبَّرُ

۱۴۳..... اور جو شخص ذلیل کاموں سے بلند مرتبہ کا طالب ہو تو وہ خود ذلیل ہے۔ کبھی سرفراز

نہیں ہو سکتا۔

وَمَنْ رَامَ تَحْصِيلَ الْعُلُوِّ بِزُورٍ فَبِالزُّورِ تَحْصِيلُ الْعُلَىٰ مُتَعَدَّرٌ

۱۴۴..... اور جو مکر سے بڑائی کو حاصل کرنا چاہے تو فریب سے عالی مرتبہ ہونا دشوار ہے۔

وَمَنْ حَاوَلَ الْإِعْجَازَ فِي النَّظْمِ إِنَّهُ كَمَنْ ظَنَّ أَنَّ فِي الْبَرِّ يُوجَدُ صُعُقَرُ

۱۴۵..... اور اشعار میں جو معجزہ خیال کرے تو وہ ایسا ہے جو کہے کہ جنگل میں مچھلی کے انڈے ہیں۔

وَمَنْ شَاءَ إِصْلَاحَ الْوَرَىٰ بِكَذَابِهِ فَمَا هُوَ إِلَّا فِي الْأَنَامِ مُدْعَثِرٌ

۱۴۶..... اور جو اپنے دروغ بانی سے خلائق کی اصلاح چاہے تو یقین کرو ایسا ہی شخص مفسد ہے۔

وَمَنْ ظَنَّ أَنَّ يَرْقَىٰ بِدَعْوَىٰ نُبُوَّةٍ مَّعَارِجَ أَوْجِ الْمَجْدِ فَهُوَ عُثِيدِرٌ

۱۴۷..... اور جو یہ سمجھے کہ نبوة کے جھوٹے دعوے سے بلند مرتبہ اور بزرگ ہو جائے گا تو ایسا شخص بیہودہ گو ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يُدْنَسْ عِرْضُهُ بِمَلَامَةٍ فَذَلِكَ مَهْمًا فَاهَ فِي الْقَوْلِ يَهْدِرُ

۱۴۸..... اور جس شخص کی عزت ملامت سے بھی زائل نہ ہو تو ایسا شخص بے حیائی سے جو چاہے بکے۔

وَمَنْ رَامَ أَنْ يُحْيِيَ سَعِيدًا مُّهَذَّبًا فَلَا يَدَّعِي أَمْرًا لَهُ الْعَقْلُ يُنْكِرُ

۱۴۹..... اور جو شخص یہ چاہے کہ مہذب اور سعادت مند رہے تو وہ کبھی ایسا دعویٰ نہ کرے گا جس سے عقل بیزار ہو۔

وَمَهْمَا أَرَادَ الْمَرءُ يُخْفِي عُيُوبَهُ عَلَى النَّاسِ يَوْمًا لَا مَحَالَةَ تَظْهَرُ

۱۵۰..... اور انسان کب تک اپنے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ وہ ایک نہ ایک دن لوگوں پر فاش

ہوں گے۔

وَهَاكَ عُقُودَ الدَّرِّ إِنِّي نَظَمْتُهَا نَصَائِحَ غُرًّا يَدْرِهَا الْمُتَدَبِّرُ

۱۵۱..... اور میرے ان روشن نصیحتوں جن کو ہر ایک عاقل سمجھتا ہے گرہ باندھ لے اور اپنی یاوہ

گوئی سے باز آ۔

فَخُذْهَا إِذَا مَا رُمْتَ تَنْجُو مِنَ الرَّدَى عَدَّ الْحَشْرَ إِذْ فِيهِ الْفَضَائِحُ تَبْرُزُ

۱۵۲..... اگر تو قیامت میں عذاب سے نجات چاہتا ہے تو میرے ان نصیحتوں کو مان۔ کیونکہ حشر

میں برائیاں کھل جائیں گی۔

وَكُنْ مُسْلِمًا فِي السِّرِّ وَالْجَهْرِ وَاعْتَرِفْ بِكُلِّ نَبِيٍّ جَاءَ لِلْحَقِّ يَنْصُرُ

۱۵۳..... اور ظاہر و باطن میں مسلمان ہو جا اور جو انبیاء حق لے کر آئے اور حق کی مدد کی ان کا

اقرار کر۔

وَالْأَفْئِدَةُ الْمَوْتَ لَا شَكَّ قَادِمٌ عَلَيْكَ وَيَوْمًا لَا مَحَالَةَ تُقْبَرُ

۱۵۴..... ورنہ یقین رکھ کہ ایک دن تجھے مرنا ہے اور ضرور قبر میں جانا ہے

فَيَغْشَاكَ مَا يَغْشَاكَ فِيهِ وَلَمْ يَكُنْ هُنَالِكَ إِعْجَازُ بِهِ أَنْتَ تُنْصَرُ

۱۵۵..... پھر وہ ایسے سخت اور عظیم الشان مصائب جھیلنے پڑیں گے جن سے تیرا یہ اعجاز

تجھے نہ بچا

سکے گا۔

وَكُلُّ الَّذِي قَدَّمْتَهُ الْيَوْمَ تَلْقَاهُ غَدًا يَوْمَ كَشَفِ السَّاقِ وَالْخَلْقُ حُضِرُ

۱۵۶..... اور جس قدر اعمال بد تو نے کئے ہیں ان کی سزا اس سخت دن میں تجھے بھگتنی پڑے

گی

جس روز تمام خلائق موجود ہوں گے۔

فَذَلِكَ يَوْمٌ قَمَطَرِيٌّ وَشَرُّهُ غَدًا مُسْتَطِيرٌ نَارُهُ تَتَنَوَّرُ

۱۵۷..... اور یہ سخت دن ہو گا جس کی سختی عام طور سے محسوس ہوگی اور شرارت کے

شعلے بھڑک اٹھیں گے۔

فَيَا رَبِّ سَهِّلْ كُرْبَنَا فِيهِ رَحْمَةً وَلُطْفًا وَلَا فَالْجَرَّائِمُ تُنذِرُ

۱۵۸..... تو اے ہمارے رب! اس روز ہماری دشواریوں کو اپنی رحمت اور کرم سے آسان کرورنہ

ہمیں تو اپنے جرائم سے خوف ہے۔

وَأَصْلِحْ لَنَا الْأَعْمَالَ حَقًّا وَلَا تُرْغِ عَقَائِدَنَا حَيْثُ الشَّقَاءُ مُقَدَّرُ

۱۵۹..... اور ہمارے اعمال کو نیک کر دے اور ہمارے اعتقادوں کی اصلاح کر۔ کیونکہ شقاوت تیرے اختیار میں ہے۔

وَيَسِّرْ لَنَا حُسْنَ الْيَقِينِ وَهَبْ لَنَا بِحُسْنِ خِتَامٍ فِيهِ بِالْسَّعْدِ نَظْفَرُ

۱۶۰..... اور صحیح اعتقاد کی ہمیں توفیق عطا فرما اور خاتمہ بخیر کر کیونکہ سعادت ہی سے کامیابی ہے۔

فَبِالْمُصْطَفَى خَيْرِ الْأَنَامِ مُحَمَّدٍ أَتَيْنَاكَ فِيمَا نَرْتَجِيهِ وَنُضْمِرُ

۱۶۱..... ہم افضل ترین مخلوقات محمد ﷺ کا وسیلہ پکڑ کر تیرے جناب میں امیدیں اور آرزوئیں لے کر حاضر ہوئے ہیں۔

عَلَيْهِ صَلَوةُ اللَّهِ ثُمَّ سَلَامُهُ كَذَا الْآلِ وَالْأَصْحَابِ مَا لَاحَ نِيرُ

۱۶۲..... اس نبی پر خدا کی رحمت اور سلامتی ہو اور اسی طرح ان کے اولاد اور اصحاب پر جب تک

دنیا قائم رہے۔

مطلع ثانی

تُنَازِعُكَ الْأَمَالُ مَا لَيْسَ تَقْدِرُ فَتَقْدِمُ نَحْوَ الْمُسْتَحِيلِ وَتَجَسُرُ

۱۶۳..... اے عاشق! باوجودیکہ تیری وہ آرزوئیں جن پر تجھے قدرت نہیں ہے۔ کبھی پوری نہیں ہوئیں۔ لیکن تو ہمیشہ ایسی ہی آرزوئیں کرتا رہا۔

عَلَا أَنْ لَيْلَى لَمْ تَعِدْكَ بِوَصْلِهَا وَإِنْ وَعَدْتَ يَوْمًا فَبِالْخُلْفِ أَجْدَرُ

۱۶۴..... پہلے تو لیلیٰ نے تجھ سے وصال کا کبھی وعدہ ہی نہیں کیا اور اگر کرتی بھی تو وعدہ

خلاقی اس

کی شان ہے۔

وَقَلْبُكَ كَمْ صَبَّرْتَهُ عَنْ طَلَابِهَا فَلَمْ يَرْضَ إِلَّا الْوَصْلَ أَوْ لَا فَيَقْبِرُ

۱۶۵..... اور تو نے اپنے دل کو اس کے طلب سے کس قدر باز رکھا مگر انجام کار وہ نہ مانا اور

وصال

یا موت سے ایک کو پسند کر لیا۔

بَعَثَتْ لَهَا رُسُلًا وَلَمْ يَهْتَدُوا لَهَا وَبَاءُوا كَمَا رَاخُوا وَبِالْيَاسِ أَنْذَرُوا

۱۶۶..... میں نے لیلیٰ کے پاس قاصدوں کو بھیجا۔ لیکن وہاں تک کوئی نہ پہنچا اور جیسے گئے

تھے۔

ویسے لوٹے اور مجھے ناامیدی سے ڈرایا۔

مَنْعَ حِمَاها لَا يُرَامُ وَإِنَّمَا يَبُوءُ مُهَانًا كُلُّ مَنْ رَاخَ يَجْسُرُ

۱۶۷..... اس کی بارگاہ محفوظ ہے کسی کو قدرت نہیں کہ وہاں تک پہنچے اور جانے والا بجز

اس کے کہ

ناکام پھرے کچھ حاصل نہیں۔

وَمَنْ شَاءَ يُسْقَىٰ مِنْ رَحِيقٍ وَصَالِهَا فَمَا زَالَ فِي ذَرْكِ الْمَحَالِ يُحَسِّرُ

۱۶۸..... اور جو اس کے شراب وصال کے پینے کا خواہشمند ہو تو ایسا شخص ہمیشہ طلب محال

میں

نقصان پانے والا ہے۔

وَمَنْ ظَنَّ اِمْكَانَ الْوُصُولِ لِحَيِّهَا يُسْأَلُ هَلْ فِي الْبَرِّ يُوجَدُ صُعُتُ

۱۶۹..... اور جس کو لیلیٰ کے قبیلہ تک پہنچنے کا خیال ہو تو اس سے لیلیٰ یہ دریافت کرے کہ کیا

جنگل

میں مچھلی کے انڈے ہوتے ہیں۔

وَمَنْ قَالَ اِنِّیْ قَدْ ظَفِرْتُ بِوَصْلِهَا فَذَلِكَ اِمَّا مُفْتَرٍ اَوْ مُعَمَّرُ

۱۷۰..... اور جو کہے کہ میں اس کے وصال میں کامیاب ہوا تو وہ مفتری ہے یا لغو گو۔

تَعَلَّقْتُ دَهْرًا بِالْغَوَانِیِ وَلَمْ اَزَلْ اُرَدِّدْ ذِكْرَاهُنَّ سِرًّا وَاجْهَرُ

۱۷۱..... میں ایک زمانہ تک حسینوں کا گرویدہ رہا اور ہمیشہ دل میں اور زبان پر انہیں کا ذکر رہا۔

وَكَمْ عَايَنْتُ عَيْنَيَّ مَحَاسِنَ مَنْظَرٍ بِهَا الْقَلْبُ مِنْ دَاءِ الْهَوَىٰ يَتَفَطَّرُ

۱۷۲..... اور اکثر میری آنکھوں نے حسینوں کے خوبی منظر کا نظارہ کیا ہے اور ان کی محبت میں

دل

پارہ پارہ ہو گیا ہے۔

وَكَمْ عَانَقَتْ عَيْنَيَّ الْعَفَافَةُ اَهْيَافًا تُنَازِعُنِي فِيهِ لِمَا اَنَا اُضْمِرُ

۱۷۳..... اور اکثر جب کہ میں پتلی کمر نازک اندام حسینوں سے ملا ہوں تو میری عفت نے پوشیدہ جذبات کا مقابلہ کیا ہے۔

وَلِيَّ شَاهِدٍ مِّنِّي عَلَى الْفِتْنَةِ فَيُنْبِتُ لِي الدَّعْوَى الَّذِي أَنَا أَنْكَرُ

۱۷۴..... اور میرے لئے مجھے میں ایک ایسا گواہ ہے جو میرے اس دعوے کو ثابت کرتا ہے جس کا

میں منکر ہوں۔

لَدَى الْحَبِّ وَاللَّاحِئِ مُسْلَسِلُ أَدْمَعِي وَيَا لَيْتَ دَمْعِي عِنْدَ حَبِّي يُثْمِرُ

۱۷۵..... اور یہ گواہ میرے مسلسل آنسو ہیں جو محبوب کے روبرو میری محبت کو ثابت کرتے ہیں اور

ملامت کرنے والوں کے سامنے وہ امر ثابت کرتے ہیں جس کا میں منکر ہوں یعنی محبت اور کاش یہ گواہ محبوبہ کے پاس بار آور ہوتے۔

وَمَا أَنَا إِلَّا فِي الصَّبَابَةِ مَاهِرٌ خَبِيرٌ بِأَحْوَالِ الْحَسَنِ مُبْصِرٌ

۱۷۶..... اور میں کچھ نہیں ہوں مگر عشق میں کامل اور ماہر ہوں اور حسینوں کی حالت کا مبصر ہوں۔

يَخْبِرُهُمْ غَيْرِي وَإِنِّي أَكَلْتُهُمْ وَطَعْمُهُمْ بَاقٍ بِيَّ لَيْسَ يُنْكَرُ

۵۰

۱۷۷..... اوروں نے صرف تجربہ کیا ہے او

میرے منہ میں باقی ہے جس سے

فَمَا أَبْصَرْتُ عَيْنَايَ فِيهِمْ مُهَذَّبًا

۱۷۸..... ان میں کسی کو میں نے مہذب او

وفائی نہ کرے۔

وَلَا كَامِلًا تَصْفُو مَشَارِبُ وُدِّهِ

۱۷۹..... اور نہ ایسا کامل دیکھا جس کی محب

وہ کبھی مکدر ہو جاتا ہے۔

خَلِيلِيَّ عُوْجَا بِنِي إِلَى نَحْوِ طَيْبَةٍ

۱۸۰..... میرے دوستو! مجھے مدینہ منورہ کی

فَإِنِّي أَرَى لِلْمَكْرُمَاتِ مَشَارِفًا

۱۸۱..... کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تمام

کے چاند سے روشن ہیں۔

وَفِي أَفْقِهَا نُورُ النُّبُوَّةِ سَاطِعٌ

۱۸۲..... اور مدینہ منورہ ہی آفتاب نبوة

بِنَفْسِي أَفْدِي مَنْ إِذَا عَنَّا ذِكْرُ

۱۸۳..... میری جان فدا ہوں اس ذات

وَذَاكَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ جَاءَ رَحْمَةً

۱۸۴..... اور یہ آنحضرت ﷺ ہیں رحمتہ

نَبِيُّ الْهُدَى خَيْرُ الْأَنْامِ مُحَمَّدٌ

۱۸۵..... ان کا نام پاک محمد ﷺ ہے

جامع کمالات ہیں۔

هُوَ الْمُصْطَفَى الْمُخْتَارُ مِنْ قَبْلِ

۱۸۶..... جو آدم علیہ السلام سے پہ

مبعوث ہوئے اور ان سے

حَوَى جَانِبِي فَضْلٍ وَذَاكَ لِحُجُو

۱۷۷..... اوروں نے صرف تجربہ کیا ہے اور میں نے ان کا پھل کھایا ہے۔ ان کی لذت آج تک

میرے منہ میں باقی ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

فَمَا أَبْصَرْتُ عَيْنَايَ فِيهِمْ مُهَذَّبًا وَفِيًّا إِذَا صَاحَبْتَهُ لَيْسَ يَغْدِرُ

۱۷۸..... ان میں کسی کو میں نے مہذب اور وفادار نہیں پایا اور نہ ایسا پایا جو اپنے احباب سے بے

وفائی نہ کرے۔

وَلَا كَامِلًا تَصْفُو مَشَارِبُ وَدِّهِ عَنِ السُّوءِ بَلْ لَا بُدَّ يَوْمًا تَكْذُرُ

۱۷۹..... اور نہ ایسا کامل دیکھا جس کی محبت کا گھاٹ ہمیشہ صاف ہے۔ کوئی خرابی نہ ہو

بلکہ ضرور

وہ کبھی مکدر ہو جاتا ہے۔

خَلِيلِيَّ عُوجًا بَنِي إِلَى نَحْوِ طَيِّبَةٍ لَعَلِّي فِيهَا بِالْمُؤَمَّلِ أَظْفَرُ

۱۸۰..... میرے دوستو! مجھے مدینہ منورہ کی طرف لے چلو۔ شاید وہاں اپنے مقصد میں کامیاب

ہوں۔

فَإِنِّي أَرَى لِلْمَكْرُمَاتِ مَشَارِقًا بِهَا وَبُدُورُ الْبَرِّ بِالْبَرِّ تُسْفَرُ

۱۸۱..... کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تمام خوبیاں وہیں سے ظاہر ہوتی ہیں اور تمام نیکیاں اسی نیکی

کے چاند سے روشن ہیں۔

وَفِي أَفْقِهَا نُورُ النُّبُوَّةِ سَاطِعٌ أَشِعَّتُهُ فِي الْكَوْنِ دَوْمًا تُنَوِّرُ

۱۸۲..... اور مدینہ منورہ ہی آفتاب نبوة کا افق ہے جس کی روشنی سے تمام عالم ہمیشہ روشن رہے گا۔

بِنَفْسِي أُفْدِي مَنْ إِذَا عَنَّ ذِكْرُهُ تَبَادَرَتِ الْأَجْفَانُ بِالذَّمْعِ تَحْدُرُ

۱۸۳..... میری جان فدا ہو! اس ذات مقدس پر جن کے ذکر سے آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔

وَذَاكَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ جَاءَ رَحْمَةً يُبَشِّرُ بِالْفِرْدَوْسِ حَقًّا وَيُنْذِرُ

۱۸۴..... اور یہ آنحضرت ﷺ ہیں رحمت للعالمین اور بشیر و نذیر ہیں۔

نَبِيِّ الْهُدَى خَيْرُ الْأَنَامِ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ إِلَهِ الْعَرْشِ لِلفَضْلِ مَظْهَرُ

۱۸۵..... ان کا نام پاک محمد ﷺ ہے جو خلق کے ہادی افضل ترین عالم اور خدا کے پیارے اور جامع کمالات ہیں۔

هُوَ الْمُصْطَفَى الْمُخْتَارُ مِنْ قَبْلِ آدَمَ وَآخِرُ مَبْعُوثٍ بِهِ الْحَقُّ يَظْهَرُ

۱۸۶..... جو آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت کے لئے منتخب اور پسند کئے گئے اور سب سے

پیچھے

مبعوث ہوئے اور ان سے حق آشکارا ہوا۔

حَوَى خَاتِمِي فَضْلٍ وَذَاكَ لِحِكْمَةٍ يَرَاهَا لَهُ الْمَوْلَى الْحَكِيمُ الْمُقَدَّرُ

۱۸۷..... جنہوں نے فضل و کمال کا پورا احاطہ کیا اور اس کی حکمت کو خدائے حکیم ہی خوب جانتا ہے۔

شَرِيعَتُهُ الْغَرَاءُ حِينَ تَلَايَاتٍ مَصَائِحُهَا لَمْ يَبْقَ لِلْغَيْرِ نِيرٌ

۱۸۸..... جب اس کے شریعت غراء کا آفتاب روشن ہوا تو دوسروں کے ستاروں کی روشنی ماند پڑ گئی۔

بِهِ خُتِمَ الْإِرْسَالُ حَقًّا وَدِينُهُ هُوَ الْحَقُّ لَا يُمَحَى إِلَى يَوْمٍ نُحْشَرُ

۱۸۹..... وہی خاتم الرسل ہیں ان کا دین حق قیامت تک باقی رہے گا اور نہیں مٹے گا۔

بِهِ خُتِمَ الْإِرْسَالُ حَقًّا وَلَمْ يَسْغَ لِشَخْصٍ سِوَاهُ بِالنُّبُوَّةِ يَفْخَرُ

۱۹۰..... انہیں پر رسالت اور نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کے بعد ہرگز کسی شخص کو جائز نہیں کہ

نبوت کے دعوے پر اترائے۔

وَمَنْ جَاءَ بِالْبُهْتَانِ دَعْوَى نُبُوَّةٍ فَذَلِكَ فِي دَعْوَاهُ لَا شَكَّ يُخْسَرُ

۱۹۱..... اور آپ کے بعد جو جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرے.... تو وہ ضرور اپنے دعوے میں ناکام ہوگا۔

فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ الْخَرُّ مُرْسَلٍ وَدَاعٍ بِهِ جَاءَ النُّبُوَّةُ تَفْخَرُ

۱۹۲..... کیونکہ آنحضرت آخر الانبیاء اور خدا کی طرف آخری بلانے والے ہیں جن پر نبوت فخر کرتی ہے۔

وَمُذْ كَانَ خَيْرُ الْخَلْقِ لِلرُّسُلِ خَاتِمًا هِدَايَتُهُ لَأَشْكَّ أَعْلَى وَأكْبَرُ

۱۹۳..... اور چونکہ سردار عالم خاتم الانبیاء ہیں اس لئے ضرور آپ کی ہدایت سب سے بڑھی

چڑھی ہے۔

وَمِنْ ذَاكَ يُدْرَى أَنَّ تَأْثِيرَ هَدْيِهِ بَلِيغٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ يُؤَثِّرُ

۱۹۴..... اور اسی سے معلوم ہوا کہ آپ کے اخلاق حمیدہ کی وہ کامل تاثیر ہے جو قیامت تک باقی

رہے گی اور تاثیر کرے گی۔

فَلَمْ تَبَقْ بَعْدَ الْمُصْطَفَى حَاجَةٌ إِلَى نَبِيِّ بِهِ سُبُلُ الْهِدَايَةِ تَظْهَرُ

۱۹۵..... اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہی نہیں جن سے

ہدایت کے راستے واضح ہوں۔

فَذَلِكَ يُزْرَى بِالْكَمَالِ الَّذِي أَتَى بِهِ الْمُصْطَفَى يَهْدِي الْوَرَى وَيَذَكِّرُ

۱۹۶..... ورنہ اس سے آپ کے ان کمالات پر حرف آتا ہے جن سے آپ نے مخلوقات کو ہدایت

اور نصیحت فرمائی۔

وَقَدْ صَحَّ أَنَّ الْمُصْطَفَى جَاءَ رَحْمَةً إِلَى الْخَلْقِ طَرًّا فِي الْكِتَابِ يُسَطِّرُ

۱۹۷..... بلاشک آپ کی ذات تمام خلق کے لئے

وَهَلْ يُقْبَلُ الْعَقْلُ السَّلِيمُ بِأَنَّهُ

۱۹۸..... اور کیا عقل سلیم اس کو مانے گی کہ

وَلَوْ جَازَ بَعْدَ الْمُصْطَفَىٰ بَعَثُ مُرْسَلٍ

۱۹۹..... اور آنحضرت ﷺ کے بعد اگر ک

وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُ يُؤَبَّدْ فِي لَظَىٰ

۲۰۰..... اور جو اس پر ایمان نہ لاتا دائمی جہن

وَهَذَا يُنَافِي كَوْنَهُ جَاءَ رَحْمَةً

۲۰۱..... اور یہ بات آنحضرت ﷺ کے رح

عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ إِنْ أَتَى الْقَوْمَ مُرْسَلٌ

۲۰۲..... کیونکہ اگر آپ کے بعد نبی آ

والے یا اس کے منکر ۔

وَمُنْكَرٌ مَّبْعُوثٌ إِلَيْهِ مُعَذِّبٌ

۲۰۳..... اور خدا کے رسول کا منکر معذب

وَيَلْزَمُ مَنْ ذَا إِنْ يُعَذَّبُ مُؤْمِنٌ

۲۰۴..... اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

نبی کا منکر ہو تو عذاب دیا جائی

عَلَىٰ أَنْ قَوْلَ اللَّهِ أَكْمَلْتُ دِينَكُمْ

۲۰۵..... اس کے سوا اللہ تعالیٰ کا یہ ارش

طرح کی جو اور آیات قرآن

يُنَافِيهِ بَعَثُ الرَّسُلِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ

۲۰۶..... یہ تمام آیات اس بات کے

پر یہ آیتیں روشن دلیل ہیں

وَذَٰكَ لِأَنَّ الْبَعَثَ لِلرُّسُلِ يَقْتَضِ

۲۰۷..... کیونکہ کسی نبی کے بعد نبی

آئندہ ہوگا۔

۱۹۷..... بلاشک آپ کی ذات تمام خلق کے لئے رحمت ہے۔ جیسا قرآن شریف میں مسطور ہے۔

وَهَلْ يَقْبَلُ الْعَقْلُ السَّلِيمُ بِأَنَّهُ مُصَدِّقُ خَيْرِ الْخَلْقِ فِي النَّارِ يُدْحَرُ

۱۹۸..... اور کیا عقل سلیم اس کو مانے گی کہ آپ کا ماننے والا دوزخ میں جلایا جائے۔

وَلَوْ جَاَزَ بَعْدَ الْمُصْطَفَى بَعَثُ مُرْسَلٍ لَكَانَ عَلَى تَصْدِيقِهِ الْكُلُّ يُجْبَرُ

۱۹۹..... اور آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی نبی آتا تو ہر شخص کو اس پر ایمان لانا فرض ہوتا۔

وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُ يُؤَبَّدْ فِي لَظَى وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمُصْطَفَى قَطُّ يُنْكِرُ

۲۰۰..... اور جو اس پر ایمان نہ لاتا دائمی جہنمی ہوتا۔ خواہ وہ آنحضرت ﷺ پر بھی ایمان کیوں

رکھتا۔

وَهَذَا يُنَافِي كَوْنَهُ جَاءَ رَحْمَةً إِلَى الْخَلْقِ طَرًّا أَيُّهَا الْمُتَدَبِّرُ

۲۰۱..... اور یہ بات آنحضرت ﷺ کے رحمت للعالمین ہونے کے سراسر خلاف ہے۔ ذرا سوچو

سہی۔

عَلَى كُلِّ حَالٍ إِنْ أَتَى الْقَوْمَ مُرْسَلٌ فَلَمْ يَخْلُ إِيمَانًا مُؤْمِنٌ أَوْ فَمُنْكَرٌ

۲۰۲..... کیونکہ اگر آپ کے بعد نبی آئے تو دو ہی قسم کے لوگ ہوں گے۔ اس پر ایمان لانے والے

یا اس کے منکر۔

وَمُنْكَرٌ مَبْعُوثٌ إِلَيْهِ مُعَذَّبٌ غَدَا الْحَشْرِ يَوْمَ الدِّينِ فِي النَّارِ يُسْعَرُ

۲۰۳..... اور خدا کے رسول کا منکر معذب ہے۔ ضرور قیامت میں آگ میں جلایا جائے گا۔

وَيَلْزَمُ مَنْ ذَا أَنْ يُعَذَّبَ مُؤْمِنٌ بِخَيْرِ الْوَرَى الْمُخْتَارِ مَنْ جَاءَ يُنْذِرُ

۲۰۴..... اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والا آپ کے بعد والے نبی کا منکر ہو تو عذاب دیا جائے ۔

عَدَا أَنْ قَوْلَ اللَّهِ اكْمَلْتُ دِينَكُمْ وَمَا جَاءَ فِي نَصِّ الْكِتَابِ يُحَرَّرُ

۲۰۵..... اس کے سوا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت کو میں نے کامل کیا اور اسی طرح کی جو اور آیات قرآن میں ہیں ۔

يُنَافِيهِ بَعَثُ الرُّسُلِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ وَفِيهِ دَلِيلٌ قَاطِعٌ لَيْسَ يُنْكَرُ

۲۰۶..... یہ تمام آیات اس بات کے مخالف ہیں کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی آئے اور ختم نبوت پر یہ آیتیں روشن دلیل ہیں ۔

وَذَاكَ لِأَنَّ الْبَعْثَ لِلرُّسُلِ يَقْتَضِي لِنَقْصٍ بَدَا فِي الدِّينِ أَوْ كَادَ يَظْهَرُ

۲۰۷..... کیونکہ کسی نبی کے بعد نبی کا آنا مستلزم ہے کہ پہلے نبی کے دین میں کوئی نقصان ہو یا آئندہ ہو گا ۔

فَيَبْعَثُ رَبِّي رَسُولَهُ كَيْ يُتِمَّمُوا نَقَائِصَ شَرَعٍ حَسَبَمَا يَتَّبَصَّرُوا

۲۰۸ اور ہمیشہ خدا ایسے ہی وقت میں رسولوں کو بھیجتا ہے تاکہ وہ اس نقصان کی جس طرح مناسب ہو تلافی کریں۔

وَمِنْ ذَاكَ قَالَ الْمُصْطَفَىٰ فِي حَدِيثِهِ خُذُوا الْعِلْمَ عَنِّي أَيْهَا الْقَوْمُ وَأَنْشُرُوا

۲۰۹ اور اسی لئے آنحضرت نے فرمایا کہ اے قوم! مجھ سے علم حاصل کرو اور اس کی اشاعت کرو۔

فَذَلِكَ تَرَاثُ الْأَنْبِيَاءِ بَعْدَ مَوْتِهِمْ فَمَنْ نَالَهُ حَقًّا لَهُ الْحِظُّ أَوْفَرَ

۲۱۰ اور انبیاء علیہم السلام کا ترکہ یہی علم ہے۔ پس جس نے اس علم کو حاصل کیا وہ خوش نصیب ہے۔

وَخِدْمَةُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْخَلْقِ أَنَّهُمْ لِيَهْدُوا سَبِيلَ الْحَقِّ فِيمَا يُذَكَّرُوا

۲۱۱ اور علماء پر خلق کی یہی خدمت ہے کہ وہ اپنے وعظ میں راہ حق بتائیں۔

وَأَوْجَبَ تَحْصِيلَ الْعُلُومِ نَبِيِّنَا عَلَى الْكُلِّ حَتْمًا مَّا بِهِ الدِّينُ يُظْهَرُ

۲۱۲ اور آنحضرت نے اپنی امت پر علم کا سیکھنا فرض کر دیا جس سے دین اسلام غالب رہے۔

وَلَا زَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ وَكُلِّ زَمَانٍ لِلْهِدَايَةِ يَنْتَشِرُوا

۲۱۳ اور اسی وجہ سے ہمیشہ علماء ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ہدایت کو پھیلاتے رہے۔

فَلَمْ يَبْقَ بَعْدَ الْمُصْطَفَىٰ حَاجَةٌ لَّنَا لِمَبْعُوثٍ يُبْعَثُ إِلَى يَوْمٍ نُحْشَرُ

۲۱۴ پس آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک ہمیں کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

وَقَدْ أَخْبَرَ الْمُخْتَارُ أَنْ لَيْسَ بَعْدَهُ
نَبِيٌّ كَمَا قَدْ جَاءَ حَقًّا يُسْطَرُّ

۲۱۵ اور آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

وَلَا شَكَّ أَنَّ الْمُصْطَفَى فِي حَدِيثِهِ
صَدُوقٌ بِلا رَيْبٍ وَمَنْ شَكَّ يَكْفُرُ

۲۱۶ اور اس میں شک نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی باتیں سچی ہیں اور جو کوئی شک و شبہ کرے وہ کافر ہے۔

وَمَنْ يَجْتَرِئُ زُورًا بِدَعْوَى نُبُوَّةٍ
فَذَلِكَ كَذَابٌ عَلَى اللَّهِ يَخْسَرُ

۲۱۷ اور جو شخص جھوٹی نبوت کے دعوے کی جرأت کرے تو یہ بڑا ہی جھوٹا ہے جو خدا پر جسارت کرتا ہے۔

وَنَقْلًا عَنِ الْمُخْتَارِ قَدْ صَحَّ أَنَّهُ
سَيَظْهَرُ دَجَالُونَ بَعْدِي يَدْعُونَ

۵۴

۲۱۸ اور آنحضرت ﷺ سے یہ صد کرنے والے بہت جھوٹے او

وَقَدْ صَحَّ مَا قَدْ قَالَهُ حَيْثُ أَنَّ بَلَّ

۲۱۹ اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ ص اور ہلاک کئے گئے۔

فَفِي الْعَرَبِ مِنْهُمْ صَالِحٌ بِنُ طَرِيفِهِ

۲۲۰ انہی سے صالح بن طریف مل

آتَاهُمْ بِقُرْآنٍ لَهُ بَعْدَ مَا ادَّعَ

۲۲۱ یہی صالح دعویٰ نبوت کے پیروی کی۔

وَبَعْدَ أَبُو عِيسَى فَقَدْ جَاءَ خَلْ

۲۲۲ اور اس کے بعد اس کی اولاد ا

وَقَدْ كَانَ شَخْصٌ فِي جَوْ نُفُورٍ يُدَّعِ

۲۲۳ ایک شخص جون پور میں بھی

وَكَمْ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ مِنْ مُضِ

۲۲۴ اور جونپوری کے پہلے اور ب کے نافرمان تھے۔

إِلَى أَنْ رَأَيْنَا الْكَيْذَبَانَ بَعْضَ

۲۲۵ اور ہمارے زمانہ میں مرزا عقل باور نہیں کرتی۔

يَقُولُ مَثِيلٌ لِلْمَسِيحِ وَالْأَ

۲۲۶ مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہ اشاعت کے لئے آیا ہوں

وَمَا حَقُّهُ فِي الْأَمْرِ إِلَّا بَوَّار

۲۲۷ اور مرزا قادیانی کو اس فر

وَذَلِكَ لَمَّا أَنَّ وَهْيَ الدِّينِ

۲۱۸..... اور آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث بھی صحیح طور سے مروی ہے کہ میرے بعد نبوت کا دعویٰ

کرنے والے بہت جھوٹے اور فریبی ہوں گے جو خلق کو گمراہ کر کے ہلاک کریں گے۔

وَقَدْ صَحَّ مَا قَدْ قَالَهُ حَيْثُ أَنْ بُدَا كَثِيرُونَ فِي مَاضِي الزَّمَانِ فَدُمُّوا

۲۱۹..... اور جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا کہ آپ کے بعد گذشتہ زمانہ میں بہت دجال ہوئے اور ہلاک کئے گئے۔

فَفِي الْغَرْبِ مِنْهُمْ صَالِحُ بْنُ طَرِيفِهِمْ وَ ذَلِكَ فِي ثَانِي الْقُرُونِ مُقَرَّرُ

۲۲۰..... انہی سے صالح بن طریف مغربی ہے جو قرن ثانی میں ظاہر ہوا۔

آتَاهُمْ بِقُرْآنٍ لَهُ بَعْدَ مَا ادَّعَى نُبُوَّتَهُ حَتَّى تَوَالَاهُ عُنْصُرُ

۲۲۱..... یہی صالح دعویٰ نبوت کے بعد ایک قرآن بھی لایا یہاں تک کہ جماعت نے اس کی پیروی کی۔

وَبَعْدُ أَبُو عِيسَى فَقَدْ جَاءَ خَلْفُهُ بِدَعْوَى ضَلَالٍ فِي الْكَلَامِ مُزَوَّرُ

۲۲۲..... اور اس کے بعد اس کی اولاد میں ابو عیسیٰ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دروغگوئی کو زینت دی۔

وَقَدْ كَانَ شَخْصٌ فِي جَوْ نَفُورٍ يَدَّعِي النَّبُوَّةَ وَالْوَحْيَ دَهَاهُ التَّكْبُرُ

۲۲۳..... ایک شخص جون پور میں بھی دعویٰ نبوت کرتا تھا جسے اس کے تکبر نے گرا دیا۔

وَكَمْ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ مِنْ مُضِلٍّ أَتَى يَدْعَى الْإِسْأَالَ بِاللّٰهِ يَكْفُرُ

۲۲۴..... اور جونپوری کے پہلے اور بعد بہت سے گمراہ کرنے والے آئے جو مدعی نبوت اور خدا کے نافرمان تھے۔

إِلَى أَنْ رَأَيْنَا الْكَيْدَ بَانَ بِعَصْرِنَا أَتَى يَدْعَى أَمْرًا لَهُ الْعَقْلُ يُنْكِرُ

۲۲۵..... اور ہمارے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس نے ایسی بات کا دعویٰ کیا جس کو عقل باور نہیں کرتی۔

يَقُولُ مَثِيلٌ لِلْمَسِيحِ وَإِنِّي مِنَ اللَّهِ حَقًّا جِئْتُ لِلْحَقِّ أَظْهَرُ

۲۲۶..... مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں اور میں خدا کا رسول ہوں۔ حق کی اشاعت کے لئے آیا ہوں۔

وَمَا حَثَّهُ فِي الْأَمْرِ إِلَّا بَوَاعِثُ مِنَ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ يُغْوِي وَيُؤْجِرُ

۲۲۷..... اور مرزا قادیانی کو اس فریب دہی پر محض نفسانی خواہشات نے آمادہ کیا اور بھڑکایا۔

وَذَلِكَ لَمَّا أَنَّ وَهَى الدِّينِ أَمْرُهُ وَإِذْ عَتَوْا الْمُفْسِدِينَ وَضَمَرُوا

۲۲۸..... اور مرزا قادیانی کو شیطان نے اس وقت ابھارا جب کہ دین میں ضعف آ گیا اور مفسدوں

کی سرکشی بڑھی اور انہوں نے فساد میں سعی کی۔

وَأَذَعَنَ أَهْلُ الْحَقِّ أَنْ لَا يُرِيحُنَا

مِنَ الْكَرْبِ إِلَّا مَنْ بِهِ الْحَقُّ يُنْصِرُ

۲۲۹..... اور اہل حق کو یقین ہو گیا کہ ان مصائب سے ہمیں وہی نجات دلائے گا جو حق کا حامی ہوگا۔

وَذَلِكَ هُوَ الْمَهْدِيُّ مَنْ شَاعَ ذِكْرُهُ

وَعِيسَى نَبِيُّ اللَّهِ مَنْ سَوَّفَ يَظْهَرُ

۲۳۰..... یعنی امام مہدی جن کی نہایت شہرت ہے اور عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام جو عنقریب ظاہر ہوں گے۔

فَحَثَّ النَّصَارَى الْكَذِبَانَ بِمَا ادَّعَى

وَجَاءَ بِهِ بَيْنَ الْأَنَامِ يُزَوِّرُ

۲۳۱..... اور نیز نصاریٰ نے بھی موقع پا کر مرزا قادیانی کو اس کے اس دعوے پر ابھارا جو فریب کاری سے اس نے کیا تھا۔

وَضَنَّ بِأَنَّ الْقَوْمَ لَا عَقْلَ عِنْدَهُمْ

وَأَنَّ لَيْسَ فِيهِمْ مَنْ ذُرَى الْحَقِّ يُنْصِرُ

۲۳۲..... اور مرزا قادیانی نے یہ خیال کیا کہ قوم میں عقل نہیں ہے اور نہ ان میں کوئی ایسا ہے جو حق و باطل میں تمیز کرے۔

وَقَصْدُهُمْ أَنَّ الَّذِينَ تَرَبَّصُوا

ظُهُورَ الْمَسِيحِ الْيَوْمَ بِالْمِغْلِ يَظْفَرُوا

۲۳۳..... اور نصاریٰ کا اس اشتعال سے مقصد یہ تھا کہ جو مسیح کے منتظر ہیں وہ اسی جھوٹے مسیح پر

اکتفا کریں۔

كَذَلِكَ بِالْمَهْدِيِّ حَقًّا فَلْتَنْتَهَي

بِذَلِكَ أَمَّا لَهُمْ سَوْفَ تَظْهَرُ

۲۳۴..... اسی طرح اس کو مہدی سمجھ کر سچے مہدی کی تلاش نہ کریں اور ان کی امیدوں کا یوں

خاتمہ ہو جائے۔

فَأَمَّا بِمَا يُبْدِيهِ حَقًّا يُصَدِّقُوا

وَيَرْضَوْهُ مِقْدَامًا لَهُ وَيُوقِّرُوا

۲۳۵..... پھر تمام مسلمان یا تو اس جھوٹے مسیح اور مہدی کی تصدیق کریں گے اور اس کو اپنا امام بنا

کر اس کی عزت کریں گے۔

وَمَا يَرَاهُ الْبَعْضُ حَقًّا وَبَعْضُهُمْ

ضَلَالًا فَلَا يَرْضَىٰ بِذَٰكَ وَيُنْكِرُ

۲۳۶..... یا بعض مسلمان اس کو سچا جانیں گے اور بعض گمراہ سمجھ کر اسے ناپسند کریں گے

اور اس کا

انکار کریں گے۔

فَتُوقِعُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَدَاوَةً

وَكَمْ فِتْنَةٍ فِي طِيِّ ذَٰلِكَ تُضْمَرُ

۲۳۷..... تو اس کی وجہ سے مسلمانوں میں باہم دشمنی اور عداوت برپا ہو جائے گی اور اس کے

سوا

۵۶

اور یہی کتنے فتنے اس کے ت

وَمِنْ ثَمَّ لَمَّا جَاءَ فِي بَدْءِ أَمْرٍ

۲۳۸..... اور اس لئے مرزا قادیانی

میں گمراہی پوشیدہ تھی۔

وَأَوْضَحَ بُرْهَانٍ عَلَىٰ مَا ذَكَرَ

۲۳۹..... اور اگر تو صاحب فہم اور فکر

بَانَ الْمَسِيحَ الْقَادِيَانِيَّ كَمْ

۲۴۰..... کہ اس مسیح قادیانی کے بہت

کی تحقیر ہوتی ہے۔

وَكُلُّ النَّصَارَى يَعْلَمُونَ كَلَا

۲۴۱..... اور تمام نصاریٰ اس کے اس

جانتے ہیں۔

وَلَمْ يُنْكِرُوا يَوْمًا عَلَيْهِ وَلَ

۲۴۲..... اور اس پر کبھی نصاریٰ نے

دشوار نہیں۔

وَعِيسَى نَبِيُّ اللَّهِ حَقًّا يُ

۲۴۳..... حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے

أَلَمْ تَكُ فِيهِمْ غَيْرَةً فَيَعْظُّ

۲۴۴..... کیا ان میں یہ حمیت نہیں

مناسب ہے۔

وَلَكِنَّ لِأَمْرِ مَا آبَا حَوَالَهُ

۲۴۵..... آخر اس میں کوئی بھید ہی ہوگا

صفحہ ۲۱۴ - جاری ہے

وَمِمَّا يُبَيِّنُ فِي مُدَّعَاهُ بِ

۲۴۶..... اور نیز قادیانی کے اس دَع

خلاف ہے۔

تَعَذُّبُهُ فِي شَانِ الْحُسَيْنِ بِ

اور یہی کتنے فتنے اس کے تہ میں پوشیدہ ہیں۔

وَمِنْ ثَمَّ لَمَّا جَاءَ فِي بَدْءِ أَمْرِهِ تَظَاهَرَ بِالْإِصْلَاحِ لِغَيِّ يُضْمَرُ

۲۳۸..... اور اس لئے مرزا قادیانی نے اول میں ایسے کام کئے جن سے اصلاح ظاہر ہو مگر ان میں گمراہی پوشیدہ تھی۔

وَأَوْضَحُ بُرْهَانٍ عَلَى مَا ذَكَرْتُهُ وَحَرَّرْتُهُ إِنْ كُنْتَ مِمَّنْ يُفَكِّرُ

۲۳۹..... اور اگر تو صاحب فہم اور فکر ہے تو میرے اس دعوے پر کھلی اور روشن دلیل یہ ہے۔

بِأَنَّ الْمَسِيحَ الْقَادِيَانِيَّ كَمْ لَهُ أَقَاوِيلُ سُوءٍ بِالْمَسِيحِ تُحَقَّرُ

۲۴۰..... کہ اس مسیح قادیانی کے بہت سے اقوال ایسے ناپاک ہیں۔ جن سے حضرت مسیح علیہ السلام کی تحقیر ہوتی ہے۔

وَكُلُّ النَّصَارَى يَعْلَمُونَ كَلَامَهُ وَمَا هُوَ يُبْدِي لَفْظُهُ أَوْ يُحَرِّرُ

۲۴۱..... اور تمام نصاریٰ اس کے اس کلام سے واقف ہیں یعنی جو کچھ وہ کہتا یا لکھتا ہے اسے وہ جانتے ہیں۔

وَلَمْ يُنْكِرُوا يَوْمًا عَلَيْهِ وَإِنَّهُمْ بِأَيْدِيهِمُ الْأَقْلَامُ لَا تَتَعَذَّرُ

۲۴۲..... اور اس پر بھی نصاریٰ نے کبھی اسے روکا نہیں۔ حالانکہ وہ صاحب قلم ہیں۔ ان کو روکنا دشوار نہیں۔

وَعِيسَى نَبِيُّ اللَّهِ حَقًّا نَبِيُّهُمْ وَمَعْبُودُهُمْ قَدَمًا فَلِمَ لَا يُوقَرُوا

۲۴۳..... حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے نبی ہیں بلکہ معبود بھی پھر وہ ان کی عزت کیوں نہیں کرتے۔

أَلَمْ تَكُ فِيهِمْ غَيْرَةً فَيُعْظَمُوا نَبِيَّهُمْ إِذْ هُمْ بِذَلِكَ أَجْدَرُ

۲۴۴..... کیا ان میں یہ حمیت نہیں ہے کہ اپنے نبی کی عظمت کریں۔ کیونکہ ان کے لئے یہ زیادہ مناسب ہے۔

وَلَكِنْ لَّا مَرَّ مَا أَبَاحُوا لَهُ الَّذِي يَفُوهُ بِهِ فِي شَأْنِهِ حِينَ يَهْذِرُ

۲۴۵..... آخر اس میں کوئی وجہ ہی ہو گی جو قادیانی کی اس گستاخی کو جائز رکھا ہے جس کو وہ بیہودہ بکتا ہے۔

وَمِمَّا يُتَافَى مُدَّعَاهُ بِأَنَّهُ مُؤَيَّدٌ دِينَ الْحَقِّ لِلْحَقِّ مُظْهِرٌ

۲۴۶..... اور نیز قادیانی کے اس دعوے کے کہ وہ حق کا طرفدار اور شائع کرنے والا ہے یہ امر بھی خلاف ہے۔

تَعَدِّيهِ فِي شَأْنِ الْحُسَيْنِ بِمَا أَتَى بِهِ مِنْ كَلَامٍ لَا يَكَادُ يُسْطَرُّ

۲۴۷ کہ یہ قادیانی جناب امام حسین علیہ السلام کی جناب میں ایسی گستاخی سے پیش آیا ہے

جو لکھنے کے قابل بھی نہیں۔

وَقَدْ قَالَ خَيْرُ الْخَلْقِ فِي عَظَمِ شَأْنِهِمْ مُحِبُّهُمْ يَنْجُو وَآخِرُ يَكْفُرُ

۲۴۸ حالانکہ آنحضرت نے اہل بیت کی عظمت کو بتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کا محب نجات

پانے والا اور دشمن کافر ہے۔

أَنَا حَرَبٌ مِّنْ حَارِبْتُمْ وَبِعَكْسِهِ وَكَمْ غَيْرُ هَذَا فِي الْحَدِيثِ مُسَطَّرٌ

۲۴۹ اور یہ بھی فرمایا کہ جو تم سے لڑے جھگڑے میں اس سے لڑوں گا اور جو تم سے صلح کرے میں

بھی اس سے صلح کروں گا۔ اس کے سوا اور بھی بہت سے فضائل حدیث میں موجود ہیں۔

وَأَقْوَى دَلِيلٍ قَامَ يُبْدِي كِذَابَهُ وَيُنْبِئُ عَنْ زُورِ الْكَلَامِ وَيُخْبِرُ

۲۵۰ اور قادیانی کے جھوٹے ہونے پر زیادہ قوی دلیل جس سے اس کا جھوٹ صاف معلوم ہو، یہ ہے۔

تَحَدِّيهِ فِي تَصَدِيقِ دَعْوَاهُ بِالَّذِي أَتَانَا بِهِ فِي النَّظْمِ وَالنَّثْرِ يَفْخَرُ

۲۵۱ کہ اس نے اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایک نظم و نثر پیش کیا ہے جسے وہ معجزہ ٹھہرا کر اس

پر فخر کرتا ہے۔

يُسَاوِي كَلَامَ اللَّهِ جَهْلًا وَإِنَّهُ لَاعْجَزُ خَلْقٍ عِنْدَ مَنْ يَتَدَبَّرُ

۲۵۲ وہ جہل مرکب سے اپنے نظم و نثر کا قرآن سے مقابلہ کرتا ہے۔ حالانکہ واقف کار کے نزدیک وہ نظم و نثر میں عاجز ہے۔

أَلَا إِنَّمَا الْقُرْآنُ أَنْزَلَ مُعْجَزًا لِكُلِّ بَلِيغٍ بِالْبَلَاغَةِ يَسْحَرُ

۲۵۳ اور یہ بھی سمجھو کہ قرآن تو ایسا معجزہ ہے جس کے مقابلہ سے ہر بلیغ جادو بیان عاجز ہے۔

وَمَنْ يَدَّعِي الْإِعْجَازَ فِي النَّظْمِ إِنَّهُ لَمُزِرٌ بِإِعْجَازِ الْقُرْآنِ وَمُنْكَرٌ

۲۵۴ اب جو شخص اپنے نظم میں اعجاز کا دعویٰ کرے وہ در حقیقت قرآن کے اعجاز کا منکر ہے

اور اس کی توہین کرتا ہے۔

وَمُنْكَرٌ إِعْجَازِ الْقُرْآنِ مُكْفَرٌ بِإِجْمَاعِ أَهْلِ الشَّرْعِ حَقًّا يُقَرَّرُ

۲۵۵ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے اعجاز کا منکر باجماع امت کافر ہے۔

وَأَعْجَبُ شَيْءٍ أَنَّ أَشْعَارَهُ الَّتِي يُمْنِنُ بِهَا الْإِعْجَازُ لِلْعَجَزِ مَظْهَرُ

۲۵۶ اور یہ امر عجب تر ہے کہ مرزا اپنے جن اشعار کو معجزہ بتاتا ہے انہیں سے مرزا قادیانی کا

عاجز ہونا ظاہر ہوتا ہے -

وَلَيْسَ بِهَا شَيْءٌ مِنَ النَّصْحِ وَالْهُدَى

۲۵۷ اور اس کے سوا بھی نہ ان اشعار میں

ایسی سود مند باتیں ہیں جن پر کوئی

كَمَا هُوَ دَابُّ الْأَنْبِيَاءِ وَكُتُبِهِمْ

۲۵۸ جس طرح نبیوں کا طریقہ اور ان

ہیں اور اس کا راستہ دکھاتے ہیں،

بَلَى إِنَّهَا مَحْشُوءَةٌ بِفَجَارِهِ

۲۵۹ ہاں مرزا قادیانی کے اشعار میں دو

پر لعن طعن اور گالیاں -

وَيَا لَيْتَهُ جَاءَ الْفَصَاحَةُ عِنْدَمَا

۲۶۰ اور کاش مرزا قادیانی اپنے تمام

کے پاس بھی پھٹکتا اور اعجاز تو مشک

وَيَا لَيْتَ شِعْرِي لَوْ خَلْتُ عَنْ مَعَائِبِ

۲۶۱ کاش مرزا قادیانی کا کلام ان عیو

تو مکروہ ہے -

مَعَائِبُ شَتَّى لَيْسَ يُمَكِّنُ جَمْعُهَا

۲۶۲ مرزا قادیانی کے کلام میں صرفی

سب کی فہرست بھی دشوار ہے۔

وَلَكِنْ سَأُبْدِي بَعْضَهَا مُتَأَسِّفًا

۲۶۳ لیکن میں نمونہ کے طور پر ان عیو

اگرچہ تمام کے لکھنے سے میں مع

وَأَمَّا الَّذِي قَدْ قَالَهُ فِي جَوَابِ مَنْ

۲۶۴ اور قادیانی نے جو رشید رضا ایو

معجز نہیں کیونکہ نہ ان کا وزن عرو

بِأَنَّ كَلَامِي لَا يُقَاسُ بِغَيْرِهِ

عاجز ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

وَلَيْسَ بِهَا شَيْءٌ مِّنَ النَّصْحِ وَالْهُدَى وَلَا حِكْمٌ يَسْمُو بِهَا الْمُتَدَبِّرُ

۲۵۷..... اور اس کے سوا بھی نہ ان اشعار میں کوئی نصیحت ہے اور نہ کوئی ہدایت کی بات ہے اور نہ

ایسی سودمند باتیں ہیں جن پر کوئی سمجھدار ناز کرے۔

كَمَا هُوَ دَابُّ الْأَنْبِيَاءِ وَكُتُبِهِمْ تُبَيِّنُ أَحْكَامَ الْهُدَى وَتُبَصِّرُ

۲۵۸..... جس طرح نبیوں کا طریقہ اور ان کی کتابوں کا طرز ہے کہ وہ ہدایت کی باتیں بتلاتے ہیں اور اس کا راستہ دکھاتے ہیں۔

بَلَى إِنَّهَا مَحْشُوءَةٌ بِمَفَاحِرِهِ وَسَبُّ الْبَرِيِّ وَاللَّعْنُ فِيهَا مُكْرَرٌ

۲۵۹..... ہاں مرزا قادیانی کے اشعار میں دو باتیں ضرور ہیں ایک اپنی بڑائی اور تعلیٰ دوسری اوروں پر لعن طعن اور گالیاں۔

وَيَا لَيْتَهُ جَاءَ الْفَصَاحَةُ عِنْدَمَا أَتَى يَدْعَى الْإِعْجَازَ فِيمَا يُحَرِّرُ

۲۶۰..... اور کاش مرزا قادیانی اپنے تمام نظم و نثر میں جن میں وہ اعجاز کا دعویٰ کرتا ہے فصاحت کے پاس بھی پھٹکتا اور اعجاز تو مشکل ہے۔

وَيَا لَيْتَ شِعْرِي لَوْ خَلَّتْ عَنْ مَعَائِبٍ تَمْجُحُ لَدَى الْأَسْمَاعِ بَلْ وَتُنَكَّرُ

۲۶۱..... کاش مرزا قادیانی کا کلام ان عیوب سے پاک ہوتا جن سے سمع خراشی نہ ہوتی۔ بلکہ وہ

تو مکروہ ہے۔

مَعَائِبُ شَتَّى لَيْسَ يُمَكِّنُ جَمْعُهَا وَإِحْصَاؤُهَا فِي النَّظْمِ قَدْ يَتَعَذَّرُ

۲۶۲..... مرزا قادیانی کے کلام میں صرفی، نحوی، عروضی وغیرہ مختلف قسم کی اتنی غلطیاں ہیں کہ ان

سب کی فہرست بھی دشوار ہے۔

وَلَكِنْ سَابُدِي بَعْضَهَا مُتَأَسِّفًا وَإِنْ كُنْتُ عَنْ إِحْصَائِهَا الْيَوْمَ أَعْدِرُ

۲۶۳..... لیکن میں نمونہ کے طور پر ان میں سے بعض عیوب کو افسوس کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں۔ اگرچہ تمام کے لکھنے سے میں معذور ہوں۔

وَأَمَّا الَّذِي قَدْ قَالَهُ فِي جَوَابِ مَنْ أَبَى شِعْرَهُ فِي اللَّفْظِ وَالْوَزْنِ يُنْكِرُ

۲۶۴..... اور قادیانی نے جو رشید رضا ایڈیٹر المنار کے اس اعتراض کے جواب میں کہ یہ اشعار معجز نہیں کیونکہ نہ ان کا وزن ہی درست اور نہ لفظ۔

بِأَنَّ كَلَامِي لَا يُقَاسُ بِغَيْرِهِ مِنَ الشَّعْرِ إِذْ شِعْرِي أَجَلُّ وَأَكْبَرُ

۲۶۵ کہا تھا کہ میرے اشعار کا دوسرے اشعار سے مقابلہ درست نہیں۔ کیونکہ میرے اشعار نہایت ہی اعلیٰ اور ارفع ہیں۔

فَشَعَرِي كَمَا الْقُرْآنُ لَيْسَ بِإِلَازِمٍ تُطَابِقُهُ بِالنَّحْوِ حَتَّىٰ أُعَيَّرَ

۲۶۶ اور قرآن کی طرح میرے اشعار کے لئے ضروری نہیں کہ وہ قواعد نحوی کے پابند ہوں تاکہ اس کی مخالفت سے مجھے الزام دیا جائے۔

وَقَدْ جَاءَ فِي الْقُرْآنِ أَيْضًا مُخَالَفُ الْقَوَاعِدِ أَلْفَاظُ فَلَمْ لَا يُعَيَّرَ

۲۶۷ کیونکہ قرآن میں بھی نحوی قواعد کے خلاف عبارت ہے۔ پھر وہاں کیوں نہیں اعتراض کیا جاتا۔

فَهَذَا جَوَابٌ لَا يُسَوِّغُ اسْتِمَاعَهُ وَمَا هُوَ إِلَّا بَاطِلٌ وَمُزَوَّرٌ

۲۶۸ میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا یہ جواب ایسا لچر اور پوچ ہے کہ علماء اس پر کان بھی نہیں دھرتے۔

فَمَا مُرْسَلٌ إِلَّا أَتَىٰ بِلِسَانٍ مَنْ أَتَاهُمْ كَمَا عَنْهُ الْكِتَابُ يُخَبَّرُ

۲۶۹ کیونکہ جو کوئی نبی کسی قوم میں بھیجا گیا ہے وہ اسی کی زبان میں خدا کی وحی لایا ہے۔ چنانچہ خود قرآن بھی اس پر شاہد ہے۔

وَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيهِمْ بِلِسَانِهِمْ فَكَيْفَ لَهُ إِلَّا نَذَارٌ فِيمَا يُذَكَّرُ

۲۷۰ اور اگر وہ اپنے قوم کے زبان میں وحی نہ لائے گا تو کیونکر وعظ و نصیحت میں ان کو ڈرائے گا۔

وَكَيْفَ تَحَدَّى الْأَنْبِيَاءَ بِكُتُبِهِمْ لَدَىٰ قَوْمِهِمْ مَا دَامَ فِيهَا التَّعَدُّ

۲۷۱ اور انبیاء اپنی قوم کے سامنے اپنی کتابوں کو کیونکر معجزہ قرار دے سکتے ہیں۔ جب کہ وہ ان کی زبان ہی میں نہ ہو۔

وَكَيْفَ اعْتَرَفَ الْمُنْكَرِينَ بِأَنَّهُ بَلِيغٌ إِذَا لَمْ يُدْرِكُوهُ وَيَنْظُرُوا

۲۷۲ اور قوم اس کتاب کی بلاغت اور اعجاز کا کس طرح اقرار کرتی۔ خصوصاً منکر لوگ تاوقتیکہ وہ اس کو سمجھیں نہیں۔

وَلَوْ لَمْ يَكُنْ أَمْرُ الْبَلَاغَةِ رَاجِعًا إِلَى الْعَرَبِ الْعَرَبَاءِ فِيمَا يُحَرَّرُ

۲۷۳ اور کلام عرب کی بلاغت کے جانچنے کا منصب اگر عرب العربا سے مخصوص نہ ہوتا۔

لَأَصْبَحَ كُلُّ يَدَّعِي فِي كَلَامِهِ الْبَلَاغَةَ وَالْإِعْجَازَ فِينَا وَيَفْخَرُ

۲۷۴ تو اس وقت ہر ایک عربی لکھنے والا اپنے کلام کے اعجاز اور بلاغت کا مدعی بن بیٹھتا اور اس پر فخر کرتا۔

وَلَكِنْ هَذَا الْبَاطِلُ فَجَوَابُهُ كَذَلِكَ فَانْظُرْ أَيُّهَا الْمُتَدَبِّرُ

۲۷۵..... لیکن یہ تو صحیح نہیں تو اسی طرح قادیانی کا یہ جواب بھی لغو اور بیہودہ سمجھو۔

وَمَنْ ظَنَّ فِي الْقُرْآنِ جَهْلًا بِأَنَّهُ يُخَالِفُ كُتُبَ النَّحْوِ فَهُوَ غَمِيدٌ

۲۷۶..... اور جو اپنی جہالت سے یہ سمجھتا ہے کہ قرآن میں بھی عبارت قواعد نحو کے خلاف ہے

وہ

بیہودہ ہے۔

فَإِنَّ كَلَامَ اللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ يُنَزَّهُ عَمَّا قَالَهُ الْمُتَهَوِّرُ

۲۷۷..... اور یہ اس لئے کہ قرآن پاک ان عیوب اور نقصانات سے پاک ہے جن کو اس نے

پاک نے کہا ہے۔

وَمَنْ شَكَّ إِعْرَابَ الْقُرْآنِ يَرُدُّهُ كَذَا كُتُبِ التَّفْسِيرِ وَالْحَقُّ يَظْهَرُ

۲۷۸..... اور جس کو میری اس بات میں شک ہو وہ ان کتابوں کو دیکھے جن میں قرآن کا اعراب

لکھا گیا ہے اور تفسیروں کو بھی تو اس کا یہ شک زائل ہو جائے گا۔

إِلَى هُنَا قَدْ تَمَّ مَا رُمْتُ نَظْمَهُ عَلَى رَدِّ دَعْوَاهُ وَقَدْ جَاءَ يَبْهَرُ

۲۷۹..... اب میرا وہ مضمون تمام ہو گیا جس کے نظم کا میں نے قصد کیا تھا۔ یعنی قادیانی کے

دعوے کا بطلان۔

وَلَكِنَّهُ مُذْ جَاءَ نَا بِقَصِيدَةٍ يُمَارِي بِهَا كُلَّ الْأَنَامِ وَيَسْخَرُ

۲۸۰..... لیکن قادیانی جو اپنے اس قصیدہ کو پیش کر کے اتراتا ہے اور تمام لوگوں سے مقابلہ کر کے کہتا ہے۔

يَقُولُ كَلَامِي لَا يُمَارِيهِ شَاعِرٌ وَإِنْ كَانَ مِمَّنْ فِي الْبَلَاغَةِ يَمْهَرُ

۲۸۱..... کہ میرے اس کلام کا کوئی بلیغ خواہ وہ اعلیٰ پایہ کا ہو مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی اس کے مثل

کوئی نہیں لا سکتا۔

تَأَمَّلْتُ هَاتِيكَ الْقَوَافِي وَلَفْظَهَا وَمَا قَدْ حَوَتْهَا مِنْ مَّعَانٍ تُحَرَّرُ

۲۸۲..... تو میں نے قادیانی کے اس قصیدہ میں ہر طرح سے غور کیا اور اس کے قافیوں اور الفاظ اور معانی پر نظر ڈالی۔

فَلَمْ أَلَفْ فِيهَا مَا بِهِ تَسْبِقُ السَّوَى سِوَى السَّبِّ وَالشَّتْمِ الَّذِي لَيْسَ يُحْصَرُ

۲۸۳..... میں نے تو کوئی بات اس میں ایسی نہیں پائی جس کی وجہ سے وہ سب پر فائق ہو۔ بجز بے انتہاء گالی گلوچ کے البتہ اس میں ضرور فائق ہے۔

وَلَفْظِ التَّعْلَى وَالتَّكْبِيرِ وَالْبَدَىٰ أَتَا حَ لِثَبَاتِ الْكِذَابِ بِمُزَوَّرِ

۲۸۴..... اور اپنی بڑائی اور تکبر کے الفاظ اور وہ باتیں جو اپنے جھوٹ کے رواج دینے کے لئے

گڑھی ہیں۔ اس میں بھی مرزا قادیانی کا قصیدہ فائق ہے۔

رَكَائَةُ الْفَاطِ وَلَحْنُ مُلِمٍّ وَكَسْرُ وَزَانٍ كُلُّ ذَاكَ مُكَرَّرٌ

۲۸۵..... اور اس قصیدہ میں لفظوں کی خرابی اور اعراب کی غلطی اور اشعار بے وزن بہت ہیں۔

وَهْدَىٰ أُمُورٌ فِي الْحَقِيقَةِ إِنَّهَا لَا بَدْعُ شَيْءٍ فِي الْكَلَامِ يُحَرَّرُ

۲۸۶..... اور یہی باتیں اس کلام میں تعجب خیز ہیں۔ بیشک اس قصیدہ کے لکھنے میں مرزا

قادیانی کا

یہ نیا اعجاز ہے۔

فَدَعَا شِعْرِي لَا يُبَارَى لَعَلَّهُ أَرَادَ بِذَا الْمَعْنَى وَذَا لَيْسَ يُنْكَرُ

۲۸۷..... تو اب قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میرے اشعار بے مثل ہیں۔ اگر اس سے یہ غرض ہے کہ

عیوب میں بے مثل ہیں تو یہ صحیح ہے۔ اس سے انکار نہیں۔

وَمِنْ أَجْلِ ذَا وَالْيَتَةُ بِقَصِيدَةٍ حَوَتْ مِنْ شَنِيعِ اللَّفْظِ مَا لَيْسَ يُذْكَرُ

۲۸۸..... اور اس لئے میں اس کے مقابلہ میں ایسا قصیدہ ترکی بہ ترکی پیش کرتا ہوں جس میں

بہت سے الفاظ شنیعہ ایسے ہیں جو مہذب بلغاء استعمال نہیں کرتے۔

وَأَفْجَمُهُ مَا عِنْدَهُ مِنْ جَوَابِهِ وَأُسْكِتُ خَرَسًا لَّمَّا هُوَ يُهْرَعُ

۲۸۹..... اور میں مرزا قادیانی کو ایسا خاموش کروں گا جس کا جواب اس کے پاس نہیں اور جیسا

وہ

شیر کی طرح غراتا تھا میں گونگے شیطان کی طرح اسے ساکت کروں گا۔

وَهَا أَنَا آتِيهِ فِي مَبَارَاةٍ شِعْرِهِ وَأَزْدَعُهُ عَمَّا بِهِ جَاءَ يَهْدِرُ

۲۹۰..... اب میں اس کے مقابلہ میں اشعار لکھتا ہوں اور اس کی بیہودہ گوئی سے اسے روکتا ہوں۔

يُعَارِضُ شِعْرِي كُلَّ بَيْتٍ بِشِعْرِهِ بِأَبْدَعِ أُسْلُوبٍ كَمَا سَوْفَ يَظْهَرُ

۲۹۱..... میرا شعر اس کے ہر ایک شعر کا مقابلہ کرے گا۔ ایسے انوکھے انداز سے جسے تو دیکھے گا۔

وَقَدْ زَادَ بِالتَّعْرِِيضِ حُسْنًا كَمَا تَرَى وَهَا هُوَ هَذَا قَدْ أَتَاكَ يُسَطِّرُ

۲۹۲..... بلکہ میرے اشعار میں چونکہ تعریض ہے۔ اس لئے حسن و خوبی میں مرزا قادیانی کے

قصیدہ سے بڑھ گیا ہے۔ میرا وہ قصیدہ یہ ہے۔

بَدْءُ الْقَصِيدَةِ

أَلَا فِي سَبِيلِ الْغَيِّ مَا أَنْتَ مُظْهِرُ ضَلَالٍ وَجَهْلٍ وَافْتِرَاءٍ مُّعْبَرُ

۲۹۳..... سن تو ، جو کچھ تو اپنے گمراہی کے راہ میں کہہ رہا ہے وہ تیری جہالت اور افتراء ہے جو تجھے

ہلاک کر دے گا۔

تُحَاوِلُ دَرَكَ الْمَجْدِ زُورًا وَتَبْتَغِي رُقِيًّا بِتَضْلِيلِ الْأَنَامِ وَتَفْخَرُ

۲۹۴..... کیا تو فریب سے بزرگی کے اعلیٰ زینہ پر چڑھنا چاہتا ہے اور تمام لوگوں کو گمراہ کر کے اس پر فخر کرتا ہے۔

وَتَزْعُمُ أَنَّ الْفَضْلَ فِيكَ مُقَرَّرُهُ وَمَا أَنْتَ إِلَّا لِلْجَهَالَةِ مَظْهَرُ

۲۹۵..... کیا تجھے یہ خیال ہے کہ تو صاحب فضل و کمال ہے۔ حالانکہ تجھ میں جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

أَرَاكَ اتَّبَعْتَ النَّفْسَ فِيمَا ادَّعَيْتَهُ وَمَا النَّفْسُ إِلَّا بِالْفَوَاحِشِ تَأْمُرُ

۲۹۶..... میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے ان دعاوی میں اپنے نفس کا پیرو ہے۔ حالانکہ انسان کا نفس تو

برائی ہی کا حکم کرتا ہے۔

وَأَمَّاكَ إِبْلِيسُ اللَّعِينُ فَلَمْ تَزَلْ تُتَابِعُهُ فِي كُلِّ مَا هُوَ يَأْمُرُ

۲۹۷..... اور ابلیس لعین تیرا پیشوا ہے جس کی پیروی تو ہمیشہ ان باتوں میں کرتا رہتا ہے جس کا وہ

حکم کرتا ہے۔

إِلَى أَنْ غَدَوْتَ الْيَوْمَ تُدْعَى خَلِيفَةً لِإِبْلِيسَ حَقًّا فِي الَّذِي مِنْكَ يَصْدُرُ

۲۹۸..... اس لئے اب تو اس کا مستحق ہے کہ ابلیس کا صحیح خلیفہ اور جانشین کہلایا جائے ان

امور

میں جو تو کر رہا ہے۔

وَنَارَعْتَ عِيسَى فِي النُّبُوَّةِ قَائِلًا بَأَنِّي مَثِيلٌ لِلْمَسِيحِ مُصَوِّرُ

۲۹۹..... اور نبوت میں تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہمسری کی۔ کیونکہ تو اپنے کو

مسیح

علیہ السلام کا مثیل کہتا ہے۔

وَجِئْتَ بِآيَاتِ الضَّلَالِ مُبْرِهِنًا لِدَعْوَةِ زُورٍ عَنْ ضَلَالِكَ تُخْبِرُ

۳۰۰..... اور تو نے اپنے اس جھوٹے دعوے کی تائید میں جس سے تیری گمراہی ظاہر ہے جھوٹے

نشان لایا۔

فَيَا مُدَّعِيِ الْإِعْجَازِ وَالْعَجْزُ شَأْنُهُ لَقَدْ جِئْتَ أَمْرًا دَرَكُهُ مُتَعَذِّرُ

۳۰۱..... او اعجاز کے عاجز مدعی تو نے ایسے امر کا دعویٰ کیا ہے جس کا ملنا دشوار ہے۔

أَتَعْرِفُ مَا الْإِعْجَازُ أَمْ تَدَّعِي الْهَوَى أَمْ الْجَهْلُ بِالْإِعْجَازِ مِنْكَ تُعْبِرُ

۳۰۲..... تجھے معلوم بھی ہے کہ اعجاز کیا شے ہے یا محض اپنی نفسانی خواہشوں کا مدعی ہے یا اپنے

جہل مرکب کا نام اعجاز رکھ چھوڑا ہے۔

وَهَلْ نَاطِمُ الْأَشْعَارِ يَسْمُو بِنَظْمِهِ وَيُنَمَى لَهُ الْإِعْجَازُ فِيمَا يُحَرَّرُ

۳۰۳..... کیا شاعر اپنی شاعری سے بلند مرتبہ ہو سکتا ہے اور کیا شعر گوئی کی وجہ سے وہ اعجاز کا مستحق ہے۔

وَلَوْ ذَاكَ فِي النَّظْمِ الْبَلِيغِ الَّذِي بِهِ تُبَارَى أَيْيَاتُ الْمَعَانِي وَتُنَحَرُ

۳۰۴..... اور کاش یہ دعویٰ اعجاز ایسے نظم بلیغ میں تو ہوتا جن میں مضامین عالیہ کی بندش ہوتی۔

عَلَا أَنْ مَا أَبْدَيْتَهُ مِنْ قَصِيدَةٍ فَلَيْسَ لَهَا حَظٌّ لَدَى الْفَنِّ يُذَكَّرُ

۳۰۵..... اور تو نے جو قصیدہ پیش کیا ہے..... وہ تو اہل فن کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

وَقَدْ جَاءَ فِي الْقُرْآنِ (مَا يَنْبَغِي لَهُ) وَإِنْ هُوَ إِلَّا الذِّكْرُ وَالشُّعْرُ مُنْكَرٌ

۳۰۶..... اور بے شک قرآن میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان سے بعید ہے کہ آپ شعر

فرمائیں اور قرآن تو محض نصیحت ہے اور شعر قبیح۔

وَشِعْرُكَ أَرْدَى الشُّعْرِ مَعْنًى وَلَفْظُهُ يُحَاكِي مَعَانِيهِ كَمَا سَوْفَ يَظْهَرُ

۳۰۷..... اور تیرے اشعار تو معنی اور لفظ کے اعتبار سے تمام شعروں سے ردی ہیں۔ اگرچہ چل کر

اس کی ردائت خود ظاہر ہو جائے گی۔

وَلَمَّا أَكُنْ أَدْرِىْ أَدْعَوِىْ نُبُوَّةٍ تَقَوَّلَتْهَا زُورًا فَجِئْتُ تُنْصَرُّ

۳۰۸..... اور اب تک مجھے معلوم نہیں کیا تو نے نبوت کا دعویٰ اپنی طرف سے اس لئے گڑھا کہ لوگوں کو نصرانی بنائے۔

أَمْ الْخَاسِرُ الْمَلْعُونُ أَغْوَاكَ تَدْعِىْ رَبُّوِيَّةٌ تُرْدِىْ بِهَا وَتُدَمِّرُ

۳۰۹..... یا خانہ خراب شیطان ملعون نے تجھے اس پر آمادہ کیا ہے کہ تو خدائی کا دعویٰ کر کے ہلاک ہو جائے۔

فَإِنْ كَانَتْ الْأُولَى فَمَنْ رَبُّكَ الَّذِى بُعِثَ لَنَا بِالنَّظْمِ مِنْهُ تُخْبِرُ

۳۱۰..... پہلی صورت اگر ہے تو بتلا کہ وہ تیرا رب کون ہے کہ جس نے تجھے نظم اور اشعار دے کر بھیجا ہے۔

وَحَاشَا إِلَهَ الْعَرْشِ يَبْعَثُ شَاعِرًا إِلَيْنَا بِنَظْمِ الشُّعْرِ فِي النَّاسِ يَفْخَرُ

۳۱۱..... اور خدا کی شان تو اس سے بڑی ہے کہ کسی شاعر کو نظم دے کر ہماری طرف بھیجے جو اپنے نظم پر لوگوں میں اتراتا پھرے۔

وَإِنْ كُنْتَ رَبًّا فَأَتِ بِالْقُدْرَةِ الَّتِي

۳۱۲..... دوسرے صورت یہ ہے کہ اگر تو

مخلوقات کے سوا دوسری خلق کو

عَلَى كُلِّ حَالٍ لَسْتَ تُتْرَكُ فِي الْوَرَى

۳۱۳..... بہر حال تو دنیا میں خدا کے عذاب

فَإِنْ كُنْتَ فِرْعَوْنًا فَمُوسَى بِعِزِّهِ

۳۱۴..... اور اگر تو فرعون بن بیٹھا ہے تو

اقسام کا مزہ چکھا کر ہلاک کر

وَإِنْ كُنْتَ مِثْلًا لِلْمَسِيحِ فَلَا أَرَى

۳۱۵..... اور اگر تو مثل مسیح ہے تو میں تے

وَعِيسَى نَبِيُّ اللَّهِ بَعْدُ نُزُولِهِ

۳۱۶..... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حاصل کریں گے ۔

فَيَا مُدَّعِيِ الْإِعْجَازِ مَاذَا تَرُومُ

۳۱۷..... اے اپنے دعوے سے جاہل

وَهَلْ أَنْتَ مُنْشِي الشَّعْرِ هَذَا أَمْ الَّذِي

۳۱۸..... اور بتلا تو سہی کہ ان اشعار کا

در حقیقت وہی تیرے کام کا

أَجْبِنِي سَرِيْعًا إِنْ تَكُنْ عَالِمًا

۳۱۹..... تو مجھے جلد بتلا اگر تجھے معلوم

وَإِنْ ضِيقَتْ ذَرْعًا فِي طَلَابِ حَقِّي

۳۲۰..... اور اگر تو اصل جواب سے ع

وَلَا شَكَّ عِنْدِي أَنَّكَ الْيَوْمَ مُرٌّ

۳۲۱..... اور مجھے تو اس میں کچھ شک

کرتا ہے۔

تُضِلُّ عِبَادَ اللَّهِ بَغْيًا وَتَبْتَغِ

وَإِنْ كُنْتَ رَبًّا فَاتٍ بِالْقُدْرَةِ الَّتِي تُرِينَا عَيَانًا غَيْرَ مَا نَحْنُ نَنْظُرُ

۳۱۲..... دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تو خدا ہے تو اپنی ایسی قدرت ہمیں دکھا جس سے ہم ان مخلوقات کے سوا دوسری خلق کو دیکھیں۔

عَلَى كُلِّ حَالٍ لَسْتَ تُتْرَكُ فِي الْوَرَى سُدَى بَلْ قَرِيبًا بِالْبَلَاءِ تُتَبَّرُ

۳۱۳..... بہر حال تو دنیا میں خدا کے عذاب سے نہ بچے گا۔ بلکہ عنقریب بلا سے ہلاک ہوگا۔

فَإِنْ كُنْتَ فِرْعَوْنًا فَمُوسَى بِعَزْمِهِ يُذِيقُكَ أَنْوَاعَ الرَّدَى وَيُدَبِّرُ

۳۱۴..... اور اگر تو فرعون بن بیٹھا ہے تو تیرے لئے کوئی موسیٰ ہوگا جو اپنی ہمت سے تجھے انواع و اقسام کا مزہ چکھا کر ہلاک کرے گا۔

وَإِنْ كُنْتَ مِثْلًا لِلْمَسِيحِ فَلَا أَرَى مَسِيحًا سِوَى الدَّجَالِ بِاللَّهِ يَكْفُرُ

۳۱۵..... اور اگر تو مثل مسیح ہے تو میں تجھے مسیح دجال کے سوا کچھ نہیں پاتا جو خدا کا منکر ہے۔

وَعِيسَى نَبِيُّ اللَّهِ بَعْدَ نُزُولِهِ عَلَى فِتْنَةِ الدَّجَالِ قَطْعًا يُظَفَّرُ

۳۱۶..... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے بعد ضرور دجال کے گروہ پر فتح حاصل کریں گے۔

فَيَا مُدَّعِي الْأَعْجَازِ مَاذَا تَرُومُهُ تَفَكَّرْ بِمَاذَا تَدَّعَى حِينَ تَذْكُرُ

۳۱۷..... اے اپنے دعوے سے جاہل..... سوچ تو سہی کہ تو نے کس امر کا دعویٰ کیا ہے۔

وَهَلْ أَنْتَ مُنْشِئُ الشَّعْرِ هَذَا أَمْ الَّذِي اقْتَدَيْتَ بِهِ أَنْشَاهُ وَهُوَ الْمُدَبِّرُ

۳۱۸..... اور بتلا تو سہی کہ ان اشعار کا ناظم تو ہے یا وہ جس کی تو نے پیروی کی ہے یعنی شیطان اور در حقیقت وہی تیرے کام کا ماہر ہے۔

أَجِبْنِي سَرِيعًا إِنْ تَكُنْ عَالِمًا بِمَا تَقُولُ وَإِلَّا فَارْتَدِّعْ يَا مُزَوَّرُ

۳۱۹..... تو مجھے جلد بتلا اگر تجھے معلوم ہے ورنہ اے دروغگو اس سے باز آ۔

وَأِنْ ضَبَقْتَ ذَرْعًا فِي طَلَابِ حَقِيقَةٍ الْجَوَابِ فَسَلْ إِبْلِيسَ فَهُوَ يُدَبِّرُ

۳۲۰..... اور اگر تو اصل جواب سے عاجز ہو تو پھر ابلیس لعین سے دریافت کر، وہ سوچے گا۔

وَلَا شَكَّ عِنْدِي أَنَّكَ الْيَوْمَ مُرْسَلٌ مِنَ الْمَارِدِ الْمَلْعُونِ إِبْلِيسَ تَمْكُرُ

۳۲۱..... اور مجھے تو اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تو اس زمانہ میں ابلیس لعین کا نامہ بر ہے جو مکر کرتا ہے۔

تُضِلُّ عِبَادَ اللَّهِ بَغْيًا وَتَبْتَغِي بِذَاكَ رِضَىٰ إِبْلِيسَ فِيمَا تُزَوِّرُ

۳۲۲..... تو خدا کے بندوں کو گمراہ کرتا ہے اور اپنے اس فریب سے ابلیس کی رضامندی چاہتا ہے۔

وَلَكِنِّي أَرْضِي إِلَهِي وَأُغْضِبُ اللَّعِينَ الَّذِي أَغْوَاكَ فِيمَا أُحَرِّرُ

۳۲۳..... اور میں اپنی اس تحریر سے اپنے خدا کو راضی کرتا ہوں اور ابلیس کو ناراض اور غضبناک

وَأَرْجُو مِنَ اللَّهِ الْكَرِيمِ إِغَاثَةً لِإِقْدَادِ نَارٍ فِي حَشَاكَ أُسْعِرُ

۳۲۴..... اور اللہ کریم سے اس میں مدد کا امیدوار ہوں کہ تیرے سینہ میں آگ بھڑکاؤں۔

فَدُونُكَ مِنِّي يَا أَخَا الْجَهْلِ رَفَمًا فَرِينَا بِهِ الْإِعْجَازَ وَالْعَجْزَ أَظْهَرُ

۳۲۵..... پس او جاہل! مجھ سے ان اشعار کا جواب لے جن میں تو نے ہمیں اعجاز دکھایا ہے۔

حالانکہ اس سے تیرا عجز ظاہر ہے۔

وَلَسْتُ أَبَارِيهَا بِشِعْرِي وَإِنَّمَا أُبَيِّنُ مَا فِيهَا مِنَ اللَّغْوِ يُنْظَرُ

۳۲۶..... اور میں اپنے اشعار سے اس کے قصیدہ کا مقابلہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ اس قابل نہیں

بلکہ میں ان کے لغویات کو بیان کرتا ہوں تاکہ کھل جائیں۔

فَجَهْلُكَ مِنْ صَدْرِ الْقَصِيدَةِ بَيْنَ يُلُوحٍ لِمَنْ فِي لَفْظِهِ يَتَفَكَّرُ

۳۲۷..... پس تیرا جہل تو قصیدہ کے ابتدا ہی سے ظاہر ہوتا۔ جیسا کہ اس کے دیکھنے سے معلوم

ہوتا ہے۔

وَتَأْمِنُ يَتِّ فِي الْقَصِيدَةِ دُلْنِي عَلَى وَزْنِهِ مِنْ أَيِّ بَحْرِ يُحَرَّرُ

۳۲۸..... اور اپنے قصیدہ کے آٹھویں شعر کو مجھے بتلا کہ کس وزن پر کس بحر میں لکھا گیا ہے۔

وَرَابِعُ يَتِّ بَعْدَهُ جَاءَ فَاسِدًا لِيُوزَنَ وَفِيهِ خُبْتُ قَوْمٌ تَمَرُّوا

۳۲۹..... اور اس کے بعد چوتھا شعر جس میں خُبْتُ قَوْمٍ تَنَمَّرُوا ہے بالکل بے وزن ہے۔

وَعُدَّ أَرْبَعًا مِنْ بَعْدِ عِشْرِينَ بَعْدَهُ هُنَاكَ تَرَى بَيْتًا بِجَهْلِكَ يُخْبِرُ

۳۳۰..... اور بعد اس کے چوبیسواں شعر تو ایسا ہے جو تیری جہالت کو بتلا رہا ہے۔

وَذَالِكَ فِي لَمَّا اعْتَدَى الْأَمْرُ فَاسِدٌ لِذِي الْوَزْنِ وَالْمَعْنَى إِذَا كُنْتَ تُبْصِرُ

۳۳۱..... اور یہ شعروہ ہے جس میں لَمَّا اعْتَدَى الْأَمْرُ مری ہے۔ جس کے معنی اور وزن کا فساد دیکھنے والوں پر ظاہر ہے۔

وَسَادِسُ بَيْتٍ جَاءَ فِي اللَّفْظِ عَارِيًّا عَنِ الْوَزْنِ يُرَوِّى الْجَهْلَ عَنْكَ وَيَنْشُرُ

۳۳۲..... اور اس کے بعد کا چھٹا شعر بالکل بے وزن ہے۔ جو تیرے جہل کو آشکار اور شائع کر رہا ہے۔

وَقَافِيَةُ الْبَيْتِ الَّذِي جَاءَ بَعْدَهُ بِأَرْبَعَةٍ لِلْوَزْنِ ظَلَّتْ تُغَيِّرُ

۶۶

۳۳۳..... پھر اس کے چار شعر کے بعد جو ہو جاتا ہے۔

وَمَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ فَضْلٍ كَمِثْلِ

۳۳۴..... پھر اس کے بعد ہی والا شعر ش سے رجوع کرے۔

وَقَافِيَةُ مِنْ غَيْرِ فَضْلٍ كَمِثْ

۳۳۵..... اور اس کے بعد کا شعر فاسد

كَذَلِكَ ثَانِي عَشَرَ يَتِ زَال

۳۳۶..... اسی طرح اس کے بعد بارہے وزن ہے۔

وَرَفَعَكَ فِعْلَ الْأَمْرِ لَحْنٌ وَذَاكَ

۳۳۷..... اور ایسا ہی فعل امر کو تیرا ر

وَمِنْ مِّثْلِ هَذَا اللَّحْنِ لَوْ رُمْتُ ع

۳۳۸..... اور اس سم کی غلطیاں اگر عاجز ہو جاؤں۔

تُحَاوِلُ إِدْرَاكَ الْبَلَاغَةِ جَا

۳۳۹..... اور اپنے آپ کو بلیغ سم بالکل جاہل ہے۔

لِسَانَكَ لَمْ تُذَرِكْهُ فَضْلًا عَنِ ا

۳۴۰..... تو تو اپنی زبان یعنی ار اندھی اونٹنی کی طرح ہا

تُفَسِّرُ بِالذَّارِ الْفِنَاءَ فَ

۳۴۱..... تو نے فنا کا ترجمہ گھر کی

وَقَوْلُكَ إِنَّ سَاءَ تَكَ أَمْرَ

۳۴۲..... اور تیرا قول ان ساء ت والے سے پوچھ کہ

۳۳۳..... پھر اس کے چار شعر کے بعد جو شعر ہے اس کا قافیہ ایسا قبیح ہے جس سے وزن بھی خراب ہو جاتا ہے۔

وَمَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ كَمِثْلِهِ تَدَبَّرَهُ كَيْ عَنْ بَاطِلِ الْقَوْلِ تَزْجُرُ

۳۳۴..... پھر اس کے بعد ہی والا شعر مثل سابق کے بے وزن ہے ذرا سوچ سمجھ کر اپنے قول باطل سے رجوع کرے۔

وَتَالِيهِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ كَمِثْلِهِ مُضِلُّ وَفِيهِ اللَّحْنُ لَا شَكَّ يُنْظَرُ

۳۳۵..... اور اس کے بعد کا شعر فاسد الوزن ہے۔ گمراہ کرنے والا اور اس کی غلطی قابل دید ہے۔

كَذَلِكَ ثَانِي عَشَرَ يَبْتَ رَأَيْتُهُ وَفِيهِ قَضَاءُ اللَّهِ لِلْوَزْنِ يَكْسِرُ

۳۳۶..... اسی طرح اس کے بعد بارہواں شعر جس میں لفظ قضاء اللہ ہے (اس کا دوسرا مصرعہ) بے وزن ہے۔

وَرَفَعَكَ فِعْلَ الْأَمْرِ لَحْنٌ وَذَلِكَ فِي رُؤَيْدِكَ لَا تُبْطِلُ صَنِيعَكَ وَاحْذَرُ

۳۳۷..... اور ایسا ہی فعل امر کو تیرا رفع دینا اس مصرعہ (رویدک لا تبطل واحذر) میں غلط ہے۔

وَمِنْ مِثْلِ هَذَا اللَّحْنِ لَوْرُمْتُ جَمْعُهُ لَا عَجَزَنِي تَعْدَادُهُ الْمُتَكَثِّرُ

۳۳۸..... اور اس قسم کی غلطیاں اگر میں جمع کرنا چاہوں تو وہ اس قدر ہیں کہ میں اس کے شمار سے عاجز ہو جاؤں۔

تُحَاوِلُ إِدْرَاكَ الْبَلَاغَةِ جَاهِلًا عَنِ الْوَضْعِ وَالتَّرْكِيْبِ يَا مُتَهَوِّرُ

۳۳۹..... اور اپنے آپ کو بلیغ سمجھا ہے۔ حالانکہ تو او برے باک! وضع الفاظ اور ترکیب کلام سے بالکل جاہل ہے۔

لِسَانَكَ لَمْ تُدْرِكْهُ فَضْلًا عَنِ السَّوَى فَتَخْبِطُ كَالْعَشْوَاءِ فِيمَا تُفَسِّرُ

۳۴۰..... تو تو اپنی زبان یعنی اردو ہی صحیح نہیں لکھ سکتا۔ چہ جائیکہ عربی چنانچہ ترجمہ کرنے میں تو اندھی اونٹنی کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔

تُفَسِّرُ بِالذَّارِ الْفَنَاءَ وَلَمْ يَقُلْ بِهِ أَحَدٌ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتَ تَعْمُرُ

۳۴۱..... تو نے فنا کا ترجمہ گھر کیا ہے۔ حالانکہ ایسا کسی نے تیرے سے پہلے نہیں کہا۔ اگر کہا ہو تو بتا۔

وَقَوْلُكَ إِنْ سَاءَتْكَ أَمْرٌ خِلَافَتِي فَسَلْ مُرْسِلِي مَا سَاءَ قَلْبِكَ وَاحْضُرْ

۳۴۲..... اور تیرا قول ان ساء تک الخ یعنی اگر میری خلافت تجھے بری معلوم ہوئی تو میرے بھیجنے والے سے پوچھ کہ کیوں ایسا کیا۔

أَقُولُ مَعَآذَ اللَّهِ لَيْسَتْ تَسْوَنَا خِلَافَةً إِبْلِيسَ بِمِثْلِكَ أَجْدَرُ

۳۴۳..... میں کہتا ہوں کہ معاذ اللہ برا کیوں معلوم ہونے لگا۔ آپ جیسے شخص کے لئے تو خلافت ابلیس ہی نہایت مناسب ہے۔

نَعَمْ كَوْنُ بَعْضِ النَّاسِ ضَلُّوا بِبَعْضٍ مَا تَقُولُهُ لَا شَكَّ أَمْرٌ يُكَدِّرُ

۳۴۴..... ہاں! بعض لوگوں کا آپ کی من گھڑت باتوں سے گمراہ ہو جانا البتہ برا معلوم ہوا۔

وَمَعَ ذَاكَ يَوْمَ الدِّينِ كُلُّ مُصَدِّقٍ لِدَعْوَاكَ مَعَ إِبْلِيسَ فِي النَّارِ يُحْشَرُ

۳۴۵..... اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن تجھ پر ایمان لانے والے ابلیس لعین کے ساتھ دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔

وَلَكِنِّي لَمْ أَدْرِ أَنْتَ أَمَامَهُ فَتَسْبِقُهُ لِلنَّارِ أَمْ تَتَأَخَّرُ

۳۴۶..... مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ دوزخ میں تو ان سے پہلے سبقت کرے گا یا پیچھے جائے گا۔

لَقَدْ طُفْتُ فِي مَرَضَةِ إِبْلِيسَ هَائِمًا تُضِلُّ عِبَادَ اللَّهِ فِيمَا تُزَوِّرُ

۳۴۷..... البتہ تو ابلیس کی رضا مندی میں سرگرداں گھومتا رہا اور اپنے فریب سے خدا کے بندوں کو گمراہ کرتا رہا۔

وَفِي حُبِّهِ ذَابَتْ عِظَامُكَ كُلُّهَا وَهَبَّتْ عَلَيْكَ الرِّيحُ مِنْهُ تُكَسِّرُ

۳۴۸..... اور اسی ابلیس لعین کی محبت میں تیری تمام ہڈیاں پگھل گئیں اور اسی کی ہوا نے تجھے توڑ مروڑ دیا۔

وَحُبُّ الْفَتَى لِلشَّيْءِ يُعْمِي فُؤَادَهُ فَلَمْ يَدْرِ فِي مَنْطُوقِهِ مَا يُقَرَّرُ

۳۴۹..... اور کسی شے کی محبت آدمی کو اندھا کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اپنی باتوں کو نہیں سمجھتا کہ کیا بک رہا ہے۔

وَلَا سِيَّما مَنْ كَانَ إِبْلِيسُ حَبَّةً فَذَاكَ لَهُ شَانٌ عَنِ الْغَيْرِ يُكْبَرُ

۳۵۰..... خصوصاً وہ شخص جس کا محبوب ہی ابلیس لعین ہو تو اس کی خباثت کی تو سب سے نرالی شان ہوگی۔

فَيُوجِئُ إِلَيْهِ زُخْرَفَ الْقَوْلِ عِنْدَ مَا لَدَيْهِ لِإِقَاءِ مُنَاجَى وَيُحْضَرُ

۳۵۱..... پھر ایسے شخص کو تو ابلیس وہ وہ مزخرفات اس کی مناجات میں وحی اور القاء کرتا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔

فَيَأْمُرُ سَلَّ الْمَلْعُونِ إِبْلِيسَ دَاعِيًا إِلَى الْغَىِّ مَا أَمْرُ الْخِلَافَةِ مُنْكَرُ

۳۵۲..... او ابلیس ملعون کے فرستادہ! گمراہی پھیلانے میں تو واقعی ابلیس کا خلیفہ ہے۔

دُعَاكَ حُسَامٌ لَا يُؤَخِّرُ وَقْعُهُ وَلَكِنْ بِلَا حَوْلٍ يُقَلُّ وَيُفْتَرُّ

۳۵۳..... تیری دعا واقعی وہ تلوار ہے جس کا وار رکتا نہیں۔ مگر لاحول پڑھتے ہی کند اور بودی ہو جاتی ہے۔

وَلَا شَكَّ قَدْ بَلَّغْتَ كُلَّ ضَلَالَةٍ وَأَوْفَيْتَ إِذْ أَعْوَيْتَ مَنْ لَيْسَ يُبْصِرُ

۳۵۴..... اور بے شک دل کے اندھوں پر تو نے تمام گمراہی کی پوری تبلیغ کر دی۔

وَأَيَاتُكَ الْعُظْمَى الَّتِي جِئْتَ عَامِدًا بِهَا لِدِيَارِ الْمُسْلِمِينَ تُدَمِّرُ

۳۵۵..... اور بڑی بڑی نشانیاں تیری جن کو تو نے قصداً گڑھا ہے مسلمانوں کے لئے مہلک ہیں۔

فَإِنَّ ثَنَاءَ اللَّهِ فِيهَا لَفَاتِكُ لَيْتَ ضَيْغَمٌ يَوْمَ الْخِصَامِ وَأَغْبَرُ

۳۵۶..... اور بے شک مولوی ثناء اللہ مسلمانوں میں ایک دلیر شخص ہے۔ جو مناظرہ کے وقت مرزا کے لئے شیر اور بھیڑیا ہے۔

وَرَدَّ ثَنَاءَ اللَّهِ كُلَّ فَرِيَّةٍ تَقَوَّلْتَهَا زُورًا وَقَالَ سَتُخْسَرُ

۳۵۷..... اور مولوی ثناء اللہ نے تیری تمام من گھڑت جھوٹ کو رد کر دیا اور کہہ دیا کہ عنقریب تو تباہ ہوگا۔

وَكَمْ مَرَّةٍ قَدْ قَالَ إِنَّكَ كَاذِبٌ لَعِينُ فَهَلَّا رَدَّ ذَلِكَ سَرُورُ

۳۵۸..... اور بہت مرتبہ مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ نے تجھے جھوٹا ملعون ثابت کیا۔ اگر یہ سچ نہ تھا تو کیوں نہیں سرور شاہ نے اس کا رد کیا۔

عَلَيْكَ مِنَ الْجَبَّارِ مَا تَسْتَحِقُّهُ مِنَ اللَّعْنِ وَالْإِذْلَالِ حَتَّى تُدَمَّرَ

۳۵۹..... تیرے مرنے تک تجھ پر خدا کی ایسی لعنتیں اور ذلتیں ہوئیں جن کا تو مستحق تھا۔

تَقُولُ إِلَهِیَ أَنْتَ خُلْدِیْ وَجَنَّتِیْ كَفَرْتَ لَكَ الْوَيْلَاتُ مِنْهَا تُبَرُّ

۳۶۰..... تو کہتا ہے کہ اے میرے معبود تو میری خلد اور بہشت ہے۔ لیکن اس کہنے کا کیا نفع تو

نے کفرانِ نعمت کی ہے تجھ پر تو خدا کی ایسی مار پڑے جس سے تو تباہ ہو جائے۔

تَقُولُ إِلَهِیَ أَذْرِكِ الْعَبْدَ رَحْمَةً وَهَلْ رَحْمَةُ الْمَوْلَى لِمِثْلِكَ تُؤَثِّرُ

۳۶۱..... تو کہتا ہے کہ اے خدا! اپنے بندہ پر رحمت کر اور کیا خدا کی رحمت تجھ جیسے پر

بھی کہیں ہوتی ہے؟

تَقُولُ إِلَهِیَ أَىَّ بَابٍ تَرُدُّنِیْ إِلَیْهِ وَمَا بَابًا سِوَى النَّارِ تَعْبُرُ

۳۶۲..... کہتا ہے کہ الہی! مجھے کس دروازہ کی طرف واپس کرے گا۔ حالانکہ تیرے داخل ہونے

کو تو جہنم کے سوا کوئی دروازہ ہی نہیں۔

أَتُنْذِرُ بِالْإِضْلَالِ قَوْمًا هَدَاهُمْ إِلَهُهُمْ حَتَّى سَنَا الْحَقِّ أَبْصَرُوا

۳۶۳..... کیا تو گمراہی سے ان لوگوں کو ڈراتا ہے جن کو ان کے معبود نے ہدایت کی۔ یہاں تک

کہ انہوں نے حق کی روشنی دیکھ لی۔

بَلَاءٌ عَلَيْكَ الْيَوْمَ دَعْوَةُ بَاطِلٍ فَتُبْ وَانْتَبِهْ فَالْمَوْتُ آتٍ مُّقَدَّرٌ

۳۶۴..... اب ان کو باطل کی طرف بلانا ہی تیرے لئے آفت ہے۔ پس اس سے توبہ کر اور متنبہ ہو کیونکہ موت سر پر ہے۔

وَدَعْ حُبَّكَ لِلدُّنْيَا وَنَفْسَكَ فَاعْصِهَا فَشُرْبُكَ صَهْبَاءَ الضَّلَالِ مُدْمَرٌ

۳۶۵..... اور دنیا کی محبت چھوڑ اور اپنے نفس کو ہوئی و ہوس سے روک لے۔ کیونکہ گمراہی کی شراب کو پینا ہی تیرے لئے مہلک ہے۔

وَمَا رَأَيْتَ مِنْ هَمٍّ فَذَلِكَ هَيِّنٌ وَلَكِنَّ يَوْمَ الْحَشْرِ هَمُّكَ أَكْبَرُ

۳۶۶..... اور تو جو مصیبتیں دنیا میں جھیلیں یہ تو آسان ہیں۔ مگر قیامت کے دن کی تیری مصیبت تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

فَسَلِّ أَيُّهَا الْمَجْنُونُ شَيْخَكَ أَنَّهُ لِمَا خَدَعَ الْحَمَقَى فَبِالزُّورِ تُنْذِرُ

۳۶۷..... اور دیوانے! تو نے اپنے استاد ابلیس سے پوچھا کہ اس نے تجھ جیسے بیوقوفوں کو کیوں دھوکا دیا۔ پس تو فریب سے ڈراتا ہے۔

فَيَا مُدَّعِي مَعْنَى اللُّغَاتِ وَوَضَعِهَا تَرُومُ بِإِنْشَاءِ الْقَرِيضِ تُظْفَرُ

۳۶۸..... اور عربی الفاظ کے معنی سے جاہل! کیا تو چاہتا ہے کہ اشعار اپنی طرف سے گھڑ کر کامیاب ہو۔

تُفَسِّرُ مَعْنَى الْمُهْلِ بِالتَّرِكِ قَائِلًا أَمْكَفَرُ مَهْلًا كُلَّمَا كُنْتَ تَذْكُرُ

۳۶۹..... تو نے اپنے مصرعہ (امکفر مہلا) میں اپنی جہالت سے لفظ مہلا کا ترجمہ (چھوڑ دے) کر دیا ہے۔

رَضِينَا بِأَنْ نَخْتَارَ فِي الْمَقِ رُفْقَةً وَإِنَّا عَلَى إِمْلَائِكُمْ لَنُعَيِّرُ

۳۷۰..... ہم اس پر راضی ہیں کہ لکھنے میں اپنے رفیقوں سے مدد لیں۔ لیکن تمہارے جیسے اجماع سے ہمیں عار ہے۔ اس لئے کہ باوجود اس کے کہ اس قصیدہ میں تم نے اجماعی قوت سے کام لیا۔ پھر بھی کلام نہایت رکیک اور خراب رہا۔

فَلَا خَوْفَ فِي هَذَا الْخِصَامِ أَبَا الْوَلَا فَخُذْ مِنِّي الْأَشْعَارَ وَالْحَقُّ يَظْهَرُ

۳۷۱..... پس اے ابوالوفا! تو شاعری سے خوف نہ کر۔ بلکہ جس قدر اشعار چاہے مجھ سے لے اور حق ظاہر ہو کر رہے گا۔

فَأَفْجَعَهُمُ بِالنَّثْرِ وَالنَّظْمِ دَيْدَنِي وَإِنَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فِيهِ نُظَفَرُ

۳۷۲..... اے ابوالوفا! تو قادیانیوں کی نثر میں خبر لے اور میں اسے نظم میں سمجھوں گا اور ہم خدا کے حکم سے اس میں فتح یاب ہوں گے۔

وَمَنْ كَانَ فِيهِ مِنْهُمْ دُودٌ نِخْوَةٌ فَخَرَجَهُ قَسْرًا لِّعَمْرِي وَنَجَذِرُ

۳۷۳..... اور ان میں سے جس کسی کے دماغ میں نخوت کا کیڑا ہوگا۔ اپنی جان کی قسم ہم اس کو کاٹ کر زبردستی نکال دیں گے۔

فَيَا مُدَّعَى الْإِعْجَازِ أَيْنَ الَّذِي بِهِ أَتَيْتَ تُبَارِينَا الْقَوَافِي وَتَفْخَرُ

۳۷۴..... اور مدعی اعجاز تیرا وہ کلام کہاں ہے جس پر تو ہم سے مقابلہ چاہتا تھا اور اتراتا تھا۔

أَمَيْتُ بِقَبْرِ الْغَيِّ لَا يَنْبِرِي لَنَا أَمْ الْحَقُّ مُذْ وَافَاهُ أَبْعَدَ يَنْفِرُ

۳۷۵..... کیا ضلالت کے گڑھے میں مردہ پڑا ہے جو ہمارے سامنے نہیں آتا یا حق کے مقابلہ سے نفرت کرتا ہوا بھاگ گیا۔

فَهَا أَنَا قَدْ أَبْطَلْتُ آيَاتِ شِعْرِهِ بِأَحْسَنِ شِعْرِ جَاءَ كَالدُّرِّ يُنْثَرُ

۳۷۶..... سنو! میں نے اس کے اشعار کا جھوٹا معجزہ ایسے بہترین اشعار سے باطل کر دیا جو موتی کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔

وَشَيْخُكَ إِبْلِيسُ اللَّعِينُ وَجُنْدُهُ وَأَنْتَ بِمِزْمَارِ الضَّلَالَةِ فَازِمُرُوا

۳۷۷..... اور تیرا پیشوا ابلیس لعین اور اس کا گروہ اور تو سب کے سب مل کر گمراہی کی بانسری بجایا کرو۔

وَأَمَّا حُسَيْنٌ لَا مَحَالَةَ مُبْطِلٌ لِّمَا تَدَّعِيهِ بِالضَّلَالِ وَمُجْسِرٌ

۳۷۸..... لیکن مولوی محمد حسین تو ضرور تیرے اس دعوے کا ابطال کرتے رہیں گے۔ جس کا

گمراہی سے تو نے دعویٰ کیا ہے اور اس پر دلیری کرتا ہے۔

وَزَعْمُكَ إِيَّاهُ كَمَا الْحُوتِ كُلَّمَا أَتَى بَحْرَ شَعْرِ تَفْتَنِيهِ وَتَأْسِرُ

۳۷۹..... اور ان کے حق میں تیرا یہ گمان کہ وہ جب شعر کے کسی بحر میں داخل ہوں گے تو تو

ان کو

شکار کرے گا اور پکڑے گا۔

فَذَلِكَ زَعْمٌ فَاسِدٌ لِّسَنِ يَنْبَغِي لِيُغَيِّرَكَ بَلْ تَشْبِيهُهُ بِكَ أَجْدَرُ

۳۸۰..... تو یہ تیرا خیال خام ہے۔ سوا تیرے کسی شاعر نے ایسا بیہودہ کلمہ نہیں کہا بلکہ تیرے

لئے

یہ تشبیہ نہایت مناسب ہوئی۔ کیونکہ تیرے اشعار اکثر بے وزن ہیں۔ اس لئے اس بحر میں تو خود ہی

شکار ہو گیا۔

فَأَيْنَ التَّقَى وَالزُّهْدُ يَا مُدَّعِي التَّقَى وَقَلْبُكَ مِنْ رَجْسِ الْهَوَى لَيْسَ يَطْهَرُ

۳۸۱..... او تقویٰ کرے مدعی! تیرا زہد و تقویٰ کہاں ہے۔ حالانکہ تیرا دل تو خواہشات نفسانی کی نجاست سے بھی پاک نہ ہوا۔

تَقُولُ كَلَامِي صَادِقٌ قَوْلُ خَالِقِي وَمَنْ عَاشَ مِنْكُمْ بُرْهَةً سَوْفَ يَنْظُرُ

۳۸۲..... تو کہتا ہے کہ میرا کلام خدا کا کلام ہے اور جو شخص کچھ دنوں زندہ رہا تو وہ دیکھ لے گا۔

أَقُولُ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا ادَّعَيْتَهُ وَشَعْرُكَ هَذَا بَاطِلٌ وَمُزَوَّرٌ

۳۸۳..... میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے جھوٹے دعوے سے منزہ ہے اور یہ شعر تیرا باطل اور فریب ہے۔

وَلَوْ سَلَّمَ الْكَشْفُ الَّذِي تَدَّعَى بِهِ فَذَاكَ مِنَ الشَّيْطَانِ لَوْ كُنْتَ تُبْصِرُ

۳۸۴..... اور بالفرض تیرا دعویٰ کشف مان بھی لیا جائے تو یہ کشف شیطانی ہے۔ کاش تو سوچے۔

تَرَكْتُ سَبِيلَ الْحَقِّ وَالْخَوْفِ وَالْحَيَا وَجُزْتَ حُدُودَ الْعَدْلِ وَاللَّهُ يَنْظُرُ

۳۸۵..... تو نے خدا اور اس کا ڈر اور شرم و حیا کو خیر باد کہہ دیا اور عدل و انصاف کے حدود کو تجاوز کر

گیا۔ لیکن خدا تو دیکھتا ہے۔

سَيُصْلِيكَ يَوْمَ الدِّينِ نَارًا لَهِيئِهَا يُرِيكَ طَرِيقَ الْوَحْيِ مِمَّا سَتَنْظُرُ

۳۸۶..... عنقریب قیامت میں خدا تجھے ایسی آگ میں جھونکے گا کہ جن کی لپٹیں تجھے تیری

وحی

کا راستہ دکھا دیں گی۔

تَقُولُ ضِيَائِي يَبْلُغُ الْأَرْضَ كُلَّهَا أَقُولُ ظِلَامُ الْعَيِّ مَا لَيْسَ يُنْكِرُ

۳۸۷..... تو کہتا ہے کہ میری روشنی تمام زمین پر پھیل جائے گی مگر میں کہتا ہوں کہ یہ روشنی

نہیں

ہے۔ بلکہ گمراہی کی تاریکی ہے۔

تُفْضِلُ يَا مَلْعُونُ نَفْسَكَ عَامِدًا عَلَى الْحَسَنَيْنِ النَّيِّرَيْنِ وَتَفْخَرُ

۳۸۸..... او ملعون! تو قصداً آسمانِ ہدایت کے دو روشن ستارے حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ پر

اپنے خبیث نفس کو فضیلت دیتا ہے اور فخر کرتا ہے۔

أُولَئِكَ أَلِ الْمُصْطَفَى وَصَحَابُهُ وَبِالْجَنَّةِ الْفَرْدَوْسِ لَا شَكَّ بُشْرُوا

۳۸۹..... وہ تو آلِ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب ہیں اور بلا شک جنت الفردوس کی بشارت سے

مبشر ہیں۔

أُولَئِكَ رِضْوَانُ الْجَنَانِ يُخَصُّهُمْ عَلَيْهَا وَأَنْتَ النَّارُ فِيهَا تُسَعَّرُ

۳۹۰..... یہ وہ نفوس مقدسہ ہیں جن کو خادمِ جنتِ جنت میں لے جائے گا اور تو آگ میں جہنم کا

کندہ ہوگا۔

وَأَيُّ حَدِيثٍ جَاءَ يُخْبِرُ أَنَّ

۳۹۱..... اور کس حدیث میں آیا ہے کہ

وَأَمَّا نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى فَلَمْ يَمُتْ

۳۹۲..... لیکن حضرت عیسیٰ نبی اللہ علیہ الس

وَلَمْ يَكُ مِنْ أَعْلَى السَّمَاءِ نُزُولُ

۳۹۳..... اور ان کا آسمان سے تشریف

یاب ہوں۔

وَدَعَوَاكَ يَا كَذَّابُ إِنَّكَ مِثْلُ

۳۹۴..... اور جھوٹے تیرا یہ دعویٰ کہ تو

وارد ہے۔

عَلَى كُلِّ حَالٍ أَنْتَ فِيهَا لَمُفٍّ

۳۹۵..... بہر حال او ملعون، بے باک

وَلَوْ كُنْتَ مِنْ رَبِّ السَّمَاءِ مُؤَ

۳۹۶..... اور اگر تو خدا کی طرف سے

جرات کرتا۔

صَبَرْنَا عَلَىٰ دَعْوَاكَ زُورًا وَ

۳۹۷..... تیرے جھوٹے دعوے پر تو ہم

وَإِنَّكَ كَذَّابٌ وَلَسْتَ بِمُسْنٍ

۳۹۸..... بیشک تو جھوٹا ہے ہرگز سچا

وَلَا تَعْتَرِزْ أَنْ لَوْ كُذِّبَتْ لَحْ

۳۹۹..... اور تو اس وجہ سے کبھی دھو

نے میری تکذیب اور تکفیر

فَفِرْعَوْنُ مُذْ نَادَىٰ وَقَالَ أ

۴۰۰..... کیونکہ فرعون نے جیسے ہ

وہ قوم جس نے اس کا ا

کندہ ہوگا۔

وَأَيُّ حَدِيثٍ جَاءَ يُخْبِرُ أَنَّهُ سَيَأْتِي مَسِيحٌ شَاعِرٌ فَيَنْصُرُ

۳۹۱..... اور کس حدیث میں آیا ہے کہ مسیح شاعر آئے گا اور لوگوں کو نصرانی بنائے گا۔

وَأَمَّا نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى فَلَمْ يَكُنْ يُعَيِّرُ شَرَعَ الْمُصْطَفَى حِينَ يَظْهَرُ

۳۹۲..... لیکن حضرت عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام تو اپنے ظہور کے وقت کبھی شریعت محمدیہ کو نہ بدلیں گے۔

وَلَمْ يَكُ مِنْ أَعْلَى السَّمَاءِ نُزُولُهُ لِأَمْرِ سَوَى الدَّجَالِ بِالْفِعْلِ يُظْفَرُ

۳۹۳..... اور ان کا آسمان سے تشریف لانا تو محض اس لئے ہوگا کہ دجال کو ماریں اور اس پر فتح یاب ہوں۔

وَدَعَوَاكَ يَا كَذَّابُ أَنَّكَ مِثْلُهُ فَأَيُّ حَدِيثٍ بِالمِثْلِ مُخْبِرٌ

۳۹۴..... اور جھوٹے تیرا یہ دعویٰ کہ تو ان کا مثل ہے۔ بتا تو کون سی حدیث مثیل مسیح کی نسبت وارد ہے۔

عَلَى كُلِّ حَالٍ أَنْتَ فِيهَا لَمُفْتَرٍ عَلَى اللَّهِ يَا مَلْعُونُ يَا مُتَهَوِّرٌ

۳۹۵..... بہر حال او ملعون، بے باک! تو اپنے اس دعوے میں خدا پر افتراء کرنے والا ہے۔

وَلَوْ كُنْتَ مِنْ رَبِّ السَّمَاءِ مُوقَّرًا فَمَنْ ذَا عَلَيْكَ الْيَوْمَ بِاللَّعْنِ يَجْسُرُ

۳۹۶..... اور اگر تو خدا کی طرف سے معظم اور موقر ہوتا تو آج کون شخص تجھ پر لعنت کرنے کی جرات کرتا۔

صَبْرُنَا عَلَى دَعْوَاكَ زُورًا وَإِنَّمَا عَلَى سَبِّ آلِ الْمُصْطَفَى كَيْفَ نَصْبِرُ؟

۳۹۷..... تیرے جھوٹے دعوے پر تو ہم نے صبر کر لیا لیکن آلِ نبی علیہ السلام کی گالی پر ہم کیسے صبر کریں؟

وَإِنَّكَ كَذَّابٌ وَلَلَسْتَ بِصَادِقٍ وَعَمَّا قَلِيلٍ بِالْبَلَاءِ تُدَمَّرُ

۳۹۸..... بیشک تو جھوٹا ہے ہر گز سچا نہیں اور عنقریب تو مصیبتوں سے ہلاک ہوگا۔

وَلَا تَغْتَرِرْ أَنْ لَوْ كَذَبْتَ لَضَرَّيْنِي عَدَاوَةُ قَوْمٍ كَذَّبُونِي وَكَفَرُوا

۳۹۹..... اور تو اس وجہ سے کبھی دھوکے میں نہ پڑ کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو اس قوم کی عداوت جنہوں نے میری تکذیب اور تکفیر کی، تجھے نقصان پہنچاتی۔

فَفِرْعَوْنُ مُذْ نَادَى وَقَالَ إِلَهُكُمْ فَهَلْ ضَرَّهُ قَوْمٌ لِيذَلِكَ أَنْكَرُوا

۴۰۰..... کیونکہ فرعون نے جیسے ڈنکے کی چوٹ پکارا کہ میں تمہارا خدا ہوں تو کیا وقت مقررہ تک وہ قوم جس نے اس کا انکار کیا، کچھ ضرر پہنچا سکی؟

وَلَكِنْ رَبِّي يُمِهُلُ الْعَبْدَ عِنْدَ مَا بِطُغْيَانِهِ يَسْعَىٰ وَبِالْبَغْيِ يَكْبُرُ

۴۰۱..... لیکن میرا خدا تو اس بندہ کو ڈھیل دیتا ہے جو اس سے سرکشی، بغاوت، تکبر کرتا ہے۔

فَإِنْ قِيلَ كَذَّابٌ فَهِيَ أَنْتَ مُفْتَرٍ وَإِنْ قِيلَ دَجَّالٌ فَأَنْتَ مُزَوَّرٌ

۴۰۲..... پس اگر تجھے کذاب کہا جائے تو تو مفتری بھی ہے اور اگر دجال کہا گیا تو تو فریبی ہے۔

وَلَا غُرُؤَ إِنَّ سَمَّوْكَ شَيْطَانَ عَصْرِهِ وَقَالُوا لَعِينُ إِذْ مَقَامُكَ أَكْبَرُ

۴۰۳..... اور کیا تعجب ہے کہ لوگوں نے تیرا نام شیطانِ زمانہ رکھ دیا اور تجھے ملعون کہا۔ کیونکہ

تو

اس سے بھی بدتر ہے۔

وَقَوْلُكَ لَكِنَّ الْهَوَانَ مَالَهُمْ وَجَاءَ تَكَ آيَاتُ بِهَا الْيَوْمَ تُنْصَرُ

۴۰۴..... اور تیرا یہ کہنا کہ ذلت تیرے دشمنوں کا ٹھکانا ہے اور تیرے پاس وہ نشانیاں ہیں جن

سے اب توفتح پائے گا۔

فَإِي هَوَانٍ نَالْنَا مِنْكَ دُلْنِي وَجِئْنِي بِآيِ الْعِيِّ إِنَّ هِيَ تَبْهَرُ

۴۰۵..... ذرا بتلا تو سہی کہ کون سی ذلت ہمیں پہنچی اور اپنے گمراہی کی نشانیاں لا اگر وہ

غالب ہوں۔

فَإِنْ كَانَ هَذَا الشُّعْرُ جَاءَكَ آيَةً فَإِنَّ نِسَاءَ الْحَيِّ بِالنَّظْمِ تَفْخَرُ

۴۰۶..... اور اگر تیری نشانی یہ اشعار تیرے ہیں تو کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ عورتیں ناقصاتِ العقل

نظم

پر فخر کرتی ہیں۔

وَيَا لَيْتَ شِعْرِي لَوْ أَتَى الشَّعْرُ سَالِمًا عَنِ اللَّحْنِ مَا مِنْهُ الطَّبَاعُ تَنْفِرُ

۴۰۷..... اور کاش میں جانتا کہ تیرا کوئی شعر بھی ان عیوب سے خالی ہوتا جس سے طبیعت سلیمہ

نفرت کرتی ہے۔

عَلَا أَنَّهُ فِي اللَّفْظِ وَالْوَزْنِ فَاسِدٌ وَأَمَّا مَعَانِيهِ فَبِالْجَهْلِ تُخْبِرُ

۴۰۸..... اس کے علاوہ تیرے اشعار کا لفظ اور وزن دونوں فاسد ہیں اور معانی تو تیری جہالت

کی بھی خبر دیتے ہیں۔

وَهَا شِعْرُهُ يُنْبِئُكَ عَنْ فَرْطِ جَهْلِهِ بِوَزْنٍ وَمَعْنَى بَلْ رَوِيٌّ مُنْكَرٌ

۴۰۹..... اور مرزا کی فرط جہالت کے معلوم کرنے کے لئے اس کے ایک ایسے شعر کو لے لے

جس کا وزن اور معنی بلکہ حرف روی بھی غلط ہے۔

وَلَا تَحْسَبِ الدُّنْيَا كُنَّا ظَفِيرًا نَاطِرًا أَتَدْرِي بَلِيلٍ مُسِرَّةٍ كَيْفَ تُصْبِحُ

۴۱۰..... اور وہ شعریہ ہے ولا تحسب الدنيا الخ!

۷۲

تَقُولَتِ زُورًا هَلْ نُشَاهِدُ بَعْدَنَا

۴۱۱..... اور مرزا تو نے اپنے دروغ بے فروغ

الخ! یعنی کیا تو دیکھے گا کہ میرے بعد بھر دیں گے اور لوگوں کو ڈرائیں گے

نَعَمْ أَنَّ عِيسَى سَوْفَ يَنْزِلُ هَادِيًا

۴۱۲..... ہاں ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

گئے اور بشارت سنائیں گے۔

اَتُنْكِرُ قَوْلَ الْمُصْطَفَىٰ اَصْدَقِ الْوَرَىٰ

۴۱۳..... کیا تو محمد ﷺ کی حدیث سے انکا

حدیث کبھی بدلنے کی نہیں۔

كَذَاكَ كَلَامُ اللَّهِ فَهُوَ اِمَامُنَا

۴۱۴..... اسی طرح قرآن شریف بھی تغیر

وہی حق ہے اور اس کا مکذب کافر

وَمَعَ ذَاكَ اِنِّی لَا اَرٰی فِیْهِ اٰیَةً

۴۱۵..... اور باوجود اس کے میں نے کوئی آ

وَإِنْ كُنْتَ بِالْقُرْآنِ تُثَبِّتُ دَعْوَةً

۴۱۶..... اور اگر تو اپنے دعوے کو قرآن م

خوب سمجھتے ہیں۔

أَضَلَّ كَثِيرًا رَبُّنَا بِكِتَابِهِ

۴۱۷..... خدا نے اپنی کتاب سے بہتوں کو

امر ہے -

وَأَمَّا الَّذِي يُوحَىٰ إِلَيْكَ فَإِنَّهُ

۴۱۸..... اور جو کچھ تجھے وحی ہوتی ہے وہ

تَقُولْتَ أَنْ أَرَوِي عَنِ الْحَيِّ مَا أَرَى

۴۱۹..... اور مرزا تو نے یہ بھی گھڑ لیا کہ م

روایت کرتے ہو۔ پھر دونوں م

تَقُولُ زُورًا هَلْ تُشَاهِدُ بَعْدَنَا مَسِيحًا يُؤَافِي الْأَرْضَ حَقًّا وَيُنْذِرُ

۴۱..... اور مرزا تو نے اپنے دروغ بے فروغ سے یہ شعر گھڑا ہے۔ الیت شعری ہل تشاہد بعدنا۔

الخ! یعنی کیا تو دیکھے گا کہ میرے بعد مسیح علیہ السلام تشریف لا کر زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور لوگوں کو ڈرائیں گے۔

نَعَمْ أَنَّ عِيسَى سَوْفَ يَنْزِلُ هَادِي الْأَنَامَ بِشَرَعِ الْمُصْطَفَى وَيُبَشِّرُ

۴۲..... ہاں ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر لوگوں کو شریعت محمدیہ کی ہدایت کریں

گے اور بشارت سنائیں گے۔

أَتُنْكِرُ قَوْلَ الْمُصْطَفَى أَصْدَقِ الْوَرَى وَإِنَّ حَدِيثَ الْمُصْطَفَى لَا يُغَيَّرُ

۴۳..... کیا تو محمد ﷺ کی حدیث سے انکار کرتا ہے جو کہ تمام عالم میں سچے تھے۔ حالانکہ ان کی

حدیث کبھی بدلنے کی نہیں۔

كَذَاكَ كَلَامُ اللَّهِ فَهُوَ إِمَامُنَا وَمَا فِيهِ حَقٌّ وَالْمُكَذِّبُ يَكْفُرُ

۴۴..... اسی طرح قرآن شریف بھی تغیر پذیر نہیں اور وہی تو ہمارا پیشوا ہے اور جو اس میں ہے وہی حق ہے اور اس کا مکذب کافر ہے۔

وَمَعَ ذَاكَ إِنِّي لَا أَرَى فِيهِ آيَةً تَدُلُّ عَلَى مِثْلِ الْمَسِيحِ وَتُخْبِرُ

۴۵..... اور باوجود اس کے میں نے کوئی آیت اس میں ایسی نہیں دیکھی جو مثیل مسیح کا پتہ دے۔

وَإِنْ كُنْتَ بِالْقُرْآنِ تُثَبِّتُ دَعْوَةً فَذَاكَ افْتِرَاءٌ يَدْرِهِ الْمُتَفَكِّرُ

۴۶..... اور اگر تو اپنے دعوے کو قرآن سے ثابت کرتا ہے تو یہ تیرا افتراء ہے جسے سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں۔

أَضَلَّ كَثِيرًا رَبُّنَا بِكِتَابِهِ وَأَهْدَى كَثِيرًا وَالشَّقَاءُ مُقَدَّرُ

۴۷..... خدا نے اپنی کتاب سے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور بہتوں کی ہدایت کی اور شقاوت تقدیری امر ہے۔

وَأَمَّا الَّذِي يُوحِي إِلَيْكَ فَإِنَّهُ أَضَالِيلُ إِبْلِيسَ بِهَا أَنْتَ تَهْدِرُ

۴۸..... اور جو کچھ تجھے وحی ہوتی ہے وہ تو بیشک ابلیس لعین کی بکواس ہے جن کو تو بکا کرتا ہے۔

تَقُولُ أَنَا أَرَوِي عَنِ الْحَيِّ مَا أَرَى وَأَنْتُمْ عَنِ الْمَوْتَى رَوَيْتُمْ فَفَكَّرُوا

۴۹..... اور مرزا تو نے یہ بھی گھڑ لیا کہ میں زندہ سے روایت کرتا ہوں اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو۔ پھر دونوں کا فرق سوچو۔

أَقُولُ نَبِيُّ اللَّهِ حَتَّى بِقَبْرِهِ وَمَنْ لَمْ يَقُلْ حَتَّى فَلَا شَكَّ يَفْجُرُ

۴۲۰..... میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور جس نے آپ کو زندہ نہ کہا وہ

بیشک فاسق ہے۔

أَقُولُ وَلَا أَخْشَى بِأَنَّكَ كَافِرٌ وَأَنَّكَ دَجَّالٌ كَذُوبٌ مُزَوَّرٌ

۴۲۱..... او مرزا! میں کسی سے نہیں ڈرتا اور پکار کر کہتا ہوں کہ تو بلا شک کافر ہے، دجال ہے،

جھوٹا

ہے، فریبی ہے۔

وَأَنَّكَ إِبْلِيسُ لَعِينٌ مُضِلٌّ وَلَوْ عِنْدَ هَذَا الْقَوْلِ بِالسَّيْفِ أَنْحَرُ

۴۲۲..... اور تو بیشک ابلیس لعین گمراہ کرنے والا ہے اور میں یہی کہتا رہوں گا اگرچہ اس کہنے

پر

تلوار سے ذبح کیا جاؤں۔

وَقَدْ جَاءَ فِي الْأَخْبَارِ عَنْ سَيِّدِ الْوَرَى أَحَادِيثُ حَقٌّ عَنْ خُرُوجِكَ تُخْبِرُ

۴۲۳..... اور روایتوں میں جناب سرور عالم ﷺ سے ایسی سچی حدیثیں موجود ہیں جو تجھ جیسے

دجال

کی خبر دیتی ہیں۔

وَأَنَّكَ مِنْ إِبْلِيسَ لَا شَكَّ مُرْسَلٌ لِمَا فِتْنَةُ الدَّجَالِ فِينَا تَفُورُ

۴۲۴..... اور تو بلا شک ابلیس کا فرستادہ ہے اور تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ ہم لوگوں میں دجال کا

فتنہ برپا کرے۔

تَخَيَّرَكَ الْجَبَّارُ مِنْ دُونِ خَلْقِهِ لِنَارِ جَحِيمٍ سَوْفَ فِيهَا تُسَعَّرُ

۴۲۵..... اور خدائے جبار نے اپنے تمام مخلوقات میں تجھے جہنم کی آگ کے لئے پسند فرمایا تو عنقریب اس میں جھونکا جائے گا۔

وَوَاللَّهِ مَا أَفْرَى وَإِنِّي لَصَادِقٌ فَرُدَّ قَضَاءَ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ تَقْدِرُ

۴۲۶..... اور بخدا میں جھوٹ نہیں کہتا اور اس میں ضرور سچا ہوں۔ پھر اگر تجھ میں قدرت ہے تو

تقدیراتِ الہی کو لوٹا دے۔

تَرَأَتْ لَنَا كَالشَّمْسِ أَخْبَارُ فِتْنَةٍ تَفُورُ بِهَذَا الْوَقْتِ جَاءَتْ تُسَطِّرُ

۴۲۷..... ہمیں تو اس زمانہ کی دجالی شورش کی حدیثیں آفتابِ نصفِ النہار کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔

وَلَكِنَّهُ يَأْتِي زَمَانٌ بُعِيدَ ذَا يُرَى الشُّؤْسُ فِي قَيْدِ الْهَوَانِ يُصَغَّرُ

۴۲۸..... لیکن اس کے بعد ہی ایسا زمانہ آئے گا جو بڑے بڑے متکبروں کو قیدِ ذلت میں رسوا دکھاوے گا۔

وَقَدْ سَرَّنِي مَا قَدْ ذَكَرْتَ مِنَ الَّذِي أَصَابَكَ فِي دَعْوَاكَ مِمَّا سَاذُكُرُ

۴۲۹ اور مجھے تو تیرے وہ اشعار بہت بھلے معلوم ہوئے جن میں تو نے اپنی ان مصیبتوں کا ذکر کیا ہے جو تجھے اپنے اس دعویٰ کی وجہ سے پیش آئیں۔ جن کو میں ذکر کرتا ہوں۔

بِقَوْلِكَ عَابُونِي وَأَذُوا وَزَوَّرُوا وَحَثُّوا عَلَى الْجَاهِلِينَ وَفَوَّرُوا

۴۳۰ تیرے وہ اشعار یہ ہیں۔ وکلہم عابوا الخ او عیرنی الخ! یعنی میرے مخالفوں نے میری عیب جوئی کی اور دکھ دیا اور دروغ آرائی کی اور جاہلوں کو مجھ پر برا نگینہ کیا۔

وَعَيَّرَنِي الْوَاشُونَ مِنْ غَيْرِ خُبْرَةٍ وَنَافَوْ ثِيَابِي مِنْ جُنُونٍ وَأَغْدَرُوا

۴۳۱ اور نکتہ چینوں نے بغیر سمجھے بوجھے مجھے سرزنش کی اور دیوانہ پن سے میرے کپڑے نوچے اور اس میں مبالغہ کیا۔

فَيَا لَيْتَ شِعْرِي لَوْ أَهَالُوا يَدَ الْعُلَى وَسَلُّوا سُيُوفَ الْحَقِّ فِيكَ وَطَهَّرُوا

۴۳۲ اور مرزا! کاش میں جان لیتا کہ انہوں نے اپنی بلند ہمتی کا ہاتھ تجھ پر دراز کیا ہے اور حق کی تلواریں میان سے نکال کر تجھ پر سونت لی ہیں۔

تَقُولُ أَرَى الْإِسْلَامَ مِثْلَ حَدِيقَةٍ مُبَعَّدَةٍ مِنْ عَيْنِ مَاءٍ تُمَجِّدُ

۴۳۳ تو کہتا ہے کہ میں نے اسلام کو اس باغ کی طرح دیکھا تھا جو اس چشمہ سے دور ہو جو ترو تازہ کرتا ہے۔

وَلَكِنَّكَ الْمَحْرُومُ عَنْهَا وَإِنَّمَا لَكَ النَّارُ مَعَ إِبْلِيسَ فِيهَا تُسَعَّرُ

۴۳۴ مگر تو اس باغ اسلام سے محروم ہے اور تیرے لئے تو دوزخ ہی ٹھکانا ہے۔ جس میں ابلیس لعین کے ساتھ تو جھونکا جائے گا۔

وَزَوَّرْتَ يَا عَارَ الْخَلَائِقِ وَالْوَرَىٰ وَقُلْتَ أَنَا الْمَوْعُودُ فِي النَّارِ تُسَجَّرُ

۴۳۵ او ننگ جہان! تو نے دروغ آرائی کی اور کہا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ خدا تجھے جہنم میں جھونکے۔

نَعَمْ إِنَّكَ الْمَوْعُودُ وَالْقَائِمُ الَّذِي يُقَالُ لَكَ الدَّجَالُ لِلْبَغْيِ تَفْجُرُ

۴۳۶ ہاں تو نے اپنے کو مسیح موعود اور امام قائم کہا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ تو وہی نامراد گمراہ کرنے والا دجال ہے۔

تَجَلَّىٰ عَلَيْكَ الْيَوْمَ إِبْلِيسُ قَائِلًا لِّبَابِ ضَلَالِي كُلِّ مَنْ رَامَ يَحْضُرُ

۴۳۷ اب تجھ پر شیطان سوار ہے جو یہ کہتا ہے کہ میرے گمراہی کے دروازہ پر جس کا جی چاہے، حاضر ہو۔

خُذُوا حَظَّكُمْ مِنِّي فَإِنِّي إِمَامُكُمْ وَبِالنَّارِ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَأَبْشُرُوا

۴۳۸..... اور یہ کہتا ہے کہ تم میں سے ہر شخص اپنا اپنا حصہ مجھ سے لے لے۔ کیونکہ میں تمہارا امام ہوں اور تم سب کو قیامت میں دوزخ کی بشارت ہو۔

وَمَنْ قَالَ لِلْمَوْعُودِ لَيْسَ بِحَاجَةٍ فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ يَهْدِي وَيُخْبِرُ

۴۳۹..... اور جس نے یہ کہا کہ مسیح موعود کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید پکار کر ہدایت کر رہا ہے۔

فَذَلِكَ حَقٌّ نَعَمْ مَا قَالَهُ الْفَتَى وَمُنْكَرُهُ بَغْيًا هُوَ الْمُتَهَوِّرُ

۴۴۰..... تو اس نے کیا خوب کہا اور یہ قول اس کا حق ہے اور بغاوت کی وجہ سے اس کا منکر ہی بے باک ہے۔

وَقَوْلُكَ قَوْلُ اللَّهِ بِالرُّسُلِ تَوَّءَمَّا وَمِنْ دُونِهِمْ نَهَجُ الْهُدَى يَتَعَسَّرُ

۴۴۱..... اور تیرا یہ کہنا کہ خدا اور رسول کے قول باہم توأم ہیں اور بجز ان دونوں کے ہدایت کا راستہ دشوار ہے۔

نُسَلِّمُ أَنَّ الرُّسُلَ بَابُ هِدَايَةٍ وَمِنْ دُونِهِمْ دَرْكُ الْهُدَى مُتَعَسِّرٌ

۴۴۲..... ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا در اقدس باب ہدایت ہے اور ان کے سوا ہدایت کا پالینا دشوار ہے۔

فَمَا أَتَيْهَا الْمَجْنُونُ أَىْ هِدَايَةٍ أَتَيْتَ بِهَا أَمْ أَىْ إِيْ فَيَقْفَهُ

۴۴۳..... مگر او مجنون! بتلا تو سہی کہ تو کون سی ہدایت اور نشانیاں لے کر آیا ہے جو سب سے بڑھ گیا۔

وَأَيُّ كِتَابٍ جِئْتَ كَىٰ نَقْتَدِي بِهِ إِلَّا بِهَذَا الشَّعْرِ جِئْتَ تُزَوِّرُ

۴۴۴..... اور تو کون کتاب لایا ہے جس کی پیروی کی جائے اور کیا ان اشعار سے اپنی دروغ آرائی کرتا ہے۔

فَأَمَّا مِنَ الْقُرْآنِ مَا لَكَ دَعْوَةٌ وَإِيَّاكَ يَا مَلْعُونُ بِالزُّورِ تَجْسُرُ

۴۴۵..... لیکن قرآن مجید سے تو تیرے دعوے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ دیکھ اس سے بچ۔ او ملعون جھوٹ پر دلیری کرنے والے!

نَبِيُّ الْوَرَى خَيْرُ الْأَنَامِ مُحَمَّدٌ أَتَانَا بِهِ حَقًّا وَبِالْحَقِّ يُخْبِرُ

۴۴۶..... کیونکہ قرآن پاک کو ہمارے پاس خلائق کے نبی بہترین عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر تشریف لائے اور اس کی صحیح تفسیر بھی بیان کر دی۔

فَحَقٌّ عَلَيْكَ اللَّعْنُ وَالطَّعْنُ وَالرَّدَىٰ بِمَا جِئْتَ بِالرُّسُلِ الْكِرَامِ تَسْخَرُ

۷۸

۴۴۷..... پھر تجھ پر لعنت اور طعنہ اور ہلا

کے ساتھ اپنی کتابوں میں ہے

أَرَىٰ ظُلُمَاتِ الْجَهْلِ لَسْتُ بِتَارِكٍ

۴۴۸..... میں دیکھتا ہوں کہ تو جہالت کی

میں اتراتا پھرتا ہے۔

وَأَيُّ بِلَادٍ حَلَّ فِيهَا مُضَلِّلٌ

۴۴۹..... اور گمراہ کرنے والا جس شہر میں

پھیلنے جائے گی۔

وَمَا جَاءَنَا فِي ذَا الزَّمَانِ مُضَلِّلٌ

۴۵۰..... اور اس زمانہ میں تو تجھ جیسا گمراہ

برائی کرتا ہو۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا حَظُّ نَفْسٍ أَرَدَتْهُ

۴۵۱..... اور یہ تیرا گمراہ کرنا نفسانی خوا

اور یہی ہے۔ شیطان کو راضی کر

نَسِيتَ طَرِيقَ الْحَقِّ خُبْنًا وَغَفْلَةً

۴۵۲..... تو اپنی خباثت نفس اور غفلت

تو خوب جانتا ہے۔

وَمَنْ يُرِدِ الْمَوْلَى يَبْرِحْ ذَنْبُهُ

۴۵۳..... اور جسے خدا چاہتا ہے کہ اس کے

میں چھوڑ دیتا ہے اور عمر دراز کر

وَشَرُّ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ

۴۵۴..... اور اللہ تعالیٰ کے بدترین بندوں میں

افعال سے اس کا نامہ اعمال س

فَمِنْ ذَاكَ لَمْ تُقْتَلْ إِلَى الْآنَ لَا كَمَا

۴۵۵..... اور اسی وجہ سے تو اب تک قتل نہیں

تیرا رعب موت کو دفع کرتا ہے

۴۴۷..... پھر تجھ پر لعنت اور طعنہ اور ہلاکت اس وجہ سے واجب ہوئی کہ تو نے انبیاء علیہم

السلام

کے ساتھ اپنی کتابوں میں بے ادبیاں کیں ہیں۔

أَرَى ظُلُمَاتِ الْجَهْلِ لَسْتُ بِتَارِكٍ ذُرَاهَا وَفِي طَيَّاتِ غَيْكِ تَبْطُرُ

۴۴۸..... میں دیکھتا ہوں کہ تو جہالت کی تاریک چوٹیوں کو نہیں چھوڑتا اور اپنی گمراہی کے

اطراف

میں اترتا پھرتا ہے۔

وَأَيُّ بِلَادٍ حَلَّ فِيهَا مُضَلَّلٌ يَقِلُّ بِهَا الْإِصْلَاحُ وَالْعَيُّ يَكْثُرُ

۴۴۹..... اور گمراہ کرنے والا جس شہر میں جائے گا تو وہاں صلاح کم ہوتی جائے گی اور گمراہی

پھیلتی جائے گی۔

وَمَا جَاءَنَا فِي ذَا الزَّمَانِ مُضَلَّلٌ كَمِثْلِكَ بِالْإِفْسَادِ وَالشُّوْءِ يَجْهَرُ

۴۵۰..... اور اس زمانہ میں تو تجھ جیسا گمراہ اور فساد کرنے والا کوئی دوسرا نہ آیا جو علے

الاعلان

برائی کرتا ہو۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا حَظُّ نَفْسٍ أَرَدَتْهُ وَإِِرْضَائُكَ الشَّيْطَانَ فِي الْحَظِّ أَوْفَرُ

۴۵۱..... اور یہ تیرا گمراہ کرنا نفسانی خواہشوں کے سوا دوسری کسی وجہ سے نہیں ہے۔ ہاں ایک

وجہ

اور بھی ہے - شیطان کو راضی کرنا جو تیرا اعلیٰ مقصد ہے -

نَسِيتَ طَرِيقَ الْحَقِّ خُبْنًا وَغَفْلَةً كَأَنَّكَ لَا تَدْرِي وَإِنَّكَ أَخْبَرُ

۴۵۲..... تو اپنی خباثت نفس اور غفلت سے حق کی راہ کو ایسا بھول گیا کہ گویا جانتا ہی نہیں۔

حالانکہ

تو خوب جانتا ہے -

وَمَنْ يُرِدِ الْمَوْلَىٰ يُمْرَغْ ذَنْبُهُ يُعَادِرُهُ فِي غَيْهِ وَيُعَمَّرُ

۴۵۳..... اور جسے خدا چاہتا ہے کہ اسی کے گناہ اس کے تکلیف کا باعث ہوں تو اس کو اس کی

گمراہی

میں چھوڑ دیتا ہے اور عمر دراز کر دیتا ہے -

وَشَرُّ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَأَفْعَالُهُ بِالشُّوْءِ دَوْمًا تُسْطَرُّ

۴۵۴..... اور اللہ تعالیٰ کے بدترین بندوں میں سے وہ ہے جس کی عمر دراز ہوئی اور اس کے برے

افعال سے اس کا نامہ اعمال سیاہ ہوتا رہے -

فَمِنْ ذَاكَ لَمْ تُقْتَلْ إِلَى الْآنِ لَا كَمَا زَعَمْتَ بِأَنَّ الرُّعْبَ لِلْمَوْتِ يَذْهَبُ

۴۵۵..... اور اسی وجہ سے تو اب تک تو قتل نہ کیا گیا نہ اس وجہ سے جیسا کہ تیرا خیال ہے کہ

تجھ سے

تیرا رعب موت کو دفع کرتا ہے -

وَقَدْ قَالَ رَبُّ الْعَرْشِ اَمْهَلْ فَاِنَّهُمْ بِكَيْدِي الْمَتِّينَ لَا مَحَالَةَ ذُمَّرُوا ۴۵۶..... اور بے شک خدائے آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ ایسے مکاروں کو ڈھیل دے۔ انجام کار تو میری مضبوط گرفت سے وہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

تَمَنَّيْتُ لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ مُتَّبِرًا فَقَدْ كُنْتُ لِلْمَخْلُوقِ ذَنْبًا يُذَعَّرُ ۴۵۷..... تو نے تمنا کی کہ کاش وبا ملک میں پھیل کر ہلاک کرے تو بیشک خلائق کے لئے بھیڑیا ہے، جو ہلاک کرتا ہے۔

وَقَدْ جِئْتُ بِالطَّاعُونَ وَالْفَحْطِ وَالْوَبَا اَتَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ مِنْكَ تُتَبَّرُ ۴۵۸..... اور تو طاعون قحط وبا سب کو ساتھ لایا۔ یہی نشانیاں تیری ہیں جن سے تو لوگوں کو ہلاک کرتا ہے۔ شعر :

قدم نا مبارک و مسعود

گر بدیہا رود برآرد دود

يَقُولُ بَأْنِي ظِلُّ بَدْرِ مُنَوَّرٍ عَجِبْنَا لَهُ بِئْسَ الْفَتَى كَيْفَ يَجْسُرُ ۴۵۹..... مرزا کہتا ہے بیشک میں آنحضرت کا ظل ہوں۔ ہمیں تعجب ہے کہ ایسا برا شخص آنحضرت ﷺ پر کیونکر جسارت کرتا ہے۔

وَأَمَّا نَبِيَّنَا فَقَدْ جَاءَ رَحْمَةً وَلَكِنَّهُ لِلْخَلْقِ سَبْعُ غَضَنَفَرُ ۴۶۰..... حالانکہ ہمارے نبی کریم ﷺ تو تمام عالم کے لئے رحمت ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی تو خلائق کے لئے درندہ شیر ہے۔

وَبَلَّوْكَ فِي الدُّنْيَا وَحُزْنُكَ هَيِّنٌ وَلَكِنَّ هَوْلَ الْحَشْرِ أَذْهَى وَأَكْبَرُ ۴۶۱..... اور دنیا میں تیرا غم والم تو آسان ہے۔ لیکن قیامت کے مصائب بہت ہی بڑے اور سخت ہیں۔

فَرِيقٌ مِّنَ الْأَشْرَارِ لَا يُنْكِرُونَ مَا تَقُولُ وَحِزْبُ اللَّهِ لَا شَكَّ أَنْكَرُوا ۴۶۲..... تو کہتا ہے کہ ایک جماعت نے میری بکواس کو مان لیا۔ مگر اللہ والوں نے بیشک انکار کر دیا۔

وَإِنَّكَ كَذَّابٌ كَمَا أَنْتَ زَاعِمٌ لِّإِنَّكَ يَوْمًا لَا مَحَالَةَ تُقْبَرُ ۥ۶۳..... اور تو اپنے اس خیال خام میں کہ سچا مرتا نہیں، بیشک جھوٹا ہے کیونکہ تو ضرور ایک نہ ایک دن قبر میں داخل ہوگا۔

فِيَا مُدَّعِي الْعِجَازِ مَهْلًا وَلَا تَقُلْ إِنَّكَ بَرَأْتَ تُلُوحٌ وَتَبْهَرُ

۸۰

ۥ۶۴..... او مدعی اعجاز! ٹھہر جا اور جلد نہ بڑھانکے۔

وَلَا تَقْفُ أَمْرًا لَّسْتَ تُدْرِكُ كُنْهَ ۥ۶۵..... اور ایسے امر کے پیچھے نہ پڑ ج اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر

وَمَنْ لَّمْ يُدْنِسْ عِرْضَهُ بِمَلَا ۥ۶۶..... اور جس کے دامن آبرو پر ملا کی خوشی۔

وَإِنَّ مَجَالَ السُّلَمِ وَالْحَرْبِ عِنْدَ ۥ۶۷..... اور ایسے شخص کے لئے صلح او میں بیباکانہ حاضر ہوگا۔

تَظَاهَرَ بِالْإِصْلَاحِ فِي النَّاسِ سَائِلًا ۥ۶۸..... بظاہر تو لوگوں میں اصلاح ک ہے جس سے گمراہی پھیلا

وَشَتَّانَ مَا بَيْنَ الضَّلَالَةِ وَالْهُدَى ۥ۶۹..... اور عاقل جو عقل سے کام لی زمین کا فرق ہے۔

وَمَا هُوَ إِلَّا كَاذِبٌ فِي ادِّعَائِهِ ۥ۷۰..... اور قادیانی ضرور جھوٹا ہے ا

وَمَا كُنْتُ إِلَّا فِي الضَّلَالَةِ خَا ۥ۷۱..... اور تو نہیں ہے مگر ضلالت می

تَقُولُ أَنَا الْمَعْصُومُ يَا قَائِدَ الْأُ ۥ۷۲..... او بے عقل! تو کہتا ہے کہ م

عَلَى الْأَرْضِ قَوْمٌ كَالشُّيُوفِ قَوْ ۥ۷۳..... زمین پر ایسی خدا پرست ق لوگ تجھے انواع و اقسام ک

۴۷۴..... اور مدعی اعجاز! ٹھہر جا اور جلدی نہ کر اور یہ مت کہہ کہ تیرے پاس خدا کے روشن برأت نامے آئے ہیں۔

وَلَا تَقْفُ أَمْرًا لَسْتَ تُدْرِكُ كُنْهَهُ فَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِالرَّأْيِ يُكْفَرُ

۴۷۵..... اور ایسے امر کے پیچھے نہ پڑ جس کے حقیقت کا تجھے علم نہیں۔ کیونکہ جس نے خلاف امت اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی، وہ کافر ہے۔

وَمَنْ لَمْ يُدْنِسْ عِرْضَهُ بِمَلَامَةٍ فَلَا السَّبَّ يُؤْذِيهِ وَلَا الْمَدْحُ يُبْطِرُ

۴۷۶..... اور جس کے دامن آبرو پر ملامت کا دھبہ نہ آئے اس کو نہ گالی کی پرواہ ہے اور نہ مدح کی خوشی۔

وَإِنَّ مَجَالَ السَّلَامِ وَالْحَرْبِ عِنْدَهُ سَوَاءٌ فَفِي كُلِّ الْمَحَافِلِ يَحْضُرُ

۴۷۷..... اور ایسے شخص کے لئے صلح اور لڑائی دونوں ہی یکساں ہیں۔ اس لئے وہ تمام مجلسوں میں بیباکانہ حاضر ہوگا۔

تُظَاهِرُ بِالْإِصْلَاحِ فِي النَّاسِ سَالِكًا طَرِيقَ ضَلَالٍ مَابِهِ الْغَيُّ يُنْشَرُ

۴۷۸..... بظاہر تو لوگوں میں اصلاح کی باتیں کرتا ہے۔ حالانکہ باطن میں ضلالت کا راستہ چلتا ہے جس سے گمراہی پھیلائے۔

وَشَتَّانَ مَا بَيْنَ الضَّلَالَةِ وَالْهُدَى لَدَى مَنْ لَهُ عَقْلٌ بِهِ يَتَبَصَّرُ

۴۷۹..... اور عاقل جو عقل سے کام لیتا ہے اس کے نزدیک ہدایت اور ضلالت میں آسمان اور زمین کا فرق ہے۔

وَمَا هُوَ إِلَّا كَاذِبٌ فِي ادِّعَائِهِ وَكُلُّ كَذُوبٍ لَا مَحَالَةَ يَخْسَرُ

۴۸۰..... اور قادیانی ضرور جھوٹا ہے اور ہر جھوٹا یقیناً گھٹائے میں رہے گا۔

وَمَا كُنْتَ إِلَّا فِي الضَّلَالَةِ خَائِبًا وَمَا أَنْتَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مُخَسَّرٌ

۴۸۱..... اور تو نہیں ہے مگر ضلالت میں نقصان پانے والا اور نہیں ہے تو مگر ظالم یا خسارہ پانے والا۔

تَقُولُ أَنَا الْمَعْصُومُ يَا فَاقِدَ النَّهْيِ نَعَمْ أَنْتَ مَعْصُومٌ عَنِ الْخَيْرِ مُذَحَّرٌ

۴۸۲..... او بے عقل ! تو کہتا ہے کہ میں معصوم ہوں۔ ہاں بیشک تو نیکیوں سے ضرور محروم ہے۔

عَلَى الْأَرْضِ قَوْمٌ كَالسُّيُوفِ فَإِنَّهُمْ أَذَاقُوكَ أَنْوَاعَ الرَّدَى فَتُبِّرُ

۴۸۳..... زمین پر ایسی خدا پرست قوم بھی موجود ہے جس کی کاٹ تلواروں کی طرح ہے۔ وہی لوگ تجھے انواع و اقسام کی ہلاکت کا مزہ چکھائیں گے تب تو ہلاک ہوگا۔

تَجَاوَزْتَ حَدَّ اللَّهِ فِي ابْنِ حَبِيبِهِ كَأَنَّكَ فِي بُغْضِ الْحُسَيْنِ عَمِيطٌ

۴۷۴..... تو رسول اللہ ﷺ کے بیٹے سے گستاخی کر کے حد سے تجاوز کر گیا۔ گویا تو امام حسینؑ کے بغض میں عمیطر سفیانی ہے۔

أَعِنْدَكَ شَكٌّ فِي الْحُسَيْنِ وَفَضْلِهِ عَلَى الْغَيْرِ حَتَّى فِي كَلَامِكَ تَهْذُرُ

۴۷۵..... حضرت امام حسینؑ کی فضیلت جو دوسروں پر ہے کیا اس میں او مرزا تجھے شک ہے جو اپنے کلام میں ان کی شان مبارک میں یہودہ گوئی کرتا ہے۔

حُسَيْنُ ابْنِ بِنْتِ الْمُصْطَفَى أَفْضَلُ الْوَرَى سِوَى أَنْبِيَاءِ اللَّهِ حَقًّا يُحَرَّرُ

۴۷۶..... حالانکہ حضرت امام حسینؑ تو جناب سرور کائنات ﷺ کے نواسے ہیں اور سوائے انبیاء علیہم السلام اور خلفاء راشدین کے تمام امت سے افضل ہیں۔

وَأَرْبَعَةٌ مِنْ خَيْرِ أَصْحَابِ جَدِّهِ وَفِي غَيْرِ مَنْ حَرَّرْتُهُمْ فَهُوَ أَكْبَرُ

۴۷۷..... اور وہ خلفاء راشدین چار ہیں جو ان کے نانا کے اصحاب میں سب سے بہترین ہیں اور جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کے سوا حضرت امام حسینؑ سب سے افضل ہیں۔

فَإِنَّ حُسَيْنًا أَفْضَلُ النَّاسِ فِي الْوَرَى وَطَهْرُهُ الْمَوْلَى وَمَنْ شَكَّ يَكْفُرُ

۴۷۸..... پس بیشک امام حسینؑ انبیاء کرام اور خلفاء راشدین کے سوا سب سے افضل ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں خدا نے ان کے لئے آیت تطہیر نازل کی اور جو اس میں شک کرے، وہ کافر ہے۔

وَلَيْسَ حُسَيْنٌ أَفْضَلُ الرُّسُلِ بَلْ وَلَا أَقُولُ شَفِيعٌ فِي النَّبِيِّنَ يُؤْتَرُ

۴۷۹..... میں نہیں کہتا کہ امام حسینؑ تمام انبیاء سے افضل ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ وہ شفیع الانبیاء ہیں۔

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ الْغُيُورِ عَلَى الَّذِي يَهِينُ بِإِطْرَاءٍ وَلَا يَتَدَبَّرُ

۴۸۰..... سن لو خدائے غیور کی ایسے شخص پر لعنت ہے جو اپنی مدح سرائی کر کے جھوٹ بکتا ہے اور سوچتا نہیں۔

تَقُولُ مَقَامِي فَأَعْلَمُوا أَنَّ خَالِقِي يُمَجِّدُنِي مِنْ عَرْشِهِ وَيُوقِّرُ

۴۸۱..... تو کہتا ہے کہ جان لو میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے۔

وَحَاشَا إِلَهَ الْعَرْشِ يَمْدَحُ كَافِرًا أَعَدَّ لَهُ النَّيْرَانُ فِيهَا يُسَعَّرُ

۴۸۲..... خدائے عرش اس سے پاک ہے کہ ایسے کافر کی تعریف کرے۔ جس کے لئے دوزخ

۸۲

بنایا ہے اور وہ اس میں جھو

لَكَ النَّارُ مَا لِي يَا لَعِينُ أَتَ

۴۸۳..... او لعین منحوس! تیرے لئے پر فضیلت چاہتا ہے۔

تُذَكِّرُنَا عَهْدَ الْحُسَيْنِ بِكَ

۴۸۴..... تو ہمیں امام حسین کا وہ ق بیہودہ گو ہے۔

أَتَزْعُمُ أَنَّ الْقَتْلَ يُزْرِي بِفَ

.....۴۸۵ کیا تیرا خیال یہ ہے کہ ہوئے ان کے جد امجد آ

تَدَبَّرْ إِذَا لَمْ تَذَرِ يَا فَاقْدَ

.....۴۸۶ او بے عقل ! سوچ سمجھ کر

فَإِنَّ حُسَيْنًا لَمْ يَكُنْ ذَا

.....۴۸۷ کیونکہ حضرت امام حسی راضی ہو جاتے اور یزی

وَلَوْلَمْ تَنْلُهُ الْمُؤَبَّقَاتُ لَدِي

.....۴۸۸ اور اگر امام حسین کو لڑا جن کا شمار نہیں ہو سکتا

فَدَعُ عَنْكَ ذَا الْجَهْلِ الْمُرَكَّبِ

.....۴۸۹ پس اپنے جہل مرکب میں عنقریب تو پچھتا

وَمَا تَدَّعِي كِذْبًا بِأَنَّكَ

.....۴۹۰ اور دروغ گوئی سے اصلاح کرنے وال

فَذَلِكَ زُورٌ وَافْتِرَاءٌ

.....۴۹۱ او مغرور ! یہ دروغ آ

بنایا ہے اور وہ اس میں جھونک دیا جائے گا۔

لَكَ النَّارُ مَاوًى يَا لَعِينُ ابْتَغِ عَلُوًّا عَلَى ابْنِ الْمُصْطَفَى يَا شَمَخْتَرُ

۴۸۳..... او لعین منحوس! تیرے لئے تو جہنم ہی ٹھکانا ہے۔ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے پر فضیلت چاہتا ہے۔

تُذَكِّرُنَا عَهْدَ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلَا وَمَا أَنْتَ إِلَّا فِي الْكَلَامِ غُمَيْدَرُ

۴۸۴..... تو ہمیں امام حسین کا وہ زمانہ یاد دلاتا ہے جو کربلا میں گزرا اور اس بات میں تو محض بیہودہ گو ہے۔

اتْرَعُمُ أَنَّ الْقَتْلَ يُزْرِى بِشَانِهِ أَمَا تَسْتَحِى مِنْ جَدِّهِ حِينَ تَفْجُرُ

۴۸۵..... کیا تیرا خیال یہ ہے کہ قتل ان کے شان عالی کے خلاف ہے۔ کیا تجھے جھوٹ بکتے ہوئے ان کے جد امجد آنحضرت ﷺ سے شرم نہیں آتی؟

تُدَبِّرُ إِذَا لَمْ تَدْرِ يَا فَاقِدَ النُّهَى وَلَا تَتَهَوَّرُ فِي الْكَلَامِ فَتُخَسِرُ

۴۸۶..... او بے عقل! سوچ سمجھ کر بات کر اور کلام میں بیباکی نہ کر۔ ورنہ خسارہ میں پڑے گا۔

فَإِنَّ حُسَيْنًا لَمْ يَكُنْ ذَا دَنَاءَةٍ لِيَرْضَى بِدُنْيَاهُ الدَّنِيَّةِ يَفْخَرُ

۴۸۷..... کیونکہ حضرت امام حسین تیری طرح دنی الطبع نہ تھے۔ جو دنیا دنی پر فخر کرتے ہوئے راضی ہو جاتے اور یزید کی بیعت کر لیتے۔

وَلَوْ لَمْ تَنْلُ الْمُؤَبَّاتُ لَدَى الْوَعَى لَمَا نَالَ فِي الْأَنْعَامِ مَا لَيْسَ يُحْصَرُ

۴۸۸..... اور اگر امام حسین کو لڑائی میں مصیبتیں پیش نہ آتیں تو انعامات کے کیونکر مستحق ہوتے۔ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فَدَعُ عَنْكَ ذَا الْجَهْلِ الْمُرَكَّبَ وَارْتَدِعْ وَلَا فِی نَارِ الْجَحِیْمِ سَتُدْحَرُ

۴۸۹..... پس اپنے جہل مرکب کو چھوڑ اور اپنے دعویٰ باطل سے باز آ۔ ورنہ دوزخ کی آگ میں عنقریب تو پھینکا جائے گا۔

وَمَا تَدْعِي كَذْبًا بِأَنَّكَ مُرْسَلٌ وَتُصْلِحُ قَوْمًا غَافِلِينَ وَتُنْذِرُ

۴۹۰..... اور دروغ گوئی سے جو اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ تو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ غافلوں کی اصلاح کرے اور ان کو ڈرائے۔

فَذَلِكَ زُورٌ وَافْتِرَاءٌ وَجُرْأَةٌ عَلَى اللَّهِ يَا مَغْرُورٌ سَوْفَ تُحَقَّرُ

۴۹۱..... او مغرور! یہ دروغ آرائی اور افتراء اور جرأت تیری در حقیقت خدا پر ہے۔ اب تو رسوا ہوگا۔

وَقَوْلُكَ إِنِّي قَدْ وَرِثْتُ مُحَمَّدًا وَمَا أَنَا إِلَّا اللَّهُ الْمُتَخَيَّرُ

۴۹۲..... اور تیرا یہ کہنا کہ بیشک میں محمد ﷺ کا وارث ہوں اور میں ہی ان کا برگزیدہ آل ہوں۔

كَذَبْتَ عَلَى الْمُخْتَارِ فِيهِ فَلَا تَعُدُّ إِلَى مِثْلِهِ وَاحْذَرْ يَنَالَكَ عُسْرُ

۴۹۳..... اس میں تو نے محمد ﷺ پر جھوٹ افتراء کیا ہے۔ خبردار ذرا ڈر ایسا نہ کہہ ورنہ تجھ پر

سخت

مصیبت آئے گی۔

وَهَلْ لَكَ آيَاتٌ تَدُلُّ عَلَى الَّذِي تَقُولُ وَإِلَّا بِالضَّلَالَةِ تَهْدِرُ

۴۹۴..... اور کیا تیرے پاس ایسی نشانیاں ہیں جو تیرے یہودہ قول پر دلیل ہوں؟ ہر گز نہیں اور

یہ تو اپنی گمراہی سے یہودہ بکتا ہے۔

وَإِلَّا بِنَظْمِ الشُّعْرِ أُرْسِلْتَ مُعْجِزًا عَلَيْكَ مِنَ الْجَبَّارِ لَعْنُ مُتَبَرِّ

۴۹۵..... اور صرف اشعار کہنے کے جھوٹے معجزہ سے تو رسول ہو گیا۔ تجھ پر خدائے جبار کی

ایسی

لعنت پڑے کہ ہلاک کر ڈالے۔

عَلَى الْمُصْطَفَى فَضَّلْتَ نَفْسَكَ كَاذِبًا فَذَلِكَ تَوَهِينٌ وَأَنْتَ مُحَقَّرٌ

۴۹۶..... اور تو نے آنحضرت ﷺ پر تو نے یہ کہہ کر (کہ نصف القمر) دعویٰ افضلیت کیا۔ حالانکہ

تو جھوٹا

ہے۔ یہ دعویٰ تیرا سردار انبیاء کی توہین ہے اور تو تو خوار ہی رہے گا۔

وَقُلْتُ كَلَامٌ مُعْجِزٌ آيَةٌ لَهُ كَذَلِكَ لِي قَوْلٌ عَلَى الْكُلِّ يَبْهَرُ

۴۹۷..... اور تو نے کہا کہ آنحضرت کے لئے جس طرح قرآن مجید معجزہ ہے اسی طرح میرا کلام

بھی معجزہ ہے بلکہ سب پر غالب ہے۔

أَلَا أَيُّهَا الْمِرْزَا جَهُولٌ مُزَوَّرٌ وَمَا أَنْتَ إِلَّا فِي الضَّلَالِ مُخَسَّرٌ

۴۹۸..... (سن لے) او مرزا! جاہل جھوٹے اور تو تو ضلالت کے تاریک گڑھے میں نقصان

پانے والا ہے۔

تَنْبَيْتٌ جَهْلًا يَا سَفِيهٌ وَلَمْ تَخَفْ مِنَ الْقَاهِرِ الدِّينِ فِيمَا تُحَرَّرُ

۴۹۹..... تو نے اپنی حماقت جہالت سے دعویٰ نبوت کیا اور خدائے قہار سے ایسے جھوٹ لکھنے

میں کچھ بھی خوف نہ کیا۔

وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمْ الْمُنْكَرَ الَّذِي كَمَا جَاءَ وَلِيُّ الدِّينِ فِي النَّاسِ يُظْهِرُ

۵۰۰..... اور تم اپنی مجلس میں وہ بدتہذیبی کرتے ہو جسے حکیم ولی الدین صاحب نے لوگوں

میں

بیان کیا تھا۔

عَجِبْتُ لِكَذَابِ وَإِبْلِيسُ أَصْلُهُ وَصَلَّاهُ مِنْ طِينِهِ مُتَخَمِّرُ

۵۰۱..... مجھے تعجب ہے کہ جس کذاب کی طینت ابلیس کی ہو اور جس کی مٹی ابلیس کے خمیر سے بنی ہو۔

يَقُولُ إِلَى الْمُخْتَارِ أَصْلِي يَنْتَمِي وَمِنْ طِينِهِ الْمَعْصُومِ طِينِي مُعْطَرُ

۵۰۲..... وہ کیونکر کہتا ہے کہ میری اصل آنحضرت ﷺ سے ہے اور ان کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔

يَقُولُ نَسِيبُ الْمُصْطَفَى ثُمَّ يَدَّعِي خِلَافَةَ عِيسَى إِنَّ هَذَا لَمُنْكَرُ

۵۰۳..... وہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ تو بڑی مصیبت ہے۔

يَقُولُ أَنَا بَايَعُونِي أَمَا دَرَى بِأَنَّهُمْ فِي النَّارِ مَعَهُ وَدُمُّوْا

۵۰۴..... وہ کہتا ہے کہ لوگوں نے میری بیعت کی۔ کیا یہ نہیں جانتا کہ وہ سب بھی اسی کے ساتھ دوزخ میں اکٹھے ہوں گے اور ہلاک کئے جائیں گے۔

فَأَكْبَرُ مَنْ قَدْ بَايَعُوكَ أَشْرُهُمْ وَأَعْقَلُهُمْ شَيْطَانُهُمْ وَهُوَ أَصْغَرُ

۵۰۵..... اور تیرے مریدوں میں جو سب سے بڑا ہے وہی زیادہ شریر ہے اور جو سب سے عاقل وہی سب کا شیطان ہے اور حقیقت میں وہ خوار ہے۔

وَهَلْ يُلَفِّ فِيهِمْ دُؤُ صَلاَحٍ وَإِنَّهُمْ طَعَوْا فِي بِلَادِ اللَّهِ بَغْيًا وَأَكْثَرُوا

۵۰۶..... کیا ان میں کوئی صالح متقی ہے؟ بیشک انہوں نے باغی ہو کر خدا کے ملک میں فساد پھیلایا اور اس میں بہت بڑھ گئے۔

إِذَا كُنْتَ مِنَ الْخُمُولِ مِنَ الصَّبَا وَإِنْ يَأْتِكَ الزُّوَارُ عَنْهُمْ تُصَعِّرُ

۵۰۷..... جب کہ لڑکپن سے تو گمنامی کا خواہاں تھا اور اگر تیرے پاس زائرین آئے تو تو نے ان سے منہ پھیر لیا۔

فَمَذْجَاءُكَ الْمَلْعُونُ إِبْلِيسُ زَائِرًا وَأَغْرَاكَ هَلَا عَنْهُ أَعْرَضْتَ تَنْفِرُ

۵۰۸..... تو جب ابلیس لعین تیری زیارت کو آیا اور تجھے برانگیختہ کیا تو کیوں نہیں تو نے اس سے نفرت کر کے منہ پھیر لیا۔

وَالْأَلْحَظُّ النَّفْسِ بَادَرَتْ طَائِعًا وَأَظْهَرَتْ بِالْفَحْشَاءِ مَا كُنْتَ تُضْمِرُ

۵۰۹..... اور محض نفسانی خواہش سے تو نے اس کی فرمانبرداری میں جلدی کی اور تو نے وہ گندگیاں ظاہر کیں جن کو تہ دل میں چھپایا تھا۔

ضَلَّالُكَ لَمْ يُدْرِكْهُ غَيْرِي وَإِنِّي سَابُدِي مَسَاوِيكَ الَّتِي أَنْتَ تَسْتُرُ

۵۱۰..... میرے سوا تیری گمراہی کو کسی نے معلوم نہ کیا اور بیشک میں تیری ان برائیوں کو ظاہر

کروں گا جن کو تو چھپاتا ہے۔

مَضَى وَقْتُ نَضْوِ الْمُرْهَفَاتِ وَدَفَعَهَا وَلَكِنْ بَرَّهَانَ مِنَ اللَّهِ تُنَحِّرُ

۵۱۱..... تلواروں کے کھینچنے اور ان سے زخمی کرنے کا زمانہ گزر گیا۔ مگر خدا کی قوی دلیلوں

سے تو

ذبح کیا جائے گا۔

وَلِلَّهِ سُلْطَانٌ وَجُنْدُ مَلَائِكٍ شِدَادٍ عَلَى مَنْ بِالرَّسَالَةِ يَكْفُرُ

۵۱۲..... اور اللہ ہی کو غلبہ ہے اور اس کی فوج ملائکہ کو جو منکر رسالت پر نہایت سخت ہیں۔

إِذَا مَا عَلَيَّ جَاءَ لِلْبَحْثِ طَالِبًا فَطَيْتُكَ كُتُبَ الْبَحْثِ عَجْزُكَ يَظْهَرُ

۵۱۳..... جب کہ مولوی علی حائری مناظرہ کے لئے تیرے پاس آئے تو تیرا کتب مناظرہ کو بند

کرنا تیری عاجزی کو ظاہر کرتا ہے۔

تَفَوَّهْتَ جَهْرًا بِالضَّلَالِ وَلَمْ تَخَفْ عِقَابًا مِنَ الْجَبَّارِ فِيمَا تُزَوِّرُ

۵۱۴..... تو نے گمراہی کا شور مچایا اور اپنے فریب میں خدائے قہار کے غضب سے نہ ڈرا۔

فَيَا مُبْغِضَ ابْنِي بِنْتِ أَفْضَلِ مُرْسَلٍ بِمَاذَا تُلَاقِي جَدَّهُ يَوْمَ تُحْشَرُ

۵۱۵..... اور افضل الرسل کے نواسوں سے بغض رکھنے والے! قیامت کے دن ان کے نانا

محمد ﷺ سے کس منہ سے ملے گا۔

تَجَرَّاتٌ فِي شَتَمِ الْحُسَيْنِ وَلَمْ تَخَفْ كَأَنَّكَ غَوْلٌ فَاقِدُ الْعَقْلِ أَعْوَرُ

۵۱۶..... امام حسین کو گالی دینے میں تو نے جرأت شنیعہ کی اور کچھ خوف نہ کیا۔ گویا تو کانا دیوانہ ہے۔

وَأَنْكَرْتَ قَوْلَ الْمُصْطَفَى وَحَدِيثَهُ وَمُنْكَرُ أَخْبَارِ النَّبِيِّ مُكْفَرُ

۵۱۷..... اور تو نے آنحضرت ﷺ کی حدیثوں کا صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ آپ کے حدیثوں کے منکر کی تکفیر صحیح اور درست ہے۔

أَلَمْ تَخْشَ رَبَّ الْخَلْقِ يَا مُدَّعِي الْهُدَى وَأَنْتَ مُصِرٌّ بِالضَّلَالِ مُشَمَّرُ

۵۱۸..... او ہدایت کے مدعی! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا ہے؟ اور ضلالت پر اصرار کرتا ہے اور اس کے پھیلانے کے لئے پوری کوشش کرتا ہے۔

وَقَدْ قُلْتَ مِنْكُمْ يَأْتِيَنَّ إِمَامُكُمْ وَذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ نَبَأٌ مُكَرَّرُ

۵۱۹..... اور تو نے قدیل منکم کہا ہے یعنی تم سن چکے کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا اور یہ خبر تو

قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے

أَجَبْنِي أَيَا إِبْلِيسُ أَنْتَ مُعَجَّلُ

۵۲۰..... او ابلیس! تو جلد بتا تو سہی کہ ام

لَقَدْ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ بَدْرُ الدُّجَى لَنَا

۵۲۱..... بیشک امت میں سے بہترین

پھر خوش ہو۔

وَفَرَّقَكُمْ مِّنَّا النَّبِيُّ بِجَنَسِكُمْ

۵۲۲..... اور نبی ﷺ نے منکم فرما کر آ

ہم سے الگ ہے۔ پس سوچو

أَتَانِي كِتَابٌ مِنْكَ فِيهِ قَصَائِدُ

۵۲۳..... مجھے ایک کتاب تیری ملی جس

کے لائق نہیں۔

يُبَارَىٰ بِهَا أَهْلَ الْقَرِيضِ وَيَدَّعِي

۵۲۴..... اور نرا! اسی قصیدہ پر شعراء

اس جہل مرکب پر اتراتا ب

وَلَمْ أَرَفِهَا مُعْجَزًا غَيْرَ مَا حَوَتْ

۵۲۵..... حالانکہ میں نے اس قصیدہ

وَذَلِكَ إِعْجَازٌ بِهِ أَعْجَزَ الْوَرَى

۵۲۶..... اور اسی الو کے اعجاز سے

موٹا خراب کپڑا درزی کو

تَقُولُ فِيهَا أَنَّهُ جَاءَ مُنْذِرٌ

۵۲۷..... وہ اس قصیدہ میں دعویٰ کر

ڈرانے والا ہوں۔

وَعَمَّاهُ جَهْلٌ ثُمَّ فِسْقٌ وَفُجُورٌ

۵۲۸..... اسے جہل اور فسق و فجور

وَمَا هُوَ إِلَّا كَاذِبٌ وَابْنُ كَاذِبٍ

قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے۔

أَجْبَنِي أَيُّهَا إِبْلِيسُ أَنْتَ مُعْجَلًا أَهْلًا حَدِيثُ أَمِّ قُرَّانٍ مُطَهَّرُ

۵۴۰..... او ابلیس! تو جلد بتا تو سہی کہ امامکم منکم حدیث ہے یا کلام پاک ہے۔

لَقَدْ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ بَدْرُ الدُّجَى لَنَا وَمَا لِيَكُم مِّنْكُمْ إِمَامٌ فَأَبْشِرُوا

۵۴۱..... بیشک امت میں سے بہترین محمد ﷺ نے ہمیں فرمایا ہے کہ تمہارا امام تمہیں میں ہوگا۔

پھر خوش ہو۔

وَفَرَّقَكُمْ مِّنَّا النَّبِيُّ بِمَنْكُم وَأَخْرَاكُمْ لِيَسُوا بِمِنَّا فَفَكَّرُوا

۵۴۲..... اور نبی ﷺ نے منکم فرما کر آپ کی جماعت کو ہم سے الگ کر دیا۔ کیونکہ آپ کی

جماعت

ہم سے الگ ہے۔ پس سوچو!

أَتَانِي كِتَابٌ مِنْكَ فِيهِ قَصِيدَةٌ حَوَتْ مِنْ رَدِيِّ الشَّعْرِ مَا لَيْسَ يُذَكَّرُ

۵۴۳..... مجھے ایک کتاب تیری ملی جس میں ایک ایسا قصیدہ تھا جس کے برے اشعار ذکر کرنے

کے لائق نہیں۔

يُمَارِي بِهَا أَهْلَ الْقَرِيضِ وَيَدَّعِي بِذَلِكَ إِعْجَازًا بِهِ جَاءَ يَسْخَرُ

۵۴۴..... اور مرزا! اسی قصیدہ پر شعراء کا مقابلہ اور اسی پر اعجاز کا دعویٰ کرتا ہے، اور لطف یہ

ہے کہ

اس جہل مرکب پر اتراتا ہے۔

وَلَمْ أَرْ فِيهَا مُعْجِزًا غَيْرَ مَا حَوَتْ مِنَ اللَّحْنِ وَالْأَغْلَاطِ إِذْ لَيْسَ يُحْصَرُ

۵۴۵..... حالانکہ میں نے اس قصیدہ میں بیشمار غلطیوں کے سوا اور کوئی معجزہ نہ دیکھا۔

وَذَلِكَ إِعْجَازٌ بِهِ أَعْجَزَ الْوَرَى وَقَدْ يُعْجِزُ الْخَيَّاطَ ثَوْبٌ مُدْمَرٌ

۵۴۶..... اور اسی الو کے اعجاز سے آپ نے تمام مخلوقات کو اس طرح عاجز کر دیا۔ جس طرح

موٹا خراب کپڑا درزی کو سینے سے عاجز کر دیتا ہے۔

تَقُولُ فِيهَا أَنَّهُ جَاءَ مُرْسَلًا مِنَ اللَّهِ حَقًّا لِلْخَلَائِقِ يُنْذِرُ

۵۴۷..... وہ اس قصیدہ میں دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے مخلوقات کے لئے سچا رسول

اور

ڈرانے والا ہوں۔

وَعَمَّاهُ جَهْلٌ ثُمَّ فِسْقٌ وَبَعْدَ ذَا فُجُورٌ وَمَالٌ ثُمَّ حِرْصٌ مُتَبَرِّ

۵۴۸..... اسے جہل اور فسق و فجور و مال اور حرص نے اندھا کر دیا ہے۔

وَمَا هُوَ إِلَّا كَاذِبٌ وَابْنُ كَاذِبٍ عَلَيْهِ مِنَ الْجَبَّارِ لَعْنٌ مُدْمَرٌ

۵۲۹..... مرزا قادیانی نہیں تھا مگر جھوٹا اور جھوٹے کا بیٹا۔ اس پر خدائے جبار کی طرف سے مہلک لعنت پڑے۔

تَقُولُ إِنِّي نَائِبُ اللَّهِ فِي الْوَرَى عَجِبْتُ لَهُ بِالْإِفْتِرَا كَيْفَ يَجْسُرُ

۵۳۰..... وہ کہتا ہے کہ میں مخلوقات کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ مجھے اس کے افتراء پر سخت تعجب ہے۔ کیونکر ایسی دلیری کرتا ہے۔

لَنَطَقَتْ بِزُورٍ أَيُّهَا الْغُولُ شِقْوَةٌ أَهَذَا هُوَ الْإِسْلَامُ يَا مُتَكَبِّرُ

۵۳۱..... او دیو! تو شقاوت سے جھوٹ بکتا ہے۔ کیا یہی سچا اسلام ہے۔ او متکبر!

تَعَالَى إِلَهُ الْعَرْشِ عَمَّا تَقُولُهُ وَكُلُّ شَقِيٍّ لَا مَحَالَةَ يُزَجَّرُ

۵۳۲..... تو جو کچھ بکتا ہے خدا اس سے برتر اور پاک ہے اور ہر شقی قیامت کے دن ڈانٹ بتایا جائے گا۔

أَرْسَلَكَ الشَّيْطَانُ فِي النَّاسِ نَائِبًا فَتُفْسِدُ عَنْهُ فِي الْوَرَى وَتُدْمِرُ

۵۳۳..... کیا شیطان نے لوگوں میں تجھے اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے۔ تا کہ تو اس کی طرف سے دنیا میں فساد پھیلا کر لوگوں کو ہلاک کرے۔

وَسَوْفَ تَرَى مَا تَدْعِيهِ مِنَ الْهُدَى أَيْجِدِيكَ نَفْعًا فِي لَظَى حِينَ تُذَحَّرُ

۵۳۴..... اور جس ہدایت کا تو دعویٰ کرتا ہے عنقریب اسے دیکھ لے گا۔ کیا اس وقت وہ تجھے کچھ نفع دے گی جب تو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔

وَيُبْدِي لَكَ الرَّحْمَنُ يَوْمَ لِقَائِهِ مِنَ الْمُدْعَى زُورًا وَمَنْ ذَا الْمُطَهَّرُ

۵۳۵..... اور خدا تجھے اپنے ملنے کے دن بتا دے گا کہ کون جھوٹا ہے اور کون جھوٹ کی آلودگی سے پاک ہے۔

أَلَا إِنَّ وَقْتَ الدَّجَالِ وَالزُّورِ قَدْ آتَىٰ وَجَاءَتْ أَمَارَاتُ الْقِيَامَةِ تَظْهَرُ

۵۳۶..... سن لو! فریب اور جھوٹ کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا اور قیامت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

فَيَا أَيُّهَا الدَّجَالُ خَفْ رَبَّكَ الَّذِي يُشْجِي رُءُوسَ الْمُعْتَدِينَ وَيَقْهَرُ

۵۳۷..... او دجال! تو اس خدا سے ڈر جو غالب ہے اور قیامت میں گنہگاروں کا سر کچل دے گا۔

تَرَكْتَ طَرِيقَ الْحَقِّ فِي ابْنِ مُحَمَّدٍ وَآذَيْتَ خَيْرَ الْخَلْقِ يَا مُتَهَوِّرُ

۵۳۸..... تو نے رسول اللہ کے نواسوں کے برا کہنے میں حق کا راستہ چھوڑ دیا۔ او دلیر! تو نے خیر الخلائق آنحضرت ﷺ کو اذیت دی۔

فَإِيَّاكَ وَالتَّوْهِينَ وَالسَّبَّ وَالْقُلَى وَمَنْ جَاءَ تَحْقِيرًا بِهِمْ فَيُحَقَّرُ

۵۳۹..... اب بھی تو ان کی اہانت اور گالی دینے اور بغض سے باز آجا اور جو شخص اپنے خبث باطنی سے ان کی تحقیر کرے گا وہ رسوا ہوگا۔

وَحَاشَا إِلَهَ الْخَلْقِ يُكْرَمُ فَاسِقًا أَيَا كَاذِبِ الْحَلَّافِ سَوْفَ تُقَبَّرُ

۵۴۰..... اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کسی فاسق کی عزت کرے او جھوٹے قسم کھانے والے! تو اب تباہ ہوگا۔

وَفِي الْأَرْضِ أَشْخَاصٌ كِبَارٌ وَخَيْرُهُمْ رِجَالٌ أَهَانُوا الْكُهَذَبَانَ وَكَفَرُوا

۵۴۱..... اور دنیا میں بڑے بڑے لوگ ہیں۔ مگر سب سے بہتر وہی ہیں جنہوں نے قادیانی کی اہانت اور تکفیر کی۔

وَأَنْتَ مُصِرٌّ بِالضَّلَالِ مُكَابِرٌ وَشَرُّ خِصَالِ الْمَرْءِ كِذْبٌ يُكْرَرُ

۵۴۲..... تو ضلالت پر مصر اور اس کو پھیلانے والا ہے اور سب سے بری خصلت انسان کی یہ ہے کہ بار بار جھوٹ بولے۔

تَحُبُّ لَكَ الْوَيْلَاتُ فِيمَا كَتَبَتْهُ وَتَبَّتْ يَدُ تَغْوِي الْأَنَامَ وَتَهْذِرُ

۵۴۳..... تو نے جو کچھ لکھا ہے اس میں تیرے لئے خرابیاں ہیں اور ٹوٹ جائے وہ باتھ جو لوگوں کو گمراہ کرے اور تو بیہودہ بکتا ہے۔

فَتُبُّ وَاتَّقِ الْقَهَّارَ رَبَّكَ وَاحْشَهُ وَمَا تَدَّعِي زُورًا إِلَيْهَا لَتُعْنَى تَخْسَرُ

۵۴۴..... تو اب توبہ کر لے اور خدائے قہار سے ڈر اور اس کے عذاب سے بچ اور جھوٹا دعویٰ نہ کر ورنہ لعنتوں سے کچلا جائے گا۔

وَلَا تَقْفُ أَمْرًا لَّسْتَ تَدْرِكُ كُنْهَهُ فِتْنَلِي بِأَنْوَاعِ الْبَلَاءِ وَتُتَبِّرْ

۵۴۵..... اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کی حقیقت کا تجھے علم نہیں۔ ورنہ انواع و اقسام کی بلا میں مبتلا کر کے ہلاک کیا جائے گا۔

وَلَا تَتَعَرَّضْ لِلْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ لِيُؤْذِيَ رَسُولَ اللَّهِ بِمَا تَتَهَوَّرُ

۵۴۶..... او بے باک! امام حسینؑ سے تعرض نہ کر۔ کیونکہ یہ بات رسول خدا ﷺ کو تکلیف دیتی ہے۔

وَدَعَاكَ فِيهِ أَنَّهُ كَانَ عَاجِزًا إِلَى عَجْزِ رَبِّ الْخَلْقِ يُفْضِي فَتَكْفُرُ

۵۴۷..... اور تیرا یہ دعویٰ کہ حضرت امام حسینؑ عاجز تھے، تجھے خدا کے عجز تک پہنچاتا ہے۔ دیکھ تو کافر ہوا چاہتا ہے۔

وَحَاشَا إِلَهَ الْعَرْشِ أَنْ يَكُ عَاجِزًا وَلَكِنْ قَضَاءُ اللَّهِ فِينَا مُقَدَّرُ

۵۴۸ حالانکہ خدا کی ذات اس سے پاک اور منزہ ہے کہ وہ عاجز ہو۔ مگر خدا کی قضا ٹلتی نہیں۔

عَلَا أَنَّهُ لِلْمَوْتِ لَمْ يَكُ كَارِهًا وَلَمْ يَكُ مَوْتُ الْمَرْءِ مِمَّا يُحَقَّرُ

۵۴۹ علاوہ اس کے یہ بات بھی ہے کہ امام حسینؑ ہرگز موت سے کارہ نہ تھے اور نہ موت سے آدمی کی تحقیر ہوتی ہے۔

وَلَا سِيِّمًا مَنْ بِالشَّهَادَةِ خَصَّهُ إِلَهٌ كَرِيمٌ بِالْمَكَارِمِ يَغْمِرُ

۵۵۰ خصوصاً اس کی موت جس کو خدائے کریم نے اپنی حسنات سے مرتبہ شہادت سے ممتاز اور مشرف کیا ہو۔

وَأَمَّا بَلَاءُ الدُّنْيَا فَأَعْظَمُ مَا بِهِ يَنَالُ الْفَتَى أَوْجَ الْمَعَالِي وَيَفْخَرُ

۵۵۱ لیکن دنیا کی بلائیں جتنی زیادہ ہوں گی اتنا ہی نیک آدمی اس پر صبر کر کے مراتب عالیہ پائے گا اور اس پر فخر کرے گا۔

وَلَمْ يَخْلُ فِعْلُ اللَّهِ عَنْ حِكْمَةٍ بِهَا يُضِلُّ وَيَهْدِي وَالشَّقَاءُ يُقَدَّرُ

۵۵۲ اور اللہ تعالیٰ کے افعال حکمت سے خالی نہیں ہوتے۔ حکمت ہی سے بعضوں کو گمراہ کرتا ہے اور بعضوں کو ہدایت۔

وَحَسْبُكَ مَا أَوْرَدَتْهُ مِنْ آدِلَةٍ إِذَا كُنْتَ مِمَّنْ فِي الْأُمُورِ يُفَكَّرُ

۵۵۳ او مرزا قادیانی! اگر تجھے کچھ بھی غور و فکر کا مادہ ہے تو تیرے رد میں جو دلیلیں میں نے بیان کیں ہیں، وہ کافی ہیں۔

وَشَتَّانَ مَا يَبِينُ الْحُسَيْنِ وَيَبِينُ مَنْ يُضِلُّ الْوَرَىٰ بَغْيًا وَفِي النَّاسِ يَسْخَرُ

۵۵۴ اور حضرت امام حسینؑ میں اور اس شخص میں جو بغاوت اور سحر سے لوگوں کو گمراہ کرے زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فَإِنَّكَ يَا مَلْعُونُ فِي النَّارِ خَالِدٌ وَذَلِكَ بِالْجَنَاتِ حَقًّا مُبَشَّرُ

۵۵۵ او ملعون مرزا! تو بیشک جہنم میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور امام حسینؑ کو سچ بشارت جنت کی مل چکی ہے۔

نَسِيتَ جَلَالَ اللَّهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلَىٰ وَغَادَرْتَ نَهْجَ الْحَقِّ لِلْحَقِّ تُنْكِرُ

۵۵۶ تو خدا کی عظمت اور بزرگی اور بلندی کو بھول گیا اور انکار کرتے ہوئے حق کے وسیع راستہ کو چھوڑ دیا۔

وَأِنْ كَانَ هَذَا تَرْوُّرٌ فِي الدِّينِ جَائِزًا فَيَا لَلْغَوْرِ رُسُلُ اللَّهِ فِي النَّاسِ يُعَذَّرُوا

۵۵۷ اور اگر یہ جھوٹ دین میں جائز ہوتا تو انبیاء علیہم السلام محض لغو و بیکار ظاہر ہوئے۔

وَأَيُّ صَلاَحٍ جِئْتَنَا بِضِيَّائِهِمْ وَهَلْ لِدُجَى الْأَضَالِلِ صُبْحٌ فَيُسْفِرُ

۵۵۸ اور تو کون سی نیکی کی روشنی لے کر ہمارے پاس آیا ہے۔ وہ کیا گمراہ کرنے والوں کے لئے صبح ہے جو اسے روشن کر دے۔

وَكَأَيِّنْ مِّنَ الْآيَاتِ قَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا وَمَا هِيَ إِلَّا عَنْ ضَلَالِكَ تُخْبِرُ

۵۵۹ اور بہت سی نشانیاں تیری ہیں جن کا ذکر اوپر گزرا ہے۔ مگر سب کی سب تیری گمراہی کی خبر دیتی ہیں۔

وَهَلْ مِنْ شُؤْنِ الْأَنْبِيَاءِ بَانَتْهُمْ بِحِيلَةٍ نَّظِمَ الشُّعْرَ فِي النَّاسِ أَمْكُرُوا

۵۶۰ اور کیا انبیاء علیہم السلام کی شان کے یہ مناسب ہے کہ وہ نظم اشعار کے حیلہ سے لوگوں میں مکر کا دام پھیلائیں۔

تَقُولُ لَنَا بَعْدَ التَّجَارِبِ حِيلَةٌ لِنَكْتُبَ أَشْعَارًا بِهَا الْآنَ تَشْعُرُ

۵۶۱ تو کہتا ہے ”فَمِنْ لَّنَا“ یعنی ہمیں بہت سے تجربوں کے بعد یہ حیلہ ہاتھ آیا ہے کہ ہم ایسے اشعار لکھیں جن سے تو نشانوں کو معلوم کر لے۔

لِهَذَا هُوَ التَّبَكُّيْتُ مِنْ فَاطِرِ السَّمَاءِ عَلَيْكَ وَمِنْ فَرْطِ الْعَمَلِ لَيْسَ تَشْعُرُ

۵۶۲ پھر تیرے اشعار میں اس قدر غلطیوں کا ہونا خدا کی طرف سے تیری شکست ہے۔ مگر تو فرط حماقت سے سمجھتا ہی نہیں۔

وَهَذَا هُوَ الْإِفْحَامُ إِنْ كُنْتَ عَالِمًا بِمَعْنَى الَّذِي قَدْ قُلْتَهُ حِينَ تَهْذِرُ

۵۶۳..... اور اگر تجھے اپنی بیہودہ بکواس کا کچھ علم ہے تو یہ تیری شکست فاش ہے۔

فَإِنْ عُدْتَ لِلْعَزْوِ بِهَا يَا بَنَ تَصَلُّفٍ فَهَذَا عَلَى بَطْنِ الْمُكَذِّبِ خَنْجَرٌ

۵۶۴..... اے لاف زن کے بیٹے! پھر اگر دوبارہ تو نے دروغ آرائی کی تو یاد رکھ یہ دروغ تجھ

جیسے جھوٹے کے پیٹ پر خنجر ہوگا۔

وَلَعْنَةُ رَبِّي كُلَّ حِينٍ وَسَاعَةٍ عَلَى كُلِّ كَذَابٍ كَمِثْلِكَ يُفْجِرُ

۵۶۵..... اور اس جھوٹے پر جو تیری طرح علی الاعلان جھوٹ بکے خدا کی ہزاروں لعنتیں ہر وقت

اور ہر گھڑی پڑتی رہیں۔

وَإِنْ كَانَ حَقًّا كُلُّ مَا جِئْتَ تَدَّعِي وَمَا أَنْتَ فِي دَعْوَى الصَّلَاحِ مُزَوِّرٌ

۵۶۶ اگر تو جن کا دعویٰ کرتا ہے وہ سب سچ ہیں اور اپنے دعویٰ میں تو جھوٹا نہیں ہے۔

فَمَا لَكَ لَا تَسْطِيعُ تَهْدِي وَإِنَّهُ لِأَهْلِ الصَّالِحِ كُلِّ عُسْرٍ مُيسِّرُ

۵۶۷ پھر تجھ میں ہدایت کرنے کی استطاعت کیوں نہیں ہے۔ حالانکہ ہادی کے لئے تمام

دشواریاں آسان ہیں۔

وَلَكِنْ أَعْمَاكَ اللَّهُ عَمَّا تَقُولُهُ فَمَرْجِعُ مَعْنَاهُ عَلَيْكَ وَيَبْهَرُ

۵۶۸ لیکن تجھ کو تیرے بیہودہ اقوال سے خدا نے اندھا کر دیا ہے۔ پس جو تو دوسروں کو

کہتا

ہے اس کے معنی تجھی پر لوٹ آتے ہیں۔

لِعَمْرِي لَقَدْ شُجِّتَ فَمَاكَ رِسَالَتِي وَإِنْ مِتَّ لَا يَأْتِيكَ عَوْنٌ مُعَزِّرُ

۵۶۹ مجھے اپنی عمر کی قسم! میرے اس رسالہ نے تیری گردن توڑ دی اور اگر تو مر گیا تو

تیرے

پاس ہرگز کوئی مددگار نہ آئے گا۔

فَبَشِّرْ وَبَشِّرْ كُلَّ مَنْ بِكَ يَأْتِسِي بِنَارٍ لَظِي فِيهَا جَمِيعًا تُسَعَّرُ

۵۷۰ تو بھی خوش ہو اور اپنے متبعین کو بھی خوشخبری دے دے۔ جہنم کے آگ کی جس

میں

سب کے سب جھونکے جاؤ گے۔

وَإِنْ كُنْتَ فِي شَرْقِ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا تُعَدُّ أَدِيبًا أَوْ بِشْعِرِكَ تَفْخَرُ

۵۷۱ اور اگر تو تمام پورب اور پچھم میں ادیب شمار کیا جاتا ہے اور اپنے اشعار پر فخر کرتا ہے -

فَأَنِّي أَرَى الْأَطْفَالَ فِي الْحَيِّ وَالنَّسَا يُجِنُّونَ فِي نَظْمِ الْقَرِيضِ وَأَشْعُرُ

۵۷۲ تو میں دیکھتا ہوں کہ لڑکے اور عورتیں بھی عمدہ عمدہ نظمیں کہہ لیتی ہیں اور مشاعرہ

میں

غالب آتی ہیں -

وَمُذْ قِيلَ إِنَّ ابْنَ اللَّيْمَةِ شَاعِرٌ فَيَا شِعْرُ مَتَّ إِنَّ الرَّدَى بِكَ أَجْدَرُ

۵۷۳ اور جب کہ تجھ جیسے کو شاعر کہا گیا تو میں کہتا ہوں کہ اے شعر تو مر جا کیونکہ

ایسی شاعری

سے تو تیرے لئے ہلاکت بہتر ہے -

أَشْعُرُكَ هَذَا شِعْرُ عِلْمٍ وَحِكْمَةٍ وَإِلَّا فَيَا نَغْلُ بِالْفَنِّ تَسْخَرُ

۵۷۴ کیا تیرے ان اشعار میں کچھ بھی علم و حکمت ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اے غلام

بچے تو

شاعروں سے سخرہ پن کرتا ہے -

فَفِي اللَّفْظِ وَالتَّرْكِيْبِ وَالْوَزْنِ فَاسِدٌ قَبِيحٌ وَمَعْنَاهُ رَدِيٌّ مُعَوَّرٌ

۵۷۵ یہ تیرے اشعار لفظ اور ترکیب اور وزن میں فاسد اور قبیح ہیں اور ان کے معنی نہایت

وَقَوْلُكَ هَذَا آيَةٌ تُفْجِمُ الْ...

۵۷۶ اور تیرا یہ کہنا کہ یہ قصیدہ ایک

کہتا ہوں کہ اس کا الٹا ہو کی خبر دیتا ہے۔

فَدَعِ ذِكْرَكَ الْأَعْجَازَ فِي الشَّعْرِ وَالْ...

۵۷۷ اور تو جو اپنے اشعار میں ا...

کہتا ہوں نور قلب سے ا...

لَكَ الذُّلُّ فِي الدُّنْيَا وَأَنْفُكَ رَ...

۵۷۸ دنیا میں بھی تجھے ذلت ہے

عَلَاكَ بِسَيْفِ الْحَقِّ شَعْرِي مَ...

۵۷۹ میرے ان اشعار نے ت...

پارہ پارہ ہو گیا۔

وَقَدْ جَاءَ نُورُ الْحَقِّ لِلْغَيِّ مَ...

۵۸۰ اور بیشک گمراہی کے مٹا...

وہ خسارہ میں پڑ گئے۔

وَفِي النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ تَمَّتْ قَ...

۵۸۱ اور تیرا وہ قصیدہ نصف ش...

اور خدا پر جسارت کی تھی

وَقَدْ طَبَعَ الْمَوْلَى عَلَى قَلْبِكَ ...

۵۸۲ اور بے شک خدا نے تہی...

چھاپنے میں جلدی کی ہے...

وَيَا حَبْدًا فِيهِ تَصَادُقُ م...

۵۸۳ اور تیری جہالت کے اق...

اور سعادت خدا کی طرف

وَيَا لِنِعْمَ مَا أَعَدَّتْهُ مِنْ ...

ردی اور برے ہیں۔

وَقَوْلُكَ هَذَا آيَةٌ تُفْجِمُ الْعِدَى بِعَجْزِكَ يُنْبِي بَلْ بِجَهْلِكَ يُخْبِرُ

۵۷۶..... اور تیرا یہ کہنا کہ یہ قصیدہ ایسی نشانی ہے جو دشمنوں کو مغلوب اور ساکت کر دے گا مگر میں کہتا ہوں کہ اس کا الٹا ہو گیا۔ یعنی یہ قصیدہ تو تیرے عجز کو بتلاتا ہے۔ بلکہ تیرے جہل کی خبر دیتا ہے۔

فَدَعِ ذِكْرَكَ الْإِعْجَازَ فِي الشُّعْرِ وَارْتَدِعْ وَفَكَرْ بِنُورِ الْقَلْبِ فِيمَا أُكْرِرُ

۵۷۷..... اور تو جو اپنے اشعار میں اعجاز کا ذکر کرتا ہے اسے چھوڑ دے اور باز آجا اور میں جو بار بار کہتا ہوں نور قلب سے اس کو سوچ۔

لَكَ الذُّلُّ فِي الدُّنْيَا وَأَنْفُكَ رَاغِمٌ وَكُلُّ كَذُوبٍ لَا مَحَالَةَ يُخْسِرُ

۵۷۸..... دنیا میں بھی تجھے ذلت ہے اور تو نکٹا ہے اور اسی طرح تمام جھوٹے ضرور خسارہ اٹھائیں گے۔

عَلَاكَ بِسَيْفِ الْحَقِّ شِعْرِي مُبَارَزًا وَقَلْبُكَ مِمَّا فِيهِ قَطْعًا يُفْطَرُ

۵۷۹..... میرے ان اشعار نے حق کی تلوار سے تیرا مقابلہ کیا اور اس کے زد سے یقیناً تیرا دل پارہ پارہ ہو گیا۔

وَقَدْ جَاءَ نُورُ الْحَقِّ يُلْغِي مَا جَبَا فَأَبْطَلَ سِحْرَ الْمُعْتَدِينَ وَخُسْرُوا

۵۸۰..... اور بیشک گمراہی کے مٹانے کو خدا کی روشنی پہنچ گئی اور ظالموں کے جادو کو باطل کر دیا اور وہ خسارہ میں پڑ گئے۔

وَفِي النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ تَمَّتْ قَصِيدَةُ أُتِيَتْ بِهَا زُورًا عَلَى اللَّهِ تَجَسُّرُ

۵۸۱..... اور تیرا وہ قصیدہ نصف شعبان میں تمام ہوا تھا جس میں تو نے جھوٹ کا طومار باندھا تھا اور خدا پر جسارت کی تھی۔

وَقَدْ طَبَعَ الْمَوْلَى عَلَى قَلْبِكَ الشَّقَا فَبَادَرْتَ فِي طَبَعِ الْقَصِيدَةِ تَبْطُرُ

۵۸۲..... اور بے شک خدا نے تیرے دل پر مہر شقاوت لگا دی۔ اس لئے تو نے اترا کر قصیدہ کے چھاپنے میں جلدی کی۔

وَيَا حَبْدًا فِيهِ تَصَادُفُ طَبَعُهَا فَإِنَّ الشَّقَا وَالسَّعْدَ فِيهِ يُقَدَّرُ

۵۸۳..... اور تیری جہالت کے اظہار کے لئے اس وقت اس کا چھپنا کیا ہی خوب ہوا۔ بیشک شقاوت اور سعادت خدا کی طرف سے ہے۔

وَيَا لِنِعْمٍ مَا أَعَدَدْتَهُ مِنْ فَظَائِعٍ لِيَوْمٍ بِهِ كُلُّ الْخَلَائِقِ تَحْضُرُ

۵۸۴..... اور تو نے کیا اچھا برائیوں کا انبار اس دن کے لئے تیار کر رکھا ہے جس دن تمام خلائق حاضر ہوگی۔

رَمِيتَ لِتُعْتَالَ الْأَنَامَ بِفِتْنَةٍ وَلَكِنْ رَمَاكَ اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

۵۸۵..... تو نے باطل اور جھوٹ کا جال پھینکا کہ لوگوں کو اپنے فتنہ سے ہلاک کرے۔ لیکن خدا نے اپنا تیر مار کر تجھے ہلاک کر دیا اور اللہ بہت بڑا ہے۔

وَأَقْدَرَنِي رَبِّي لِرَدِّكَ مَنَّةً فَبَادَرْتُ فِي نَظْمِ الْجَوَابِ أُحَرِّرُ

۵۸۶..... اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و احسان سے تیرے رد کرنے کی قدرت دے دی۔ پھر میں نے جلدی سے نظم میں جواب لکھ دیا۔

وَمَا أَنَا مِمَّنْ فِي الْقَرِيضِ لَهُ يَدٌ وَلَا النَّظْمِ مِنْ دَائِي وَلَا أَنَا أَشْعُرُ

۵۸۷..... اور میں ان لوگوں میں نہیں ہوں۔ جن کو شاعری میں ید طولیٰ ہے اور نہ شاعری میرا شیوہ ہے اور نہ شاعر ہوں۔

وَلَكِنِّي مُذْ رُمْتُ رَدَّكَ لَمْ أَزَلْ بِعَوْنِ مِنَ الرَّحْمَنِ فِي النَّظْمِ أَظْفَرُ

۵۸۸..... لیکن خدا کی مدد سے جب سے میں نے تیرے قصیدہ کا جواب نظم میں شروع کیا ہے۔ ہمیشہ فتح یاب ہوتا رہا۔

وَهَذَا دَلِيلٌ لِي عَلَى صِدْقِ دَعْوَتِي وَتَكْذِيبِ مَا أَوْرَدْتَ وَالْحَقُّ يَبْهَرُ

۵۸۹..... اور یہ میرے دعوے کے صدق اور تیرے دعویٰ کے کذب پر قوی دلیل ہے اور حق ضرور غالب ہو کر رہے گا۔

رَأَى عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ الْحَيِّ ظَنَّهُ لَوَاقِحَ إِنْعَامٍ مِنَ اللَّهِ تَمَطَّرُ

۵۹۰..... اس نے یوں ہی کچھ آتے دیکھ لیا اور سمجھ بیٹھا کہ یہ خدا کی طرف سے انعام کی اونٹنیاں ہیں۔

لَكَ الْوَيْلُ لَا تَمْرَحْ بِهِوَ جَاءَ ضِمْنَهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ كُلُّ شَيْءٍ تُكْسَرُ

۵۹۱..... تجھ پر خرابی ہے اس آندھی پر مت اترا جس کے پہلو میں دردناک عذاب ہے جو ہر چیز کو توڑ مروڑ دے گا۔

رَأَى هَفَوَاتٍ كَاللَّوَاقِحِ أُنْزِلَتْ فَلَمْ يَدْرِ فِي تَشْبِيهِهَا مَا يُحَرَّرُ

۵۹۲..... اس نے اپنے گناہوں کو اونٹنیوں کی طرح اترتے دیکھا اور بغیر سمجھے اس کے تشبیہ میں جو چاہا، لکھ مارا۔

فَقَالَ كَمَا النُّوْقُ اللَّوَاقِحِ أُنْزِلَتْ لَنَا بَرَكَاتٌ إِنَّ هَذَا لَمُنْكَرٌ

۵۹۳..... اور یوں کہہ دیا کہ ہم پر برکتیں نا

عَلَا أَنَّهَا لَوْ بِالرِّيَّاحِ تُفَسَّرُ

۵۹۴..... ہاں اس کی ہوا کے جھونکے سے

وَقَدْ تَمَّ مَا قَدْ رُمْتُ إِيْرَادَهُ عَلَى

۵۹۵..... اور بے شک دجال جھوٹے ارادہ کیا تھا۔

وَأَرْجُو مِنَ الرَّحْمَنِ أَنْ لَا يُغِي

۵۹۶..... اور خدا سے امید رکھتا ہوں کا زمانہ ہے۔

وَأَسْأَلُهُ حُسْنَ الرِّضَاءِ بِعَفْوٍ

۵۹۷..... اور خدا سے اس کی رضا مندی

كَذَٰكَ جَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ بِعَفْوٍ

۵۹۸..... اور اسی طرح تمام مسلمانوں تمام لوگ قبروں سے نکال

وَأَزْكَى صَلَاةٍ مَّعَ أَتَمِّ تَحِيَّةٍ

۵۹۹..... اور نہایت پاکیزہ درود شر دنیا قائم رہے۔

كَذَا الْآلُ وَالْأَصْحَابُ مَا أَسْفَرَ إِلَهُ

۶۰۰..... اور اسی طرح آپ کے آل روشن رہے اور ضلالت کی

وَمَا قَالَ أَهْلُ الْحَقِّ فِي رَدِّ

۶۰۱..... اور جب تک اللہ والے کے

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ

۶۰۲..... اور سب سے آخر بات ہ

مرزا قادیانی کے جواب کی

مُنَازَرَةُ الْمُؤَنِّكَيرِ أَعْظَمُ

۵۹۳..... اور یوں کہہ دیا کہ ہم پر برکتیں اونٹنیوں کی طرح نازل ہوئیں۔ بے شک یہ بڑی مصیبت ہے۔

عَلَىٰ أَنَّهَا لَوْ بِالرِّيَّاحِ تَفَسَّرَتْ لَصَحَّ وَلَكِنْ جَهْلُهُ كَيْفَ يُظْهَرُ

۵۹۴..... ہاں اس کی ہوا کے جھونکے سے تعبیر کرتا تو البتہ صحیح تھا مگر اس سے اس کا جہل کیونکر ظاہر ہوتا۔

وَتَمَّتْ بِمَا قَدَرْتُ إِيْرَادَهُ عَلَىٰ فَصِيْدَةٍ دَجَّالٍ كَذُوْبٍ يُؤَزَّرُ

۵۹۵..... اور بے شک دجال جھوٹے دروغ آراء کے قصیدہ کا پورا جواب ہو گیا۔ جس کا میں نے ارادہ کیا تھا۔

وَأَرْجُو مِنَ الرَّحْمَنِ أَنْ لَا يُضِلَّنَا بِفِتْنَتِهِ فَالْوَقْتُ بِالشَّرِّ أَجْدَرُ

۵۹۶..... اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ ہمیں اس کے فتنہ سے گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ یہ شروفساد ہی

کا زمانہ ہے۔

وَأَسْأَلُهُ حُسْنَ الرِّضَاءِ بِعَفْوِهِ وَغُفْرَانَهُ يَوْمَ التَّلَاقِ حِينَ أَحْشَرُ

۵۹۷..... اور خدا سے اس کی رضامندی اور عفو اور مغفرت اس دن چاہتا ہوں جس دن حاضر کیا جاؤں۔

كَذَاكَ جَمِيعُ الْمُسْلِمِينَ يَعْثُهُمْ بِرَحْمَتِهِ الْعَظْمَىٰ إِذَا النَّاسُ يُنْشَرُّوْا

۵۹۸..... اور اسی طرح تمام مسلمانوں کے لئے اس کی رحمت عظمیٰ کا خواستگار ہوں۔ جب کہ تمام لوگ قبروں سے نکالے جائیں گے۔

وَأَزْكِي صَلَاقٍ مَّعَ أَتَمِّ تَحِيَّةٍ تَخُصَّانِ خَيْرَ الْخَلْقِ مَا لَاحَ نَيْرُ

۵۹۹..... اور نہایت پاکیزہ درود شریف اور کامل تحفہ خیر الخلائق محمد ﷺ پر ہوں۔ جب تک

دنیا قائم رہے۔

كَذَا الْآلُ وَالْأَصْحَابُ مَا أَسْفَرَ الْهُدَى وَأَذْبَرَ دَيْجُورُ الضَّلَالَةِ يُدْحَرُ

۶۰۰..... اور اسی طرح آپ کے آل اطہار اور اصحاب کرام پر ہوں۔ جب تک آفتاب ہدایت

روشن رہے اور ضلالت کی تاریکی دفع ہوتی رہے۔

وَمَا قَالَ أَهْلُ الْحَقِّ فِي رَدِّ كَافِرٍ إِلَّا فِي سَبِيلِ الْغِيِّ مَا أَنْتَ مُظْهِرُ

۶۰۱..... اور جب تک اللہ والے کسی منکر کے رد میں یہ کہیں الا فی سبیل الغی۔ الخ!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَطَانَاهُ وَفَقًا لِلْجَوَابِ فَنَشْكُرُ

۶۰۲..... اور سب سے آخر بات ہماری یہ ہے کہ تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں

مرزا قادیانی کے جواب کی توفیق دی اور اس پر ہم اس کا شکر کرتے ہیں۔

مُنَازَرَةُ الْمُؤْتَفِكِ أَعْظَمُ شَأْنِهَا إِلَى هَذِهِ الْأَيَّامِ تَبْكُونَ فَانْظُرُوا

۶۰۳ اور مناظرہ مونگیر کی تو بڑی شان ہے۔ اب تک تم لوگ اس کو یاد کر کے روتے ہو۔

وَصَلْنَا كَصَوْلِ اللَّيْثِ غَضْبًا وَحِكْمَةً اَتَانَا بِشَخْصٍ اَبْكَمٍ وَهُوَ اَعْوَرُ

۶۰۴ ہم لوگ اس مناظرہ میں غصہ اور دانائی سے شیر کی طرح جھپٹے اور مرزا قادیانی کی طرف

سے ایک شخص گونگا آیا اور وہ کانا بھی تھا۔

وَحِزْبٌ مِّنَ الْاَشْرَارِ قَامُوا وَذَكَرُوا وَرَهْطٌ مِّنَ الْاَشْرَارِ ضَلُّوا وَدَمَرُوا

۶۰۵ اور ہماری طرف سے چند حضرات نے کھڑے ہو کر وعظ فرمایا اور مرزا قادیانی کی جماعت

خود تو گمراہ تھی ہی، کچھ کہہ کر اوروں کو بھی تباہ کیا۔

فَمَا زَالَ بَحْثٌ فِيْ حَيَاتِ مَسِيْحِنَا اِلَى اَنْ طَوَى الْبَحْثَ عَلَيَّ مُدَبِّرُ

۶۰۶ اور بحث حیات مسیح علیہ السلام پر ہونے لگی۔ یہاں تک کہ مرزا کی طرف کرے میر مجلس

منشی قاسم علی نے بحث کو بند کر دیا۔

وَنَادَاهُ اِبْرَاهِيْمُ مِقْدَامُ صَوْلَةً اَذْكُرْكُمْ اِذْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

۶۰۷ پھر تو مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جب کھڑے ہو کر خدا کو پکارا۔ حاضرین جلسہ

میں تم کو یاد دلاتا ہوں جب کہ انہوں نے نعرہ اللہ اکبر کا مارا۔

هٰنَا زُلْزِلَتْ اَرْضُ الْمُنَاطَرَةِ الَّتِي عَلَيْهَا خَبِثُ الْقَوْمِ جَاءَ وَاتَّبَعُوا

۶۰۸ اسی وقت نعرہ سے مناظرہ کی وہ سرزمین کانپ اٹھی۔ جس پر قوم خبیث تھی اور لوگوں

کو

تباہ کر رہی تھی۔

فَلَمَّا تَغَشَّى الْغَمُّ وَالْهَمُّ وَالْفَجَا عَلَى رَاسِهِ الْكُرْسِيُّ وَلَوْ اَفَادَبَرُوا

۶۰۹ پھر جب کہ مرزائیوں کو دکھ اور درد مصیبت نے گھیر لیا تو منہ موڑ کر سر پر اپنی اپنی

کرسی

لے کر چلتے ہوئے پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے۔

يَخْرُونَ اِذْ جَاءَ ابْنُ سَيِّدَةِ النَّسَا وَاِنْ كُنْتُ نَقَّاشًا فَحِينًا اُصُوْرُ

۶۱۰ پس جب کہ ابن شیر خدا مولوی مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری تشریف لائے تو سب

کے سب بھاگ گئے اور اگر میں فوٹو گرافر ہوتا تو اسی وقت ان کی تصویر کھینچ لیتا۔

وَمُخْتَارٌ وَالسَّهْوُلُ وَالْمُرْتَضَى وَمَنْ اَتَا بَعْدَهُمْ لَا سِيَّما الشَّيْخُ اَنُوْرُ

۶۱۱ اور مولوی مختار احمد مرحوم اور مولوی سہول اور مولوی مرتضیٰ حسن اور ان کے بعد

جو علماء

اسلام تشریف لائے خصوصاً مولوی انور شاہ (کشمیری) صاحب۔

وَتَبْنَا عَلَيْهِمْ كَالْهَزْبِ مُبَاحِثًا بِسَاحَتِ قَوْمٍ اِذْ نَزَلْنَا وَنَخْطَرُ

۶۱۲ پھر تو مناظرہ کے لئے ہم ا

قوم میں ہوتا ہے۔

فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذِرِينَ إِذَا سَدَّ

۶۱۳ یا جب ہماری وہ فوج جسے خ

کے لئے وہ صبح نہایت منحوس

وَأَتَمَمْتُ هَذَا مَا وَعَدْتُ بِجُ

۶۱۴ اور جس کے جواب کا میں ن

”وصلی اللہ علی سید والہ وصحبہ اجمعین و آخر دعوا

عرصہ ہوا کہ اس کے پہلے سینکڑوں غلطیاں ہر قسم کی ہیں، طبع ہو کر وغیرہ میں اہتمام سے بذریعہ
ڈاک بھیجے ان غلطیوں کو نہ اٹھایا اور نہ اٹھا سکتے

قصیدہ اعجازیہ سے بہتر قصیدہ جوابیہ پیش کے طبع میں دیر ہوئی۔

مرزا قادیانی نے اپنی اردو احمدی ص ۲۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۷) میں کتابوں میں جو حدیثیں ہیں،
ان کی ع صاحب نے توڑ دی۔ اب دوسری ٹانگ

اب حضرات ناظرین الم اعجازیہ کو پیش نظر رکھ کر انصاف کی ب مرزا قادیانی کے اعجاز کی رہی
سہی دوسرے ان کے اعجاز کی تو اس کے پہلے حصہ قبل توڑ دی تھی۔ ایسی حالت میں مر طرح دم توڑ
رہا ہے۔ بلکہ ناظرین ا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْد!

۶۱۲ پھر تو مناظرہ کے لئے ہم ان پر شیر کی طرح جا پڑے اور جب ہمارا آنا اس طرح کسی قوم میں ہوتا ہے۔

فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ إِذَا سَطَا جُنُودٌ عَلَيْهِمْ لَا يَرَاهَا الْمُلَغَّزُ

۶۱۳ یا جب ہماری وہ فوج جسے تباہ شدہ قوم نہیں دیکھتی ہے ان پر حملہ آور ہوتی ہے تو منکروں

کے لئے وہ صبح نہایت منحوس ہوتی ہے۔

وَأَتَمَمْتُ هَذَا مَا وَعَدْتُ جَوَابَهُ بِحَمْدٍ وَشُكْرٍ مِّنْ لَّهِ الْحَمْدُ أَكْبَرُ

۶۱۴ اور جس کے جواب کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ بحمد اللہ وہ پورا ہوا۔

”وصلی اللہ علی سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد والہ وصحبہ اجمعین وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“

عرصہ ہوا کہ اس کے پہلے ابطال اعجاز مرزا کا پہلا حصہ جس میں مرزا قادیانی کی سینکڑوں غلطیاں ہر قسم کی ہیں، طبع ہو کر ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ خصوصاً قادیان وغیرہ میں اہتمام سے بذریعہ ڈاک بھیجا گیا تھا۔ لیکن الحمد للہ! اس وقت تک کبھی مرزائی صاحبان نے ان غلطیوں کو نہ اٹھایا اور نہ اٹھا سکتے ہیں۔ اب اس حصہ میں مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ان کے قصیدہ اعجازیہ سے بہتر قصیدہ جوابیہ پیش کیا گیا ہے جو ۱۳۳۱ھ میں لکھا گیا تھا۔ مگر بعض وجہ سے اس کے طبع میں دیر ہوئی۔

مرزا قادیانی نے اپنی اردو تمہید جو قصیدہ اعجازیہ کے اوّل میں لکھی ہے اس کے (اعجاز احمدی ص ۲۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۷) میں لکھتے ہیں: ”دیکھو ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا کتابوں

میں جو حدیثیں ہیں، ان کی دو ٹانگیں تھیں۔ ایک ٹانگ مہدی والی سو وہ مولوی محمد حسین صاحب نے توڑ دی۔ اب دوسری ٹانگ مسیح کی آسمان سے اترنے کی ہم توڑ دیتے ہیں۔“

اب حضرات ناظرین اہل علم کی خدمت میں التماس ہے کہ مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کو پیش نظر رکھ کر انصاف کی عینک لگا کر بغور ملاحظہ فرمائیں اور مقابلہ کر کے دیکھیں کہ مرزا قادیانی کے اعجاز کی رہی سہی دوسری مفلوج ٹانگ اس قصیدہ جوابیہ نے توڑ دی اور ایک ٹانگ ان کے اعجاز کی تو اس کے پہلے حصہ نے صرفی، نحوی، عروضی، قوافی وغیرہ کی غلطیاں دکھا کر اس کے قبل توڑ دی تھی۔ ایسی حالت میں مرزا قادیانی کے اعجاز کا وجود موبوم اب لنجہ بیمار جان بلب کی طرح دم توڑ رہا ہے۔ بلکہ ناظرین اہل انصاف کی نظر میں سڑے اور گلے ہوئے مردہ سے بدتر ہے۔

فللہ الحمد! الملتمس غنیمت حسین مخدوم چشتی مونگیری ۱۳۳۷ھ

ضروری گزارش

حضور اقدس و انور ﷺ نے بوجہ غایت شفقت و رافت ان تمام فتنوں سے جو قیامت تک آنے والے ہیں متنبہ کر کے ان سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک فتنہ عظیم کی خبر احادیث صحیحہ میں یہ ہے کہ قیامت آنے سے پہلے میری امت میں سے بہت سے جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جو کہیں گے ”ہم نبی ہیں“ ان سے اجتناب کرو اور بچو۔ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ باوجود اس ارشاد نبوی ﷺ کے لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ کم علمی اور نا فہمی ہے۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ اوّل ہی صدی میں شروع ہو گیا تھا۔ یہ لوگ بڑے لسان و چرب زبان تھے۔ قریباً ان سب نے حضور اقدس و انور ﷺ کی رسالت و نبوت کو قائم رکھ کر اور اپنے کو حضور کا امتی ہونا ظاہر کر کے اپنے کو نبی اور رسول اور مسیح موعود اور مامور من اللہ وغیرہ قرار دیا ہے۔ تمام آیات قرآن پاک اور احادیث نبویہ جو ان کی جھوٹی نبوت و رسالت کو باطل کرتی ہیں ان کی من گھڑت معنی بنائے اور تاویلات باطلہ کر کے اپنے ادعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔

خاتم النبیین کا مطلب ایسا گھڑا کہ ان کذاب نبیوں کی نبوت ان کے زعم باطل میں نہ ٹوٹے۔ غرض یہ کذاب مفتری دجال مدعیان نبوت و رسالت بہت کچھ مصالحہ تحریف مضامین قرآن پاک و تغیر مطالب احادیث صاحب لولاک ﷺ کا جمع کر گئے ہیں۔ ہر زمانہ میں جو ایسے جھوٹے مدعی نبوت ہوئے ان کی تردید حضرات علماء کرام بخوبی کرتے رہے جن کے حالات کتب تواریخ و سیر میں موجود ہیں۔ مگر زبان عربی سے اس زمانہ میں واقفیت کم ہو گئی ہے۔ اس لئے ہند کے مسلمان کم واقف ہیں اور یہ ناواقفیت اور بھی ایسے فتنوں میں پھنسنے کا سبب ہوتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں بھی مرزائی قادیانی نے خروج کیا اور اپنے زعم باطلہ اور دعاوی فاسدہ سے مجدد، محدث، مامور من اللہ، رسول اللہ، نبی اللہ، مسیح موعود، مہدی مسعود، مثل ابن اللہ وغیرہ وغیرہ ہونے کا دعویٰ کیا اور پہلے جھوٹے نبی جو مصالحہ و مادہ تحریفات مضامین کا جمع کر گئے تھے۔ ان سے مرزا قادیانی پورے

مستفید ہوئے اور ”یحر فون الکلم عن مواضعہ“ کے مصداق بنے۔ انہوں نے بجز ان طریقوں کے جو پہلے جھوٹے نبی نکال گئے تھے اور بیان کر گئے تھے، کوئی نئی بات نہیں نکالی۔ بلکہ ان کا تتبع جدید عنوانات کے ساتھ کیا ہے (جو صاحب اس کو تفصیل سے دیکھنا چاہیں وہ کتاب افادۃ الافہام حصہ اول مطبع انوار المعارف مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن سے جو قریباً ڈھائی روپیہ کی ملے گی، منگا کر ملاحظہ کریں)

غرض مرزا قادیانی نے ناواقف مسلمانوں کو طرح طرح کی ترکیبوں سے اپنے فتنہ میں پھانسا۔ حضرات علماء کرام نے ان کی تردید میں کوشش بلیغ کی اور ان کا نبی کاذب ہونا ثابت کر دیا۔ جو لوگ کہ حضرات علماء کرام کی تصانیف نہیں دیکھتے یا ان کے مضامین سے واقفیت نہیں حاصل کرتے اس فتنہ میں ان کے پھنس جانے کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ دین میں کماحقہ آگاہی نہیں رکھتے ان کا ایسی شاطر چالوں اور فریبوں سے بچنا مشکل ہے، جو ان لوگوں کی تحریر و تقریر میں کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان ماہرین علماء سے مدد لینے کی ضرورت ہے جنہوں نے ان کے مکر و فریبوں پر آگاہی حاصل کی ہے۔ خود مرزا قادیانی کی تصانیف میں ایسا کثیر اختلاف ان کی مزعومہ ادعا کی نسبت ہے جس سے ان کا کاذب ہونا پورے طور پر ثابت ہے۔ جنہوں نے غور سے ان کی تصانیف دیکھی ہیں اور دین سے بھی واقف ہیں۔ وہ اس کو بخوبی جانتے ہیں۔ مسلمانوں کو دین حق پر قائم رکھنے میں سعی کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر کسی جگہ ایک شخص بھی ایسی سعی نہ کرے اور سب غافل رہیں تو سب گنہگار ہوں گے۔ پس جہاں کہیں بھی اس دجالی فتنہ کا اثر پہنچا ہے یا پہنچنے کا اندیشہ ہے وہاں کے ذی ہمت لوگوں کو چاہئے کہ اس فرقہ باطلہ کے رد کی کتب منگائیں جہاں ایسے ذی ہمت اشخاص نہ ہوں وہاں کے مسلمانوں کو چاہئے کہ آپس میں چندہ کر کے کتب منگائیں۔ اُس خریداری کتب میں اپنا نفع بھی ہے۔ دوسرے فرقہ ضالہ کی رد میں کتب چھپنے میں مدد ہوگی جو نہایت ضروری ہے۔ اس گروہ باطلہ کی طرف سے شہر و قصبات میں مبلغین گمراہ کرنے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے جہاں ان کے آنے کی خبر ہو وہاں آپس میں چندہ مصارف وغیرہ کے لئے کر کے کسی عالم حقانی کو بلا دیں تا کہ ان کے اغوا سے لوگ بچیں۔ ہم مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ان حضرات علماء کے اسم گرامی درج کرتے ہیں جو اس فرقہ قادیانی کی تردید میں ہمہ تن ساعی ہیں اور بوقت ضرورت ان حضرات سے خط و کتابت کر کے کتب منگائی جائیں۔ اس فرقہ کی تردید کے لئے کسی بزرگ کو بلایا جاوے مگر مصارف وغیرہ کا انتظام پہلے کر لینا چاہئے۔

مونگیر خانقاہ رحمانی حضرت سیدنا ومولانا مولوی شاہ سید محمد علی صاحب

آپ نے کثرت سے کتب قادیانیوں کے رد میں نہایت مدلل چھپوائی ہیں جو بہت مفید ہیں۔ ان کو منگا کر دیکھنا چاہئے۔ آپ کی توجہ عالی سے بہار میں قادیانیوں کا فتنہ بہت دب گیا۔ آپ کے مرید علماء میں متعدد حضرات ایسے ہیں جو اس گروہ باطلہ کی تردید باحسن طریق کرتے ہیں۔ جہاں ضرورت ہو وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ حضرت سے استدعا کر کے کسی بزرگ کو بلائیں اور کتب منگائیں۔

لاہور بھائی دروازہ مولوی پیر بخش صاحب سیکرٹری انجمن تائید الاسلام

یہ انجمن خاص قادیانیوں کی تردید کے لئے قائم ہے۔ مفید کتب اس انجمن سے شائع ہوئی ہیں۔ ایک ماہوار رسالہ انجمن سے شائع ہوتا ہے۔ ایک روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ اس کو خریدنا چاہئے۔ مولوی پیر بخش صاحب قادیانیوں سے مباحثہ کا اچھا تجربہ رکھتے ہیں اور بلایا جاوے تو غالباً جا بھی سکتے ہیں۔

لکھنؤ پاٹا نالہ مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر رسالہ النجم

آپ کو مباحثہ میں خوب مہارت ہے اور بلانے پر تشریف بھی لے جاتے ہیں۔

مراد آباد مدرسہ امدادیہ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب مدرس مدرسہ

اگر کسی قادیانی سے مباحثہ کی ضرورت ہو تو آپ اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں اور بلانے پر تشریف بھی لے جاسکتے ہیں۔

امرتسر مولوی ثناء اللہ فاتح قادیان

آپ نے متعدد جگہ قادیانیوں سے مباحثہ کر کے فتح حاصل کی ہے اور اس فرقہ سے رقم ہرجانہ بھی لی۔ اس فرقہ کے مکرو فریب اور چال بازیوں سے خوب واقف ہیں۔ متعدد کتابیں بھی ان کی رد کی چھاپی ہیں اور ضرورت کے وقت ممکن ہوتا ہے تو جاتے ہیں۔

ریاست پٹیالہ جناب ڈاکٹر محمد عبدالحکیم خان صاحب ایم۔ بی

آپ نے قادیانی فتنہ کا خوب قلع قمع کیا ہے۔ آپ کی کتابیں قابل دید ہیں۔ باوجود اشتہار انعام پانچ ہزار روپیہ کے کوئی مرزائی جواب نہ دے سکا۔ الحکیم نمبر ۴، ۶ اسج الدجال مرزائیوں پر قطع

حجت جو بارہ آنے میں آویں گے مبارک احمد صاحب منیجر کتب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ریاست پٹیالہ سے منگائیں۔

ان حضرات کے علاوہ اور بھی حضرات اس فتنہ کے دور کرنے میں ساعی ہیں۔ خدائے عزوجل سب کو جزائے خیر عطاء کریں اور اللہ پاک جل شانہ اس فتنہ و ابتلاء سے مسلمانوں کو بچاویں۔ آمین یا رب العباد! ملتمس محمد نورالحسن خان مہتمم مدرسہ جامع العلوم واقع مسجد جامع کانپور

(نوٹ: تمام متذکرہ بالا کتب بحمدہ تعالیٰ ”احتساب قادیانیت“ میں چھپ گئی ہیں۔ یہ اعلان محض اس لئے دے دیا کہ قارئین کو اس زمانہ کے حالات سے آگاہی ہو۔

فقط: فقیر اللہ وسایا

۷ محرم ۱۴۳۶ھ، مطابق یکم نومبر ۲۰۱۴ء ملتان)

خاتم النبیین لا نبی بعدی

سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت

رسائل اعجازیہ

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ اللہ العلیٰ العظیم ونصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم!

مسلمانوں کو ہوشیار ہو کر متوجہ ہونا چاہئے کہ اس وقت کے فتنوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا فتنہ ہے۔ اس خاکسار نے باوجود ضعف و ناتوانی کے متعدد رسالوں میں انکا جھوٹا ہونا نہایت روشن دلیلوں سے ثابت کر کے دکھایا ہے۔ مگر دیکھتا ہوں کہ زمانے کی تاریکی اور کفر والحاد کی ظلمت نے دلوں کو تاریک کر دیا ہے۔ دینی امور کی ضرورت انہیں نظر نہیں آتی۔ اکثر حضرات کو اس طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ بہر حال اہل علم خدا ترس کا جو فرض ہے وہ حتی الوسع ادا کیا گیا اور کیا جاتا ہے۔ رسالہ ”فیصلہ آسمانی“ میں کامل طور سے دکھایا گیا کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور ایسی یقینی جھوٹی ہوئیں کہ کوئی شک و شبہ اس میں نہیں رہا۔ خصوصاً منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی جسے مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا اور تقریباً بیس برس تک اس کے ظہور کے متمنی رہے مگر وہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی اور قرآن مجید کی صریح آیتوں سے اور توریت مقدس کے صریح بیان سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ اس کا کامل ثبوت فیصلہ آسمانی کے سارے حصہ میں اور کچھ تیسرے حصہ میں کیا گیا ہے۔ دوسرے اور تیسرے حصہ میں ان کے رسائل اعجازیہ کا ذکر بھی آگیا تھا۔ ان کی حالت بھی دکھائی گئی اور ثابت کر دیا گیا کہ جس طرح منکوحہ آسمانی والا معجزہ جھوٹا ثابت ہوا۔ اسی طرح یہ بھی جھوٹا ہے۔ مگر چونکہ ان کی حالت ایک بڑے رسالے کے ضمن میں بیان ہوئی ہے۔ اس لئے یہ امید کم ہے کہ مسلمانوں کی پوری توجہ اس طرف ہو۔ اب میں برادران اسلام کی آسانی کے لئے اس مضمون کو علیحدہ کر کے طالبان حق کو دکھانا چاہتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے دو رسالے لکھے ہیں ایک کا نام ”اعجاز احمدی“ اور دوسرے کا نام ”اعجاز المسیح“ ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ کا معجزہ قرآن مجید ہے کہ اس کے مثل کوئی نہیں لاسکتا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میرا معجزہ یہ دو رسالے ہیں۔ ایک نظم اور ایک نثر۔ اس رسالہ میں ان کی واقعی حالت

پیش کر کے مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جس طرح وہ ”آسمانی نکاح“ اس کے کاذب ہونے کا کامل نشان ہوا اسی طرح یہ دونوں رسالے متعدد طور سے ان کے کاذب ہونے کی دلیل ہیں اور انہیں کامل جھوٹا اور فریبی ثابت کرتے ہیں۔ براہ مہربانی تحقیق اور حق پسندی کی نظر سے ملاحظہ کریں۔

۲

ناظرین! ان دونوں رسالوں کو محض فریب دینا ہے۔ یہ دونوں رسالے مرزا قادیانی ہونے کی نہایت روشن دلیل ہیں اور ایک طر ملاحظہ کریں۔ ان دونوں رسالوں کی نسبت ک اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے عرب و عجم کے کہہ دیا کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ ک یہ دو رسالے پیش کئے ایک نظم، دوسرا نثر اور ایسا د مناظرہ مونگیر کی کیفیت میں جو انہو مجید کی آیتیں پیش کی ہیں ان میں وہ آیت بھی میں پیش کی تھی۔ یعنی آیت ”وان کنتم فی مثلہ (بقرہ: ۲۳)“ (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے تمام مجید کے کلام الہی ہونے میں شک ہے تو اس کی جناب رسول اللہ ﷺ کے وہ صفا تھے ان میں مرزا قادیانی نے کہیں برابری کا کلام الہی ہدایت خلق کے لئے پیش کیا اس کے فرما دیا کہ تم کسی وقت اور کسی طرح اس کے مثل یہ امر بھی غور کے لائق ہے کہ حضو صداقت میں پیش نہیں فرمایا۔ کیونکہ منکر متعص دینا آسان ہے اور ایسا ہی کفار نے کہا مگر اس میں دعویٰ کیا مگر مرزا قادیانی اپنے باطل خیا اظہار اسے مدنظر ہے۔ اس دعویٰ سے مرزا صرف ایک کتاب نثر میں جواب کے لئے پی جواب نہیں دے سکتا۔ یعنی میں اس میں بھی خو مرزا قادیانی کے مدعیہ اشعار اور غلامی کا دعویٰ بیان سے انہیں یہ تعجب جاتا رہے گا۔ یہاں حق مرزائی اور اعجاز محمدی میں فرق ملاحظہ کریں۔

ناظرین! ان دونوں رسالوں کو معجزہ کہنا اور ان سے اپنی صداقت ثابت کرنا، عوام کو فریب دینا ہے۔ یہ دونوں رسالے مرزا قادیانی کے لئے معجزہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان کے جھوٹا ہونے کی نہایت روشن دلیل ہیں اور ایک طریقہ سے نہیں بلکہ کئی طریقوں سے، اہل حق غور سے ملاحظہ کریں۔ ان دونوں رسالوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جس طرح قرآن مجید جناب رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے عرب و عجم کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ اس کے مثل لاؤ اور پھر یہ کہہ دیا کہ تم ہرگز نہ لاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ کوئی اس کے مثل نہ لا سکا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے یہ دو رسالے پیش کئے ایک نظم، دوسرا نثر اور ایسا ہی دعویٰ کیا اور کوئی ان دونوں کے مثل نہ لا سکا۔

مناظرہ مونگیر کی کیفیت میں جو انہوں نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیتیں پیش کی ہیں ان میں وہ آیت بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی رسالت کے دعویٰ میں پیش کی تھی۔ یعنی آیت ”وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله (بقرہ: ۲۳)“ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اگر تمہیں قرآن مجید کے کلام الہی ہونے میں شک ہے تو اس کی ایک ہی سورت کی مثل تم بنا لاؤ۔ ﴿

جناب رسول اللہ ﷺ کے وہ صفات کاملہ جو آپ ﷺ کی ذات مقدس سے مخصوص تھے ان میں مرزا قادیانی نے کہیں برابری کا اور کہیں تفوق کا دعویٰ کیا ہے۔ حضور انور ﷺ نے جو کلام الہی ہدایت خلق کے لئے پیش کیا اس کے بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ بھی نہایت زور سے فرمادیا کہ تم کسی وقت اور کسی طرح اس کے مثل نہیں لا سکتے۔

یہ امر بھی غور کے لائق ہے کہ حضور انور ﷺ نے کسی معجزے یا کسی پیشین گوئی کو اپنی صداقت میں پیش نہیں فرمایا۔ کیونکہ منکر متعصب ہر ایک میں احتمال نکال سکتا ہے۔ کم سے کم ساحر کہہ دینا آسان ہے اور ایسا ہی کفار نے کہا مگر اس معجزے میں کوئی جائے دم زدن نہیں ہے۔ اس لئے اس میں دعویٰ کیا مگر مرزا قادیانی اپنے باطل خیال میں اس کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہے اور

اپنے تفوق کا اظہار اسے مدنظر ہے۔ اس دعوے سے مرزا قادیانی کا مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر نے تو صرف ایک کتاب نثر میں جواب کے لئے پیش کی تھی۔ میں نظم اور نثر دونوں پیش کرتا ہوں اور کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ یعنی میں اس میں بھی پیغمبر اسلام سے بڑھ گیا ہوں۔ یہاں جن حضرات نے مرزا قادیانی کے مدحیہ اشعار اور غلامی کا دعویٰ دیکھا ہوگا انہیں اس بیان سے تعجب ہوگا۔ مگر آئندہ بیان سے انہیں یہ تعجب جاتا رہے گا۔ یہاں حق پسند حضرات کامل طور سے توجہ فرمائیں اور اس فریب مرزائی اور اعجاز محمدیٰ میں فرق ملاحظہ کریں۔ یہاں کئی باتیں میں کہنا چاہتا ہوں:

۱..... پہلے سمجھ لینا چاہئے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا مقصد اس دعویٰ سے یہ تھا کہ اس وقت

اہل عرب ، کلام کی فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ درجہ کا کمال رکھتے ہیں اور شب و روز انہیں فصیح و بلیغ نظم و نثر لکھنے کا مشغلہ ہے اور مضامین لکھ کر ایک دوسرے پر فخر اور مباہات کیا کرتے ہیں اور دوسرے ملک کے لوگوں کو عجم کہتے ہیں۔ یعنی بے زبان ”گونگرے“ اس لئے ایسے وقت میں ان کاملین فصحاء کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص دعویٰ کرے جو معمولی طور سے بھی کچھ پڑھا لکھا نہ ہو اور پھر وہ فصحاء عرب جن کی حالت ابھی بیان کی گئی اس کے جواب سے عاجز ہو جائیں اور ان کی غیرت و حمیت اور اس فن میں دعویٰ فضل و کمال انہیں جواب لکھنے کی ہمت نہ دے۔

یہ بلاشک و شبہ بدیہی طور سے نہایت عظیم الشان معجزہ ہے اور ایسا معجزہ ہے کہ سخن شناس فصحاء کسی احتمال سے بھی اس کو غلط نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ قرآن شریف کی عبارت اور اس کے مضامین عالیہ ان کے پیش نظر تھے۔ وہ مہر سکوت ان کے منہ پر لگا رہے تھے اور مرزائیوں کی طرح بے شرم بھی نہ تھے۔ پھر اس کا معجزہ ہونا ایک طور سے نہیں بلکہ کئی طور سے ہے۔

۰ (۱) اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا کوئی فصیح و بلیغ ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا۔

۰ (۲) اس کے مضامین ایسے عالی اور باعث ہدایت عالم ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا رفاہی اور

مقنن ایسی کامل ہدایت کی باتیں اور پبلک کے لئے مفید قانون نہیں بنا سکتا اور پھر وہ قانون بھی ایسا ہو جو کسی وقت لائق منسوخ ہونے کے نہ ہو۔ یہ صفت صرف قرآن مجید ہی میں ہے اور اس کا اقرار بڑے بڑے عقلاء مخالفین اسلام نے بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کا یہ دعویٰ کسی وقت اور کسی شخص سے خاص نہیں ہے۔ یعنی کوئی شخص خود لکھ کر پیش کرے یا کسی

دوسرے کا لکھا ہوا ہو اور کسی وقت کا لکھا ہو وہ سامنے لائے یا آئندہ کوئی لکھے۔ مگر اس وقت اہل زبان نہ اپنا کلام پیش کر سکے نہ اپنی کسی گذشتہ بزرگ کی تحریر اس کے مثل دکھا سکے اور اب تیرہ سو برس سے زیادہ ہو گیا مگر کوئی مخالف اس کے مثل نہ لا سکا۔ ایسے کلام کے لئے آیت مذکورہ میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ مرزائیوں کو شرم نہیں کہ مرزا قادیانی کے ان رسالوں کے لئے یہ آیت پیش کی جاتی ہے جن میں سینکڑوں غلطیاں الفاظ کی ہوں اور وہ دوسروں سے لکھوایا جائے۔ اس کے مقابل میں متعدد رسالے اور قصیدے ان سے نہایت اعلیٰ موجود ہیں۔

۲..... قرآن مجید امور ذیل کی وجہ سے معجزہ بینہ قرار پایا:

۰ (۱) ایسے انسان کی زبان سے نکلا جو معمولی طریقہ سے کچھ لکھے پڑھے نہ تھے، امی کہلاتے تھے اور یہ بدیہی بات ہے کہ ایسا شخص ایسی بے نظیر کتاب نہیں بنا سکتا جیسا قرآن مجید ہے۔ یہ

۴

انسانی طاقت سے باہر ہے۔ مرزا قادیانی ایسے

۰ (۲) قرآن مجید جس ملک میں نازل

والے کامل طور سے جانتے تھے اور اس کے ج زبان کی فصاحت و بلاغت انسانی کمال کے لحاظ سے ایسا نہیں کیا۔ اگر اردو میں لکھ کر دعویٰ ک انکشاف ہو جاتا۔ اب رہی عربی کی عبارت، اور نہ اس قدر توجہ علماء کو ہے جیسی اس وقت عربی

۰ (۳) اس ملک کے رہنے والوں کو اس

ہی نہ تھا بلکہ اسے مایہ فخر سمجھتے تھے۔

۰ (۴) پھر یہ خالی شوق نہ تھا بلکہ اس کمال

مرزا قادیانی کے وقت میں یہ ہرگز نہ تھا۔ اب کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

• (۵) اس تحصیل کمال کے ساتھ ان کے

زیادہ کمال میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور اپنی عمدہ نظ بعض وقت یہ دعویٰ بھی کرتے تھے کہ کوئی اس پاک کا نزول شروع ہوا ہے اس وقت اس خانہ کعبہ پر لٹکے ہوئے تھے اور جب قرآن گئے۔ اس بنیاد پر کہ قرآن مجید نے ان کی فض رہے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں انہیں خام ان عربوں کے مقابلہ میں جن کا مایہ ناز فصیح اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ تم ہرگز وسیع رکھا گیا تھا۔ نہ اس کے لئے کوئی میعا لکھے۔ گذشتہ کا لکھا ہوا نہ ہو۔ بلکہ الفاظ آی

• (۶) کہ تم خود اس کا جواب لکھ کر ل

پیش کرو۔ (۲) یا آئندہ کسی وقت کوئی لکھے جواب ہو بلکہ اس کی ایک ہی سورت کا جواب

• * انسانی طاقت سے باہر ہے۔ مرزا قادیانی ایسے نہ تھے بلکہ لکھے پڑھے تھے۔

• (۲) قرآن مجید جس ملک میں نازل ہوا اسی ملک کی زبان میں لکھا گیا جس کو اس ملک

والے کامل طور سے جانتے تھے اور اس کے جاننے کا انہیں دعویٰ تھا اور اس دعویٰ کے وقت اس زبان کی فصاحت و بلاغت انسانی کمال کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی نے ایسا نہیں کیا۔ اگر اردو میں لکھ کر دعویٰ کرتے تو فصحاء ہند پر بالمعائنہ ان کی فصاحت کا انکشاف ہو جاتا۔ اب یہی عربی کی عبارت، نہ اس کا حال ویسا ہے جیسا کہ عرب کی جاہلیت میں تھا اور نہ اس قدر توجہ علماء کو ہے جیسی اس وقت عرب کو تھی۔

• (۳) اس ملک کے رہنے والوں کو اس وقت اپنی زبان میں کمال پیدا کرنے کا نہایت شوق

ہی نہ تھا بلکہ اسے مایہ فخر سمجھتے تھے۔

• (۴) پھر یہ خالی شوق نہ تھا بلکہ اس کمال کو حاصل کرتے تھے اور نظم و نثر لکھنا ان کا مشغلہ تھا۔

مرزا قادیانی کے وقت میں یہ ہرگز نہ تھا۔ اب اگر ان کے رسالوں کی طرف کوئی توجہ نہ کرے تو اعجاز کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

• (۵) اس تحصیل کمال کے ساتھ ان کے دماغ میں کبر بھی تھا کہ ہر ایک دوسرے کو اپنے سے

زیادہ کمال میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور اپنی عمدہ نظم و نثر کو دعویٰ کے ساتھ عام جلسوں میں پڑھتے تھے اور بعض وقت یہ دعویٰ بھی کرتے تھے کہ کوئی اس کے مثل لائے۔ جس وقت حضور انور ﷺ پر قرآن پاک کا نزول شروع ہوا ہے اس وقت اس قسم کے سات قصیدے سات شخصوں کے لکھے ہوئے خانہ کعبہ پر لٹکے ہوئے تھے اور جب قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو دیکھا تو وہ

قصائد اتار لئے گئے۔ اس بنیاد پر کہ قرآن مجید نے ان کی فصاحت و بلاغت کو گرد آلود کر دیا۔ اب وہ اس لائق نہ رہے کہ قرآن مجید کے مقابلہ میں انہیں خانہ کعبہ پر لٹکا کر ان پر دعویٰ کیا جائے۔ ایسے وقت میں ان عربوں کے مقابلہ میں جن کا مایہ ناز فصیح و بلیغ عبارت کا لکھنا تھا۔ قرآن مجید کا یہ دعویٰ پیش ہوا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ تم ہرگز نہ لا سکو گے۔ باوجودیکہ جواب کے لئے میدان نہایت وسیع رکھا گیا تھا۔ نہ اس کے لئے کوئی میعاد معین کی تھی نہ کسی زمانی کی تخصیص تھی کہ آئندہ کوئی لکھے۔ گذشتہ کا لکھا ہوا نہ ہو۔ بلکہ الفاظ آیت کا عموم صاف طور سے یہ مطلب بتا رہا ہے۔

۰ (۶) کہ تم خود اس کا جواب لکھ کر لاؤ۔ (۱) یا کسی استاد۔ (۲) یا کسی گذشتہ شخص کا لکھا ہوا

پیش کرو۔ (۳) یا آئندہ کسی وقت کوئی لکھے۔ (۴) اور یہ بھی ضرور نہیں۔ (۵) کہ سارے قرآن کا جواب ہو بلکہ اس کی ایک ہی سورت کا جواب لاؤ۔ غرضیکہ قرآنی تحدی ایسی عام ہے کہ مذکورہ پانچ

حالتیں اس میں داخل ہیں۔

اب غور کیا جائے کہ ان امور کے ساتھ ان مخالفین عرب سے جواب کا طلب کرنا کس قدر غیظ و غضب کا باعث ہو سکتا ہے اور اپنی طبعی حالت کی وجہ سے انہیں کس قدر جواب دینے کا جوش ہوا ہوگا؟ مگر چونکہ کلام کی فصاحت و بلاغت میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو عاجز سمجھے، نہ خود جواب دیا اور نہ کسی دوسرے کا کلام پیش کیا اور نہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں کوئی پیش کر سکا۔ تمام دنیا کے مخالفین عاجز رہے۔ اس وجہ سے قرآن مجید معجزہ باہرہ اور اعجاز بینہ ٹھہرا اور اس کے اعجاز میں کسی طرح کا شبہ نہ رہا۔ اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دعوے کی صداقت میں اسے پیش کیا اور ارشاد خداوندی ہوا۔ ”فاتوا بسورة من مثله“ یعنی اس وقت کفار قریش سے کہا کہ اگر تمہیں قرآن کے کلام الہی ہونے میں شک ہے تو اس کی ایک ہی سورت کے مثل لے آؤ۔ مگر کوئی نہ لا سکا اور کسی طرح کا کوئی شبہ نہ کر سکا۔ اب اس آیت کو مرزا قادیانی کے رسالوں کے لئے پیش کرنا محض غلط اور صریح فریب ہے۔ ان کے اعجازی رسالوں کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ متعدد طریقوں سے ان کا دعویٰ اعجاز غلط ہے اور اعلانیہ فریب ثابت ہوتا ہے۔ اول تو یہ دیکھا جائے کہ یہ چھ باتیں جو قرآن مجید کے دعوے کے وقت تھیں مرزا قادیانی کے وقت ان میں سے ایک بات بھی تھی؟ ہرگز نہیں۔

رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی پہلی دلیل

مرزا قادیانی امی نہ تھے، اچھے لکھے پڑھے تھے اور ان کے مقابلہ کے علماء جن میں ان کا نشوونما ہوا تھا انہیں عربی عبارت لکھنے کا شوق تو کیا توجہ بھی نہ تھی اور یہ تو بڑی بات تھی کہ کمال درجہ فصیح و بلیغ عبارت لکھنے کا خیال ہو اور لکھنے کا مشغلہ رکھتے ہوں۔ ایسی حالت میں اگر کسی کو عربی ادب سے طبعی مناسبت ہو تو تھوڑی توجہ سے وہ ایسی عبارت لکھ سکتا ہے کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے۔ خصوصاً جس وقت یہ لکھنے والا دوسروں کے لئے میعاد مقرر کر دے اور

وہ میعاد بھی اس قدر کم ہو کہ مشاق لکھنے والے کو بھی لکھنا اور چھپوا کر بھیج دینا اس کی وسعت سے باہر ہو۔ نہایت ظاہر ہے کہ اگر ایسی حالت میں کوئی جواب نہ دے تو اس شخص کی عربی تحریر معجزہ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک معمولی مولوی صاحب زبان فارسی یا اردو میں رسالہ لکھ کر اپنے قریب کے دیہات میں پیش کر کے یہ کہیں کہ ہم نے جیسا یہ رسالہ لکھا ہے تم تو ایسا لکھ دو۔ وہاں اگر چہ پڑھے لکھے اشخاص بھی ہوں۔ مگر اس طرح کا رسالہ نہیں لکھ سکتے۔ مگر اس سے اس کا اعجاز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اب مرزا قادیانی کے رسالوں کا جواب نہ لکھنے کے متعدد وجوہ ہو سکتے ہیں۔ مثلاً:

۱..... علماء کو عربی تحریر کی طرف توجہ نہیں ہے اس لئے نہیں لکھا۔

رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی دوسری وجہ

۲..... یا یہ کہ لکھنے کی میعاد اس قدر کم رکھی گئی تھی کہ اس میں لکھنا اور چھپوا کر بھیجنا ممکن نہ ہوا اور

میعاد کے بعد بھیجنا بے کار سمجھے اس لئے نہیں لکھا۔ یہ ایسی بدیہی باتیں ہیں کہ کوئی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا۔ یہ وجہ ہے مذکورہ رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی اور نہایت پکی اور قوی وجہ ہے۔

۳..... میرے بیان سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی کے دعوے کے وقت

ہندوستان میں عربی تحریر کا مذاق کسی ذی علم کو نہ تھا۔ مرزا قادیانی اس فن میں اس وقت کے لحاظ سے اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ میری یہ غرض ہر گز نہیں ہے بلکہ اکثر اہل علم کے لحاظ سے کہا گیا ہے کہ انہیں عربی نظم و نثر کی طرف توجہ نہیں تھی۔ جن حضرات کو عربی تحریر کا مذاق ہے اور عربی نظم و نثر میں کسی قدر کمال رکھتے ہیں یا رکھتے تھے۔ وہ مرزا قادیانی کی نظم و نثر سے بدرجہا زائد عمدہ عبارت لکھتے تھے اور اب لکھ سکتے ہیں۔ ان کی توجہ نہ کرنے کی نہایت روشن وجوہ بھی موجود ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ توجہ اور وہ ذوق جو اہل عرب کو اس وقت تھا وہ اس وقت کسی کو نہیں ہے اور نہ اس طرح کا مشغلہ کسی کا سنا گیا۔ جیسا کہ اہل عرب کو تھا۔ مگر اس فن میں ایک حد تک کمال رکھنے والے موجود ہیں اور اس وقت بھی موجود تھے۔ مگر نہایت ظاہر ہے کہ اہل کمال جسے اس فن میں لائق نہیں سمجھتے اس کی تحریر کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اور اس طرف توجہ کرنے کو ننگ و عار سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے توجہ نہ کی۔ البتہ یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کے دعوے کے باطل کرنے کے لئے لکھنا ضرور تھا۔ صرف اس لئے

لکھتے کہ مخلوق اس غلطی میں نہ پڑے۔ یہ کہنا میرے خیال میں کسی قدر صحیح ہے۔ مگر اس پر نظر کرنا ضرور ہے کہ یہ توجہ اسی وقت ہو سکتی ہے کہ علماء کے قلب میں مرزا قادیانی کی اور ان کے دعوے کی کوئی وقعت ہوتی، یا انہیں یہ خیال ہوتا کہ ایسے بے سروپا دعوے سے کوئی گمراہ ہوگا اور جو گمراہ ہونے والے ہیں وہ ہر طرح ہوں گے۔ نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے عظیم الشان دعوے غلط ثابت کر دیئے گئے۔ پھر کسی ماننے والے نے اسے مانا؟ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی ان رسالوں کے جواب کے بعد بھی ہوتا۔

اب خیال کیجئے کہ منکوحہ آسمانی والے نشان پر کس قدر زور تھا اور تمام عمر اس کے پورا ہونے کا دعویٰ کرتے رہے اور آخر میں تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ دعویٰ غلط تھا اور کامل طور سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر مرزائیوں نے اس کا کچھ بھی خیال نہیں کیا۔ ایسے ہی یہاں بھی ہوتا۔ ہندوستان کے ادیب اور اہل کمال کے نزدیک مرزا قادیانی کی جو وقعت ہے وہ ذیل کے دو شاہدوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔

مرزا کے قصیدہ اعجازیہ اور تفسیر کی مہمل غیر فصیح ہونے پر دو ادیبوں کی شہادت

پہلا شاہد

ہندوستان میں عربی کے مشہور ادیب مولوی شبلی صاحب نعمانی ہیں۔ ان سے ان دونوں رسالوں کی حالت دریافت کی گئی۔ وہ لکھتے ہیں: ”قادیانی کو عربیت سے مطلق مس نہ تھا۔ ان کا قصیدہ اور تفسیر فاتحہ میں نے خوب دیکھی ہے۔ نہایت جاہلانہ عبارت ہے۔ مصر کے مشہور رسالے نے لوگوں کے اصرار سے اس کی غلطیاں بھی نہایت کثرت سے دکھائی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ عربیت اس قدر مفقود ہے کہ قادیانی کو ایسی جرات ہو گئی۔“

(۵ جولائی ۱۹۱۱ء کا یہ خط ہے)

دوسرا شاہد

مولوی حکیم شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی بھی مشہور عالم ہیں۔ انہیں بھی عربی ادب سے پورا مذاق تھا۔ ان سے کہا گیا کہ اعجاز المسیح کا جواب لکھیں۔ انہوں نے رسالہ منگوایا اور رسالہ کو دیکھ کر کہا کہ اس کا جواب کیا لکھوں؟ جس کتاب میں نہ عمدہ مضامین ہوں، نہ اس کی عبارت فصیح و بلیغ ہو اس کے جواب میں کون ذی علم اپنے اوقات عزیز کو خراب کر سکتا ہے؟ اگر مضامین کچھ عمدہ ہوتے یا عبارت ہی فصیح و بلیغ ہوتی تو اس کے جواب دینے میں دل لگتا۔ غرضیکہ کوئی ادیب ذی علم تو اسکو عمدہ اور فصیح و بلیغ بھی نہیں کہہ سکتا اور معجزہ کہنا تو عظیم الشان بات ہے اور جن میں یہ مادہ ہی نہیں ہے کہ عمدہ مضامین اور معمولی باتوں اور فصیح وغیر فصیح عبارت میں تمیز کر سکیں، یا مرزا قادیانی کی محبت نے ان کی عقل و تمیز کو کھو دیا

ہے۔ ان کے لئے اگر سو جواب لکھے جائیں گے تو وہ برگز نہ مانیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی متعدد باتوں میں تجربہ ہو رہا ہے۔ کیسے کیسے صریح اقوال انہیں کے قلم سے لکھے ہوئے ان کے کاذب ہونے کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر سوائے یہودہ باتیں بنانے کے کچھ نہیں کہتے۔ پھر ایسے حضرات کی خیر خواہی میں محنت کرنا بے کار ہے۔ جواب نہ لکھنے کی یہ وجہ دوسرے حصہ میں لکھی گئی ہے۔

اس کے جواب میں حضرات مرزائی دم نہیں مارتے۔ مگر رسالوں کے اعجاز کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی نے جواب نہ دیا۔ اے جناب! اگر ہم یہ مان لیں کہ جواب نہیں دیا تو اس سے اعجاز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ان رسالوں کی کمال حقارت ثابت ہوتی ہے کہ اہل کمال کے لائق توجہ نہیں ہیں۔ جب ان رسالوں کی یہ حالت ہے تو انسانی نیچر کا اقتضاء یہ ہے کہ ایسی لچر تحریر کی طرف اہل کمال کی توجہ نہ ہو۔ اگرچہ ناواقف کیسا ہی عمدہ اسے سمجھیں۔ مگر اہل کمال اس کی طرف

توجہ کرنا عار سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان رسالوں کی طرف کسی ذی علم صاحب کمال نے توجہ نہ کی۔ یہ ایسی روشن وجہ ہے کہ کوئی حق پسند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہ دوسری وجہ ہے ان رسالوں کے جواب نہ لکھے جانے کی۔

اب انہیں معجزہ خیال کرنا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ جب یہ رسالے فصیح و بلیغ نہ تھے تو ان کا جواب لکھنا زیادہ آسان تھا۔ پھر کیوں نہ جواب دیا گیا؟ سخت نادانی ہے۔ افسوس ہے کہ جو مرزا قادیانی کے معتقد ہو گئے ہیں۔ ان کی عقل کی حالت بعینہ ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے تثلیث پرست عیسائیوں کی کہ دنیا کی باتوں میں اگرچہ وہ کیسے ہی دانشمند اور ذی رائے ہیں۔ مگر تثلیث و کفارہ کے ماننے پر نجات کو منحصر جانتے ہیں اور کیسی ہی یقینی اور روشن دلیلوں سے اسے غلط ثابت کیا گیا اور کیا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنے غلط اعتقاد سے ہرگز نہیں ہٹتے۔

اسی طرح مرزائیوں کا حال ہے کہ مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی کیسی روشن اور کھلی کھلی دلیلیں پیش ہو رہی ہیں۔ مگر ایک نہیں سنتے اگر کسی کو شبہ ہو اور کسی مرزائی نے کوئی لچر اور مہمل سی بات اس کے جواب میں کہہ دی۔ اسے وہ فوراً ماننے لگتے ہیں اور اہل حق کیسی ہی سچی اور محقق بات کہے۔ مگر وہ خیال بھی نہیں کرتے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اہل کمال کا نیچرل اقتضاء یہ ہے کہ ایسی تحریر کی طرف ان کی توجہ نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس طرف توجہ کرنے کو عار سمجھتے ہیں۔ پھر وہ حضرات کیوں قلم اٹھانے لگے۔ یہی آسانی مانع ہے۔ جس کو مرزا قادیانی نے عوام کے خوش کرنے کے لئے الہام کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ اس بے توجہی سے ان رسالوں کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کمال درجہ کی ان کی بے وقعتی ثابت کرتا ہے کہ اہل کمال نے انہیں نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور قابل توجہ نہ سمجھا۔

رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی تیسری وجہ

۴..... اس کے علاوہ اہل کمال صاحب قلب ان کی طویل طویل متضاد تحریروں کو دیکھ کر اور ان

کے اثر میں ظلمت قلب کا معائنہ کر کے ان کی تحریروں سے اجتناب کرتے ہیں اور بعض تو انہیں مجنون ہی خیال کرتے ہیں اور جو کوئی ان کے جواب کی طرف توجہ کرے اسے روکتے ہیں۔ چنانچہ مؤلف (سوانح احمدی ص ۲۳۷) میں لکھتے ہیں: ”جب یہ کتاب چھپ رہی تھی اس وقت ایک صاحب باشندہ پنجاب جو پہلے مجدد وقت ہونے کے دعویدار تھے اور اب جھٹ پٹ ترقی کر کے مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہو بیٹھے۔ پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے اعتقاد قدیم کے دیکھ کر مجھ کو بھی تعجب ہوا تھا مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے۔ اس کا ثانی نہ آج

تک کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ ان کا یہ کہنا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ مجھ کو قبول کرو ٹھیک ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک دیوانہ آدمی یہ کہے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلاں فلاں دلائل میرے دعوے کے ثبوت میں میرے پاس موجود ہیں اور فلاں فلاں حکیم اور مولوی نے میرے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔ اے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد واحد ہے اس کو اپنے ثبوت میں دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ مدعی اگر دراصل مسیح موعود ہے تو عنقریب اس کے جلال و اقبال کا نشان ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور اگر وہ جھوٹا اور مکار اور مسیلمہ کذاب کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد مثل کاذب دعویداران نبوت و مہدویت اور مسیحیت کے جھک مار کے تھوڑے دنوں کے بعد خود ہلاک ہو جائے گا اور ہزارہا مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کر جائے گا۔“ ۱۵

طالبین حق غور فرمائیں کہ مخصوص علماء کا یہ خیال ہے پھر وہ مرزا قادیانی کے اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کی طرف کیوں توجہ کریں گے اور یہ بے توجہی کسی دانشمند کے نزدیک ان کے اعجاز کا باعث نہیں ہو سکتی۔

یہ تیسری وجہ ہے ان رسالوں کے معجزہ نہ ہونے کی یہ تین وجہیں تو عام تھیں۔ جن سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا رسالہ ”اعجاز المسیح“ اور ”اعجاز احمدی“ دونوں معجزہ نہیں ہو سکتے۔ اب ہر ایک کے معجزہ نہ ہونے کے وجوہ علیحدہ علیحدہ ملاحظہ کئے جائیں۔

اعجاز المسیح کی حالت

تفسیر کے معجزہ نہ ہونے کی چوتھی وجہ

۵..... چونکہ بحیثیت مناظرہ مونگیر میں قادیانی حضرات نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ثبوت

میں وہ آیت پیش کی تھی جو قرآن مجید میں حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کے ثبوت نبوت میں پیش کی گئی ہے اور اس میں قرآن کے مثل دوسری کتاب طلب کی گئی ہے۔ جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ اس لئے میں نے اعجاز المسیح کے جواب میں دو کتابیں پیش کی تھیں۔ (ایک) ”مدارج السالکین“ (دوسری) ”اعجاز البیان“ یہ دونوں کتابیں سورہ فاتحہ کی عربی تفسیر ہیں۔ پہلی تفسیر دو جلدوں میں ہے اور دوسری ایک جلد میں۔

۱۷ مؤلف سوانح احمدی کی یہ پیشین گوئی نہایت صحیح ثابت ہوئی۔

۱۸ اسی طرح میں دس بارہ تفسیروں کے نام بتا سکتا ہوں جو خاص سورہ فاتحہ کی تفسیر میں لکھی گئی ہیں۔ مگر جب مقابلہ میں کوئی طالب حق راست باز نہیں ہے تو کلام کو طول دینا بیکار ہے۔

مگر ۳۵۰ صفحوں میں ہے اور ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں اور ہر سطر میں گیارہ بارہ الفاظ ہیں۔ یہ دونوں تفسیریں مرزا قادیانی کے رسالہ ”اعجاز المسیح“ سے بہت عالی مرتبہ رکھتی ہیں اور ان کا حجم بھی ”اعجاز المسیح“ سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا دعویٰ اعجاز اپنی تفسیر کی نسبت محض غلط ہے اور ان کے بیان سے صرف ان کے دعوے کی غلطی ہی نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ ان کا اعلانیہ فریب ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کا اعلانیہ فریب

مرزا قادیانی نے جو غل مچایا ہے کہ میں نے ستر دن میں ساڑھے بارہ جز لکھ دیئے۔ صریح فریب دیا ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ ستر دن میں لکھے؟ جب ہم تفسیر کی لکھائی دیکھ کر ان کے ساڑھے بارہ جز کے دعوے کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار دلی صداقت یہی کہتی ہے کہ صریح دھوکا دے رہے ہیں کہ تخمیناً ڈھائی جز کو موٹے موٹے حرفوں میں لکھ کر ساڑھے بارہ جز لکھنے کا دعویٰ بڑے زور سے کیا ہے۔ جب اس فریبی حالت کو ہم معائنہ کر رہے ہیں تو ان کے اس قول پر کیونکر اعتبار کریں کہ ستر دن میں لکھی؟ اس کی مفصل حالت ملاحظہ کر کے انصاف کیجئے۔

اس تفسیر کے اعلان میں دو شرطیں لگائی تھیں۔ ایک یہ کہ ستر دن میں لکھی جائے۔ دوسرے یہ کہ چار جز سے کم نہ ہو۔ اب کیونکر معلوم ہوا کہ یہ تفسیر اعلان کے بعد لکھی؟ اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ رسالہ اس اعلان کے پہلے کل یا اکثر نہیں لکھا گیا؟ مذکورہ فریب تو اس کی پوری تائید کرتا ہے کہ یہ رسالہ پہلے لکھا گیا۔ اس کے بعد زیادہ قابلیت دکھانے کے لئے یہ اعلان بڑے دعوے سے کیا گیا ہے کہ ہم نے اس میعاد میں ساڑھے بارہ جز لکھ دیئے اور ہمارے مخالف نے ایک ورق بھی نہ لکھا۔ اب کوئی انصاف پسند ساڑھے بارہ جز کی حالت کو دیکھے۔ اوّل تو رسالے کو دیکھا جائے کہ کیسے کیسے موٹے حرفوں میں لکھا گیا ہے۔ پھر یہ کہ صفحہ میں اصل عبارت کی دس سطریں

ہیں۔ اب بنظر تحقیق حق تفسیر ”اعجاز التنزیل“ مطبوعہ دائرہ المعارف حیدرآباد دکن کی صرف لکھائی اور مقدار تحریر سے مقابلہ کیا جائے۔ اگرچہ ”اعجاز التنزیل“ بھی نہایت کشادہ لکھی گئی ہے۔ مگر اسی واضح تحریر سے اعجاز المسیح کی تحریر کا مقابلہ کیا جائے تو بالیقین معلوم ہو جائے گا کہ جنہیں ساڑھے بارہ جز کہا جاتا ہے وہ معمولی واضح تحریر سے تقریباً ڈھائی تین جز سے زیادہ نہیں ہے۔ جسے تحقیق کرنا منظور ہو وہ دونوں تفسیروں کے صفحات کے الفاظ شمار کر کے دیکھ لے اور پھر اس پر بھی نظر کرے کہ مرزا قادیانی کی تفسیر میں جو دو سو صفحات کی مقدار ہے وہ صرف سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں نہیں ہے۔ بلکہ شروع سے ۶۶ صفحہ تک تو تمہید ہے جس میں مرزا قادیانی نے اپنی تعریف اور

دوسرے علماء کی سختی کے ساتھ مذمت کی ہے۔ اس صفحہ پر پہنچ کر لکھتے ہیں : ”وسمیتہ اعجاز المسیح“ یعنی میں نے اس کا نام اعجاز المسیح رکھا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ مصنفین یہ جملہ اکثر پہلے یا دوسرے صفحہ میں لکھتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے اپنی تفسیر کے بڑھانے کو چار جز فضول باتوں میں سیاہ کر کے یہ جملہ لکھا۔ اس حساب سے اصل تفسیر کے تقریباً آٹھ ہی جز ہوتے ہیں۔ اس لئے مقتضائے دیانت یہ ہے کہ اسی آٹھ جز کا اندازہ کیا جائے۔ اگر اس مقدار کا اندازہ کیا جائے گا تو فاتحہ کی تفسیر میں دو سوا دو جز سے زیادہ نہ ہوگا۔ اب اس قلیل مقدار کی تحریر کو بڑے زور سے ساڑھے بارہ جز بار بار کہا جاتا ہے۔ پھر یہ ابلہ فریبی نہیں تو کیا ہے؟ خدا کے واسطے خلیفہ صاحب یا اور اہل علم کہیں تو غور کر کے انصاف سے کہیں۔ مگر ان سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ افسوس!

اب خیال کیا جائے کہ جب اعلانیہ بات میں ایسا صریح دھوکا دیا جاتا ہے تو اس کہنے پر کیوں کر اعتبار کر لیا جائے کہ ستر دن میں لکھی۔ جو حضرت اظہار فخر کے لئے ایسی صریح ابلہ فریبی کریں۔ ان سے ظہور اعجاز کی امید رکھنا کسی ذی عقل کا کام نہیں ہے۔ ان دونوں تفسیروں کو میں نے اس لئے پیش کیا تھا کہ یہ دونوں تفسیریں بلحاظ عمدگی مضامین اور باعتبار فصاحت و بلاغت عبارت کے اس قدر بلند پایہ ”اعجاز المسیح“ سے ہیں کہ کوئی ذی کمال ادیب ان کی فصاحت و بلاغت اور ان کے مضامین نادرہ اور مفید دیکھ کر اگر ”اعجاز المسیح“ کو دیکھے گا تو نفرتیں کرنے لگے گا اور پھر اس کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے گا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اس قابل سمجھے کہ اس کا جواب دیا جائے؟

بھائیو! اگر کچھ علم و فہم ہے تو ان صریح اسباب میں غور کرو اور خدا سے ڈر کر انصاف سے کہو کہ جب ان رسالوں کی طرف توجہ نہ کرنے کے یہ اسباب ہیں تو ان کے جواب نہ لکھے جانے سے ان کا اعجاز کیونکر ثابت ہو جائے گا۔

مرزائیوں کے جواب کا رد

اس کے جواب میں بعض جہلاء یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے جواب میں ان کتابوں کو پیش کرنا مرے مردوں کی ہڈیاں اکھیڑنا ہے۔ ایسے ہی بیہودہ جوابوں کی وجہ سے کوئی ذی علم ان کے جواب کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اعرض عن الجاہلین پر عمل کرتا ہے۔ مگر بعض کی خیر خواہی نے خاکسار کو کسی قدر ان کی طرف متوجہ کر دیا۔ اب جنہیں کچھ علم و فہم ہو وہ ملاحظہ کریں۔
(اعجاز المسیح کے فصیح و بلیغ ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے اور اسے اعجاز بتایا ہے)

(حقیقت الوحی ص ۲۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۳)

اسی لئے اس کا نام بھی اعجاز المسیح رکھا ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہئے کہ کلام معجز کسے کہتے ہیں؟ اگر کسی قادیانی کو علم ہے تو علم معانی و بیان کی کتابیں دیکھے۔ ان میں کلام کی دو طرف بیان کی ہیں۔ ایک اعلیٰ، دوسری ادنیٰ، اعلیٰ مرتبہ کو اعجاز کہا ہے اور طاقت بشری سے اسے خارج بتایا ہے۔ یعنی کوئی انسان کسی وقت ویسا کلام نہیں لکھ سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اعجاز اور معجزہ اسی کلام کو کہیں گے جس کے مثل لانے پر انسان عاجز ہو۔ وہ نہ زمانہ گذشتہ میں اس کا مثل لکھ سکا ہو نہ حال اور آئندہ میں کوئی لکھ سکے۔ اسی تحقیق علمی کی بنیاد پر میں نے ان تفسیروں کو پیش کیا تھا۔ جس سے بالیقین ثابت ہو گیا کہ "اعجاز المسیح" کو اعجاز کہنا محض غلط ہے۔ کیونکہ اس سے ہر طرح نہایت عمدہ سورہ فاتحہ کی تفسیریں موجود ہیں۔ اب تفسیر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے کار وقت ضائع کرنا ہے۔ مگر چونکہ جماعت مرزائیہ علم و فہم سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے سچے علمی جواب کو مذاق میں اڑاتی ہے اور یہ نہیں سمجھتی کہ اس جواب سے ظاہر ہو گیا کہ جن تفسیروں کا ہم نے حوالہ دیا ہے وہ مرزائی مولویوں کے نزدیک بھی ایسی ہی عمدہ اور اعجاز المسیح سے ہر طرح افضل ہیں۔ جیسے ہم بیان کرتے ہیں اور جب یہ مسلم ہے تو یقینی طور سے ثابت ہوا کہ اعجاز المسیح معجزہ برگز نہیں ہے۔ یہ چوتھی وجہ ہے اعجاز المسیح کے معجزہ نہ ہونے کی۔

یعنی جب اعجاز المسیح سے عمدہ تفسیریں بلحاظ عبارت اور مضمون کے پہلے سے موجود ہیں تو اہل علم کے نزدیک اعجاز المسیح معجزہ نہیں ہو سکتی۔ اسے اعجاز کہنا اور معجزہ سمجھنا محض غلط ہے۔ اب اعجاز المسیح کا شان نزول بھی ملاحظہ کرنا چاہئے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب جو پنجاب اور خصوصاً سیالکوٹ کے نواح میں زیادہ مشہور بزرگ ہیں مرزا قادیانی نے ان سے مناظرہ کا اشتہار بڑے زور و شور سے دیا تھا۔ اس کی تفصیل علامہ فیضی کے اس خط سے معلوم ہو گی جو انہوں نے سراج الاخبار میں مشتہر کیا ہے۔ (یہاں سے وہ خط حذف کر دیا

ہے۔ کیونکہ احتساب کی اسی جلد میں مولانا فیضی کا قصیدہ اور اس کا تفصیلی تعارف تذکرہ نیز وہ خط شامل اشاعت ہے۔ مرتب!

علامہ محمد حسن فیضی

یہ وہی علامہ فیضی مرحوم ہیں جن کا ایک مضمون اسی سراج الاخبار سے نقل ہو چکا ہے۔ اس میں یہی علامہ مرحوم نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا اور ہر طرح مناظرہ کے لئے آمادہ تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے دم نہیں مارا۔ اسی طرح اس خط میں مناظرہ کا چیلنج ہے۔ اس کے جواب میں بھی مرزا قادیانی مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے اور عربی نویسی کا اعجاز نہ دکھایا۔ اس سے ان کے اعجاز یہ

رسالوں کی حقیقت اہل دانش سمجھ سکتے ہیں۔ ہوا یہ کہ علامہ ممدوح مرزا قادیانی کے سامنے انتقال کر گئے اور انہیں خوشیاں منانے کا موقع ملا۔ مگر جب ان کے بڑے مقابل فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ان کی آخر زندگی تک ان کی سرکوبی کرتے رہے اور اب تک ان کی روح کو مناسب ثواب پہنچاتے ہیں تو ان کی خوشیوں کی تلافی کافی طور سے ہو جاتی ہے اور جب فاتح قادیان مرزائیوں کو چیلنج دیتے ہیں تو ان کی روح ٹپ ٹپ کر رہ جاتی ہوگی۔

یہ خط تاریخ مناظرہ کے پہلے کا ہے۔ تاریخ مناظرہ لاہور ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء مقرر ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی کے مشترکہ مضمون میں قدرت خدا کا نمونہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے تکبر کے جوش میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ: ”اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو میں ملعون جھوٹا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۱)

اور اس شدومد کے اشتہار و اقرار کے بعد قدرت خدا سے صداقت کا ظہور نہایت آب و تاب سے اس طرح ہوا کہ باید و شاید اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیر صاحب مرزا قادیانی کی تمام شرطیں منظور کر کے مناظرہ پر آمادہ ہو گئے اور ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء مناظرہ کی تاریخ مقرر ہو گئی اور پیر صاحب اپنے اقرار کے بموجب ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو مع دیگر علماء اور معززین اہل اسلام کے لاہور پہنچے اور ۲۹ اگست ۱۹۰۰ء تک منتظر رہے۔ مگر مرزا قادیانی گھر سے باہر نہ نکلے۔ اس نواح کے مریدوں نے بہت زور لگایا۔ مگر وہ نہ آئے اور اپنے اس اشتہاری اقرار کی بھی پرواہ نہ کی جو لکھ چکے تھے کہ: ”اگر مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو میں جھوٹا اور ملعون ہوں۔“ مہتممان جلسہ نے اس جلسہ کی روداد طبع کرا کے مشترکہ کرائی تھی۔ اس میں ذیل کا مضمون لائق ملاحظہ ہے۔

”جملہ حاضرین جلسہ کے اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ یہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) مخاطب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا ہے اور شرمناک دروغگوئی سے اپنی دکانداری چلانا چاہتا ہے۔“

اس لئے آئندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی یا اس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پرواہ نہ کریں۔“ یہ روئیداد مسلمانوں میں بہت شائع ہوئی ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کے دعوؤں کی حالت اظہر من الشمس ہو گئی اور اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے اور ملعون ٹھہرے۔ اس شرمناک ذلت مٹانے کے لئے مرزا قادیانی نے تفسیر اعجاز المسیح لکھی یا لکھوائی اور پیر صاحب سے جواب طلب کیا اور ”منعہ مانع من السماء“ کا الہام بھی سنا دیا۔ کیونکہ روئیداد سے معلوم کر چکے تھے کہ پیر صاحب اور تمام علمائے حاضرین جلسہ مجمع عام میں ہزاروں معززین اسلام کے روبرو کہہ چکے ہیں کہ کوئی مسلمان مرزا قادیانی کو مخاطب نہ بنائے اور نہ ان کی کسی بات کا جواب دے اور ظاہر ہے کہ

یہ راست باز علماء اپنے قول کے خلاف ہرگز نہ کریں گے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے عمدہ موقع پا کر اپنی تفسیر پیش کی اور جواب طلب کیا اور پیر صاحب اور دیگر علماء نے انہیں قابل خطاب نہیں سمجھا اور اپنے اقرار کے پابند رہے اور مرزا قادیانی کی طرح بدعہد اور جھوٹا ہونا پسند نہیں فرمایا اور مرزا قادیانی نے یہ موقع پا کر اپنے اعجاز کا غل مچا دیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ پیر صاحب اور دیگر علماء کے لئے یہ آسمانی مانع تھا۔ کیونکہ اپنے قول پر قائم رہنا آسمانی حکم ہے۔ اس لئے الہام کا مضمون بلاشبہ صحیح ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اصلی حالت کو پوشیدہ کر کے ایسے پیچ سے اسے بیان کیا ہے کہ مریدین اسے معجزہ سمجھ رہے ہیں۔

ایک اور راز ملاحظہ کیجئے وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خیال کیا ہو گا کہ جو علماء اس جلسہ میں شریک تھے وہ تو اپنے عہد کے خیال سے جواب نہیں دیں گے اور دوسرے علماء جو دور دراز جگہ کے رہنے والے ہیں انہیں کیا خبر ہو گی؟ اور اگر کسی کو ہوئی بھی تو دیر میں ہو گی۔ اس لئے جواب کے لئے ستر دن کی قید لگا دی اور معلوم کر لیا کہ اول تو اس میعاد کے اندر دوسرے علماء کو خبر ہی نہیں ہو سکتی اور اگر کسی کو ہوئی بھی اور جوش اسلامی نے انہیں آمادہ بھی کیا تو انہیں اتنی مدت نہیں مل سکتی کہ وہ اس قدر تفسیر لکھیں اور چھپوا کر بھیج دیں۔ اس لئے یہ میعاد مقرر کر دی۔

اب اہل حق اس داؤ پیچ کے اعجاز کو ملاحظہ کریں۔ جس سے مرزا قادیانی کی حالت آفتاب کی طرح چمک رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

یہ وہ سچا بیان ہے کہ کسی مرزائی کی مجال نہیں کہ اسے غلط ثابت کر سکے۔ الغرض اس بیان سے دنیا پر دو باتیں نہایت روشن طریقے سے ثابت ہو گئیں۔ ایک یہ کہ اعجاز المسیح کے جواب نہ لکھے جانے کی اصل وجہ کیا تھی۔ دوسرے یہ کہ ان کے صریح اقرار سے یہاں بھی ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔ اسی وجہ سے قدرت الہی نے انہیں مناظرہ کے لئے لاہور جانے نہ دیا اور روک لیا۔ اگرچہ

جانے کے بعد بھی جھوٹے ٹھہرتے۔ مگر وہ جھوٹ دوسرے کی زبان سے ثابت ہوتا اور نہ جانے سے ان کی زبان سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا اور ان کے دعوؤں کی حالت بھی معلوم ہو گئی۔ اس زور و شور سے مناظرہ کا اشتہار دیا اور پیر صاحب کو نہایت سخت اور توہین کے الفاظ لکھ کر انہیں آمادہ کیا اور جب وہ آمادہ ہو کر میدان میں آگئے تو گھر سے باہر نہ نکلے۔ اسی طرح ان کے بعض مریدین بھی کرتے ہیں۔

حق پرست حضرات اس واقعہ پر انصاف سے نظر کریں اور بہتر ہے کہ روئداد جلسہ اسلامیہ لاہور کو ملاحظہ کر لیں۔ پھر فرمائیں کہ خدا کے برگزیدہ رسول اس کے نیک بندے سے نہایت

سخت کلامی کر کے عہد و پیمان کریں اور نہایت پختہ اقرار کر کے اسے پورا نہ کریں۔ ایسا ہو سکتا ہے؟ خدا کو عالم الغیب جان کر جواب دیجئے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا کے مقبول کسی سے ایسا پختہ وعدہ کریں کہ اس کے پورا نہ ہونے پر اپنے کذب کو منحصر کر دیں اور خدا ان کی اس قدر مدد نہ کرے کہ وہ وعدہ پورا کر سکیں۔ حالانکہ ”واللہ یعصمک من الناس“ کا الہام ہو چکا ہو یہ برگز نہیں ہو سکتا اور سنا گیا کہ نہ جانے کا عذر مرزا قادیانی نے یہ کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ولایتی مولوی مجھے مار ڈالیں گے۔

بھائیو! ذرا تو غور کرو کہ مرزا قادیانی نے خود ہی مناظرہ کا اشتہار دیا اور نہایت غیرت دار الفاظ لکھ کر پیر صاحب کو آمادہ کیا اور جب مناظرہ کا ٹھیک وقت آپہنچا اور مقابل سامنے آگیا۔ اس وقت یہ الہام ہوتا ہے کہ ولایتی مولوی مارنے کے لئے بلاتے ہیں۔ کیا اس عالم الغیب کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا کہ اگر مناظرہ میں اجتماع ہوگا تو وہ مار ڈالنے کی فکر کریں گے۔ اس ملہم نے اشتہار دینے کے وقت یہ الہام نہ کیا کہ اشتہار نہ دے۔ ورنہ روکا جائے گا اور جھوٹا اور ملعون ٹھہرے گا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس فعل سے تو نہ روکا جس سے تمام خلق کے نزدیک بدعہد اور جھوٹا قرار پائے اور اس کی اس رسوائی اور کذب کو پسند کر کے اس کے بچانے کے لئے الہام کیا۔ کون صاحب عقل اسے باور کر سکتا ہے؟ مگر ان کے معتقدین خوب خیال کر لیں کہ اگر یہاں مرزا قادیانی کو سچا مانا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کو جھوٹا اور وعدہ خلاف ماننا ہوگا۔ کیونکہ مقربین خدا خصوصاً انبیاء بغیر الہام الہی ایسا اعلان برگز نہیں کر سکتے اور اگر غلطی کریں تو انہیں فوراً اطلاع خداوندی نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عام مخلوق کے روبرو وہ اپنی زبان سے جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے مقام پر انبیاء کی حمایت نہ ہو اور انبیاء کو اس کی حمایت پر اعتماد نہ ہو۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ جماعت مرزائے انبیاء کے قتل نہ ہونے پر آیت: ”لا غلبن انا ورسلی“ پیش کرتی ہے۔ پھر کیا مرزا قادیانی کو اس وقت تک اس آیت پر نظر نہ تھی جو ولایتی مولویوں سے ڈر گئے اور یہ بھی خیال نہ کیا

کہ نہ جانے سے میں جھوٹا ٹھہروں گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی خجالت مٹانے کے لئے یہ دعویٰ کیا کہ ستر دن کے اندر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہم بھی لکھیں اور تم بھی لکھو۔ مگر چار جز سے کم نہ ہو۔ اب مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ہم نے اس میعاد کے اندر تفسیر لکھی اور پیر صاحب لکھنے سے عاجز رہے۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم مان لیں کہ یہ تفسیر خود مرزا قادیانی نے لکھی اور اسی مدت میں لکھی اور کسی دوسرے نے مدد نہیں دی۔ پھر اس میں اعجاز کیا ہوا؟ اتنی بات معلوم ہوئی کہ مرزا قادیانی کو ادب میں اس قدر مذاق تھا کہ دو ڈھائی مہینہ میں ڈھائی تین جز تفسیر کے عربی عبارت میں لکھ سکتے تھے اور وہ بھی اتنی محنت اور مشغولی کے بعد کہ نمازیں بھی بہت سی قضا کیں۔

۱۲

اتنی مدت میں ایسی شدید مشغولی کے سا نہیں ہے۔ اگر شب و روز میں ایک صفحہ بھ تو معمولی طریقے سے اگر لکھی جائے تو محنت میں نمازیں قضا کر کے ایک صفحہ تف کر سکتے؟ ذرا کچھ تو انصاف کرنا چاہئے تحریر کا مذاق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی عر لکھ سکتے۔ اس سے ان کے رسالے کا کہ مرزا قادیانی میں اتنی قابلیت تھی کہ ش وہ چند علماء جنہیں ان کے اعلان کی خبر رکھتے تھے۔ یا بوجہ مذکورہ بالا متوجہ نہ ہو الحاصل اس رسالہ کو معجزہ تصدیق خود مرزا قادیانی کا دل بھی کر لگائی۔ ورنہ اعجاز کے لئے کوئی قید نہیں رسالہ اعجاز احمدی کی حالت او ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں مرزا اگر میں تیری طرف سے ہوں تو ان ت ایسا نشان دکھلا جو انسانی باتھوں سے ب ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے ک کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا

۱۔ فرضی طور پر یہ لکھا مرزا قادیانی سے بدرجہا عمدہ تفسیر لک دی علم کے نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ دوسر اپنی قابلیت کا اظہار کریں اور خصوصاً کی تحریر کو جاہلانہ عبارت سمجھتے ہیں۔

اتنی مدت میں ایسی شدید مشغولی کے ساتھ ڈھائی تین جز عربی عبارت لکھ دینا کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔ اگر شب و روز میں ایک صفحہ بھی لکھا جاتا تو چار جز سے زیادہ ہوتا اور مرزا قادیانی کی تفسیر تو معمولی طریقے سے اگر لکھی جائے تو تین جز سے زیادہ کسی طرح نہیں ہوتی۔ پھر شب و روز کی محنت میں نمازیں قضا کر کے ایک صفحہ تفسیر کا لکھ دینا کوئی بڑی قابلیت کی دلیل ہے کہ دوسرے نہیں کر سکتے؟ ذرا کچھ تو انصاف کرنا چاہئے اور بہت اچھا ہم نے مانا کہ اس وقت چونکہ اکثر علماء کو عربی تحریر کا مذاق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی عربی میں ایسی عبارت اور مضمون لکھ سکتے تھے کہ دوسرے نہیں لکھ سکتے۔ اس سے ان کے رسالے کا معجزہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی میں اتنی قابلیت تھی کہ شب و روز کی محنت میں ایک صفحہ عربی عبارت لکھ سکتے تھے اور وہ چند علماء جنہیں ان کے اعلان کی خبر بھی پہنچی مگر وہ اس لئے نہ لکھ سکے کہ عربی لکھنے کی مشق نہیں رکھتے تھے۔ یا بوجہ مذکورہ بالا متوجہ نہ ہوئے۔ اس میں مرزا قادیانی کا اعجاز کیا ہوا؟

الحاصل اس رسالہ کو معجزہ کہنا اور اس کا نام اعجاز المسیح رکھنا محض غلط ہے اور اس کی تصدیق خود مرزا قادیانی کا دل بھی کرتا تھا۔ اسی وجہ سے انہوں نے ستر دن کے اندر لکھنے کی قید لگائی۔ ورنہ اعجاز کے لئے کوئی قید نہیں ہو سکتی۔

رسالہ اعجاز احمدی کی حالت اور قصیدہ اعجازیہ کی بنیاد

۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں مرزا قادیانی نے اس مضمون کا اشتہار دیا کہ: ”اے میرے مولیٰ اگر میں تیری طرف سے ہوں تو ان تین سال میں جو آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالا تر ہو۔ اگر تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید اور تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلائے تو میں نے

اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔“

(ملخص مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۱ تا ۱۷۵)

۱۵ فرضی طور پر یہ لکھا گیا ہے ورنہ اس وقت بھی جن کو عربی تحریر کا مذاق ہے وہ مرزا قادیانی سے بدرجہا عمدہ تفسیر لکھ سکتے ہیں۔ البتہ عرب کا سا مشغلہ اور ان کے سے خیالات کسی ذی علم کے نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کو ذلیل کرنے کے لئے جواب لکھنے پر آمادہ ہو جائیں اور اپنی قابلیت کا اظہار کریں اور خصوصاً ایسے شخص کے مقابل میں جسے وہ لائق خطاب نہیں سمجھتے جس کی تحریر کو جاہلانہ عبارت سمجھتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے متعدد مقامات پر تو صرف اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کیا ہے۔ مثلاً احمد بیگ کے داماد کی نسبت کہا ہے کہ اگر وہ میرے روبرو نہ مرے ”تو میں بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

یہ بھی کہا ہے کہ: ”اگر تثلیث پرستی کے ستون کو نہ توڑ دوں تو میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

اور اعجاز المسیح کے شان نزول میں بیان کیا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنے لئے تین لقب تجویز کئے تھے اور لکھا تھا کہ: ”اگر میں علماء کے جلسہ میں نہ جاؤں تو میں مردود، ملعون، جھوٹا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۱)

الحمد للہ کہ اس جلسہ میں نہیں گئے اور اپنے اقرار سے ان تین صفتوں کے مستحق ہوئے۔ یہاں اپنے پانچ لقب بیان فرمائے۔ (۱) مردود، (۲) ملعون، (۳) کافر، (۴) بے دین، (۵) خائن۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنی حجت سارے خلق پر تمام کر دی اور انہیں اپنے اقرار سے جھوٹا، مردود، ملعون ثابت کر دیا۔ اس قول میں انہوں نے اپنی پانچ صفتیں بیان کیں ہیں۔ اس کا ثبوت کس طرح ہوا اس کی حالت ملاحظہ کیجئے۔ اس پیشین گوئی کے پورے ہونے کی میعاد تین برس بیان کی تھی۔

اب ظاہر ہے کہ اس نشان کے دکھانے کا خیال کس قدر ہوگا اور کیا کیا تدبیریں سوچ رہے ہوں گے؟ مگر بحمد اللہ یہ تین برس خالی گزر گئے۔ صرف ایک مہینہ باقی تھا کہ اتفاق سے اسی ۱۹۰۲ء میں موضع مڈھ ضلع امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزائیوں کو مناظرہ میں بڑی زک دی۔ اس میں مرزائی بہت ذلیل ہوئے۔ جس کی کیفیت ضمیمہ شحہ ہند مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ (بحمدہ تعالیٰ ضمیمہ شحہ ہند کی فائل بھی (احتساب قادیانیت ج ۵۸، ۵۷) میں شائع ہو گئی ہے۔ مرتب!) جب مرزا قادیانی کو اس ذلت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے رسالہ اعجاز احمدی کا

اشتہار دیا کہ : ”اگر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم میں جیسا میں نے بنایا ہے پانچ روز میں بنادے تو میں دس ہزار روپیہ انہیں انعام دوں گا اور اگر وہ اس کے جواب سے عاجز رہے تو سمجھ لیا جائے کہ یہی قصیدہ وہ نشان ہے۔ جس کے ظہور کے لئے میں نے دعا کی تھی کہ تین سال کے اندر اس کا ظہور ہو۔“

(ضمیمہ نزول المسیح ص ۴۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۷ ملخص)

غرضیکہ اسی سہ سالہ پیشین گوئی کے پورا کرنے اور اپنے مریدوں کی رسوائی مٹانے کے لئے یہ اشتہار دیا اور اعجاز کا دعویٰ کیا۔ یہ رسالہ ساڑھے پانچ جز کا ہے۔ اس میں ۳۸ صفحات پر اردو ۱۸

عبارت ہے جس میں بہ کثرت جھوٹے جھوٹی سچی باتیں اردو زبان میں بنا دی فصاحت و بلاغت کے ساتھ مشکل ہے اب اس مرزائی اعجاز پر جوا نہیں ہے بلکہ فریب ہے۔ انہیں ملاحظہ

قصیدہ اعجازیہ کے معجزہ نہ ہونے

۱..... پہلا اعتراض اس اشتہار میں اسے پیشین گوئی قرار دیا ہے۔ بہر کہ اس دعا کے قبول ہونے پر اور اس قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اس دعا کے تراش کر مسلمانوں کو دکھایا جائے تا کہ میں انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ ہندوس قصیدہ لکھوا کر اور اس کی تمہید اردو میں ایک عرب طرابلس کی طرف کے پھرتے رہے اور حیدرآباد میں ان کا قیا بھی شاعروں کی سی رکھتے تھے۔

قصیدہ اعجازیہ کا لکھنے والا؟ سمع

اس شہر (حیدرآباد دکن) کرا دیا اور خط و کتابت ہونے لگی۔ اس روپیہ لے کر قصیدہ لکھ دیا اس کا ثبوت نواب صدیق حسن خان صاحب نے انہیں بلوایا تھا۔ اتفاق مولوی صاحب بھی ٹھہرے تھے جوا

میں میرے پاس آئے اور ان حرى مرزا قادیانی کو خط لکھ رہے تھے۔ می مرزا قادیانی کو مسیح زمان
لکھا تھا۔ می

عبارت ہے جس میں بہ کثرت جھوٹے دعوے ہیں۔ اب یہ تو نہایت ظاہر ہے کہ دو تین جز میں جھوٹی سچی باتیں اردو زبان میں بنا دینا تو مشکل بات نہیں ہے۔ البتہ عربی کا قصیدہ لکھنا کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ مشکل ہے۔ اب اس مرزائی اعجاز پر جو اعتراضات ہوتے ہیں جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اعجاز نہیں ہے بلکہ فریب ہے۔ انہیں ملاحظہ کیجئے۔

قصیدہ اعجازیہ کے معجزہ نہ ہونے کی پانچویں وجہ

۱..... پہلا اعتراض اس اشتہار میں جو دعا ہے۔ (رسالہ اعجاز احمدی ص ۸۸، خزائن ج ۱۹ ص

(۲۰۲)

میں اسے پیشین گوئی قرار دیا ہے۔ بہر حال وہ دعا ہے یا پیشین گوئی ہے۔ مگر ایسی عظیم الشان ہے کہ اس دعا کے قبول ہونے پر اور اس پیشین گوئی کے پورا نہ ہونے پر اپنے آپ کو مردود اور کافر قرار دیتے ہیں۔ اس لئے اس دعا کے بعد تین برس تک اس فکر و تجویز میں ضرور رہے کہ کوئی نشان تراش کر مسلمانوں کو دکھایا جائے تاکہ میں اپنے اقرار سے ملعون و کافر قرار نہ پاؤں۔ میرے خیال میں انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ ہندوستان میں عربی ادب کا مذاق نہیں ہے۔ اس لئے ایک عربی قصیدہ لکھوا کر اور اس کی تمہید اردو میں لکھ کر رسالہ شائع کر کے اعجاز کا دعویٰ کیا جائے۔ اسی زمانے میں ایک عرب طرابلس کی طرف کے رہنے والے ہندوستان میں آئے ہوئے تھے۔ جا بجا وہ پھرتے رہے اور حیدر آباد میں ان کا قیام زیادہ رہا ہے۔ یہ عربی کے شاعر تھے اور مزاج میں آزادی بھی شاعروں کی سی رکھتے تھے۔

قصیدہ اعجازیہ کا لکھنے والا؟ سعید طرابلسی کی کہانی

اس شہر (حیدر آباد دکن) میں مرزائی زیادہ ہیں۔ انہوں نے مرزا قادیانی سے رابطہ کرا دیا اور خط و کتابت ہونے لگی۔ انہوں نے قصیدے کی فرمائش کی عرب صاحب نے پانچ سو روپیہ لے کر قصیدہ لکھ دیا اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کو عربی ادب سے مذاق تھا۔ اس لئے نواب صاحب نے انہیں بلوایا تھا۔ اتفاق سے جس مکان میں وہ بھوپال میں مقیم تھے اس میں ایک اور مولوی صاحب بھی ٹھہرے تھے جو اطراف امروہہ کے رہنے والے تھے۔ وہ مولوی صاحب کانپور میں میرے پاس آئے اور ان عرب کے قیام کا تذکرہ کیا۔ اس میں یہ کہا کہ ایک روز وہ مرزا قادیانی کو خط لکھ رہے تھے۔ میں قریب جا کر کھڑا ہو گیا تو دیکھا کہ خط کے عنوان پر انہوں نے مرزا قادیانی کو مسیح زمان لکھا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ انہیں مسیح مانتے ہیں۔ انہوں نے سختی

سے کہا کہ میں اس کو سچ کیا مانتا اس نے پانچ سو روپیہ دے کر مجھ سے قصیدہ لکھوایا ہے۔ اس لئے میں اس کی تالیف قلب کرتا ہوں۔

اس کی تائید میں دو شاہد اور ہیں مولانا غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری سے معلوم ہوا کہ سعید نامی ایک شخص طرابلس کا رہنے والا بڑا ادیب تھا۔ مگر آزاد مزاج کا شخص تھا۔ جیسے اکثر شاعر ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی سے اس کی خط و کتابت تھی۔ پانی پت میں آ کر اس نے بعض معقول کی کتابیں پڑھی تھیں۔ مولوی محمد سہول صاحب پورینوی بھاگلپوری کہتے ہیں کہ حیدر آباد میں میں نے اس سے ادب کی بعض کتابیں پڑھی ہیں۔ بڑا ادیب تھا کہتا تھا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت پیش آئی تھی۔ میں نے مرزا قادیانی کو لکھا اس نے قصیدہ لکھوایا میں نے لکھ دیا۔ اس نے روپیہ مجھے دیا۔

ان تین شاہدوں کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ یہ قصیدہ مرزا قادیانی کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ مگر ان باتوں کو کون جانتا ہے اور جس نے جانا بھی وہ اس کے شور و غل کو سچا نہیں سمجھتا۔ مرزا قادیانی نے اپنی میعاد پیشین گوئی پوری کرنے کے لئے سامان کر لیا۔ کیونکہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان میں ادب کا مذاق نہیں ہے اور یہ قصیدہ ایک ادیب عرب کا ہے اس کا جواب یہاں کوئی نہیں دے سکے گا۔ اس کی تمہید میں اپنی تعریف بھی بہت کچھ لکھ لی۔ اسی عرصہ میں اتفاق سے موضع مڈ میں ان کے مریدین نے مناظرہ میں بڑی شکست کھائی اور نہایت ذلیل ہوئے اور اپنے مرشد کے پاس جا کر روئے۔ یہ واقعہ اس کا محرک ہوا کہ وہ قصیدہ جو سعید طرابلسی سے لکھوایا ہے اس میں مناظرہ مڈ کے متعلق اشعار کا اضافہ کر کے مشتہر کیا جائے اور اعجاز کا دعویٰ کیا جائے۔ اس لئے اسے چھاپ کر مع اشتہار کے مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجا تا کہ عام مریدین اور خاص ان مریدین کو جو مناظرہ کی شکست سے نہایت افسردہ ہو گئے تھے خوش کریں۔ اس بیان سے مرزائی اعجاز کی حقیقت تو کامل طور سے منکشف ہو گئی۔ البتہ اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ سعید شامی تو بڑا ادیب تھا۔

وہ ایسی غلطیاں نہیں کر سکتا۔ جیسی مرزا قادیانی کے قصیدہ میں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض الفاظ اس میں ایسے ہیں جو عرب ہرگز نہیں بولتے۔ اس لئے یہ قصیدہ اس شامی کا نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب نہایت ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ سعید مرزا کو جھوٹا جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ عربی ادب سے مرزا قادیانی کو مس نہیں ہے۔ اس لئے اس نے قصداً یہ غلطیاں کی ہیں تا کہ اہل علم اس سے واقف ہو کر اس کی تکذیب کریں۔ چونکہ عرصہ تک ہند میں رہا ہے اور بعض علوم عقلیہ اس نے یہاں پڑھے ہیں۔ اس لئے وہ ہندی محاورات سے بھی واقف تھا۔ مرزا قادیانی کو فریب دینے کی غرض سے بعض غلط الفاظ بھی اس میں داخل کر دیئے تا کہ اہل علم انہیں دیکھ کر اس کے اعجاز کی تکذیب کر سکیں۔

الحاصل یہ قصیدہ مرزا قادیانی کا اعجاز نہیں ہے۔ اگر اسے اعجاز کہا جائے تو سعید طرابلسی شامی کا اعجاز ہوگا۔ اس مضمون کی پوری شہادت اس واقعہ سے ہوتی ہے جو فاضل ابوالفیض مولوی محمد حسن فیضی مرحوم اور مرزا قادیانی سے ہوا۔ علامہ ممدوح نے جب مرزا قادیانی کی لن ترانیاں بہت کچھ سنیں اور اتفاق سے مرزا قادیانی اپنے مریدوں میں سیالکوٹ گئے ہوئے تھے۔ وہیں علامہ ممدوح پہنچے اور ایک عربی قصیدہ اپنا لکھا ہوا پیش کیا۔ اس وقت جو گفتگو ہوئی اس کی کیفیت مولانا مرحوم نے سراج الاخبار ۲، مئی ۱۹۰۲ء میں شائع کی تھی۔ (وہ مضمون و قصیدہ مولانا محمد حسن فیضی کے حوالہ سے اس کتاب میں دوسرے مقام پر درج ہے۔ یہاں سے حذف کیا جاتا ہے۔ مرتب!)

مولانا فیضی کا قصیدہ اکتالیس شعر کا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کریں کہ اس عربی قصیدہ کا مرزا قادیانی ترجمہ نہ کر سکے۔ پھر وہ عربی قصیدہ کیا لکھتے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اول اسی واقعہ کی شرم انہیں ہوئی اور قصیدہ لکھوانے کا خیال ہوا اور لکھوایا۔ پھر مکہ کا واقعہ پیش آگیا۔ اس کے متعلق اشعار کا اضافہ کر کے قصیدہ کا اعلان کیا۔ علامہ فیضی نے صرف قصیدہ ہی پیش نہیں کیا بلکہ مناظرہ کا دعویٰ کیا اور مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر مرزا قادیانی دم بخود رہے۔ مولانا کے روبرو کچھ نہ کہہ سکے۔ اب حیرت ہے کہ مرزا قادیانی اس طرح علماء کے مقابلہ سے عاجز رہے ہیں۔ اس پر یہ بے شرمی ہے کہ پھر وہی دعویٰ ہے، یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمارے اس دعوے کو بہت ایسے لوگ بھی دیکھیں گے جنہوں نے پہلا واقعہ دیکھا سنا نہ ہوگا اور ہمارے سکوت و عجز سے واقف نہ ہوں گے۔ یہی حالت ان کے مریدوں کی ہے کہ بڑے معرکہ میں نہایت ذلیل ہوتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت وہی دعویٰ ہے۔ بہت رسائل لکھے ہوئے موجود ہیں۔ خلیفہ اول کے عہد میں ان کے پاس بھیجے گئے ہیں اور اب بھی بھیجے جاتے ہیں اور یہ وہ رسائل ہیں جن میں متعدد طریقے سے نہایت کامل طور سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے اور یہاں سے قادیان تک کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکا۔ تمام

مرزائی ان کے جواب سے عاجز ہیں۔ بایں ہمہ ان کے جاہل متبعین پکارتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کریں گے اور جب اہل حق پکارتے ہیں کہ سامنے آؤ تو منہ چھپاتے ہیں۔

۲..... دوسرا اعتراض: پہلے بیان کر دیا گیا کہ معجزہ اور نشان وہی کلام ہو سکتا ہے جس کے مثل

نہ اس کے پہلے کوئی لکھ سکا ہو نہ اس کے بعد لکھ سکے۔ قصیدہ مرزائیہ کے قبل تو بہت قصیدے عمدہ عمدہ لکھے گئے ہیں اور بعض چھپے ہوئے موجود ہیں۔ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب کا قصیدہ نعتیہ دیکھا جائے۔ کیسے نادر مضامین ہیں اور اسکی تضمین جو شاہ عبدالعزیز صاحب نے کی ہے اسے فن ادب کے اہل مذاق ملاحظہ کریں۔ اسی طرح مولوی فضل حق صاحب مرحوم کا قصیدہ جس میں انہوں نے

غدر کے حالات بیان کئے ہیں قابل دید ہے۔ جنہیں اہل علم دیکھ کر مرزا قادیانی کے قصیدہ کو ردی میں پھینک دینے کے قابل سمجھیں گے۔

آزاد بلگرامی کے قصائد اہل علموں نے دیکھے ہیں۔ مگر مرزائی جہلاء کو علمی باتوں سے کیا واسطہ۔ وہ کیا جانیں کہ کون ذی علم کس فن کا زیادہ جاننے والا ہے؟ پہلے قصیدوں کے علاوہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کے بعد بھی اس کے جواب میں قصیدے لکھے گئے ہیں۔

پہلا قصیدہ جوابیہ

قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم نے مرزا قادیانی کی زندگی میں لکھا تھا اور ۱۹۰۷ء کے شروع میں اخبار اہل حدیث میں وہ قصیدہ چھپا ہے اور پھر ۱۹۱۳ء کے رسالہ الہامات مرزا میں اس کے باسٹھ شعر نقل کئے گئے ہیں۔ (مکمل قصیدہ اس جلد میں دوسری جگہ موجود ہے۔ مرتب!)

دوسرا قصیدہ جوابیہ

نہایت ہی عمدہ اور لاجواب جو ۱۳۳۱ھ میں لکھا گیا ہے یہ قصیدہ چھ سو پچیس اشعار کا ہے۔ البتہ چھپا نہیں ہے۔ عنقریب چھپنے والا ہے۔ اہل علم اسے دیکھ کر مسرور ہوں گے۔ چند اشعار اس کے نقل کئے جاتے ہیں جن کے الفاظ و مضمون سے اہل علم مسرور ہوں گے۔ (چھپ گیا تھا ہمارے مرکزی دفتر کی لائبریری میں موجود ہے۔ احتساب قادیانیت کی جلد ہذا میں ابطال اعجاز مرزا کے نام سے شامل اشاعت ہے۔ مرتب!)

اہل علم اس کے اشعار کی خوبی کو ملاحظہ کریں۔ کیسا بے نظیر مضمون ان میں ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ آنے کی کیسی عمدہ وجہ بیان کی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان دکھائی ہے اور مرزائیوں کی جہالت ظاہر کی ہے۔ مرزا قادیانی کے قصیدہ میں سوائے

اپنی تعلی اور دوسرے علماء کی برائی کے اور کوئی مضمون نہیں ہے۔ جب یہ قصائد قصیدہ مرزائیہ سے نہایت عمدہ موجود ہیں تو مرزا قادیانی کے قصیدہ کو معجزہ کہنا آنکھوں پر پٹی باندھ کر کنوئیں میں گرنا ہے اور عوام کو فریب دینا ہے۔

۳..... تیسرا اعتراض: اس قصیدہ کے جواب کے لئے تو زیادہ سے زیادہ بیس روز کی میعاد مقرر

کی تھی اور پھر اس قید شدید ہی پر بس نہیں کی۔ بلکہ یہ بھی لکھا کہ اسی میعاد میں رسالہ چھپوا کر اور مرتب کرا کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ یعنی اس اعجاز میں لوہے اور پتھر اور صنایع اور کاریگروں کو بھی دخل ہے؟ اس لئے اس کے جواب میں بھی ان کو دخل ہونا چاہئے۔ محض قلمی لکھ کر بھیجنا کافی نہیں ہے۔ اب جن کے قلب میں کچھ بھی انصاف کی بوہے وہ صرف ان قیدوں میں تھوڑا سا غور کر

کے مرزا قادیانی کی حالت معلوم کر سکتے ہیں۔ کیا صادقین کی باتیں ایسی چالاکی اور عیاری کی ہوسکتی ہیں؟ اس پر نظر کی جائے کہ مرزا قادیانی اس کے جواب میں چار قیدیں لگاتے ہیں۔

۱..... باریک قلم سے لکھا ہوا ۹۰ صفحہ کا رسالہ ہو۔

۲..... آدھا رسالہ اردو میں ہو اور آدھا عربی نظم میں۔

۳..... بیس روز کے اندر لکھیں۔

۴..... اور اسی میعاد میں چھپوا کر میرے پاس بھیج دیں۔ اہل انصاف اس ”روشن زبردستی“ کو

ملاحظہ کریں کہ ان قیدوں کے ساتھ ظاہری اسباب کی نظر سے جواب لکھ کر بھیجا جا سکتا ہے؟ برگز نہیں، ساڑھے پانچ جز کا رسالہ جس کے بعض صفحات پر ۲۲ سطریں ہوں اور بعض میں ۲۱ سطر، پھر اتنے بڑے رسالے کی تالیف کرنا اور تالیف بھی معمولی نہیں ایک بڑے عیار مشاق کی باتوں کا جواب دینا اور وہ بھی صرف اردو نہیں بلکہ عربی قصیدہ بھی اس طرح کا ہو۔ جیسا کہ اس میں ہے۔ ان قیدوں کو دیکھ کر ہر ایک منصف کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس کا جواب لکھ دیں گے۔ اس لئے ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ ان کی وجہ سے لکھنا غیر ممکن ہو اور دام گرفتہ مرید خوش ہو جائیں۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کا رسالہ ساڑھے پانچ جز میں ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک ذی علم پانچ روز میں اس کی نقل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ زود نویسی کے عادی بہت ہی کم اہل علم ہوتے ہیں۔ جب اس مدت میں نقل نہیں ہو سکتی تو تصنیف کرنا کس طرح ہو سکتا ہے؟ اس قصیدہ کے اوّل ۳۸ صفحات میں تو مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی تعلی اور دوسروں کی مذمت کی ہے اور آخر صفحہ میں عام فریبی پیرایہ سے حضرت امام حسین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجواسے کو الہامی بتا کر خود بری الذمہ ہوئے ہیں اور عوام

کو فریب دیا ہے۔ پھر ان باتوں کا کافی جواب تو ۳۸ یا ۴۸ صفحات میں نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے تو اگر آٹھ دس جز میں جواب لکھا

۱۔ قصیدہ اعجازیہ میں مرزا قادیانی نے اپنی تعلی ایسی کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسینؑ سے اپنا تفوق اس طرح بیان کیا کہ ان حضرات کی کامل ہجو ہو گئی ہے۔ اس لئے انہیں خیال ہوا کہ مسلمان ان سے بدگمان ہوں گے۔ آخر صفحہ میں اس بدگمانی کو مٹانا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ: ”جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا۔ یعنی بالہام الہی لکھا ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے لکھتا تو میں وعید الہی میں پکڑا جاتا۔“

(اعجاز احمدی ص ۴۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

یہاں عجب طرح کا فریب دیا ہے کہ ان بزرگوں کی کامل ہجو کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لوگ خدا کے برگزیدہ حضرات میں نہیں تھے۔ ورنہ مجھ پر ضرور وعید نازل ہوتی۔ مگر بظاہر یہ ان کے نام عظمت سے لئے ہیں۔ جس سے عوام سمجھتے ہیں کہ ان کی عظمت کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے فریب اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ خدا ان سے پناہ دے۔ اپنی زبان درازی کو خدا کا الہام بتا کر انہیں مقبولان خدا سے گرا دیا۔ یہاں غور سے دیکھنا چاہئے۔

جائے تو شاید کچھ جواب ہو۔ پھر دیکھا جائے کہ اتنے جز کتنے روز میں انسان تصنیف کرے گا۔ پندرہ بیس روز سے کم میں تو لکھنا غیر ممکن ہے۔ اب عربی قصیدہ کی تالیف کا اندازہ کیجئے۔

غرضیکہ بیس روز میں یہ دونوں کام ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ بدیہی اور عقلی بات ہے۔ اب اس کے چھپنے کی مدت پر نظر کی جائے۔ اس کی حالت تجربہ کار اور صاحب مطبع خوب جانتے ہیں۔ اگر دوسرے کے مطبع میں چھپوایا جائے تو حسب خواہ اس قدر جلد چھپوا لینا اس کے اختیار سے باہر ہے۔ ہاں اگر خود مولوی صاحب کسی پریس کے مالک ہوں اور وہ خود لکھیں اور چھپوائیں اور درمیان میں کوئی مانع پیش نہ آئے اور پریس مشین وغیرہ صحیح وسالم رہ کر مستعدی سے کام کریں تو چھوٹے پریس میں ایک مہینہ میں اور بڑے میں غالباً بیس روز میں رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد بھیجا جائے گا۔ غرضیکہ تخمیناً دو ماہ میں ایسے رسالے کا لکھا جانا اور چھپنا ہو سکتا ہے۔ اگر مؤلف کو کوئی بیماری یا کوئی شدید ضرورت نہ آئے۔ اس کے علاوہ رسالہ لکھے جانے کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ لکھنے والے کو مرزا قادیانی یا ان کے مریدین کی بات پر ایسا اعتماد ہو کہ اگر میں محنت شاقہ اٹھا کر جواب لکھوں گا تو کوئی نتیجہ اس پر مرتب ہوگا اور مرزا قادیانی خود اپنے آپ کو یا ان کے مرید انہیں جھوٹا جانیں گے۔ مگر کسی صاحب تجربہ کو اس کی امید نہیں ہو سکتی۔ بہت تجربہ ہو چکا ہے کہ بڑے معزز کی پیشین گوئیاں ان کی جھوٹی ہوئیں۔ مگر ان کے مریدین کے قلب ایسے تاریک ہو گئے ہیں کہ کسی کو ایسی علانیہ کذابی نظر ہی نہیں آتی۔ پھر عربی عبارت کا اعجاز یا عدم اعجاز مرزائی جہلاء کیا سمجھیں گے؟ انہی مشکلات پر نظر کر کے مرزا قادیانی نے ایسی قیدیں لگائیں کہ ان قیدوں کی وجہ سے جواب غیر ممکن ہو جائے اور اگر ان قیدوں کو چھوڑ کر کوئی جواب لکھے تو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ہم اسے ردی کی طرح پھینک دیں گے۔

ان دنوں خلیفہ قادیان سے دریافت کیا گیا کہ اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کا اگر کوئی جواب دے تو وہ جواب سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب مفتی محمد صادق قادیانی کے ہاتھ کا لکھا

ہوا آیا، کہ: ”اعجاز احمدی کے بالمقابل لکھنے کی میعاد ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ختم ہو گئی اور اعجاز المسیح کی میعاد ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو ختم ہو گئی۔“

۱۔ اس کے ختم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تین برس کے اندر جو نشان دکھانے کی پیشین گوئی مرزا قادیانی نے کی تھی وہ آخر دسمبر ۱۹۰۳ء تک ختم ہوتی ہے۔ اس لئے قصیدہ بنانا مرزائیوں کا فرض ہے۔ اگر نہ بنائیں تو مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ہوئے جاتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب منکوحہ آسمان والی پیشین گوئی پندرہ اٹھارہ برس میں پوری نہ ہوئی اور مرزا قادیانی نے خدا کو جھوٹا قرار دیا تو اگر اس تین برس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہوتا تو کوئی الزام قضا پر یا اپنی سمجھ پر لگا دیتا آسان تھا ایسی علانیہ غلطی اور فریب دہی کی ضرورت نہ تھی۔ ۲۲

لیجئے جناب خلیفہ قادیان مدت کے اندر محدود تھا۔ اس کے بعد وہ جواب جماعت مرزائیہ کے لائق میعاد کے اندر محدود نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمارے روبرو پیش کرنا شیطانی وسوسہ برادرانِ اسلام نے ایسا بعد وہ اعجاز جاتا رہے۔ یہ سمجھ میں نہیں کو ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اب تک ان ہیں کہ اب تک کسی نے جواب نہیں جماعت کو خبر نہ ہو۔ بلکہ ناواقفوں ک جواب نہ لکھے تو اس کا اعلان ہے جواب دیا تو فوراً کہہ دیا جائے گا کہ مرزا قادیانی کی اور ان کے متبعین کی ہرگز نہیں ہے۔ اس حد بندی کی تو میں لکھتے ہیں کہ: ”مرزا قادیانی ن میں پیش کرو۔ پس دونوں قیود سے محمد دائم نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔۔۔۔“

خلیفہ قادیان کی ایسی ب خطاب دیا گیا ہے؟ یہ تو فرمائیے ک جواب کے لئے ایسے انداز سے ق ممکن ہو۔ ادب اور غلامی کا ثبوت میں اس کا جواب دیں یا دوسرے کافی تھی۔ اس طرح کہنے سے ا بلکہ نہایت سخت اور تنگ میعاد مق اس کے علاوہ خلیفہ صاحب یہ تو ف

لیجئے جناب خلیفہ قادیان کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ ان رسالوں کا اعجاز بہت تھوڑی مدت کے اندر محدود تھا۔ اس کے بعد وہ اعجاز سلب ہو گیا۔ اب اس کے مثل اہل علم لکھ سکتے ہیں۔ مگر وہ جواب جماعت مرزائیہ کے لائق توجہ نہ ہو گا۔ البتہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ رحمانی اعجاز کسی میعاد کے اندر محدود نہیں ہو سکتا۔ اگر شیطانی اعجاز ایسا ہو تو ہم نہیں کہہ سکتے؟ البتہ ایسے اعجاز کو ہمارے روبرو پیش کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔

برادران اسلام نے ایسا اعجاز نہ سنا ہو گا کہ بیس دن کے اندر تک تو معجزہ رہے اور اس کے بعد وہ اعجاز جاتا رہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حد بندی کی اطلاع ان کے مریدین اور معتقدین کو ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اب تک ان رسالوں کو جواب کے لئے پیش کرتے ہیں اور باآواز بلند کہتے ہیں کہ اب تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ مگر جب یہ امر مشتہر ہو چکا ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کی جماعت کو خبر نہ ہو۔ بلکہ ناواقفوں کو دھوکا دینا انہیں مد نظر معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اگر کوئی جواب نہ لکھے تو اس کا اعلان ہے کہ کسی نے جواب نہیں دیا۔ اعجاز ثابت ہو گیا اور اگر کسی نے جواب دیا تو فوراً کہہ دیا جائے گا کہ جواب کی تاریخ گزر گئی۔ اب توجہ کے لائق نہیں ہے۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کی اور ان کے متبعین کی باتیں عجب پیچ در پیچ ہوتی ہیں۔ صادقوں کی سی سچائی اور صفائی ہرگز نہیں ہے۔ اس حد بندی کی توجیہ خلیفہ اول نے جو بیان کی ہے وہ لائق دید ہے۔ ص ۲۳۳ میں لکھتے ہیں کہ: ”مرزا قادیانی زمانی تحدید بھی کرتا ہے بلکہ کہتا ہے ایسا بے نظیر کلام فصیح و بلیغ عربی میں پیش کرو۔ پس دونوں قیود سے قرآن کی طرح توسیع نہیں۔ مرزا قادیانی حقیقتاً واقعی طور پر عین محمد و احمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔۔۔۔ آقا کی برابری پسند نہیں کرتا۔“

خلیفہ قادیان کی ایسی باتوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کیا اسی عقل و فہم پر حکیم الامت کا خطاب دیا گیا ہے؟ یہ تو فرمائیے کہ برابری کا نہ ہونا اور ادب اور غلامی کا ثبوت اسی پر منحصر تھا

کہ جواب کے لئے ایسے اعدار سے قید لگائی جائے کہ اس میعاد میں جواب لکھ کر اور چھپوا کر بھیجنا غیر ممکن ہو۔ ادب اور غلامی کا ثبوت تو اس طرح بھی ہو سکتا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تمام عمر میں اس کا جواب دیں یا دوسرے سے لکھوائیں اس قدر قید ان کی غلامی کے ثبوت کے لئے بہت کافی تھی۔ اس طرح کہنے سے اس قول کی بڑی عظمت ہو جاتی اور غلامی بھی قائم رہتی۔ مگر یہ نہیں کیا بلکہ نہایت سخت اور تنگ میعاد مقرر کی اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے جو ابھی بیان کی گئی۔ اس کے علاوہ خلیفہ صاحب یہ تو فرمائیں کہ اگر برابری کا دعویٰ نہیں ہے تو:

۱۰..... منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(ترياق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۳)

کس نے کہا ہے؟

۲..... اعجاز احمدی کا وہ شعر بھی آپ کو یاد ہے جس میں مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں کہ: ”رسول

اللہ ﷺ کے لئے تو صرف چاند گہن ہوا اور میرے لئے چاند گہن اور سورج گہن دونوں ہوئے۔“

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۲)

کہئے جناب یہاں تو برابری سے گزر کر فضیلت کا دعویٰ ہے۔ یہاں غلامی کہاں چلی گئی؟

۳..... (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) کا وہ مقولہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ ”رسول اللہ

ﷺ

سے تین ہزار معجزے ہوئے۔“ اس کے بعد اس قول پر نظر کیجئے۔ جہاں لکھتے ہیں کہ: ”مجھ سے

تین لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوئے۔“

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

اب فرمائیے کہ یہاں سو حصے زیادہ فضیلت کا دعویٰ ہے یا نہیں؟ ضرور ہے پھر یہاں دعویٰ غلامی

کہاں چلا گیا؟ اسی طرح مرزا قادیانی کے دعوے بہت ہیں۔ مگر جب جیسا موقع ان کے خیال میں

آگیا ویسا دعویٰ کر دیا۔ حکیم صاحب کچھ تو ہوش کیجئے۔ آپ کہاں تک بات بنائیں گے؟ ”لن

یصلح العطار ما افسد الدھر“ خلیفہ صاحب کے حال پر سخت افسوس ہے کہ باوجود واقف ہونے کے

ایسی مہمل بات کہتے ہیں اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں۔ اگر ان کی عقل پر ایسے پردے پڑے

ہوئے نہ ہوتے تو مرزا قادیانی کے حلقہ بگوش ہرگز نہ ہوتے۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کی باتوں نے آفتاب

کی طرح روشن کر دیا کہ اس اعجاز کے دعوے سے مقصود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا اور معلوم کر لیا تھا کہ ان شرطوں کے ساتھ جواب دینا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ جو کام اسباب ظاہری کے لحاظ سے کم سے کم ڈیڑھ دو مہینہ کا ہو وہ بیس دن میں کیونکر ہو سکتا ہے؟ مگر قدرت خدا کا نمونہ ہے کہ جماعت مرزائیہ کے پڑھے لکھے بھی ایسی موٹی بات کو نہیں سمجھتے اور ان رسالوں کو معجزہ مان رہے ہیں۔ قصیدہ اعجازیہ کی تفصیلی حالت اور اس کے اغلاط املاء، الہامات مرزا مطبوعہ بار چہارم کے ص ۹۳ سے ص ۱۰۶ تک دیکھنا چاہئے۔ مولوی صاحب نے قصیدہ کی غلطیاں دکھا کر یہ بھی لکھا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے قصیدہ کو ان اغلاط سے پاک کریں اور پھر زانو بزانو بیٹھ کر عربی تحریر کریں۔ اس وقت حال کھل جائے گا۔ مگر مرزا قادیانی نے تو اس کے جواب میں دم بھی نہ مارا۔ اگر عربیت میں دعویٰ تھا اور یہ قصیدہ خود انہوں نے لکھا تھا تو کیوں سامنے نہ آئے۔ یہ بدیہی دلیل ہے کہ قصیدہ دوسرے سے لکھوایا اور اپنے فہم کے موافق سمجھ لیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ

۲۶

ایسے ادیب نہیں ہیں جو ایسا قصیدہ عربی کی قید لگا دی اور سمجھ لیا کہ اس مدت کے بھی ہوں اس لئے ایسا دعویٰ کر دیا۔

ثانیاً ۱۳۳۳ھ میں رسالہ ۱ رسالہ بھی احتساب کی جلد ہذا میں ش غلطیاں دکھائی ہیں اور ہر قسم کی غلطیاں تک کسی مرزائی کی مجال نہیں ہوئی کہ جو جاتا ہے شرم نہیں آتی۔ اب اس کو طالب دلیلوں سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں

پہلی اور دوسری دلیل کلام معجز کے لئے زمانے کی تعیین نہیں ہوتی آئندہ زمانہ کا کلام جواب میں پیش کیا جواب دیا جائے۔ ان دونوں وجہوں ہونے کی قرار پائیں۔

تیسری دلیل جس میں س جوابات پیش کر دیئے جو ان دونوں جوابات ان سے بدرجہا عمدہ موجود ہ
جھوٹے ہونے کے لئے کافی دلیل ہ کے ذکر کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوئیں اور وہ پہلے بیان ہوئیں۔
اس ب

دسویں دلیل ایک رسالہ ا صرف لفظی غلطیاں اعجاز المسیح کی دکھا جواب نہیں دے سکا۔ جو
کلام اس قد ہے۔ یہ دسویں دلیل ہوئی اس کے جھوٹا دینا کے سرگروہوں

ایسے ادیب نہیں ہیں جو ایسا قصیدہ عربی میں لکھ سکیں۔ پھر بطور احتیاط بیس دن کے اندر چھپوا کر بھیجنے کی قید لگا دی اور سمجھ لیا کہ اس مدت کے اندر تو وہ لکھ کر کسی طرح بھیج ہی نہیں سکتے۔ اگرچہ وہ ادیب بھی ہوں اس لئے ایسا دعویٰ کر دیا۔

ثانیا ۱۳۳۳ھ میں رسالہ ابطال اعجاز مرزا کا پہلا حصہ چھپا ہے جو ۱۰۴ صفحہ کا ہے۔ (یہ رسالہ بھی احتساب کی جلد ہذا میں شامل اشاعت ہے۔ مرتب!) اس میں صرف قصیدے کی غلطیاں دکھائی ہیں اور ہر قسم کی غلطیاں ہیں اور خاص قادیان بھیجا گیا ہے۔ مگر تیسرا برس ہے۔ اب تک کسی مرزائی کی مجال نہیں ہوئی کہ جواب دے۔ پھر کیا ایسے ہی مہمل اور پر اغلاط رسالہ کو معجزہ کہا جاتا ہے شرم نہیں آتی۔ اب اس کو ملاحظہ کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی اس دعویٰ اعجاز کی وجہ سے کئی دلیلوں سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

پہلی اور دوسری دلیل کلام معجز کی تعریف ان دونوں رسالوں پر صادق نہیں آتی۔ کلام معجز کے لئے زمانے کی تعیین نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی نے دو طرح سے زمانہ متعین کیا۔ ایک یہ کہ آئندہ زمانہ کا کلام جواب میں پیش کیا جائے۔ گذشتہ زمانہ کا کلام نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ چند روز میں جواب دیا جائے۔ ان دونوں وجہوں سے ان کا اعجاز غلط ثابت ہوا اور یہ دو دلیلیں ان کے جھوٹے ہونے کی قرار پائیں۔

تیسری دلیل جس میں سات دلیلیں ہیں ہم نے اعجاز المسیح اور قصیدہ اعجازیہ کے جوابات پیش کر دیئے جو ان دونوں رسالوں سے بدرجہا ہر طرح سے عمدہ ہیں۔ جب ان کے جوابات ان سے بدرجہا عمدہ موجود ہیں تو وہ معجزہ نہیں ہو سکتے اور ہر ایک جواب مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی دلیل ہے اور بیان سابق میں پانچ جواب قصیدہ کے اور دو اعجاز المسیح کے ذکر کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ سات دلیلیں مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ہوئیں اور وہ پہلے بیان ہوئیں۔ اس لئے یہاں تک نو دلیلیں ہوئیں۔

دسویں دلیل ایک رسالہ اعجاز المسیح پر ریویو مطبع فیض عام لاہور میں چھپا ہے۔ اس میں صرف لفظی غلطیاں اعجاز المسیح کی دکھائی ہیں۔ کئی برس ہوئے اسے چھپے ہوئے مگر کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دے سکا۔ جو کلام اس قدر غلط ہو وہ فصیح و بلیغ بھی نہیں ہو سکتا اور اعجاز تو بہت بلند مرتبہ ہے۔ یہ دسویں دلیل ہوئی اس کے معجزہ نہ ہونے کی۔

قادیانی کے سرگروہوں نے اپنے جہلاء کو یہ جواب سکھا دیا ہے کہ ایسے اعتراضات تو

عیسائیوں نے قرآن مجید پر بھی کئے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ صرف ابلہ فریبی ہے جو ذی علم عیسائی ہیں۔ وہ تو قرآن مجید کی فصاحت اور بلاغت کو ایسا مانتے ہیں کہ جابجا قرآن مجید کی عبارت کو سند میں پیش کرتے ہیں۔ اگر کچھ علم ہے تو اقرب الموارد دیکھو اور اگر کسی جاہل عیسائی نے اعتراض کیا تو وہ قابل عیسائیوں کے اقوال سے لائق توجہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں ان سب کے جوابات ہمارے علماء نے دیئے ہیں۔ اب اگر کسی قادیانی کا دعویٰ ہو کہ عیسائی کے کسی اعتراض کا جواب نہیں دیا گیا تو ہمارے سامنے پیش کرے۔ پھر دیکھئے کہ ہم اس کو کیسا جواب دیں گے اور پھر مرزا قادیانی پر اعتراض پیش کریں گے اور پوچھیں گے کہ اس کا جواب کس نے دیا ہے اور اگر کسی نے نہیں دیا تو اب کوئی جواب دے۔ مگر ہم یقینی پیشین گوئی کرتے ہیں کہ کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ مؤلف (قادیانی) القاء فرماتے ہیں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ جو اعتراضات اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی پر کئے گئے ہیں۔ اس وقت تک کوئی جواب اسکا نہیں دے سکا۔

(اس کے بعد نزول المسیح وغیرہ کا صرف حوالہ دے کر لکھتے ہیں) اگر ابواحمد صاحب کا دعویٰ علمیت ہے تو ان دونوں کتابوں پر اعتراض شائع کریں۔ انشاء اللہ! خود تجربہ ہو جائے گا کہ معاملہ کیا ہے۔ (ص ۱۶) مولوی صاحب جھوٹ کہہ دینا تو آسان ہے مگر اس جھوٹ کو سچا دکھا دینا مشکل ہے۔ ایک دو اعتراض کو نقل کر کے اس کا جواب نقل کیا ہوتا۔ تاکہ نمونہ دیکھتے اور جواب کی حالت دکھاتے۔ یا یوں لکھا ہوتا کہ مثلاً الہامات مرزا قادیانی میں جو اعتراض کئے گئے ہیں ان کے جوابات فلاں رسالہ میں ہیں اور پیر مہر علی شاہ صاحب نے جو اعتراضات کئے ہیں ان کا جواب فلاں رسالے میں ہے۔ رسالہ اعجاز المسیح پر ریویو میں جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا جواب کامل فلاں رسالہ میں ہے۔ یہ نہیں لکھتے کیونکہ سچی اور قابل توجہ بات کہنے سے عاجز ہیں اور یوں کسی وقت کسی رسالہ میں بے تکی بات کہہ دی یا ممکن ہے کہ سو اعتراضوں میں سے کسی اعتراض کا

کوئی جواب دے دیا۔ اس سے وہ رسالے اعتراضوں سے بری نہیں ہو سکتے۔ خیر ان مدت کی گزری ہوئی باتوں کو میں اس وقت نہیں چھیڑتا۔ یہ کہتا ہوں کہ تین برس ہوئے ابطال اعجاز مرزا کا پہلا حصہ ۱۰۴ صفحہ پر چھپا ہے۔ جس میں قصیدہ اعجازیہ پر ہر قسم کے اعتراضات کئے گئے ہیں اور بہت شرمناک اعتراضات ہیں اور قادیان بھیجا گیا ہے۔ مگر اس وقت تک تو اس کے دو چار اعتراض کا جواب بھی دے کر ہمارے پاس نہیں بھیجا گیا۔ تاکہ ہم نمونہ دیکھتے۔ اب تو تجربہ ہو گیا

اور آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ آپ کیا آپ کی ساری جماعت ان اعتراضوں کے جواب سے عاجز ہے۔ اب فرمائیے کہ بالکل جھوٹی بات کس کی ہے۔ چونکہ آپ کو ادب میں دخل نہیں ہے اور بے جا شغف محبت نے عقل کو سلب کر دیا ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کہتے ہیں اور حق کو قبول نہیں کرتے۔ یہ تو فرمائیے کہ اس کے علاوہ آپ کے اس قول کے بعد کتنے رسالے مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کے ثبوت میں لکھے گئے۔ ایک کا بھی جواب آپ نے یا آپ کی جماعت نے دیا؟ اس تجربہ کے بعد بھی تو آپ نے امر حق کو قبول نہیں کیا اور اعلانیہ کاذب کی پیروی سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ مولوی صاحب نے اپنے مرشد سے صرف الزام اٹھانے ہی کے لئے راست بازی سے کنارہ کشی نہیں فرمائی۔ بلکہ قرآن مجید پر بھی ایسا ہی الزام لگانا چاہتے ہیں جیسا الزام انسانی تصنیف یعنی مرزا قادیانی کے رسالہ اعجاز احمدی و اعجاز المسیح پر لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ ص ۱۶ میں لکھتے ہیں کیا ابو احمد صاحب کا یہ غلط دعویٰ کبھی صحیح ہو سکتا ہے کہ مخالفین کے اعتراضات صرف معنی ہی کے لحاظ سے ہیں اور فصاحت اور بلاغت اور قواعد کے لحاظ سے مخالفین اسلام چپ ہیں۔ کیا غرائب القرآن اور مقالید وغیرہ الفاظ لے کر ان ہڈان لسا حران کو پیش کر کے تناقض اور اختلاف آیات بینات کو دکھا کر سورة اقتراب الساعہ لے بعض فقرات دیوان امراء القیس کے ایک قصیدہ کا اقتباس بتا کر فصاحت اور بلاغت اور قواعد کی غلطی کا اعتراض سرقہ کا الزام مخالفین کی کتابوں میں نہیں ہے۔

اس لمبے چوڑے فقرہ کا مآل اردو کے ادیب بخوبی جان سکتے ہیں۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ مخالفین اسلام نے فصاحت و بلاغت اور قواعد صرفیہ و نحویہ کے لحاظ سے قرآن مجید پر اعتراض کئے ہیں اور اس کی سند میں تین لفظ لکھے ہیں۔

۱..... غرائب القرآن ، مگر کسی لفظ غریب کا حوالہ نہیں دیا۔

۲..... مقالید۔

۳..... ان ہذاں لساہران۔

اب ہم مؤلف القاء سے دریافت کرتے ہیں کہ جو اعتراض آپ نے نقل کئے یہ تحقیق طلب علمائے اسلام کے شبہات ہیں جو تحقیق کی غرض سے انہوں نے کئے اور ان کے جواب دیئے گئے یا کسی خاص مخالف اسلام کے اعتراضات ہیں؟ اگر آپ کا خیال ہے کہ یہ اعتراضات مخالفین لے قرآن مجید میں اقتربت الساعة ہے۔ مگر مؤلف القاء نے اقترب الساعة لکھا ہے۔

اسلام کے ہیں تو اس کو ثابت کیجئے کہ کس مخالف اسلام نے سب سے اول یہ اعتراض کیا ہے۔ مگر آپ ثابت نہیں کر سکتے کہ اعتراض کا بانی مخالف اسلام ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ بعض علمائے اسلام نے جو بغرض تحقیق شبہات کئے تھے اور ان کے جوابات دیئے گئے۔ مخالف نے بنظر تعصب شبہ نقل کر دیا اور جواب اڑا دیا۔ غرضیکہ مخالف کو اعتراض کرنے کا شعور نہیں ہوا۔ بلکہ دوسروں سے معلوم کر کے ایک بات کہہ دی اس سے ظاہر ہے کہ ابو احمد نے جو لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتائیے کہ جو اعتراضات لفظی قرآن مجید پر کئے گئے اور ان کے جوابات ہمارے علماء نے دیئے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کے علم میں جوابات دیئے گئے ہیں تو وہ جواب صحیح ہیں اور آپ کے نزدیک قرآن مجید ان اغلاط سے پاک ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک قرآن مجید ان اغلاط سے پاک ہے تو اس بات میں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہوا۔ اب انہیں ہمارے مقابلہ میں پیش کرنا کس قدر عوام کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ جس کتاب الہی پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں۔ اس کو اعتراضوں سے منزہ آپ بھی اسی طرح مانتے ہیں۔ جس طرح ہم مانتے ہیں اور ان اعتراضوں کو غلط سمجھتے ہیں جس طرح ہم غلط سمجھتے ہیں پھر اس کتاب الہی کا منزہ ہونا تو متفق علیہ ہو گیا۔ مگر جو کتاب آپ پیش کرتے ہیں۔ اسے تو صرف آپ ہی مانتے ہیں۔ اس پر جو اعتراضات ہوں ان کا جواب دینا آپ پر فرض ہے اور اس کے جواب میں مخالفین کے اعتراضات آپ پیش نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر در پردہ آپ کے دل میں قرآن مجید پر خود شبہ ہے اور مرزا قادیانی کے رسالوں پر شبہ نہیں ہے تو جواب ملاحظہ ہو۔

جواب پہلا لفظ آپ نے غرائب القرآن لکھا ہے مگر اس کی ایک مثال بھی نہیں لکھی۔ پھر ہم کس کا جواب دیں۔ اتنا کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو لائق اعتراض ہو۔ اگر آپ کا دعویٰ ہے تو کوئی لفظ پیش کیجئے اور پھر ہم سے جواب لیجئے۔ اگر کوئی رسالہ آپ نے دیکھا ہے تو اس کے سمجھنے میں آپ نے غلطی کی۔ جس زمانہ میں قرآن مجید نازل ہوا۔ وہ وقت

زبان عربی کے کمال عروج کا تھا۔ اس وقت اس زبان کے ماہرین نے کسی لفظ کو غریب نہیں لکھا اور بہت سے اہل زبان صرف قرآن مجید سُن کر ایمان لے آئے۔ اس بیان میں رسالہ لکھا گیا ہے۔ دیکھنے والے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ!

دوسرا لفظ آپ نے مقالید لکھا ہے۔ مگر اس کی نسبت کیا اعتراض ہے اسے نہیں لکھا۔ اگر یہ شبہ ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے تو محض غلط ہے۔ کیونکہ لفظ مقالید جمع ہے۔ مقلد کی اور یہ لفظ مختلف ۳۰

معنوں میں مختلف طور سے شائع ہے۔ (لسان العرب ج ۴ ص ۲۶۷) ملاحظہ کیجئے۔ عرب میں جو مشہور شاعر الاعشى ہے۔ اس کا شعر بھی اس لفظ کی سند میں لکھا ہے۔ پھر جس کسی نے اس کو فارسی لفظ سمجھا ہے۔ یہ اس کی نادانی ہے اور یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ جس کتاب میں اس کے فارسی ہونے کا شبہ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اس کے جواب بھی لکھے ہیں۔ ایک جواب یہ ہے: ”قال ابن جریر ماورد عن ابن عباس وغیرہ من تفسیر الفاظ من القرآن انها بالفارسیة او الحبشیة او النبطیة او نحو ذلك انما اتفق فیها توارد اللغات فیتکلم بها العرب والفرس والحبشة بلفظ واحد (اتقان)“

اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے جس لفظ کو فارسی وغیرہ کا لفظ کہہ دیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ لفظ عربی کے سوا فارسی وغیرہ میں بھی ہے۔ اب فرمائیے کہ مقالید کو اگر کسی نے فارسی لکھا ہو تو قرآن پر کیا اعتراض ہوا اور یہ فرمائیے کہ یہ اعتراض کس مخالف اسلام نے کیا ہے؟ آپ تو مخالف اسلام کے اعتراض دیکھنا چاہتے ہیں۔

تیسرا جملہ: ”ان هذان لساحران“ یہ جملہ آپ نے لکھا مگر اس پر آپ کا کیا اعتراض ہے؟ اسے آپ نے کچھ تو بیان کیا ہوتا۔ اب ہم آپ سے کہتے ہیں کہ شاید قرآن مجید آپ کی تلاوت میں نہیں رہتا ہے۔ آپ کو جدید نبی کی تصانیف کے دیکھنے سے فرصت نہیں ملتی ہوگی اور جو ان پر اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے جواب سوچنے میں غلطان و پیچان رہتے ہوں گے یا مناسبت طبعی کی وجہ سے کاذب کی تصانیف زیادہ پسند ہیں۔ قرآن مجید جو ہندوستان میں مشہور ہے اس میں تو مذکورہ جملہ کا لفظ ان مخفف ہے۔ مشدد نہیں ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں جو الفاظ ہیں وہ بالکل قاعدہ کے موافق ہیں۔ اگر علم سے ممارست ہے تو آپ کو انکار نہیں ہو سکتا۔

غرضیکہ قرآن مجید پر کچھ اعتراض نہیں ہے اور جس نے ان پر تشدید کیا ہے اس کے متعلق متعدد جواب بھی دیئے ہیں۔ تفاسیر اور رسالہ شرح شذور الذهب فی معرفة کلام العرب کا ص ۱۴ ملاحظہ کیجئے۔

مؤلف صاحب کے لفظی اعتراضات کا تو خاتمہ ہو لیا۔ اب ص ۱۷ میں ان لفظی اعتراضات کی مثال میں پادری فنڈر کے اعتراضات نقل کرتے ہیں وہ چند اعتراض ہیں۔ ایک یہ کہ یونانی وغیرہ زبانوں میں ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن کی عبارت قرآن مجید سے عمدہ ہے۔ اب مولوی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ یہ معترض عربی اور یونانی کا بڑا ادیب ہے جو دونوں کا

مقابلہ کر کے فیصلہ کرتا ہے؟ برگز نہیں۔ پھر اس جاہل متعصب کے قول کو پیش کرنا جہالت کے سوا اور کیا ہے؟ اس کے علاوہ اب آپ تو لفظی اغلاط کا ثبوت دے رہے ہیں۔ پھر کیا پادری کا یہ قول کوئی لفظی اعتراض ہے؟ ہوش کر کے جواب دیجئے۔ بفرض محال اگر دوسری زبان میں کوئی کتاب عمدہ ہو تو اس سے قرآن شریف کے کسی لفظ یا جملہ پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ دوسری کتاب کی عبارت عمدہ ہونے سے قرآن کی فصاحت و بلاغت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ نہ اس پر خلاف قاعدہ کا کوئی الزام ہو سکتا ہے۔ پھر اس کو فصاحت و بلاغت اور قواعد کی غلطی کی مثال میں پیش کرنا ان کے علم و عقل کے سلب ہو جانے کی دلیل ہے۔

دوسرا یہ کہ بعض عیسائیوں نے مقامات حریری اور مقامات ہمدانی کی عبارت کو قرآن مجید کے برابر بلکہ افضل کہا ہے۔ اس اعتراض سے بھی قرآن کی کوئی لفظی غلطی ثابت نہیں ہو سکتی۔ باقی رہا مقامات کی عبارت قرآن مجید سے افضل کہنا ان کی جہالت ہے۔ صرف کچھ عربی پڑھ لینے سے عبارت کی کمال فصاحت و بلاغت برگز معلوم نہیں کر سکتا۔ نہایت ظاہر بات ہے کہ ان مقامات کے لکھنے والے ایسے بڑے ادیب اور عربی زبان کے ماہر تھے کہ ان کی کتاب ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ عیسائی پادری اسے قرآن کے مثل سمجھ گئے۔ مگر یہ خیال نہ کیا کہ ان کتابوں کے مصنف باوجود اس قدر ماہر ہونے کے اس پر ان کا ایمان ہے کہ قرآن مجید کے مثل کوئی کتاب عربی میں نہیں لکھ سکتا اور اپنی کتابوں کی حالت اور ان کی عمدگی سے ان عیسائیوں سے بدرجہا زائد واقف ہیں۔ مگر پھر بھی اپنی کتابوں کو اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں سمجھتے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ مردار معتزلی نے یہ کہا ہے کہ انسان اس پر قادر ہے کہ جیسا فصیح و بلیغ قرآن مجید ہے۔ اسی طرح کا فصیح و بلیغ وہ کلام لکھے۔

یہاں مولوی صاحب سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ آپ تو اس کے مدعی ہیں کہ مخالفین اسلام نے قرآن مجید کے الفاظ میں غلطیاں دکھائی ہیں اور فصاحت و بلاغت میں کلام کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں

فندّر کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اب آپ کو یہ بتانا چاہئے کہ اس قول سے قرآن مجید کے کسی لفظ یا جملہ کا غلط ہونا ثابت ہو گیا یا یہ معلوم ہوا کہ اس کی عبارت فصیح و بلیغ نہیں ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس قول کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید نہایت فصیح و بلیغ ہے۔ مگر یہ فصاحت و بلاغت ایسی نہیں ہے کہ انسانی قوت سے باہر ہو۔ جب یہ مطلب ہے تو مولوی صاحب کے علم پر افسوس ہے کہ لفظی غلطی کی مثال میں مردار کے قول کو سمجھتے ہیں اور ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ اس قول سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مردار معتزلی قرآن کے اعجاز کا منکر ہے۔ کیونکہ تمام معتزلی اعجاز قرآنی کو مانتے ہیں۔ مگر چونکہ قرآن مجید کا دعویٰ اعجاز عام الفاظ میں ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس کے مثل لے آؤ۔ اس کا ذکر نہیں ہے کہ کس بات میں مثل ہو۔ یعنی مرزا قادیانی تو بار بار کہتے ہیں کہ ایسا فصیح و بلیغ ہو جیسا ہمارا رسالہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ فصاحت و بلاغت میں اس کے مثل ہو۔ قرآن مجید کس بات میں بے مثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس میں متعدد باتیں ہیں۔ مثلاً کمال درجہ کا فصیح و بلیغ ہے۔ خلق کی ہدایت کے لئے اس میں نہایت مفید احکام و ہدایات ہیں۔ اس میں گذشتہ اور آئندہ کی ایسی خبریں ہیں کہ کسی کی عقل و فہم انہیں معلوم نہیں کر سکتی اور کسی علم کے ذریعہ سے وہ باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً قیامت کے حالات اور جنت و دوزخ کی خبریں، ان باتوں میں وہ بے نظیر ہے۔ انسان کی طاقت نہیں ہے کہ ایسی کتاب بنائے جس میں یہ باتیں ہوں۔ بعض صرف احکام و ہدایات کی وجہ سے معجزہ کہتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت کی وجہ سے نہیں یعنی اگرچہ اس کی فصاحت و بلاغت اعلیٰ مرتبہ کی ہے۔ مگر یہ نہیں ہے کہ اس کے مثل کوئی نہ لاسکے۔ یہ ایک طویل بحث ہے جس کو بعض تفسیروں اور عقائد کی بڑی کتابوں میں لکھا ہے۔ پادری فنڈر تو ہمارے علوم سے جاہل ہے۔ اس نے اپنی جہالت سے اس قول کو پیش کر دیا اور سمجھ لیا کہ اس قول سے قرآن کا اعجاز غلط ہو گیا۔ افسوس یہ ہے کہ مؤلف القاء قادیانی اس کی اس جہالت میں شریک ہو گئے۔ میں اہل حق سے پھر کہتا ہوں کہ کسی مخالف ماہر زبان عرب نے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض نہیں کیا اور اس میں صرف و نحو اور محاورات کی غلطیاں نہیں بتائیں۔ جس کو دعویٰ ہو وہ مخالف عربی کے ادیب کا کلام پیش کرے اور جہلاء نے جو اعتراض کئے اس کے جواب دیئے گئے ہیں۔ مؤلف القاء (عبدالماجد قادیانی) نے جو اعتراض پیش کئے تھے ان کے جواب دیئے گئے اور مرزا قادیانی پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں اور خاص رسالے اس میں لکھے گئے ہیں ان کا جواب نہیں دیا گیا۔ اگر

کسی نے دیا ہو تو ہمارے سامنے پیش کرے۔ پہلے بہت غل مچاتے تھے۔ اب سامنے نہیں آتے۔ جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں ہمارے اعتراضوں کے جواب نہیں ہیں۔

ناظرین! مؤلف القاء کی علمی حالت ملاحظہ کیجئے کہ ایک صفحہ میں آٹھ غلطیاں کی ہیں۔ بالجملہ بہت بڑی قابلیت کا دعویٰ ہے۔ اہل حق کے اعتراضوں کا جواب دینے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر اہل انصاف غور فرمائیں کہ جو اپنی تحریر میں اس قدر غلطیاں کرے وہ کسی قابل کے

اعتراضوں کا جواب دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

پہلی غلطی

دعویٰ تو یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے الفاظ قرآن پر اعتراض کئے ہیں اور اس کے ثبوت میں صرف دو لفظ اپنی طرف سے پیش کئے اور کسی مخالف کا قول نقل نہیں کیا کہ اس مخالف نے یہ اعتراض کیا ہے۔

دوسری غلطی

یہ کہ جن کتابوں سے انہوں نے یہ دو لفظ نقل کئے ان کے مصنفین کے مطلب کو نہیں سمجھے۔ یعنی ان کا مقصد تو ان الفاظ کی تحقیق ہے اور جس ناواقف کو شبہ ہو اس کے شبہ کا دور کرنا ہے۔ مگر مؤلف القاء اسے اعتراض سمجھ کر ہمارے رو برو پیش کرتے ہیں۔ الحمد للہ! ہم نے جواب دے دیا۔ اب ان اعتراضوں کا جواب دیجئے جو آپ کے نبی پر کئے گئے ہیں۔

تیسری غلطی

ہمارے قرآن میں ”ان هذان لساحران“ ہے۔ اس جملہ میں لفظ ان مخففہ ہے۔.... اس پر کوئی اعتراض قاعدہ کے رو سے نہیں ہے۔ پھر آپ کا اعتراض محض غلط ہے۔ مگر آپ موٹی غلطی کو بھی نہیں سمجھتے۔

چوتھی غلطی

دعویٰ تو صرف الفاظ کی غلطی کا ہے اور اس میں تناقض و اختلاف کو بھی پیش کرتے ہیں۔ مؤلف صاحب کو شاید یہ بھی خبر نہیں کہ تناقض معانی میں ہوتا ہے الفاظ میں نہیں ہوتا۔

پانچویں غلطی

پادری فنڈر کے تین اعتراض نقل کئے۔ ان تینوں اعتراضوں کو لفظی غلطی یا فصاحت و بلاغت کے نقص میں کچھ دخل نہیں ہے۔ کیونکہ پادری کی جھوٹی بات کو اگر مان لیا جائے کہ یونانی زبان میں کوئی عمدہ کتاب ہے تو اس سے قرآن مجید کے الفاظ پر اور ان کی فصاحت و بلاغت پر کیا اعتراض ہوا۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ عربیت کے قواعد سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے

۱۔ انہیں مولوی صاحب کے رسالہ القاء کے ایک ورق میں ۳۱ غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ رسالہ اغلاط ماجدیہ (صحائف رحمانیہ نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، احتساب قادیانیت جلد پنجم) ملاحظہ کیا جائے۔ اس کے سوا متعدد رسالے ان کے اغلاط میں لکھے گئے ہیں۔

اور پادری کا جھوٹا ہونا اس لئے ظاہر ہے کہ اُن کی آسمانی کتاب انجیل یونانی میں ہے وہ بھی قرآن مجید سے افضل نہیں ہے۔ پھر دوسری انسانی تالیف اس سے افضل کیا ہو گی؟ یہ پانچویں غلطی ہوئی۔

چھٹی غلطی

یہ ہے کہ انہوں نے فنڈر کا یہ اعتراض لفظی غلطی کے ثبوت میں پیش کیا کہ مقامات کی عبارت مثل قرآن مجید کے ہے یا اس سے افضل ہے۔ اب ظاہر ہے کہ معترض مقامات کی عبارت کو اغلاط سے پاک اور کامل فصیح و بلیغ سمجھتا ہے اور اس کتاب کو قرآن مجید کے مثل قرار دیتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کو بھی وہ اغلاط سے پاک سمجھتا ہے۔ پھر اس اعتراض کو لفظی غلطیوں کے ثبوت میں پیش کرنا کیسی صریح غلطی ہے اور پادری کے اعتراض کا جواب دیا گیا۔

ساتویں غلطی

یہ ہے کہ مزدار کے قول کو پیش کر کے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراض کرنا چاہتے ہیں اور اس کے الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس غلط فہمی پر افسوس ہے۔ مزدار نہ قرآن کی فصاحت و بلاغت پر کوئی شبہ کرتا ہے نہ اس کے الفاظ پر بلکہ اسے نہایت فصیح و بلیغ مانتا ہے۔ مگر یہ کہتا ہے کہ فصاحت و بلاغت ایسی نہیں ہے کہ انسانی قوت سے باہر ہو۔ پھر اس سے مؤلف القاء کا مدعا کیونکر ثابت ہوا۔ مزدار کو قرآن مجید کے اعجاز سے انکار ہرگز نہیں ہے۔ مگر اعجاز کی وجہ مؤلف القاء کے قول کے بموجب وہ دوسری بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فصاحت و بلاغت زبان کی اہل زبان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس میں وہ کیا عاجز ہوں گے مگر قرآن مجید کا معجزہ یہ ہے کہ باوجود اہل زبان کے قادر ہونے کے پھر وہ اس کے مثل نہ لا سکے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی قدرت کو سلب کر لیا اور قرآن کے مثل نہ لا سکے۔ یہ اعلانیہ معجزہ ہے جو انسانی طاقت سے باہر ہے۔ یہ ان کی آٹھویں

غلطی ہے کہ مزدار کے اصل مدعاء کو نہیں سمجھے اور اس کے مدعاء کے خلاف اسے الزام دینے لگے یا یوں کہا جائے کہ ایک ناواقف الزام دینے والے کے ہم زبان ہو گئے۔

اب مؤلف القاء متوجہ ہوں کہ یہ جو آپ نے اور آپ کے ہم مشربوں نے عوام مرزائیوں سے کہہ دیا ہے کہ مرزا قادیانی کے اعجازیہ رسائل پر اعتراضات ایسے ہی ہیں جیسے قرآن مجید پر مخالفین اسلام نے کئے ہیں۔ یہ بالکل فریب ہے۔ قرآن مجید پر کوئی ایسا اعتراض نہیں ہے جس کا جواب نہ دیا گیا ہو۔ اس وقت نمونہ اس کا آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ جو اعتراض آپ نے کئے تھے ان کا کافی جواب دیا گیا۔ مرزا قادیانی کے رسالوں پر جو اعتراضات کئے گئے اور کئے جاتے ہیں ان کے جواب نہیں دیئے گئے۔ میں ان کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔ اس کا جواب دیجئے۔

مرزائی قصیدہ کی بعض لاجواب غلطیاں

پہلی غلطی

سولہویں شعر کا مصرعہ اور اس کا ترجمہ یہ ہے: "لحر ولهذا البهت ارضا شجرة" اور بحث کے لئے ایک زمین اختیار کی گئی جس میں ایک درخت تھا۔ یہاں شجرة کے معنی ایک درخت لکھتے ہیں اور یہ موضع بد کی زمین کا بیان ہے۔ اسے ان کے مریدین معائنہ کر کے آئے تھے۔ انہوں نے آکر بیان کیا ہو گا کہ وہاں ایک درخت ہے اس کو مرزا قادیانی شجرہ کہتے ہیں۔ مگر یہ لفظ اس معنی میں غلطی ہے۔ شجرہ اس زمین کو کہتے ہیں۔ جہاں بہت درخت ہوں۔ (لسان العرب ملاحظہ ہو) اس شعر میں اور بھی غلطیاں ہیں۔

(دیکھو ابطال اعجاز ص ۱۷)

دوسری غلطی

۹۴ شعر کا دوسرا مصرعہ اور اس کا ترجمہ یہ ہے: "وان كنت قد اتيت ذنبي فسفع" اگر تو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو معاف کر۔ اس مصرعہ میں کئی غلطیاں ہیں:

۱..... "سفع" امر ہے۔ "تسفع" ہے، اور کلام عرب میں یہ لفظ نہیں آیا۔ اس لئے لفظ

سفع محض غلط ہے۔

۲..... سفع کے معنی معاف کرنا بالکل غلط ہیں۔ اس لفظ کا مجرد آیا ہے۔ مگر اس کے معنی ہیں

آفتاب کی تیزی سے دماغ اور چہرے کا جھلس جانا۔ جب اس لفظ کے یہ معنی ہیں تو بالضرور یہ معنی مرزا قادیانی کے مقصود کے خلاف ہوں گے۔

۳..... عیب شاعری کے رو سے اقواء ہے۔

تیسری غلطی

۱۷۹ شعر کا دوسرا مصرعہ ہے: "و آیاتہ مقطوعۃ لا تغیر" اس کی آیتیں قطعی ہیں جو بدلتی نہیں۔ آیات کو مقطوعہ کہنا محض غلط ہے۔ آیات قاطعہ عرب بولتے ہیں۔ رسالہ ابطال اعجاز میں قصیدہ مرزائیہ کی کئی سو غلطیاں دکھائی ہیں اور اس کی تمہید میں سینکڑوں ان کے جھوٹ صراحتاً اور کنایتاً بتائے ہیں۔ میں نے بغرض نمونہ تین لفظی غلطیاں پیش کی ہیں۔ مؤلف القاء اس کا جواب دیں یا اس کتاب کا نام اور صفحہ بتائیں جس میں ان کا جواب دیا ہو۔ مگر مؤلف القاء اور ان کی جماعت سر رگڑ کر مرزا قادیانی کے ساتھ جاملیں۔ مگر کچھ

نہیں کر سکتے اور ہم انہیں حلف دیتے ہیں کہ قرآن مجید پر کوئی ایسا اعتراض وہ اپنا یا کسی مخالف اسلام کا پیش کریں جس کا جواب نہ دیا گیا ہو اور ہم نہ دے سکیں۔ مگر ہم قطعی اور یقینی طور سے کہتے ہیں کہ کوئی ایسا اعتراض جماعت مرزائیہ پیش نہیں کر سکتی۔ پھر مرزا قادیانی کے قصیدہ کے اعتراضوں کو ایسا ہی بتانا جیسے قرآن مجید پر اعتراض کئے گئے ہیں۔ کس قدر جھوٹ اور اعلانیہ فریب ہے۔ اے نادانو! اے فریب دینے والو! تواریخ شاہد ہیں کہ سچے اور جھوٹے ہر قسم کے مدعیوں پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ پھر کیا اس لفظی اشتراک سے جھوٹے سچے ہو جائیں گے اور مطلق اعتراض کا ہونا صداقت کا معیار ہو جائے گا۔ جیسا مرزا جی کہہ رہے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو کوئی جھوٹا مدعی کسی وقت دنیا میں نہ پایا جائے گا اور یہ اعلانیہ صحیح حدیثوں کے خلاف ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

مسيلمہ کذاب پر اعتراضات کئے گئے۔ مگر وہ اور اس کی جماعت ان اعتراضوں کے جواب سے عاجز رہ کر واصل جہنم ہوئے اور حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے والے اپنے اعتراضوں کا جواب سن کر ہمیشہ کی ندامت اور تکلیف میں پہنچے اور ان کے ماننے والے ان اعتراضوں کے جواب سے عاجز رہے۔ یہی مرزا قادیانی کی حالت ہے۔ اب ان کے پیروؤں کی بھی وہی حالت ہونی چاہئے جو مسيلمہ وغیرہ کے پیروؤں کی ہوئی۔ یہ ضمنی بیان درمیان میں آگیا۔ ورنہ اصل مقصود رسائل اعجازیہ کے جھوٹے ہونے کے دلائل پیش کرنا ہے۔ دس دلیلیں تو بیان ہو لیں۔

گیارہویں دلیل

یہ ہے کہ اعجاز المسیح دو تین جز کا رسالہ ہے اور اسے فریب سے ساڑھے بارہ جز کہتے ہیں۔ پھر ایسے شخص سے معجزہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر ایسے فریبی شخص سے معجزہ ہو تو انبیائے صادقین سے اعتبار اٹھ جائے۔

بارہویں دلیل

اعجاز المسیح کے شان نزول میں بیان کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی باوجود سخت وعدے کے پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلہ پر نہیں آئے۔ اس شرم کے مٹانے کو مرزا قادیانی نے اپنی تفسیر ان کے پاس بھیجی۔ پیر صاحب چونکہ جلسہ عام میں عہد کر چکے تھے کہ اب مرزا قادیانی سے خطاب نہ کریں گے اس لئے سکوت کیا اور مرزا قادیانی کو فریب دینے کا موقع ملا اور ”منعہ مانع من السماء“ کا الہام بنا کر مریدوں کو خوش کر دیا۔ یہ اعلانیہ فریب ان کے جھوٹے ہونے کو آفتاب کی طرح چمکا رہا ہے۔

تیرہویں دلیل

جواب لکھنے کی میعاد ایسی کم مقرر کی کہ اس میں لکھنا اور چھپوا کر بھیجنا غیر ممکن تھا۔ خصوصاً علماء کی حالت کے لحاظ سے اس لئے نہایت ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ اعلانیہ مرزا قادیانی کا فریب ہے۔ اول تو مدت معین کرنا ہی اعجاز کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ ایسی کم مدت مقرر کر کے اس کا جواب طلب کرنا عوام کو فریب دینا ہے۔

چودھویں دلیل

میں نے شاہدوں کی شہادت سے ثابت کر دیا کہ یہ دونوں رسالے معجزہ کیا ہوتے فصیح و بلیغ بھی نہیں ہیں اور متعدد رسالوں سے اس کا ثبوت بھی ہو گیا۔ الحاصل مرزا قادیانی کا یہ عجب طرح کا اعجاز تھا جس کی وجہ سے ہم نے چودہ دلیلیں ان کے جھوٹے ہونے کی قائم کر دیں اور ایک آئندہ بیان کی جائے گی۔

جماعت مرزائی کا عاجز ہونا

ان سب باتوں سے قطع نظر اگر اب بھی خلیفہ صاحب کو اور اس جماعت کے دوسرے ذی علموں کو اس کے اعجاز کا دعویٰ ہے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے فصیح و بلیغ ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں لکھ سکتا تو اس کا اعلان دیں کہ اگر کوئی عالم ایسا قصیدہ یا ایسی تفسیر سورہ فاتحہ لکھ دے گا تو ہم مرزا قادیانی کو کاذب سمجھیں گے۔ اس کے بعد وہ دیکھیں کہ ان کا جواب کس زور و شور سے ہوتا ہے۔ اگر اس کے لئے میعاد معین کریں تو اول اس بات کو ثابت کر دیں کہ اعجاز میں ایسی قیدیں ہو سکتی ہے؟ اس کے بعد ایسی میعاد مقرر کریں جسے چند اہل علم تجربہ کار مجیب کی

حالت پر نظر کر کے کہہ دیں کہ اتنے دنوں میں تالیف اور طبع ہو کر خلیفہ صاحب تک پہنچ سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کی طرح قید نہ لگائی جائے۔ جس میں لکھا جانا اور چھپ کر ان کے پاس بھیجنا غیر ممکن ہو اس کے سوا یہ بھی بتائیں کہ اس کا فیصلہ کون ذی علم ادیب منصف مزاج کرے گا کہ مرزا قادیانی کا قصیدہ اور تفسیر عمدہ ہے یا ان کا جواب ہر طرح فائق اور بدرجہا زائد عمدہ ہے۔ اگر ایسا اعلان ایک ماہ کے اندر نہ دیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ اعجاز کا دعویٰ غلط ہے۔

یہ کتابی اعلان ۱۳۳۲ھ میں چھپ کر مشہور ہوا ہے اور اب ۱۳۳۵ھ کا آخر ہے۔ اس وقت تک کسی مرزائی کی مجال نہ ہوئی کہ اس مضمون کا اعلان دے اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ پنجاب اور بنگال اور حیدرآباد وغیرہ ہر جگہ کے مرزائی دل میں جان گئے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ

غلط ہے اور مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔ مگر کچھ تو حرام خوری کی وجہ سے خاموش ہیں۔ جس طرح بعض پادریوں نے رسالہ پیغام محمدی کا مطالعہ کر کے کہا کہ لاجواب رسالہ ہے۔ ہمارے تمام شبہات کا جواب اس نے دے دیا۔ اس کے جواب میں ہمارے ایک برادر نے کہا کہ پھر اب توبہ کرنے میں کیوں دیر ہے۔ جواب دیا کہ سو روپے ماہوار کون دے گا۔ لڑکے بالوں کی پرورش کس طرح ہوگی۔ بعض کو اپنی بات کی پاس داری ہے۔ افسوس اس فہم و عقل پر۔

مرزا قادیانی کی عربی دانی کا نمونہ

مرزا قادیانی کے اعجاز کا تو خاتمہ ہو لیا اور ان کے رسالوں کی غلطیاں چھپ کر مشتہر ہو چکی ہیں۔ میں اس کی تائید میں مرزا قادیانی کی ایک عبارت نقل کر کے ان کی عربی دانی کا نمونہ ان حضرات کو دکھاؤں جنہیں زبان عربی میں کچھ دخل ہے یا انگریزی میں پورے قابل ہیں اور قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اعجاز المسیح کی لوح پر مرزا قادیانی نے عربی عبارت لکھی ہے جس میں اس رسالہ کی نسبت لکھا ہے: ”هذا رد على الذين يجهلوننا“ یعنی یہ ان لوگوں کا رد ہے جو ہمیں جاہل بتاتے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں: ”وانى سميت اعجاز المسيح وقد طبع فى مطبع ضياء الاسلام فى سبعين يوما من شهر الصيام وكان من الهجرة ١٣١٨ هـ ومن شهر النصارى ٢٠ / فرورى ١٩٠١ء مقام الطبع قاديان“

(اعجاز المسیح ٹائٹل، خزائن ج ۱۸ ص ۱ ٹائٹل)

جن کو علم و فہم سے اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ دیا ہے وہ غور فرمائیں کہ کیسی لچر عبارت ہے اور جو نہایت معمولی مضمون مرزا قادیانی ادا کرنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ کر سکے اور بہت غلطیاں کیں۔ اس عبارت سے مقصود تو مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ اس رسالہ کا نام میں نے اعجاز المسیح رکھا اور مطبع ضياء الاسلام قادیان میں یہ رسالہ ستر دن میں چھاپا گیا اور اس کی ابتداء ماہ

رمضان سے ہوئی اور ہجری ۱۳۱۸ھ تھا اور عیسوی ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء تھا۔ اب قدرت خدائی اور اس بادی مطلق کی رہنمائی کا یہ عجب نمونہ ہے کہ وہ رسالہ جس کی فصاحت و بلاغت کو مرزا قادیانی اعجاز سمجھتے ہیں اس کی لوح کی دو سطر عبارت صحیح نہ لکھ سکے اور جو مضمون لکھنا چاہتے تھے وہ عربی عبارت میں ادا نہ ہو سکا۔ ایسا شخص چار پانچ جز یا بارہ جز معجز نما عربی عبارت کیا لکھے گا ؟

اگرچہ اس مضمون کو صحیح طور سے ادا کر دینا بڑی قابلیت کی دلیل نہ تھی۔ مگر اس قادر کریم کی قدرت کا نمونہ ہے کہ جس مدعی نے اپنے متکبرانہ خیال میں اپنے آپ کو علمی کمال کی نظر سے ایسا بلند پایہ سمجھ لیا ہو کہ ایک مضمون میرا لکھا ہوا معجزہ ہو سکتا ہے اور اسی خیال سے اس نے رسالہ لکھا

ہو۔ اس کے اوّل صفحہ میں دو سطر معمولی مضمون کی عبارت صحیح نہ لکھے اور ایسی غلطی کرے جو کم فہم بھی یقینی طور سے معلوم کر سکیں۔ جن کو عربی صرف و نحو سے واقفیت ہے اور جنتریاں دیکھ لیا کرتے ہیں۔ وہ ملاحظہ کریں۔ مرزا قادیانی کا مطلب تو یہ ہے کہ اعجاز المسیح میں نے ستر دن میں لکھی اور انہیں دنوں میں وہ طبع بھی ہوئی اور ستر دن کی ابتداء و انتہاء بھی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ مگر منقولہ عبارت کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ غلطیاں ملاحظہ ہوں:

۰.....۱ نہایت ظاہر ہے: ”قد طبع فی سبعین یوما“ کے یہی معنی ہوسکتے ہیں کہ ستر دن

میں چھاپی گئی اس عبارت سے یہ کسی طرح نہیں سمجھا جاتا کہ ان ایام میں تصنیف اور طبع دونوں کام ہوئے۔ اس مطلب کے لئے ضرور تھا کہ صنف کا لفظ زیادہ کیا جاتا۔

۰.....۲ سیاق عبارت یہ چاہتا ہے کہ: ”من شهر الصیام“ بیان ہو سبعین کا، اس کا حاصل

یہ ہوگا کہ ماہ صیام ستر دن سے زیادہ کا ہے۔ اب ناظرین اس غلط بیانی کو دیکھ لیں۔ میں نے اس غلطی سے چشم پوشی کر کے دوسرے پہلو سے ترجمہ کیا ہے۔

۰.....۳ اگر سوق عبارت سے ’من شهر الصیام‘ کے من کو ابتدائیہ کہا جائے اور یہ مطلب

قرار دیا جائے کہ ماہ صیام سے رسالہ کی تالیف کی ابتداء کی گئی تو ضرور تھا کہ تاریخ بھی لکھتے۔ کیونکہ اس بات کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ستر دن میں ہم نے لکھا۔ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ بیان مہینے کے ساتھ تاریخ بھی لکھی جائے۔

غرضیکہ یہ تین غلطیاں ہوئیں۔ اب اگر تیسری غلطی سے چشم پوشی کی جائے اور مرزا قادیانی کی دوسری عبارت سے تاریخ معین کرنے کی نوبت آئے تو بھی کوئی تاریخ متعین نہیں ہوتی۔ سارے احتمالات غلط ہیں اس کی وجہ ملاحظہ ہو۔

۰.....۴ مذکورہ عبارت کے بعد مرزا قادیانی تالیف اور طبع کا ہجری سال اور عیسوی سال معہ

مہینے اور تاریخ کے بیان کرنا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں: ”و کان من الهجرة ۱۳۱۸ھ و من شهر النصارى، ۲۰/فروری ۱۹۰۱ء“

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس ماہ صیام سے رسالہ لکھنے کی ابتداء ہوئی وہ ماہ صیام ۱۳۱۸ھ کا تھا۔ اس عبارت کا ناقص ہونا نہایت ظاہر ہے۔ کیونکہ مہینہ کی تعیین کے ساتھ یہاں تاریخ کا معین کرنا ضرور تھا تاکہ ستر دن کی ابتداء معلوم ہوتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ یہ چوتھی غلطی ہے۔

۴۰

۰.....۵ رسالے کے ص ۶۵

۲۳ رمضان کے قبل نہیں ہوئی۔ اس رمضان کی ۲۳ مطابق ہے۔ کے بعد ۱۶، ۱۷ کو ہوئی۔ اس کے کا مقتضا یہ ہے کہ جس طرح پہلے جملہ میں عیسوی ماہ اور سنہ کا بیان بیان کر کے عیسوی مہینہ اور سنہ ک خلاف مرزا قادیانی اس جملہ میں سے ظاہر ہے۔ یہ پانچویں غلطی ہے

۰.....۶ بلکہ انہیں کے بیان

لئے یہ بیان بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ابتداء ہے اور یہ ماہ صیام ۲۳ دسمبر کو ختم ہو گیا۔ اس لئے فروری کی اس کی ابتداء رمضان کی کسی تاری دن فروری کے بعد یکم/ مارچ کو سے ہے تو اس کا اختتام مارچ ک دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ کو ہوگا۔ غرض یہ چھٹی غلطی ہے اور سلب کردی ہے تا کہ ان کے دعویٰ ہے کہ ۲۰/ فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ

۰.....۱ ٹائٹل کے دوسرے

”خدا تعالیٰ نے ستر دن کے اندر

۵..... رسالے کے ص ۶۵ تا ۶۷ تک دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تفسیر کے لکھنے کی ابتداء

۲۳ رمضان کے قبل نہیں ہوئی۔ بلکہ بعد ہوئی ہے مگر بعد کی کوئی تاریخ یہاں بھی بیان نہیں کی اور اس رمضان کی ۲۳ مطابق ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء کے اس لئے لکھنے کی ابتداء ۱۵ جنوری یا اس کے بعد ۱۶، ۱۷ کو ہوگی۔ اس کے بعد یہ جملہ ہے من شہر النصاریٰ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء عربی کی طرز تحریر کا مقتضا یہ ہے کہ جس طرح پہلے جملہ میں لکھنے کی ابتداء نبوی ماہ اور سنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اس جملہ میں عیسوی ماہ اور سنہ کا بیان ہو۔ یہ طرز بالکل مطابق ہے۔ اردو طرز کے کہ اکثر ہجری سنہ کو بیان کر کے عیسوی مہینہ اور سنہ کی مطابقت لکھا کرتے ہیں۔ مگر سوق عبارت اور عرف عام کے خلاف مرزا قادیانی اس جملہ میں انتہائے تحریر کا زمانہ بتاتے ہیں۔ جیسا کہ لوح کے دوسرے صفحہ سے ظاہر ہے۔

یہ پانچویں غلطی ہے قاعدہ عربیت کے لحاظ سے مگر افسوس ہے اس پر بھی بس نہیں ہے۔

۶..... بلکہ انہیں کے بیان سے فروری کے مہینے میں رسالے کی نہ ابتداء ہوئی نہ انتہاء۔ اس

لئے یہ بیان بالکل غلط ہے۔ کیونکہ پہلے بیان سے معلوم ہوا کہ ۱۳۱۸ھ کے ماہ صیام سے رسالہ کی ابتداء ہے اور یہ ماہ صیام ۲۲ نومبر ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ سے شروع ہے اور ۲۱ جنوری ۱۹۰۱ء روز دوشنبہ کو ختم ہو گیا۔ اس لئے فروری کی کسی تاریخ سے ابتداء نہیں ہوئی اور اگر ختم کی تاریخ کا بیان ہے تو اس کی ابتداء رمضان کی کسی تاریخ سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر پہلی تاریخ سے فرض کریں تو آخری دن فروری کے بعد یکم مارچ کو ہوگا۔ ۲۰ فروری نہیں ہو سکتی اور اگر ابتداء ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۵ ماہ صیام سے ہے تو اس کا اختتام مارچ کی ۲۵، ۲۶ یا ۲۷ تاریخ مطابق ۴، ۵، ۶ تاریخ ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ روز دوشنبہ سے شنبہ چہار شنبہ کو ہوگا۔ غرضیکہ ۲۰ فروری کو انتہاء بھی کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

یہ چھٹی غلطی ہے اور ایسی غلطی ہے جس سے بخوبی عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل سلب کر دی ہے تا کہ ان کے دعوے کی غلطی ادنیٰ ذی علم بھی معلوم کر سکے۔ یہ امر بھی لحاظ کے لائق ہے کہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا ختم ہونا کئی مقام پر لکھتے ہیں۔

۱..... ٹائٹل کے دوسرے صفحہ پر اطلاع لکھی ہے اس کی پہلی اور دوسری سطر میں ہے۔

”خدا تعالیٰ نے ستر دن کے اندر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو اس رسالہ کو اپنے فضل و کرم سے پورا کر دیا۔“

(اعجاز المسیح ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲)

(۴)

:Wait, the reference line needs to be corrected to

(اعجاز المسیح ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲)

.Let me adjust that output cleanly

۵..... رسالے کے ص ۶۵ تا ۶۷ تک دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تفسیر کے لکھنے کی ابتداء

۲۳ رمضان کے قبل نہیں ہوئی۔ بلکہ بعد ہوئی ہے مگر بعد کی کوئی تاریخ یہاں بھی بیان نہیں کی اور اس رمضان کی ۲۳ مطابق ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء کے اس لئے لکھنے کی ابتداء ۱۵ جنوری یا اس کے بعد ۱۶، ۱۷ کو ہوگی۔ اس کے بعد یہ جملہ ہے من شہر النصاریٰ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء عربی کی طرز تحریر کا مقتضایہ ہے کہ جس طرح پہلے جملہ میں لکھنے کی ابتداء نبوی ماہ اور سنہ سے بیان کی گئی ہے۔ اس جملہ میں عیسوی ماہ اور سنہ کا بیان ہو۔ یہ طرز بالکل مطابق ہے۔ اردو طرز کے کہ اکثر ہجری سنہ کو بیان کر کے عیسوی مہینہ اور سنہ کی مطابقت لکھا کرتے ہیں۔ مگر سوق

عبارت اور عرف عام کے خلاف مرزا قادیانی اس جملہ میں انتہائے تحریر کا زمانہ بتاتے ہیں۔ جیسا کہ لوح کے دوسرے صفحہ سے ظاہر ہے۔

یہ پانچویں غلطی ہے قاعدہ عربیت کے لحاظ سے مگر افسوس ہے اس پر بھی بس نہیں ہے۔

۶..... بلکہ انہیں کے بیان سے فروری کے مہینے میں رسالے کی نہ ابتداء ہوئی نہ انتہاء۔ اس

لئے یہ بیان بالکل غلط ہے۔ کیونکہ پہلے بیان سے معلوم ہوا کہ ۱۳۱۸ھ کے ماہ صیام سے رسالہ کی ابتداء ہے اور یہ ماہ صیام ۲۲ نومبر ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ سے شروع ہے اور ۲۱ جنوری ۱۹۰۱ء روز دوشنبہ کو ختم ہو گیا۔ اس لئے فروری کی کسی تاریخ سے ابتداء نہیں ہوئی اور اگر ختم کی تاریخ کا بیان ہے تو اس کی ابتداء رمضان کی کسی تاریخ سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر پہلی تاریخ سے فرض کریں تو آخری دن فروری کے بعد یکم مارچ کو ہوگا۔ ۲۰ فروری نہیں ہو سکتی اور اگر ابتداء ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۵ ماہ صیام سے ہے تو اس کا اختتام مارچ کی ۲۵، ۲۶ یا ۲۷ تاریخ مطابق ۴، ۵، ۶ تاریخ ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ روز دوشنبہ سے شنبہ چہار شنبہ کو ہوگا۔ غرضیکہ ۲۰ فروری کو انتہاء بھی کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

یہ چھٹی غلطی ہے اور ایسی غلطی ہے جس سے بخوبی عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل سلب کر دی ہے تا کہ ان کے دعوے کی غلطی ادنیٰ ذی علم بھی معلوم کر سکے۔ یہ امر بھی لحاظ کر لائق ہے کہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا ختم ہونا کئی مقام پر لکھتے ہیں۔

۱..... ٹائٹل کے دوسرے صفحہ پر اطلاع لکھی ہے اس کی پہلی اور دوسری سطر میں ہے۔

”خدا تعالیٰ نے ستر دن کے اندر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو اس رسالہ کو اپنے فضل و کرم سے پورا کر دیا۔“

.Wait, the 2 is missing. I will re-output everything clean (۴۱)

۲..... اس اطلاع کے آخر میں بھی یہی تاریخ لکھی ہے۔

۳..... اس رسالہ کے آخر میں اعجاز کا اشتہار دیا ہے۔ اس میں بھی ۲۰ فروری ہے اور ٹائٹل

کے پہلے صفحہ پر بھی یہی تاریخ ہے اور اس رسالہ کے آخر ص ۲۰۰ میں لکھتے ہیں۔ ”قد طبع بفضلک فی مدة عدة العیدین فی يوم الجمعة وفی شهر مبارک بین العیدین“

(اعجاز المسیح ص ۲۰۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۴)

میرے فضل سے یہ کتاب عیدین کے عدد کی مدت میں جمعہ کے دن اور مبارک مہینے میں دو عیدوں کے درمیان چھاپی گئی۔ اس سے تین باتیں ظاہر ہیں۔

• اول..... یہ کہ اس رسالہ کا اختتام جمعہ کے دن ہوا۔

• دوم..... یہ کہ ماہ مبارک میں ہوا۔

• سوم..... یہ کہ وہ ماہ مبارک دو عیدوں کے درمیان میں ہے۔

اب دیکھا جائے کہ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو رسالہ کا اختتام ہے تو روز جمعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ تاریخ روز چہار شنبہ ۳۰ شوال ۱۳۱۸ھ کو ہے۔

اب کہئے کہ ۲۰ فروری کو صحیح مانا جائے یا روز جمعہ کو غرضیکہ اسی طرح اس عبارت میں اور بھی اغلاط ہیں۔ سب کے بیان میں بے کار تقریر کا طول دینا ہے۔ جن کو حق طلبی ہے۔ ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ رسالہ جس کی نسبت یہ دعویٰ بڑے زور سے ہو رہا ہے کہ اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ اس کے مثل کوئی نہ لا سکا اور نہ لا سکے گا۔ اس کے لوح کی دو سطر عبارت نہایت خبط اور محض غلط ہے۔ پھر ایسا شخص فصیح و بلیغ عبارت کیا لکھے گا؟ اور اگر لکھ سکتا تھا مگر یہاں ایسی غلطیاں ہو گئیں تو یہ روشن دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے مدعی کے

دعوے کے غلط کرنے کو اس عبارت کے لکھنے کے وقت اس کے حواس سلب کر دیئے کہ ایسی
مہمل عبارت لکھی کہ ادنیٰ طالب علم ادب پڑھنے والا نہ لکھے گا۔ یہ پندرہویں دلیل ہے۔ مرزا
قادیانی کے جھوٹے ہونے پر اب افسوس یہ ہے کہ کذب کے ایسے بین ثبوت موجود ہیں مگر ماننے
والے کچھ نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد میں مرزا قادیانی کے اس دعوے کی نسبت ایک عظیم الشان
بات کہنا چاہتا ہوں جو حضرات علم و دانش سے حصہ رکھتے ہیں اور خوف خدا سے کسی وقت ان
کے دل لرزنے لگتے ہیں۔ وہ متوجہ ہو کر غور فرمائیں۔

اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی کے معجزہ کہنے پر گہری نظر

اور مرزا قادیانی کی اندرونی حالت کا اظہار

حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے بہت معجزات ظاہر ہوئے اور کثرت سے پیشین گوئیاں آپ ﷺ نے کیں اور جن کے پورا ہونے کے وقت گذر چکا وہ پوری ہوئیں اور کسی کے پورا ہونے میں سرمو فرق نہیں ہوا۔ مگر حضور انور ﷺ نے بجز قرآن مجید کے کسی کو اپنے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا اور کفار کے معجزہ طلب کرنے کے وقت آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے فلاں فلاں معجزہ دکھایا ہے۔ اس پر نظر کرو۔ صرف قرآن مجید ہی کو پیش کر کے کہا: ”فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صادقین * فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة (بقرہ: ۲۴، ۲۳)“ ”یعنی اگر تم (مجھ پر الزام دینے میں) سچے ہو تو قرآن مجید کی ایک سورت کے مثل لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے معین اور مددگاروں کو بلاؤ اور اگر نہ لاسکو اور ہرگز نہ لاسکو گے تو جہنم کی آگ سے ڈرو۔“ (اس فرمانے کے ساتھ یہ پیشین گوئی بھی کر دی کہ تم اس کے مثل ہرگز نہ لاسکو گے۔ یہ دعویٰ قرآن مجید سے مخصوص ہے۔ کسی آسمانی کتاب کے واسطے ایسا نہیں کہا گیا) مرزا قادیانی اپنے زبانی معجزوں کو ہر جگہ پیش کرتے ہیں اور انہیں تین لاکھ سے زیادہ بتاتے ہیں۔ اب جناب رسول اللہ ﷺ کی عاقلانہ روش پر نظر کی جائے اور مرزا قادیانی کی لن ترانیوں کو دیکھا جائے اس کے علاوہ اپنے رسالوں کو اپنی تصنیف کہتے ہیں۔ مگر بعینہ وہی دعویٰ اپنے دونوں رسالوں کی نسبت کرتے ہیں جو قرآن مجید میں کلام الہی کی نسبت کیا گیا۔ اگرچہ قید لگا کر کہا مگر عوام کو قید کا خیال کب رہتا ہے۔ اب میں اہل دل حقانی حضرات سے ملتجی ہوں کہ اس بیان میں محققانہ طور سے غور فرمائیں اور ملاحظہ کریں کہ جب مرزا قادیانی نے اپنے رسالوں کی نسبت بے مثل ہونے کا ویسا ہی دعویٰ کیا جیسا کہ قرآن مجید میں کیا گیا تھا اور اس

کے مثل نہ لانے پر اسی طرح پیشین گوئی کر دی جس طرح قرآن مجید کے مثل نہ لانے پر کی گئی تھی اور جماعت مرزائیہ اس پر ایمان لے آئی اور اسے مرزا قادیانی کا معجزہ سمجھی تو نہایت صفائی سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے رسالے ان کے خیال کے بموجب ویسے ہی بے مثل ہیں جیسے قرآن مجید بے مثل ہے۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی کی صداقت میں قرآن مجید کی وہی آیت پیش کرتے ہیں جو کلام الہی نے حضرت سرور انبیاء علیہ

السلام کی صداقت میں پیش کی ہے۔ جب اس خاص صفت میں یعنی مثل ہونے میں وہ رسالے اور قرآن مجید یکساں ہوئے اور قرآن مجید کی خصوصیت نہ رہی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ رسالے قرآن مجید کے مثل ہیں۔ اس لئے قرآن مجید کا یہ دعویٰ کہ اس کے مثل کوئی نہیں لا سکے گا۔ غلط ٹھہرا اور جناب رسول اللہ ﷺ کا وہ عظیم الشان معجزہ جسے حضور انور ﷺ نے اپنے دعویٰ نبوت میں پیش کیا تھا۔ مرزا قادیانی کے قول کے بموجب باطل ہوا۔ (نعوذ باللہ) اب اس کا فیصلہ ناظرین اہل علم پر چھوڑتا ہوں کہ جس دعویٰ کا انجام یہ ہے جو ابھی بیان کیا گیا۔ کس غرض سے کیا گیا۔ ایسے دعوے کرنے والے کا دلی منشاء کیا معلوم ہوتا ہے؟ آپ ہی فرمائیں میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتا۔

اس کے علاوہ اس پر بھی نظر کی جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف قرآن مجید اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا۔ جو عربی نثر میں ہے۔ مرزا قادیانی اسی طرح کے دو رسالے پیش کرتے ہیں۔ ایک نظم اور دوسرا نثر ہے اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نظم و نثر میں دونوں طرح کے رسالے لکھ کر مخالفوں کے سامنے پیش کئے اور تمام مخالفین عاجز رہے۔ اس لئے ہمارا اعجاز بڑھ گیا۔

اے اسلام کے سچے بھی خواہو! مرزا قادیانی کی باتوں پر خوب غور کرو۔ میں نہایت خیر خواہی سے تمہیں متنبہ کرتا ہوں۔ اس بیان پر روشنی ڈالنے کے لئے اور بھی چند باتیں آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ انصاف دلی سے ان پر آپ نظر کریں۔ تاکہ آپ کو یقینی طور سے معلوم ہو جائے کہ مرزا قادیانی دراصل مذہب اسلام کی بے وقعتی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مگر ایسے طریقے سے کہ مسلمان ماننے والے برہم نہ ہو جائیں۔ اس کے ثبوت میں مذکورہ بیان کے علاوہ امور ذیل ملاحظہ کئے جائیں۔

۱..... رسول اللہ ﷺ کے قرۃ العینین حضرات حسنینؓ کی کیسی مذمت کی ہے اور اس پر طرہ یہ

کیا ہے کہ اس مذمت کو الہام الہی بتایا ہے۔ یعنی یہ مذمت میں نے نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۳۸ خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

اس مذمت کا نمونہ میں نے ”حقیقت المسیح“ اور ”دعویٰ نبوت مرزا“ میں دکھایا ہے اور ان کے اقوال اعجاز احمدی سے نقل کئے ہیں۔ پھر کیا عاشق رسول اللہ ﷺ امت محمدی ہو کر ایسا کہہ سکتا ہے؟ برگز نہیں۔ اس ہجو سے ان کی دلی حالت معلوم ہوتی ہے کہ انہیں جناب رسول اللہ ﷺ سے کیسا اعتقاد تھا۔ حضرت سرور انبیاء ﷺ کی اولاد کی تو بڑی شان ہے۔ کوئی سچا مرید اپنے مرشد

۴۴

کی اولاد سے ایسا بدگمان نہیں ہوتا اور ان کی ہجو نہیں امام کی مدح میں ان کے اشعار پڑھ کر عوام کو فر الزام غلط ہے کہ وہ امام صاحب کی مذمت کرت امام کی مدح ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی تو تمہارے خیال ظاہر کر کے دوسری جگہ اس پر روغن قاز ملتے و نادان بھی اس چال کو سمجھ جائے گا کہ ایک جگہ نہا الہامی بتا کر دوسری جگہ ان کی تعریف کرنا نادانستہ الہامی بیان کیا ہے۔ اب ان اشعار کی نسبت یہ کہ مقابلہ میں ان کا کچھ اعتبار نہیں ہو سکتا۔ غرضیکہ ا ہے اور اس کی تائید میں مرزا قادیانی کے وہ فقر ابتداء میں لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ی اس زور سے بیان کرتے ہیں کہ کوئی سچا مسلمان ا

۲..... کیا جناب رسول اللہ ﷺ کو سید الا

میرے نشانات و معجزات جناب سید المرسلین علیہ یہ تو فضیلت کلی کا دعویٰ ہے۔ اس دعوے کا ثبوت اپنے باب میں ایک فیصلہ شائع کیا میں لکھتے ہیں : ”جو میرے لئے نشانات ظاہر ہو

”اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں تعجب ہے کہ ابھی تو یہ دعویٰ تھا کہ ی حاصل یہ ہے کہ پیدائش کے روز سے مرنے ت نشانات اور عمر کے ایام حساب کر کے دیکھ لو۔ ک آپ کو مرتبہ سے گرا دینا ہے۔ ان نشانوں میں ا

• (۱) مرد سے عورت بنے۔ یعنی غلام احمد سے مر

گئے اور دس مہینے حاملہ رہے۔ (۳) پھر وضع حمل

کی اولاد سے ایسا بدگمان نہیں ہوتا اور ان کی ہجو نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں بعض مرزائی حضرات امام کی مدح میں ان کے اشعار پڑھ کر عوام کو فریب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پر یہ الزام غلط ہے کہ وہ امام صاحب کی مذمت کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے یہ اشعار ہیں جن میں حضرت امام کی مدح ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی تو تمہارے جھوٹے امام کی ابلہ فریبی ہے کہ ایک جگہ اپنا دلی خیال ظاہر کر کے دوسری جگہ اس پر روغن قاز ملتے ہیں اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں۔ مگر احمق و نادان بھی اس چال کو سمجھ جائے گا کہ ایک جگہ نہایت برے طور سے مذمت کر کے اور اس مذمت کو الہامی بتا کر دوسری جگہ ان کی تعریف کرنا ناواقفوں کو فریب دینا ہے۔ کیونکہ مذمت کو تو انہوں نے الہامی بیان کیا ہے۔ اب ان اشعار کی نسبت یہ کہا جائے گا کہ الہامی نہیں ہیں۔ اس لئے الہام کے مقابلہ میں ان کا کچھ اعتبار نہیں ہو سکتا۔ غرضیکہ اس سے بھی ہر ایک فہمیدہ ان کا ایک فریب سمجھ سکتا ہے اور اس کی تائید میں مرزا قادیانی کے وہ نعتیہ اشعار و قصیدے ملاحظہ کیجئے جو براہین احمدیہ کی ابتداء میں لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے عاشق رسول ہیں اور دوسری جگہ اپنی فضیلت اس زور سے بیان کرتے ہیں کہ کوئی سچا مسلمان اسے سن نہیں سکتا۔ اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

۲..... کیا جناب رسول اللہ ﷺ کو سید المرسلین اور خاتم النبیین مان کر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ

میرے نشانات و معجزات جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سو حصے زیادہ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ تو فضیلت کلی کا دعویٰ ہے۔ اس دعوے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

اپنے باب میں ایک فیصلہ شائع کیا ہے۔ اس فیصلہ کا عنوان ملاحظہ ہو۔ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں: ”جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

”اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گزرتا۔“

(اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

تعجب ہے کہ ابھی تو یہ دعویٰ تھا کہ تین لاکھ سے زیادہ میرے نشانات ہوئے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ پیدائش کے روز سے مرنے کے دن تک بارہ تیرہ نشان روز صادر ہوتے تھے۔ نشانات اور عمر کے ایام حساب کر کے دیکھ لو۔ پھر اب ایک مہینہ میں چند نشانوں کا دعویٰ کرنا اپنے آپ کو مرتبہ سے گرا دینا ہے۔ ان نشانوں میں نہایت عظیم الشان نشان یہ ہوں گے کہ مرزا قادیانی (۱) مرد سے عورت بنے۔ یعنی غلام احمد سے مریم ہو گئے۔ (۲) اور بغیر مرد کے صحبت کے حاملہ ہو گئے اور دس مہینے حاملہ رہے۔ (۳) پھر وضع حمل اس طرح ہوا کہ گھر کے کسی عورت و مرد نے نہیں

دیکھا۔ بلکہ ظاہر میں اس مرزائی صورت میں نظر آتے رہے اور اس سے مسیح پیدا ہوئے۔ (۴) پھر عجب نشان یہ ہوا کہ مرزائی مریم کا پیٹ ایسا وسیع ہوا کہ جوان لڑکا داڑھی مونچھ والا نکل آیا اس کے بعد۔ (۵) پانچواں نشان عجیب و غریب ہوا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر عادت اللہ اور سنت اللہ کے خلاف کچھ نہ ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو سنت اللہ کے خلاف کو غیر ممکن سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے پہلی تاریخ کے چاند گہن کو غیر ممکن خیال کرتے ہیں۔ (۶) چھٹا نشان یہ ہوا کہ صرف لفظ استعارہ کہہ دینے سے واقعی عالم میں مرزا قادیانی مجسم ابن مریم ہو گئے اور حدیث کے مصداق بن گئے۔ ایسے نشانات کا کیا ٹھکانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی حضرات اس وقت کو روشن ضمیری کا زمانہ کہتے ہیں۔ (ایسے وقت میں مرزا قادیانی کے ان خرافات پر ایمان لانا بڑی روشن ضمیری ہے)

اس تعداد بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے نشانات کے شمار کا رجسٹر رکھتے تھے اور وہ تعداد اپنی صداقت کے جوش کے وقت مشتہر کی جاتی تھی۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اور مرزائیوں کو یہ دعویٰ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اتباع و پیروی سے یہ رتبہ انہیں ملا اور ظلی اور بروزی اور اصلی نبی ہو گئے۔ مگر وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی ایسا دعویٰ کیا کہ میرے اس قدر نشانات و معجزات ہوئے؟ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ پھر بھی اتباع سنت اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے؟ ہاں! مرزا قادیانی حضور انور ﷺ کے معجزات شمار کر کے لکھتے ہیں کہ: ”تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔“

(تحفہ گولڈویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

یہاں تین ہزار سے زیادہ ایک کا بھی اضافہ مرزا قادیانی بیان نہیں کرتے۔ مگر اپنے تین لاکھ نشانوں سے بھی بے تعداد اضافہ بیان کرتے ہیں۔ اب اس پر غور کیجئے کہ معجزہ خاص خدا کی طرف سے

رسول کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اب جس قدر نشانات اور معجزات زیادہ ظاہر ہوں گے اسی قدر اس رسول کی عظمت اور مرتبت زیادہ ہوگی۔

اب مرزا قادیانی اپنے تین لاکھ سے زیادہ معجزات بیان کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے تین ہزار۔ اس سے نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عظمت اور مقبولیت کو حضور انور ﷺ سے سو حصے زیادہ بلکہ سو سو حصے سے بھی زیادہ بتاتے ہیں اور ان کے پیرو اس پر آمنا کہہ رہے ہیں۔ اس ایمان پر غور سے نظر کی جائے۔

بھائیو! اس پر غور کرو جو رسول اللہ سید الاولین و آخرین ہو۔ جس پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہو۔ خدا تعالیٰ نے قطعی طور سے جسے آخر الانبیاء قرار دیا ہو اور اسے عالم کے لئے رحمت فرمایا ہو اس

کے بعد اس کی امت میں کوئی نبی آئے۔ وہ سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سو حصے زیادہ عظمت رکھتا ہو۔ یہ ہو سکتا ہے کسی مسلمان کا دل اسے باور کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں، ہر گز نہیں۔ اس کا حاصل تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء نہیں ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی ہیں۔ (استغفر اللہ) اب غور کرو کہ مرزا قادیانی کا خیال جناب رسول اللہ ﷺ سے کیسا ہے اور ان کی مدح کرنے کا کیا منشاء ہے۔ اس کی تائید میں ان کا الہام ملاحظہ کیجئے۔

۳.....(حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲) میں ان کا الہام ہے۔ ”لولاک لما خلقت

الافلاک“، یعنی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدح میں مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا، تو آسمان زمین کچھ پیدا نہ کرتا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ دنیا میں جس قدر مخلوقات پیدا کی گئی وہ سب مرزا قادیانی کا طفیل ہے۔ اگر مرزا قادیانی کا وجود شریف نہ ہوتا تو اس عالم کا وجود نہ ہوتا۔ دنیا کے تمام اولیاء انبیاء اور ان کے کمالات نبوت وغیرہ سب مرزا قادیانی کے طفیلی ہیں۔ انہیں کے طفیل سے تمام انبیائے کرام اور حضرت سید الانام کا وجود شریف ظہور میں آیا اور انہیں کی ذلہ ربانی سے انہیں کمالات نبوت ملے۔ اب یہ فریب دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے مرزا قادیانی کو نبوت ملی اور ان کے اس اعلانیہ دعویٰ پر نظر نہیں کی جاتی۔ جس میں وہ حضور انور ﷺ کو اپنا طفیلی بنا رہے ہیں۔ (استغفر اللہ نعوذ باللہ)

بھائیو! اس تعلیٰ کی کچھ انتہاء ہے۔ سچے مسلمان کے لئے یہ تعلیاں کیسی صدمہ رساں ہیں۔ اب ان دعوؤں کو دیکھ کر ان کے نعتیہ اشعار کو جو ذی فہم دیکھے گا وہ قطعی فیصلہ کرے گا کہ مرزا قادیانی نے سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دیا ہے۔

۴.....اسی طرح ان کا یہ شعر ”ککدر ماء السابقین وعیننا الی اخر الايام لا تتکدر“

(اعجاز احمدی ص ۵۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)

اس شعر میں سابقین جمع ہے اور اس پر الف اور لام استغراق یا جنس کا آیا ہے۔ اس لئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ جتنے اولیاء اور انبیاء پہلے گزر گئے۔ ان کے فیض کا پانی میلا اور مکدر ہو گیا اور میرا چشمہ کبھی میلا نہ ہوگا۔ یہ نہایت بدیہی دعویٰ ہے تمام انبیائے کرام پر فضیلت کا۔ جس میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اور اپنے خاتم الانبیاء ہونے کا اور اپنی نبوت قیامت تک باقی رہنے کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے مریدین مرزا قادیانی کو خاتم الانبیاء اپنے اخباروں میں لکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی فضیلتیں مرزا قادیانی نے اپنی بیان کی ہیں جس سے ان کا دلی راز اہل دانش معلوم کر سکتے ہیں۔

۵..... کیا ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو مان کر اور آپ کا پیرو ہو کر حضرت مسیح علیہ

السلام کی نسبت ایسے بیہودہ اور سخت کلمات زبان سے نکالے جیسے مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم وغیرہ میں نکالے ہیں اور ایک اولوالعزم نبی کی بے حرمتی کی ہے۔ برگز نہیں کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے ایسے الفاظ نہیں نکل سکتے۔ بلکہ قوی الاسلام ان الفاظ کو سن نہیں سکتا۔ اس کا دل لرز جاتا ہے۔ اگر کوئی دہریہ خدا کے ساتھ گستاخی کرے یا کوئی مردود، حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نسبت زبان سے بے ادبانہ کلمات نکالے تو کسی مسلمان سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ یا کسی برگزیدہ خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے لگے۔

۱۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۲۹۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۹۳) دیکھا جائے کہ کیسے سخت اور فحش کلمات لکھے ہیں۔ جب یہ حاشیہ پیش کیا جاتا ہے تو نادانوں سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ کلمات یسوع کو کہے ہیں۔ جب ان کے رسالہ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) سے دکھایا جاتا ہے کہ خود مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یسوع کو ایک بتاتے ہیں تو اور بیہودہ باتیں کہنے لگتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ الزاماً ایسا کہا ہے کبھی کہتے ہیں کہ توہین کی نیت نہ تھی۔ مگر یہ سب فریب ہے۔ الزام دینا ہم بھی جانتے ہیں اور ہم نے بھی الزام دیئے ہیں۔ مگر جس طرز سے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بے حرمتی کی ہے کوئی مسلمان کسی طرح نہیں کر سکتا اور نہ شریعت محمدیہ سے اسے اس طرح کہنا جائز ہے۔ اس واقعہ کو یاد کرنا چاہئے جسے (امام بخاری ج ۲ ص ۹۲۵) نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی اور یہودی سے لڑائی ہوئی اور یہودی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہاں پر ترجیح دی اور صحابی نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اور اس یہودی کو ایک طمانچہ مارا اور یہودی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس فریاد لے گیا اور حضور ﷺ نے اس یہودی کے سامنے فرمایا کہ: ”لا تفضلونی علی موسیٰ“ یعنی موسیٰ علیہ السلام پر مجھے نہ بڑھاؤ۔ پھر غور کیا جائے کہ صحابی نے کوئی لفظ بے ادبی کا حضرت موسیٰ علیہ

السلام کی شان میں نہیں کہا تھا۔ صرف جناب رسول اللہ ﷺ کو فضیلت دی تھی اور وہ بھی یہودی کے مقابلہ میں الزاماً کہا تھا اور سچی بات تھی۔ مگر حضور ﷺ نے اس کو بھی جائز نہ رکھا اور فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر نہ بڑھاؤ۔ اس کو حقیقت المسیح میں دیکھنا چاہئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صرف یہود کے مقابلہ میں اپنی فضیلت کو منع فرمایا تو ایسی یہودہ گوئی اور بے حد گستاخی پادری کے مقابلہ میں کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی کی ہے۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا دعویٰ ہے۔ اسی کی وجہ سے نبوت کا مرتبہ مل گیا؟ یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کے علاوہ دافع البلاء کے آخر میں تو کسی پادری کے مقابلہ میں نہیں لکھتے۔ بلکہ قرآن مجید کا حوالہ دے کر مسلمانوں سے خطاب کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کو شرمناک الزام دیا ہے۔ اب خلیفہ صاحب فرمائیں کہ جن کی عظمت و شان قرآن مجید میں بار بار بیان کی گئی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ رسول فرمایا ہے۔ ان کی نسبت کوئی مسلمان ایسے خیالات کر سکتا ہے جیسے مرزا قادیانی نے دافع البلاء کے آخر میں کئے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے ان کی دہریت ثابت ہوتی ہے۔

یہ باتیں نہایت صفائی سے ثابت ہو رہی ہیں کہ مرزا قادیانی کے قلب میں حضرات انبیاء کی عظمت نہیں ہے۔ وہ دہریوں کی طرح کسی نبی کو نہیں مانتے۔ اپنے مطلب کے لئے کسی وقت کسی کی تعریف کر دی۔ یہ نہایت ظاہر باتیں ہیں۔ اگر صاف دل ہو کر میرے بیان میں غور کیجئے گا تو خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کی تصدیق آپ کے دل میں ہو جائے گی۔ اب جناب رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی اور ان کی اتباع اور ظلیت کا دعویٰ اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ باوجود بے انتہاء کوشش کے کوئی گروہ، ہندو، عیسائی یا دوسرے مذہب کا ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اب اگر حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ کرتے اور ان کے اتباع و ظلیت کا دعویٰ مسلمانوں پر ظاہر نہ کرتے تو کوئی مسلمان بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ اس لئے اول انہوں نے دین اسلام کی کچھ تائید کی اور رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی کی پھر اپنی مدح سرائی اور ضمناً اپنے بیان اور الہامات میں اپنا تفوق جابجا ظاہر کیا۔ پھر حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت عظیم الشان معجزہ کا اس انداز سے ابطال کیا کہ مسلمان برہم نہ ہوں۔ یہ سب تمہید آئندہ اپنے مقصود کے اظہار کے لئے کی، جس طرح عبداللہ چکڑالوی پہلے مقلد حنفی تھا۔ اس وقت اس نے لوگوں کو اپنا معتقد اور پیرو بنایا۔ پھر وہ غیر مقلد ہو کر اہل حدیث بنا اور اپنے تئیں حدیث کا پیرو بتایا اور اپنے معتقدین کو غیر مقلد بنایا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بالکل منہ پھیر لیا اور تمام حدیثوں کو غلط اور جھوٹی کہنے لگا۔ جب اس کے معتقدین نے اس سے کہا کہ پہلے آپ مقلد تھے اور ہم سے آپ نے تقلید کی ضرورت اور تعریف کی تھی۔ پھر آپ نے غیر مقلد ہو کر عمل بالحدیث کی طرف ہمیں متوجہ کیا۔ اب آپ اس کی مذمت کرتے ہیں اور حدیثوں کو جھوٹی اور موضوع بتاتے ہیں اور صرف قرآن پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اگر میں آہستہ آہستہ تمہیں بتدریج راہ پر نہ لاتا تو تم ہرگز میری بات کو نہ مانتے۔ میرا شروع سے یہی خیال تھا جو میں اب کہہ رہا ہوں۔ چونکہ اس کے معتقدین کا اعتقاد راسخ ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ

اس کے پیرو رہے اور جو اس نے کہا انہوں نے اسے مانا۔ یہ واقعہ مرزا قادیانی کی حالت پر پوری روشنی ڈالتا ہے اور طالبین حق کے لئے آفتاب کی طرح مرزا قادیانی کی حالت کو دکھا رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے پہلے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور مثیل مسیح بنے اور نہایت صفائی سے مسیح موعود ہونے سے انکار کیا۔

(ازالۃ الاوبام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

پھر بڑے زور سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کے منتظر تھے اور اس نازک وقت میں ان کا بہت زیادہ انتظار تھا۔ اس

لئے بعض نیک دل مولوی بھی ان کے معتقد ہو گئے۔ پھر افضل الانبیاء ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور خدائی اختیارات ملنے کے بھی مدعی ہوئے۔ (صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷ ملاحظہ ہو) اور کشفی طور سے خدا ہو گئے اور آسمان وزمین بنایا۔ مگر وہ ابھی تک اپنے اصلی مدعا پر کامیاب نہ ہوئے تھے اور مصلحت اعلانیہ دعویٰ خدائی سے مانع تھی کہ یکبارگی اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔ مگر اپنے اصلی مقصد یعنی مذاہب کی بیخ کنی کے لئے تخم پاشی کرتے رہے اور بہت سادہ دل حضرات اس سے بے خبر رہے۔ جب ان کے بعض مقلدین نے ان کے اختلاف اقوال کی نسبت دریافت کیا تو جب کوئی بات نہ بنی تو کہہ دیا کہ جس طرح مجھ پر خدا کی طرف سے ظاہر کیا گیا۔ ویسا ہی میں نے کہا۔ اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ انہوں نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ اور وعدہ خلافی کا الزام اور خدا کے رسولوں پر نا سمجھی اور غلط فہمی کی تہمت لگا کر اپنے آپ کو الزاموں سے بچایا اور شریعت الہی اور قرآن مجید کو غیر معتبر ٹھہرایا۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے کسی کلام پر اعتبار نہیں ہو سکتا۔ جب وہ وعدہ خلافی کرتا ہے تو قرآن مجید میں جس قدر وعدے مسلمانوں کے لئے ہیں اور منکروں کے لئے وعیدیں ہیں سب بے کار ہیں۔ کوئی لائق اعتبار نہیں۔ اسی طرح جب انبیاء کسی وقت وحی کو نہیں سمجھتے یا غلط سمجھتے ہیں اور وہی غلط مطلب مخلوق سے بیان کرتے ہیں تو تمام وحی قرآنی لائق اعتبار نہ رہی۔ کیونکہ ہر وحی پر غلطی کا احتمال ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا مدعا اور راز دلی یعنی خدا اور رسول اور اس کا کوئی کلام لائق توجہ اور قابل اعتبار نہیں ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے خیال میں ابھی تک مریدین کی وہ حالت نہ پہنچی تھی کہ ان کے اعلانیہ کہنے سے یہ لوگ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار کر کے میرے پیرو ہو جائیں گے۔ اس لئے درپردہ ایسی باتیں کہیں تاکہ آئندہ کسی وقت اصلی منشاء کے اظہار کا موقع رہے اور جب وقت آجائے تو صاف طور سے کہہ دیں کہ فلاں فلاں بات اس لئے کہی تھی۔ مگر چونکہ تمہاری طرف سے پورا اطمینان نہ تھا۔ اس لئے صاف طور سے نہیں کہا۔

برادران اسلام! اس رسالے کو مکرر ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے کیسے کیسے جھوٹ بولے ہیں اور فریب دیئے ہیں۔ مگر الحمد للہ! انہی کے بیان سے ان کے جھوٹے ہونے کی پندرہ دلیلیں بیان کی گئیں اور آخر میں ان کا درپردہ منکر اسلام اور دہریہ ہونا نہایت روشن کر کے دکھا دیا گیا۔ اب تو مسلمانوں کو ضرور ہے کہ ان سے پرہیز کریں اور ان بندہ درہم ودینار کی باتوں کو نہ سنیں جو ایسے جھوٹے اور فریبی کو ظلی نبی یا خدا کا رسول کہتے ہیں اور دوسروں سے منوانا چاہتے ہیں۔ مرتبہ نبوت تو بہت بڑی چیز ہے میں نے تو ثابت کر دیا کہ ایسا شخص تو مسلمان بھی نہیں ہو سکتا وہ تو درحقیقت منکر خدا اور رسول ہے۔ ”واللہ الموفق والمعین واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین“

(خاکسار ابواحمد رحمانی)

شہید

اعجاز

مولانا حکیم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

حضور نے فرمایا میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

شہباز محمدی

بجواب

اعجاز احمدی

مولانا حکیم میر محمد ربانی صاحب

فہرست مضامین

عنوانات صفحہ نمبر علمائے کرام و مشائخ عظام کی تصدیقات و آراء ۳۱۵ تالیف کتاب کے اسباب

۳۲۲ سبب اول مرزا قادیانی کے بلانے کا جواب ۳۲۲ مرزائی اشعار دعوت کے لئے جوابی اشعار ۳۲۴

تالیف کتاب کا سبب دوم، میرے چند اہم خطوط کی اشاعت ۳۲۶ کتاب کی وجہ تسمیہ جس کا

ماخذ ایک مرزائی عربی شعر ہے ۳۲۷ میرے اعدادی استدلالات ۳۲۸ حروف تہجی کے اعداد ۳۲۸

مرزا قادیانی کے نام و اجزائے نام کے اعداد ۳۲۸ مرزائی اعجاز کی حقیقت کے خلاف چھ وجوہات

۳۲۹ پہلی وجہ ۳۲۹ دوسری وجہ ۳۲۹ تیسری وجہ ۳۳۰ چوتھی وجہ ۳۳۰ پانچویں وجہ ۳۳۱ چھٹی

وجہ ۳۳۳ شدت کا جواب شدت سے ۳۳۴ مرزائی عذرات اور محمدی جوابات ۳۳۶ عذر اول ۳۳۶

عذر اول کا جواب اول ۳۳۶ جواب دوم ۳۳۷ چند محمدی نشانات ۳۳۷ نشان اول ۳۳۷ نشان دوم

۳۳۸ نشان سوم نشان چہارم نشان پنجم عذر دوم قرآن مجید کی چند آیات انجیل متی اور دانیال کی

شہادت عذر سوم جواب اول جواب دوم جواب سوم عذر چہارم عذر پنجم چند محمدی پیش گوئیاں

پیش گوئی اول دربارہ لفظ توفی محمدی چیلنج بنام خلیفہ آف ربوہ (جناب محمود) پیش گوئی دوم

دربارہ ابوالعطاء مرزائی پیش گوئی سوم دربارہ روشن دین تنویر مدیر روز پیش گوئی چہارم دربارہ تاج

محمود زانی پیش گوئی پنجم دربارہ قاضی محمد نذیر شیخوپورہ عذر ششم عذر ہفتم میرے نام جلال

الدین شمس کا ایک خط عذر ہشتم عذر نہم عذر دہم عذر یازدہم عذر دوازدہم ۲

۳۱۵

۳۲۲

۳۲۲

۳۲۴

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۸

۳۲۸

۳۲۹

۳۲۹

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۶

۳۳۶

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۷

۳۳۷

۳۳۸

نشان سوم ۳۳۸

نشان چہارم ۳۳۸

نشان پنجم ۳۳۹

عذر دوم ۳۴۰

قرآن مجید کی چند آیات ۳۴۰

انجیل متی اور دانیال کی شہادت ۳۴۳

عذر سوم ۳۴۴

جواب اول ۳۴۴

جواب دوم ۳۴۴

جواب سوم ۳۴۵

عذر چہارم ۳۴۵

عذر پنجم ۳۵۲

چند محمدی پیش گوئیاں ۳۵۸

پیش گوئی اول در بارہ لفظ توفی ۳۵۸

محمدی چیلنج بنام خلیفہ آف ربوہ (چناب نگر) ۳۶۴

پیش گوئی دوم در بارہ ابو العطاء مرزائی ۳۶۵

پیش گوئی سوم در بارہ روشن دین توبہ مدیر روزنامہ الفضل ربوہ (چناب نگر) ۳۶۷

پیش گوئی چہارم در بارہ تاج محمد مرزائی ۳۶۹

پیش گوئی پنجم در بارہ قاضی محمد نذیر شیخ مبارک احمد مرزائی ۳۷۰

عذر ششم ۳۷۱

عذر ہفتم ۳۷۳

میرے نام جلال الدین شمس کا ایک خط ۳۷۴

عذر ہشتم ۳۷۶

عذر نہم ۳۷۷

عذر دہم ۳۷۷

عذر یازدہم ۳۷۸

عذر دوازدہم ۳۷۹

عذر سیزدہم ۳۸۰

عذر چہاردہم ۳۸۱

عذر پانزدہم ۳۸۲

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ ۳۸۳

ہلاکت مرزا کے سال کے اعدادی الفاظ اور ایک آیت قرآن ۳۸۴

عذر شانزدہم ۳۸۵

عذر ہفدہم ۳۸۸

عذر ہجدہم ۳۹۰

ابوالعطاء جالندھری کے نام ایک خط اور علامات مسیح کا بیان ۳۹۲

حضرت حسان کے دو اشعار کا مفہوم ۳۹۷

عذر نہدہم ۳۹۸

ربوہ کے مفہوم کے متعلق فارسی اشعار ۳۹۹

یوز آصف اور اس کے مقبرہ کی حقیقت اور فارسی اشعار ۴۰۱

عذر بست و یکم ۴۰۲

عذر بست و دوم ۴۰۵

مولوی عبداللطیف بہاول پوری کے نام ایک خط ۴۰۵

مولوی عبداللطیف مذکور کی ہلاکت کے لئے فارسی اشعار میں پیش گوئی ۴۰۸

عذر بست و سوم ۴۰۹

اردو نظم کا جواب اردو قصیدہ میں ۴۱۲

عذر بست و چہارم ۴۱۴

علمی و ادبی نشانات محمدیہ ۴۱۵

نشان اول دربارہ مسیح و مہدی ۴۱۵

نشان دوم دربارہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑائی ۴۱۹

مرزائی مساجد کی تعمیر کا مسئلہ اور مسجد ضرار اور فارسی اشعار ۴۲۳

اردو قصیدہ بنام مرزائیت رسیدہ ۴۲۴

نشان سوم دربارہ بہائی فرقہ ۴۲۷

نشان چہارم ۴۲۹

۴

تردید بہائیت کے متعلق فارسی اشعار نشان پنجم دربارہ جنگ بھارت نشان ششم : دربارہ حیات مسیح نشان ہفتم دربارہ مفہوم توفی نشان ہشتم دربارہ فاتحہ خلف الامام وغیرہ دس ہزاری اشتہار جواب باصواب مرزائی تعلیات اور مجددی جوابات پہلی تعلی خلافت صدیق اور کار صدیق دوسری تعلی تیسری تعلی چوتھی تعلی پانچویں تعلی چھٹی تعلی ساتویں تعلی آٹھویں تعلی نویں تعلی دسویں تعلی گیارہویں تعلی مرزائی قصیدہ کے عیوب و نقائص مرزائی عقیدہ کے چند ابتدائی اشعار کی

تصحیح درمیان قصیده سے چار اشعار کی تصحیح مرزائی قصیده کے چند مشهور نقائص میری آخری
گذارش مرزائی شتمیات اور مجددی جوابات پہلی گالی دوسری گالی

تردید بہائیت کے متعلق فارسی اشعار ۴۳۱

نشان پنجم دربارہ جنگ بہارت ۴۳۸

نشان ششم دربارہ حیات مسیح ۴۳۹

نشان ہفتم دربارہ مفہوم توفی ۴۴۵

نشان ہشتم دربارہ فاتحہ خلف الامام وغیرہ ۴۴۷

دس ہزاری اشتہار جواب باصواب ۴۵۰

مرزائی تعلیات اور محمدی جوابات ۴۵۱

پہلی تعلی ۴۵۱

خلافت صدیق اور کار صدیق ۴۵۴

دوسری تعلی ۴۵۶

تیسری تعلی ۴۶۸

چوتھی تعلی ۴۷۰

پانچویں تعلی ۴۷۱

چھٹی تعلی ۴۷۵

ساتویں تعلی ۴۷۶

آٹھویں تعلی ۴۷۸

نویں تعلی ۴۸۰

دسویں تعلی ۴۸۴

گیارہویں تعلی ۴۸۵

مرزائی قصیدہ کے عیوب و نقائص ۴۸۷

مرزائی قصیدہ کے چند ابتدائی اشعار کی تصحیح ۴۸۹

درمیان قصیدہ سے چار اشعار کی تصحیح ۴۹۴

مرزائی قصیدہ کے چند مشہور نقائص ۴۹۶

میری آخری گذارش ۴۹۷

مرزائی شتمیات اور محمدی جوابات ۴۹۸

پہلی گالی ۴۹۸

دوسری گالی ۵۰۱

تیسری گالی ۵۰۲

چوتھی گالی ۵۰۵

پانچویں گالی ۵۰۸

چھٹی گالی ۵۰۹

اعدادی ضربات پر مرزا و مرزائیات ۵۱۰

قصيدة اللام على عقيدة الغلام ۵۲۰

حمد خدا اور ثنائے مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ۵۲۰

فی الآل والاصحاب (آل واصحاب کے بارے میں) ۵۲۳

فی الغلام الہندی والمبحث المدی (غلام احمد اور مباحثہ مد کے بارے میں) ۵۲۶

فی ختم النبوة واجرائها (ختم نبوت اور اجرائے نبوت کے بارے میں) ۵۳۲

فی الغلام وبراعة الصحراء (غلام احمد اور صحرائی جنگو کے بارے میں) ۵۳۹

فی ابوة النبی روحاً وامومته نبوته دیناً (نبی کی روحانی پدریت اور نبوت محمدی کی دینی مادریت

میں) ۵۴۲

فی خلوص الاسلام وغشاشہ دین الغلام (اسلام کے خالص ہونے اور مرزائیت کے غیر خالص ہونے میں)

۵۴۵

فی الغلام ونبوة الظلیة (غلام احمد کی ظلی نبوت کے بارے میں) ۵۴۸

- فی الغلام وجہاد الاسلام (غلام احمد کے منکر جہاد ہونے میں) ۵۵۰
- فی الغلام واعداد الحروف (غلام احمد کے بارے میں اعدادی حروف) ۵۵۳
- فی الغلام والحکیم السروی (غلام احمد اور حکیم بھیروی کے بارے میں) ۵۶۱
- فی الغلام والافرنج (غلام احمد اور برطانوی یورپ کے بارے میں) ۵۶۳
- فی الغلام واتباعه اللثام (غلام احمد اور اس کے مریدین کے بارے میں) ۵۶۴
- فی الغلام والشیخ الجولوی (غلام احمد اور پیر مہر علی شاہ کے بارے میں) ۵۶۷
- فی الغلام والحرباء (غلام احمد اور گرگٹ کے بارے میں) ۵۷۳
- فی تلخیص الکلام وموت الغلام (خلاصہ کلام اور غلام احمد کی ہلاکت کے بارے میں) ۵۷۴
- دس ہزاری اشتہار اور جواب اشعار با اشعار ۵۷۶
- میرزاغ (بڑا کوا) ۵۷۸
- مرزائی محاکمہ پر محمدی محاکمہ ۵۷۹
- قلت جواباً لاشعارہ ۵۸۱
- حدیث وسنت کا مفہوم ۵۸۲

رائے وقیع

از: صاحب قلم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی، مدیر ماہنامہ بینات
کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

مرزا غلام احمد قادیانی کے ہفوات باطلہ میں سے کوئی بات ایسی نہیں جس کا مسکت اور دندان شکن جواب، علمائے امت کی طرف سے نہ دیا گیا ہو۔ لیکن ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔
”ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ“

ہمارے مخدوم جناب مولانا حکیم میر محمد ربانی مدظلہ العالی نے زیر نظر کتاب ”شہباز محمدی“ مرزا قادیانی کی کتاب ”اعجاز احمدی“ کے جواب میں رقم فرمائی ہے۔ اس ناکارہ کو اس کے مسودہ کے چند صفحات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایک گمنام محقق نے بتوفیق ایزدی کس طرح نام نہاد ”اعجاز احمدی“ کے پرچے اڑا دیئے ہیں۔ کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں قادیانی علم الکلام کا اسی کے انداز میں ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا ہے۔ مولانا موصوف نے علم الاعداد اور نشان نمائی کے قادیانی ہتھیار کو بطور خاص استعمال کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر یہ چیزیں مرزا قادیانی اپنی صداقت میں پیش کر سکتا ہے تو ٹھیک انہی اصولوں پر مرزا قادیانی کا کذب و دجل اظہر من الشمس ہے۔

چونکہ مصنف کے پاس کتابیں نہیں تھیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذہن و حافظہ اور عقل خداداد کی روشنی میں لکھا ہے۔ اس لئے کہیں کہیں لائق اصلاح چیزیں بھی نظر پڑیں اور اس ناکارہ

نہ ان کے بارے میں اپنا مشورہ عرض کر دیا ہے۔ امید ہے کہ نظر ثانی میں ان کی اصلاح کر دی جائے گی۔ اس ناکارہ کا احساس یہ ہے کہ یہ کتاب شائع ہو جائے تو انشاء اللہ اپنے موضوع پر نہایت دلچسپ، منفرد اور فکر انگیز کتاب ہوگی۔ حق تعالیٰ شانہ، اسے قبول فرمائیں اور اسے ہدایت و نجات کا ذریعہ بنائیں۔ آمین!

ناکارہ: محمد یوسف لدھیانوی! مدیر ماہنامہ بینات، کراچی، مورخہ یکم شوال ۱۴۰۴ھ

رائے متین

از: محقق عصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی، مدیر
دارالعلوم کراچی (پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى!

مولانا حکیم میر محمد ربانی صاحب نے اپنی تازہ تالیف ”شہباز محمدی“ کا مسودہ احقر کو عنایت فرمایا۔ اس کتاب میں موصوف نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ”اعجاز احمدی“ کا جواب تحریر فرمایا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اس عہد کے سنگین ترین فتنوں میں سے ہے، اور الحمد للہ امت مسلمہ نے اس گمراہی کے سدباب کے لئے ہر پہلو سے ایسا لٹریچر تیار کر دیا ہے جو ایک منصف مزاج اور حق کے طالب کے لئے بالکل کافی ہے۔ مرزائیت نے عقیدہ ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام جیسے مسائل پر جو مغالطے پیدا کئے تھے ان کا علمائے امت نے ہر ممکن طریقے سے کافی و شافی رد فرما دیا ہے۔ لیکن خود مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں پر لفظ بہ لفظ تبصرہ اور اس کی کتابوں کو موضوع بنا کر ان کی مفصل تردید اب تک احقر کی نظر سے نہیں گزری تھی۔

مولانا میر محمد ربانی نے زیر نظر کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ”اعجاز احمدی“ کا لفظ بہ لفظ جواب تحریر فرمایا ہے۔ ان کی ایک ایک بات پر تبصرہ کیا ہے اور پھر ان کے قصیدے کا جواب قصیدے ہی کی زبان میں دیا ہے۔

احقر کو پوری کتاب کے مطالعے کا موقع نہیں مل سکا۔ جستہ جستہ مقامات سے سرسری طور پر دیکھا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مفید، نافع اور لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔ آمین !

احقر: محمد تقی عثمانی عفی عنہ خادم طلبہ دارالعلوم کراچی، مورخہ ۲۹؎ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

رائے گرامی

از: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب، مدیر مدرسہ عربیہ دارالعلوم عثمانیہ رحیم یار خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى خصوصاً على افضل المرسلين وخاتم الانبياء وعلى آله واصحابه اجمعين * وبعد!

"شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی" کے شستہ شستہ مقامات پر نظر پڑی تو زبان سے بے ساختہ نکلا "لکل فرعون موسیٰ" اور واقعی خداوند ذوالجلال کی قدرت کے نمونے ہیں کہ مچھر سے نمرود جیسے طاغوتوں کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔

مولانا مصنف "شہباز محمدی" موصوف باوجود یکہ ایک مستور شخصیت ہیں۔ دین حق کی صداقت اور محمد ﷺ کا بین اعجاز ہے کہ: "انا لننصر رسلنا والذین آمنوا معه"

جزاه الله تعالى ونفعه وسائر المسلمين في الدنيا والآخرة

احقر الى الله تعالى ابوالفتح محمد يوسف عفی عنہ مورخہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

رائے متین

از: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب، مدیر مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد! فقد سرحت نظري في كتاب المذكور الرباني فوجدته شهاباً ثاقباً على المتنبي القادياني! ورجماً طارداً اهل الردة والطغيان وسيفاً صارماً اعناق اولياء الشيطان ومطرقةً قامعاً جماجم اصحاب الربوة والقاديان * ادعوا من الرحمن ان يفيض على المؤلف شآبيب الفضل والاحسان وارجوا من الاخوان ان يتناولوه تناول القبول والتبيان ويعاونوا المؤلف في اشاعته بالاموال والاثمان * تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان!

خادم العلم والعلماء: منظور احمد نعماني

اردو ترجمہ : خدائے واحد کی حمد و ثناء اور خاتم النبیین پر درود و سلام کے بعد واضح رہے کہ میں نے ڈاکٹر ربانی کی کتاب میں اپنی نظر کو دوڑایا۔ جس پر میں نے اس کتاب کو قادیانی منتہی پر گرنے والا ستارہ اور مرتد گمراہ لوگوں کو بھگانے والا ڈنڈا اور اولیاء شیطان کی گردنوں کو کاٹنے والی تلوار اور اصحاب ربوہ و قادیان کی کھوپڑیوں کو پھوڑنے والا ہتھوڑا پایا۔

اور میں خدائے رحمن سے دعاء مانگتا ہوں کہ وہ مصنف کتاب پر اپنے فضل و احسان کے چشمے جاری کر دے اور میں اپنے مسلم بھائیوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ہذا کی نشر و اشاعت میں اپنے مال و زر کے ساتھ مؤلف کتاب سے پورا پورا تعاون کریں۔ کیونکہ فرمان خداوندی ہے کہ نیکی اور بھلائی میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ لیکن گناہ اور حد شکنی میں تعاون نہ کرو۔

رائے گرامی

حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی، شیخ الحدیث و مدیر اعلیٰ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ، خان پور ضلع رحیم یار خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى! فقیر نے کتاب ”شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی“ مصنفہ محترم ڈاکٹر میر محمد ربانی صاحب مدظلہ کو اگرچہ مکمل نہیں دیکھا۔ مگر اہم مقامات دیکھے ہیں۔ بحمد اللہ مصنف نے مذہبی خدمت کا فرض اہم طریق پر سرانجام دیا ہے۔ یہ کتاب قابل قدر ہے اور شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کی الزام تراشیوں کا مسکت اور دندان شکن جواب ہے اور اس میں ان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ جس سے مسلمان کے لئے سامان ہدایت ملتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنف کے لئے ذخیرہ آخرت اور مسلمانوں کے لئے سامان ہدایت بنائے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس دورِ فتن میں اس کتاب کو خود بھی پڑھے اور دوسروں تک

پهنچانے كے لئے معاون ثابت هو- والسلام! احقر ابى الرحمن شفلق الرحمن درخواستى؁ مورخه ۸ ربىع

الاؤل ۱۴۰۲ هـ ۱۰

رائے وقیع

حضرت مولانا حافظ ارشاد احمد صاحب دیوبندی ، اسلامی دواخانہ ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان

بسم اللہ حسن الابتداء

ونسئلہ الرضاء فی الانتہاء

ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کثر اللہ سوادہم کا طریق اپنے مخالفین کے بارے میں بڑا نرم اور سنجیدہ رہا ہے اور وہ ہمیشہ اعتدال و میانہ روی کے جو طریق صواب بھی ہے اور طریق سلف بھی ہے پابند رہے ہیں۔ جس شخص میں ننانوے حصے کفر تھا مگر ایک حصہ اسلام کا بھی وہ اپنے پہلو میں رکھتا تھا تو ہمارے اکابرین نے احتیاطاً ان پر کبھی بھی کفر کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا مگر جب مرزا قادیانی نے بتدریج انگریز سامراج کے ایماء پر نبوت کا اعلان کر دیا تو ہمارے اکابرین کے سینہ بے کینہ میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے اور انہوں نے مردانہ وار اس مرتد فرقے کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ اکابرین دیوبند کا یہ جہاد متعدد اقسام پر مشتمل تھا۔ جانی، مالی، تحریری، تقریری وغیرہ وغیرہ۔ الغرض مرزائیت نے بفضل رب ذوالجلال ہر محاذ پر اکابرین سے شکست فاش کھائی۔ یہ کتاب ”شہباز محمدی“ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جسے ہمارے علاقہ کے العلامة الفاضل حضرت مولانا میر محمد ربانی صاحب نے ترتیب دیا ہے۔

ممدوح حضرت الفاضل ایک بڑے وسیع علمی ذوق کے مالک ہیں۔ قدرت نے آپ کے اندر علمی جواہرات کا ایک بڑا خزانہ ودیعت فرما رکھا ہے۔ مذہب، علوم وفنون، ادب، انشاء، شاعری وغیرہ۔ یعنی کوئی وادی ایسی نہیں ہے جس کی بے شمار راہیں مبداء فیاض نے آپ کے دماغ پر نہ کھول دی ہوں۔ غرضیکہ علم وادب سے آپ کا دامن مالا مال ہے۔ آپ بھی حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی طرح بالکل بجا فرما سکتے ہیں کہ: ”جس ہاتھ نے فکر و نظر کی ان دولتوں سے گراں بار کیا۔

اس نے شاید بے سروسامانی کے لحاظ سے تہی دست ہی رکھنا چاہا۔ میری زندگی کا سارا ماتم یہ ہے کہ اس عہد و محل کا آدمی نہ تھا۔ مگر اس کے حوالے کر دیا گیا۔“

(ابوالکلام آزاد)

حضرت العلامة الفاضل مصنف کتاب ہذا نے اپنی یہ کتاب مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ کی تصنیف ”اعجاز احمدی“ کے رد میں لکھی ہے جو علماء طلباء اور عام قارئین حضرات کے ذوق مطالعہ کی تسکین کے لئے پوری تحقیق اور بڑے عجائب و غرائب دلائل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ حضرت

العلامۃ الفاضل نے مرزا قادیانی کی اس کتاب کا رد بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ بلکہ آپ نے نظم کا جواب نظم میں، نثر کا نثر میں، حتیٰ کہ جملے جملے اور لفظ لفظ کے دندان شکن جوابات دے کر پوری امت مرزائیہ کو بے بس اور عاجز کر دیا ہے۔ ایک مفکر کا قول ہے کہ: ”اعتراف عظمت کے لئے بھی باعظمت انسان ہونا ضروری ہے۔“

مگر افسوس کہ اس مخصوص گروہ میں جنہیں یہ پاک و صاف آئینہ دکھایا گیا ہے قلوب میں انابت کی کوئی رمق بھی باقی نہیں ہے۔ ورنہ ان کو اس کتاب کا اعتراف کر کے اپنے باطل مذہب سے بندو بریجنوں کی طرح ”یدخلون فی دین اللہ افواجاً“ مرزائیت ترک کرنے میں کوئی تامل نہ ہو۔ تاہم پھر بھی ناامیدی نہیں ہے۔ اس کتاب کے میدانِ عمل میں آنے سے بفضل الہی دلوں کی سیاہی دور ہونے کے کافی حقائق موجود ہیں۔ اس لئے کہ سورج جب نکل آئے تو لوگوں سے کبھی یہ نہیں کہا جاتا کہ لو جی وہ سورج نکل آیا ہے۔ بلکہ ہر شخص اسے خود بخود دیکھ لیتا ہے اور کسی شخص کو اس کے وجود سے انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی اور تو اور آنکھوں کی بینائی سے محروم لوگ بھی اگرچہ اسے دیکھ نہیں سکتے۔ مگر اس کی حرارت کو محسوس کر کے اس کے وجود سے منکر نہیں ہوتے۔ ہاں! اگر صرف ایک روایتی جانور یا پرندہ یا آپ اس کو جس سے بھی موسوم کریں سورج سے انکار کر دے تو یہ سورج کا قصور نہیں ہے۔

گر نہ بیند بروز شبیرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بلکہ ”آفتاب آمد، دلیل آفتاب“ سورج اپنے وجود کے لئے خود ایک بڑی دلیل ہے۔

احقر راقم عفا اللہ عنہ نے حضرت مولانا ممدوح مدظلہ کی اس کتاب کا مکمل مطالعہ کیا ہے۔ میں اس کتاب کی نشر و اشاعت کو پاکستان اور ان ممالک کے لئے جہاں جہاں یہ فرقہ ارتداد پھیلا رہا ہو

بہت ہی اہم یقین کرتا ہوں۔ بلکہ اس کتاب کی گھر گھر میں موجودگی کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کتاب ہذا کو اس کی محنت کا اجر عظیم عطاء فرمائے اور مسلمان بھائیوں سے استدعاء کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو بہت زیادہ باتھوں تک پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب مرزائیت زدہ معاشرہ کے لئے ایک مذہبی تریاق کا کام دے گی۔

”وما علینا الا البلاغ“ حافظ ارشاد احمد دیوبندی عفا اللہ عنہ

رائے گرامی

فاضل اجل حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب اعوان، مراد پور (تعلقہ رکن
پور ضلع رحیم یار خان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء سيدنا ومولانا
محمد وعلى اله واصحابه اجمعين . اما بعد!

بندہ نے کتاب ”شہباز محمدی بجواب اعجاز احمدی“ کے اکثر مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ میں اس
لائق نہیں ہوں کہ اس کتاب پر جسے میرے محسن استاذ المکرم حضرت علامہ مولانا حکیم میر
محمد ربانی مدظلہ العالی نے تالیف و تصنیف فرمایا ہے۔ اس پر اپنی ادنیٰ رائے کا اظہار کروں۔ ایک
شاگرد کی حیثیت سے ”چہ نسبت خاک را بعالم پاک“۔ اس مقام پر اس وقت ہمارے آقا مربی و شفیع
استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ یا حضرت علامہ مولانا
سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ یا حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ ہوتے تو اس قدر محنت
کی داد اور دعا دیتے۔

قدر زر، زرگر بد اند، قدر جوہر جوہری

ایک بار حضرت بنوریؒ حرم پاک مدینہ منورہ میں تھے۔ اچانک آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی۔
فرمایا وہ ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ بندہ نے عرض کی کہ یہ میرے استاذ محترم مولانا حبیب اللہ صاحب
گانوئیؒ ہیں۔ آپ نے گلے سے لگایا۔ معانقہ فرمایا۔ تھوڑی دیر محو گفتگو ہوئے۔ پھر بازار سے چند
تحائف خرید کر بندہ کو دیئے کہ مولانا کی خدمت میں پہنچا دو۔ بندہ نے تعمیل ارشاد کی۔ میری
گزارش یہ ہے کہ داد دینے والے اکثر بزرگ عالم بقاء کو تشریف لے گئے ہیں۔ پھر بھی علمائے حقہ کی

کمی نہیں ہے۔ مصنف نے ہر طریقہ سے نظم، نثر اور عربی، اردو، فارسی، ہر زبان میں دندان شکن اور مسکت جوابات سے باطل کو شکست فاش دی ہے۔

ہر مسلم ہمدرد کا فرض ہے کہ اس کی اشاعت میں تعاون کرے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو عالم اسلام کے لئے مفید اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین!

احقر العباد : حکیم محمد عبداللہ اعوان ، فاضل عربی ، فاضل السنہ شرقیہ

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلي على رسوله الكريم . رب يسر ولا تعسر وتمم بالخير . ربنا لا
تزعج قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة . انك انت الوهاب

تالیف کتاب کے اسباب

سبب اوّل

یہ ہے کہ چند ایام ہوتے ہیں کہ میں حسن اتفاق سے قصبہ ظاہر پیر، ضلع رحیم یار خان کے مشہور مدرسہ عربیہ احیاء العلوم کے اندر اوقات فرصت بسر کرنے کے لئے چلا گیا۔ اساتذہ مدرسہ سے ملاقات ہوئی اور کچھ قدر گفتگو کے بعد خیال پیدا ہوا کہ مدرسہ کی لائبریری سے کوئی کتاب حاصل کر کے ضیافت طبع کا سامان مہیا کیا جائے۔ اس پر میں نے کتب خانہ کا دروازہ کھلویا اور کمرہ کے اندر آ گیا اور حسب منشاء کتاب کی تلاش شروع کردی۔ ایک الماری میں چند مرزائی کتب بھی موجود تھیں۔ ان پر طائرانہ نظر ڈالنے سے مشہور مرزائی کتاب ”اعجاز احمدی“ میرے سامنے آگئی۔ میں نے اسے اٹھا لیا اور اس کو کھول کر دیکھنے لگا۔ اچانک میری اس کے ”قصیدہ اعجازیہ“ کے درج ذیل دو شعروں پر آنکھ ٹھہر گئی۔

تعالوا جميعا وانحتوا اقلامكم واملوا كمثلي او ذروني وخبروا

تم سب آجاؤ اور قلمیں تیار کرو اور میری مانند لکھو یا مجھے چھوڑ دو اور اختیار دے دو۔ اور پھر متکبرانہ انداز کے اندر اپنے مخاطبین کو نجاست و غلاظت قرار دیتے ہوئے کہا کہ:

واعطيت آيات فلا تقبلونها فلا تلطخوا ارضي وبالموت طهروا

میں نے نشانات دیئے اور تم ان کو قبول نہیں کرتے۔ پس میری زمین کو نجاست سے آلودہ مت کرو اور اپنے مرنے سے اس کو پاک کرو۔

(اعجاز احمدی ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۸)

گویا کہ مرزا قادیانی نے ان دونوں اشعار کی وساطت سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور سید پیر مہر علی شاہ صاحب وغیرہ کو جواباً اسی نوعیت کے قصیدہ لکھنے کی دعوت دی اور کہا کہ اگر مولوی صاحب مذکور بمعہ اپنے یاران طریقت کے ایسا قصیدہ لکھ کر شائع نہیں کرے گا تو اس پر موت آئے گی اور مرزا قادیانی کی زندگی میں مرے گا۔ لیکن مرزائی بددعا کے برعکس اور مرزائی دعوت کے

برخلاف مرزا قادیانی کے دونوں کٹر مخالفین نے نہ کوئی جوابی قصیدہ لکھا اور نہ موت کا شکار ہوئے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی بوجہ دجال ہونے کے اپنی بددعا کا خود شکار ہو گیا اور اس بددعا کے چھ سال بعد کاذب ہلاک ہو گیا۔ کیونکہ یہ قصیدہ ۱۹۰۲ء کو تحریر ہوا اور مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء کو ہلاک ہوا اور پھر طرفہ تربات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے چار بڑے مخالفین مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور پھر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور علی حائری شیعہ لاہوری عرصہ دراز تک بخیر و عافیت زندہ رہے۔ ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی خود ہی ارض خدا پر ایک قرار یافتہ نجاست تھا اور زمین لاہور کے اندر جو پاکستان بننے والی تھی ہلاک ہوا۔ لیکن اس ارض پاک نے اس ناپاک لاش کو قبول نہ کیا اور اس کو ہندوستان کی طرف دھکیل دیا اور وہ لاش اپنے آبائی قصبہ قادیان میں مدفون ہوئی اور ”شُدَّ فِي النَّارِ“ ۱۳۲۶ء میں گئی اور مرزا غلام احمد ۱۳۲۷ء سے لپٹ گئی اور مفہوم یہ رہا کہ مرزا غلام احمد مر کر آگ میں گر گیا۔ جیسا کہ اعداد ابطور ذیل ہے۔ (مرزا غلام احمد) ۱۳۲۷ ”شُدَّ فِي النَّارِ“ ۱۳۲۷ء یعنی مرزا غلام احمد آگ میں گر گیا۔ چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے مندرجہ بالا دونوں اشعار میں مولوی ثناء اللہ وغیرہ کی معیت میں دیگر اہل علم فضل کو بھی جواب لکھنے کی دعوت دی ہے۔ اس لئے مجھ پر بھی جب کہ میں بھی عربیت سے قدرے شغف رکھتا ہوں۔ یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حسب استطاعت اس کا موزوں و مناسب جواب لکھ کر شائع کروں تا کہ جواب خشت بمشت یا جواب خشت بسنگ ثابت ہو اور پھر مجھ کو بھی سخت و کرخت جواب لکھنے کی بھی اجازت رہے گی۔ کیونکہ مرزائی شعر اول کے فقرہ ”و املوا کمثلی“ کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:

مفہوم اول : یہ کہ تم میری مانند ایسی کتاب لکھو جس میں میرے اردو مضمون کی تردید اردو مضمون میں اور عربی قصیدہ کا جواب عربی قصیدہ میں ہو۔

مفہوم دوم: یہ ہے کہ جس طرح میں نے اپنی کتاب کے اندر اپنے مخالفین و معاندین کو سب و شتم اور گالی گلوچ کا نشانہ بنایا ہے۔ اسی طرح تم بھی مجھے اپنی گالی گلوچ اور سب و شتم اور غیر مہذب الفاظ سے موسوم و مخاطب کر سکتے ہو۔ گویا کہ ہمیں مرزا قادیانی کی جانب سے اجازت مل چکی ہے کہ ہم بھی مرزائی گالیوں کا جواب گالیوں میں اور بکواس کا جواب بکواس سے پیش کریں۔ اس پر فریق ثانی کو ناراض ہونے اور برا منانے کا حق و جواز نہیں ہو گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین و مخاصمین کو زمین پر چلنے پھرنے والی نجاست و نحوست قرار دے کر کہا ہے : ”فلا تلطخوا

ارضی ”تم میری زمین کو پلید نہ کرو۔ اس پر ہم بھی اس کو اعداداً ”نجس فی الارض“ بمعنی زمین کا ایک پلید و نجس آدمی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ (غلام احمد قادیانی) / ۱۱۲۳، اور ”نجس ارض / ۱۱۲۴“ کے اعداد حروف یکساں ہیں۔ جو صحیح طور پر ۱۱۲۴ بنتے ہیں: جس سے وہ ارضِ خدا پر ایک پلید آدمی قرار پاتا ہے۔ کیونکہ وہ انگریزوں کے ناپاک نظام حکومت کا داعی رہا۔

قلت جواباً لشعریہ المذکورین

اتیناکم باقلام نحنا فنملی مثلکم او بالفضال

۱..... ہم اپنی قلمیں تیار کر کے تمہارے پاس آگئے۔ پس ہم تمہاری مثل یا تم سے بڑھ کر لکھیں گے۔

فنهجوکم کما انتم هجوتم ونهديکم نعالاً بالنعال

۲..... پس ہم تمہاری شکایت کریں گے۔ جیسا کہ تم نے ہماری شکایت کی ہے اور ہم تم کو جوتوں کا ہدیہ جوتوں سے دیں گے۔

وان تأتوا کاشراف الینا نعاملکم نوالاً بالنوال

۳..... اور اگر تم شریفوں کی مانند ہمارے پاس آؤ گے تو ہم تمہارے ساتھ شرافت کا معاملہ شرافت سے کریں گے۔

وان تأتوا کاجلاف علینا نکایلکم کیالاً بالکیال

۴..... اور اگر تم کمینوں کی مانند ہم پر چڑھائی کرو گے تو ہم بھی بھرتی کے عوض میں برابر کی بھرتی

پیش کریں گے۔

وعند الله انتم مثل قدر وئُمحی کل قدر بالکمال

۵..... اور تم خدا تعالیٰ کے نزدیک نجاست کی مانند ہو اور ہر نجاست کو پوری طرح مٹا دیا جاتا ہے۔

ولما کنتم قدراً بارض محاکم رب ارض بالعجال

۶..... اور جب تم زمین کے اندر نجاست تھے تو زمین کے مالک نے تم کو جلدی سے مٹا دیا۔

حسین مع ثناء الله کانا طهورین تحیا بالجلال

۷..... مولوی محمد حسین بمعہ ثناء الله کے دونوں آدمی پاکیزہ تھے جو شان و عظمت سے زندہ رہے۔

کذا مہر علی عند رب طہور ثم عال ثم جال

۸..... اسی طرح خدا کے نزدیک مہر علی شاہ، ایک پاکیزہ پھر بالاتر پھر روشن آدمی تھا۔

۱۶

کذا ایضاً علی حائری

۹..... نیز اسی طرح علی حائری اس کے بع

یحیی بعد هذا ظفر دین

۱۰..... اس کے بعد ظفر الدین اور علی روحی

مضی قدر بقی فینا طہار

۱۱..... نجاست چل بسی اور پاکیزہ لوگ ہ

فیصلہ ہے -

الم انتم تکونوا مثل قدر

۱۲..... کیا تم نجاست کی طرح نہیں ہو

ومنا قد محیتم مثل قدر

۱۳..... تم نجاست کی طرح ہم سے مٹائے گ

ومن ارض محاکم رب ارض

۱۴..... اور زمین کے مالک نے تم کو زمین

وابقی بعدکم اطہار قوم

۱۵..... اور اس نے تمہارے بعد قوم کے

غواة انتم جئتم بغی

۱۶..... تم گمراہ لوگ ہو اور گمراہی کو لائے

اتاکم ذا غداء من فرنج

۱۷..... تم کو یہی غذا فرنگیوں سے ملی ہے -

ومنکم قد اتانا ذا کتاب

۱۸..... اور تمہاری طرف سے یہی کتاب ہ

رأیناہ یؤذی مثل صل

۱۹..... ہم نے اسی کتاب کو دیکھ لیا ہے ک

بن کر ایذاء دیتی ہے۔

رأیناہ یؤذینا کصل

کذا ایضاً علی حائری تحیی بعد هذا بین ال

• ۹..... نیز اسی طرح علی حائری اس کے بعد اپنی اولاد میں زندہ رہا۔

تحیی بعد هذا ظفر دین وروحی علی فی معال

• ۱۰..... اس کے بعد ظفر الدین اور علی روحی اپنی اپنی عیال گاہ میں زندہ رہے۔

مضی قدر بقی فینا طہار وهذا فصل ربّ بالعدل

• ۱۱..... نجاست چلی گئی اور پاکیزہ لوگ ہمارے اندر باقی رہے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کا با انصاف

فیصلہ ہے۔

ألم انتم تکنونوا مثل قدر نعم کنتم کقدر فی الاصل

• ۱۲..... کیا تم نجاست کی طرح نہیں ہو۔ ہاں! تم دراصل نجاست کی طرح ہو۔

ومنا قد محیتم مثل قدر وفی لاهور متم بالشمال

• ۱۳..... تم نجاست کی طرح ہم سے مٹائے گئے اور تم لاہور کے اندر دردِ شکم (بیضہ) سے ہلاک

ہو گئے۔

ومن ارض محاکم ربّ ارض والقاکم بہند ذی نکال

• ۱۴..... اور زمین کے مالک نے تم کو زمین سے مٹا دیا اور تم کو باطل ہندوستان کے اندر پھینک

دیا۔

وابقی بعدکم اطہار قوم الی السنوات اذوات الطوال

• ۱۵ اور اس نے تمہارے بعد قوم کے پاکیزہ لوگوں کو کئی طویل سالوں تک باقی رکھا۔

غواة انتم جئتم بھدی وأغذیتم بغی والضلال

• ۱۶ تم گمراہ لوگ ہو اور گمراہی کو لائے ہو اور تم کو گمراہی و ضلالت کی غذا دی گئی ہے۔

اتا کم ذا غداء من فرنج فھم آباء کم انتم کال

• ۱۷ تم کو یہی غذا فرنگیوں سے ملی ہے۔ پس وہ لوگ تمہارے آبا و اجداد ہیں اور تم ان کی اولاد ہو۔

ومنکم قد اتانا ذا کتاب ویؤذی ختم نبأ ذا کمال

• ۱۸ اور تمہاری طرف سے یہی کتاب ہمارے پاس آئی ہے۔ جو کامل ختم نبوت کو ایذا دیتی ہے۔

رأیناہ ویؤذی مثل صلّ ویؤذی ختم نبأ کالضلال

• ۱۹ ہم نے اسی کتاب کو دیکھ لیا ہے کہ وہ سانپ کی طرح موذی ہے اور ختم نبوت کو سانپ بن کر ایذا دیتی ہے۔

رأیناہ ویؤذینا کصلّ ویؤذینا باسباب لقال

۲۰..... ہم نے اسی کتاب کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیں سانپ کی طرح ستاتی ہے اور بھاری گالیوں سے ہم کو دکھاتی ہے۔

كشجرا انت مغروس لكفر وكفر فوقكم مثل الضلال

۲۱..... تو ایک درخت کی مانند کفر کا کاشت کیا ہوا پودا ہے اور کفر تمہارے اوپر سایہ کی مانند تنا ہوا ہے۔

واعنى انت مغروس نبياً من الفرنج كذوب ذى دجال

۲۲..... میرا مطلب یہ ہے کہ تو کاذب و مکار یورپ کی طرف سے بطور نبی کے بویا گیا ہے۔

فالفرنج لكم اباء بطل وانتم مثل اولاد البطل

۲۳..... پس اہل یورپ تمہارے باطل باپ ہیں اور تم باطل اولاد ہو۔

مضى من بيننا نجس ارض وفينا قد بقى مهر مُعال

۲۴..... ہمارے درمیان سے زمین کا پلید آدمی نکل گیا اور ہمارے اندر اونچا مہر علی باقی رہا۔

فبقى فينا ثناء الله ايضاً الى السنوات فى أهل وال

۲۵..... اور مولوی ثناء اللہ بھی ہمارے اندر سالہا اپنے اہل و عیال میں باقی رہا۔

تالیف کتاب کا دوسرا سبب

یہ ہے کہ میں نے متعدد مشہور و نامور مرزائی علماء و فضلاء کے ساتھ اختلافی مسائل و عقائد پر خط و کتابت کی ہے۔ جس پر وہ لاجواب و ساکت ہو کر سلسلہ کو ختم کر کے بیٹھ گئے اور میرے بار بار

بلانے پر بھی وہ مرد میدان بن کر سامنے نہ آئے اور نہ اس بارے میں کوئی معقول عذر پیش کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں میرے مخاطبین میں سے مسٹر جلال الدین شمس قادیانی مبلغ ممالک عربیہ اور مولوی ابوالعطاء جالندھری قادیانی مدیر ماہنامہ ”الفرقان“ ربوہ اور قاضی محمد نذیر لائل پوری قادیانی اور شیخ مبارک احمد قادیانی مدیر تالیفات ربوہ اور روشن دین تنویر قادیانی مدیر روز نامہ الفضل ربوہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

چونکہ اس خط و کتابت کے بیشتر خطوط بے حد اہمیت کے متحمل تھے اور ان کی نشر و اشاعت دینی اعتبار سے قابل قدر اور وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔ اس لئے میری دلی تمنا تھی کہ کسی نہ کسی طرح یہ خطوط زیور اشاعت سے آراستہ ہو جائیں اور دینی ذوق رکھنے والے حضرات ان سے استفادہ کرسکیں۔ چنانچہ میں انشاء اللہ تعالیٰ موقع بموقع ان خطوط کو اپنی اس کتاب میں درج کر کے ناظرین حضرات کے لئے ایک دینی خدمت بجالاؤں گا اور پھر یہی خطوط میری جوابی

۱۸

کتاب کا ایک اہم حصہ قرار پائیں گے۔ بہر حال لئے آمادہ کیا ہے اور میں نے بفضل خدا اسی...

السعی منی وا...

میری کتاب کی وجہ تسمیہ

میں نے مرزا قادیانی کی کتاب ”ا... کو اپنے مخالفین پر گرنے والا باز کہا ہے اور مخالفی...

وانی انا البازی المطل علی العدا...

اور میں وہ باز ہوں جو دشمنوں پر ج...

چونکہ ایک باز کا مقابلہ صرف شہباز کا نام ”شہباز محمدی“ تجویز کیا ہے۔ تاکہ ایک اور پھر میں نے مرزا قادیانی کے شعر بالا کا جواب

کتابی مثل شہباز مُطَلّ

۲۶..... میری کتاب شہباز کی مانند ایسے مضل

کتاب المضل یوزی مثل غول

۲۷..... مضل کی کتاب بغلوں کے گھر کے

وانی صرت شہباز لغول

۲۸..... اور میں ایک کھوٹے اور گمراہ شیطان...

کتاب شہباز محمدی کی عظمت و رفعت

میں مورخہ یکم شوال المکرم ۱۴۰۴... صاحب لدھیانوی مدیر ماہنامہ بینات کراچی ان کے آگے رکھا اور عرض کی کہ اسی کتاب کو رائے کو قلم بندی میں لائیں اور اس کے مضامی... میں خود بھی ان کے مکان پر ان کا مہمان رہا حوالہ کی اور میں کھانا کھا کر سو گیا اور انہوں نے

کتاب کا ایک اہم حصہ قرار پائیں گے۔ بہر حال ان خطوط کی اشاعت نے مجھ کو تالیف کتاب کے لئے آمادہ کیا ہے اور میں نے بفضل خدا اسی اہم دینی کام کو رواں کر دیا ہے۔ السعی منی والایتمام من اللہ تعالیٰ!

میری کتاب کی وجہ تسمیہ

میں نے مرزا قادیانی کی کتاب ”اعجاز احمدی“ کے اندر دیکھا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اپنے مخالفین پر گرنے والا باز کہا ہے اور مخالفین کو شکار باز گردانا ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ہے :-

وانی انا البازی المطل علی العدا وانی معان من معین بکترو

اور میں وہ باز ہوں جو دشمنوں پر جا پڑتا ہے اور میں خدا تعالیٰ سے مدد دیا گیا ہوں۔

(اعجاز احمدی ص ۸۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۸)

چونکہ ایک باز کا مقابلہ صرف شہباز ہی کر سکتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنی جوابی کتاب کا نام ”شہباز محمدی“ تجویز کیا ہے۔ تا کہ ایک باز کو ایک شہباز کی وساطت سے شکست دی جاسکے اور پھر میں نے مرزا قادیانی کے شعر بالا کا جواب اپنے تین درج ذیل اشعار سے دیا ہے۔

کتابی مثل شہباز مُطَلّ علی مغل منخل فی المغل

۲۶..... میری کتاب شہباز کی مانند ایسے مغل پر گرتی ہے جو غول گاہ کے اندر ایک کھوٹا آدمی ہے۔

کتاب المغل یوذی مثل غول ختام النبأ فی دار المغل

۲۷..... مغل کی کتاب مغلوں کے گھر کے اندر غول کی مانند۔ ختم نبوت کو دکھ دیتی ہے۔

وانی صرٹ شہباز لغول مزل ذوالغواء والضلال

۲۸..... اور میں ایک کھوٹے اور گمراہ شیطان کے لئے شہباز بن گیا ہوں۔

کتاب شہباز محمدی کی عظمت و رفعت

میں مورخہ یکم شوال المکرم ۱۴۰۴ھ کو کسی تقریب سعید کے سلسلہ میں مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ مدیر ماہنامہ بینات کراچی کے ہاں پہنچا اور اپنی اسی کتاب کو تصحیح وتنقیح کے لئے ان کے آگے رکھا اور عرض کی کہ اسی کتاب کو اپنی نظر اشرف سے سرفراز فرما کر اس پر اپنی تصدیقی رائے کو قلم بندی میں لائیں اور اس کے مضامین کی صحت وسقامت سے متعلق بھی آگاہی بخشیں اور میں خود بھی ان کے مکان پر ان کا مہمان رہا اور میں نے اپنی یہی کتاب بعد نماز مغرب ان کے حوالہ کی اور میں کھانا کھا کر سو گیا اور انہوں نے نماز صبح سے قبل مجھے بیدار کیا اور کتاب مذکور واپس کر

کے فرمایا کہ یہ کتاب ایسی مدلل اور مبنی بر حقیقت ہے کہ اس نے مجھے ساری رات بیدار رکھا اور میں اس کا قاری بنا رہا اور اپنی نیند سے بے نیاز ہو کر اسی کا نیازمند بنا رہا۔ انہوں نے مجھے اس محنت پر پانچ سو روپے نقد بطور انعام کے عنایت کئے اور میں نے اس رقم کو عطیہ ایزدی سمجھ کر قبول کر لیا اور اپنی طرف سے ان کو شکریہ پیش کیا۔ کیونکہ ”ان اللہ یرزق من یشاء ویہدی من یشاء“

میرے اعدادی استدلالات

میں نے اپنی جوابی کتاب کے اندر بعض مقامات پر اعداد حروف کو بطور الزامی استدلالات کے استعمال کر کے تردید مرزائیت کی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی بھی اپنی صداقت کو بھی اعداد حروف کے بل بوتے پر استوار کیا ہے اور اپنے نام ”غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰“ کے تیرہ صد اعداد نکال کر اسی بات کو اپنا ایک نشان قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے زمانہ کو میرے نام کے اندر چھپا کر مجھے اطلاع دے دی ہے۔ جب کہ میں نے ۱۲۹۰ھ میں اپنے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

جاننا چاہئے کہ میں نے بھی اپنی کتاب کے اندر اسی طور و طریق کے اعدادی استدلالات استعمال کئے ہیں اور اس کو کاذب و دجال اور غدار الدین وغیرہ ثابت کیا ہے۔ بنا بریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر حروف تہجی کے اعداد اور مرزا قادیانی کے نام و اجزائے نام کے اعداد درج کر دیئے جائیں تاکہ فریقین کے اعدادی استدلالات کو سمجھنے کے لئے کسی قسم کی دقت و مشقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۱۔ ب۔ ج۔ د۔ ہ۔ و۔ ز۔ ح۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ س۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ۱۔ ۲۔
 ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۲۰۔ ۳۰۔ ۴۰۔ ۵۰۔ ۶۰۔ ۷۰۔ ۸۰۔ ۹۰۔ ۱۰۰۔ ۲۰۰۔ ش۔ ت۔ ث۔ خ۔ ذ۔ ض۔
 ظ۔ غ۔ ۳۰۰۔ ۴۰۰۔ ۵۰۰۔ ۶۰۰۔ ۷۰۰۔ ۸۰۰۔ ۹۰۰۔ ۱۰۰۰۔

مرزا قادیانی کے نام واجزائے نام کے اعداد

مرزا غلام احمد قادیانی..... غلام احمد قادیانی..... مرزا غلام احمد..... غلام احمد ۱۵۴۸

۱۳۰۰ ۱۳۷۲ ۱۱۲۴

مرزا..... میرزا..... غلام قادیان..... غلام قادیانی..... قادیان..... قادیانی ۲۴۸ ۲۶۱

۱۲۳۷ ۱۲۴۷ ۱۶۶ ۱۷۶

مرزائی اعجاز کی حقیقت کے خلاف چھ وجوہات

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس نے کتاب ”اعجاز احمدی“ کا اردو مضمون اور عربی قصیدہ اور اشتہار انعام اور مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی کے باہمی مباحثہ پر ریویو صرف پانچ ایام میں لکھا ہے۔ گویا کہ یہی سالم کتاب جو ایک سو گیارہ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے شروع ہو کر ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو پانچ ایام کے اندر ختم کر لی گئی ہے اور اگر یہی بات ہے اور اس کا مؤلف ایک صاحب اعجاز آدمی بن سکتا ہے۔ تو واقعات اس کے خلاف شہادت مہیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ چند وجوہات بطور ذیل ہیں۔

اولاً..... یہ کہ مرزا قادیانی نے یہ کتاب ۱۵ نومبر ۱۹۰۵ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے تین دن کے اندر چھپوا کر شائع کر دی۔ گویا کہ قادیان کے اسی مطبع نے سالم کتاب مذکور کو تین ایام کے اندر اپنے کاتب سے لکھوا کر چھپوا کر دی۔ یعنی کتاب مذکور کا سالم مضمون مرزا قادیانی نے پانچ ایام میں تالیف کر لیا اور مطبع مذکور نے کتاب کے سالم مضمون کو صرف تین ایام میں لکھوا کر چھاپ لیا۔ لہذا مرزائی مطبع خود مرزا قادیانی سے دو قدم آگے نکل گیا اور اس کو عبرتناک ہزیمت میں گرا کر دم لیا۔ ان حالات کے پیش نظر معجزہ قائم کرنے کا دعویٰ مطبع ضیاء الاسلام ہی کر سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نہیں کر سکتا اور مسیح موعود بھی مطبع قادیان ہی بن سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نہیں بن سکتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ نہ مرزا قادیانی نے یہ کتاب پانچ ایام میں لکھی ہے اور نہ اس کے مطبع نے تین دن کے اندر سالم کتاب لکھوا کر چھاپی ہے۔ بلکہ کتاب مذکور کی تالیف و ترتیب پر مؤلف کتاب نے کافی مدت صرف کی ہے اور اس کی طباعت و اشاعت پر بھی ایک طویل عرصہ صرف ہوا ہے۔ لیکن از راہ خیانت کافی مدت کو قلیل مدت میں اور طویل عرصہ کو قلیل عرصہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

ثانیاً..... یہ کہ اس کتاب کا اکثر حصہ پہلے سے لکھا ہوا مرزا قادیانی کے پاس موجود تھا اور اس کو اس حصہ کے شائع کرنے کا موزوں و مناسب موقعہ میسر نہ تھا اور وہ اس کی تلاش میں مضطرب تھا کہ اتفاق سے اس کو مباحثہ مد کا موقعہ مل گیا۔ جس پر اس نے پیشتر لکھے ہوئے حصہ کو واقعات مد سے پیوستہ کر کے شائع کر دیا۔

وجہ یہ ہے کہ اسی مناظرہ مد میں صرف مولانا ثناء اللہ صاحب موجود تھے۔ باقی زیر تنقید علماء و فضلاء از قسم سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، علی حائری صاحب، مولوی اصغر علی روحی اور قاضی ظفر الدین صاحب اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب حاضرین مباحثہ میں سے نہیں تھے۔ بلکہ یہ

لوگ دوران مناظرہ اپنے اپنے گھروں میں تھے۔ ان سے متعلقہ عربی اشعار پہلے سے تیار شدہ اس کے پاس مہیا تھے۔ جن کو اس نے شامل قصیدہ کر لیا۔ ورنہ اس کو قطعاً یہ جواز نہ تھا کہ وہ غیر متعلق اشخاص کو زیر تنقید لا کر قصیدہ کے اندر لاتا اور ان کو اپنی سب و شتم کا نشانہ بناتا۔

ثالثاً..... یہ کہ زیر جواب کتاب کے متعلق دس ہزاری اشتہار سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب و دیگر مخاطبین کو کتاب مذکورہ میعاد مقررہ کے اندر پہنچادی گئی تھی ایسا قطعاً نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی طرف سے بروقت کتاب پہنچانے میں بالضرور تخلف واقع ہو گیا اور مخاطبین پابند جواب نہ رہے۔

رابعاً..... یہ کہ کتاب مذکور کی تردید میں جوابی کتاب کو پانچ ایام میں لکھنے کا مطالبہ خلاف قرآن ہے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کو معجزہ سمجھ کر مثیل قرآن قرار دے دیا اور پھر اس کی مثال لانے کا مطالبہ کر دیا تو اس پر لازم تھا کہ وہ اپنے مطالبہ کو غیر محدود اور بلا میعاد چھوڑتا۔ کیونکہ قرآن عزیز نے اپنی مثال لانے والے پر پانچ ایام یا پانچ ماہ یا پانچ سال کی کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ بلکہ ان کو آزادی دے کر کہا ہے کہ میری مثال لانے والے جب چاہیں میری مثال لا کر میرا مطالبہ پورا کریں اور مرد میدان بن کر میری تغلیط و تردید میں اپنا زور اور بلاغت فصاحت دکھائیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے پہلے پہل مکمل قرآن کی مثال لانے کو کہا جیسا کہ بطور ذیل ہے۔

”قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضهم لبعض ظہیراً (بنی اسرائیل: ۸۸)“ ﴿کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان و جنات اس قرآن کی مثال لانے پر جمع ہو جائیں تو اس کی مثال نہیں لا سکیں گے۔ اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔﴾

جب مخالفین قرآن نے ایک مدت تک یہی مطالبہ قرآن پورا نہ کیا تو قرآن حکیم نے اپنے مطالبہ میں تخفیف کر کے کہا: ”ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ

ان کنتم صادقین (یونس: ۱۴) ﴿کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قرآن کو خود بنایا ہے کہہ دیجئے کہ تم اس جیسی خود بنائی ہوئی دس سورتیں لاؤ اور خدا تعالیٰ کے بغیر جس کو بلا سکتے ہو بلا لاؤ۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔﴾

لیکن جب دوسری مدت تک بھی یہ مطالبہ لاجواب رہا تو پھر قرآن عزیز نے اپنے مطالبہ میں مزید کمی کر دی اور فرمایا: ”وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من

مثلاً وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین (بقرہ: ۲۳) ”اگر تم لوگ اس کتاب پر شک و شبہ رکھتے ہو جو ہم نے اپنے عبد کو دی ہے تو تم اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور خدا تعالیٰ کے بغیر اپنے حاضر فضلاء کو بھی بلا لاؤ۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔“

چنانچہ مخالفین قرآن نے قرآن مجید کا یہ خفیف اور ہلکا سا مطالبہ بھی پورا نہ کر سکے جس پر قرآن حکیم لاجواب رہا اور اس کا معجزہ ہونا ثابت ہو گیا۔ ان حالات میں اگر مرزا قادیانی عامل قرآن اور عالم قرآن تھا۔ جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے تو وہ بھی قرآن کی اتباع میں اپنے مطالبہ کو تین اقساط میں تقسیم کر کے پہلے پہل مکمل کتاب کی مثال لانے کو کہتا۔ اگر اس کے مخاطبین و معاندین اس سے عاجز و ناتواں رہتے تو پھر ان کو نصف کتاب کی مثال لانے کی فرمائش کرتا۔ اگر وہ اس سے بھی قاصر رہتے تو پھر ان کو تہائی کتاب کی مثال لانے کو کہا جاتا۔ اگر وہ اب بھی ناکام و نامراد رہتے تو پھر یہ کتاب ایک اعجازی کتاب بن جاتی اور مرزا قادیانی صاحب اعجاز قرار پاتا۔ لیکن اس نے اس لطیف تجویز سے انحراف کر کے اپنے کو تارک قرآن ثابت کر دیا۔ ”آنکہ خود گم ست کرا رہی کند“ والا معاملہ ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی اس کتاب کے اندر مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو متعدد بار تارک قرآن کا خطاب دیا ہے۔ لیکن دراصل خود یہی شخص تارک قرآن اور محرف عن القرآن ہے۔

خامساً..... یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کے اندر اسلامی جہاد بالسیف سے انکار کر کے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ:

۱..... ”یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ

کے خیال کو دلوں سے مٹا دیا جاوے اور ایسے خون ریز مہدی اور خون ریز مسیح سے انکار کیا جائے۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۲)

مضی وقت ضرب المرهفات ودفوها وانا بیرھان من اللہ ننحر

۲..... تلواروں کے چلانے کا وقت گذر گیا اور ہم خدا کی برہان سے منکروں کو ذبح کرتے

ہیں۔

(اعجاز احمدی ص ۷۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۶)

چنانچہ جب حوالہ جات بالا کے پیش نظر جہاد اسلام حرام و قبیح ہو کر قابل عمل نہیں رہا تو پھر مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے اندر جہاد سیفی سے متعلقہ الفاظ کو اپنے اوپر اور اپنے قصیدہ کے اوپر کیوں استعمال کیا ہے؟ حالانکہ حرام شدہ چیز کے تمام متعلقات بھی حرام و ممنوع قرار پاتے ہیں

:۲۳

اور قابل استعمال نہیں رہتے۔ چنانچہ جب بذریعہ قرآن مجید شراب کی حرمت آگئی تو مسلمانوں نے مٹکوں اور بوتلوں وغیرہ میں موجود شراب کو زمین پر گرا دیا اور شراب کی بھٹیاں توڑ پھوڑ دیں اور شراب کے مٹکوں اور بوتلوں کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ لیکن مرزا قادیانی نے جہاد سیفی کو حرام و قبیح کہہ کر جہاد سے متعلقہ الفاظ از قسم سیف بمعنی تلوار اور رمی (بمعنی تیر چلانا) کو اپنے قصیدہ کے اندر بار بار استعمال کیا ہے اور فخریہ طور پر اپنے آپ کو سیاف (تلوار چلانے والا) اور رامی (تیر پھینکنے والا) قرار دیا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل لکھا ہے۔

وجئناک یا صید الردی بھدیۃ ونھدی الیک المرففات ونعقر

اور اے وبال کے شکار (ثناء اللہ) ہم تیرے پاس ایک ہدیہ لے کر آئے ہیں اور ہم تیز تلواروں کا یعنی لاجواب قصیدہ کا تجھے ہدیہ دیتے ہیں۔

(اعجاز احمدی ص ۸۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۷)

علونا بسیف اللہ خصماً ابا الوفا فنملی ثناء اللہ شکراً ونسطو

ہم نے اپنے دشمن ابوالوفا کو خدا کی تلوار (قصیدہ) سے مار لیا۔ پس ہم خدا کی تعریف از روئے شکر کے لکھتے ہیں۔

(اعجاز احمدی ص ۸۷، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۰)

الست تری یرمی القنا من عند کم جھول ولا یدری العلوم وأکفر

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ شخص تم پر نیزے چلا رہا ہے۔ جو تمہارے نزدیک بے علم اور کافر ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۸۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۸)

جاننا چاہئے کہ حالات کے پیش نظر صاف طور پر عیاں ہے کہ جہاد سیفی کو حرام و قبیح کہنے والا مرزا قادیانی جہاد سے متعلقہ الفاظ کو قطعاً استعمال نہیں کر سکتا۔ ورنہ اس کو حرام خور یا مردار کھانے والا کہا جائے گا۔ حالانکہ اس کو چاہئے تھا کہ وہ حرام و ممنوع چیز کے اپنانے سے کوسوں دور بھاگتا اور اپنے مفہوم و مطلب کو دیگر جائز الفاظ کی وساطت سے بیان کرتا۔ جب کہ اس کا بیان کردہ مقصد بطور ذیل اور بطریق احسن بیان ہو سکتا ہے تو اس نے حرام خوری اور مردار خوارگی کی راہ کیوں اختیار کی ہے اور عمداً و بنی شرارت کے اندر اپنے کو کیوں ملوث کیا ہے۔ دیکھئے اس کا مطلب میرے نزدیک یوں ادا ہو سکتا ہے اور بہتر طور و طریقہ سے بیان ہو جاتا ہے کہ :

وجئناک یا صید الردی بقصیدۃ بها اللہ یعلینی وایاک یصغر

۲۹..... اور اے وبال کے شکار ہم تیرے پاس ایک قصیدہ لائے ہیں۔ خدا تعالیٰ مجھے اس کی مدد سے اونچا کرے گا اور تجھے ذلیل کرے گا۔

علوناک یا عبد الہویٰ بقصیدہ فتملی ثناء اللہ ربی و نشکر

۳۰..... اے ہوا و ہوس کے بندے! ہم اپنے قصیدہ کی مدد سے تجھ پر غالب آگئے۔ پس ہم اپنے رب کی تعریف لکھتے ہیں اور شکر کرتے ہیں۔

علاکم بفضل اللہ من کان عندکم جھولاً وفضل اللہ ایاہ یظہر

۳۱..... بفضل خدا وہ شخص تم پر غالب آگیا جو تمہارے نزدیک جاہل تھا اور فضل خدا اس کو غالب بنا رہا ہے۔

ان حالات کے پیش نظر کہ مرزا قادیانی نے جہاد اسلام کو حرام و قبیح کہہ کر اس سے متعلقہ الفاظ کو اپنے اور اپنے قصیدہ میں استعمال کیا ہے۔ یہ کہنا بجا اور حق بجانب ہے کہ مرزا قادیانی اس کلب کی مانند ہے جو قے کرنے کے بعد اپنے قے کردہ گندے اور غلیظ مواد کو بلا کراہت و نفرت کھا جاتا ہے اور ذرہ بھر بھی نہ شرماتا ہے اور نہ ہچکچاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو واہب شخص اپنے محبوب لہ آدمی سے بہہ کردہ چیز کو واپس لے لیتا ہے وہ اس کتے کی مانند قرار پاتا ہے جو قے کر کے اپنی قے کردہ مکروہ و نجس مواد کو کھا جاتا ہے۔

"الوابب العائد فی ہبتہ کالکلب العائد فی قیئہ" اپنے بہہ کو واپس لینے والا واہب شخص ایک کتا ہے جو قے کر کے اپنی قے کو کھا جاتا ہے۔

خلاصۃ الباب یہ ہے کہ مرزا قادیانی جہاد اسلام کی تنسیخ کا فتویٰ دینے کے بعد اس کے متعلقہ الفاظ کو اپنے اور اپنے قصیدہ کے لئے استعمال کر کے یقیناً اس کلب کی مانند ہے جو قے کر کے اپنی قے کھا جاتا ہے اور کسی قسم کی کراہت و نفرت کو محسوس نہیں کرتا اور بغیر ڈکار لئے ہضم کر جاتا ہے۔ جیسا کہ اعداداً ثابت ہے۔ (غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰) کلب الاغیار آباء یعنی غلام احمد قادیانی

اپنے آباء واجداد سے اغیار کا کتا ہے۔ (یا مرزا قادیانی / ۴۲۴) "کلب الکفار بالجد / ۴۲۴" یعنی مرزا قادیانی صحیح طور پر کلب کفار ہے۔

سادساً..... یہ کہ مرزا قادیانی نے مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مابین مباحثہ پر اپنا ریویو بلا جواز شامل کتاب کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اسی ریویو کی مانند بہت سا ایسا مواد بھی موجود ہے جو حجم کتاب کو بڑھانے کے لئے بلا وجہ بطور ضمیمہ یا اضافہ کے کتاب میں چسپاں کیا گیا ہے۔ ورنہ اصل مضمون بہت تھوڑا ہے جو اظہار کردہ مدت میں لکھا جاسکتا ہے اور پھر ہر مؤلف و مصنف ایسا مضمون اسی قدر عرصہ میں لکھ سکتا ہے۔ بنا براں مرزا قادیانی کی موجودہ تعلی خالی ڈھول کا مقام رکھتی ہے اور حقیقت سے ڈھولک کی مانند خالی ہے۔

شدت کا جواب شدت سے

مرزا قادیانی نے اپنی زیر جواب کتاب کے اندر اپنے مخاطب علماء و فضلاء کے علمی مقام اور ذاتی وقار کا قطعاً لحاظ نہیں کیا۔ بلکہ ان کو کمینہ اور فرومایہ اور اوباش اور گانڈو اور مفعول تک بھی کہہ دیا۔ مرزا قادیانی کا یہ کردار اور غیر مہذب اور غیر شریفانہ ہے۔ چنانچہ اس قسم کے کردار کا مالک آدمی ایک دجال و بطل شخص تو ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ نبی و رسول یا مہدی و مسیح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اس کو اعداداً بطور ذیل کہا جا سکتا ہے۔

(غلام احمد / ۱۱۳۳) ”البطل العظیم / ۱۱۴۴“ اور ”مرزا قادیانی / ۲۴۳۴“، ”المسیح المردود / ۲۴۳۴“ یعنی غلام احمد بڑا بطل ہے اور مرزا قادیانی مردود مسیح ہے۔

میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کے مقولہ بالا شعر کے فقرہ ’واملوا کمثلی‘ سے ہمیں صاف طور پر اجازت میسر ہے کہ ہم بھی اس کو اس کی مانند لکھیں اور گالی کا جواب گالی میں اور بکو اس کا جواب بکو اس سے پیش کریں۔ کیونکہ اس نے بلا ریب یہی کہا ہے کہ تم بھی میری طرح تحریر کرو اور میرے نقش قدم پر گامزن ہو جاؤ اور پھر اس مرزائی اجازت کے علاوہ قرآن عظیم بھی ہم کو یہ اجازت اور جواز دیتا ہے کہ ہم بھی شدت کا جواب شدت سے دیں اور سختی کا بدلہ سختی سے پیش کریں اور گالیوں کے عوض گالیاں سنائیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

• الف "لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم وكان الله سميعاً

علیماً (النساء: ۱۴۸) "خدا تعالیٰ بری بات کے علانیہ کہنے کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن مظلوم کے لئے ایسا کرنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس کی سنتا اور جانتا ہے۔ ﴿

یعنی اگر مظلوم کی طرف سے بری باتوں اور گالیوں کا برملا اظہار ہو جائے تو وہ عند اللہ قابل گرفت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی مظلومیت اور ستم رسیدگی کو بخوبی سنتا اور جانتا ہے کہ یہ مظلوم آدمی مجبور ہو کر اپنے فطرتی تقاضا سے ایسا کرنے پر اتر آیا ہے اور اس نے اپنے مظلوم و مغموم دل کی بھڑاس نکال کر قدرے آرام و سکون پایا ہے اور مظلوم آدمی کا سکون و آرام عند اللہ پسندیدہ اور محبوب و مرغوب عمل ہے۔

• ب "وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعين والانف بالانف

والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص (مائدہ: ۴۵) "ہم نے تورات کے اندر ان پر لکھ دیا ہے کہ جان کے عوض جان، آنکھ کے عوض آنکھ، ناک کے عوض ناک، کان کے عوض کان اور دانت کے عوض دانت توڑا جائے اور زخموں کا بدلہ بھی لیا جائے۔ ﴿

جاننا چاہئے کہ کسی شخص کا اپنی زبان سے کسی شخص کو سب و شتم کرنا اور گالی گلوچ دینا اخلاقاً و شرعاً ایک کاری زخم شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک عربی شعر کہتا ہے۔

جراحات السنان لها التيام ولا يلتام ما جرح اللسان

نیزوں کے زخم اچھے ہو جاتے ہیں لیکن زبان کا زخم اچھا نہیں ہوتا۔

ج "ولمن انتصر بعد ظلمه فاؤلئك ما عليهم من سبيل ه انما السبيل على الذين يظلمون الناس وييغون في الارض بغير الحق ه اولئك لهم عذاب اليم ولمن صبر وغفران ذلك لمن عزم الامور (شوری: ۴۱ تا ۴۳)" جس نے اپنی مظلومیت کے بعد اپنا بدلہ لے لیا ان پر کوئی راہ ملامت نہیں ہے۔ راہ ملامت صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین کے اندر بلا جواز سرکشی کرتے ہیں۔ ان کے لئے عذاب الیم ہے اور جس نے ظلم پر صبر کر لیا اور ظلم کو بخش دیا یہ ان کی بڑی ہمت کا کام ہے۔ ﴿

و "وان عاقبتكم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصبرين (النحل: ۱۲۶)" اگر تم کسی کو سزا دینا چاہو تو اسی قدر سزا دو جس قدر تم کو سزا دی گئی ہے اور اگر تم صبر کر لو تو یہ بات صابرین کے لئے بہتر ہے۔ ﴿

ر "فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقين (بقرہ: ۱۹۴)" پس جس شخص نے تم پر زیادتی کی ہے تم بھی اس پر اتنی زیادتی کرو جس قدر اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔ ﴿

س "ولا تجادلوا اهل الكتب الا بالتي هي احسن الا الذين ظلموا منهم (عنکبوت: ۴۶)" تم اہل کتاب کے ساتھ احسن طریق سے جھگڑو۔ لیکن ان کے ظالمین کے ساتھ شدت اختیار کرو۔ ﴿

آیات بالا صراحۃً وضاحت کرتی ہیں کہ اگر مظلوم شخص ظالم کی جانب سے ہونے والے مظالم کا بدلہ لے لے تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے اور وہ اس میں حق بجانب ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ حتی المقدور زیادتی کرنے سے گریز کرے اور حدود و مظالم تک اپنا بدلہ حاصل کرے اور اپنی مظلومیت کے برابر ظالم پر سزا قائم کرے۔ چنانچہ مظلوم تھپڑ کے بدلے تھپڑ اور ڈنڈے کے بدلے ڈنڈا جوتا کے عوض جوتا مارے اور گالی کے عوض گالی دے اور بکواس کے بدلے

بکواس کرے۔ بالجملہ ظلم کا جواب ظلم سے دینا عند اللہ قابل گرفت نہیں ہے۔ ہاں اگر مظلوم آدمی ظالم کو معافی دے دے اور اس کا قصور بخش دے اور ظالم آدمی آئندہ کے لئے ظلم کرنے سے باز آجائے تو یہ ایک بڑی ہمت اور وسعت قلب کا کام ہے اور عند اللہ موجب ثواب ہے۔ ورنہ مظلوم آدمی کو ہر حالت میں ظالم سے اپنا بدلہ چکانے کی ہر وقت اجازت ہے۔

چونکہ مرزا قادیانی نے اخلاق و شائستگی سے الگ ہو کر علمائے کرام اور سادات کرام کو اپنی بازاری گالیوں اور فاحش سب و شتم کا نشانہ بنایا ہے۔ اس لئے ہم بھی اپنی کتاب میں اس کو معاف نہیں کرتے اور گالیوں کا جواب گالیوں سے اور بکواس کا جواب بکواس سے دیں گے اور اسکی شدت بیان کے مقابلہ میں شدت بیان اور سخت کلامی پیش کی جائے گی تاکہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

مرزائی عذرات اور محمدی جوابات

عذر اوّل

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس کی تائید و تصدیق کے لئے ڈیڑھ صد نشانات واقع ہو چکے ہیں جو اس کو مہدی و مسیح اور نبی و رسول اور مجدد احمد ثانی بناتے ہیں۔ جیسا کہ بطور ذیل متکبرانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔

"ہماری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر جس میں ڈیڑھ سو نشان آسمانی صدہا گواہوں کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۷)

جواب اولاً

یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے پاک نشانات ایک صالح اور پارسا شخص کی تائید و تصدیق میں بھی مہیا ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ نشانات آسمانی کا ظہور ایک شخص کو نبی و رسول یا مہدی و مسیح بنا دیتا ہے۔ غلط اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اور اولیائے عظامؑ سے صدہا نشانات ظاہر ہوئے۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی نشانات کی بنیاد پر اپنے کو نبی و رسول قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ظہور نشانات کے بل بوتے پر اپنے کو نبی و رسول اور مسیح و مہدی بنالیا۔ اب خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ ہر نبی و رسول سے نشانات ظاہر ہوئے ہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کی عمارت کو ظہور نشانات کی بنیاد پر کھڑا نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنی نبوت و رسالت

کو عطاءے ربانی اور موبیت آسمانی کہا ہے اور ظہور نشانات کو نبوت و رسالت کا نتیجہ اور ثمر گردانا ہے۔ دیکھئے بی بی مریم طاہرہ اور آصف بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام سے باوجود غیر نبی و غیر رسول ہونے کے نشانات ظاہر ہوئے۔ لیکن انہوں نے ان نشانات کی بنیاد پر اپنے کو نبی و رسول نہیں کہا۔ بنا برآں مرزا قادیانی کا ظہور نشانات کی بنیاد پر اپنے کو نبی و رسول اور مسیح و مہدی کہنا صحیح نہیں ہے۔

ثانیاً..... یہ کہ مجھ ناکارہ اور کمتر خادم اسلام کی تائید میں چند ایسے نشانات ظاہر ہوئے ہیں جو مرزا قادیانی کے نشانات سے بدرجہا بالاتر اور زیادہ عبرتناک ہیں۔ ان کے مقابلے میں مرزائی نشانات ایک ردی کی ٹوکری کا سرمایہ ہیں۔ قارئین کرام دونوں نشانات کو پڑھیں اور انصاف کے ساتھ ان کا موازنہ کریں۔

چند محمدی نشانات اور ان کے نتائج

نشان اوّل

یہ ہے کہ ہمارے علاقہ کے ایک نامور عالم و فاضل اور اس کے ایک ادیب و شاعر شاگرد کے ساتھ (جن کے ناموں کا اظہار میں نے مناسب و موزوں نہیں سمجھا) کسی ادبی بات پر میری خط و کتابت شروع ہو گئی۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ میں سال ۱۹۲۵ء میں جامعہ عباسیہ بہاول پور میں زیر تعلیم تھا اور ادبی جھگڑوں سے الگ تھلگ رہ کر خاموش زندگی بسر کر رہا تھا۔ جب ہماری یہی ادبی مکاتبت طول پکڑ گئی اور دونوں، استاذ و شاگرد بالکل ساکت و لا جواب ہو گئے تو انہوں نے مجھے گلستان سعدی کے درج ذیل دو اشعار لکھ کر بھجوا دیئے اور خط و کتابت بند کر دی۔

توانم اینکہ نیازم اندرون کسے

ولے حسود را چہ کنم کہ زخود برنج در ست

میں یہ کر سکتا ہوں کہ کسی کا دل نہ دکھاؤں

لیکن حاسد کو کیا کروں کہ وہ خود تکلیف میں ہے

بمیر تا برہی اے حسود کی رنجیست

کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

اے حاسد مر جا کیونکہ حسد ایسا دکھ ہے

کہ مرے بغیر اس کی مشقت سے چھٹکارا نہیں

میں ان کا یہ آخری خط پڑھ کر بہت پریشان ہوا اور سمجھ گیا کہ یہ دونوں بزرگان مجھے اپنا حاسد سمجھتے ہیں اور اپنی موجودگی میں میری موت کے متمنی ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ان کو درج ذیل شعر لکھ کر بھجوا دیا اور خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی انتظار کرنے لگا۔

مردماں میر، میری گویند

من نہ میرم مردماں میرند

لوگ مجھے کہتے ہیں کہ مرجا، مرجا لیکن میں نہیں مروں گا یہی لوگ مر رہے ہیں

خدا تعالیٰ کی طرف سے نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ وہ دونوں استاد، شاگرد میرے آخری خط کے قلیل عرصہ بعد فوت ہو گئے اور میں اب تک بفضل خدا زندہ ہوں اور تردید مرزائیت میں اپنی زیر تحریر کتاب کی تکمیل و ترتیب میں مشغول ہوں۔

من نہ مردم حاسدانم مردہ اند زانکہ بہرم حسد خود آورده اند

میں نہیں مرا میرے حاسد مر گئے ہیں کیونکہ وہ میرے لئے اپنا حسد لائے ہیں

نشان دوم

یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار نے ایک ہندو مالک اراضی سے کچھ رقبہ خرید کیا اور انتقال منظور کرا لیا۔ اس میں سے چار کنال رقبہ پر ہمارا ایک قریبی رشتہ دار قابض تھا۔ والد مرحوم نے اس کو قبضہ چھوڑنے کے لئے کہا۔ لیکن وہ رضامند نہ ہوا اور قبضہ پر ڈٹا رہا۔ والد محترم نے اپنے بیٹوں اور عزیزوں کی مدد سے مقبوضہ رقبہ پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ ہمارے قابض رشتہ دار نے میرے والد سمیت آٹھ افراد پر فوجداری مقدمہ دائر کر دیا۔ کچھ عرصہ مقدمہ چلتا رہا اور پیشی درپیشی ہوتی رہی۔ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا جب کہ میں اس رشتہ دار کے گھر کے پاس سے گزر رہا تھا کہ ایک سانپ میرے آگے آگیا۔ میں نے خواب کے اندر اس سانپ کو ایک ڈنڈے سے ہلاک کر دیا۔ بیداری پر میں نے سانپ کی ہلاکت کو مقدمہ کے اخراج میں تعبیر کیا اور زیر مقدمہ افراد کو اطلاع دی کہ پیشی پر مقدمہ خارج ہو جائے گا اور ملزمان بری ہو جائیں گے۔ چنانچہ پیشی آنے پر میری تعبیر صحیح ثابت ہوئی اور میرا ایک نشان قرار پائی۔ کیونکہ مقدمہ ہذا پیشی پر خارج ہو گیا۔

نشان سوم

یہ ہے کہ میرے والد مرحوم و مغفور کی وفات سال ۱۳۶۶ھ کو واقع ہوئی۔ میں نے چاہا کہ آپ کے سال وفات کو قرآن کی کسی آیت سے بطریق اعداد حروف کے اخذ کیا جائے۔ میں اسی سوچ بچار میں پوری طرح منہمک ہو گیا اور کافی دیر تک سوچنے کے بعد آیت ذیل میرے دل دماغ پر محیط ہو گئی۔

”وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ“ (ص: ۲۴) ”داؤد علیہ السلام نے گمان کر لیا کہ ہم نے اس کو فتنہ میں ڈال دیا ہے۔ اس پر اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور جھکتے ہوئے گر گیا اور پشیمان ہوا۔ اس پر ہم نے اس کو معافی دے دی۔“

۳۰

میں نے آیت ہذا کو بغور و خوض میرے والد مرحوم کے نام ”غلام رسول“ دونوں مقامات سے والد کا سال وفات برا کے اعداد حروف نکالے تو فقرہ آیت کے سال وفات ہے اور والد کے نام کے اعداد خیال کیا کہ فقرہ آیت مرکب تام ہے اور لہذا یہاں پر ایک حرف کو کم کرنا ہوگا اور وہ ح پر برخاستہ زبر کے ساتھ ”غلام رسول“ آتا ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ آپ کی تمام زندگی مغفرت خداوندی پر ہوئی اور میرا اعدادی ا

نشان چہارم

یہ ہے کہ میرا بھتیجا حافظ عبدالمجی کی ماں مر گئی اور اس کی خالہ اس کو اٹھا کرت ہو گیا تو اس کو بندش پیشاب کا عارضہ پیدا ہوا اور ہمیں سخت پریشانی لاحق

میری بیوی ایک صالحہ اور پابند ایک سفید ریش سبز پوش بزرگ دیکھنے میں کے اندر دیکھنے میں آئے تو اسے میرا سلام لئے بالضرور علاج دریافت کر لینا۔ میری ب خواب کے شیخ وقت سے گفتگو

هوءى اور علا باءركيب ءاص ءيار كر كے اسءعمال كرانے ٱءهرى رءء بن كر بءرعه ٱهشاب ءارج ه اور ءافظ القرآن مرء هے اور اس كى بهءكانه كى - ءونكه مءى اس بزرء كى هءائء كا عام

نشان ٱنءم

هه هے كه مءى نرے طالب علمى ك

میں نے آیت ہذا کو بغور و خوض پڑھا اور یقین کر لیا کہ چونکہ فقرہ: ”غفرنا لہ“ اور میرے والد مرحوم کے نام ”غلام رسول“ کا پہلا حرف ”غ“ دونوں جگہوں موجود ہے۔ اس لئے دونوں مقامات سے والد کا سال وفات برآمد ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ جب میں نے دونوں مقامات کے اعداد حروف نکالے تو فقرہ آیت کے اعداد پورے تیرہ صد چھیاسٹھ (۱۳۶۶) نکلے جو والد کا سال وفات ہے اور والد کے نام کے اعداد تیرہ صد ستاسٹھ (۱۳۶۷) برآمد ہوئے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ فقرہ آیت مرکب تام ہے اور والد کا نام مرکب ناقص ہے۔ کیونکہ مرکب اضافی ہے۔ لہذا یہاں پر ایک حرف کو کم کرنا ہو گا اور وہ حرف الف ہے۔ اب اگر اس نام کو قرآنی رسم الخط کی بناء پر کھڑی زبر کے ساتھ ”غُلْمُ رَسُوْلٍ“ لکھا جائے تو پھر بھی آپ کا سال وفات (۱۳۶۶) نکل آتا ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ آپ کی تمام زندگی رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں گزری اور آپ کی وفات مغفرت خداوندی پر ہوئی اور میرا اعدادی استدلال میرا ایک نشان بن گیا۔

نشان چہارم

یہ ہے کہ میرا بھتیجا حافظ عبدالمجید اپنی پیدائش کے تین دن بعد یتیم الام ہو گیا۔ یعنی اس کی ماں مر گئی اور اس کی خالہ اس کو اٹھا کر تربیت کے لئے اپنے گھر لے گئی۔ جب بچہ تین سال کا ہو گیا تو اس کو بندش پیشاب کا عارضہ پیدا ہو گیا۔ متعدد ڈاکٹروں اور اطباء کے زیر علاج آیا۔ مگر صحیح طور پر افاقہ نہ ہوا اور ہمیں سخت پریشانی لاحق ہوئی۔

میری بیوی ایک صالحہ اور پابند صوم و صلاة عورت تھی۔ بعض دفعہ اس کو خواب کے اندر ایک سفید ریش سبز پوش بزرگ دیکھنے میں آتا تھا۔ میں نے بیوی سے کہا کہ اگر وہی بزرگ خواب کے اندر دیکھنے میں آئے تو اسے میرا سلام کہہ کر بچے کی تکلیف بیان کر دینا اور پھر رفع تکلیف کے لئے بالضرور علاج دریافت کر لینا۔ میری ہدایت پر میری بیوی کی خواب کے اندر اس مرد صالح اور

خواب کے شیخ وقت سے گفتگو ہوئی اور علاج دریافت کیا گیا تو اس بزرگ نے ”نمک ٹھوّا“ کو بترکیب خاص تیار کر کے استعمال کرانے کی ہدایت کی۔ میں نے حسب ہدایت تعمیل کی اور بچے کی پتھری ریت بن کر بذریعہ پیشاب خارج ہو گئی اور بچہ تندرست ہو گیا اور وہ آج کل ایک نوجوان اور حافظ القرآن مرد ہے اور اس کی بچگانہ تکلیف نے کبھی بھی اس میں عود کرنے کی جرأت نہیں کی۔ چونکہ میں اس بزرگ کی ہدایت کا عامل بنا اس لئے میں بھی شریک نشان رہا۔

نشان پنجم

یہ ہے کہ میں نے طالب علمی کے وقت میں دیوان حسان کے چند قصائد کی عربی شرح

بنام ”مختار البیان فی شرح دیوان الحسان“ اور ساتھ ہی ”لامیہ ابی طالب“ کی عربی شرح بنام ”مختار المطالب فی شرح اللامیہ ابی طالب“ لکھی اور ان میں سے کسی ایک شرح کی طباعت و اشاعت کے لئے جدوجہد کی، مگر ناکام رہا۔ صدر ایوب خان کے دورِ صدارت میں ان سے رابطہ قائم کیا۔ صدر صاحب نے ہر دو غیر مطبوعہ کتابیں طلب کیں۔ مگر چند ایام کے بعد دونوں کتابیں مجھے واپس کر دی گئیں اور مجھے اس نے اپنے نام پر انتساب کرنے سے روک دیا۔ اس کارروائی پر مجھے سخت قلبی رنج پہنچا اور یقین کر لیا کہ جس شخص نے آنحضرت ﷺ کی شان و عظمت میں لکھی گئی کتابوں کی تحقیر کی ہے۔ وہ پاکستان جیسے عظیم مسلم ملک کا صدر نہیں رہ سکتا اور اسی وقت میرے دل و دماغ پر لفظ ”خاب و خاب“ آگئے۔ یعنی وہ ناکام رہا اور چھپ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ رہا کہ چند ہفتوں کے بعد طلبہ و عوام نے صدر ایوب کے خلاف بغاوت کردی اور وہ عہدہٗ صدارت کو چھوڑ کر اپنے گھر میں جا چھپا اور اس کی تحقیر عبرت کا نشان بن گئی۔

عذر دوم

یہ ہے کہ: ”آسمان نے میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہیں کیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

جواب..... یہ ہے کہ آسمان اور زمین دونوں نے مرزا قادیانی کے خلاف شہادت دی ہے اور اس کو کاذب و دجال ظاہر کیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ شخص عیار اور فریب کار آدمی تھا۔ اس لئے اس نے اپنے خلاف زمین و آسمان کی شہادت کو موڑ توڑ کر اپنے حق میں پیش کر دیا۔ حالانکہ واقعات بتاتے ہیں کہ آسمان و زمین کے نزدیک اس کا کذب و دجل عیاں اور اس کی بطلانیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

چنانچہ آسمان کی جانب سے آسمانی کتابیں اور زمین کی طرف سے زمینی واقعات اس کو بطلان و کذاب ٹھہراتے ہیں۔ جن کی قدرے تفصیل بطور ذیل مذکور ہے۔

قرآن مجید کی چند آیات

۰ الف..... ”کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی (المجادلہ: ۲۱)“ ﴿خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے

کہ میں اور میرے رسول یقیناً غالب رہیں گے۔ ﴿

یہ آیت صاف طور پر ظاہر کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ مکتوبہ اور تحریری فیصلہ ہے کہ ایک رسول دعویٰ رسالت کے بعد ضرور بالضرور اپنی غالبیت اور اقتدار کو پیدا کر لیتا ہے اور اس کا بے اقتدار رہ کر غلام کفار رہنا بروئے آیت ہذا بالکل غیر معقول اور سراسر خلاف آیت ہے۔ لیکن

۳۲

۱

مرزا قادیانی خلاف آیت اپنی تمام زندگی میں ای رہا۔ بلکہ اپنی غلامی و محکومی کو اپنی سعادت و رفع ایجنسی کا کاروبار سرانجام دیتا رہا اور پھر طرفہ تر جماعت کو انگریز کی رضا کار اور بے دام کام کر میرزا غلام احمد ۱۳۸۲/ ”غلب الہ اور پھر قرآن عزیز نے خدا اور رسولانِ خدا کی ہے کہ جس مدعی رسالت نے دعویٰ رسالت ک اور نہ اس نے اس بارے میں سرتوڑ اور جاں کاذب و مفتری علی اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی معیت اور غلامی پر راضی رہا اور یہی حال مرزا قادیانی ک

۰ ب..... ”وما ارسلنا من رسول الا لی

کو باذن اللہ مطاع و مقتدر بنانے کے لئے بھیج

یہ آیت بھی آیت سابق کی تائید غلام ومحکوم رہنے کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ اس کو منکرین خدا پر اقتدار اعلیٰ حاصل کر کے ان کو ا کو غلام ومحکوم رکھ کر کفار کے اقتدار کی حمایت وکوشاں بنتا ہے وہ رسول خدا نہیں بلکہ دجال و ہے۔ (مرزاغلام احمد ۱۴۷۲/۱) ”ہو غیر ال

• ج..... ”قل للذین کفروا ستغلبو

عمران: ۱۲) ”کفار کو کہہ دیجئے کہ تم م دوزخ ایک بری جگہ ہے۔ ﴿

اس آیت میں بطورِ قبل از وقت جہنمی بتایا گیا ہے۔ کیونکہ فقرہ ”ستغلب (۱۵۴۸) ہیں۔ جیسا کہ مرزاغلام احمد قادیان قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال قبل اع

مرزا قادیانی خلاف آیت اپنی تمام زندگی میں اپنے دعویٰ رسالت کے بعد محکوم برطانیہ اور غلام کفار رہا۔ بلکہ اپنی غلامی و محکومی کو اپنی سعادت و رفعت سمجھتا رہا اور انگریزوں کے ماتحت رہ کر ان کی ایجنسی کا کاروبار سرانجام دیتا رہا اور پھر طرفہ تر یہ کہ وہ تادم زیست اپنے آپ کو اور اپنی پیدا کردہ جماعت کو انگریز کی رضا کار اور بے دام کام کرنے والی فوج قرار دیتا رہا۔ جیسا کہ اعداد یوں ہے: میرزا غلام احمد / ۱۳۸۲ ”غلب الکفار ابدأ / ۱۳۸۲“ یعنی وہ دائمی مغلوب کفار ہے

اور پھر قرآن عزیز نے خدا اور رسولان خدا کی غالیّت کو یکجا اور ملا کر بیان کرنے سے یہ اشارہ کیا ہے کہ جس مدعی رسالت نے دعویٰ رسالت کے بعد اپنی غالیّت اور اقتدار علی الکفار کو مہیا نہیں کیا اور نہ اس نے اس بارے میں سرتوڑ اور جاں گداز کوشش کی ہے وہ قطعاً رسول خدا نہیں ہے بلکہ کاذب و مفتری علی اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی معیت سے استفادہ کر کے اس نے اقتدار حاصل نہیں کیا اور غلامی پر راضی رہا اور یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔

• ب..... "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (نساء: ۶۴) "ہم نے ہر رسول

کو باذن اللہ مطاع و مقتدر بنانے کے لئے بھیجا ہے۔ ﴿

یہ آیت بھی آیت سابق کی تائید و توثیق کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کسی رسول کو غلام و محکوم رہنے کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ اس کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اپنے زور رسالت سے کفار و منکرین خدا پر اقتدار اعلیٰ حاصل کر کے ان کو اپنا غلام و محکوم رکھے۔ بنا برآں جو مدعی رسالت اپنے کو غلام و محکوم رکھ کر کفار کے اقتدار کی حمایت کرتا ہے اور اس کے بقاء و استحکام کے لئے سعی و کوشاں بنتا ہے وہ رسول خدا نہیں بلکہ دجال و بطل ہے۔ جیسا کہ وہ اعداداً غیر المطاع اور محکوم بنتا ہے۔ (مرزا غلام احمد / ۱۳۷۲) ”ہو غیر المطاع / ۱۳۷۲“ یعنی وہ غیر مطاع اور محکوم ہے۔

• ج..... "قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المہاد (آل

عمران: (۱۲) ”کفار کو کہہ دیجئے کہ تم مغلوب رہو گے اور دوزخ کی طرف دھکیلے جاؤ گے اور دوزخ ایک بری جگہ ہے۔“

اس آیت میں بطور قبل از وقت پیش گوئی کے مرزا قادیانی کو کافر اور مغلوب کافر اور جہنمی بتایا گیا ہے۔ کیونکہ فقرہ ”ستغلبون / ۱۵۴۸“ کے اعداد حروف پندرہ صد اڑتالیس (۱۵۴۸) ہیں۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸ کے پندرہ صد اڑتالیس اعداد ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال قبل اعدادی صورت میں خبر دے دی کہ مرزا غلام احمد قادیانی

اپنی تمام زندگی میں مغلوب کفار اور محکوم فرنگ رہ کر غلامی و محکومی کی جہنم میں پڑا رہے گا اور اس سے نکلنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ بنا برآں مرزا قادیانی نے اپنی تمام زندگی محکومی میں گزار کر آیت بالا کی حرف بحرف تصدیق کر دی۔ جیسا کہ مساوات ہائے ذیل سے وضاحت ملتی ہے۔ (غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰) ”جندی الغرب / ۱۳۰۰“ یعنی غلام احمد قادیانی یورپ کا فوجی ہے یا ”مسجد الغرب / ۱۳۰۰“ یعنی وہ یورپ کا ساجد ہے یا مرزا قادیانی / ۴۲۴ ”مطی الافرنج / ۴۲۴“ یعنی مرزا قادیانی یورپ کی سواری ہے۔

و..... ”فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء تأویلہ (آل عمران: ۷)“ ﴿جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ مسیح کے متعلق متشابہ بات کے پیچھے صرف تلاش فتنہ اور طلب تاویل کے لئے چلتے ہیں۔﴾

آیت ہذا میں بھی بطور اعداد حروف کے مرزا قادیانی کی پیدا کردہ تحریک مرزائیت کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے۔ کیونکہ اس مذموم تحریک کی بنیاد فتنہ اور تاویلات پر رکھی گئی ہے اور اعداداً اس تحریک کا سال آغاز بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک کی داغ بیل اور اس کا خاکہ سال ۱۲۹۰ھ میں تیار کیا جیسا کہ وہ خود بیانی ہے کہ: ”ٹھیک ۱۲۹۰ھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۸)

اور جیسا کہ قرآن حکیم نے آیت بالا کے فقرہ ”فی قلوبہم زیغ / ۱۲۹۰“ میں بھی اس تحریک کا سال آغاز بعینہ یہی بتایا ہے۔ کیونکہ اس فقرہ کے اعداد حروف پورے بارہ صد نوے (۱۲۹۰) ہیں جو مرزائی تحریک کو تحریک زیغ بتاتے ہیں۔

بنا بر آں ”مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸“ اعداداً ”فتان زیغ / ۱۵۴۸“ یعنی وہ کجی کا فتنہ باز ہے اور غلام احمد / ۱۱۲۴، اعداداً ”قائد زیغ / ۱۱۲۴“ بمعنی کجرو رہنما بن جاتا ہے اور آیت بالا کا مصدق و مؤید بن کر سامنے آتا ہے۔

..... ”فلما زاعوا ازاع اللہ قلوبہم واللہ لا یہدی القوم الفسقین (الصف: ۵)“ ﴿جب انہوں نے کجی اختیار کی تو خدا نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا بنا دیا اور خدا تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت یاب اور مہدی نہیں بنائے گا۔﴾

آیت ہذا بھی اعدادی طور پر مرزائی تحریک کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اس کو تحریک زیغ کا نام دیتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فقرہ ”ازاع اللہ قلوبہم“ کے اعداد حروف بارہ صد اٹھاون

۳۴

(۱۲۵۸) برآمد ہوتے ہیں اور یہی اعداد مرز میرزاغ / ۱۲۵۸ کے اعداد بن جاتے ہیں اور ایں اور نتیجہ یہ ہے کہ آیت بالا کے اندر دیگر کفا تحریک زیغ چلانے والا کہا گیا ہے۔

انجیل متی اور دانیال کی شہادت

الف..... چونکہ احادیث نبویہ میں تیس دجالوں بعد دعویٰ نبوت و رسالت اور دعویٰ مسیحیت و مہدی متی باب ۲۴ آیت ۲۴ میں جھوٹے مسیحوں اور کا ”اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہ مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔“

مرزا قادیانی بھی چونکہ اپنے مسیح و نب کاذب نبی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کاذب مسیحوں عجیب کام دکھانے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہی وجہ ہے ابدأً / ۱۴۰۰ بمعنی ہمیشہ کا خبیث مسیح ثابت ہو صد (۱۳۰۰) ہیں اور غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰ مسیح کاذب اور نبی کاذب ہے۔ جیسا کہ اعداداً

”ہو مسیح کاذب دائم شرعاً الی الابد جھوٹا نبی ہے۔ غلام احمد / ۱۱۲۴“ ”ہو نبی ک حقیقتاً جھوٹا نبی ہے۔ (مرزا غلام احمد / ۱۳۷۲)“ ”طور پر غیر نبی ہے اور نبی نہیں ہے۔

ب..... دانیال نبی کی پیش گوئی بطور ذیل ہے :- گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے اس پیش گوئی میں دن سے مراد سال دن کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے اور دائمی قربانی

(۱۲۵۸) برآمد ہوتے ہیں اور یہی اعداد مرزا قادیانی کے نام میرزا غلام احمد کے ابتدائی حصہ میرزاغ / ۱۲۵۸ کے اعداد بن جاتے ہیں اور اس کے ہجری سال پیدائش (۱۲۵۸) کو ظاہر کرتے ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ آیت بالا کے اندر دیگر کفار کے ساتھ میرزاغ صاحب کو بھی زائغ القلب اور تحریک زیغ چلانے والا کہا گیا ہے۔

انجیل متی اور دانیال کی شہادت

الف..... چونکہ احادیث نبویہ میں تیس دجالوں کے آنے کا ذکر موجود ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت و رسالت اور دعویٰ مسیحیت و مہدویت کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح پر انجیل متی باب ۲۴ آیت ۲۴ میں جھوٹے مسیحوں اور کاذب نبیوں کا آنا بطور ذیل مذکور ہے۔

”اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔“

مرزا قادیانی بھی چونکہ اپنے مسیح و نبی ہونے کا مدعی ہے اس لئے بروئے بیان متی وہ کاذب نبی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کاذب مسیحوں اور کاذب نبیوں کی مانند بڑے بڑے نشانات اور عجیب کام دکھانے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اعداد ”المسیح الخبیث ابدأ / ۱۳۰۰“ بمعنی ہمیشہ کا خبیث مسیح ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس فقرہ کے اعداد حروف پورے تیرہ صد (۱۳۰۰) ہیں اور غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰ کے اعداد سے برابری کر لیتے ہیں اور پھر وہ اعداداً مسیح کاذب اور نبی کاذب ہے۔ جیسا کہ اعداد بطور ذیل ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) ”ہو مسیح کاذب دائم شرعاً الی الابد / ۱۵۴۸“ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی شرعاً ہمیشہ کا جھوٹا نبی ہے۔ غلام احمد / ۱۱۲۴ ”ہو نبی کاذب بالحقیقۃ واللہ / ۱۱۲۴“ یعنی بخدا غلام احمد حقیقتاً جھوٹا نبی ہے۔ (مرزا غلام

احمد / ۱۳۷۲) ”غیر النبی بجد / ۱۳۷۲“ یعنی مرزا غلام احمد صحیح طور پر غیر نبی ہے اور نبی نہیں ہے۔

ب..... دانیال نبی کی پیش گوئی بطور ذیل ہے۔ ”جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی۔ ایک ہزار دوسو نوے دن ہوں گے۔“

اس پیش گوئی میں دن سے مراد سال ہے۔ کیونکہ الہامی کتابوں میں بعض دفعہ سال کو دن کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے اور دائمی قربانی کے موقوف ہونے سے مراد تنسیخ جہاد ہے۔ جس کو

مرزا قادیانی نے حرام و قبیح قرار دے کر منسوخ کر دیا۔ کیونکہ جہاد میں عام طور پر جان کی قربانی دینی پڑتی ہے اور پھر بظاہر ایک مکروہ چیز سے مراد تحریک مرزائیت کا اجراء و نفاذ ہے۔ کیونکہ اسی تحریک کی بنیاد تنسیخ جہاد اور انکار ختم نبوت پر کھڑی کی گئی ہے اور پھر اس تحریک کا سال آغاز بھی بموجب اقرار مرزا ۱۲۹۰ھ بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ سابقاً آچکا ہے۔ جاننا چاہئے کہ آسمانی کتابوں کی طرح زمین نے بھی مرزا قادیانی کے خلاف شہادت دی ہے۔ کیونکہ وہ دارالحرب ہندوستان میں نبی و مسیح بنا اور اسی دارالحرب میں مر کر مدفون ہوا اور اس کو بذریعہ جہاد اسی دارالحرب کو دارالاسلام میں تبدیل کرنے کی توفیق نہ ملی۔

عذر سوم

یہ ہے کہ: ”وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور پیش گوئی آیت کریمہ ”واذا العشار عطلت“ پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث ”ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا“ نے اپنی پوری پوری چمک دکھادی۔“

(اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

جواب اولاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے لفظ عشار کا معنی اونٹ کیا ہے۔ جو غلط ہے اور لغات عرب کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس لفظ کا معنی لغت دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں ہے اور بمعنی اونٹ نہیں ہے جیسا کہ المنجد میں ہے: ”العشار جمع عشاء والعشاء من النوق التي مضی لحملها عشرة اشهر“ عشار عشاء کی جمع ہے اور عشاء اس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو دس ماہ کی حاملہ ہو۔

ثانیاً

یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا کا وہ مفہوم صحیح نہیں ہے جو مرزا قادیانی نے سمجھا ہے بلکہ درست مفہوم یہ ہے کہ قرب قیامت میں دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں کے حمل بوجہ رعب قیامت گر جائیں گے اور آئندہ کے لئے ان میں حاملہ ہونے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی اور پھر منقولہ حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ سفید رنگ کی نوجوان اونٹنیاں بیکار اور ناقابل حمل ہو جائیں گی اور ان کے حاملہ کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ قیامت کے رعب و خوف سے ان کے حاملہ ہونے اور رہنے کی صلاحیت مفقود ہو جائے گی اور وہ اولاد پیدا کرنے سے بیکار ہو جائیں گی۔ چنانچہ قلاص لغۃ قلوصلۃ کی جمع ہے اور معنی لمبی ٹانگوں والی جوان اونٹنی ہے۔ جیسا کہ قرآن عزیز کی آیت ذیل تصریح و توضیح کرتی ہے اور آیت بالا و حدیث بالا کی تائید کرتی ہے۔

"یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها (الحج: ۲)" ﴿اس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی مادہ اپنے شیر خوار بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حاملہ اپنے حمل کو گرا دے گی۔﴾

ثالثاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا زیر جواب آیت وحدیث کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بننے والی ریلوے لائن پر محمول کرنا بھی درست نہیں ہے۔ واقعات نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں وہ مکمل نہ ہو پائی۔

عذر چہارم

یہ ہے کہ : ” مسیح موعود کے وقت میں طاعون پھیلے گی اور حج روکا جائے گا اور ذوالسنین ستارہ نکلے گا اور ساتویں ہزار کے سر پر وہ موجود ظاہر ہو گا اور دمشق کی مشرقی سمت میں اس کا ظہور ہو گا اور صدی کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کرے گا ۔“

(اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

جواب..... یہ ہے کہ طاعون کا پھیلنا علامت دجال تو ہو سکتا ہے۔ علامت مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے مترشح ہوتا ہے۔ جس میں دجال کے ساتھ طاعون کو ذکر کیا گیا ہے۔ "علی انقاب المدینة ملائكة لا يدخلها الدجال ولا الطاعون" ﴿مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہوں گے جن کی وجہ سے دجال اور طاعون دونوں مدینہ میں داخل نہیں ہوں گے۔﴾

حدیث ہذا میں دجال و طاعون کو یکجا ذکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ طاعون رفیق دجال ہے اور دجال رفیق طاعون ہے۔ کیونکہ

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

کبوتر با کبوتر باز با باز

اور پھر حدیث ہذا میں مذکور لفظ الدجال سے مراد خود مرزا قادیانی ہے کیونکہ بقول اس کے اس کی پیدائش سال ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ جیسا کہ لکھا ہے: ”میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری عہد میں ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا۔“

(کتاب البریہ ص ۱۴۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷)

اور اس کی وفات باتفاق اہل مرزا سال ۱۹۰۸ء میں واقع ہوئی۔ بنا برآں اس کی عمر یا

۶۸ سال (۱۹۰۸ء-۱۸۴۰ء=۶۸) ہے اور یا ۶۹ سال (۱۹۰۸-۱۸۳۹=۶۹) ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ لفظ الدجال کے اعداد حروف پورے ۶۹ ہیں اور پھر ہر اسم صفت میں اس کی مصدر موجود ہوتی ہے۔ جیسے ”العلم“ میں ”العلم“ اور ”الظلام“ کے اندر ”الظلم“ موجود ہے اور اسی پر ”الدجال“ کے اندر بھی اس کی مصدر ”الدجل“ مستور ہو کر موجود ہے جس کے اعداد ۶۸ ہیں۔ بنا برآں تشریح بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث زیر بحث کے اندر لفظ ”الدجال“ سے مراد خود مرزا قادیانی ہے۔ کیونکہ بصورت ظاہر اس کے اعداد حروف مرزا قادیانی کی ۶۹ سال عمر اور بصورت باطن اس کی مصدر ”الدجل“ سے اس کی ۶۸ سال عمر برآمد ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ زیر بحث حدیث میں مذکور لفظ ”الدجال“ مرزا قادیانی ہے اور لفظ ”الطاعون“ سے مراد وہ طاعون ہے جس کو مرزا قادیانی اپنا نشان قرار دیتا ہے اور بروئے حدیث مذکور یہی دونوں مرزا و طاعون مدینہ منورہ میں نہیں جا سکے اور مذکورہ بالا حدیث کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

حج کے متعلق جواب اولاً یہ ہے کہ انگریزی دور اقتدار میں بوجہ مرزا قادیانی ہندوستان کے اندر کبھی بھی حج کی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ لہذا بیان مرزا غلط اور غیر صحیح ہے۔

جواب ثانیاً

یہ کہ حج کی رکاوٹ ایک برائی اور جرم عظیم ہے جو علامت دجال اور نشان بطلان ہے اور مسیح موعود اس قسم کی رکاوٹوں کو اٹھا دے گا۔

جواب ثالثاً

یہ کہ حج کی رکاوٹ خود مرزا قادیانی نے پیدا کی ہے۔ کیونکہ اس نے قادیان کو ارض حرم اور اس کے سالانہ جلسہ کو حج قادیان قرار دے کر کہا ہے

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص ۵۲)

اور اس نے اپنے تابعین و مریدین کے اندر یہ تاثر پیدا کیا کہ قادیان کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہونے والا حاجی ہے اور حج کے برکات و فضائل کو حاصل کرنے والا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے اپنی تحریرات و اشتہارات کی طاقت سے حج کو روکنے کی اسی طرح سے کوشش کی جیسے یمن کے ابرہہ نامی شخص نے اپنی فوجی طاقت کے بل بوتے پر حج بیت اللہ کو روکنا چاہا اور مرزا قادیانی کی مانند بیضہ سے ہلاک ہوا۔ چونکہ ان دونوں آدمیوں کا کردار حج کے روکنے میں برابر ہے۔ اس لئے

مرزا قادیانی کو اگر ابرہہ الہند کہا جائے تو بجا اور روا ہے۔ جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ مرزا قادیانی ۴۴۴ ”ابرہہ الہند بآباء حقاً ۴۴۴“ یعنی مرزا قادیانی حقیقتاً اپنے آباء و اجداد کے ساتھ ابرہہ الہند ہے۔
میں نے مرزائی اشعار کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے۔

زمین قادیان اب بے بہرم ہے کہ آیا اس پہ ہندو کا قدم ہے
بنی جب سے ہے وہ ہندو رعایا گیا انگریز ہندو اس پہ چھایا
کیا ہندو نے اس کو زیر اپنے نہیں دیتا ہے حق اس کو پنیے
ہے ڈنڈا اس پہ ہندو کا ہمیشہ لگاتا چوٹ ہے ڈنڈا ہمیشہ
کہا مرزا نے یہ ارض حرم ہے بنی لیکن وہ اب ارض صنم ہے
نکالا مل گیا جلسہ کو یاں سے گیا حج اس کا اس کی قادیاں سے
بنی یہ قادیاں ہندو کا گھر ہے نہ یاں حج ہے نہ حج کی کڑو فر ہے
ہوئے مرزا کے اندازے غلط یاں ہوا جلسہ یہاں کا داستاں یاں
گئی اولاد اس کی قادیاں سے نکالا مل گیا ان کو یہاں سے
ملی کافر کو کافر کی زمیں ہے اگر ہو شک تو وہ اس میں دفیں ہے
ملی تانیث اس کی قادیاں کو ملا تحفہ یہی اردو زباں کو
ہوئی اردو زبان اس سے ملوث کہ یہ چلتی ہے اردو میں مؤنث
ہوئی پیدا مؤنث سے مؤنث نہیں بلکہ مؤنث ہے مخنث

ہوا پیدا وہ اپنی قادیاں سے ملی تانیث اس کو بھی یہاں سے

رہا مرزا مؤنث قادیاں میں یہی تاثیر ہے دارالاماں میں

اگائی قادیاں نے ایک مریم یہ مریم بن گئی پھر ابن مریم

یہی ہے شعبدہ مرزا کا نادر کہ ہے جنات کے کرتب پہ قادر

وہ تھا خنثی مشکل قادیاں میں کہ تھا وہ مرد وزن اپنے مکاں میں

وہ تھا جماع زن مجموع مرداں کہ خنثی مشکل است او بیگماں

ذوالسنین ستارہ کا نکلنا اگر کبھی بوقت مرزا وقوع میں آیا ہے تو یہ اس کی ہلاکت کا نشان ہے۔

کیونکہ بعض منجمین اس ستارہ کو ذوالاسنان (دانتوں والا ستارہ) کہتے ہیں اور دیگر بعض منجمین

اس کو ذوالسنین (متعدد سالوں کے بعد نکلنے والا ستارہ) کا نام دیتے ہیں۔ پہلے نام کی بنا پر وہ کسی عظیم دجال کو یا عظیم فتنہ کو کہا جاتا ہے اور دوسرے نام کی بنیاد پر وہ کسی عظیم شخصیت کو عمر طویل اور بقائے دراز عطاء کرتا ہے۔ لہذا یہ ستارہ بحق مرزا ذوالاسنان تھا کہ مرزا قادیانی کو بہر جواب کتاب کی اشاعت کے چھ سال بعد ہلاک کر گیا اور اپنے دانتوں سے اس کو کھا گیا اور مولوی ثناء اللہ و پیر مہر علی شاہ صاحبان وغیرہ مخالفین مرزا کے حق میں ذوالسنین ثابت ہوا کہ ان لوگوں کو ہلاکت مرزا کے بعد چالیس سال تک زندہ رکھا۔

ساتویں ہزار کے سر پر مرزا قادیانی کا آنا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس ہزار کے سر پر مبعوث ہونے والی شخصیت صرف آنحضرت ﷺ ہیں مرزا قادیانی نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خلقت آدم علیہ السلام سے لے کر موسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار سال بنتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک دو ہزار سال ہوتے ہیں۔ اس حساب سے آپ ﷺ کی بعثت ٹھیک ساتویں ہزار کے سر پر ہوئی ہے جس کی تائید سورۃ فاتحہ کی سات آیتوں سے ملتی ہے۔ کیونکہ یہی سات آیتیں یہ اشارہ بھی کرتی ہیں کہ یہی سورت ساتویں ہزار کے سر پر نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس سورت کے نام ”الفاتحہ“ کا مطلب دو طرح پر ہے۔ ایک ”فاتحۃ الالف السابع“ بمعنی ساتویں ہزار کو شروع کرنے والی سورت ہے اور دوسرا مفہوم ”فاتحۃ المنازل السبعة القرآنیہ“ یعنی قرآن کی سات منازل کو شروع کرنے والی سورت ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے اس مفہوم کا اشارہ ملتا ہے۔

”ولقد اتیناک سبعاً من المثنی والقرآن العظیم (الحجر: ۸۷)“ ﴿ہم نے آپ کو دو طرفہ تعلق کی سات آیتیں اور قرآن عظیم عطاء کیا ہے۔﴾

یہاں پر لفظ ”المثنی“ سے مراد دو طرفہ تعلق ہے۔ کیونکہ یہی سات آیتیں ساتویں ہزار سال اور سات منازل قرآن سے متعلق ہیں اور وضاحت کرتی ہیں کہ یہی سات آیتیں آنحضرت ﷺ کو ساتویں ہزار کے شروع میں ملی ہیں۔ بنا برآں ساتویں ہزار کے سر پر آنے والا مرزا نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ ہیں۔

جیسا کہ ایک طویل حدیث سے جس کے راوی ضحاک ابن نوفل ہیں۔ ثابت ہے کہ آپ ﷺ ساتویں ہزار کے سر پر مبعوث ہوئے اور یہی حدیث بیہقی میں مذکور ہے اور الفاظ حدیث یہ ہیں -

”فالدنيا سبعة الاف سنة وانا في اخرها ايضاً“ ﴿یعنی دنیا کی موجودہ عمر سات

ہزار سال ہے اور میں آخری ہزار میں ہوں اور مفہوم یہ ہے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں۔ ﴿ اور مرزا قادیانی تقریباً نویں ہزار سال کے ٹلٹ گذرنے پر مدعی نبوت و مسیحیت بنا ہے۔ کیونکہ اس کی پیدائش ۱۲۵۸ھ میں ہوئی اور اس نے ۳۲ سال بعد ۱۲۹۰ھ میں دعویٰ نبوت و رسالت کیا۔ بنا برآں مرزا قادیانی آٹھویں ہزار سال کی تہائی گذرنے پر مدعی نبوت و رسالت بنا اور وہ نو ہزار سال کی پیداوار قرار پایا اور پھر اس شخص کا ادعا تیرھویں صدی عیسوی کے آخری حصہ کی پیداوار ہے۔ جیسا کہ میں قبل ازیں اس کی خود نوشتہ تحریرات سے بتا چکا ہوں کہ اس نے خود لکھا ہے کہ: ”مجھ پر مکالمات الہیہ کا سلسلہ ٹھیک سال ۱۲۹۰ھ سے شروع ہوا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۸)

اور پھر اس کے نام غلام احمد قادیانی کے پورے تیرہ صد اعداد بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ شخص چودھویں صدی کی بجائے تیرھویں کی پیداوار ہے۔ اگرچہ اس نے چودھویں صدی کا ابتدائی حصہ بھی پایا ہے۔ کیونکہ اس کی وفات سال ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ہے جو لفظ ”خبیث روح / ۱۳۲۶“ اور لفظ ”ذریۃ الشیطان / ۱۳۲۶“ سے بطریق اعداد حروف برآمد ہوتی ہے اور پھر ”سبعاً من المثنی“ کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو دو دفعہ اترنے والی آیات میں سے سورۃ فاتحہ کی سات آیات بھی ملی ہیں۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں مقامات پر اتری ہے اور دو نزول حاصل کرنے والی سورت ہے۔

اور بروئے حدیث شریف مرزا قادیانی اس مسیح موعود کا غیر ہے جو دمشق میں نازل ہونے والا ہے۔ وجوہات بطور ذیل ہیں۔

1..... نازل ہونے والے کا نام مسیح ابن مریم ہے اور یہ شخص غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے۔ اگر

بفرض محال اس کو مسیح ابن مریم بننے کا شوق ہے تو پھر اس کو ”ذریۃ البغایا“ اور بن باپ بننا پڑے گا اور غلام مرتضیٰ کی ولدیت سے علیحدگی اختیار کرنی ہوگی۔ کیونکہ یہ شخص بجائے مسیح و معالج کے مریض و علیل ہے اور مراق و کثرت بول کی دو خطرناک امراض میں مبتلا ہے اور ایک مرد غلام مرتضیٰ کو چھوڑ کر مریم نامی عورت کا بیٹا بنتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بن باپ ہو کر ظہور کرتا ہے۔ الفاظ حدیث درج ذیل ہیں:

”اذ بعث الله المسيح بن مریم فینزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بین مہرودتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین (الحديث)“ ﴿جب خدا تعالیٰ

مسیح ابن مریم کو برپا کرے گا تو وہ دمشق کے شرقی حصہ کے سفید مینار کے پاس دو زرد چادریں پہن کر اور دو فرشتوں کے پروں پر دو ہاتھ رکھ کر نزول کرے گا۔ ﴿

۲..... دمشق کے شرقی حصہ میں واقع ایک سفید مینار کے پاس نزول کرے گا۔ یعنی مینار سفید

پہلے سے دمشق کے شرقی حصہ میں موجود ہوگا اور بعد میں مسیح علیہ السلام اس کے قرب میں نزول کرے گا۔ لیکن اس شخص نے دعویٰ مسیحیت پہلے کر لیا اور بعد میں چندہ کر کے مینار سفید تعمیر کرایا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اس نے پانی سے استنجا پہلے کر لیا اور بعد میں ٹٹی کرنے بیت الخلاء میں چلا گیا اور ہمیشہ پلید اور نجس رہا۔ (غلام احمد / ۱۱۲۴) ”نجیس ارض / ۱۱۲۴“ یعنی غلام احمد زمین کا ایک پلید آدمی ہے۔

۳..... مسیح علیہ السلام بوقت نزول ایک محرم کی مانند احرام کی دو زرد چادروں میں ملبوس ہوگا اور حج یا عمرہ کے ارادہ سے نازل ہوگا۔ لیکن اس شخص نے حج و عمرہ سے متنفر ہو کر احرام کی دو زرد چادروں کو اپنی دو بیماریاں بنا لیا اور بجائے مسیح کے مریض بن کر ہمارے سامنے خم ٹھونک کر نمودار ہوا اور ہم نے اس کو ڈنڈا مار کر بھگا دیا۔

۴..... مسیح بوقت نزول از آسمان دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر یوں نزول کرے گا جیسا

کہ ایک جنگی ہوائی جہاز میں سے ایک فوجی اپنے دو ہاتھوں میں دو ہوائی چھتریاں لے کر نیچے اترتا ہے اور جنگ میں شامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام بھی بعد النزول میدان جنگ کے اندر دجال لعین کے خلاف اعلان جنگ کر کے شامل جہاد اور قائد مجاہدین بن جائے گا۔ لیکن مرزا قادیانی اپنی ساری زندگی میں منکر جہاد بن کر ایسے انگریز حکمران کی حمایت کرتا رہا جس کو وہ خود ہی دجال کہتا تھا۔ اب خلاصہ یہ رہا کہ مسیح علیہ السلام دجال کے خلاف جہاد کرے گا اور اس شخص نے خود گفتمے دجال کی حمایت کی اور اس کا ایک سپاہی بن کر زندہ رہا۔

۵..... یہاں پر دو فرشتوں کے ذکر سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح کا نزول آسمان سے ہوگا۔ کیونکہ

فرشتے اس کے مکین ہیں اور یہاں پر لفظ نزول اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہے جو اوپر سے نیچے کو آنا ہے اور بعثت کے مفہوم میں استعمال نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی چودھویں صدی کے سر پر آنے والا مجدد اسلام بھی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ میں سابقاً بتا چکا ہوں کہ یہ شخص تیرھویں صدی کے آخری حصہ کی پیداوار ہے۔ اگرچہ اس نے چہار دہم صدی کا ابتدائی حصہ بھی پایا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی تحریرات میں صاف طور پر اقرار کیا ہے کہ اس کے ایزدی مخاطبات و مکالمات کی ابتداء سال

۱۲۹۰ھ سے ہوئی ہے۔ جو تیرھویں صدی کا آخری حصہ ہے اور پھر اس کے نام ”غلام احمد قادیانی“ کے تیرہ صد (۱۳۰۰) اعداد بھی اس کو تیرھویں صدی کا ”غدار الدین / ۱۳۰۰“ اور غدار بالنبی / ۱۳۰۰ ظاہر کرتے ہیں اور ”اخبث القادیان / ۱۳۰۰“ بتاتے ہیں۔ دراصل مجدد دین کا مفہوم یہ ہے کہ دین کے اصول و احکامات پر غل و غش اور میل کچیل آچکی ہے۔ اس کو دور کر کے دین اسلام کو صاف ستھرا بنانے والا ہی مجدد اسلام ہے۔ لیکن دین اسلام کے اندر ترمیم و تنسیخ یا کمی بیشی کرنے والا مجدد اسلام نہیں ہے۔ بلکہ ایسا شخص مجدد اسلام اور مخرب دین ہے۔ ان حالات میں مرزا قادیانی کا جہاد اسلام کو منسوخ اور حرام و قبیح قرار دینا اور کامل ختم نبوت کو ناقص سمجھنا اور انگریز حکمران کی اطاعت و غلامی کو نصف اسلام کہنا اور اپنی جماعت کو انگریز کی وفادار فوج بتانا ایک عظیم گمراہی اور بے پردہ ضلالت ہے اور اس کو مجدد اسلام کے جلیل القدر اعزاز سے کوسوں دور بھگاتی ہے۔ اب یہاں پر وہ حدیث بھی نقل کی جاتی ہے جو ہمارے اور اس کے درمیان محل نزاع ہے۔ ”ان الله يبعث لهذه الامه على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها (الحديث)“ ”بلاشبہ خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو اس امت کے لئے برپا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔“

بروئے لغات عربیہ لفظ تجدید کا معنی کسی چیز کی میل کچیل کو دور کر کے اس کو صاف ستھرا اور نئے سرے سے پہلی شکل و صورت کے اندر پیش کرنا ہے۔ اس میں تراش و خراش کر کے اس کی پہلی شکل و صورت کو بگاڑنا یا اس کے کسی جزو کو اس سے نکال دینا یا کسی دیگر جزو کا اس میں اضافہ کرنا نہیں ہے۔ چنانچہ ابتداء اسلام سے امت محمدیہ کا دین و عقیدہ جہاد سیفی اور عقیدہ کامل ختم نبوت اور حریت اسلام وغیرہ پر مشتمل تھا۔ لیکن اس شخص نے ان عقائد حقہ کی تجدید اور ان کا تصفیہ و تزکیہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تخریب و تنسیخ اور ترمیم کی ہے اور ان میں کمی بیشی کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حکومت پاکستان ہر سال ریڈیو استعمال کرنے والوں کو

ہدایت کرتی ہے کہ میعاد لائسنس ختم ہونے پر وہ اپنے لائسنسوں کی تجدید کرائیں۔ ورنہ خلاف ورزی کرنے پر ان کو جرمانہ ہوگا یا سزا ملے گی اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ سابقہ سال کی طرح فیس ادا کر کے سابقہ فارم پر سابقہ شکل و صورت کا لائسنس بنوالیا جائے۔ اب اگر ایک لائسنسدار بیس روپے فیس کی بجائے دس روپے پر اپنا لائسنس بنوانا چاہے تو نہیں بنے گا۔ کیونکہ یہ تجدید لائسنس نہیں ہے۔ بلکہ تخریب و تنقیص لائسنس ہے اور حکومت کے قانون کی توہین و تحقیر ہے۔ یہی حال مرزا

قادیانی کا ہے ۴۳۴

کیونکہ اس شخص نے دین اسلام کے اصول و احکامات کے اندر شکست و ریخت اور کمی بیشی کر کے اسلام کی تجدید نہیں کی ہے۔ بلکہ اس کی تحقیر و تنقیص اور تخریب کی ہے اور اس کو اپنے باغیانہ خیالات کا تختہ مشق بنایا ہے۔ جیسا کہ اعداداً ثابت ہے۔ (غلام احمد = ۱۱۴۲) ”مخرب دین حقیقی = ۱۱۴۲“ یعنی غلام احمد قادیانی دین حق کا مخرب ہے اور پھر وہ صدی چہار دہم کے سر پر نہیں آیا بلکہ تیرھویں صدی کے آخری حصہ کی پیداوار ہے۔ کیونکہ ۱۲۹۰ھ کو اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں لکھا گیا ہے۔

عذر پنجم

یہ ہے کہ: ”عبداللہ آتھم کی موت پیش گوئی کے مطابق واقع ہوئی ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

اور ”لیکھرام بھی بموجب پیش گوئی چھ سال کے اندر مقتول ہوا ہے اور اس کا یوم قتل یوم عید سے ملا ہوا تھا۔“

(اعجاز احمدی ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۰)

جواب..... عرض ہے کہ پیش گوئی اوّل کی حقیقت یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی آتھم کے ساتھ مناظرہ توحید و تثلیث میں فاتح و کامران نہ ہوسکا اور اس کو لاجواب و ساکت بنا کر کامیابی کا تمغہ نہ جیت سکا تو آتھم کے ہاویہ میں گرنے کی پیش گوئی کر دی اور ساتھ ہی تقریباً ساٹھ نامور علماء و مشائخ کو مباہلہ کرنے کا نوٹس بذریعہ رجسٹری دے دیا۔ جن میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب بھی شامل تھے۔ حالانکہ اس کی مذکورہ دونوں باتیں خلاف قرآن و سنت تھیں اور اس کو ایسا کرنے کا قطعاً جواز میسر نہ تھا۔ کیونکہ قرآن حکیم اور آنحضرت ﷺ کا عمل صرف جھوٹے اور ضدی مناظر سے مباہلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے اور غیر متعلق اشخاص خصوصاً ایک مسلمان کے ساتھ

مباہلہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسا کرنے سے روکتا ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ مباہلہ کے اندر فریقین مباہلہ کی تعداد برابر ہو اور مباہلہ میں دونوں کے اہل و عیال اور بیوی بچے بھی شامل ہوں۔ قال تعالیٰ: ”فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتھل فنجعل لعنة الله على الكاذبین (آل عمران: ۶۱) ”علم و یقین آجانے کے بعد جو شخص دربارہ مسیح تجھ سے جھگڑتا ہے تو اس کو کہہ دیجئے کہ آجاؤ۔ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور ہم اپنے کو اور تم کو بلالیں اور مباہلہ کریں اور کاذبین پر خدا کی لعنت ڈالیں۔“ ﴿

۴ ۴ ڈالیں۔“ ﴿

آیت ہذا سے بالصراحت واضح ہے کہ مباہلہ اتمام حجت اور اقامت برابین کے بعد ہونا چاہئے اور پھر فریقین مباہلہ کی تعداد برابر ہو اور مباہلہ میں فریقین مباہلہ کے بیوی بچے بھی شامل مباہلہ ہوں۔ کیونکہ ان کے شامل کرنے سے جھوٹا فریق بالضرور مرعوب و مغلوب ہو جاتا ہے اور سچا فریق فاتح و فائق رہتا ہے اور مباہلہ صرف مباحثہ میں حصہ لینے والے اشخاص ہی کر سکتے ہیں اور غیر متعلق اشخاص کو شامل مباہلہ کرنا بھی درست نہیں ہے اور ان کے خلاف کسی قسم کی اندازی و تہدید کارروائی کرنا بھی آداب مباہلہ میں شامل نہیں ہے۔ بنا برآں اگر مرزا قادیانی کو شوق مباہلہ دامن گیر تھا تو وہ صرف فریق مباحثہ عبداللہ آتھم اور اس کے معاونین سے کر سکتا تھا۔ غیر متعلق علماء و شیوخ کو دعوت مباہلہ دینا خلاف قرآن و سنت ہے اور پھر مباہلہ میں فریق مباہلہ بننا بھی صحیح نہیں ہے اور پھر مباہلہ سے اپنے بیوی بچوں کو الگ رکھنا بھی آداب مباہلہ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ بہر حال مرزا قادیانی نے اپنے اپنائے ہوئے کردار مباہلہ سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اسرار قرآن اور معارف فرقان کا آشنا اور شناسا نہیں ہے۔ ورنہ وہ ایسا کرنے سے ضرور بالضرور گریز کرتا۔

اب ہم اصل پیش گوئی کی طرف آتے ہیں اور اس کا صحیح تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ پیش گوئی کی عبارت بطرز ذیل ہے: ”اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔“

(جنگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲)

چنانچہ اس عبارت سے یہ پایا جاتا ہے کہ مرزا اور آتھم کے مابین موضوع بحث صرف توحید و تثلیث تھا اور مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ توحید حق ہے اور تثلیث باطل ہے اور آتھم توحید کو باطل اور تثلیث کو حق ثابت کرنے والا تھا۔ بنا برآں مرزائی پیش گوئی کا یہ مطلب تھا کہ اگر آتھم نے تثلیث کو

چھوڑ کر توحید کی طرف رجوع نہ کیا۔ جب کہ وہ ایک مدت سے توحید کا قائل تھا تو وہ ذلت کے گڑھے میں گرایا جائے گا۔ یعنی وہ پندرہ ماہ کے اندر ضرور بالضرور ذلیل ہوگا۔ مگر آتھم نے نہ توحید خداوندی کی طرف رجوع کیا اور نہ اس کو کسی قسم کی ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ بلکہ مرزائی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی۔ کیونکہ وہ عمر بھر منکر توحید رہ کر قائل تثلیث رہا اور بھلی صحت و سلامت سے زندہ رہا۔

مرزا قادیانی نے اپنی پیش گوئی کی حج میں یہ عذر پیش کیا ہے کہ آتھم نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو بلفظ دجال ذکر کیا ہے اور مرزائی پیش گوئی کے اندر رجوع الی الحق سے مراد آتھم کا لفظ دجال کو واپس لینا ہی ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ عذر پیش کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دوران مباحثہ یہ لفظ زیر بحث نہیں آیا۔ بلکہ صرف توحید و تثلیث ہی موضوع مباحثہ رہے۔ ان حالات میں رجوع الی الحق کو لفظ دجال کے واپس لینے پر چسپاں کرنا درست اور حق بجانب نہ رہا۔ بلکہ پیش گوئی کے لئے رجوع الی الحق سے مراد قبول توحید رہا جس کو آتھم نے مرتے دم تک قبول نہیں کیا اور وہ بدستور قائل تثلیث رہا اور مرزائی پیش گوئی کی مکمل طور پر تغلیط و تضلیل کر گیا۔ بنا برآں پیش گوئی کے لفظ رجوع الی الحق کو لفظ دجال سے چسپاں و مرتبط بتانا بلاوجہ کی سینہ زوری اور بے مطلب شورشوری ہے۔

باقی رہا آتھم کے قسم کھانے کا معاملہ جس کو اس نے رد کر دیا اور قسم نہ کھائی قابل تصفیہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آتھم مرزا قادیانی کی طرح حریص زر اور عاشق دولت نہیں تھا کہ وہ مرزائی چکر میں آجاتا اور قسم کھا کر مرزا قادیانی سے چار ہزار روپے کی خطیر رقم بٹور لیتا۔ مگر وہ اس کی مانند زر پرست اور لالچی نہیں تھا۔ بلکہ وہ صاحب جائیداد اور باتمیز شخص تھا۔ جس نے لالچ پر قسم کھانے سے گریز کیا۔

پیش گوئی دوم متعلقہ لیکھ رام کے متعلق عرض یہ ہے کہ وہ ایک آریہ سماجی شخص تھا اور گوسالہ پرستی کا منکر اور توحید کا قائل تھا۔ مرزا قادیانی سے اس کا اختلاف صرف رسالت محمدیہ کے بارے میں تھا۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کی بجائے رشی دیانند کی رسالت کا معتقد تھا اور اسی کا پیروکار اور مقلد تھا اور محمدی تعلیم و تقلید سے منحرف تھا۔ اس پر مرزا قادیانی نے اس کو اپنے نشانات دکھلانے کے لئے قادیان آنے کی دعوت دی اور وہ بے خوف و خطر قادیان میں آگیا اور مرزائی نشانات دکھلانے کے لئے ایک مدت تک انتظار کی۔ مگر مرزا قادیانی اس کو اپنا ایک نشان

بھی نہ دکھلا سکا اور بے حد رسوا اور پریشان ہوا اور حیلے بہانے تراشنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ اپنی پریشان کن رسوائی اور ہوش ربا خجالت کو مٹانے اور اس پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنا درج ذیل الہام شائع کر دیا۔ "عجل جسداً له خوار له نصب وعذاب" "جسم بچھڑا بن کر ڈکارتا ہے۔ اس کے واسطے تھکن اور دکھ ہے۔"

(تذکرہ ص ۲۸۱ بطبع سوم)

جواب اولاً

یہ ہے کہ یہ الہام خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ اس میں ایک ایسے شخص کو بچھڑا کہا گیا ہے جو بچھڑا پرستی اور الویت گوسالہ کا منکر تھا اور اس کے خلاف قلمی و زبانی تردید کیا کرتا تھا۔ پھر بھی اگر بزعم مرزا یہی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر اس سے خدا تعالیٰ پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے دوست و دشمن کے امتیاز سے بالکل غافل اور ساہی ہے۔ کیونکہ اس نے بچھڑا پرستی کے مخالف کو بچھڑا کہہ کر اس کی بے توقیری اور اپنی بے تدبیری کا ثبوت بہم پہنچایا ہے جو شانِ خداوندی کو زیب نہیں دیتا۔

ثانیاً

یہ کہ الہام ہذا کے فقرہ اول سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ ڈکارنے والے بچھڑے کی طرح زندہ رہے گا اور بچھڑے کے ڈکارنے کی مانند بے مطلب اور لایعنی بکواسیں کرتا رہے گا۔

ثالثاً

یہ کہ الہام ہذا کے دوسرے حصہ سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ وہ زندہ رہ کر بحالت زندگی ایک قسم کا رنج اور دکھ پائے گا۔ اس کے مرنے یا قتل ہونے کے لئے یہاں پر کوئی لفظ موجود نہیں ہے جو مرزا کے مطلب کی تائید و توثیق کر سکے۔ ہاں! اگر یہی الہام بطور ذیل ہوتا اور اس میں لفظ ”نار“ کا اضافہ کر دیا جاتا تو پھر اس سے مرزا کے مطلب کی تصدیق ہو جاتی اور الفاظاً دونوں فقرے برابر رہتے۔

”عجل جسداً له خوار له نصب وعذاب ونار“ جسم بچھڑا ڈکارتے ہوئے تھکن دکھ اور ہلاکت پائے گا۔

مگر چونکہ یہ الہام رحمانی نہیں تھا بلکہ شیطانی تھا۔ اس لئے اس میں مناسب لفظ کی کمی ہو گئی اور الہام مذکور مرزا کے مقصد کا مؤید و مصدق نہ بن سکا۔

رابعاً

یہ کہ الہام ہذا سے یہ نہیں پایا جاتا، کہ وہ چھ سال کے عرصہ میں مرے گا یا قتل ہوگا۔ چھ سال کی تحدید مرزا قادیانی کی خود ساختہ ہے اور بعد کا اضافہ ہے۔

مزید برآں مرزا قادیانی نے اپنے درج ذیل عربی شعر سے بھی لیکھرام کی موت بالقتل پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے:

وبشرنی ربی وقال مبشراً ستعرف یوم العید والعید اقرب

(حقیقۃ الوحی ص ۲۸۶ ، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹۹)

اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی اور بشارت دیتے ہوئے کہا کہ تو عنقریب روز عید کو جان لے گا اور عید بہت قریب ہے۔ استدلال یوں کیا گیا ہے کہ یوم العید سے مراد مسلمانوں کا روز عید ہے اور ”والعید اقرب“ سے مراد لیکھرام کے قتل کا روز عید ہے اور مطلب یہ ہے کہ لیکھرام کے قتل کا روز عید مسلمانوں کے روز عید سے ملا ہوا ہوگا۔ چنانچہ لیکھرام رمضان شریف کی عید کے بعد آنے والے دن یکم شوال کو مقتول ہوا جو ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کا دن تھا۔

الجواب اولاً

یہ ہے کہ جب شعر ہذا کے سیاق و سباق میں لیکھرام کا ذکر موجود نہیں ہے تو پھر اس شعر کے اندر لیکھرام کو لے آنا اور غیر موجود کو موجود بتانا قطعاً درست نہیں ہے۔

ثانیاً

یہ کہ جب ایک معرّف باللام لفظ کو دوبارہ معرّف باللام لایا جائے تو دونوں جگہ پر اسی لفظ کا ایک ہی مفہوم و مطلب ہوگا۔ جیسے : ”اشتریت الفرس ثم بعت الفرس“ میں نے گھوڑے کو خریدا اور پھر گھوڑے کو فروخت کر دیا۔ بنا برآں اس فقرہ کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ خرید ہونے والا گھوڑا اور بکنے والا گھوڑا ایک ہے دو نہیں ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے شعر بالا میں یوم العید سے مسلمانوں کا روز عید مراد لیا ہے۔ اس لئے فقرہ ”والعید اقرب“ سے بھی مسلمانوں کا روز عید مراد ہوگا اور مفہوم یہ ہوگا کہ تو عنقریب مسلمانوں کے روز عید کو جان لے گا اور مسلمانوں کا روز عید بہت قریب ہے۔ اسی طرح اگر بقول مرزا لیکھرام کے روز قتل کو دوسرے ”العید“ سے مراد لیا جاوے تو پھر اس کو ”یوم العید“ میں قتل ہونا تھا جو نہیں ہوا۔ کیونکہ بظاہر متبادر لفظ ”العید“ سے مراد ایک

ہی روز عید ہے۔ جس میں مسلمانان ہند نماز عید پڑھیں گے اور لیکھرام قتل ہوگا۔ مگر لیکھرام عید رمضان کے دن میں مقتول نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے اگلے دن میں مارا گیا۔

ثالثاً

یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کو بذریعہ شعر پیش گوئی کرنی تھی اور مرزائی ملہم نے مرزا قادیانی کو صحیح طور پر بشارت دینی تھی تو زیر نزاع شعر بطور ذیل ہونا چاہئے تھا۔

وبشرنی ربی بان عدو حق سیقتل بعد العید والقتل اقرب

اور خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ حق کا دشمن (لیکھرام) عید کے بعد قتل ہوگا اور اس کا قتل عید سے بہت قریب تر ہے۔

لیکن اس شعر کے بالمقابل مرزائی شعر جس پر مرزا قادیانی کو ناز وافتخار ہے بالکل حامل پیش گوئی نہیں بن سکتا اور نہ اس کو کوئی عقلمند اور سلیم الفطرت آدمی پیش گوئی کا نام دے سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں قاتل ومقتول دونوں کے لئے کوئی اشارہ موجود نہیں ہے جیسا کہ میرے شعر سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عدد حق لیکھرام ہے اور پھر لفظ سیقتل سے ضمناً قاتل بھی ذہن میں آجاتا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (نزول المسیح ص ۱۸۴، ۱۸۵، خزائن ج ۱۸ ص ۵۶۲، ۵۶۳) کے اندر لیکھرام والی پیش گوئی کے لئے ایک ساتھ دو تاریخیں (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء) لکھی ہیں۔ حالانکہ ایک تاریخ ہونی چاہئے تھی اور پھر دونوں تاریخوں کے درمیان سات سال فاصلہ حائل ہے اور ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار ہلاکت لیکھرام کی پیش گوئی شائع کر کے اس کو آگاہ کیا کہ تو چھ سال کے عرصہ تک کسی بولناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔ مگر وہ اس عرصہ میں کسی قسم کے درد اور عذاب میں گرفتار نہ ہوا۔ بلکہ بخیر وسلامتی زندہ رہا اور اپنے مشاغل میں مشغول رہا۔ چنانچہ اس کو بروئے پیش گوئی مرزا ۲۰ فروری ۱۸۹۲ء تک معذب بعذاب ہونا تھا۔ مگر وہ نہ ہوا اور مرزا قادیانی کو اس سے سخت رسوائی اور ندامت اٹھانی پڑی اور احباب و اغیار کے سامنے سخت تر رسوا اور پریشان رہا اور اس سے ایک سال تک چھیڑ چھاڑ بند کردی اور اپنی زبان بندی وخاموشی کا پابند ہو گیا اور پھر از سرنو ۷ سال کے بعد مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو دوبارہ ۶ سال کے اندر ہلاکت لیکھرام کی پیش گوئی کا ایک اشتہار شائع کر دیا اور وہ

اسی اشتہار کے مطابق ہلاک ہو کر جہنم رسید ہوا۔ لیکن کبھی کبھی ایک جھوٹے آدمی سے بھی سچی بات کہی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ بطور ضرب المثل کہا گیا ہے: ”قد یصدق الکذوب“ کبھی جھوٹا آدمی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ بنا برآں دوسری تاریخ اس کو سچا نہیں بنا سکتی۔ جب کہ پہلی تاریخ نے اس کو جھوٹا کاذب ثابت کر دیا ہے۔ بہر حال چونکہ پہلے اشتہار سے اس کا کذب و بطلان ثابت ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ کذب و بطلان کا داغ سے حتماً داغدار بن گیا اور بعد کی صفائی ستھرائی بے کار اور غیر مفید رہی۔

ہاں! مرزا قادیانی بذات خود اپنی بدنام اور اذیت ناک کتاب ”اعجاز احمدی“ کی اشاعت کے بعد چھ سال کے عرصہ میں ضرور ہلاک ہوا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب سال ۱۹۰۲ء میں مرتب ہو کر شائع ہوئی اور مرزا قادیانی اشاعت کتاب کے چھ سال بعد ۱۹۰۸ء میں شہر لاہور کے اندر ہلاک ہو کر اپنے پیدائشی قصبہ قادیان میں مدفون خاک ہوا۔ سچ ہے۔

”چاہ کن را چاہ در پیش“ یا ”کردنی خویش آمدنی پیش“ یا ”جیسی کرنی ویسی بھرنی“ مشہور مثالیں ہیں۔ چنانچہ لیکھرام کو چھ سال کے اندر مارنے والا مرزا خود چھ سال کے اندر ہلاک ہو گیا اور اپنے موضوعان پیش گوئی عبداللہ آتھم اور لیکھرام کو لا جواب اور ساکت نہ کر سکا۔ جس سے اس کی سخت تر اور فضیح تر رسوائی ہوئی اور اپنے دوستان و دشمنان کے آگے سر اٹھانے کے قابل نہ رہا اور مرتے دم تک اپنی دونوں پیش گوئیوں کی تصحیح میں بیرا پھیری اور حیلے بہانے تراشتا رہا۔ لیکن ان کا تسلی بخش دفاع نہ کر سکا اور آخر دم تک کڑھتا رہا۔ اب میں ان مرزائی پیش گوئیوں کے بالمقابل اپنی چند پیش گوئیاں اور چند درخشاں نشانات پیش کرتا ہوں تا کہ قارئین حضرات فریقین کی پیش گوئیوں اور نشانات کا موازنہ کر سکیں اور مرزائی الہام اور قادیانی کشوف سازی کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

چند محمدی پیش گوئیاں

پیش گوئی اول در بارہ لفظ توفی

پیش گوئی اول یہ ہے کہ مرزائیت کا ایک مشہور اور نامور مبلغ جلال الدین شمس نامی ایک شخص تھا جس سے میں اس وقت متعارف ہوا جب کہ یہ شخص بہاول پور کے مشہور مقدمہ تنسیخ نکاح (مسماء عائشہ) بنام عبدالرزاق مرزائی میں بطور گواہ مدعا علیہ کے عدالت سول جج بہاول پور میں پیش ہوا اور مرزا و اہل مرزا کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے اپنا زبانی و تحریری بیان پیش عدالت کیا۔

میں نے اس کو بذریعہ ایک خط مسجل (رجسٹرڈ) کے اطلاع دی کہ اگر میں مرزا قادیانی کے چیلنج لفظ ”توفی“ اور لفظ ”الدجال“ کو دلائل و براہین سے غلط ثابت کردوں تو کیا آپ لوگ مجھ کو دونوں موجودہ انعامات ادا کرو گے یا نہیں۔ ان کی جانب سے مجھے اطلاع ملی کہ چیلنج اول کے کشتہ کرنے پر آپ کو متعلقہ موجودہ انعام دے دیا جائے گا۔ لیکن چیلنج دوم کے متعلق خاموشی اور سکوت اختیار کیا گیا اور مجھ سے مطالبہ کیا گیا کہ میں اپنی چیلنج شکن مثال ان کے سامنے لاؤں تا کہ ان کو مثال کی

صحت و استقامت کا اندازہ ہو سکے۔ میں نے ان کو درج ذیل آیت قرآن بمعہ مختصر تشریح کے
بہجوادى اور ان سے ان کے فیصلہ کی ترسیل کا مطالبہ کیا۔ قال تعالى:

"يعيسى انى متوفيك ورافعك الى ومطهرک من الذین کفروا (آل عمران: ۵۵)" اے عیسیٰ! میں تجھے
پورا وصول کرنے والا اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔"

چونکہ مرزا قادیانی کا چیلنج یہ تھا کہ: "اگر کوئی شخص قرآن کریم یا حدیث رسول اللہ سے یا اشعار
وقصائد نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ "توفی" کا لفظ خدا تعالیٰ
کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات
دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے
تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ میں ایسے شخص کو اپنا کوئی
حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ کے لئے اس کے کمالات
حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔"

(ازالہ اوہام ص ۹۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰۳)

اس لئے میں نے مذکورہ بالا پیش کردہ آیت کی یہ تشریح و توضیح پیش کی کہ فقرہ جارہ مجرور "من
الذین کفروا" علی سبیل التنازع جو علمائے نحو کا ایک مشہور نحوی مسئلہ ہے۔ اپنے ماقبل کے تینوں
الفاظ "متوفیک" اور "رافعک الی" اور "ومطهرک" کے ساتھ متعلق ہے اور آیت ہذا کی اصل عبارت
بطور ذیل ہے: "يعيسى انى متوفيك من الذین کفروا ورافعک الی من الذین کفروا ومطهرک من الذین
کفروا"

اور اس پر میرا استدلال یہ ہے کہ بصورت بالا لفظ "توفی" کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول ذی روح انسان
(حضرت عیسیٰ) ہے اور معنی قبض جسم اور پورا پورا وصول کرنا ہے۔ مارنا اور وفات دینا نہیں ہے۔

چنانچہ اب معنی آیت بصورت بالا یوں ہے کہ: "اے عیسیٰ! میں تجھ کو کفار سے پورا پورا وصول کرنے والا ہوں اور تجھ کو کفار میں سے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے تیری تطہیر کرنے والا ہوں۔"

ان حالات میں جب لفظ "توفی" کا صلہ حرف من واقع ہو جیسا کہ میری توجیہ کے مطابق آیت بالا میں موجود ہے تو اس لفظ کا معنی صرف قبض جسم اور پورا پورا وصول کرنا ہے۔ جیسا کہ لغت کی مشہور کتاب "المنجد" میں مذکور ہے۔

”توفیت من فلان مالی علیہ“ میں نے فلاں آدمی سے اپنا پورا مال وصول کر لیا جو اس کے ذمہ تھا۔

بنا برآں میں نے بفضلہ تعالیٰ اور بتائید قرآن مجید مرزا قادیانی کا چیلنج لفظ ”توفی“ غلط ثابت کر دیا ہے اور اب میں موعودہ انعام لینے کا مستحق قرار پا چکا ہوں اور پھر میری توجیہ میرا ایک علمی نشان ہے۔ کیونکہ دیگر کسی مفسر نے اسی توجیہ کو اپنی تفسیر میں نہیں لیا۔ قلت:

بھر عیسیٰ دعویٰ قرآن چیت قبض جسم و تا قیامت زند گیت

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مجید کا کیا دعویٰ ہے۔ ایک جسم کو قبضہ میں لینا اور قیامت تک کی زندگی دینا ہے۔

معنی لفظ توفی نزد او اخذ عیسیٰ وافیاً ای کله

۲..... اس کے نزدیک لفظ توفی کا معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکمل طور پر اور بکلی وصول کر لینا ہے۔

میرزا از فہم آیہ دور ماند کہ نجات از موت را خود موت خواند

۳..... مرزا قادیانی آیت کے سمجھنے سے دور رہ گیا۔ کیونکہ اس نے موت سے بچنے کو خود موت کہہ دیا۔

موت عیسیٰ زو سراسر افترا است نزد قرآن مفتری خود میرزا است

۴..... اس کی طرف سے عیسیٰ کو موت دینا بالکل افتراء ہے اور قرآن مجید کے نزدیک خود مرزا قادیانی ہی مفتری بنتا ہے۔

اے جلال الدین دین او واگذر کہ زقرآن دین او دارد فرار

۵..... اے جلال الدین! اس کے دین کو چھوڑ دے۔ کیونکہ اس کا دین قرآن مجید سے بھاگتا ہے۔

دین او از آیہ قرآن رفت کہ زآیہ دین او را شد شکست

۶..... اس کا دین قرآن عزیز کی آیت کو چھوڑ گیا۔ کیونکہ آیت سے اس کے دین کو شکست

ہو گئی ہے۔

بے خبر از راز این آیہ مشو برپے او ہمچو بے چشماں مرو

۷..... اس آیت کے راز سے بے خبر نہ بن اور نابینوں کی مانند اس کے پیچھے نہ چل۔

میرزا در قعر این آیہ نرفت ہیچ از آیہ بوئے مایہ نرفت

۸..... مرزا قادیانی اس آیت کی گہرائی میں نہیں گیا اور آیت کی طرف سے اس کو کوئی سرمایہ

نہیں ملا۔

۵۲

ماند بر ساحل تہ دریا

۹..... وہ کنارہ پر رہا اور دریا

قد توفاه من الکفار ”خدا تعالیٰ نے اس کو کا فرق جانتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ میری لاجواب ہو گیا اور اس کی جلالت اطراف سے یہ عذر پیش کیا گیا کہ م ابطال چیلنج کے لئے دیگر آیت با خط کا جواب نہیں ملے گا۔ میں نے اور لکھا کہ مرزائی چیلنج میں نہ کسی قس دیا گیا ہے۔ بلکہ چیلنج شکن مثال

۵

عذر تو از راہ حق معقول

۱..... تیرا عذر حقانیت کرے ل

گر تو داری خوف حق اے

۲..... اگر تو اپنے دل میں خ

عذر تو این جا یقیناً با

۳..... یہاں پر تیرا عذر یقی

ہو چکی ہے۔

غور کن این جا کہ عقلت ک

۴..... یہاں پر غور کر کیونکہ

نہیں ہے۔

دانم عذرت را کہ او

۵..... میں جانتا ہوں کہ

شگاف آ گیا ہے۔

ماند بر ساحل بہ دریا نرفت ہند را ورزید و در بطحا نرفت

۹..... وہ کنارہ پر رہا اور دریا کی گہرائی میں نہیں گیا۔ ہندوستان کو اختیار کیا اور حجاز میں نہ گیا۔

قد توفاه من الکفار چہست گر تو دانی فرق را در موت و زیست

"خدا تعالیٰ نے اس کو کفار سے وصول کر لیا" کا کیا مطلب ہے۔ اگر تو موت اور زندگی کا فرق جانتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ میری مذکورہ بالا توجیہ کے پیش ہونے پر جلال الدین شمس بالکل لاجواب ہو گیا اور اس کی جلالت الٹ کر خجالت کی صورت اختیار کر گئی اور بحالت گھبراہٹ اس کی طرف سے یہ عذر پیش کیا گیا کہ چونکہ آیت زیر بحث فریقین کے درمیان متنازعہ فیہ ہے۔ اس لئے ابطال چیلنج کے لئے دیگر آیت یا کوئی حدیث یا کوئی عربی شعر پیش کیا جاوے۔ ورنہ تمہیں تمہارے خط کا جواب نہیں ملے گا۔ میں نے اسے اسی عذر کے جواب میں درج ذیل اشعار لکھ کر بھجوا دیئے اور لکھا کہ مرزائی چیلنج میں نہ کسی قسم کی تحدید و تخصیص موجود ہے اور نہ کسی آیت و حدیث کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ چیلنج شکن مثال کے مطالبہ کو عمومیت کا مقام دیا گیا ہے۔ قلت:

عذر تو از راہ حق معقول نیست کہ برت احوال او مجہول نیست

۱..... تیرا عذر حقانیت کے لحاظ سے معقول نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ پر اس کی حالت مخفی نہیں ہے۔

گر تو داری خوف حق اندر دلت زود بیرون آر خود را زین گلت

۲..... اگر تو اپنے دل میں خوف خدا رکھتا ہے تو جلد تر اپنے آپ کو اس کیچڑ سے نکال لے۔

عذر تو این جا یقیناً ہے پرست پیش تیرم مرگ او لازم ترست

۳..... یہاں پر تیرا عذر یقیناً ہے پر ہو چکا ہے اور میرے تیر کے آگے اس کی موت لازمی ہو چکی ہے۔

غور کن ایں جا کہ عقلت لنگ نیست گامزن کہ راہ بر تو تنگ نیست

۴..... یہاں پر غور کر کیونکہ تیری عقل لنگڑی نہیں ہے اور قدم مار کر چل کیونکہ تجھ پر راستہ تنگ نہیں ہے۔

دانم عذرت را کہ او مدقوق شد و از تعصب قلب تو مشقوق شد

۵..... میں جانتا ہوں کہ تیرا عذر مدقوق بن گیا ہے اور تعصب کی وجہ سے تیرے دل میں شگاف آگیا ہے۔

من فریسم آیہ قرآن ترا کوز آیات نزاع باشد ورا

۶..... میں تجھے قرآن کی ایک ایسی آیت بھیجوں گا جو آیات نزاع کے علاوہ ہوگی۔

لیک چورو باہ داری صد حیل باحیل کے دور باشی از علیل

۷..... لیکن تو لومڑی کی مانند سینکڑوں حیلے رکھتا ہے۔ حیلوں کی موجودگی کے ساتھ تو ایمانی

بیماری سے دور نہیں رہے گا۔

چوں غراب حیلہ ساز و مکر باز حیلہ ہاؤ مکرہا داری دراز

۸..... تو حیلہ باز اور فریبی کوئے کی طرح، لمبے چوڑے فریب اور حیلے رکھتا ہے۔

کیست بہر صحت و سقمش کفیل کہ توئی در فن خود دانا جمیل

۹..... اس کی صحت اور سقم کا کون شخص ضامن ہے جب کہ تو اپنے فن کے اندر ایک

سمجھدار حیلہ

باز ہے۔

حیلہ ہارا دور کن صحت بخواہ کہ بقرآن مرض تو جوید پناہ

۱۰..... تو حیلوں سے الگ ہو جا اور تندرستی مانگ لے۔ کیونکہ تیری بیماری قرآن مجید کے پاس

پناہ لیتی ہے۔

جہد کن این آیہ را بر چشم نہ کہنہ مرض خویش را زو ساز بہ

۱۱..... کوشش کر کے اس آیت کو آنکھوں پر رکھ دے اور اس سے اپنی پرانی بیماری کو اچھا کر لے۔

من دوائے توز قرآن جستہ ام ہم بقرآن علت را کشتہ ام

۱۲..... میں نے تیری دوا قرآن مجید سے تلاش کر لی ہے اور قرآن کی مدد سے میں نے تیری بیماری کو قتل کر دیا ہے۔

ہست قرآن شافی اسقام ما او دوائے روح ما اجسام ما

۱۳..... قرآن مجید ہماری بیماریوں کے لئے شافی علاج ہے اور وہ ہمارے ارواح و اجسام کا علاج ہے۔

این کتاب ماست شمشیر صقیل بہر کشتن کذب ہائے ہر دجیل

۱۴..... ہماری یہی کتاب ہر دجال کے جھوٹوں کو کاٹنے کے لئے تیز تلوار کا کام دیتی ہے۔

میرے اسی خط کے پہنچنے پر جلال الدین شمس نے میرے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا اور اس پر یہ عذر لنگ پیش کیا کہ تم مرزا قادیانی کو سخت سست کہتے ہو اور ان کے احترام کو پیش

نظر نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس کا یہی الزام باطل تھا اور فرار کر جانے کا ایک ناروا حیلہ تھا۔ بحالات بالا میں نے اس کو متعدد بار لکھا کہ آپ راہ گریز اختیار نہ کریں اور خط و کتابت کے رواں سلسلہ کو درمیان سے نہ کاٹیں۔ تا کہ مسئلہ توفی کسی نتیجہ خیز مرحلہ پر پہنچ سکے۔ مگر اس شخص نے مردگان کی سی خاموشی اپنائی اور اپنے کئے ہوئے تمام وعدوں سے منحرف ہو گیا۔ اس پر میں نے مجبور ہو کر بطریق حرف آخر کے اس کو درج ذیل اشعار لکھ کر بھجوادینے اور نتیجہ کی انتظار میں منتظر رہنے لگا۔ قلت:

تو حقائق را ده نام شتام ہم شتام را نگو قول سلام

۱..... تو حقائق کو گالیوں کا نام نہ دے اور گالیوں کو سچی بات مت کہہ۔

قول من را شتم گفته نه مرو گر تو مردی قول حق از من شنو

۲..... میری بات کو گالی کہہ کر مت چھوڑ۔ اگر تو جوان مرد ہے تو سچی بات مجھ سے سن۔

از من واز قول من یابی حیات گر روی از من روی اندر ممات

۳..... تو مجھ سے اور میری بات سے زندگی پائے گا اور اگر تو مجھے چھوڑے گا تو موت کے اندر چلا جائے گا۔

قول من جویان حق را حق نمود ہر کہ از حق رفت شد قوم ثمود

۴..... میری بات نے طالبان حق کو حق دکھا دیا اور جو شخص حق سے منحرف ہوا وہ قوم ثمود بن گیا۔

قول من حق است قول حق بگیر ورنہ اندر کذب رو در کذب میر

۵..... میری بات سچ ہے اور سچ بات کو لے لے۔ ورنہ جھوٹ کرے اندر جا کر مر جا۔

از من مسکین نور دیں بگیر گر نگیری تا ابد ماننی ضریر

۶..... مجھ مسکین سے دین کی روشنی حاصل کر لے۔ اگر حاصل نہیں کرے گا تو ہمیشہ کے لئے

بے بصر رہے گا۔

دامن مرزا ات جملہ تیرگی است شمس را تقلید بندہ خیرگی است

۷..... تیرے مرزا کا دامن سیاہی سے پر ہے اور شمس کو غلام کی پیروی پر شرم آنی چاہئے۔

گر جلال دین خواہی از خدا خویش را از دین مرزا کن رہا

۸..... اگر تو خدا تعالیٰ سے دین کا جلال مانگتا ہے تو اپنے کو مرزائی دین سے آزاد بنالے۔

نزد این مرزا جلال دین کجاست کہ جلال دین از بندہ جداست

۹..... اسی مرزا کے پاس جلال دین نہیں ہے۔ کیونکہ دین کا جلال ایک غلام سے الگ رہتا ہے۔

واضح ہونا چاہئے کہ میرے اشعار بالا میں جلال الدین شمس کے بارے میں ایک واضح پیش گوئی تھی کہ اگر وہ میرے پیش کردہ حق (حیات مسیح) کو دل سے تسلیم نہیں کرے گا تو اس پر اتمام حجت قائم ہونے کے بعد موت آ جائے گی۔ جیسا کہ اشعار بالا میں وضاحت ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ اس نے میری درخواست حق کو قبول نہ کیا۔ اس لئے بحالت گھبراہٹ و حواس باختگی ربوہ (چناب نگر) چھوڑ کر اپنے گھر واقع سرگودھا میں چلا گیا اور صاحب فراش ہو کر اپنی موت کی انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ یہ شخص میرے خط کے گیارہ دن بعد مورخہ ۱۵، ۱۶ نومبر ۱۹۶۶ء کی درمیانی شب کو ہلاک ہو کر وفات پا گیا اور میری پیش گوئی صاف طور پر اور جلد تر پوری ہو گئی۔ اس پر میں نے مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۷ء کو قاضی محمد نذیر لائل پوری اور شیخ مبارک احمد کو بطور خاص خط لکھ کر ان سے استصواب رائے اور وقوع پیش گوئی کے بارے میں ان کی آراء دریافت کی۔ مگر دونوں فاضلان نے خاموشی اختیار کر کے میری پیش گوئی کی تصدیق کر دی اور اس کو صحیح اور تیر بہدف تسلیم کر لیا اور پھر میں نے مرزائی چیلنج کے توڑنے پر ان سے ایک ہزار روپیہ انعام کا بھجوانے کے لئے کئی دفعہ خط لکھا۔ مگر وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے اور ہلاکت میں چلے گئے۔

محمدی چیلنج بنام خلیفہ آف ربوہ

میں نے بفضلہ تعالیٰ اور بکرم ایزدی مرزا قادیانی کے چیلنج لفظ ”توفی“ کو اپنی پیش کردہ آیت ”یعسیٰ انی متوفیک“ سے شکستہ اور ریزہ ریزہ کر کے اس کے ذرات ہوا میں اڑا دیئے ہیں۔ جن کو آج تک امت مرزائیہ جمع نہیں کر سکی۔ بلکہ اپنے چیلنج کے دفاع سے عاجز آ کر خاموشی سے یارا نہ گانٹھ لیا ہے اور طوعاً و کرہاً میری غالبیت کو اور اپنی مغلوبیت کو مان چکی ہے۔ ”فللہ الحمد“ اب میں اپنی طرف سے آپ کے سامنے اسی لفظ توفی کے بارے میں ایک چیلنج پیش کر کے عارض ہوں کہ:

اگر آپ یا آپ کی جماعت کا کوئی فاضل و عالم قرآن حکیم یا احادیث نبویہ یا اشعار و آثار عرب میں سے ایک ایسی مثال پیش کر دے کہ لفظ ”توفی“ اور لفظ ”رفع“ دونوں اکٹھے بصلہ حرف ”من“ استعمال ہو کر وفات دینے اور رفع روحی ہونے کا معنی رکھتے ہوں اور ان کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول ذی روح انسان ہو تو میں ایسے شخص کو ایک ہزار روپیہ نقد ادا کروں گا اور اس کے تبحر علمی کو مان لوں گا یا وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر کسی دیگر نبی و رسول کے لئے جو عند الفریقین طبعی موت سے وفات پا چکا ہے۔ لفظ ”توفی من الکفار“ اور ”رفع من الکفار“ کا

۵۶

استعمال بطریق بالا ثابت کر دے لازمی طور پر ادا کرنی ہوگی۔ اگر بغرض محال آپ تو پھر آپ کو اپنی ہار مان کر مرزائیہ پیش گوئی دوم دربارہ ابوال یہ ہے کہ ایک عرصہ مدیر ”الفرقان ربوہ“ سے بذریعہ دولت اطمینان سے نوازیں تو والے ہوں گے۔ مدیر مذکور نے مکرم جناب حکیم صا خط کے جواب میں ربیب انشاء اللہ جواب دیا جاتا ر میں نے اسے سوال ”کیف انتم اذ کیسے خوش قسمت ہو گے جب ا اور میں نے اس می القاب نہیں ہیں۔ جیسا کہ مرز وجوہات میں سے صرف پہلی و اور میری وجہ اول یہ ہے کہ حدی لفظ ”منکم“ مذکور ہے اور قا کرتا ہے۔ جیسے ”الماء فی ال الگ چیزیں ہیں اور پھر اس ہے۔ جیسے ”الخاتم من ف دونوں ہم جنس اشیاء ہیں اور ای چاندی کو انگوٹھی کی شکل دیتا ہ اندر دونوں مفہوم یکجا جمع ہوت

استعمال بطریق بالا ثابت کردے تو پھر وہ ایک ہزار روپیہ نقد انعام پانے کا مستحق ہوگا اور مجھے یہ رقم لازمی طور پر ادا کرنی ہوگی۔ اگر بفرض محال آپ لوگ ایسی مثال پیش نہ کر سکیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پیش نہیں کر سکیں گے تو پھر آپ کو اپنی ہار مان کر مرزائیت سے توبہ کرنی ہوگی اور از سر نو مسلمان ہونے کا اعلان کرنا ہوگا۔

پیش گوئی دوم دربارہ ابوالعطاء مرزائی

یہ ہے کہ ایک عرصہ کی بات ہے کہ میں نے مشہور مرزائی مبلغ مولوی ابوالعطاء جالندھری مدیر ”الفرقان ربوہ“ سے بذریعہ ایک خط استدعا کی کہ اگر وہ میرے چند شبہات کا ازالہ کر کے مجھے دولت اطمینان سے نوازیں تو میں بیحد ممنون و مشکور ہوں گا اور وہ اس کوشش میں اجر عظیم پانے والے ہوں گے۔ مدیر مذکور نے میری استدعا کو قبول کرتے ہوئے اطلاعاً مجھے درج ذیل خط لکھا:

مکرم جناب حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ خط کے جواب میں دیر کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ آپ ایک ایک سوال بھجواتے رہیں انشاء اللہ جواب دیا جاتا رہے گا۔ وباللہ التوفیق! ابوالعطاء جالندھری!

میں نے اسے سوال اول کے طور پر درج ذیل حدیث بمعہ چند وجوہات کے بھجوا دی۔

”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (متفق علیہ)“ ﴿تم کیسے خوش قسمت ہو گے جب ابن مریم تمہارے اندر نازل ہوگا اور تمہارا امام تم سے ہوگا۔﴾

اور میں نے اس میں ثابت کیا کہ ابن مریم اور امام دو اشخاص ہیں۔ ایک شخص کے دو القاب نہیں ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی و اہل مرزا کہتے ہیں۔ اب میں یہاں پر اپنی پیش کردہ وجوہات میں سے صرف پہلی وجہ ذکر کرتا ہوں اور باقی وجوہات کو دیگر موقع کے لئے چھوڑتا ہوں اور میری وجہ اول

یہ ہے کہ حدیث ہذا میں ابن مریم کے ساتھ لفظ ”فیکم“ اور امام کے پہلو میں لفظ ”منکم“ مذکور ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ کلمہ ”فی“ اپنے ماقبل وما بعد کے متغائر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے ”الماء فی الکوز“ بمعنی پانی کوزے کے اندر ہے۔ چنانچہ پانی اور کوزہ دو الگ الگ چیزیں ہیں اور پھر اس کے برعکس کلمہ من اپنے ماقبل وما بعد کے متجانس ہونے پر دال ہوتا ہے۔ جیسے ”الخاتم من فضة“ بمعنی انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ انگوٹھی اور چاندی دونوں ہم جنس اشیاء ہیں اور ایک چیز کے دو نام ہیں۔ کیونکہ زرگر آدمی اپنے ہنر و پیشہ کی مدد سے چاندی کو انگوٹھی کی شکل دیتا ہے اور چاندی انگوٹھی کا نام حاصل کر لیتی ہے۔ تائیداً آیت ذیل کے اندر دونوں مفہوم یکجا جمع ہوتے ہیں۔

”ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار (النساء: ۱۴۵)“ ﴿بلاشبہ منافقین آگ کے نچلے درجہ میں ہوں گے۔﴾

یہاں پر حرف فی منافقین اور درک اسفل کے دور ہونے کو بتاتا ہے اور حرف من درک اسفل اور نار کے ایک ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ بنا برآں یقین سے کہنا پڑتا ہے کہ حدیث مذکور کے اندر حرف فی ابن مریم اور کم بمعنی محمدی مخاطبین کے باہم متغائر ہونے کو اظہار کرتا ہے اور حرف من امام اور کم بمعنی محمدی مخاطبین کے متجانس ہونے کو بتاتا ہے۔ نتیجہ یہ رہا کہ ابن مریم امت محمدیہ میں سے باہر کا آدمی ہوگا اور امام امت محمدیہ کا ایک جلیل القدر فرد ہوگا۔ لہذا مرزا و اہل مرزا کا یہ نظریہ غلط اور باطل قرار پایا کہ بطور پیش گوئی کے ابن مریم اور امام، مرزا قادیانی کے دو القاب ہیں اور اسی کو حدیث ہذا میں ابن مریم اور امام کہا گیا ہے۔ حالانکہ توجیہ بالا کے مطابق یہاں پر دو اشخاص کا ذکر ہے۔

میرے اس سوال کے پہنچنے پر ابوالعطاء صاحب نے ایک گول مول جواب ضرور بھجوا یا جس سے میں نے اندازہ کر لیا اور میرے دل نے فتویٰ دے دیا کہ یہ شخص آئندہ کے لئے میرے کسی خط یا سوال کا جواب نہیں دے گا اور خاموش رہنے میں اپنی خیر و سلامتی خیال کرے گا۔ اس پر میں نے اپنے حلقہ احباب واصحاب کے اندر اپنے اسی خیال و اندازے کا بھی اظہار کر دیا۔ چنانچہ یہ شخص میرے جواب الجواب کے پہنچنے پر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ اس پر میں نے خیال کیا کہ وہ خط و کتابت کے مصارف ڈاک سے گھبرا گیا ہے اور جواب دینا بند کر دیا ہے۔ میں نے اس کو بیس لفافوں کی رقم اور ماہنامہ ”الفرقان ربوہ“ کے ختم نبوت نمبر کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی اور اس نے منی آرڈر وصول کر لیا۔ لیکن اس نے خط و کتابت کو بدستور بند رکھا اور جواب دینے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ مگر میں نے اس کو سوالات بھجوانے کا سلسلہ جاری رکھا اور اس نے اپنی خاموشی کو سدسکندری بنائے رکھا۔ میں نے تنگ آکر اسے ایک رجسٹرڈ خط بھجوا یا۔ لیکن اس نے بذریعہ

انکار میرے خط کو ڈیڈ آفس میں بھجوا دیا اور وہ خط ڈبل اجرت ادا کرنے پر مجھے واپس ملا۔ اسی طرح میں نے اسے تیرہ سوالات بھجوائے اور سوال اول اس کے علاوہ تھا۔ میرے ان سوالات نے اس پر کاری ضربات کا عمل کیا اور ان کی صداقت نے اس کے دل کو دہلا دیا اور اس پر دل کا دورہ پڑا اور فوری طور پر ہلاک ہو گیا اور میری فراست اور میرے دل کا فتویٰ صحیح ثابت ہوا اور اس کو اس کی مکتوبہ ”انشاء اللہ“ اور ”وباللہ التوفیق“ ہلاکت سے نہ بچا سکی۔

پیش گوئی سوم دربارہ روشن دین تنویر مدیر روزنامہ الفضل ربوہ (چناب نگر)

یہ ہے کہ میں نے روشن دین تنویر مدیر روزنامہ الفضل ربوہ (چناب نگر) سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم کیا اور استدعا کی کہ وہ مجھے ایک آیت قرآن کا مفہوم سمجھائیں اور اس پر میرے ایک اعتراض کا ازالہ کریں۔ تنویر صاحب نے میری التجاء کو شرف قبولیت بخشا جس پر میں نے اس کو آیت ذیل بمعہ ایک اعتراض کے بھجوا دی۔

”ولقد جاءكم يوسف من قبل بالبينت فما زلتم في شك مما جاءكم به حتى اذا هلك قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا كذا لك يضل الله من هو مسرف مرتاب الذين يجادلون في آيات الله (المومن: ۳۴)“
بلاشبہ یوسف علیہ السلام قبل ازیں تمہارے پاس روشن نشانات لائے اور تم ان میں شک کرتے رہے حتیٰ کہ جب وہ فوت ہوا تو تم نے کہہ دیا کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ ہرگز کسی رسول کو نہیں بھجوائے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اس شخص کو گمراہ کرے گا جو حد شکن اور شک کرنے والا ہوگا۔ یہی لوگ خداوندی آیات میں جھگڑتے ہیں۔ ﴿

جاننا چاہئے کہ آیات ہذا کے اندر آنحضرت ﷺ کے عہد میں موجود قوم یہود کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ جس طرح یہ لوگ جاری رسالت کو بند کر کے کافر و فاجر بنے ہیں اور گمراہ و ملحد ہوئے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ رسالت و نبوت کے معاملہ میں ایک ایسے شخص کو گمراہ و ملحد بنائے گا جو حد شکن اور شک کرنے والا ہوگا۔ قرآن حکیم نے آنے والے گمراہ شخص کے لئے بطور پیش گوئی کے دو صفات (ایک صفت مسرف بمعنی حد شکن اور دوسری صفت مرتاب بمعنی شک کرنے والا) کہہ کر اس کی تلاش و گرفتاری ہم پر چھوڑ دی اور ہم نے بصد جستجوئے بسیار کے

غلام احمد قادیانی کو پکڑ لیا اور یقین کر لیا کہ قرآن حکیم کا موعودہ گمراہ شخص یہی آدمی ہے۔
کیونکہ:

• اولاً..... اس نے ختم نبوت کی حد کو توڑ کر اجرائے نبوت کا عقیدہ تراش لیا ہے اور پھر حیات
مسیح

کے مسئلہ میں شک کرتے ہوئے اس کو وفات مسیح کا مسئلہ بنا لیا ہے۔

• ثانیاً..... یہ کہ ”غلام احمد“ کے گیارہ سو چوبیس (۱۱۲۴) اعداد کے مطابق فقرہ ”من ہو مسرف

مرتاب“ کے اعداد بھی ۱۱۲۴ بنتے ہیں اور غلام احمد کو ہی مسرف و مرتاب بتاتے ہیں۔

• ثالثاً..... یہ کہ لفظ من کے نوے (۹۰) اعداد بوجہ حذف سینکڑہ جات (۱۲۰۰) کے تحریک

مرزائیت کے سال آغاز بارہ سو نوے (۱۲۹۰) کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور لفظ ”ہو“ کے

گیارہ (۱۱) اعداد سے بعد حذف سینکڑہ جات (۱۳۰۰) کے مرزا قادیانی کے عہد میں سال ۱۳۱۱ھ میں ہونے والے چاند گرہن و سورج گرہن کی طرف رہنمائی ہوتی ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ جو غلام احمد قادیانی ختم رسالت کا اور حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کر کے سال ۱۲۹۰ھ کو تحریک مرزائیت کا آغاز کرتا ہے اور سال ۱۳۱۱ھ کے چاند و سورج گرہن کو اپنی صداقت قرار دیتا ہے۔ وہ گمراہ اور ملحد ہے۔ چنانچہ امت موسوی کے یہود نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خاتم الرسل بنادیا اور گمراہ ہوئے اور امت محمدیہ کے یہودی صفت ”غلام احمد قادیانی“ نے آنحضرت ﷺ پر بند شدہ رسالت کی حد کو توڑ کر رسالت کو آگے بھا دیا اور سلسلہ رسالت کو رواں کر دیا اور خود رسول بن گیا۔

رابعاً..... یہ کہ فقرہ ”الذین يجادلون في آيات الله“ بھی اسی شخص کو آیات اللہ کے ساتھ جدال و قتال کرنے والا قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اول تو یوں ہے کہ یہ شخص ختم نبوت اور حیات مسیح کی آیات قرآنیہ کی غلط اور ٹیڑھی تاویلیں کر کے مجادل فی آیات اللہ بتتا ہے اور دوم یہ کہ عند اللہ وعند القرآن حضرت مسیح اور اس کی ماں آیات اللہ ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

”وجعلنا ابن مريم وامه آية (المؤمنون: ۵۰)“ ﴿ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو آیت اللہ بنایا۔﴾

اور یہ شخص ان دونوں آیات اللہ کو اپنے غلط اور فاحش الزامات کا نشانہ بنا کر صریحاً مجادل فی آیات اللہ قرار پاتا ہے۔ مذکورہ بالا چاروں وجوہات کی بنا پر آیت زیر بحث کے اندر اسی شخص کے ضلال و الحاد کا ایک نمایاں پیش گوئی کے رنگ میں تذکرہ ہوا ہے۔

تنویر صاحب نے میرے اسی سوال کے پہنچنے پر ایک لایعنی اور غیر معقول خط بھجوا کر یہ عذر پیش کیا کہ آیت ہذا میں جس گمراہ و ملحد شخص کا ذکر ہے وہ غلام احمد پرویز ہے جو احادیث نبویہ کا منکر ہے۔ غلام احمد قادیانی نہیں ہے جو احادیث نبویہ کا قائل و عامل ہے۔

میں نے تنویر صاحب کو واپس جواباً لکھا کہ اولاً تو دونوں آدمی احادیث نبویہ کے منکر ہیں۔ غلام احمد پرویز تمام احادیث کا اور غلام احمد قادیانی اکثر احادیث کا منکر ہے۔ جیسا کہ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں۔

ثانیاً..... یہ کہ اول الذکر آدمی احادیث کا انکار کر کے اور اسلام میں کمی کر کے منکر بنتا ہے اور ثانی الذکر ختم نبوت کی حد کو توڑ کر اسلام میں اپنی نبوت اور اپنے الہامات کا اضافہ کر کے مسرف بمعنی حد شکن ہو جاتا ہے اور قرآن مجید نے لفظ مسرف کو اختیار کر کے غلام احمد قادیانی کی تعیین کر دی ہے اور غلام احمد پرویز کو چھوڑ دیا ہے۔

۶۰

ثالثاً..... یہ کہ دونوں ہی مسرف بمعنی احادیث نبویہ کو اسلام سے خارج کرتا ہے کا اضافہ کرتا ہے۔ خلاصہ یہ رہا کہ ایک آد اور دونوں حد شکن ہیں۔

میں نے اپنا جوابی خط بھیجتے ہو ”ہلک“ نے کچھ دیر کے لئے مجھے اگر تنویر صاحب نے اس قدر واضح اور رو بالضرور ہلاک ہو جائے گا اور پیش گوئی ثابت ہوگی۔ اس نے اسی مرحلہ پر خط تھوڑی سی مدت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شیخ آدمی کے پاس چلی گئی ہے۔ بہر حال میر

پیش گوئی چہارم دربارہ تاج محمد خ

یہ ہے کہ میں سال ۱۹۳۰ء س ہوں اور میں سال ۱۹۵۴ء کو مڈل سکول ر کا ڈپٹی انسپکٹر تعلیم تاج محمد خان درانی تھا اس کے مقامی مرزائی افسران سے گھر تھا اور وہ میری بجائے اپنے ایک عزیز م کے درمیان خفیف سی کشیدگی پیدا ہو گئی او ایک دن میں صبح سویرے س کی تہہ میں جا پڑا اور اوپر سے سائیکل آ کہ ہسپتال پہنچا اور سر پر مرہم پٹی کرائی۔ رخصت دے دی۔ اس پر تاج محمد

ءان اور مبرى ءرءواسء رءصء بلا منظورى لف ءرءواسء ءفا اور ءرءواسء واپس مبرى
ءرءواسء ءلف ءر ءى اور مءهے ف

جانا یہ کہ دونوں ہی مسرف بمعنی حد شکن ہیں۔ کیونکہ پہلا آدمی اسلام کی حد کو توڑ کر احادیث نبویہ کو اسلام سے خارج کرتا ہے اور دوسرا آدمی ختم نبوت کی حد کو توڑ کر اس میں اپنی نبوت کا اضافہ کرتا ہے۔ خلاصہ یہ رہا کہ ایک آدمی اسلام کے اندر کمی کا اور دوسرا آدمی بیشی کا مرتکب ہے اور دونوں حد شکن ہیں۔

میں نے اپنا جوابی خط بھیجتے ہوئے جب آیت ہذا پر بار بار غور کیا تو آیت ہذا کے لفظ ”ہلک“ نے کچھ دیر کے لئے مجھے اپنے پاس روک رکھا اور مجھے اس خیال کی طرف موڑ دیا کہ اگر تنویر صاحب نے اس قدر واضح اور روشن پیش گوئی کو قبول نہ کیا اور بدستور مرزائیت پر ڈٹا رہا تو وہ بالضرور ہلاک ہو جائے گا اور پیش گوئی قرآن کی صداقت و وضاحت اس کے حق میں جان لیوا ثابت ہو گی۔ اس نے اسی مرحلہ پر خط و کتابت بند کر دی اور میں نتیجہ کی انتظار کرنے لگا۔ مجھے تھوڑی ہی مدت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص ہلاک ہو گیا ہے اور روزنامہ الفضل کی ادارت دوسرے آدمی کے پاس چلی گئی ہے۔ بہر حال میری فراست اور میرا اندازہ صحیح اور درست ثابت ہوا۔

پیش گوئی چہارم دربارہ تاج محمد درانی

یہ ہے کہ میں سال ۱۹۳۰ء سے کافی عرصہ تک محکمہ تعلیم ریاست بہاول پور میں ملازم رہا ہوں اور میں سال ۱۹۵۴ء کو مڈل سکول رکن پور میں عربی مدرس متعین تھا۔ جب کہ ضلع رحیم یار خان کا ڈپٹی انسپکٹر تعلیم تاج محمد خان درانی تھا۔ جو اندرونی طور پر مرزائیت رسیدہ اور مرزائی نواز تھا اور اس کے مقامی مرزائی افسران سے گہرے روابط تھے اور میں اس سے اپنے لئے سلیکشن گریڈ مانگتا تھا اور وہ میری بجائے اپنے ایک عزیز مرزائی ماسٹر کو دینا چاہتا تھا۔ اسی سلسلہ میں میرے اور اس کے درمیان خفیف سی کشیدگی پیدا ہو گئی اور وہ اندرونی طور پر میرا مخالف بن گیا۔

ایک دن میں صبح سویرے سائیکل پر سوار سکول جا رہا تھا کہ اچانک سائیکل سے گر کر نہر کی تہ میں جا پڑا اور اوپر سے سائیکل آ کر گر گیا۔ جس سے میرے سر میں کافی زخم آ گیا۔ میں اٹھ کر ہسپتال پہنچا اور سر پر مرہم پٹی کرائی۔ ڈاکٹر ہسپتال کے مشورہ پر میں نے نصف ماہ کی درخواست رخصت دے دی۔ اس پر تاج محمد خان موصوف کو میرے علیحدہ کرانے کا ایک اچھا موقع میسر آ گیا اور میری درخواست رخصت بلا منظوری واپس کر دی۔ میں نے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کر کے لف درخواست کیا اور درخواست واپس ان کے پاس بھیج دی۔ اس نے نا انصافی کی بنا پر میری درخواست تلف کر دی اور مجھے غیر حاضر قرار دے کر ملازمت سے فارغ کرا دیا اور میری

کارکردگی کی چند تنخواہات جو سکول میں زیر امانت تھیں واپس داخل خزانہ کر دیں۔ اس پر مجھے سخت صدمہ ہوا اور میں بے روزگار ہونے پر بے حد پریشان ہوا اور بحالی ملازمت کے لئے ضلعی دفتر تعلیم میں پہنچا اور خان صاحب موصوف کو السلام علیکم کہا۔ اس نے جواب سلام نہ دیا اور خاموش بیٹھا رہا۔ کیونکہ میں نے اسے ایک وقت میں اپنی کتاب کا ابتدائی حصہ دکھایا تھا اور وہ اسے دیکھ کر چیں بجیں اور لال پیلا ہو گیا تھا اور آئندہ کے لئے مجھ سے سلام و کلام اور علیک سلیک بند کر دی تھی۔ میں پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھنے لگا۔ اس نے فوراً مجھے کرسی پر بیٹھنے سے روک دیا اور دفتر سے چلے جانے کو کہا۔ اس پر میرے اور اس کے درمیان تو تو میں میں پر معاملہ آ گیا۔ معاً دفتر کے اہل کار اور دفتر میں موجود لوگ جمع ہو گئے اور مجھے باصرار باہر جانے کو کہا گیا۔ میں نے باہر جاتے ہوئے خان صاحب سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے کرسی پر بیٹھنے نہیں دیا تو آپ بھی دفتری کرسی پر نہیں بیٹھیں گے۔ میں بحالت افسوس و رنجش اپنے گھر آ گیا اور نتیجہ کی انتظار کرنے لگا۔ اس پر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ خان صاحب اسی مہینہ کے اندر اپنی ملازمت سے قبل از وقت ریٹائر ہو گیا اور دفتر پر بدستور ڈٹے رہنے کی ٹھان لی اور رضا کارانہ طور پر بلا تنخواہ کام کرنے کی محکمہ تعلیم کو پیشکش کر دی۔ مگر محکمہ تعلیم اس پر رضامند نہ ہوا اور اس کو چارج تعلیم کے چھوڑنے کا حکم دیا اور وہ نہ مانا۔ لیکن محکمہ تعلیم نے بذریعہ پولیس اس کو دفتر سے نکالا اور دفتر کا چارج دیگر آدمی کو دیا گیا۔ اسی طرح اس کی زبردست ذلت ہوئی اور وہ رسوا ہو کر اپنے گھر واقع احمد پور شرقیہ چلا گیا۔ پہلے اس کا اکلوتا بیٹا فوت ہوا اور پھر وہ خود اس صدمہ سے بیمار رہ کر ہلاک ہو گیا اور میرا قلبی صدمہ اس کو کھا گیا۔

پیش گوئی پنجم در بارہ قاضی محمد نذیر و شیخ مبارک احمد

مرزائیان

میں نے ان دونوں مرزائیوں کو غلام احمد کی چیلنج لفظ ”الدجال“ کے متعلق لکھا کہ اگر میں مرزا قادیانی کے اسی چیلنج کو غلط ثابت کر دوں تو کیا آپ صاحبان مجھ کو ایک ہزار روپیہ نقد جو اسی چیلنج کی تغلیط پر مقرر ہے۔ ادا کرو گے یا نہیں؟ انہوں نے جواباً لکھا کہ ہم یہ رقم ضرور بالضرور ادا کریں گے۔ میں نے ان کو بطور ذیل لکھا کہ:

مرزا قادیانی کا چیلنج یہ ہے کہ لفظ ”الدجال“ جو احادیث میں وارد ہے۔ اس سے مراد آنے والا یہودی دجال ہے۔ اب اگر کوئی اہل علم اس لفظ کا اطلاق کسی اور آدمی پر ثابت کر دے تو میں اس کو ایک ہزار روپیہ نقد دوں گا اور میرا یہی بیان مؤکد بالحلف ہے۔ میں نے اسی لفظ کا اطلاق خود مرزا قادیانی پر بطور ذیل ثابت کر کے ان کو بھجوا دیا کہ:

۶۲

مرزا قادیانی کی یافتہ عمر ۶۸ ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہے۔ اب اگر اس کو (۱۸۳۹-۱۹۰۸) ہے اور اگر اس کی پید ہے۔ بنا بر آں مرزا قادیانی ۶۸ سال کی ۶۸ ہیں اور یہی لفظ الدجال میں موجود ہ ”العلام“ میں ”العلم“ اور ”المط (۱۸۶۸-۱۹۰۸) ہے تو وہ صحیح طور پر ”ا بحالت بالا مرزا قادیانی دجال ہے اور ی کے پہنچنے پر وہ دونوں آدمی ہمیشہ کے لئے جواباً میں نے ان کو لکھا کہ تم دونوں آدم ہو جاؤ۔ ورنہ بہت جلد ہلاک ہو جاؤ گے وہ دونوں موت و ہلاکت کی غذا بن چکے

عذر ششم

”یہ ہے کہ حال میں ایک میرے پاس موجود ہے۔ گویا وہ کتاب یہود ہیں۔“

الجواب

یہ ہے کہ محولہ یہودی کتاب اور ان پر غیر مہذب الزامات درج ہیں اور اس کی کوئی پیش گوئی سچی نہیں نکلی مرزا قادیانی کی سینہ زوری دیکھئے کہ یہودی مؤلف کا مثیل گردانتا ہے اور دونوں بزرگان نے حضرت مسیح علیہ ال سے اس کی تطہیر و صفائی پیش کرنا اپنی یہودی مؤلف کا مثیل و رفیق قرار دیں فیصلہ قرار پائے گا۔ کیونکہ مرزا قادیانی

مرزا قادیانی کی یافتہ عمر ۶۸ یا ۶۹ سال ہے۔ کیونکہ باتفاق اہل مرزا اس کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہے۔ اب اگر اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی ہے تو اس کی عمر ۶۹ سال (۱۸۳۹-۱۹۰۸) ہے اور اگر اس کی پیدائش ۱۸۴۰ء میں ہوئی تو اس کی عمر ۶۸ سال (۱۸۴۰-۱۹۰۸) ہے۔ بنا برآں مرزا قادیانی ۶۸ سال کی عمر پا کر مکمل طور پر الدجال ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے اعداد ۶۸ ہیں اور یہی لفظ الدجال میں موجود ہے۔ کیونکہ ہر مصدر اپنی صفت میں مستور ہوتا ہے۔ جیسے ”العلام“ میں ”العلم“ اور ”الظلام“ میں ”الظلم“ موجود ہے اور اگر اس کی عمر ۶۹ سال (۱۸۳۹-۱۹۰۸) ہے تو وہ صحیح طور پر ”الدجال“ ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے اعداد ۶۹ ہیں۔ لہذا بحالت بالا مرزا قادیانی دجال ہے اور مسیح و مہدی اور نبی و رسول نہیں ہے۔ چنانچہ میرے اس خط کے پہنچنے پر وہ دونوں آدمی ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے اور میرے اس خط کا جواب نہ دیا تو اس پر جواباً میں نے ان کو لکھا کہ تم دونوں آدمی مرزا قادیانی کو دجال قرار دے کر مرزائیت سے تائب ہو جاؤ۔ ورنہ بہت جلد ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد میں نے کچھ عرصہ انتظار کیا اور معلوم ہوا کہ وہ دونوں موت و ہلاکت کی غذا بن چکے ہیں اور میرا بیان صحیح اور تیر بہدف ثابت ہوا۔

عذر ششم

”یہ ہے کہ حال میں ایک یہودی شخص کی ایک تالیف شائع ہوئی ہے جو اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ گویا وہ کتاب محمد حسین یا ثناء اللہ کی تالیف ہے اور یہ دونوں اشخاص مثیل یہود ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۰)

الجواب

یہ ہے کہ محولہ یہودی کتاب میں بقول مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کی شکایات اور ان پر غیر مہذب الزامات درج ہیں اور یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور

اس کی کوئی پیش گوئی سچی نہیں نکلی اور وہی حضرت مسیح کی نسبت سخت بدزبانی کرتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی سینہ زوری دیکھئے کہ وہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اسی یہودی مؤلف کا مثیل گردانتا ہے اور اس کی یہودی تالیف کو ان کی تالیف سمجھتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں بزرگان نے حضرت مسیح علیہ السلام پر آنے والے غلط الزامات کا دفاع کیا ہے اور ہر طرح سے اس کی تطہیر و صفائی پیش کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھا ہے۔ دراصل اگر ہم خود مرزا قادیانی کو اسی یہودی مؤلف کا مثیل و رفیق قرار دیں تو قطعاً بیجا اور غلط الزام نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک صحیح اور حق بجانب فیصلہ قرار پائے گا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی اسی زیر جواب کتاب کے اندر اسی یہودی مؤلف کی

مانند حضرت مسیح علیہ السلام پر بری طرح سب و شتم کیا ہے اور اس پر غیر موزوں اور سوقیانہ الزامات عائد کئے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی اسی کتاب کے اندر حضرت مسیح علیہ السلام پر بطور ذیل گستاخیوں کا ارتکاب کیا ہے۔

• الف..... ”ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱)

• ب..... ”حضرت مسیح جو خدا بنائے گئے اس کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پر ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۲۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۳)

• ج..... ”انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام ہوتے تھے۔ مگر آپ ان الہامات کو رد کر دیتے تھے۔“

(اعجاز احمدی ص ۲۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۳)

• د..... ”افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں۔ اس کی نظیر کسی نبی میں نہیں پائی جاتی۔“

(اعجاز احمدی ص ۲۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵)

• ر..... ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیش گوئیوں میں دھوکے کھائے تھے وہ اسی رنگ میں کھائے تھے۔“

(اعجاز احمدی ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵)

اب قارئین کرام ہی بتا سکتے ہیں کہ یہودی مؤلف کا ہمنوا اور اس کا خوشہ چین کون ہو سکتا ہے۔
مرزا قادیانی ہے یا اس کے زیر عتاب فاضلانِ مولوی محمد حسین و مولوی ثناء اللہ ہیں؟ صرف ہم مرزا
قادیانی کو نیم یہودی نہیں کہتے۔ بلکہ زیر جواب کتاب کے اندر غیر مہذب تحریرات اس کو یہودی
قرار دیتی ہیں اور اس کو بکواسی بنا کر ہمارے سامنے لاتی ہیں۔

مرزا قادیانی نے بحوالہ یہودی مؤلف کے کہا ہے کہ سچے مسیح سے قبل الیاس آئے گا جو مسلمانوں
میں یوحنا کے نام سے موسوم ہے۔ غلط کہا ہے۔ حالانکہ ملاکی نبی کی کتاب میں مسیح سے قبل
ایلیا کے آنے کا ذکر ہے۔ الیاس کا ذکر نہیں ہے اور ایلیا کا معنی مبشر اور مصدق ہے۔ چنانچہ حضرت
یحییٰ علیہ السلام بطور مبشر و مصدق کے حضرت مسیح سے قبل ضرور آیا۔ لہذا یہودی مؤلف اور
مرزا قادیانی دونوں غلطی پر ہیں۔ جب کہ حضرت مسیح کی کوئی خبر اور پیش گوئی غلط نہیں
نکلی۔ کیونکہ قرآن حکیم اس کو ”وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ“ کہہ کر دنیا و آخرت میں معزز و محترم قرار
دیتا ہے اور اس سے یہودی و مرزائی الزامات کا دفاع کرتا ہے۔

عذر ہفتم

یہ ہے کہ: ”مخالفین کے لئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں ان کی آمدورفت کا خرچ بھی دیتا اور بطور مہمان کے ان کو رکھتا تب دل کھول کر اپنی تسلی کر لیتے۔“

(اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

الجواب

یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اسی بیان میں کاذب و بطلان ہے۔ کیونکہ لیکھرام اس کے بلانے پر قادیان میں آ گیا تھا۔ لیکن اس نے اس کو نہ اپنی کوئی کرامت دکھائی اور نہ اس کی ضیافت کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ بناء آں مرزا قادیانی کے مخالفین علماء و فضلاء قادیان جانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ لیکن اگر فی الواقع یہ شخص تصفیہ اور رفع نزاع میں نیک نیت اور مخلص تھا تو خود مولوی ثناء اللہ اور مولوی محمد حسین کے پاس چلا جاتا اور ان کی تسلی میں حق تبلیغ ادا کرتا۔ مگر یہ شخص اپنے ارادہ میں مخلص نہیں تھا اور ان کے پاس جانے کو گوارا نہ کیا۔

بعینہ اسی طرح مشہور مرزائی مبلغ جلال الدین شمس نے مجھے ربوہ آنے کی دعوت دیتے ہوئے ذیل خط لکھا۔ لیکن میں لیکھرام کی مرزائی دعوت کا حال معلوم کر کے ڈر گیا اور ربوہ جانے کی مرزائی دعوت کو قبول نہ کیا اور معذرت پیش کر دی۔ محولہ خط یہ ہے:

محترمی و مکرمی جناب حکیم میر محمد ربانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی ملا۔ جو کاشف حالات ہوا۔ میری دلی خواہش ہے کہ اگر آپ تکلیف فرما کر ایک دو دن کے لئے ربوہ تشریف لے آئیں تو میرے لئے باعث مسرت ہو گا تاکہ آپ یہاں قیام فرما کر اپنے معاملات مخصوصہ کے بارے میں تبادلہ خیالات بھی فرما سکیں اور اس طرح آپ کو یہاں کے ادارہ جات و حالات سے واقف کرایا جا سکے۔ نیز میرے لئے یہ امر نہایت درجہ مبارک ہو گا کہ چونکہ آن مکرم تحقیق حق کے لئے تشریف لائیں گے۔ اس لئے آپ کے اخراجات آمد و رفت اور قیام و طعام ہمارے ذمہ ہوں گے اور اگر آپ دنیاوی علائق کی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں تو پھر آن محترم اپنے سوالات لکھ کر بھجوائیں۔ میں ان کا جواب اپنی نگرانی میں لکھوا دوں گا۔ چونکہ میرے ذمہ سلسلہ کے بہت اہم کام سپرد ہیں۔ اس لئے پورے احترام کے ساتھ آپ کے سوالات کے جوابات اپنی نگرانی میں لکھوا کر بھیج دوں گا۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔ والسلام!

مخلص جلال الدین شمس، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۶۳ء

میں نے اس کے وعدے پر اس کے ساتھ چیلنج لفظ ”توفی“ کے بارے میں خط و کتابت کی۔ لیکن یہ شخص غیر معقول عذر پیش کر کے اپنے وعدہ سے منحرف ہو گیا اور خط و کتابت بند کر دی اور میری پیش گوئی کے مطابق ہلاک ہو گیا۔ جیسا کہ میں قبل ازیں تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔

عذر ہشتم

یہ ہے کہ: ”یونس نبی کی پیش گوئی جو عذاب کے لئے تھی۔ اس کے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی عذاب ٹل گیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۵ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

الجواب

یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو نقل کر کے اپنے آپ کو یونس نبی اور آتھم لیکھرام وغیرہ کو قوم یونس قرار دیا ہے۔ لیکن قوم یونس یونس نبی پر ایمان لا کر ہلاک نہ ہوئی اور عذاب الہی سے بچ گئی۔ جیسا کہ قرآن حکیم خبر دیتا ہے: ”لما آمنوا كُشِفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ“ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیاوی ذلت کا عذاب ان پر سے ہٹا لیا اور ایک وقت تک ان کو متاع زندگی دے دی۔

مگر مرزا قادیانی کے معتوب غیر مسلم آتھم لیکھرام وغیرہ اس پر ایمان نہ لا کر بھی میعاد عذاب ذلت سے بچ گئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ حالانکہ ان لوگوں کو اس پر ایمان نہ لانے کی پاداش میں میعاد کے اندر ہلاک ہو جانا تھا۔ مگر وہ لوگ بطور پیش گوئی کے میعاد مقررہ کے اندر ہلاک نہ ہوئے۔ بنا برآں یونس نبی کی مثال اس پر صادق نہیں ہوتی۔ بلکہ اسے کاذب و بطل بنا کر چھوڑا۔ چنانچہ میں نے آتھم و لیکھرام کی پیش گوئیوں پر سابقاً پوری تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ وہاں رجوع کیا جاوے۔

عذر نہم

یہ ہے کہ: ”بعض مخالفوں نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی.....
اس پر بعض بدبخت مرتد ہو گئے اور حضرت عمرؓ چند روز ابتلاء میں رہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

الجواب

یہ کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ایک خواب کی بناء پر یہ سفر اختیار کیا تھا اور تقریباً ۱۵۰۰ سو

صحابہ کرام آپ کے رفقاء سفر تھے۔ جب قریش مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر اس محمدی قافلہ کو روک دیا تو حاضرین قافلہ پر بالضرور رنج و غم کا اثر ہوا۔ لیکن آپ ﷺ نے اہل قافلہ یعنی اصحاب سفر کو اطلاع دی کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابھی ابھی اطلاعی ہدایات آنے والی ہیں۔ ہم سب اہل قافلہ کو ان ہدایات کا انتظار کرنا لازمی ہے۔ تاکہ ہمارا اگلا قدم انہی ہدایات کے تحت اٹھے۔ ابھی اہل قافلہ سے یہی بات چیت کر رہے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام ہدایات خداوندی کو بصورت آیت ذیل لاکر حاضر خدمت ہو گئے۔ قال تعالیٰ:

”لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتدخلن المسجد الحرام انشاء الله امنين محلقيں رؤسكم ومقصرين لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحاً قريباً (اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)“

”بلا شبہ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کے سچے خواب کی تصدیق کر دی ہے کہ تم لوگ انشاء اللہ بالضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو کر کے اپنے سر منڈواؤ گے اور بال کٹواؤ گے اور بے خوف رہو گے۔ تم جس بات کو نہیں جانتے۔ خدا تعالیٰ کو اس کا پورا علم ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اسی طواف کی بجائے قریب کی فتح مقرر کر دی ہے۔“

مطلب یہ تھا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ ہمارے رسول کا خواب سچا ہے ہو کر رہے گا اور تمہارے طواف کا ارادہ ضرور پورا ہوگا۔ لیکن تمہارے خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ تم کعبۃ اللہ کے اندر محکوم اور پابند شرائط ہو کر نہ جاؤ۔ کیونکہ اس طرح کے داخلہ حرم سے تمہاری ذلت و خفت ہوگی اور خدا تم کو عزت و عظمت کے ساتھ اور فاتحانہ شان کی معیت میں اپنے گھر کے اندر لے جانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس رکاوٹ کو بار خاطر نہ بناؤ اور تم بخوشی واپس لوٹ جاؤ۔ کیونکہ آئندہ سال تم کو فاتحانہ شان کے ساتھ داخلہ حرم میسر آئے گا اور تمہاری محکومی و غلامی کی تمام زنجیریں ہمیشہ کے لئے کٹ جائیں گی اور تم اس ملک کے حاکم اعلیٰ بن جاؤ گے۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام یہی آیت سن کر مطمئن ہو گئے اور واپس جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر آئندہ سال حسب وعدہ خداوندی

دس ہزار صحابہ کرامؓ کی جمعیت سے مکہ مکرمہ آن واحد میں فتح ہو گیا اور ان کو فاتحانہ شان عظمت کے ساتھ داخلہ حرم میسر آ گیا اور باشندگان مکہ کی اکثریت حلقہ بگوش اسلام ہو گئی اور معدودے چند اشخاص نے یہاں سے بھاگ کر دیگر علاقوں میں پناہ لی۔ بنا برآں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ بعض صحابہ کرامؓ مرتد ہو گئے اور حضرت عمرؓ چند ایام کے اندر ابتلاء اور ایمانی کمزوری کا شکار رہے۔ بالکل افتراء اور

بہتان عظیم ہے۔ دراصل یہ شخص اپنی زیر بحث پیش گوئی کی ناکامی پر اپنی خجالت و رسوائی کے مٹانے کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر غلط الزام ڈالتا ہے اور ڈال رہا ہے۔

عذر دوم

یہ ہے کہ: ”براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد میری ذاتی رائے ہے اور اس کی وفات کا عقیدہ اپنانا الہامات خداوندی کی بناء پر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴)

جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا عقیدہ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ وہ صحیح اور حق بجانب ہے۔ کیونکہ:

اولاً یہ ہے کہ ”قد یصدق الکذوب“ کبھی جھوٹا آدمی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں طوعاً کرہاً سچی بات کہہ دی ہے۔

ثانیاً یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہی عقیدہ حلف اٹھا کر بیان فرمایا ہے اور حلف اٹھانے کے بعد بیان حلف کو من وعن تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ اور شکست و ریخت یا تاویل و تغیر کرنا بالکل ناروا اور ناجائز ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا بیان حلفی بطور ذیل احادیث نبویہ میں وارد ہے۔

”والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً“

(بخاری) ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) عنقریب تمہارے اندر حکم عادل بن کر نزول کرے گا۔“

بروئے حلف محمدی ایک محمدی شخص پر لازم ہے اور وہ حتماً اس عقیدہ کا پابند ہے کہ آخری زمانہ میں نازل ہونے والا صرف ابن مریم علیہ السلام ہے جو مریم طاہرہ کا فرزند ہو کر بنام عیسیٰ اور بلقب مسیح مشہور ہے اور وہی عیسیٰ حقیقی طور پر اور بجسد عنصری نزول کرنے والا ہے اور اس کا نزول آسمان سے زمین کی طرف ہوگا۔ اب جو شخص محمدی کہلا کر آپ ﷺ کی پیش کردہ حلف کو لغو اور غیر مؤثر گردانتا ہے وہ گمراہ اور خارج از اسلام ہے اور اس کو حرامزادہ اور ذریۃ البغایا بننے کا شوق دامنگیر ہے۔ عارف رومی حلف نبوی کی تائید میں فرماتا ہے۔

عیسیٰ و ادیس بر گردوں شدند زانکہ از جنس ملائک آمدند

عیسیٰ اور ادیس دونوں آسمان پر چلے گئے۔ کیونکہ وہ دونوں ملائکہ کی جنس میں سے تھے۔

باز آن باروت ماروت از بلند جنس خاک بودند زان زیر آمدند

باروت و ماروت دو فرشتے جنس خاک میں سے تھے، اس لئے وہ دونوں نیچے زمین پر آ گئے۔

ثالثاً..... یہ ہے کہ قرآن عزیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مثیل آدم علیہ السلام قرار دے کر فرماتا ہے: ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم“ ﴿بلاشبہ نزد خدا رہنے والا عیسیٰ مثل آدم ہے۔﴾ چونکہ یہی آیت، آیت توفی ”یعسیٰ انی متوفیک“ کے بعد مذکور ہے اور اسی سلسلہ میں وارد ہے۔ اس لئے حیات مسیح کے ساتھ نزول مسیح پر دو دلائل رکھتی ہے۔

دلیل اول

یہ ہے کہ عیسیٰ و آدم کی باہمی مماثلت دلالت کرتی ہے کہ جیسے آدم علیہ السلام آسمان پر جا کر مقیم بہشت رہا اور پھر آسمان سے نازل ہو کر زمین پر آیا اور زمین پر طبعی موت سے وفات پائی اور زمین کے اندر مدفون ہوا۔ اسی طرح مسیح بن مریم بھی آسمان پر اٹھایا گیا ہے اور پھر آسمان سے نازل ہو کر پھر زمین پر آئے گا اور زمین پر طبعی موت سے وفات پائے گا اور زمین کے اندر مدفون ہوگا۔ ان حالات کے پیش نظر اگر ہم بزعم مرزا دونوں کے حالات حیات و ممات کو بخلاف قرآن متوافق و متماثل نہیں مانیں گے تو پھر قرآن مجید کا عیسیٰ و آدم کو باہم متماثل کہنا لغو اور خلاف واقعات قرار پائے گا جو صریحاً کفر و ضلالت ہے۔

دلیل دوم

یہ ہے کہ چونکہ آیت ہذا کے اندر عیسیٰ کے ساتھ لفظ ”عند اللہ“ مذکور و موجود ہے اور آدم کے ساتھ یہ لفظ موجود و مذکور نہیں ہے۔ اس لئے یقین محکم سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسیٰ عند اللہ بمعنی نزد خدا موجود ہے اور آدم نزد خدا زندہ موجود نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن عزیز کا فیصلہ ہے کہ:

”ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق“ ﴿جو چیز تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو چیز نزد خدا ہے وہ زندہ اور باقی ہے۔﴾

بناء بر آں مرزا قادیانی کا زیر جواب کتاب کا بیان بالکل غلط ہے اور صریحاً مخالفت قرآن میں جاتا ہے اور اس کو کاذب بناتا ہے اور پھر مرزا قادیانی کا آیت: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلہ وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔“

(برابین احمدیہ، خزائن ج ۱)

کو اپنے اوپر چسپاں کر کے خود کو رسول حق بنانا بھی غلط اور سراسر بہتان عظیم ہے۔

• اولاً..... یہ کہ آیت ہذا آیت رؤیا ”لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق“ کے بعد

بالاتصال واقع ہے اور تصدیق رؤیا کے لئے بطور دلیل واقعہ کے لائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ فتح مکہ میسر آنے کے بعد دین حق (اسلام) کو عرب کے تمام ادیان باطلہ پر اقتدار حاصل ہو جائے گا اور دیگر سب ادیان مغلوب ہو کر محکوم اسلام ہو جائیں گے۔ مگر مرزا قادیانی مفہوم آیت کے خلاف اپنی تمام زندگی میں اپنے نام کی طرح عیسائی حکمران کا محکوم و غلام بنا رہا اور تکذیب آیت بالا کرتا رہا اور عملاً بتاتا رہا کہ نہ میں آیت ہذا کا مصداق ہوں اور نہ رسول خدا ہوں۔ بلکہ رسول فرنگ اور جاسوس برطانیہ ہوں۔

• ثانیاً..... یہ کہ جب مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے اندر محولہ آیت کے بعد فقرہ ”وکفی

بالله شهيدا“ کو ذکر نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ اس کے رسول ہونے کی شہادت نہیں دیتا۔

• ثالثاً..... یہ کہ آیت ہذا کے بعد لفظ ”محمد رسول الله“ مذکور و موجود ہے جس سے بروز

روشن پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا رسول مقتدر صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ غلام احمد قادیانی نہیں ہے جب کہ وہ غلام کفار اور محکوم فرنگ ہے۔ کیونکہ :

”لکل شی من اسمہ نصیب“ ﴿ہر چیز کو اپنے نام سے بالضرور حصہ ملتا ہے﴾۔

لہذا غلام احمد پر انگریزوں کی غلامی سوار رہی اور وہ اس کے اشاروں پر ناچتا رہا۔

عذر یازدہم

یہ ہے کہ : ”محمدی بیگم کی پیش گوئی میں اس کا والد مقررہ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہو گیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۶)

الجواب

یہ ہے کہ مبینہ پیش گوئی کے تین اجزاء یا تین حصے ہیں :

• اول یہ کہ محمدی بیگم بالضرور اس کے نکاح میں آئے گی۔ جیسا کہ درج ذیل مرزائی الہام بتاتا ہے : ”فسیکفیکہم اللہ ویردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ“ خدا تعالیٰ تجھ کو ان سے کافی رہے گا اور وہ مطلوبہ عورت کو تیرے پاس لوٹائے گا۔ کیونکہ خدا کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور بصورت دیگر اس پر مصیبت و ذلت آئے گی۔ جیسا کہ درج ذیل الہام سے مترشح ہوتا ہے۔ ”توبی توبی فان البلاء علی عقبک“ توبہ کر توبہ کر۔ کیونکہ مصیبت تیرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۱۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۶)

۷۰

اور اگر اس الہام میں اتوبہ کر۔ کیونکہ مصیبت تیری نواسی (اس کی نواسی محمدی بیگم اور الہام بذا ہے کہ نانی کے توبہ کرنے سے نواسی

• دوم یہ کہ اس سے نکاح کرے

• سوم ”یہ کہ اس کا باپ تین س

اس مرزائی پیش گوئی ک مدقوق و مسلول آدمی تھا، فوت ہو گیا لیا تھا کہ وہ جلد تر مرے گا اور اس کو نہ مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم م مصیبت پڑی۔ چونکہ پیش گوئی ہ مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی او واقفیت کے پیش نظر فیصلہ یہ ہے کہ کالمعدوم“ اور ”للاکثر حکم لہذا مرزا قادیانی کا یہ التفات ہے۔ علاوہ ازیں احمد بیگ ہے۔ کیونکہ بموجب پیش گوئی سلطا میعاد ہلاکت اڑھائی سال اور ثانی بنا بر آں دونوں کی مو استدلال نہیں بناتا۔

عذر دواز دہم

یہ ہے کہ : ”مولوی ثنا حالانکہ وہ درست ثابت ہوئی۔“

الجواب

یہ کہ مبینہ حمل سے بجا ورسوائی کی گرفت میں آگئی۔ اس

اور اگر اس الہام میں اس کی نانی کو خطاب ہے تو مفہوم یہ ہے کہ اے عورت! توبہ کر توبہ کر۔ کیونکہ مصیبت تیری نواسی (محمدی بیگم) پر آنے والی ہے۔ کیونکہ اس وقت عقب سے مراد اس کی نواسی محمدی بیگم اور الہام ہذا میں نانی کو نواسی کے بارے میں کہا گیا ہے۔ لیکن یہ انوکھی بات ہے کہ نانی کے توبہ کرنے سے نواسی پر آنے والی بلا ٹل جائے گی۔

• دوم..... یہ کہ اس سے نکاح کرنے والا آدمی اڑھائی سال کے عرصہ میں مرے گا۔

• سوم..... ”یہ کہ اس کا باپ تین سال کی مدت میں مرے گا۔“

اس مرزائی پیش گوئی کا نتیجہ یہ رہا کہ مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم جو ایک دائم المرض اور مدقوق و مسلول آدمی تھا، فوت ہو گیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس کے پڑمردہ چہرہ کو دیکھ کر اندازہ کر لیا تھا کہ وہ جلد تر مرے گا اور اس کو پیش گوئی میں شامل کر لیا اور باقی ماندہ دو آدمی زندہ رہے۔ یعنی نہ مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم مقررہ میعاد کے اندر فوت ہوا اور نہ محمدی بیگم پر کسی قسم کی بلاؤ مصیبت پڑی۔ چونکہ پیش گوئی ہذا ناکام رہی۔ بلکہ اس کا مرکزی حصہ محمدی بیگم کہ نہ تو وہ مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی اور نہ اس کو کسی قسم کی ذلت و مصیبت پہنچی۔ بنابر آں اکثریت و اقلیت کے پیش نظر فیصلہ یہ ہے کہ پیش گوئی ناکام رہ کر قابل استدلال نہ رہی۔ کیونکہ: ”القلیل کالمعدوم“ اور ”للا کثر حکم الكل“ اقلیت کالعدم ہوتی ہے۔ اکثریت کو کل کا حکم ملتا ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا یہ واویلا کہ میری پیش گوئی پوری ہو گئی ہے۔ غلط ہو کر ناقابل التفات ہے۔ علاوہ ازیں احمد بیگ کا سلطان محمد سے پہلے مرنا بھی پیش گوئی کی تغلیط و تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ بموجب پیش گوئی سلطان محمد کا احمد بیگ سے پہلے مرنا ضروری تھا۔ کیونکہ اول الذکر کی میعاد ہلاکت اڑھائی سال اور ثانی الذکر کی میعاد موت تین سال تھی۔

بنا بر آں دونوں کی موت کا خلاف الہام ہونا بھی پیش گوئی کو داغدار کرتا ہے اور قابل استدلال نہیں بناتا۔

عذر دواز دہم

یہ ہے کہ: ”مولوی ثناء اللہ نے مدّ بحث کے اندر لڑکے والی پیش گوئی کو غلط کہا تھا۔ حالانکہ وہ درست ثابت ہوئی۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷)

الجواب

یہ کہ مبینہ حمل سے بجائے لڑکا کے لڑکی پیدا ہوئی اور مرزائی پیش گوئی غلط ہو کر خجالت و رسوائی کی گرفت میں آگئی۔ اس پر مرزا قادیانی نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ میرا ذاتی خیال تھا جو غلطی کا

شکار ہو گیا۔ جیسا کہ انبیاء کرام کے ذاتی خیالات کبھی کبھی اغلاط سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر آنحضرت ﷺ نے یمامہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ اور خیال کیا تھا۔ لیکن مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے آپ کا پہلا خیال غلطی سے ملوث ہو گیا اور ہجرت محمدیہ خلاف ارادہ واقع ہوئی۔

ہماری طرف سے اسی مرزائی گستاخی کا جواب:

• اولاً..... یہ ہے کہ یہ واقعہ کسی مستند حدیث یا معتمد تاریخ میں مذکور نہیں ہے۔ اگر فی الواقع اس

واقعہ کا کوئی وجود موجود ہے تو پھر بھی محمدی اور مرزائی واقعات میں ایک نمایاں فرق ملتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی خبر کو ایک اعجاز اور پیش گوئی کا نام دیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے اپنے خیال مبارک کو بطور تحدی اور پیش گوئی کے پیش نہیں کیا تھا اور

• ثانیاً..... یہ کہ آپ ﷺ نے پہلے پہل مدینہ منورہ جانے کے معتاد راستہ کو چھوڑ کر براستہ یمامہ

جانے کا خیال کیا تھا۔ لیکن آپ نے ہجرت کا یہی سفر براہ ”رابغ“ اختیار کیا جو یمامہ کی نسبت سے یہی راستہ بہت ہی مختصر اور بے خطر تھا۔ نتیجہ یہ رہا کہ آپ نے قطعاً اور کبھی بھی یمامہ کو دارالہجرت بنانے کا خیال نہیں کیا تھا۔ بلکہ شروع ہی سے آپ نے مدینہ منورہ کو اپنا دارالہجرت مقرر کر لیا تھا۔ کیونکہ یہاں پر مسلمانوں کی ایک معتد بہ جماعت بن چکی تھی۔ جس نے آپ کے پر امن قیام کی ضمانت دے دی تھی اور یمامہ اس قسم کے حالات سے بالکل خالی تھا۔

عذر سیزدہم

یہ ہے کہ: ”مولوی محمد حسین نے اپنے ماہنامہ اشاعت السنتہ کے اندر مہدی موعود کے انکار کو کفر کہا اور گورنمنٹ برطانیہ کو خوش کرنے کے لئے مہدی موعود کا انکار کر لیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۸)

الجواب اولاً

یہ کہ ایک با علم اور متدین شخص سے ایسا ہونا بالکل خلاف توقع ہے جب کہ ایک معمولی فہم و فراست کا آدمی بھی ایسا کرنے سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ دراصل مرزا قادیانی کی طرف سے کہی بات ایک بہتان عظیم اور سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔

الجواب ثانياً

یہ ہے کہ اتنے بڑے بہتان کے لئے دونوں متضاد بیانون کا یہاں پر نقل کرنا ضروری

۷ کرنا ضروری

تھا تا کہ مولوی محمد حسین کی ہیرا پھیری سے پردہ اٹھ جاتا اور وہ ذلیل ورسوا ہوتا۔ لیکن ایسا نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کا سب منصوبہ مرزا قادیانی کی عیاری اور گہری چالاکی کا نمونہ ہے۔ ورنہ اصل واقعہ لاشیٰ کا درجہ رکھتا ہے جس کو موجود کا نام و مقام دیا گیا ہے۔ یعنی مولوی محمد حسین دو متضاد بیانون کا قطعاً مجرم نہیں ہے اور اس کو بلا جواز مجرم کہا گیا ہے۔

عذر چہارم ونہم

یہ ہے کہ آیت: ”اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم“ بتاتی ہے کہ مثیل مسیح اسی امت محمدیہ سے آئے گا۔

(اعجاز احمدی ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰)

الجواب اولاً

یہ ہے کہ آیت لہذا میں مغضوب اور گمراہ لوگوں کی راہ کے خلاف ایک راہ مستقیم کو حاصل کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ چنانچہ یہود نے بزعم خود حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکا کر مارا اور نصاریٰ نے اسی صلیبی موت کو درست اور صحیح تسلیم کر لیا اور اہل اسلام نے یہود و نصاریٰ کے برعکس حضرت مسیح کو صلیبی موت کے الزام سے محفوظ رکھا اور اس کو رفع آسمانی کا اعزاز دیا۔ ان حالات میں مرزا قادیانی یہود و نصاریٰ کا مثیل بن کر حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا قائل ہے اور راہ مستقیم کو چھوڑ کر راہ غضب و ضلال کو اپنانے والا ہے۔

بنا برآں مرزا قادیانی یقیناً یہود و نصاریٰ کا مثیل ہے اور مثیل مسیح نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح نے حکومت یہود کا محکوم ہونا قبول نہ کیا اور مرزا قادیانی نے عیسائیوں کی کافر حکومت کی غلامی قبول کر لی اور غلامی و محکومی میں مر کر جہنم رسید ہوا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اعداداً غلام

کفار یا کافر غلام ثابت ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد ۱۳۷۲ (غلام کفار ۱۳۷۲) یا غلام کافر ۱۳۷۲ یعنی مرزا قادیانی برطانیہ کا غلام رہا یا وہ خود کافر غلام رہ کر مر گیا۔

لیکن یہود و نصاریٰ اور مرزا قادیانی میں فرق صرف اتنا ہے کہ یہود و نصاریٰ حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا کر صلیب پر مارتے ہیں اور مرزا قادیانی اس کو صلیب پر چڑھانے کے بعد بحالت بیہوشی صلیب سے اتارتا ہے اور پھر باہوش بنا کر ریاست کشمیر میں لے جاتا ہے اور وہاں پر اس کو طبعی موت سے مار کر مدفون بتاتا ہے۔ قلت:

ہر کہ عیسیٰ را دہد دار یہود

یا یہودی ہست یا یار یہود

جو شخص حضرت عیسیٰ کو صلیب یہود دیتا ہے وہ یا تو یہودی ہے اور یا وہ یہود کا یار ہے۔

داد اور اچوں یہوداں دارا این حیف بر کردار این مرد لعین

اس نے یہود کی مانند اس کو صلیب دے دی ہے اس ملعون شخص کے اسی کام پر افسوس آتا ہے۔

می دہد این مرد عیسیٰ را صلیب ہست این کردار کردار رقیب

یہ شخص حضرت عیسیٰ کو صلیب دیتا ہے اور یہی کام ایک مخالف آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔

کرد این کس خویش را مثل یہود تا شود حاصل او را وصل یہود

اس شخص نے اپنے کو یہود کا مثل بنا لیا تا کہ اس کو یہود کا وصال میسر آجائے۔

نیز جاننا چاہئے کہ آیت ہذا کے کسی لفظ سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ مسیح موعود امت محمدیہ

میں سے برپا ہوگا۔ میں کچھ قدرے آگے چل کر بیان کروں گا اور قدرے بیان کر چکا ہوں۔ دراصل

عبارت یوں ہے: ”الذین انعمت علیہم“ سے مراد رفعت و عظمت کی بنیاد پر آنحضرت ﷺ ہیں۔

دراصل عبارت یوں ہے: ”اهدنا الصراط المستقیم صراط محمدن الذی انعمت علیہ“ یعنی ہم کو محمد

ﷺ کی راہ کی ہدایت دے جو سیدھی راہ ہے۔

علاوہ ازیں فقرہ ”الذین انعمت علیہم“ کے اعداد ۱۵۰۷ ہیں اور فقرہ ”محمد المنعم بختم النبوة دائماً“

کے اعداد بھی ۱۵۰۷ ہیں۔ بنا براں معلوم ہو گیا کہ مذکورہ قرآنی فقرہ سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں جن

کو ختم نبوت کا انعام مل چکا ہے اور مؤمنین قرآن کو آپ ﷺ کے راستہ پر چلنے کی ہدایت کی گئی

ہے جو فی الحقیقت صراط مستقیم اور راہ راست ہے۔

عذر پانزدہم

یہ ہے کہ: ”مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہے۔ لیکن مباہلہ کے اندر قتل کی موت کو فیصلہ کن نہ بنایا جائے۔ کیونکہ مروجہ حکومت ایسی موت کے مباہلہ سے مانع ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۲)

الجواب

یہ ہے کہ مرزا قادیانی چونکہ کاذب و بطل تھا۔ اس لئے گورنمنٹ کے قانون کو بہانہ بنا کر مباہلہ قتل سے ڈر کر میدان مباہلہ میں آنے سے بھاگ نکلا۔ کیونکہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے بالمقابل آنے سے ایسے ڈرتا تھا۔ جیسے کہ ایک کوا شکاری آدمی کے ہاتھ میں تیرو کمان کو دیکھ کر فوراً بھاگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اعداداً ایک عیار کوا بن کر سامنے آتا ہے۔ غلام احمد ۱۱۳۴، زاغ قوی ۱۱۳۴، وہ ایک طاقتور کوا ہے یا غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰، مرغ دون ۱۳۰۰، وہ ایک کمینہ پرندہ ہے۔

مولوی غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کے ساتھ شرائط مباہلہ طے کر کے کبھی بھی مباہلہ نہیں کیا۔ ہاں اس نے اس کے بارے میں صرف یہ دعا کی تھی کہ اے خدائے برتر! اس کو ہدایت و ہلاکت میں سے ایک چیز ضرور دے دے تا کہ عوام الناس میں اس کے برپا کردہ فتنہ سے بچ جائیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے بموجب آیت: ”ویمدھم فی طغیانہم یعمھون“ ﴿اور خدا تعالیٰ ان کو سرکشی اور بے راہ روی میں ڈھیل دیتا ہے۔﴾ اس کو ڈھیل دے دی اور آنے والے وقت کے لئے اس کی ہلاکت کو ٹال دیا۔ جیسا کہ اعداد آیات ہے۔ ”ویمدھم فی طغیانہم یعمھون = ۱۳۹۱“ میرزا غلام احمد حقا = ۱۳۹۱ یعنی آیت ہذا سے مراد قرآن، حقیقتاً مرزا غلام احمد ہے۔ چنانچہ اس نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ چھیڑ خانی شروع کر دی اور اپنی عبرتناک ہلاکت کو بلانے کی ابتداء کرتے ہوئے ان کو آخری فیصلہ کی دعوت دے دی۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کو شائع کرنے کے بعد تقریباً چار سال تک خاموشی اختیار کر لی اور مولوی صاحب سے کسی قسم کی چھیڑ خانی کا اقدام نہ کیا اور نہ ان سے بحث و مباحثہ کے لئے کسی نوع کا رابطہ پیدا کیا۔ لیکن چونکہ اس شخص کی فطرت میں فتنہ و فساد اور بیرا پھیری کا مواد کوٹ کوٹ کر بھرا گیا تھا۔ اس لئے اس کا خاموش و ساکن رہنا ناممکنات میں سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اس نے اپنی فطرت و جبلت سے مجبور ہو کر مولوی صاحب کے خلاف آخری فیصلہ کا ایک لمبا چوڑا اشتہار شائع کر دیا جس کے آخر میں درج ذیل دعائیہ فقرات لکھے: ”اے اللہ! مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ امین ثم آمین۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

اور اس نے اس کے علاوہ بطور دو گواہان کے اپنے اشتہار کے شروع میں آیت: ”وَيَسْتَنْبِئُكَ اِذَا هُوَ
قُلُوبِى وَرَبِّى اِنَّهُ لَحَقُّ“ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وحی عذاب درست ہے تو کہہ دے ہاں!
خدا کی قسم یہی عذاب درست ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

درج کی اور پھر اشتہار کے آخر میں آیت: ”ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین“ اے اللہ! ہمارے اور ہماری قوم (ثناء اللہ) کے درمیان سچا فیصلہ دینے والا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

تحریر کی اور خدا تعالیٰ سے اسی طرح کا فیصلہ مانگا جس طرح کا فیصلہ نوح اور قوم نوح کے درمیان ہو چکا تھا۔ بنا برآں حسب استدعا مرزا قادیانی نے مورخہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مرزا قادیانی صوبہ پنجاب کے صدر مقام لاہور کے اندر اچانک مرض بیضہ میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا اور بروئے اشتہار خود اور موافق دعائے خود کاذب ٹھہرا اور صادق کی زندگی میں مر گیا اور قرآن حکیم کی ہر دو آیات نے بطور دو گواہان کے شہادت دے دی کہ یہی فیصلہ خدائی فیصلہ ہے اور بالکل صحیح فیصلہ ہے۔ جس طرح کا صحیح فیصلہ نوح اور قوم نوح کے درمیان ہو چکا ہے۔ چنانچہ اعداد مرزا قادیانی کا ہجری سال وفات لفظ ”روح خبیث / ۱۳۲۶“ اور لفظ ”ذریۃ الشیاطین / ۱۳۲۶“ بمعنی اولاد شیطان اور فقرہ ”ہو غوی ہلک بلاہور / ۱۳۲۶“ اور وہ گمراہ آدمی لاہور میں ہلاک ہو گیا اور ”غدار الملک / ۱۳۲۶“ سے برآمد ہوتا ہے اور عیسوی سال وفات آیت:

”حقت کلمۃ العذاب علی الکافرین / ۱۹۰۸“ کافروں پر عذاب کا فیصلہ حق ہے۔

اور لفظ ”مغضب اللہ / ۱۹۰۸“ بمعنی مغضوب خدا سے نکلتا ہے اور اس کی ناری اور عذابی موت صحیح ہے اور مرزا قادیانی خود اعداداً جہنمی اور ناری بنتا ہے۔

مرزا غلام احمد / ۱۳۷۲ ”شد فی النار / ۱۳۷۲“ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی آگ میں گر گیا اور ناری بنا، اور پھر اسی کتاب (اعجاز احمدی ٹائٹل بار اول، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۵) پر ۱۸ بار مکتوبہ آیت ”الیس اللہ بکاف عبده“ نے اس کی مدد نہ کی اور اس کو ہلاک ہونے سے نہ روکا۔

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے صفحہ ۲۱، ۲۰ پر بھی اسی قسم کی فیصلہ کن دعا لکھی ہے اور خدائی فیصلہ مانگا ہے: ”تو ہم میں اور مخالفین (ثناء اللہ و محمد حسین و پیر مہر علی شاہ صاحبان) میں فیصلہ کر دے اور وہ جو تیری نگاہ میں صادق ہے اس کو ضائع مت کر کہ صادق کے ضائع ہونے سے ایک جہاں ضائع ہو گا..... میں کیوں کر کہوں اور کیوں کر میرا دل قبول کرے کہ تو صادق کو ذلت کے ساتھ قبر میں اتارے گا اور اوباشانہ زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۶، ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۴، ۱۲۵)

چنانچہ مرزا قادیانی اپنی اسی بددعا کے چھ سال بعد ہلاک ہو گیا اور اس کے مذکورہ مخالفین عرصہ دراز تک زندہ اور مرفہ الحال رہے۔ چونکہ زیر جواب کتاب کا مؤلف (غلام احمد قادیانی) خود بذاتہ اوباش زندگی سے ہمکنار رہا۔ اس لئے اعداداً بجائے اپنے مخالفین کے وہ خود ہی اعداداً اوباش شخص ثابت ہوا اور اس کے مخالفین اوباش شخصیت کی زد سے محفوظ و مامون رہے۔ کیونکہ اعدادی طور پر صرف ”غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰“ اور ”اوباش شخص / ۱۳۰۰“ کے اعداد برابر ہیں جو پورے تیرہ صد (۱۳۰۰) ہیں اور اس کے مخالفین اسی اعدادی اتحاد سے الگ تھلگ رہ جاتے ہیں اور اوباش اشخاص نہیں بنتے۔

عذر شانزدہم

یہ ہے کہ: ”آیت ”فلما توفیتنی“ کی موجودگی میں خدا تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں (نعوذ باللہ) کاذب ٹھہرتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۵)

الجواب

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی فہم و فراست آیت ہذا کے سمجھنے سے قاصر رہی ہے۔ جس سے اس کو خدا تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کاذب نظر آئے۔ وجہ یہ ہے کہ امت عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں بگڑ کر عیسیٰ پرست بن گئی تھی اور اس کو خدا یا ابن اللہ ماننے لگے تھے۔ جیسا کہ آیت ذیل: ”وکنتم علیہم شہیداً ما دمت فیہم“ میں جب تک ان میں موجود رہا ان کے خلاف شاہد و نگران رہا۔ ﷺ سے واضح ہے۔ چنانچہ ”شہدت علیہ“ اور ”کنتم علیہ شہیداً“ کا مفہوم یہ ہے کہ میری نگرانی اور دیکھ بھال اس کے خلاف رہی اور وہ میرے خلاف ارادہ و مشاہدہ کام کرتا رہا۔ جیسا کہ آیت ذیل سے وضاحت ہوتی ہے۔

”وشہدوا علی انفسہم انہم کانوا کفرین“ انہوں نے اپنے خلاف یہ شہادت دی کہ وہ خود کافر ہیں۔

بنا بر آں زیر بحث آیت کا مطلب یہ رہا کہ امت عیسیٰ منشائے عیسیٰ کے خلاف کام کرتی رہی اور حضرت عیسیٰ اپنی موجودگی میں ان کی اصلاحات میں کوشاں رہے۔ مگر وہ بدستور حضرت عیسیٰ کو خدا یا ابن خدا کہتے رہے۔ جیسا کہ انجیل متی باب ۱۶ آیت ۱۵ سے پایا جاتا ہے۔

”اس (عیسیٰ) نے ان (شاگردوں) سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو، شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔“

ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ امت عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں نہیں بگڑی۔ بلکہ اس کے جانے یا مرنے کے بعد بگڑی ہے، غلط ہے۔ کیونکہ آیت زیر بحث کا کوئی لفظ بھی مرزائی نظریہ کی تائید و تصدیق کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ باقی یہاں پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب امت عیسیٰ خود حضرت عیسیٰ کی موجودگی میں بگڑی تھی اور حضرت عیسیٰ ان کا بگاڑ بچشم خود دیکھ چکے تھے تو پھر وہ بقول قرآن خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی عدم ذمہ داری کا اظہار کیوں کریں گے۔ جب کہ وہ اپنی امت کا بگاڑ و ضلال بچشم خود دیکھ چکے تھے اور ان کو اپنی موجودگی میں باز رہنے کے لئے کہتے رہے۔

جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو زمانے ہیں۔ ایک اپنی امت میں رہنے کا زمانہ ہے اور دوسرا زمانہ اپنی امت کو چھوڑ کر قیام آسمان کا زمانہ ہے۔ بنابرآں ان کی عدم ذمہ داری کا تعلق صرف قیام آسمان کے زمانے سے ہے۔ اپنی امت کے اندر رہنے کے زمانہ سے نہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کی جواب دہی پر کہیں گے کہ میں جب تک اپنی امت میں موجود رہا تو ان کے بگاڑ و فساد سے باخبر رہا اور ان کی اصلاح میں کوشاں رہا۔ لیکن جب میں ان کو چھوڑ کر آسمان پر آ گیا تو ان کے حالات کا ذمہ دار نہیں کہ انہوں نے کیا کیا اور ان پر کیا گزری۔ اب صرف تو ہی اے اللہ ان کے حالات سے باخبر اور عالم ہے۔ کیونکہ تو علیم و خبیر ہے اور عالم الغیب والشہادۃ ہے اور میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ اب زیر بحث پوری آیت کی مختصر تشریح و تفسیر بطور ذیل ہے۔

الف ”ماقلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربى وربكم“ ﴿میں نے ان کو وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ تم صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کرو۔﴾

مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو صرف توحید خالص کی تعلیم و تبلیغ کی اور تثلیث وغیرہ کا عقیدہ انہوں نے از خود گھڑ لیا۔

ب ”وکنٹ علیہم شہیداً مادمت فیہم“ ﴿میں جب تک ان میں رہا ان کے خلاف نگران و شاہد رہا۔﴾

مطلب یہ ہے کہ جب تک عیسیٰ علیہ السلام ان میں رہے ان کے کرتوت اور عقائد دیکھتے رہے اور ان کو باز رہنے کے لئے کہتے رہے۔ مگر وہ نہ مانے اور اپنی گمراہی پر بضد قائم رہے اور بدستور حضرت عیسیٰ کو خدا یا ابن خدا کہتے رہے۔

ج..... "فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئ شہید"

﴿پھر جب تو نے مجھے اپنے قبضہ میں لیا تو صرف تو ہی ان کا نگران رہا۔ کیونکہ تو ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔﴾

مطلب یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے قبضہ میں لے کر مقیم آسمان بنا لیا۔ تو حضرت عیسیٰ کی ذمہ داری ختم ہو گئی اور بجائے اسکے خدا تعالیٰ کی ذمہ داری نے چارج سنبھال لیا اور عیسیٰ علیہ السلام عند اللہ مابعد زمانہ کے جوابدہ نہ رہے۔

اب یہاں صرف لفظ "توفی" کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی لفظ عند الفریقین محل نزاع ہے اور اسی لفظ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات کا دارومدار ہے۔ جاننا چاہئے کہ کلام عرب میں لفظ "توفی" کے دو معانی مستعمل ہیں۔ ایک معنی "اخذ الشئ وافیاً" کسی چیز کا پورا پورا وصول کرنا جیسے "توفیت دراہمی من فلان" میں نے فلاں آدمی سے اپنے پیسے پورے وصول کر لئے اور جیسا کہ آیت ذیل میں ہے :

"واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم لا یظلمون" ﴿اور تم لوگ اس دن سے ڈرو جس میں تم خدا تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اپنی کمائی پوری دی جائے گی اور اس میں کمی نہیں ہوگی۔﴾

اور دوسرا معنی "اماتۃ الشئ الحی" کسی زندہ چیز کو مارنا اور موت دینا ہے۔ جیسے

"توفاه اللہ علی فراشہ" خدا تعالیٰ نے اس کو اس کے بستر پر موت دے دی۔

بحالت بالا آیت زیر نزاع "فلما توفیتنی" میں لفظ "توفی" کا معنی اول مراد ہے۔ یعنی جب تو نے مجھ کو میری امت سے پورا پورا بمع جسم و روح کے وصول کر لیا تو میری بجائے تو ہی ان کا شاہد و نگران بن گیا۔ اگر کہا جاوے کہ لفظ توفی کا معنی پورا پورا وصول کرنا اس وقت لیا جاتا ہے جب کہ

اس کا صلہ حرف من لفظاً موجود ہو۔ مگر یہاں پر جب یہ صلہ موجود نہیں ہے تو پھر یہاں پر پورا پورا لینے کا معنی نہیں لیا جا سکتا۔

جواب یہ ہے کہ یہاں پر حرف من صلہ توفی محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے۔

"فلما توفیتنی منہم" جب تو نے مجھے ان سے پورا وصول کر لیا تو تو ہی ان کا نگران رہا۔

میں نے یہاں پر حرف من کا محذوف ہونا اس لئے کہا ہے کہ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ آیت "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا" میں فقرہ "من الذین کفروا" علی سبیل التنازع ماقبل کے تینوں اسمائے فاعل سے متعلق ہے اور

اصل عبارت یوں ہے: ”یعیسیٰ انی متوفیک من الذین کفروا ورافعک الی من الذین کفروا ومطہرک من الذین کفروا“ چنانچہ جب یہاں پر لفظ توفی کا صلہ حرف من لفظاً موجود ہے تو وہاں پر بھی لفظ توفی کا صلہ حرف من معناً اور حذفاً موجود ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید کے اندر آیت: ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا“ میں بھی لفظ توفی کا صلہ حرف من محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے: ”اللہ یتوفی الانفس من ابدانھا حین موتھا (الآیہ)“ جب اللہ تعالیٰ بوقت موت روحوں کو ان کے ابدان سے پورا پورا وصول کرتا ہے تو مرنے والوں کی ارواح کو روک لیتا ہے۔ بقیہ کو چھوڑ دیتا ہے اور پھر وہ اپنے ابدان میں واپس آجاتی ہیں۔ چونکہ دیگر مفسرین نے مذکورہ بالا توجیہ کو صراحۃً ذکر نہیں کیا۔ اس لئے یہی توجیہ میرا ایک علمی نشان ہے۔

عذر ہفدہم

یہ ہے کہ آیت: ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل“ کے اندر خدا نے سب نبیوں کی وفات ایک مشترک لفظ ”خلت“ میں ظاہر کر دی اور حضرت عیسیٰ کے لئے کوئی خاص لفظ استعمال نہیں کیا کہ وہ اسی لفظ میں شامل نہ رہے۔

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۶)

الجواب اولاً

خلت کا معنی مبعث ہے نہ کہ موت۔ اگر موت معنی لیں بھی تو یہ ہے کہ آیت ہذا اکثریت کی بنیاد پر رسولوں کی وفات کا اظہار کرتی ہے۔ کیونکہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے پیش نظر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مقام اقلیت میں تھی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی استثنائی لفظ نہیں لایا گیا۔ کیونکہ ”للاکثر حکم الكل“ اکثریت کو حکم کل ملتا ہے اور ”القلیل

کالمعدوم“ اقلیت کالعدم سمجھی جاتی ہے۔ بنا بر آں قرآن عزیز نے اقلیت کی بناء پر موت عیسیٰ کا استثناء نہیں کیا۔

الجواب ثانیاً

یہ ہے کہ واقعی آیت ہذا بلفظ ”خلت“ تمام انبیاء کی وفات پر مشتمل ہے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر تمام انبیاء و رسل حقیقتاً وفات یافتہ ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام صرف حکمی مردہ بمعنی تارک وطن ہے۔ کیونکہ مدت دراز کے تارک وطن کو حکماً مردہ اور وفات یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ جیسے

پاکستان کے تارکین وطن کو ہندوستان نے اور ہندوستان کے تارکین وطن کو پاکستان نے مردہ اور ہلاک قرار دے کر ان کی متروکہ جائیداد نیلام کر دی ہیں اور وہ مستحقین کو الاٹ ہو گئی ہیں۔ حالانکہ دونوں قسم کے تارکین وطن کی اکثریت حقیقتاً اب تک زندہ ہے اور شاغل بکار ہے۔ لہذا چونکہ عیسیٰ علیہ السلام مدت دراز کے لئے تارک وطن ہو کر بطور مہاجر کے مقیم آسمان ہیں۔ اس لئے ان کو مجازاً لفظ ”خلت“ میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن وہ اب تک زندہ ہیں۔

الجواب ثالثاً

یہ ہے کہ چونکہ قرآن مجید کے اندر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نفی قتل کے بعد رفع الی اللہ کا لفظ صراحۃً مذکور تھا۔ جیسے : ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ“ اور مفہوم یہ ہے کہ وہ قتل سے بچ کر مرفوع الی اللہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آگے حیات عیسیٰ کا عذر پیش نہ کیا۔ جب کہ حضرت عمرؓ نے حیات عیسیٰ کی بنیاد پر وفات مصطفیٰ کا انکار کر دیا تھا۔

ہاں! یہاں ایک اعتراض باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت ہذا میں علم البلاغہ کی ایک قسم قصر الموصوف علی الصفہ مستعمل و موجود ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ موصوف اپنی مذکورہ صفت کا پابند ہے اور صفت آزاد ہو کر دیگر موصوف میں بھی پائی جا سکتی ہے۔ اب آیت ہذا کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے پابند رسالت اور رسول خدا ہونے کے بعد آپ ﷺ سے پہلے اور پیچھے بھی رسولان خدا ہو سکتے ہیں۔ لہذا مسیلمہ کذاب اور غلام پنجاب بھی سچے رسولان خدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ سے قبل رسولان خدا فقرہ ”قد خلت من قبلہ الرسل“ کے پیش نظر ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نہ رسولان خدا ہو سکتے ہیں اور نہ ہوں گے۔ کیونکہ اسی امکان کے لئے آیت ہذا میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ لہذا یہی آیت ختم رسالت کے بارے میں مقام صراحت کی حامل ہے۔

الجواب رابعاً

یہ ہے کہ آیت زیر بحث سے حیات مسیح کا صریح ثبوت مہیا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر آیت ہذا کو آیت: ”ما المسيح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ (کہ بلاشبہ مسیح ابن مریم رسول خدا ہے اور اس سے پہلے بھی رسولان خدا گزر چکے ہیں۔ (وفات پا چکے ہیں)) سے ملا کر بالترتیب قرآن محمدی آیت کو پہلے اور مسیحی آیت بعد میں رکھ کر پڑھ جائے تو دونوں آیات کا مفہوم یہ ہو گا کہ محمد ﷺ سے پہلے تمام رسول بمع عیسیٰ کے فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن

جب یہ کہا جائے گا کہ مسیح ابن مریم سے پہلے تمام رسولان خدا فوت ہو چکے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ رسولوں سے مستثنیٰ رہیں گے اور زندہ قرار پائیں گے۔ گویا محمدی آیت مستثنیٰ منہ کے مقام میں ہے اور مسیحی آیت مستثنیٰ کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ محمدی آیت نے تمام انبیاء و رسل کو بمعہ عیسیٰ کے وفات یافتہ بتایا اور مسیحی آیت نے حضرت عیسیٰ کو ان سے بصورت استثناء الگ کر لیا اور زندہ قرار دے دیا۔ جیسے ”ما جاء نبي القوم الا زيدا“ کہہ کر یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ ساری قوم بمعہ زید کے متکلم کے پاس نہیں آئی اور زید نہ آنے والوں میں شامل رہا اور پھر زید کو قوم سے الگ کر کے کہا گیا کہ صرف زید آیا ہے۔ بنا برآں خلاصۃ الکلام یہ رہا کہ جس طرح مثال ہذا میں ساری قوم زید کی نفی کر کے صرف زید کو آنے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح دونوں آیات بالا کے ملانے پر پہلے پہل آیت محمدی میں تمام رسل کو وفات یافتہ بنا کر کے آیت مسیحی میں حضرت عیسیٰ کو بطور استثناء کے زندہ ثابت کیا گیا ہے۔ میری تشریح بالا کے بعد قارئین کرام کو یہ بات ہرگز نہ بھولنی چاہئے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی صاحبان قرآن مجید کی موجودہ تنظیم و ترتیب کو جو اعجاز قرآن کا ایک اہم حصہ ہے۔ بدل کر آیت مسیحی کو پہلے اور آیت محمدی کو پیچھے رکھ لیتے ہیں اور وفات مسیح کو ثابت کر کے عوام و جہال کو مغالطہ دے کر کہتے ہیں کہ دیکھو قرآن مجید سے وفات مسیح ثابت ہے۔ حالانکہ قرآن کی موجودہ ترتیب کو بدل کر ایک غلط مفہوم نکالنا بھی تحریف قرآن کا ایک حصہ ہے۔ جس کو یہود نما مرزا اور مرزائی صاحبان انجام دیتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی کا یہ مغالطہ قابل افسوس ہے کہ عیسیٰ کے مقیم آسمان ہونے اور آنحضرت ﷺ کے زیر خاک جانے سے تو بین نبی ﷺ نکلتی ہے۔ حالانکہ ایک تنکہ پانی کے اوپر تیرتا ہے اور آبدار موتی پانی کی تہ میں بیٹھتا ہے۔ کیا اس طرح پر موتی کی قدر و منزلت گھٹ جاتی ہے اور تنکہ موتی کا مقام حاصل کر لیتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ موتی جہاں بھی ہو بادشاہوں کے تاج پر بیٹھتا ہے اور تنکہ جہاں بھی ہو خاک پر ڈالا جاتا ہے یا جلتی آگ میں جگہ لیتا ہے۔ کیونکہ ۷

صدر آنجا کہ نشیند صدر است

”بادشاہ جہاں بیٹھتا ہے بادشاہ رہتا ہے۔“

عذر ہجدہم

یہ ہے کہ: ”ابو ہریرہؓ ایک غبی اور کم فہم صحابی تھا جس نے آیات و احادیث میں سے حیات عیسیٰ کو صحیح سمجھا ہے۔ حالانکہ حیات عیسیٰ قرآن و احادیث سے ثابت نہیں ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

الجواب

یہ ہے کہ ایک حافظ الاحادیث صحابی کو غبی اور کم فہم اور بے درایت اور بے فراست کہنا انتہاء درجہ کی گستاخی اور خطرناک گمراہی ہے۔ حالانکہ تمام مشہور صحابہ عقلائے امت تھے اور سیدنا ابو ہریرہؓ خصوصی طور پر افہم الرجال آدمی تھا۔ جیسا کہ اعترافاً بطور ذیل ہے: ”(ابو ہریرہ / ۴۲۹) ہو عاقل الصحابة ابدأ واللہ / ۴۴۹)“ یعنی بخدا سیدنا ابو ہریرہؓ ہمیشہ کا عقیل تر صحابی ہے اور

اس کے بالمقابل مرزا قادیانی ایک غبی اور کم فہم آدمی ہے۔ جیسا کہ اعترافاً بطور ذیل ہے۔ (غلام احمد قادیانی / ۱۴۰۰) ”غبی ابدأ بالجد“ یعنی غلام احمد قادیانی صحیح طور پر ایک غبی آدمی ہے۔

دراصل مرزا قادیانی اس بزرگ صحابی پر اس لئے ناراض و ناخوش ہے کہ وہ حیات مسیح کی احادیث کا راوی ہے اور بالخصوص اس کی مرویات میں درج ذیل حدیث زیادہ مشہور ہے۔ جو ایک آیت قرآن پر بھی مشتمل ہے اور علامات مسیح اور رفع مسیح کے ساتھ نزول مسیح کو بھی بیان کرنے والی ہے۔

”عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عادلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرة فاقروا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عنقریب تمہارے اندر ابن مریم حاکم عادل بن کر نازل ہوگا اور صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جنگ کو بند کر دے گا اور مال و زر کو بھائے گا۔ حتیٰ کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ: ”اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص مسیح کے قبل الموت اس پر ایمان لائے گا۔“ ﴿

میں اس سلسلہ میں قارئین کرام کے سامنے حدیث بالا کی تشریح و تفصیل میں اپنا وہ تیسرا خط پیش کرتا ہوں جو میں نے مشہور مرزائی مبلغ ابو العطاء جالندھری مدیر ماہنامہ ”الفرقان ربوہ“ کو لکھا تھا اور وہ خاموش و ساکت رہ کر جواب دینے سے کترا گیا اور جلد تر ہلاکت کی آغوش میں چلا گیا۔ کیونکہ میرے خط کی حقانیت نے اس پر دل کا دورہ ڈال دیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

مکرمی جناب ابوالعطاء صاحب جالندھری!

السلام علی من اتبع الهدی

آپ میرے سوالات کے جوابات دینے سے کترا رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کو یہ گریز و فرار قطعاً زیبا نہیں ہے۔ بہر حال میں آپ کے سامنے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ وہ متفق علیہ حدیث لاتا ہوں جس میں نازل ہونے والے مسیح کی علامات مذکور ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے علامات مسیح کے متعلق اپنے بیان کو بحلف ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قسم بخدا! تمہارے اندر ابن مریم بالضرور اور عنقریب نازل ہوگا اور قاعدہ یہ ہے کہ حالف کے بیان کو من وعن بغیر کسی قسم کی تاویل و تغیر کے ماننا پڑتا ہے۔ ورنہ حلف بے کار اور غیر مؤثر قرار پائے گی۔ بنا برآں ابن مریم سے مریم طاہرہ کا بیٹا عیسیٰ اور نزول سے مراد اوپر سے نیچے کو آنا ہوگا۔

نیز یہ بھی پیش نظر رہے کہ حدیث بالا میں مذکور سب علامات جنگ و جہاد سے متعلق ہیں۔ جیسا کہ فقرہ: ”ویضع الحرب“ یا بروایت دیگر فقرہ ”ویضع الجزیۃ“ سے مترشح ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ابن مریم علیہ السلام کا نزول از آسمان ہوگا تو وہ ملک کے اندر مقام نزول کی جگہ پر جنگ و قتال کو موجود پائے گا اور شامل جہاد ہو کر میدان جنگ کو فتح کر لے گا اور جنگ کے خاتمہ کا اعلان کرے گا۔ کیونکہ جنگ کا بانی دجال لعین میدان جنگ میں مارا جائے گا اور ابن مریم دجالی فوجوں کے تمام ساز و سامان اور اسلحہ جنگ اور زر و دولت پر قبضہ کر لے گا اور مفتوحین پر کسی قسم کا جزیہ و ٹیکس عائد نہیں کرے گا۔ بلکہ ان سے صرف اسلام کو ہی قبول کرے گا۔ اب علامات مسیح اور الفاظ حدیث کی تشریح بطور ذیل ہے۔

۱..... ”ینزل فیکم ابن مریم“ ﴿تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔﴾ یہاں پر حرف فی کے

استعمال سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ابن مریم محمدی مخاطبین کا غیر ہوگا اور ان سے باہر کا آدمی ہوگا اور ان پر حاوی و حاکم ہوگا اور وہ اس کے ماتحت و محکوم ہوں گے اور ان سب پر امام مہدی امیر و خلیفہ ہوگا۔ جیسے ”الماء فی الکوز“ پانی کوزے کے اندر ہے۔ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ پانی کوزے سے ایک الگ چیز ہے اور کوزہ پانی سے ایک علیحدہ شے ہے اور کوزہ اسی پانی پر حاوی و حاکم ہے اور پانی محوی و محکوم ہے اور پھر اس فقرہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جب ابن مریم کا نزول ہوگا تو وہاں پر اسلامی حکومت ہوگی اور محمدی مخاطبین حاکم و بادشاہ ہوں گے اور ابن مریم ان کے ماتحت رہ کر حاکم و فیصل ہوگا۔ ان حالات میں بطور استعارہ کے مرزا قادیانی کو ابن مریم بنانا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ

اس کے دعویٰ مسیحیت کے وقت بجائے اسلامی حکومت کے برطانیہ کی کافر حکومت قائم تھی اور یہ شخص اسی حکومت کا کاشتہ پودا بن کر اٹھا تھا۔

۲..... نازل ہونے والے کا نام بجائے عیسیٰ کے ابن مریم لایا گیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے

کہ اترنے والا صرف ماں رکھتا ہوگا اور بے پدر ہوگا اور مرزا قادیانی با مادر و پدر ہو کر ابن مریم نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مماثلت میں جسماً و روحاً یکساں ہونا ضروری ہے۔ جیسے قرآن مجید نے آدم و عیسیٰ کو ایک دوسرے کا مکمل مماثل قرار دے کر کہا ہے: ”انّ مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم“ ﴿بلا شبہ حضرت عیسیٰ عند اللہ حضرت آدم کا مثیل ہے۔﴾

۳..... حکماً عدلاً: وہ با انصاف فیصلہ ہوگا اور اس کے فیصلہ جات اقتدار کی بناء پر ہوں گے۔

کیونکہ حکم شخص کو فیصلہ دینے کا کلی اختیار حاصل ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ ایک حتمی اور آخری فیصلہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ حاکم نہیں ہوتا اور صرف حکم ہوتا ہے۔ نیز بجائے ”حاکماً“ کے ”حکماً“ اختیار کرنے میں یہ لطافت ملحوظ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا حاکم اور امیر المسلمین ابن مریم نہیں ہو گا بلکہ دیگر آدمی ہوگا جو امام مہدی کے ممتاز لقب سے موسوم و معروف ہوگا اور ابن مریم کے پاس صرف عدالتی اختیارات اور بالواسطہ حکومت ہوگی اور مرزا قادیانی کو نہ بلا واسطہ اور نہ بالواسطہ حکومت ملی۔ بلکہ عمر بھر غلام فرنگ رہا اور ان کی کفش برداری کو اپنا کارنامہ سمجھا۔

نیز ”حکم“ سن رسیدہ شخص کو بھی کہا جاتا ہے: ”رجل حکم ای مسن“ کذا فی المنجد۔ لہذا اس لفظ سے قرآن کریم کے لفظ ”کھلا“ کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ ابن مریم بوقت نزول سن رسیدہ اور شیخ وقت ہوگا۔

۴..... ”فیکسر الصلیب“ وہ دجال کے فوجی علم کو توڑے گا۔ چنانچہ اس جگہ پر لفظ صلیب

بمعنی علم اور جھنڈا ہے کذا فی المنجد۔

بناء برآں مطلب یہ ہے کہ ابن مریم نازل ہونے کے فوراً بعد شامل جہاد ہو کر دجال کے فوجی علم کو توڑ کر پارہ پارہ کرے گا۔ یعنی مسیح علیہ السلام جس وقت بھی نازل ہوگا دجال کو برسر پیکار پائے گا اور شامل جہاد ہو کر پہلے پہل اس کے فوجی علم کو زیر قبضہ لائے گا اور اسے شکستہ کرے گا۔ جیسا کہ میدان جنگ کے اندر متحارب فریق کے علم پر قابض ہو کر اسے شکستہ اور ریزہ ریزہ کیا جائے۔ کیونکہ علم کے شکستہ ہونے سے عموماً اس فریق کو شکست ہو جاتی ہے۔

دجال اپنے علم کو صلیب اس لئے کہتا ہوگا کہ وہ اس قوم یہود میں سے ہوگا جو مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مارنے کی مدعی ہے۔

۵..... ”یقتل الخنزیر“ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ یعنی ان کے قتل کا حکم دے گا۔ مرزا قادیانی

نے اس فقرہ کا یہ مطلب لیا ہے کہ وہ جنگل کے خنزیروں کا شکار کھیل کر ان کو قتل کرے گا جو سراپا غلط اور غیر معقول مفہوم ہے۔ کیونکہ جنگل کے خنازیر کا مارنا اس کے مشن میں داخل نہیں ہوگا۔ بنا برآں فقرہ بالا اور فقرہ ہذا کا مجموعہ یہ مطلب ہے کہ مسیح علیہ السلام دجال کے فوجی علم کو توڑ کر برسر پیکار دجال کو بھی قتل کر دے گا۔ جس سے دجالی فتنہ مکمل طور پر ختم ہو کر ہمیشہ کی نیند سو جائے گا اور اس کو کوئی بھی نہیں جگائے گا۔

۶..... ”ویضع الحرب“ وہ جنگ کو ختم کر دے گا۔ یعنی مسیح علیہ السلام جس وقت بھی نازل

ہوگا وہ ملک کے اندر جنگ و قتال کو موجود پائے گا اور حق و باطل کی افواج باہم برسر پیکار ہوں گی اور وہ آتے ہی حق کی طرف سے شامل جہاد ہو کر باطل کی فوجوں کو شکست دے گا اور پوری کامیابی سے میدان جنگ کو جیت لے گا۔

ایک دیگر روایت میں زیر بحث فقرہ کی بجائے ”ویضع الجزیۃ“ کے الفاظ آئے ہیں اور معنی یہ ہے کہ وہ جنگی ٹیکس کو ختم کر دے گا اور دجالی مفتوحین پر کسی قسم کا عسکری ٹیکس عائد نہیں کرے گا۔ بلکہ ان سے صرف اسلام کو ہی قبول کرے گا اور بصورت دیگر ان پر تلوار کو زیر استعمال لائے گا اور مرزا قادیانی کبھی بھی جنگ میں شامل نہیں ہوا۔ بلکہ جنگ و جہاد کو حرام کہتا رہا۔

۷..... ”ویفیض المال“ وہ مال و زر کو پانی کی طرح بہائے گا اور داخل خزانہ نہیں کرے گا۔

یعنی وہ دجالی فوجوں سے چھینے ہوئے مال غنیمت کو صرف مجاہدین و محتاجین پر تقسیم کرے گا اور اسکو اپنے بیت المال میں جمع نہیں ہونے دے گا۔ ان حالات میں کوئی دیانت دار آدمی انعامی چیلنجوں کے اشتہارات کو افاضہ مال نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ کاغذی گھوڑے دوڑانا تقسیم زر اور افاضہ مال سے ہمنوائی اور یکسانیت نہیں رکھتا۔

۸..... ”حتی لا یقبلہ احد“ حتی کہ اس مال و زر کو کوئی شخص از قسم مجاہدین و محتاجین قبول

نہیں کرے گا۔ یہ فقرہ افاضہ مال کی حد و غایت ہے۔ یعنی مسیح علیہ السلام اسی فتح و کامرانی کی خوشی میں تمام مجاہدین و محتاجین کو اس قدر مالا مال کر دے گا کہ ان کے دلوں سے جالب زر کی حرص و ہوس مٹ جائے گی اور وہ بے نیاز ہو کر قبول زر سے گریز کریں گے۔

۹..... ”حتی تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فیها“ حتی کہ شکر

و امتنان کا صرف ایک سجدہ ہی دنیا و ما فیہا سے بہتر و برتر سمجھا جائے گا۔ یہ فقرہ بھی افاضہ مال کی

۸۶

دوسری حد و غایت ہے اور مطلب یہ ہے بعد بے شمار اموال غنیمت حاصل کر کے شکریہ کا صرف ایک ہی سجدہ کریں گے کہ دنیا و ما فیہا کی تمام لذتوں سے بہتر و

۱۰..... حدیث بالا کے آخر میں

آیت پڑھی اور سامعین کو اس کے پڑھنے قبل موتہ اہل کتاب میں سے ہر ایک جاننا چاہئے کہ آیت ہذا کو ہے کہ آیت ہذا میں جس مسیح ابن مریم میں نازل از آسمان ہو کر دجال کو قتل کر ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع نہیں ہے۔ جب ضمیر مسیح کے رفع الی اللہ کی طرف عائد قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (اٹھا لیا ہے۔) میں ہے۔ کیونکہ قرآن قرآن صرف مسیح کے رفع الی اللہ کو جا میں آ رہا ہے۔ چنانچہ جس سلسلہ میں ب ایسا نہ کریں تو پھر قرآن مجید پر خلط مباح دعویٰ پر ایمان با مسیح کو بطور دلیل کے پ میرے نزدیک یہ بات حق الیقین کا در مستور مصدر ”رفع الی اللہ“ کی طر للتقویٰ کے اندر ضمیر ”هو فعل اعد اور پھر لفظ ”موتہ“ کی ضمیر عیسیٰ کی ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر ایک کتابی وہ عمر بھر اسی عقیدہ سے بشدت منحرف ہے کہ آیت میں مسیح کا قبل الموت

دوسری حد و غایت ہے اور مطلب یہ ہے کہ مجاہدین اسلام اور محتاجین عوام دجالی فتنہ کو ختم کرنے کے بعد بے شمار اموال غنیمت حاصل کر کے خدا تعالیٰ کے آگے بطور شکریہ کے سر بسجود ہو جائیں گے اور شکریہ کا صرف ایک ہی سجدہ کریں گے۔ ان کو اسی ایک سجدہ میں ایسی لذت و فرحت میسر آئے گی کہ دنیا و مافیہا کی تمام لذتوں سے بہتر و بالا ہوگی۔

۰.....۱۰ حدیث بالا کے آخر میں حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان حدیث کی توثیق و تصدیق میں

آیت پڑھی اور سامعین کو اس کے پڑھنے کا مشورہ دیا: ”وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته“ اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص مسیح کے قبل الموت رفع پر ضرور ایمان لائے گا۔

جاننا چاہئے کہ آیت ہذا کو حدیث بالا کے ساتھ ملانے سے راوی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ آیت ہذا میں جس مسیح ابن مریم کے رفع الی اللہ کا ذکر ہے وہی مسیح ابن مریم قرب قیامت میں نازل از آسمان ہو کر دجال کو قتل کرے گا۔ دراصل وجہ یہ ہے کہ آیت ہذا کے اندر لفظ ”بہ“ کی ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع نہیں ہے۔ جیسا کہ مفسرین قرآن اور مرزا و اہل مرزا کا خیال ہے۔ بلکہ یہ ضمیر مسیح کے رفع الی اللہ کی طرف عائد ہے جس کا ذکر آیت ہذا سے متصلاً قبل کی آیت: ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ“ یہود نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔ میں ہے۔ کیونکہ قرآن عزیز کے پیش نظر ایمان بالمسیح کا اثبات نہیں ہے۔ بلکہ مقصود قرآن صرف مسیح کے رفع الی اللہ کو ثابت کرنا ہے۔ جس کا ذکر آیت ہذا سے قبل کی متعدد آیات میں آ رہا ہے۔ چنانچہ جس سلسلہ میں یہ آیت آئی ہے اسی سلسلہ کا اثبات مقصود قرآن ہے۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو پھر قرآن مجید پر خلط مبحث کا الزام عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے رفع الی اللہ کے دعویٰ پر ایمان بالمسیح کو بطور دلیل کے پیش کر دیا۔ جس سے دعویٰ و دلیل میں تناسب نہ رہا۔ بہر حال میرے نزدیک یہ بات حق الیقین کا درجہ رکھتی ہے کہ لفظ ”بہ“ کی ضمیر فعل ”رفعہ اللہ“ کے اندر مستور مصدر ”رفع الی اللہ“ کی طرف اسی طرح پر عائد ہے جیسے آیت: ”اعدلوا ہوا قرب للتقویٰ“ کے اندر

ضمیر ”ہو“ فعل ”اعدلوا“ کے اندر مستور مصدر لفظ ”عدل“ کی طرف لوٹتی ہے اور پھر لفظ ”موتہ“ کی ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ عقل و سائنس کا ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر ایک کتابی حضرت مسیح کے قبل الموت رفع کو ضرور مان لے گا۔ جب کہ وہ عمر بھر اسی عقیدہ سے شدت منحرف و منکر رہا۔ بنا برآں آیت بالا اور حدیث بالا میں یہ مطابقت ہے کہ آیت میں مسیح کا قبل الموت رفع مذکور ہے اور حدیث زیر بحث میں اسی مسیح کا نزول قبل

الموت موجود ہے۔ یعنی جو ابن مریم مرنے سے قبل آسمان کی طرف مرفوع ہوا ہے۔ وہی ابن مریم قرب قیامت میں نازل از آسمان ہو کر دجال لعین کو قتل کرے گا۔ گویا کہ مرفوع الی اللہ ہونے والا اور نازل من اللہ ہونے والا ایک ہی شخص ہے اور وہ مسیح ابن مریم ہے اور اگر لفظ ”موتہ“ کی ضمیر کو کتابی کی طرف لوٹایا جائے تو پھر بھی معنی آیت یہ ہے کہ جدید مشاہدات و مکاشفات کے پیدا ہونے پر ہر ایک کتابی اپنے مرنے سے قبل مسیح کے رفع الی اللہ بالجسم کو ضرور بالضرور مان لے گا اور منکر رفع ہونے کی بجائے قائل رفع ہو جائے گا اور اگر مفسرین کی آراء کے مطابق لفظ بہ کی ضمیر کو عیسیٰ کی طرف راجع کیا جاوے تو اولاً آیت کا الحاق بالحديث لایعنی اور بے ربط قرار پاتا ہے اور ثانیاً راوی حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی رائے وقیع سے انحراف لازم آتا ہے۔ جب کہ اس کی رائے یہ ہے کہ آیت ملحقہ سے رفع مسیح بالجسم اور حدیث مرویہ سے نزول مسیح بالجسم ثابت ہے اور یہی بات اس وقت بنتی ہے جب کہ بہ کی ضمیر کے بارے میں میری رائے سے اتفاق کیا جائے۔

بہر حال میری رائے درست ہے اور راوی حدیث کی رائے سے ہمنوائی رکھتی ہے۔ ان حالات میں بفضل خدا میری رائے بہتر اور بالاتر قرار پاتی ہے اور میرا ایک علمی نشان بن جاتی ہے۔ اب میرے نزدیک حدیث کا لب لباب بطور ذیل ہے:

۱..... آنے والا مسیح نازل فی الامت ہوگا اور مرزا قادیانی خارج من الامت ہے اور دونوں

باتیں باہم متضاد و متصادم ہیں۔

۲..... آنے والا بے پدر ہے اور مرزا قادیانی باپدر ہے۔ اب اگر یہ شخص آنے والا مسیح بنتا ہے

تو پھر وہ بے پدر ہو کر خود رو پودا قرار پاتا ہے۔

۳..... آنے والے کو حاکمانہ اقتدار اور ثالثانہ اختیار حاصل ہوگا اور مرزا قادیانی غلام و محکوم بن

کر اپنے فیصلہ جات عیسائی عدالتوں سے کراتا رہا۔

۴..... آنے والا صلیب کو توڑ کر میدان جنگ میں قاتل دجال ہوگا اور مرزا قادیانی جہاد سیفی کا

منکر رہا اور خنزیر کھانے والے انگریز کا غلام و محکوم رہا۔

۵..... آنے والا خنزیر نما جانور کو تہ تیغ کر کے فاتح و کامران ہوگا اور مرزا قادیانی جہاد سیفی کا

منکر رہا اور خنزیر کھانے والے انگریز کا غلام و محکوم رہا۔

۶..... آنے والا عسکری ٹیکس کو ختم کر دے گا اور مرزا قادیانی نے بصورت چندہ اپنے مقلدین

پر متعدد ٹیکس قائم کئے۔

۸۸

۷..... آنے والے کے عہد میں جا

کر جلب زر میں کوشاں رہا۔

۸..... بالفاظ دیگر آنے والا میدان

گا اور مجاہدین و محتاجین کو بے نیاز اور مالا م کی طرح نوش کر گیا اور غرباء کو کچھ نہ دیا ب

۹..... آنے والا ایک جنگ کو فتح ک

و جہاد کا منکر رہا۔

۱۰..... آنے والا وہی ہے جو حدی

دونوں سے تصادم ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی نے: ”حضرت کیا ہے اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ایک کارنامہ سمجھتا ہے اور اس پر اتراتا

کنت السواد لناظری

من شاء بعدک فلیعم

تو اے نبی ﷺ! میری آنکھوں چاہے میرے خواہ عیسیٰ ہو یا موسیٰ، مجھے تو

دیکھئے! مرزا قادیانی نے اپ السلام دونوں آنحضرت کی وفات تک زن السلام کو وفات نبوی تک زندہ مان لیا۔ قرب قیامت کو واپس آکر مرزائیت کی اشعار سے شاعرِ نبوت کا مقصد وہ لوگ ہی سے مرثیۃ النبی کہنے کا مطالبہ کر رہے تھے کہہ دے اور مطمع نظریہ تھا کہ حاضرین م موت کا دھڑکا ہے اور دیگر آدمی کی موت

۷..... آنے والے کے عہد میں جلب زر کی حرص مٹ جائے گی اور مرزا قادیانی حریص زر رہ کر جلب زر میں کوشاں رہا۔

۸..... بالفاظ دیگر آنے والا میدان جنگ سے حاصل کردہ مال غنیمت کو پانی کی طرح بہائے گا اور مجاہدین و محتاجین کو بے نیاز اور مالا مال کر دے گا اور مرزا قادیانی وصول کردہ چندہ جات کو پانی کی طرح نوش کر گیا اور غرباء کو کچھ نہ دیا۔

۹..... آنے والا ایک جنگ کو فتح کر کے سجدہ شکر بجا لائے گا اور مرزا قادیانی عمر بھر خود جنگ

وجہاد کا منکر رہا۔

۱۰..... آنے والا وہی ہے جو حدیث بالا اور آیت ملحقہ کا مصداق ہے اور مرزا قادیانی کا دونوں سے تصادم ہوتا ہے۔

جواب کا منتظر: حکیم میر محمد ربانی!

مرزا قادیانی نے: ”حضرت حسان بن ثابتؓ کے درج ذیل دو شعر نقل کر کے جو ترجمہ کیا ہے اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت موسیٰ بھی زندہ بن جاتے ہیں اور وہ اسی کو اپنا ایک کارنامہ سمجھتا ہے اور اس پر اتراتا ہے:

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر

من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

تو اے نبی ﷺ میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ میں تو تیری جدائی سے اندھا ہو گیا۔ اب جو چاہے مرے خواہ عیسیٰ ہو یا موسیٰ، مجھے تو تیری موت کا دھڑکا تھا۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

دیکھئے! مرزا قادیانی نے اپنے ترجمہ سے تسلیم کر لیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں آنحضرت کی وفات تک زندہ تھے۔ بہر حال جب مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات نبوی تک زندہ مان لیا ہے تو پھر وہ قیامت تک بھی اس کے علی الرغم زندہ ہے اور قرب قیامت کو واپس آکر مرزائیت کی ناک کاٹ لے گا۔ دراصل بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا ہر دو اشعار سے شاعر نبوت کا مقصد وہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت جمع تھے اور شاعر سے مرثیۃ النبی کہنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس پر شاعر نے زیر بحث دونوں اشعار بدایتاً و ارتجالاً کہہ دئے اور مطمع نظر یہ تھا کہ حاضرین میں سے جو شخص چاہے مر سکتا ہے۔ لیکن مجھے پیارے نبی کی موت کا دھڑکا ہے اور دیگر آدمی کی موت کی ہرگز اور قطعاً پرواہ نہیں ہے۔

عذر نہم دہم

یہ ہے کہ: ”خدا تعالیٰ نے واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ اور اس کی ماں کو ایک ٹیلہ پر جگہ دی ، جہاں صاف پانی تھا اور آرام کی جگہ تھی۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے: ”و اویناہما الی ربوة ذات قرار ومعین“ اور وہی ٹیلہ خطہ کشمیر جنت نظیر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۱۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

الجواب اولاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے عوام الناس کو مغالطہ دینے کی خاطر آیت ہذا کا سابق فقرہ چھوڑ دیا ہے جب کہ مکمل آیت بطور ذیل ہے: ”وجعلنا ابن مریم وامہ ایتہ واوینا ہما الی ربوة ذات قرار ومعین“ ﴿ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ان کو ایک آرام دہ اور چشمہ دار ٹیلہ کے پاس پناہ دی۔﴾



جاننا چاہئے کہ آیت بالا میں دو نشانات یا دو واقعات کا ذکر ہے۔ ایک دونوں کا نشان قدرت بننا ہے اور دوسرا معا دونوں کا ایک ٹیلہ کے پاس جگہ پانا ہے اور پھر دونوں واقعات کو بذریعہ واؤ عاطفہ یک جا لا کر یہ بتایا گیا ہے کہ دونوں واقعات ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت میں واقع ہوئے ہیں اور پھر دونوں واقعات کا وقوع یکے بعد دیگرے بالاتصال ہوا ہے اور ان دونوں کے وقوع کے درمیان ایک لمبا عرصہ اور دور دراز کا زائد علاقہ حائل نہیں تھا۔ بلکہ یہی دونوں واقعات ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وقت میں واقع ہوئے ہیں۔ بنابرآں آیت بالا کا مفہوم و خلاصہ یہ رہا کہ ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک آرام دہ اور چشمہ دار ٹیلہ کے پاس اس وقت جگہ ملی جب کہ ابن مریم بے پدر پیدا ہو کر نشان قدرت بنا اور مریم طاہرہ بن خاوند بچہ جن کر نشان عظمت بن گئی۔ گویا کہ پیدائش مسیح کے فوراً بعد ان دونوں کو موصوفہ ٹیلہ مل گیا۔ بنابرآں ایسا ٹیلہ جو ان دونوں کو ایسے وقت میں ملا کہ وہ بیت

المقدس کے نزدیک یا اس سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہونے والا ہی ہو سکتا ہے اور اس سے بہت ہی دور اور فاصلہ دراز پر واقع ہونے والا ٹیلہ بنام وادی کشمیر یا اسی نوعیت کی دیگر بعیدی وادی قطعاً نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور اہل مرزا کا زعم باطل اور خیال عاطل ہے۔ کیونکہ آیت بالا اسی وہم و خیال کی مؤید و مصدق نہیں ہے۔

الجواب ثانياً

یہ کہ خطہ کشمیر وادی کشمیر کے نام سے موسوم و مشہور ہے اور لفظ ربوہ لفظ وادی کے خلاف ایک اونچی جگہ اور فرازی مقام (ٹیلہ) ربوہ سے خطہ کشمیر بمعنی وادی کشمیر مراد ”واوینا ہما الی وا چشمہ دار وادی میں پناہ دی۔“ ورنہ قرآن مجید پر یہ الزام ربوہ یا ایک نیچی جگہ کو اونچی جگہ کہہ کر ایہ اور اپنے شان نظم پر ایک سیاہ داغ اور

معنی ربوہ تو وادی چما

تیری طرف سے ربوہ کا معنی

وادی کشمیر را ربوہ

تو وادی کشمیر کو ربوہ مت کہ

ربوہ دیگر وادی او دیگر

ربوہ اور ہے اور اس کی واد

وادی کشمیر از ربوہ جدا

وادی کشمیر ربوہ سے ایک ا

چوں نشیبرے را فرازی

جب تو نے نیچ کو اونچ کہہ

این غلام احمد مے احمد کج

یہ غلام احمد، احمد کب بن س

بندہ احمد چرا چوں احمد

احمد کا بندہ احمد کی مانند کیو

واقع ہے۔

بندہ را آقا شمردن کرے رو

بندہ کو آقا سمجھنا کب جائ

احمد بر ولد آدم سید

میر احمد تمام اولاد آدم کا س

ایک اونچی جگہ اور فرازی مقام (ٹیلہ) کو کہا جاتا ہے۔ اگر فی الواقعہ بزعم مرزا آیت بالا کرے اندر لفظ ربوہ سے خطۂ کشمیر بمعنی وادی کشمیر مراد ہے تو قرآن مجید کو بطور ذیل فرمانا چاہئے تھا۔ ”واویناہما الیٰ وادّٰ ذی قرار ومعین“ ﴿ہم نے ان دونوں کو ایک آرام دہ چشمہ دار وادی میں پناہ دی۔﴾ ورنہ قرآن مجید پر یہ الزام عائد ہوگا کہ اس نے لغت عرب کے خلاف ایک وادی کو ربوہ یا ایک نیچی جگہ کو اونچی جگہ کہہ کر اپنی فصاحت و بلاغت اور اپنے اعجاز و امتیاز کو داغدار بنا دیا ہے اور اپنے شانِ تکلم پر ایک سیاہ داغ اور بد نما دھبہ ڈال دیا ہے۔ ”قلت خطأ يا للمرزا“

معنی ربوہ تو وادی چراست چونکہ وادی ضد ربوہ بر ملاست

تیری طرف سے ربوہ کا معنی وادی کیوں ہے۔ جب کہ علانیہ طور پر وادی ربوہ کی ایک ضد ہے۔

وادی کشمیر را ربوہ مگو نیز در ربوہ تو وادی را مگو

تو وادی کشمیر کو ربوہ مت کہہ اور پھر ربوہ کے اندر وادی کی تلاش مت کر۔

ربوہ دیگر وادی او دیگر است احمد دیگر غلامش دیگر است

ربوہ اور ہے اور اس کی وادی اور ہے۔ جیسا کہ احمد اور ہے اور اس کا غلام اور ہے۔

وادی کشمیر از ربوہ جداست در نشیبی از فرازے فرق ہاست

وادی کشمیر ربوہ سے ایک الگ چیز ہے۔ کیونکہ نشیب و فراز کے درمیان بہت فرق ہے۔

چوں نشیبی را فرازے گفتہ داں کہ از فہم حقیقت رفتہ

جب تو نے نیچ کو اونچ کہہ دیا ہے تو جان لے کہ تو اصلیت کے سمجھنے سے دور چلا گیا۔

ایں غلام احمد احمد کجاست چوں نشیبی از فراز مباعداست

یہ غلام احمد، احمد کب بن سکتا ہے۔ جب کہ نیچ ہماری اونچ سے ایک الگ چیز ہے۔

بندۂ احمد چرا چوں احمد است چوں میان بندہ و احمد حد است

احمد کا بندہ احمد کی مانند کیوں بن سکتا ہے۔ جب کہ احمد اور غلام احمد کے درمیان ایک حد واقع ہے۔

بندہ را آقا شمردن کے رواست چوں میان این و آن فرقے پیاست

بندہ کو آقا سمجھنا کب جائز ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس میں اور اس میں ایک فرق موجود ہے۔

احمد ہر ولد آدم سید است غیر او را بندہ ماندن جید است

میرا احمد تمام اولاد آدم کا سردار ہے اور اس کے غیر کو بندہ رہنا اچھا ہے۔

چوں غلام احمدے احمد نشد وادی کشمیر ہم ربوہ نشد

جب تیرا غلام احمد احمد نہیں بن سکا تو وادی کشمیر بھی ربوہ نہیں بن سکتی۔

احمدم را چوں غلام او مکن بوئے خوش را نیز چوں بد بو مکن

میرے احمد کو غلام احمد کا مثیل نہ بنا اور پھر خوشبو کو بدبو نہ بنا۔

بندگی را خواجگی گفتی چرا مردگی را زندگی کردی چرا

تو نے بندگی کو آقائی کیوں کہہ دیا ہے اور موت کو زندگی کیوں بنا دیا ہے۔

بندگی در خواجگی آمیختی وز غشاشت دین خود را ریختی

تو نے بندگی کو آقائی میں ملا دیا ہے اور ملاوٹ کرنے سے اپنے دین کو گرا دیا ہے۔

این غشاشت نزد تو جائز چراست چونکہ غش آب در شیرے خطاست

تیرے نزدیک یہی ملاوٹ کیوں جائز ہے۔ جب کہ پانی کا دودھ میں ملانا جرم ہے۔

این گلم را خار گل ہر گز مخوان این غراب دین را بلبل مدان

میرے اس پھول کو پھول کا کانٹا مت کہہ اور دین کے اس کوئے کو بلبل مت جان۔

الجواب ثالثاً

یہ کہ جب کلمہ ”الی“ کا ماقبل مابعد سے متغائر ہوتا ہے تو مابعد اپنے ماقبل کے حکم میں شامل نہیں

ہوتا۔ جیسے: ”اتموا الصیام الی اللیل“ ﴿روزہ کو رات تک پورا کرو اور رات روزہ سے باہر رہے گی﴾۔

”واویناہما الی ربوۃ“ ﴿ہم نے دونوں کو ٹیلہ تک پناہ دی اور ٹیلہ پناہ گاہ سے الگ ہوگا﴾۔

بنابرآں ثابت ہوتا ہے کہ ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک ربوہ (ٹیلہ) کے پاس پناہ ملی۔ ربوہ کے اندر پناہ نہ ملی۔ جیسا کہ روزہ رات کے پاس جاتا ہے اور رات کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ ان حالات کے پیش نظر کشمیر کے صدر مقام سری نگر میں جس یوز آصف نامی شخص کا مقبرہ موجود ہے۔ وہ مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور شخص کا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید حضرت ابن مریم کو ربوہ بمعنی کشمیر کے پاس لے جاتا ہے اور کشمیر کے اندر داخل نہیں کرتا۔

اب صرف یہ بات تصفیہ طلب رہ جاتی ہے کہ سری نگر کے اندر یوز آصف کا مقبرہ حضرت مسیح کے بغیر دیگر کسی شخص کا مقبرہ ہے۔ چنانچہ اسی عقدہ لانیحل کا جواب میری طرف سے یہ

دیا جاتا ہے کہ یوز آصف کا لفظ یوز اصفہان بمعنی شیر اصفہان ہے جو شہر اصفہان کے ایک شہزادہ کا لقب تھا۔ کیونکہ فارسی زبان میں یوز بمعنی شیر مستعمل ہے۔ جیسا کہ کشمیر کے اندر شیخ عبداللہ کشمیری کو بعض لوگ شیر کشمیر اور امرتسر کے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اہل حدیث اشخاص شیر پنجاب کا لقب دیتے ہیں۔ چنانچہ شہر اصفہان کا یہی شہزادہ اپنے شہر اصفہان سے ہجرت کر کے کشمیر کے صدر مقام سری نگر میں آ کر مقیم ہو گیا اور اس نے اپنی صوفیانہ زندگی کا کثیر حصہ یہاں پر بسر کیا اور یہاں پر وفات پا کر یہیں مدفون ہوا اور یہاں پر اس نے بہت سے مرید معتقد پیدا کر لئے۔ جنہوں نے اس کی قبر پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کر لیا اور پھر اس کا لقب یوز اصفہان کثرت استعمال سے یوز آصف رہ گیا اور نیز یوز آصف صاحب شاہ ایران کا نبیرہ بمعنی نواسہ جو کثرت استعمال سے نبی رہ گیا اور پھر دونوں القاب باہمی امتزاج پا کر بصورت ”یوز آصف نبی“ بطور مرکب لقب کے استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ وہی شہزادہ اہالیان کشمیر کے اندر اب تک ”یوز آصف نبی“ کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنی سادہ لوحی اور سطحی فہم کی بناء پر ”یوز آصف نبی“ کے لفظ کو جو دراصل ”یوز اصفہان نبیرہ ایران“ تھا۔ عیسیٰ مسیح قرار دے کر اس کو وفات یافتہ بنا لیا اور دنیا میں شور و غوغا برپا کر دیا کہ عیسیٰ مسیح مر گیا ہے اور اس کی بجائے میں ہی خود مسیح یا مثیل مسیح بن گیا ہوں۔ قلت

شیخ کشمیری است شیر کاشیر ہم چنیں تو یوز آصف را بگیر

شیخ عبداللہ کشمیری شیر کشمیر ہے۔ اسی طرح تو یوز آصف کو بھی سمجھ لے۔

شیرا در اصفہان نامند یوز ہمچنین کجے را می گویند کوز

اصفہان کے اندر شیر کو یوز کا نام دیتے ہیں اور اسی طرح ٹیڑھی چیز کو کوز کہتے ہیں۔

تو بدین خویش کوز و کج مرو وز کجی در قادیان از حج مرو

تو اپنے دین کے اندر ٹیڑھا اور کبڑا ہو کر نہ چل اور اپنی کجی کی بناء پر قادیان کے اندر حج کو نہ لیجا۔

ہمچو مکہ قادیان تو چہ است یوز آصف عین عیسیٰ از کجاست

تیرا قادیان مکہ مکرمہ کی مانند کیوں ہے اور یوز آصف عیسیٰ کی مانند کہاں سے بن گیا۔

یوز آصف بود یوز اصفہان جزو آخرا ربود اہل زمان

یوز آصف دراصل یوز اصفہان تھا اور زمانہ کے لوگ اس کے آخری حصہ کو چھین کر لے گئے۔

این لقب مشہور شد اورا چنان کہ زنامش محو شد نام و نشان

اس کا یہی لقب (یوز آصف) اتنا مشہور ہو گیا کہ اس کے اصلی نام کا نام و نشان مٹ گیا۔

یوز آصف نیست عیسیٰ بالیقین ہم چنیں این اصفہان و فلسطین

یقیناً یوز آصف عیسیٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ شہر اصفہان شہر فلسطین نہیں ہے۔

مولد آن بود شہر اصفہان مولد عیسیٰ فلسطین را بدان

اس کی ولادت گاہ شہر اصفہان تھا اور عیسیٰ کی ولادت گاہ کو فلسطین سمجھ لے۔

آن نبیرہ بود در ایران خویش برد در کشمیر این سامان خویش

وہ اپنے ایران میں شاہ ایران کا نواسہ تھا اور وہ کشمیر کے اندر اپنا یہی سامان یوز آصف لقب لے گیا۔

چوں بکشمیر آمد او از اصفہان شد نبی از گفتن اہل زماں

جب وہ اصفہان کو چھوڑ کر کشمیر میں آ گیا تو لوگوں کی گفتگو سے نبی بن گیا۔

تو نبیرہ را نبی گوئی چرا ایک فتنہ را بپا کر دی ہما

تو نبیرہ کو نبی کیوں کہتا ہے۔ اے وہ شخص جس نے ہم کو فتنہ کے اندر ڈال دیا۔

یوز آصف را مکن عیسیٰ مسیح ورنہ دین خویش را کردی فضیح

تو یوز آصف کو عیسیٰ مسیح نہ بنا۔ ورنہ تو نے اپنے دین کو رسوا کر دیا۔

جلسہ این قادیانیت نیست حج راست قد مردے نباشد کوزہ کج

تیرے قادیان کا جلسہ حج نہیں بن سکتا اور سیدھے قد والا آدمی ٹیڑھا اور کبڑا نہیں کہلاتا۔

چونکہ مجھ سے قبل کسی عالم مؤرخ نے میری بیان کردہ توجیہ کو ذکر نہیں کیا۔ اس لئے بفضل

خدا صرف میں ہی اس میں منفرد ہوں اور یہی توجیہ میرا ایک علمی و تاریخی نشان ہے۔

عذر بیست و نہم

یہ ہے کہ: ”آیت ”وانہ لعلم للساعة“ سے عیسیٰ مسیح مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں اور پھر یہاں پر لفظ ”الساعة“ سے مراد روز قیامت نہیں ہے۔ بلکہ وہ موعود عذاب مراد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد طیطوس رومی کی طرف سے یہودیوں پر پڑا۔“

(اعجاز احمدی ص ۲۰، ۲۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۹)

الجواب اولاً

یہ ہے کہ ”انہ“ کی ضمیر اپنے سیاق و سباق یا اپنے ما بعد وما قبل کے پیش نظر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف عائد ہے۔ کیونکہ فقرہ زیر بحث سے قبل آیت ”ولما ضرب ابن مریم“ مثلاً اور اس کے بعد آیت ”ولما جاء عیسیٰ بالبینة“ موجود و مذکور ہے۔ جو

متنازعہ فیہ ضمیر کے مرجوع کو متعین کرتی ہے۔ گویا کہ سیاق و سباق دونوں تائید کرتے ہیں کہ اسی ضمیر کا مرجع صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی بن سکتے ہیں۔ اگر بفرض محال بزعم مرزا آیت ”وانہ لعلم للساعة“ کی ضمیر کا مرجع آنحضرت ﷺ کو قرار دیا جاوے۔ جب کہ آپ کا ذکر شریف اسی سارے رکوع میں نہیں ہے تو قرآن مجید پر خلط مبحث کا الزام عائد ہوتا ہے کہ اس نے حالات عیسیٰ کو بیان کرتے ہوئے درمیان میں ایک غیر متعلق فقرہ کو لا کر سامعین کے دماغوں کو مشوش اور پریشان کر دیا ہے۔ کیونکہ بیان ہونے والے سلسلہ حالات کے ٹوٹنے سے سامعین پر برا اثر پڑتا ہے اور وہ فوراً اپنے متکلم پر خبطی ہونے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ بہر حال مرزا قادیانی کا نظریہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ جس سے وہ خود خبطی اور کج الفہم قرار پاتا ہے۔

الجواب ثانیاً

یہ کہ یہاں پر لفظ ”الساعة“ سے مراد روز قیامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ بلاشبہ عیسیٰ علیہ السلام علم قیامت بمعنی نشان قیامت اور علامات قیامت ہے۔ پس تم لوگ اس روز قیامت پر شک نہ کرو جس سے قبل حضرت عیسیٰ بطور نشان قیامت کے نازل ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں لفظ ”الساعة“ سے مراد روز قیامت اور عذاب قیامت ہی ہے۔ جیسا کہ خود آیت متنازعہ ”وانہ لعلم للساعة“ کے تھوڑے فاصلہ کے بعد آیت ذیل: ”وان الساعة آتیة لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور“ یقیناً اور بلا ریب قیامت آنے والی ہے اور یقیناً خدا تعالیٰ قبروں سے مردوں کو نکالنے والا ہے۔ ﴿موجود ہے جس میں قیامت کا آنا اور قبروں سے مردوں کا نکلنا مذکور ہے۔

الجواب ثالثاً

یہ ہے کہ آیت زیر بحث: ”وانہ لعلم للساعة“ سے قبل بالاتصال آیت ذیل موجود ہے۔ ”ولو نشاء لجعلنا منكم ملائكة فى الارض يخلفون“ ﴿اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتوں کو پیدا کر کے زمین کے اندر ٹھہرا لیتے۔﴾ جس میں ملائکہ اللہ کے ذکر کو بلا وجہ اور بلا مناسبت حالات عیسیٰ کے درمیان لایا گیا ہے جو بظاہر غیر انسب اور بے ربط معلوم ہوتا ہے اور اس طرح قرآن حکیم نے خلط مبحث کا ارتکاب کر کے اپنی فصاحت و بلاغت کو داغدار کر دیا ہے۔ میری طرف سے اسی اعتراض کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ اسی آیت کا آخری حصہ جو مشبہ بہ کا مقام رکھتا ہے بطور ایجاز الحذف جو علم البلاغت کی ایک اہم صنعت ہے۔ محذوف ہے۔ جب کہ حذفیات قرآن اعجاز قرآن کا ایک عظیم حصہ ہیں۔

بنابر آں قرآن مجید کی اصل عبارت بطور ذیل ہے: ”ولو نشاء لجعلنا منكم ملائكة فى الارض يخلفون۔
 کما جعلناه منهم يخلف فى السماء“ ﴿اگر ہم چاہتے تو تم کو فرشتوں میں سے پیدا کر کے زمین کے
 اندر ٹھہراتے۔ جیسا کہ ہم نے اس کو ان فرشتوں سے پیدا کر کے آسمان میں ٹھہرایا ہے۔﴾

جانا چاہئے کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام نفخ جبریل سے پیدا ہو کر مقیم آسمان بنا۔ اسی طرح
 فرشتگان انسانوں سے پیدا ہو کر مقیم زمین بن سکتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا نے پہلا کام کر لیا ہے تو
 دوسرا کام بھی اس کے اختیار و اقتدار میں شامل ہے اور مفہوم یہ رہا کہ جب فرشتوں کا انسانوں سے
 بالقوہ پیدا ہو کر زمین پر رہنا عند اللہ ممکن ہے تو عیسیٰ کا جبریل کی پھونک سے بالفعل پیدا ہو کر
 آسمان پر رہنا بھی درست ہے۔

چنانچہ اس قسم کے حذفیات قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہیں۔ جن کو علم البلاغۃ میں
 ایجاز الحذف کا نام دیا جاتا ہے اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک لفظ یا جملہ کو حذف کر کے
 عبارت قرآن کو اختصار کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ تاکہ عبارت میں طوالت نہ ہو۔ جیسا کہ آیت ذیل میں
 شرط موجود ہے اور جزائے شرط محذوف ہے۔

”ولو ترى اذوقفوا على النار۔ لرأيت امراً فظيماً“ ﴿اگر تو ان کو دیکھتا جب وہ آگ پر لائے گئے تو تو
 ایک بولناک منظر کو دیکھتا۔﴾

یعنی آیت ہذا کا آخری جملہ ”لرأيت امراً فظيماً“ جو جزائے شرط بننے والا ہے۔ یہاں پر محذوف ہے اور
 پھر آیت ذیل کا آخری جملہ جو معطوف بننے والا ہے بمعہ حرف عطف کے محذوف ہے اور صرف
 معطوف علیہ موجود ہے۔

”لا يستوى من انفق من قبل الفتح وقاتل (ومن انفق من بعده وقاتل)“ ﴿جس نے فتح مکہ سے قبل خرچ
 کر کے جہاد کیا اور جس نے فتح مکہ کے بعد خرچ کر کے جہاد کیا دونوں برابر نہیں ہیں۔﴾

بنابر آں میں نے آیت زیر بحث کے اندر مشبہ بہ جملہ کو بمعہ حرف تشبیہ کے محذوف قرار دے کر سلسلہ آیات کو مربوط و مدلل بنا دیا ہے۔ جس سے قرآن مجید پر خلط مبحث کرنے کا الزام ختم ہو جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلقہ محالات کا سلسلہ ترتیب وار بن جاتا ہے اور وہ زمین سے مرفوع ہو کر مکین آسمان قرار پاتا ہے۔ چونکہ میری بالا توجیہ کو کسی مفسر قرآن نے

ذکر نہیں کیا۔ اس لئے اسی توجیہ کو میرا ایک علمی نشان قرار دیا جا سکتا ہے۔ بہر حال میری توجیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکین آسمان بنا کر اور پھر قبل از قیامت علم قیامت بنا کر نازل ہونے والا ثابت کر دیا ہے۔

عذر بست و یکم

یہ ہے کہ: ”آیت مثلاً: ’لبنی اسرائیل‘ میں یہودیوں کے لئے ایک مثالی عذاب کا ذکر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۲۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۹)

الجواب

یہ ہے کہ سالم آیت بطور ذیل ہے جس میں مسیح بن مریم پر ہونے والے ایک عظیم انعام کا تذکرہ ہے اور پھر اس کے نشان قدرت بننے کا ذکر ہے۔ یہاں پر بزعم مرزا کسی قسم کے عذاب و عقاب کا بیان نہیں ہے۔ قال تعالیٰ: ”ان هو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناه مثلاً لبني اسرائيل“ ﴿مسیح ابن مریم صرف ایک عبد خدا ہے جس پر ہم نے انعام و اکرام کیا ہے اور جس کو ہم نے قوم بنی اسرائیل کے لئے نشان قدرت بنایا ہے۔﴾

دیکھئے کہ آیت ہذا تو حضرت مسیح کو نشان قدرت اور منعم علیہ ظاہر کرتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی بے راہ روی اس آیت کو ایک عذاب پر چسپاں کرتی ہے جو طیطوس رومی کے وقت میں یہودیوں پر آیا۔

بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

میں اس وقت مناسب سمجھتا ہوں کہ اسی آیت کی تقریب کے سلسلہ میں اپنا وہ خط یہاں درج کر دوں جو کہ میں نے قادیانی عبداللطیف بہاول پوری کو لکھا تھا جو میرے ساتھ ہائی سکول رحیم یار

خان میں رفیق مدرس تھا اور جو مرزائیت اختیار کر کے قادیان چلا گیا اور پھر تقسیم ہندوستان کے بعد پاکستان کے مرزائی قصبہ ربوہ میں آ گیا۔

جناب مولوی عبداللطیف صاحب بہاول پوری

السلام علی من اتبع الهدی!

میں نے آپ سے بذریعہ خط و کتابت ایک آیت قرآن کے سمجھنے کی استدعا کی تھی اور آپ نے میری گزارش کو شرف قبولیت سے نوازا ہے۔ میری مطلوبہ حل طلب آیت حسب ذیل ہے: ”ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منه یصدون“ ﴿جب ابن مریم کو بطور نشان قدرت کے بیان کیا جاتا ہے تو تیری قوم اس کے متعلق شور و غوغا کرتی ہے۔﴾

یہاں پر لفظ ”قومک“ ۱۶۶ کے اعداد حروف یک صد چھیاسٹھ ہیں۔ جیسا کہ مرزائی قصبہ قادیان / ۱۶۶ کے اعداد حروف یکصد چھیاسٹھ ہیں۔ لہذا اسی اعداد توافق سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم آج سے چودہ صد سال قبل پیش گوئی کرتا ہے کہ آئندہ زمانہ کے اندر مرزائی قصبہ قادیان سے ایک ایسی قوم برپا ہوگی جو ابن مریم کے خلاف شور و غوغا کرے گی۔ چنانچہ وہی قوم مرزا اور مرزا کی پیدا کردہ مرزائی جماعت ہے جو قادیان سے برپا ہو کر مسیح ابن مریم کے خلاف ساری دنیا میں شور و غوغا کر رہی ہے اور اس کو مردہ بتا کر مدفون کشمیر یقین کر رہی ہے اور پھر لفظ ”قومک“ بمعنی تیری قوم سے اشارہ پایا جاتا ہے کہ ایسی قوم یقیناً کافر قوم ہوگی۔ کیونکہ جہاں پر قرآن حکیم نے اسی لفظ کو آنحضرت ﷺ کے تعلق سے ذکر کیا ہے۔ اس قوم سے کافر قوم مراد لی ہے۔ بنا برآں بقول قرآن مرزا و اہل مرزا کافر اور بے ایمان لوگ ہیں اور اسی آیت کے بعد دیگر آیت یوں ہے: ”وقالوا ءالہتتا خیر ام ہو ما ضربوہ لک الا جدلاً“ اور انہوں نے کہا کہ کیا ہمارے معبودان اچھے ہیں یا وہی اچھا ہے؟ انہوں نے آپ سے اس کا ذکر صرف نزاع و فساد کے لئے کیا ہے۔

جاننا چاہئے کہ ان کا یہی قول بطور استفہام اقراری کے ہے کہ ان کے معبودان مزعومہ مسیح ابن مریم سے بہتر ہیں اور وہ ان سے بہتر نہیں ہے۔ بلکہ کمتر سے کمترین ہے اور بدتر سے بدترین ہے۔ دراصل یہی قول مشرکین مکہ کا ہے کہ وہ اپنے اصنام باطلہ کو مسیح ابن مریم سے بہتر اور بالاتر یقین کرتے تھے اور عند اللہ کافر و ملحد قرار پائے اور بعینہ اسی قول مشرکین کے مطابق مرزا قادیانی نے بھی اپنے آپ کو حضرت مسیح سے بہتر اور بالاتر قرار دے کر کہا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

چونکہ مشرکین مکہ اور مرزا قادیانی کے اقوال باہم مطابق و مترادف ہیں۔ کیونکہ اول الذکر نے اپنے معبودان باطلہ کو اور ثانی الذکر نے خود اپنے آپ کو حضرت مسیح سے بہتر اور بالاتر کہا ہے۔ اسی

لئے مشرکین مکہ کی طرح مرزا اور مرزائی جماعت بھی کافر و ملحد ہے اور میں نے اسی مرزائی شعر کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے جلتا غلام احمد ہے

اور پھر مذکورہ بالا آیت کے بعد آیت ذیل موجود ہے جس میں مرزا قادیانی کو شیطان گردانا گیا ہے۔

”ولا یصدنکم الشیطن انہ لکم عدو مبین“ ﴿اور تم کو شیطان نہ روکنے پائے۔ کیونکہ وہ تمہارا عدو مبین ہے۔﴾

کیونکہ وہ قرآن مجید کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کو علم قیامت اور نشان قیامت نہیں مانتا۔ وجہ یہ ہے کہ لفظ ”الشیطن“ کے اعداد حروف پورے چار صد ہیں اور نو صد اعداد کا ایک لفظ محذوف ہے اور لفظ شیطان کے اعداد ۳۷۰ ہیں اور ۹۳۰ عدد کا لفظ ظل محذوف ہے اور ”ظل شیطان“ کے اعداد ۱۳۰۰ ہیں۔ بنابر آں مسیح ابن مریم کا عدو مبین غلام احمد قادیانی ہے اور اصل عبارت قرآن یوں ہے: ”ولا یصدنکم مضلل الشیطن انہ لکم عدو مبین“ ﴿اور تم کو شیطان کا گمراہ کردہ آدمی نہ روکنے پائے۔ کیونکہ وہ تمہارا علانیہ دشمن ہے۔﴾ یا یوں ہے: ”ولا یصدنکم ظل شیطن انہ لکم عدو مبین“ ﴿اور تم کو ظل شیطان نہ روکے کیونکہ وہ تمہارا عدو مبین ہے۔﴾

نیز قرآن مجید کے اندر مسیح ابن مریم کے ذکر سے پہلے فرعون اور آل فرعون کا بیان ہے۔ جس میں ان کے انجام بد کی تشریح کی گئی ہے اور بذریعہ غرق دریا ان کی ہلاکت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قال تعالیٰ: ”فلما اسفونا انتقمنا منهم فاغرقناہم اجمعین فجعلناہم سلفاً ومثلاً للآخرین“ ﴿جب انہوں نے ہم کو ناراض کیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو غرق کر دیا اور ان کو گناہ گزرا اور آخرین کے لئے نشان عبرت بنا دیا۔﴾

بروئے آیت ہذا فرعون و قوم فرعون کی تباہی بذریعہ غرق دریا عمل میں آئی اور ضمناً مرزا قادیانی کی ہلاکت بھی بیان کر دی گئی ہے۔ کیونکہ فعل ”اغرقنا“ کے اندر لفظ ”غرق“ بطور مصدر کے مستور و محجوب ہے۔ جس کے اعداد حروف مرزا (غلام احمد قادیانی) کے اعداد حروف کے برابر پورے تیرہ صد ہیں۔

بنابر آں دونوں نے خدا تعالیٰ کو ناراض کیا اور غرق ہوئے۔ اگر کہا جاوے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ہلاکت بذریعہ غرق دریا نہیں ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اس کی ہلاکت دریائے راوی کے کنارے شہر لاہور میں ہوئی ہے اور صرف ایک ادنیٰ اور معمولی مناسبت کی بناء پر اس کی ہلاکت کو لفظ غرق کے اندر بطریق اعداد لایا گیا ہے۔ ورنہ یہ محض غرق آب نہیں ہوا۔ بلکہ غرق بیضہ ہوا اور پھر فرعون و مرزا قادیانی کی ہلاکت کو اس لئے ہمپلہ گردانا گیا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کو ناراض و ناخوش کیا اور مرزا قادیانی نے

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت اور ختم رسالت کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کو ناخوش اور برہم کیا اور فرعون کی طرح ہلاکت کے منہ میں چلا گیا اور آنے والوں کے لئے نشان عبرت بن کر رہا۔ علاوہ ازیں قرآن مجید نے فرعون اور قوم فرعون کو سلف بمعنی ہلاک اور گیا گزرا کہا۔ ”سلفاً ومثلاً للآخرین“ اور مسیح ابن مریم کو سلف بمعنی ہلاک اور گیا گزرا نہیں کہا۔ بلکہ صرف ”مثل“ بمعنی نشان قدرت کہا: ”وجعلناه مثلاً لبني اسرائيل“ بحالات بالا صراحۃً ثابت ہو گیا کہ فرعون بمعنی قوم فرعون کے ہلاک ہو چکا ہے۔ لیکن مسیح ابن مریم ہلاک نہیں ہوا۔ بلکہ اب تک زندہ ہے اور کسی وقت واپس آ کر مرزائیت کا منہ کالا کرے گا اور اہل مرزا کو مسلمان بنائے گا۔

مزید برآں آیت فرعون میں لفظ انتقام ہے جو ہلاکت و تباہی لاتا ہے اور آیت مسیح میں لفظ انعام مذکور ہے جو زندہ کو مارنے کی بجائے اس کو طویل زندگی دیتا ہے۔ کیونکہ زندہ آدمی کو لمبی زندگی سے نوازنا ایک انعام عظیم ہے۔

(حکیم میر محمد ربانی)

قادیانی مولوی صاحب نے میرے خط کا ایک غیر معقول اور گول مول شتم آمیز جواب ضرور بھجوا دیا ہے۔ لیکن میرے جواب الجواب پہنچنے پر وہ ہمیشہ کے لئے مبہوت و خاموش ہو کر رہ گیا۔ میرے جواب الجواب کے آخر میں میرے چند فارسی اشعار تھے۔ جن میں اس کی ہلاکت کے لئے ایک واضح پیش گوئی تھی اور وہ قلیل مدت میں ہلاک ہو کر میری صداقت کا نشان بن گیا۔ محولہ اشعار بطور ذیل ہیں:

چوں تو نامیدہ شدی عبداللطیف فطرت خود را ز غصہ کن خفیف

جب تیرا نام عبد اللطیف رکھا گیا ہے تو تو اپنی فطرت کو غصہ سے ہلکا کر دے۔

لطف ہائے نام خود بردی کجا چونکہ برمن آمدی زنبور سا

تو اپنے نام کی مہربانیاں کہاں لے گیا۔ جب کہ تو بھڑ بن کر مجھ پر آ گیا۔

خصلت زنبور از خود دور کن ورنہ خود را زود در تنور کن

بھڑ کی عادت کو اپنے سے دور کر دے۔ ورنہ جلد تر اپنے آپ کو تنور میں ڈال دے۔

ہر کہ بہر مومناں زنبور ماند زود تر قہر خدا یم را بخواند

جو شخص مؤمنین کے لئے بھڑ بن گیا۔ اس نے جلد تر قہر خدا کو بلا لیا۔

اے برادر خوئے زنبوری فگن ورنہ آید بر تو مرگ نیش زن

اے بھائی جان! بھڑ کی عادت کو پھینک دے۔ ورنہ تم پر ڈنک مارنے والی موت آجائے گی۔

عذر بست و دوم

یہ ہے کہ: ”مرزا قادیانی کے عہد میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگ چکا ہے۔ لہذا وہ مہدی موعود ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۱)

الجواب اولاً

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے عہد میں ہونے والا سورج گرہن اور چاند گرہن محولہ حدیث کے مطابق نہیں ہوا۔ بلکہ مبینہ دونوں گرہن بیان حدیث کے بالکل برعکس ہوئے ہیں اور اصل حدیث جو ہم میں اور مرزا قادیانی کے درمیان میں متنازعہ فیہ ہے وہ حسب ذیل ہے اور امام محمد بن علی (امام باقرؑ) سے مروی ہے کہ: ”ان لمہدینا ایتین لم تکنوا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاؤل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکنوا منذ خلق اللہ السموات والارض“ بلاشبہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے واقع نہیں ہوئے۔ چاند ماہ رمضان کی پہلی رات کو تاریک ہوگا اور سورج اس کے نصف میں تاریک ہوگا اور یہ دونوں نشان جب سے خدا نے آسمان و زمین کو بنایا، واقع نہیں ہوئے۔ * جاننا چاہئے کہ:

اولاً..... حدیث ہذا کے مطابق چاند گرہن کا وقوع رمضان شریف کی پہلی رات کو اور سورج گرہن کا وقوع نصف رمضان کے دن کو جو پندرہ تاریخ ہوتی ہے ہونا چاہئے تھا جو نہیں ہوا اور اس کے برعکس چاند گرہن رمضان شریف کی تیرہویں رات کو اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کے دن کو ہوا ہے جو بیان حدیث اور الفاظ حدیث کے برخلاف ہوا ہے۔ بنا برآں واقع ہونے والے دونوں گرہن مرزا قادیانی کے مہدی ہونے کی تائید و تصدیق نہیں کرتے۔

ثانیاً..... یہ کہ حدیث بالا میں بیان ہونے والے دونوں گربنوں کو آیت اللہ کہا گیا ہے اور آیت اللہ اس نشان کو کہا جاتا ہے جو بطور خرق عادت اور رواج عام کے خلاف واقع ہو جیسے: ”وجعلنا ابن مریم وامہ آیت“ ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان قدرت بنایا۔ *

چونکہ پیدائش کا عام دستور یہ ہے کہ بچہ اپنے ماں باپ کے باہمی اجتماع سے پیدا ہوتا ہے اور بیوی اپنے شوہر کے ملنے سے بچہ جنتی ہے۔ اس لئے بے پدر بچہ کا صرف ماں سے پیدا ہونا اور ایک عورت کا بے خاوند جننا، آیت اللہ ہے اور ماں باپ رکھنے والے بچوں کی پیدائش کو آیت اللہ نہیں کہا جاتا۔ بنا برآں مرزا قادیانی کے عہد میں ہونے والے دونوں گربن آیت اللہ نہیں

ہیں۔ بلکہ عادت اللہ اور سنت اللہ ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں گرہن دستور عام اور رواج مقرر پر ہوئے ہیں اور بطور خرق عادت اور خلاف دستور نہیں ہوئے۔ لہذا مرزا قادیانی مہدی موعود نہیں ہے۔

ثالثاً..... یہ کہ حدیث بالا میں مذکور ہونے والے مہدی کو حضرت امام باقر نے بلفظ ”مہدینا“ بمعنی ہمارا مہدی کہا ہے اور صرف مہدی نہیں کہا۔ وجہ یہ ہے کہ امام موصوف کی طرف سے حدیث ہذا میں دو قسم کے مہدیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک سچا مہدی جس کو ”مہدینا“ بمعنی ہمارا مہدی بتایا گیا ہے اور اس کو خاندان سادات میں سے ایک عظیم فرد ظاہر کیا گیا ہے اور جو صراحۃً مذکور ہے اور دوسرا جھوٹا مہدی جس کو بطور مفہوم مخالف کے ضمناً اور اشارۃً ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ وہ ہمارا مہدی نہیں ہے بلکہ مہدی الغیر ہے اور اسلام و مسلمین کے خلاف کام کرے گا۔ یعنی امام موصوف کا مقصد وحید یہ ہے کہ جو فرد ہمارا مہدی ہو کر خاندان سادات میں سے ہو گا اس کے عہد میں ہمارے بیان کردہ دونوں گرہن واقع ہوں گے اور جو شخص ہمارا مہدی نہیں ہو گا بلکہ خاندان سادات کی بجائے دیگر خاندان سے برپا ہو گا وہ کاذب و دجال مہدی ہو گا اور اس کے عہد میں ہمارے بیان کردہ دونوں گرہن نہیں ہوں گے۔ بلکہ دیگر تاریخوں کے شمسی و قمری گرہن ہوں گے۔ چنانچہ حدیث بالا کے مطابق مرزا قادیانی کے عہد میں ہونے والے دونوں گرہن سچے مہدی والے گرہن نہیں ہیں۔ بلکہ جھوٹے مہدی والے گرہن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ”غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰“ اور لفظ ”مہدی الغیر / ۱۳۰۰“ اور لفظ ”غیر المہدی / ۱۳۰۰“ کے اعداد حروف برابر ہیں جو پورے تیرہ صد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز مہدی اسلام نہیں ہے۔ بلکہ غیر المہدی ہے اور پھر وہ اسلام اور اہل اسلام کا مہدی نہیں ہے۔ بلکہ مہدی الغیر ہے جس کو حکومت برطانیہ نے کھڑا کر کے مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا۔

رابعاً..... یہ کہ حدیث بالا کے اندر بیان ہونے والے دونوں گرہنوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ زمین و آسمان کی پیدائش سے لے کر تا قیام قیامت صرف ایک بار ہوں گے بار بار نہیں ہوں گے اور عادت اللہ

کے خسوف و کسوف ہر سال ہوا کریں گے۔ چونکہ مرزا قادیانی کے عہد میں آیت اللہ بننے والے دونوں گرہن نہیں ہوئے۔ اس لئے یہ شخص مہدی اللہ نہیں ہے بلکہ مہدی الافرنج اور مہدی الکفار ہے۔ کیونکہ عمر بھر کفار کے مفاد میں کام کرتا رہا۔

اب یہاں مرزا قادیانی کا صرف ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حدیث زیر بحث کے اندر خسوف قمر کا ذکر ہے۔ خسوف ہلال کا ذکر نہیں ہے اور قمر تین رات کے بعد والے چاند کو کہا جاتا ہے اور پہلی رات کے چاند کو صرف ہلال کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر فی الواقع پیش گوئی ہذا

کے اندر پہلی رات کے چاند کا گرہن مراد ہوتا تو بجائے انخساف قمر کے انخساف ہلال کا ذکر ہوتا۔
لہذا تیرہویں رات کا چاند گرہن مراد لینا صحیح اور درست ہے۔

الجواب اولاً

یہ ہے کہ قرآنی اصطلاح میں شمس کے ساتھ ہمیشہ قمر کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ ہلال کا ذکر نہیں ہوتا۔
خواہ قمر سے ہلال ہی مراد کیوں نہ ہو۔ جیسے: ”الشمس والقمر بحسبان“ ﴿سورج اور چاند سے گنتی
کا حساب ہوتا ہے﴾۔

اور یہ بات مسلم بین الفریقین ہے کہ قمری مہینہ کا حساب ہلال سے شروع ہوتا ہے اور ہلال کی پہلی
رات کو مہینہ کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ بنا برآں یہاں پر لفظ قمر کو ہلال پر استعمال کیا گیا ہے۔ اور
جیسے: ”هو الذي جعل الشمس ضياءً والقمر نوراً“ ﴿اسی خدا نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور
دیا﴾۔

چنانچہ ہلال سے لے کر بدر تک چاند کی سب اشکال و صور کو ذی نور اور چمکنے والا کہا گیا
ہے۔ اگرچہ بدر کی نسبت ہلال کے اندر کم روشنی اور قلیل نورانیت ہوتی ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا یہ
اعتراض کہ ہلال کو قمر نہیں کہا جاتا۔ غلط ہو کر بے نتیجہ حیلہ کی کوشش کی ہے۔

الجواب ثانياً

یہ کہ یہ آیت: ”والشمس وضحاها والقمر اذا تلاها“ ﴿قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے
چاند کی جو سورج کے تعاقب میں رہتا ہے﴾ کے اندر چاند کو سورج کے پیچھے آنے والا کہا گیا
ہے۔ چنانچہ پہلی رات کا چاند بصورت ہلال سورج کے غروب کے بعد ہی طلوع ہو کر نظر آتا ہے اور

پندرہ کی رات کا چاند بصورت بدر سورج نکلنے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ گویا کہ آیت ہذا میں ہلال اور بدر دونوں کو قمر کہا گیا ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا اعتراض باطل ہو کر بے نتیجہ رہا۔

جاننا چاہئے کہ بروئے انجیل متی باب: ۲۴، آیت: ۲۹، ۳۰ مذکور ہے کہ یہ دونوں نشان نزول مسیح از آسمان کے وقت میں واقع ہوں گے۔ جیسا کہ حسب ذیل ہے:

”اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم (مسیح) کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔“

چونکہ مہدی اور مسیح دونوں کا زمانہ اور مشن ایک ہوگا۔ اس لئے حدیث مسلم نے یہی دونوں نشان امام مہدی کے لئے بتائے اور انجیل متی نے مسیح کے لئے کہے اور پھر یہ بھی واضح ہو گیا کہ مسیح اور مہدی دو اشخاص ہیں اور ایک شخص کے دو القاب نہیں ہیں اور یہ بھی عیاں ہے کہ مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہونے سے یہ مراد ہے کہ مسیح آسمان سے اترتا ہوا دکھائی دے گا اور مہدی پہلے سے موجود ہوگا۔

(نوٹ: مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱) پر دس اشعار کی ایک نظم لکھی ہے۔ ذیل میں مصنف نے ۵۵ اشعار پر مشتمل نظم سے جواب دیا ہے۔ مرتب!)

اردو نظم کا جواب اردو قصیدہ میں

آج آیا دل میں میرے یہ خیال کہ کروں اسلام کی کچھ دیکھ بھال
کیونکہ مرزا اس کے پیچھے پڑ گیا جس سے یہ رہتا ہے ہر دم پر ملال
شان و عظمت اس کی اب مجروح ہے ہو گیا کمزور اب اس کا جلال
ہے جہاں میں دین میرا ناتوان آ گیا ہے شان پر اس کی زوال
خوب تر اسلام تھا ادیان میں اب ہوا مجروح کیوں اس کا جمال
کافروں کا دین ہے اہل جہاد اس سے میرا دین کیوں ہے خشک سال
ہر جگہ اسلام کی تذلیل ہے تحقیر ہے اس میں پیدا کیوں ہوا عزت کا کال
میں نے سوچا ہے بہت اس باب میں کہ کہاں سے آ گیا یہ اختلال
بات ساری کھل گئی ہے اسباب کی کھل گیا یہ راز سارا بالکمال

قادیان میں اک غلام احمد ہوا جس سے ہے اسلام میرا خستہ حال

یہ جہاد دین ہے دین کو عزیز ہے یہی اسلام کا عز و جلال

آگیا اسلام میں اک گرگ دیں جب کہ تھا اسلام میں قحط الرجال

آتے ہی اس نے جہاد دین کو کر دیا موقوف یاں جنگ و قتال

دور تھی ختم نبوت شک سے لیک اس کا بھی ہوا یاں استعمال

بن گئی یہ قادیاں میدان جنگ اس میں زوروں پہ رہا جنگ و جدال

قادیان ہے ہند میں اک کربلا اس میں مرزا ہے یزید پر ضلال

ہو گیا مقتول یاں دینی جہاد مل گیا اس کو نبی کا اتصال
 رہ گئی ختم نبوت نیم جاں نیم جاں میں درد کا آیا ابال
 پیش حق مظلومہ نے فریاد کی ربنا یا ربنا عندی تعال
 ہے شہید قادیان میرا جہاد اے خدا اس کو ملا تیرا وصال
 وہ محافظ تھا میرا آفات میں اب کرے گا کون میری یاں سنبھال
 میرا حامی چل بسا تنہا ہوں میں اب ہوا جینا مرا مجھ پر وبال
 اے خدا ظالم کو میرے غرق کر اور پھر اس کا کچومر دے نکال
 غادر الدین میں نہیں ہے درد دیں درد مندی ہے زباں پر ایک چال
 ہے یہی غدار دین غدار حق ہیں اسی کے ساتھ سب اہل و عیال
 یہ جہاد دین ہے بھائی مرا میں ہوں ہمشیرہ بلا قیل و مقال
 ہے برادر کا مرے قاتل یہی اس کو اس کے قتل پر دوزخ میں ڈال
 ہے سزا اس قتل کی دوزخ کی آگ آگ سے اس کو نہ تو ہرگز نکال
 ہے یزید دین یہ کافر پرست دین میں ثابت ہوا ہے بد مال
 یہ دعا مظلوم کی حق نے سنی آگئی حق کی طرف سے اس کو کال
 قادیان سے موت اس کو لے چلی جا مرا لاہور میں یہ نونہال
 جب کہ تھا لاہور گھر اسلام کا کر دیا کافر کو واپس اس کا مال

قادیاں تھی کھیت اس پودے کی جب بیج تھا اس میں گیا کافر کا لال

کاشتہ پودا تھا جب کفار کا کافروں کو دے کرے آئی اس کی آل

گاؤ ماتا ہند کی تھی قادیاں پیٹ میں واپس کیا اپنا اگال

اب رہی باقی یہاں گوبر فقط ہیں لئے پھرتے جسے ربوی رجال

پاس تھا مظلوم کے شیطان بھی اس نے بی بی سے کیا اٹھ کر سوال

میرزا دلال ہے میرا یہاں تو نہ اس کو بددعا سے اپنی گال

قادیاں میں میں ہوں تاجر کفر کا میں بنا ہوں سیٹھ یہ میرا دلال

میری دلالی ہے اس پر فرض عین کیونکہ میں ہوں اصل یہ میرا ظلال

اصل اپنے سایہ سے غافل نہیں مجھ کو بھی ہر وقت ہے اس کا خیال

جب سنی بی بی نے اس کی التجا کہہ دیا مجھ سے نہ کر ایسی مقال

بددعا میری ہے اک تیر قضا اس سے اس کا بچ نکلنا ہے محال
 یہ گیا دوزخ کی جلتی آگ میں اب نہیں اس کو نکلنے کی مجال
 تو ہے شیطان ظل شیطان ہے یہی تو ہے اس کی اصل یہ تیری نقال
 دور ہو جا مجھ سے اے شیطان لعین ورنہ تجھ پر بھی پڑے گا یہ نکال
 دور بھاگا اس سے شیطان بچ گیا ورنہ اس کو گھیر لیتا یہ ابال
 ہے بہشتی مقبرہ نام جہنم کا مقام کیونکہ زقوم اس میں آیا سر نکال
 میں نے خود دیکھا ہے واں پر یہ درخت یہ فقط میرا نہیں ہے اک خیال
 دیکھ کر زقوم کو میں نے کہا کہ یہاں پر ہے بچھا دوزخ کا جال
 میں نکل آیا وہاں سے زود تر کیونکہ مجھ کو تھی ڈراتی یہ شکال
 پڑھنے والو گر ہو تم کو اس میں شک جا کے خود دیکھو اسی کے خد وخال
 ہے حکیم بھیروی مرزا کے ساتھ جیسے یک جا مرد ہو اور اس کی زال
 مرد و بیوی ہیں یہاں پر ساتھ ساتھ تا قیامت ان کو حاصل ہے وصال

عذر بیست و سوم

یہ ہے کہ ”مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا کہ لفظ ’عجب‘ کا استعمال بصلہ لام نہیں آتا اور صرف بصلہ ’من‘ آتا ہے اور مرزا قادیانی نے بصلہ لام کی مثالیں دکھا کر اس کو رسوا و ذلیل کیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۴)

الجواب

یہ ہے کہ غالباً مولوی صاحب کی رائے قلت و کثرت استعمال پر مبنی تھی۔ یعنی ان کا خیال تھا کہ یہ لفظ بصلہ من کثیر الاستعمال ہے اور بصلہ لام نادر الوقوع ہے اور مرزا قادیانی نے مولوی صاحب کے اسی خیال کو مکمل نفی کی شکل دے دی اور شور مچا دیا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی عربیت سے کورا ہے اور مولویت کا صرف ایک خالی ڈھول ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں بھی یہی کیفیت ہے کہ: ”عجب“ بصلہ لام صرف ایک آیت میں مستعمل ہے اور بصلہ من تقریباً دو آیات میں زیر استعمال آیا ہے جیسے: ”اكان للناس عجباً ان اوحينا . كانوا من اياتنا عجباً . اتعجبين من امر الله“ ﴿کیا ہمارا وحی کرنا لوگوں کے لئے تعجب ناک ہے۔ ان لوگوں کو ہماری آیات سے تعجب ہوتا تھا۔ کیا تجھ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے تعجب ہوتا ہے؟﴾

اور پھر مرزا قادیانی کے زیر جواب قصیدہ کے اندر بھی عجب بصلہ لام قلت سے اور بصلہ من کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قاری صاحبان قصیدہ کو پڑھ کر معلوم کر لیں گے۔ نیز گورنمنٹ برطانیہ نے مولوی صاحب زیر تذکرہ کو کچھ رقبہ دے کر لوگوں کی طرح آباد کاری کے شرائط پر دے دیا۔ اس پر مرزا قادیانی جل اٹھا کہ اس کو زمین نہ ملی اور اس کے حریف کو مل گئی۔ سچ ہے۔

شور بختاں بآرزو خواہند مقبلاں را زوال نعمت و جاہ

بدبخت لوگ نیک بختوں کی شان وعظمت کے زوال کی آرزو رکھتے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اگر چمگادڑ دن کو نہیں دیکھتا تو اس میں سورج کی روشنی کا کیا قصور ہو سکتا ہے۔

نیز مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ مولوی صاحب مذکور کی طرف سے مرزائی کتاب ”اعجاز المسیح“ کی اغلاط فاحشہ کی ایک طویل فہرست تیار کر کے اس کے علم میں لائی گئی ہے۔ بلکہ ان اغلاط کو پیش مرزا کر کے ان کی تصحیح کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ لیکن یہ شخص تصحیح اغلاط نہ کر سکا اور احباب واعدا میں رسوا ہوا۔

اسی سلسلہ میں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اپنے چند علمی وادبی نشانات لکھ دوں جن میں میں نے مرزائیوں، عیسائیوں، بہائیوں کو مخاطب کیا ہے اور ان کے نظریات باطلہ کی تردید کر کے ان کو ساکت و خاموش بنایا ہے اور انہوں نے میری گرفت کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔

علمی وادبی نشانات محمدیہ

نشان اوّل دربارہ مسیح و مہدی

یہ کہ کراچی کی مرزائی جماعت کے مربی مولوی محمد اجمل شاہد نے میرے ساتھ حدیث: ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم“ ﴿تم کیسے خوش قسمت ہو گے جب ابن مریم تمہارے اندر نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے برپا ہوگا﴾ پر بذریعہ خط و کتابت گفتگو شروع کر کے یہ مؤقف اختیار کیا کہ حدیث ہذا میں مرزا قادیانی کو ابن مریم اور امام کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ میں نے جواباً اس کو مفہوم حدیث کی چند توجیہات پیش کیں۔ پہلی وہ توجیہ ہے جو سابقاً مولوی ابوالعطاء جالندھری کے ذکر میں آچکی ہے اور باقی توجیہات بطور تکملہ تھیں۔

• الف ابن مریم کو نازل فی الامۃ اور امام مہدی کو باعث من الامۃ کہا گیا ہے: ”اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم“ لہذا نازل فی الامۃ اور باعث من الامۃ باہم متضاد ہیں۔

• ب ابن مریم کے ذوالحال اور امام کو مقام حال میں لایا گیا ہے اور معنی حدیث یہ ہے کہ تم کیسے خوش قسمت ہو گے کہ بوقت نزول مسیح تمہارا امام برپا ہونے کے حالات میں ہو گا۔ جیسے ”جاءنی زید والشمس طالعة“ زید میرے پاس ایسے حالات میں آیا کہ سورج طلوع ہو چکا تھا۔ چنانچہ جیسے اس مثال میں زید اور سورج دو الگ الگ اشیاء ہیں۔ اسی طرح ابن مریم اور امام بھی دو الگ الگ اشخاص ہیں۔ کیونکہ حال ذوالحال کا غیر ہوتا ہے۔

• ج امام کو منسوب بالامۃ بنا کر ”امامکم“ تمہارا امام کہا گیا ہے اور ابن مریم کو منسوب بالامۃ بنا کر ”ابن مریمکم“ تمہارا ابن مریم نہیں کہا گیا۔ لہذا منسوب الامۃ اور غیر منسوب الامۃ باہم متغایر ہیں۔

• د امت محمدیہ سے برپا ہونے والا امام امت ہے اور نازل ہونے والا صرف ابن مریم ہے اور امام امت نہیں۔ بنا برآں امام اور ابن مریم دو اشخاص ہیں۔

اور پھر میں نے اپنے خط کے آخر میں اس کو درج ذیل فارسی اشعار لکھے جس پر وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا اور خط و کتابت بند کر دی۔

ابن مریم از امام ما جداست آن وزیر ماست واین فرمانرواست

ابن مریم ہمارے امام سے ایک الگ شخص ہے وہ ہمارا وزیر ہے اور یہ ہمارا امیر ہے۔

ابن مریم پیش مہدی چوں وزیر مہدی ما پیش اوہم چوں امیر

ہمارے مہدی کے آگے ابن مریم وزیر کی مانند ہے اور ہمارا مہدی اس کے آگے ایک امیر کی مانند ہے۔

من ندانم یک امیرے بے وزیر ہر امیرے را وزیرے ناگزیر
میں کسی ایک امیر کو بغیر وزیر کے نہیں جانتا۔ کیونکہ ہر امیر کے لئے وزیر ضروری ہوتا ہے۔

میرزائیت نے امیر و نے وزیر بلکہ پیش کافراں شد چوں فقیر
تیرا مرزا نہ امیر ہے اور نہ وزیر ہے۔ بلکہ کفار کے آگے ایک محتاج و فقیر کی مانند رہتا ہے۔

چوب کافر بر سر او شد فراز ماند پیشش تا دم آخر دراز
کافر کا ڈنڈا اس کے سر کے اوپر بلند رہا اور وہ مرتے دم تک کافر کے آگے لیٹا رہا۔

۱۰۸

از کجا این مرد بندی شد ا یہ بندی شخص کہاں سے امام ہو
ہوش کن این را مکن بہر ت اپنا ہوش سنبھال کر اس شخص ک اندر اندھا رہے گا۔
ہر کرا در دیں بود بندہ جس شخص نے اپنے دین ک مانند نامکمل رہا۔

گر توئی آزادِ آزادی اگر تو آزاد ہے تو آزادی کو
زود تر از دل غلامت را تو جلد تر غلام احمد کو اپنے دل
زیر پائے بندہ گر مانی اگر تو دیر تک ایک غلام کا پایہ
در دو عالم نیست بہر ت بیچ اگر تو محمد ﷺ کو چھوڑ کر غی کوئی بھلائی نہیں ہے۔

مرترا اندر جہاں احمد بس ا تجھے دنیا کے اندر صرف ادھول ہے۔

پیش احمد مرزا را احمد احمد ﷺ کے آگے مرزا کوا

بندہ بندہ ممان آزاد ایک غلام کا غلام نہ بن بلک

بندہ افرنگ را مہدی تو یورپ کے غلام کو مہدی

از کجا این مرد بندی شد امام

کہ امامت را نمی زید غلام

یہ بندی شخص کہاں سے امام بن گیا۔ جب کہ امامت کے لئے ایک غلام موزوں نہیں ہے۔

ہوش کن این را مکن بہرت امیر

ورنہ مانی تا ابد در دیں ضریر

اپنا ہوش سنبھال کر اس شخص کو اپنے لئے امیر نہ بنا، ورنہ تو ہمیشہ کے لئے اپنے دین کے اندر اندھا رہے گا۔

ہر کرا در دیں بود بندہ امام

چوں امامش دین او شد ناتمام

جس شخص نے اپنے دین کے اندر ایک غلام کو امام بنا لیا، تو اس کا دین اس کے امام کی مانند نامکمل رہا۔

گر توئی آزاد آزادی بگیری

زیر این بندہ تو بربادی مگیری

اگر تو آزاد ہے تو آزادی کو اپنا لے اور اس غلام کے نیچے بربادی کو نہ اپنا۔

زود تراز دل غلامت را بکن

خویش را بر پائے او ہر گز مزن

تو جلد تر غلام احمد کو اپنے دل سے نکال دے، اور اپنے آپ کو ہرگز اس کے پاؤں پر نہ ڈال۔

زیر پائے بندہ گر ماننی بدیر

می کنی روباه خود را جائے شیر

اگر تو دیر تک ایک غلام کا پابند رہے گا تو اپنے آپ کو بجائے شیر کے لومڑی بناتا ہے۔

در دو عالم نیست بہرت پیچ خیر

گر رسیدی از محمد سوئے غیر

اگر تو محمد ﷺ کو چھوڑ کر غیر کے پاس چلا گیا ہے تو دونوں جہانوں کے اندر تیرے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔

مر ترا اندر جہاں احمد بس است

کہ بجز احمد ہمہ خاک و خس است

تجھے دنیا کے اندر صرف احمد ﷺ ہی کافی ہے۔ کیونکہ احمد کے بغیر سب کچھ خاک و دھول ہے۔

پیش احمد مرزا را احمد مکن

بر محمد این ستم بے حد مکن

احمد ﷺ کے آگے مرزا کو احمد نہ بنا اور محمد ﷺ پر یہ بڑا ظلم نہ کر۔

بندہ بندہ ممان آزاد باش

بر غلام احمدت حداد باش

ایک غلام کا غلام نہ بن بلکہ آزاد بن اور پھر اپنے غلام احمد پر ایک لوہار بن جا۔

بندہ افرنگ را مہدی مکن

ورنہ دینت را کنی از بیخ و بن

تو یورپ کے غلام کو مہدی نہ بنا۔ ورنہ تو اپنے دین کو تناسمیت جڑ سے نکال دے گا۔

آن مسیح تو مسیح دیں نہماند کان بزیر کفر ماند واین نہماند

تیرا وہ مسیح دین کا مسیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کفر کے نیچے رہا اور یہ نہیں رہے گا۔

مہدی ما عکس مہدی شماسٹ این بزیر کفر وآن بر کفر ہاست

ہمارا مہدی تمہارے مہدی کے برعکس ہے۔ کیونکہ یہ مہدی کفر کے نیچے ہے اور وہ کفر کے اوپر ہوگا۔

مہدی ما راست با کافر جہاد مہدیت راہست با او اتحاد

ہمارا مہدی کافر کے ساتھ جہاد کرنے والا ہے اور تیرا مہدی کافر کے ساتھ ایک ہو گیا۔

ہر دو مہدی ضد یک دیگر شدند چوں غلام احمد و احمد ضد اند

دونوں مہدی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جیسا کہ غلام احمد اور احمد باہم ضد ہیں۔

چوں من و تو در خیال و اعتقاد من مجاہد وز تو انکار جہاد

جیسا کہ میں اور تو اپنے خیال و اعتقاد میں متضاد ہیں۔ یعنی میں مجاہد ہوں اور تو جہاد کا منکر ہے۔

نزد ما آخواجہ ما را گزین تاییابی از خدا دنیا و دین

ہمارے پاس آ کر ہمارے آقا کا انتخاب کر لے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تجھ کو دین و دنیا مل جائے۔

زیر پائے بندگاں خیرت کجاست آنچه خواہی زیر پائے مصطفیٰ است

غلاموں کے پاؤں کے نیچے تجھ کو خیرت نہیں ملے گی۔ تو جو کچھ چاہتا ہے وہ مصطفیٰ کے پاؤں کے نیچے ہے۔

از غلامان جز غلامی نایدت بر امامت مہدی ما بایدت

تجھے غلاموں کی طرف سے غلامی کے بغیر کچھ نہیں ملے گا اور امامت کے لئے ہمارے مہدی کو ہونا چاہئے۔

در غلامی خویش را رسوا مکن مہدیم را گیر و دیگر را مکن

تو اپنے آپ کو غلامی کے اندر رسوا نہ کر۔ میرے مہدی کو لے لے اور دوسرے کو مہدی نہ بنا۔

مہدی آزاد آزادی دہد مہدی افرنگ بربادی دہد

آزاد مہدی آزادی دیتا ہے اور یورپ کا مہدی بربادی دیتا ہے۔

زندگی خواہی بنزد زندہ رو نزد بندہ خویش را مآور گرو

اگر تو زندگی چاہتا ہے تو زندہ مہدی کے پاس آجا اور بندہ کے پاس اپنے کو گروی مت کر۔

۱۱۰

لفظ مہدی بر غلام خود مبر

تو اپنے غلام پر مہدی کا لفظ نہ لے

این غلامت را مسیح ما مکن

اپنے اس غلام کو ہمارا مسیح مت بنا۔

بندۂ کافر نہ شد ہر گز مسیح

کافر کے غلام کو ہر گز مسیح نہ بنا۔ کیو

از من مسکین پند من بگير

مجھ مسکین سے میری نصیحت کولے

نشان دوم ، در بارہ خواجہ

اچ شریف کے مشہور مرزائی مولوی خط و کتابت، اور مرزائی تعمیر مساجد پر پہلے کا بشیر کا موقف یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور خواجہ غلا اشارات فریدی حصہ سوم میں درج ہے وہ ص نے مرزا قادیانی کو مرد صالح اور مہدی مو غیر ممالک میں تعمیر مساجد کا سلسلہ ایک اہم او مکاتبت جعلی اور غیر واقعاتی ہے اور تعمیر مساجد رنگ سے رنگین ہے۔

پہلی بات کے متعلق اولاً جواب کے اندر چند ماہ رہی اور پھر بند ہو گئی بعد میں نے خواجہ صاحب کا تذکرہ کیا۔ ورنہ یہی دونو اندراج پاتیں جب کہ مزعومہ خط و کتابت اشا

الجواب ثانیاً

یہ کہ خواجہ صاحب نے اپنے مضمونہ قادیانی فرقہ کو جو مرزا قادیانی کا تی

لفظ مہدی بر غلام خود مبر ورنہ اندر دین مانی ہے خبر

تو اپنے غلام پر مہدی کا لفظ نہ لے جا، ورنہ تو دین کے اندر ہے خبر رہے گا۔

ایں غلامت را مسیح ما مکن ہرچہ خواہی کن ولے این را مکن

اپنے اسی غلام کو ہمارا مسیح مت بنا۔ تو جو کچھ چاہتا ہے کر لے۔ لیکن یہی کام نہ کر۔

بندۂ کافر نہ شد ہر گز مسیح کہ مریضے نیست مانند صحیح

کافر کے غلام کو ہر گز مسیح نہ بنا۔ کیونکہ مریض آدمی تندرست آدمی کے برابر نہیں ہے۔

از من مسکین پند من بگير ورنہ مانی تا ابد ہے من ضریر

مجھ مسکین سے میری نصیحت کو لے لے۔ ورنہ میرے بغیر قیامت تک اندھا رہے گا۔

نشان دوم، دربارہ خواجہ غلام فرید چاچڑانی رحمہ اللہ

اچ شریف کے مشہور مرزائی مولوی غلام احمد اختر کے بیٹے بشیر احمد کے ساتھ ”غلامی خط و کتابت“ اور مرزائی تعمیر مساجد پر پہلے زبانی اور پھر تحریری گفتگو شروع ہوئی۔ قادیانی بشیر کا موقف یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑانی کے درمیان جو خط و کتابت اشارات فریدی حصہ سوم میں درج ہے وہ صحیح اور واقعاتی مکاتبت ہے۔ اس میں خواجہ صاحب نے مرزا قادیانی کو مرد صالح اور مہدی موعود تسلیم کیا ہے اور پھر مرزا قادیانی کی طرف سے غیر ممالک میں تعمیر مساجد کا سلسلہ ایک اہم اور درخشندہ کارنامہ ہے اور میرا موقف یہ تھا کہ مذکورہ مکاتبت جعلی اور غیر واقعاتی ہے اور تعمیر مساجد کا سلسلہ مخلصانہ نہیں ہے بلکہ منافقانہ اور جاسوسانہ رنگ سے رنگین ہے۔

پہلی بات کے متعلق اوّلا جواب یہ ہے کہ مزعومہ ”غلامی خط و کتابت“ سال ۱۳۱۳ھ کے اندر چند ماہ رہی اور پھر بند ہو گئی بعد میں خواجہ صاحب نے مرزا قادیانی کا اور نہ مرزا قادیانی نے خواجہ صاحب کا تذکرہ کیا۔ ورنہ یہی دونوں باتیں اشارات فریدی حصہ چہارم میں ضرور شرف اندراج پاتیں جب کہ مزعومہ خط و کتابت اشارات فریدی حصہ سوم میں درج ہے۔

الجواب ثانیاً

یہ کہ خواجہ صاحب نے اپنے مشہور رسالہ ”فوائد فریدیہ“ کے اندر ناری فرقوں کو گنتے ہوئے قادیانی فرقہ کو جو مرزا قادیانی کا تیار کردہ فرقہ ہے۔ ۳۲ نمبر پر درج کیا ہے اور پھر اسی

فرقہ کو ناجی فرقوں کے اندر نہیں لائے۔ بنا بر آں مزعومہ خط و کتابت کی مجعولیت درجہ ثبوت کو اپناتی ہے۔ فقط۔

فرقہ مرزائیہ نزد فرید ہست از جملہ گروہ ہائے مزید

خواجہ صاحب کے نزدیک مرزائی فرقہ سب ملعون فرقوں میں سے ایک مردود فرقہ ہے۔

دولت این فرقہ شد حب فرنگ می زید این ربوہ از رب فرنگ

یورپ کی محبت اس فرقہ کی جائیداد ہے اور یہی ربوہ یورپ کے رب سے زندگی پاتا ہے۔

مرد افرنگی است این را یار غار مرد مسلم نزد او شد ہمچوں خار

فرنگی آدمی اس کا گہرا دوست ہے اور مسلمان آدمی اس کے نزدیک کانٹے کی مانند ہے۔

خار او این فرقہ را ہمچوں گل است زاغ او این را مثال بلبل است

اس فرقہ کے لئے اس کا کانٹا پھول کی مانند ہے اور اس کا کوا اس کے لئے ایک بلبل ہے۔

شیخ ما این فرقہ را گمراہ گفت قول او را ہیں کہ او از راہ گفت

ہمارے شیخ نے اس فرقہ کو گمراہ کہہ دیا ہے۔ اس کے قول کو دیکھ لے کہ اس نے درست بات کہی ہے۔

گر ترا چشم است قول شیخ ہیں ہست قول شیخ ما در ثمین

اگر تو آنکھ رکھتا ہے تو شیخ کے قول کو دیکھ لے۔ کیونکہ ہمارے شیخ کا قول ایک قیمتی موتی ہے۔

مرزا را بگذار قول شیخ گیر ورنہ تو بے شیخ مانی ضریر

تو قول شیخ کو لے کر مرزا کو چھوڑ دے۔ ورنہ تو ہمارے شیخ کے بغیر اندھا رہے گا۔

دامن شیخ پناہ ہر بلاست تخم بے دینی قبول میرزاست

میرے شیخ کا دامن ہر بلا سے پناہ دیتا ہے اور مرزا کو قبول کرنا بے دینی کا بیج ہے۔

منحرف از شیخ ما ہرگز مشو ہمچوں بے چشماں رہ مرزا مرو

تو ہمارے شیخ سے منحرف نہ بن اور اندھوں کی طرح مرزا کی راہ پر نہ چل۔

از چہ بہرت مرزا را کردی امام اے عجب گشتی گرفتار غلام

تو نے کس طرح مرزا کو اپنا امام بنالیا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک غلام نے تجھ کو گرفتار کر لیا ہے۔

از فریدم سوئے این مرزا مرو ورنہ دینت رفت از دست شنو

تو میرے فرید کو چھوڑ کر مرزا کی طرف مت جا ورنہ سن لے تیرا دین تیرے ہاتھ سے نکل گیا۔

گر سلام دین خواہی زو گریز آبروئے دین خود پیشش مریز

اگر تو دین کی سلامتی چاہتا ہے تو اس سے بھاگ جا، اور اپنے دین کی عزت اس کے آگے نہ گرا۔

دراصل مزعومہ خط و کتابت کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنا میر منشی غلام احمد اختر اوچی مذکور کو بنا رکھا تھا۔ جو خواجہ صاحب کی طرف سے لکھے جانے والے تمام مکتوبات کا نویسندہ تھا اور مرزائی کتابوں کو دیکھ کر اندرونی طور پر مرزائی دین کو قبول کر چکا تھا اور جعلی طور پر اس نے خواجہ صاحب کی طرف سے تصدیق مرزا کے لئے مرزا قادیانی کو متعدد خطوط لکھ دیئے اور خطوط مرزا کے جوابات بھجوائے اور پھر اس نے خواجہ صاحب کے ملفوظات نویس مولوی رکن دین سے سازش کر کے مزعومہ ”غلامی خط و کتابت“ اشارات فریدی حصہ سوم میں درج کرا دیا۔

اگر بفرض محال مزعومہ خط و کتابت صحیح ہے اور حقیقتاً خواجہ صاحب کی طرف سے ہوئی ہے تو پھر جواب یہ ہے کہ جب خواجہ صاحب کو یہ علم ہوا کہ مرزا قادیانی ختم نبوت کا منکر ہو کر مدعی نبوت ہے تو خواجہ صاحب نے اپنے عقیدہ تصدیق مرزا سے توبہ کر لی اور مرزا سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا اور غلام احمد کاتب مذکور کو اس کی خاص ڈیوٹی سے الگ کر کے چاچڑاں سے نکال دیا۔ تاکہ خس کم اور مجلس پاک ہو۔ چنانچہ خواجہ صاحب اپنے دیوان کے اندر اپنی برأت کا تذکرہ بطور ذیل کرتے ہیں:

روز ازل دی گل وچ پاتم برہوں تیڈے دی ڈور

میں نے روزِ ازل سے اپنے گلے میں تیری محبت کی ڈور ڈال رکھی ہے۔

شالا مولہ سلامت نیویں راہ وچ لڑن چور

خدا کرے تو اپنی پگڑی باسلامت لے جائے۔ کیونکہ راستہ میں چور لڑتے ہیں۔

خواجہ صاحب نے ان دونوں اشعار میں مرزا قادیانی کو دزد نبوت قرار دے کر اپنے آپ کو اس دزد نبوت سے ڈرایا ہے اور کہا ہے کہ میں اس دزد نبوت سے ڈرتا ہوں کہ کہیں موقع پا کر مجھ سے عقیدہ ختم نبوت کی پگڑی نہ اتار لے اور مجھے بے پگڑی اور بے وقار نہ کر دے۔ حالانکہ میں نے روزِ ازل سے عشقِ نبی کی رسی اپنے گلے میں ڈال رکھی ہے اور پھر دیگر موقع پر دوسری کافی کے اندر تصدیق مرزا کو اپنی گندی عادت قرار دے کر اس سے توبہ اور استغفار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چوریوں جاریوں استغفار شالا بخشم رب غفار

میں نے چوری اور دوسرے گناہوں سے توبہ کر لی ہے اور توقع ہے کہ رب غفور مجھے بخش دے گا۔

گندی عادت گندڑے فعلوں توبہ توبہ لکھ لکھ وار

میں نے گندی عادت اور گندے افعال سے لاکھوں بار توبہ کر لی ہے۔

چنانچہ خواجہ صاحب نے جس گندی عادت اور جس گندے فعل سے توبہ کر لینے کا اظہار کیا ہے وہ صرف تصدیق مرزا کی عادت بد اور قبول مرزا کا فعل بد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ صاحب اور مرزا اعدادا ایک دوسرے کی ضد بنتے ہیں۔ (غلام احمد آباء / ۱۱۲۹) ضد الفرید / ۱۱۲۹ اور دوسری بات جو مرزائی تعمیر مساجد کا مسئلہ ہے۔ یقیناً منافقین مدینہ کی مسجد ضرار کی ایک شاخ یا ایک کڑی ہے۔ کیونکہ مرزائی مساجد کی غرض وغایت ہو بہو اور بعینہ وہی ہے جو منافقین مدینہ کی مسجد ضرار رکھتی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت اگرچہ بظاہر مسجد ضرار کا ذکر کرتی ہے۔ لیکن ضمناً و اعداداً مرزائی مساجد ضرار کا تذکرہ بھی اس میں مل جاتا ہے۔ قال تعالیٰ! "والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المؤمنین وارضاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ط ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکذبون" ﴿اور ان لوگوں نے نقصان رسانی اور کفر بنانے اور اہل ایمان کے درمیان تفریق ڈالنے اور خدا اور رسول سے لڑنے والوں کے لئے پہلے سے ایک پناہ گاہ بنانے کے لئے ایک مسجد بنالی ہے اور پھر حلف اٹھا کر کہتے ہیں کہ وہ اس مسجد کی تعمیر میں نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ وہ لوگ اپنے ارادوں میں کاذب ہیں۔﴾

آیت ہذا اگرچہ بظاہر منافقین مدینہ کے عزائم ذمیمہ سے پردہ اٹھاتی ہے کہ یہ لوگ تعمیر مسجد کے سلسلہ میں مخلص اور نیک نیت نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ اس مسجد کی وساطت سے تخریب اسلام اور تفریق بین المسلمین اور مخالفین اسلام کو پناہ دینے کے عزائم بد رکھتے ہیں۔ لیکن بیاطن اور در پردہ مرزا و اہل مرزا کی تحریک مساجد کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ یہ تحریک بھی مدنی مسجد

ضرار کی ایک شاخ ہے اور اسی کے نقش قدم پر گامزن ہے اور ہو بہو اسی کے عزائم بد رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ "مسجد ضرار" کے اعداد حروف پورے تیرہ صد آٹھ (۱۳۰۸) ہیں۔ جو مرزائی تحریک مساجد کا سال آغاز ہے جس میں مرزا محمود نے تحریک مساجد کا منصوبہ اپنے مبلغین کے سامنے پیش کیا اور ان سے تعمیر مساجد کے لئے چندہ جات اور عطیات کا ایک طویل سلسلہ جاری کر دیا اور

پھر اعداداً یہی مرزائی مسجد نقصان دہ بنتی ہے۔ ”مسجد الغلام/ ۱۲۰۹، ضرار ابدالاً / ۱۲۰۹“ غلام احمد کی مسجد ہمیشہ نقصان دینے والی ہے۔ یا ”مسجد الغلام الہندی / ۱۳۰۸، مسجد ضرار / ۱۳۰۸“ یعنی ہندی غلام کی مسجد، مسجد ضرار ہے۔

جاننا چاہئے کہ آیت مذکورہ بالا کے اندر فتنہ مرزائیت کی تحریک مساجد پر ایک زبردست پیش گوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ منافقین مدینہ کے بعد ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گا جو تعمیر مساجد کے پردہ میں منافقین مدینہ کے چاروں کام کرے گا اور پھر حلفاً اپنے تدین کے گیت گائے گا۔ چنانچہ جس طرح تعمیر مسجد سے مدنی منافقین کے یہ مقاصد تھے کہ اسلام کو افکار جہاد سے کمزور کیا جاوے اور کفار کی حمایت و اعانت ہو اور اہل اسلام میں فرقہ بازی کو فروغ دیا جاوے اور پھر اسی مسجد کو محاربین اسلام کے لئے امن گاہ کا مقام میسر آجائے۔ اسی طرح مرزائی تحریک مساجد کے بھی یہی عزائم بد ہیں اور انہی عزائم ذمیمہ کی بناء پر قادیان کی مسجد ضرار کو مرکزی درجہ دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے منافقین مدینہ کی طرح حرمت جہاد کا فتویٰ دیا اور برطانوی حکومت کی اطاعت کو نصف اسلام کہا اور اہل اسلام کے اندر ایک نیا فرقہ پیدا کر کے اس کو جماعت احمدیہ کا نام دیا اور پھر اسے فوج برطانیہ کے نام سے موسوم کیا اور قادیان کی مرکزی مسجد کو برطانوی مفاد کے لئے ایک عظیم تر نشر گاہ اور قومی و فوجی اڈہ قرار دے دیا۔ قلت:

مسجد مرزا ست مبنی بر ضرار بلکہ کار اوست ہمگی بر ضرار

مرزا کی مسجد نقصان رسانی کے لئے بنائی گئی ہے۔ بلکہ اس کا سب کام نقصان رسانی پر مبنی ہے۔

مسجد اور اہنمائے کفر و ضرر اندریں مسجد نیاید مرد حر

اس کی مسجد کی بنیاد کفر و نقصان پر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں آزاد آدمی نہیں آتا۔

مسجدے کورا باشد بر ضرار این چنین مسجد بود مفتاح نار

جس مسجد کی بنیاد نقصان رسانی پر رکھی گئی ہو تو ایسی مسجد نار جہنم کی کنجی قرار پاتی ہے۔

مسجد تو گرچہ سجدہ گاہ شد عظمت این مسجدت چوں گاہ شد

اگرچہ تیری مسجد ایک سجدہ گاہ ہو چکی ہے۔ لیکن اس کی عظمت ایک تنکا کے برابر بن گئی ہے۔

شد اساس مسجدت کفر و نفاق از چنین مسجد فراق اندر فراق

تیری اسی مسجد کی بنیاد کفر و نفاق پر ہے۔ ایسی مسجد سے بہت دور رہنا چاہئے۔

مسجدت را پاک از تجسس کن دور از بام درش ابلیس کن

تو اپنی مسجد کو جاسوسی کرنے سے پاک کر دے اور اس کے درودیوار سے ابلیس کو ہٹا دے۔

بر منار مسجدت بانگ نماز زیر سقفش مرد افرنگی دراز

تیری مسجد کے مینار پر بانگ نماز ہوتی ہے اور اس کی چھت کے نیچے فرنگی شخص سویا ہوا ہے۔

مسجد ما ہست نگران حجاز مسجد تو با فرنگی در نیاز

ہماری مسجد حجاز شریف کی محافظ ہے اور تیری مسجد فرنگی آدمی سے راز و نیاز کر رہی ہے۔

مسجدت را قبلہ شد روئے فرنگ منبرت را زیب شد خوئے فرنگ

تیری مسجد کا قبلہ فرنگی آدمی کا چہرہ ہے اور فرنگی آدمی کے عادات تیرے منبر کی زینت بن گئے۔

مسجد تو مرض را در تو فزود مسجد ما مرض را از ما ربود

تیری مسجد نے تیرے اندر مرض کو بڑھا دیا اور ہماری مسجد نے مرض کو ہم سے چھین لیا۔

مسجد خود را منزہ کن ز غرض ورنہ مانى تا ابد در کفر و مرض

تو اپنی مسجد کو اغراض بد سے پاک رکھ۔ ورنہ تو ہمیشہ کے لئے کفر و مرض میں رہے گا۔

مسجدت را بہر حق تعمیر کن وز فرنگی مرورا تطہیر کن

تو اپنی مسجد کو خدا تعالیٰ کے لئے بنا اور خدا را اپنی اسی مسجد کو فرنگی سے پاک کر دے۔

از فرنگی مسجدت را دور کن ورنہ افتادی ز دیں از بیخ و بن

تو اپنی مسجد کو فرنگی شخص سے دور رکھ۔ ورنہ تو اپنے دین سے جڑ اور تنا سمیت گر گیا۔

واضح ہونا چاہئے کہ میرے مکتوب الیہ مذکور نے جب مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہا تو اس نے میرے خلاف چند ہندی اشعار لکھ کر بھیج دیئے۔ میں نے ان اشعار کے جواب میں درج ذیل اردو قصیدہ لکھ کر اسے بھجوا دیا۔ جس پر وہ مبہوت ہو کر ساکت و لاجواب ہو گیا اور آئندہ کے لئے خط و کتابت بند کر دی اور قلیل عرصہ بعد ہلاک ہو گیا۔

اردو قصیدہ بنام مرزائیت رسیدہ

اے پیارے پیرزادہ بات سن بات کیا ہے اپنے کچھ حالات سن
تو بنا پھرتا ہے خواجہ اونچ کا نیچ اپنی کے بھی کچھ کلمات سن
اصل تیری نیچ ہے اونچی نہیں اصل اپنی کے بھی سفلیات سن
اصل تیری میں خلل آیا ہے نقص نقص اپنے کے بھی کچھ خطرات سن
میرزا کو تیری طرح تھا مراق اس نے خود لکھے ہیں قصہ جات سن
اس نے خود مانا کہ مجھ میں ہے مراق اس مراقی شخص کے بڑ بات سن

۱۱۶

اس سے تجھ کو حصہ رسدی مل گیا

وہ مراقی تو مراقی بن گیا

وہ بنا اس مرض سے مثل مسیح

پھنس گئے تم دونوں ہی اک مرض میں

نیچ زادہ - پیرزادہ بن گیا

تو ہے نیچا اونچ میں کیسے گیا

تو مراقی وہ مراقی سمجھ سن

قرب میں پیروں کے تیرا گھر بنا

سیم سے پیروں کے ہے تیرا ظہور

تو ہے چھلکا مغز اس میں کچھ نہیں

تیری فرعونی ہے خالی ڈھول ایک

تیرے شبہوں پر پڑی ضربیں مری

گر ہے ہمت زور اپنا دکھاوے

بھاگنا میدان سے اچھا نہیں

مات کھانا حق سے باطل کا اصول

چھوڑ دے باطل پرستی حق پہ آ

تو پھلا پھولا ہے باطل میں ضرور

تو ہے مینڈک کیچ کا اونچا نہ بن

شور مینڈک کا گیا افلاک میں

مینڈکی کا شور ہر جا مچا ہے

صفحہ ۴۲۴ - جاری ہے

تو گلہری باغ مرزا کی بنی

میری جنت میں گذر تیرا نہیں

کروٹیں بدلی ہیں تو نے دین میں

مکتفی تجھ کو نہ آیا دین حق

یہ نہیں خیرات مرزا کی یہاں

علم سے بے بہرہ ہے تیرا وجود

اس سے تجھ کو حصہ رسدی مل گیا

مرض میں دونوں کی ہے بہتات سن

وہ مراقی تو مراقی بن گیا

اپنے کچھ اس کے بھی کچھ ہفوات سن

وہ بنا اس مرض سے مثل مسیح

پیرزادہ تو بنا وہمات سن

پھنس گئے تم دونوں ہی اک مرض میں

بن گئی یہ مرض اب آفات سن

بیچ زادہ - پیرزادہ بن گیا

زبر تیری کیوں بنی رفعات سن

تو ہے نیچا اونچ میں کیسے گیا

یہ بدی کب سے بنی حسنات سن

تو مراقی وہ مراقی سچ سن

ملتی جلتی دونوں میں خصلات سن

قرب میں پیروں کے تیرا گھر بنا

سم کی پیری سے ہیں اثرات سن

سم سے پیروں کے ہے تیرا ظہور

تو ہے سیمی پیرزادہ ذات سن

تو ہے چھلکا مغز اس میں کچھ نہیں

سر سے پاؤں تک ہو ساگ و پات سن

تیری فرعونى ہے خالى ڈھول ايك

اس میں میں نے کر دیئے ہیں ہول ضربات سن

تیرے شبہوں پر پڑی ضربیں مری

ان میں ہر جا زخم در زخمت سن

گر ہے ہمت زور اپنا دکھاوے

بل میں چھپنا عادت حشرات سن

بھاگنا میدان سے اچھا نہیں

ورنہ حق سے کھا گیا تو مات سن

مات کھانا حق سے باطل کا اصول

تجھ میں باطل کی ہیں سب عادت سن

چھوڑ دے باطل پرستی حق پہ آ

حق پہ آجانا ہے اچھی بات سن

تو پھولا پھولا ہے باطل میں ضرور

اس پہ مر جانا ہے بد اموات سن

تو ہے مینڈک کیچ کا اونچا نہ بن

خانہ بخواست در جاہات سن

شور مینڈک کا گیا افلاک میں

کون سنتا ہے تری ٹرات سن

مینڈکی کا شور ہر جا ہیچ ہے

مردک ترسا ازیں فقرات سن

تو گلہری باغ مرزا کی بنی

جا کتر اس باغ کے ثمرات سن

میری جنت میں گذر تیرا نہیں

تیرا مسکن ہی نہیں جنات سن

کروٹیں بدلی ہیں تو نے دین میں

دین میں گیند ہی ہے تو دن رات سن

مکتفی تجھ کو نہ آیا دین حق

مانگ لی مرزا سے ہے خیرات سن

صفحہ ۴۲۵ - جاری ہے

یہ نہیں خیرات مرزا کی یہاں

بن گئی خیرات سیئات سن

علم سے بے بہرہ ہے تیرا وجود

اس پہ تجھ کو آگئے زعمات سن

آب شیریں کذب کو سمجھا ہے تو پی لٹے مرزا سے کچھ جرعات سن
 صدق کڑوا کذب میٹھا ہے تجھے تیری اس عادت پہ ہے بیہات سن
 توازل سے کذب کا غواص ہے تیری گھٹی میں پڑے کذبات سن
 کذب ہے تیرا بچھونا اوڑھنا اس میں تو نے پائی ہے راحت سن
 صدق سے تجھ کو عداوت ہو گئی ہو گئی اس سے تجھے نفرت سن
 حمل روحانی ہے ایجاد غلام ہیں عجب تر اس کی ایجادات سن
 حاملہ دس ماہ تک مرزا رہا بعد اس کے حمل کی دفعات سن
 اس نے اپنے پیٹ سے خود کو جنا ایسے کرتب کرتے ہیں جنات سن
 ماں بنا پھر ماں کا بچہ بن گیا کیسی نادر تر ہیں شخصیات سن
 حمل روحانی تھا تیرے باپ کو اس پہ پیروں کے ہیں احسانات سن
 بن گیا وہ پیر ایسے حمل سے حمل کی اس پر ہوئی برسات سن
 آج کل تجھ کو بھی آیا حمل ہے جلد تر ہو جائے گا سادات سن
 تم ہو آدھے مرد آدھی عورتیں ہے تعجب مرد ہیں نسوات سن
 حمل گیری تیری فطرت بن گئی ہیں تیرے سب کام کج فطرات سن
 مرزائی سب ہیں فطرت کے خلاف حق سے ہٹ کر ان کی ہیں حرکات سن
 باپ آخر بیٹا خاطر بن گیا ہیں برابر دونوں کے خدمات سن

حمل روحانی ہے مرزا کا اصول اس سے اس کو مل گئے درجات سن
تو بھی اس میں بن گیا مرزا پرست آگئے تجھ میں یہی برکات سن
حمل روحانی ہے طاقت کی دوا ایسی کم ہیں ہم میں ادویات سن
اس دوا سے روح پاتی ہے سکون اس سے اٹھتے ہیں بہت جذبات سن
روح تیری حاملہ اور جسم بانجھ فکر کر کیسی ہیں تخلیقات سن
یہ خوراکیں چھوڑ دے اور مرد بن ورنہ ہوں گی تیری اصلاحات سن
حق پہ آ جا اور مرزا کو بھگا اس سے تیری ہیں ترقیات سن
عید ہے نزدیک عیدی مجھ سے لے ہیں یہی اشعار عیدیات سن
میں ہوں بے زر اور بے مایہ یہاں ورنہ دیتا اور بھی سوغات سن
مجھ سے عیدی مختصر منظور کر بعد میں بھیجوں گا تحفہ جات سن

تم جہاد دین کے منکر ہو کیوں
یہ شرارت ہے تمہاری دین میں
مرزائی سب کے سب ہیں پر قصور
چھوڑ دے مرزا کو مرزائی نہ رہ

یہ شخص قصیدہ ہذا کی وصولی کے بعد جل نہ کیا۔ لیکن بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اپنے مر رکھتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب!

نشان سوم دربارہ عیسائی فرقہ

یہ کہ عیسائیوں نے شہر فیصل آباد جاری کیا ہوا ہے۔ جس میں بذریعہ خط و کتاب عیسائیت پر عبور حاصل کرنے کے لئے بذریعہ بھجوانے کی استدعا کی۔ مجھے اسباق کی پہلی قس تھا۔ میں نے ہر اسباق کی قسط کے آنے پر فوراً کہیں مجھے کوئی اعتراض محسوس ہوا میں نے لوگ عموماً میرے اعتراضات کی اکثریت کو بھجواتے رہے۔ چنانچہ یہی سلسلہ اسباق کتاب نے مجھے کامیابی کا ایک سٹیفکیٹ بھجوا دیا۔ جس تھے اور سٹیفکیٹ کا مضمون بطور ذیل ہے:

تصدیق کی جاتی ہے کہ حکیم میر محمد ر "صحائف اور زبور کی شہادت" کامیابی کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔ حاصل کردہ نمبر ۵۸/۵۰۰

اس سند کامرانی کے ملنے پر انجیل م اسباق پر بھی سلسلہ اعتراضات کو جاری رکھا۔ میں نے ان کو درج ذیل اعتراض پیش کیا اور لکھ اس (یسوع) نے ان (شاگردوں جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ یسوع

تم جہادِ دین کے منکر ہو کیوں جب کہ ہے یہ چیز دینیات سن

یہ شرارت ہے تمہاری دین میں دین میں ہو خوب بدنیات سن

میرزائی سب کے سب ہیں پر قصور کیونکہ یورپ کی ہیں ذریات سن

چھوڑ دے مرزا کو مرزائی نہ رہ ورنہ تجھ پر آئیں گے صدمات سن

یہ شخص قصیدہ ہذا کی وصولی کے بعد جلد تر ہلاک ہو گیا اور مرزائیت سے برأت کا اعلان نہ کیا۔ لیکن بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اپنے مرنے سے قبل مرزائیت کے لئے اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب!

نشان سوم دربارہ عیسائی فرقہ

یہ کہ عیسائیوں نے شہر فیصل آباد میں ایک سکول بنام ”بائبل کارسپانڈنس سکول“ جاری کیا ہوا ہے۔ جس میں بذریعہ خط و کتابت عیسائیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ میں نے عیسائیت پر عبور حاصل کرنے کے لئے بذریعہ درخواست سکول ہذا میں داخلہ لے لیا اور اسباق بھجوانے کی استدعا کی۔ مجھے اسباق کی پہلی قسط بھجوا دی گئی۔ جس پر میرا داخلہ نمبر ۰۶۳۲ درج تھا۔ میں نے ہر اسباق کی قسط کے آنے پر فوری جواب بھجوانے کا سلسلہ شروع کر دیا اور جہاں کہیں مجھے کوئی اعتراض محسوس ہوا میں نے اس کو اپنے جواب میں استجواباً لکھ دیا۔ اس پر وہ لوگ عموماً میرے اعتراضات کی اکثریت کو چھوڑ کر حسب منشاء بعض سوالات کے جوابات بھجواتے رہے۔ چنانچہ یہی سلسلہ اسباق کتاب تورات پر جاری رہ کر ختم ہو گیا اور اس پر انہوں نے مجھے کامیابی کا ایک سرٹیفکیٹ بھجوا دیا۔ جس پر میری کامیابی کے نمبرات ۴۸۸، ۵۰۰ درج تھے اور سرٹیفکیٹ کا مضمون بطور ذیل ہے:

تصدیق کی جاتی ہے کہ حکیم میر محمد ربانی کو سکول ہذا کا کورس بنام : ”تورات انبیاء کے صحائف اور زبور کی شہادت“ کامیابی کے ساتھ پاس کرنے پر یہ سند آج مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۷۶ء کو پیش کی جاتی ہے۔ حاصل کردہ نمبر ۵۰۰/۴۸۸۔ دستخط پرنسپل

اس سند کامرانی کے ملنے پر انجیل متی کے اسباق آنے شروع ہو گئے۔ میں نے ان اسباق پر بھی سلسلہ اعتراضات کو جاری رکھا۔ جب سلسلہ اسباق انجیل متی کے باب ۱۶ پر پہنچا تو میں نے ان کو درج ذیل اعتراض پیش کیا اور لکھا کہ آیات ۱۵ تا ۱۸۔

اس (یسوع) نے ان (شاگردوں) سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا مبارک ہے تو شمعون

بر یونا، کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے، تجھ پر ظاہر کی اور میں بھی تجھ کو کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے۔ اور آیات ۲۱ تا ۲۳:

اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا کہ اسے ضرور ہے کہ یروشلم کو جائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اور قتل کیا جاوے اور تیسرے دن جی اٹھے۔ اس پر پطرس اس کو الگ لے جا کر ملامت کرنے لگا کہ اے خداوند! خدا نہ کرے یہ تجھ پر برگز نہیں آنے کا۔ اس نے پھر کر پطرس سے کہا: اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے۔ کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔

ایک دوسرے کی مخالفت میں جاتی ہیں اور کھلے طور پر باہمی تضاد و تصادم رکھتی ہیں۔ کیونکہ ایک یہ کہ مسیح نے اول آیات میں پطرس کو مبارک اور ملہم من اللہ کہا اور دوم آیات میں اس کو شیطان کہا اور دوسرا یہ کہ:

• اول آیات میں مسیح کے مابین ابن اللہ ہونے کا عقیدہ خدا تعالیٰ کا بتایا ہوا ظاہر کیا گیا۔

• دوم آیات میں پطرس جیسے شیطان کا تراشا ہوا بتایا گیا۔

• تیسرا یہ کہ جب مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ پطرس جیسے شیطان کا تراشیدہ ہے تو پھر

یہی

عقیدہ ایک شیطانی عقیدہ بن گیا اور شیطانی عقیدہ کو ماننے والا بالضرور اور لامحالہ شیطان ہے۔

• چوتھا یہ کہ جب مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ شیطانی قرار پایا تو تثلیث ختم ہو گئی اور

اقانیمت باقی رہی۔ یعنی یہ کہ کائنات کے مالک و مختار صرف دو اقنوم یا دو اجزاء رہ گئے۔ ایک جزو

خدا تعالیٰ اور دوسرا جزو، مریم طاہرہ ہے۔ جو عیسائیت میں زوجۃ اللہ کا مقام رکھتی ہے۔

• پانچواں یہ کہ مسیح کے ابن اللہ ہونے کو مریم طاہرہ کا زوجۃ اللہ ہونا لازم ہے۔ کیونکہ مسیح کو مریم

طاہرہ نے جنم دیا۔ بنا بر این جب ثابت ہو گیا کہ مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ بروئے انجیل متی ایک شیطانی عقیدہ ہے تو مریم طاہرہ کے زوجۃ اللہ ہونے کا عقیدہ بھی ایک شیطانی عقیدہ رہا۔ کیونکہ ملزوم و لازم کا ایک ہی حکم ہوتا ہے۔

اب صرف توحید بمعنی خدا تعالیٰ کا ایک ہو کر وحدہ لاشریک ہونا باقی رہا جو عند القرآن وعند الانجیل توحید خالص ہے۔ خلاصۃ الباب یہ رہا کہ بروئے قرآن وانجیل تثلیث باطل ہے اور توحید حق ہو کر ثابت ہے۔

جب میرا یہی سبق واپس عیسائی سکول کے اندر عیسائی پرنسپل اور پروفیسران کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسباق بھیجنے کا سلسلہ بند کر دیا اور میرا نام سکول سے خارج کر دیا۔ لیکن مجھے اخراج نام کی اطلاع نہ دی گئی۔ جب ان کی اسی خاموشی کو چند ایام گزر گئے اور ان کی طرف سے میرے پاس کوئی سبق نہ پہنچا تو میں نے یقین کر لیا کہ میرے شاندار اعتراض نے ان کی کمر ہمت توڑ دی ہے اور اب یہ لوگ مجھ کو اپنے ساتھ منسلک نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ میں نے انہیں متعدد خطوط بطور یاد دہانی کے لکھے۔ مگر انہوں نے خاموش رہنے میں اپنی خیر سمجھی۔

انہی حالات کے پیش نظر تمام عیسائی اساتذہ بمعہ اپنے پرنسپل کے مبہوت ہو کر رہ گئے اور بروئے انجیل بجائے توحید خداوندی کے تثلیث کو ثابت نہ کر سکے۔ لہذا ان کی برے بس خاموشی میری صداقت کا ایک نشان بن گئی۔ لیکن مرزا قادیانی آتھم عیسائی کے سامنے پندرہ ایام کے مناظرہ میں تثلیث کو شکستہ کر کے توحید کو ثابت نہ کر سکا اور اپنے اعداء و احباب میں ذلیل و رسوا ہوا اور پھر اس نے اپنی ذلت و خجالت کو مٹانے کے لئے اس کے خلاف پندرہ ماہ کے اندر ہلاک ہونے کی پیش گوئی کر دی جو بری طرح ناکام رہی۔ جیسا کہ قبل ازیں اسی پیش گوئی پر میری تنقید و تردید آچکی ہے۔

نشان چہارم

یہ کہ ہندوستان کی مرزائی تحریک کی مانند ایران کے اندر بہائی تحریک نے جنم لیا۔ جس کا بانی اوّل علی محمد الباب تھا اور اس کا مستقل قائد اور پرمائنٹ انچارج مرزا حسین علی بن گیا۔ جو بعد میں بہاء اللہ کا لقب اختیار کر کے اس تحریک کا سربراہ قرار پایا اور پھر بہائی مشن نے تقسیم ہندوستان پر پاکستان کے اندر بھی داخلہ لے کر لاہور میں بہائی تحریک کو چلانے کے لئے ایک ماہنامہ بنام ”بہائی میگزین“ جاری کر دیا اور اس کی ادارت سید محفوظ الحق علمی کے سپرد ہوئی

جو پہلے مرزائی تھا اور پھر بہائیت اختیار کر کے ماہنامہ ہذا کا مدیر بن گیا۔ میں نے اس سے رابطہ پیدا کر کے لکھا کہ مجھے تحریک بہائیت سے قدرے دلچسپی ہے۔ اگر آپ میرے چند شبہات کا ازالہ کر دیں تو میں آپ کی تبلیغی مساعی پر بہت ممنون و مشکور ہوں گا۔ اس پر علمی صاحب نے حل طلب سوالات بھجوانے کی اجازت دے دی اور میں نے اسے اپنا پہلا سوال بطور ذیل بھجوا دیا۔

جناب علمی صاحب مجھے اتفاقاً آپ کے ماہنامہ ماہ دسمبر ۱۹۶۷ء کا پرچہ ملا ہے جس میں بہائی شریعت کے مطابق ایک مردہ شخص کی متروکہ جائیداد کو بیالیس حصص پر تقسیم کیا گیا ہے جس کی تفصیل بطور ذیل لکھی گئی ہے۔

۱..... اولاد (لڑکے اور لڑکی میں فرق نہیں) اٹھارہ حصے

۲..... شوہر یا بیوی ساڑھے چھ حصے

۳..... باپ ساڑھے پانچ حصے

۴..... ماں ساڑھے چار حصے

۵..... بھائی ساڑھے تین حصے

۶..... بہن اڑھائی حصے

۷..... معلم ڈیڑھ حصہ

میزان ۴۲ حصے

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بہاء اللہ اور بھائی مذہب کی مذکورہ بالا تقسیم وراثت سراسر باطل ہے اور اس کا موجد و بانی بالکل بطلال شخص ہے۔ کیونکہ اسی تقسیم وراثت میں بہت سے یک جدی ورثاء (دادا، اور چچا) کو محروم الارث اور غیر جدی شخص (معلم) کو وارث قرار دیا گیا ہے اور پھر ایک جگہ پر مذکر و مؤنث کو برابر گردانا گیا ہے۔ جیسے بیٹا اور بیٹی میں سے ہر ایک کو ۱۸ حصے دیئے گئے ہیں اور جیسے شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کو ساڑھے چھ حصے ملتے ہیں اور دوسری جگہ پر مذکر و مؤنث میں تفریق اور کمی بیشی اختیار کی گئی ہے۔ جیسے بھائی کو ساڑھے تین اور بہن کو اڑھائی حصے ملتے ہیں اور باپ کو ساڑھے پانچ حصے اور ماں کو ساڑھے چار حصے دیئے گئے ہیں۔ میں نے جب ان حالات وراثت کے پیش نظر لفظ ”باطل“ اور لفظ ”بطلال“ کے اعداد حروف کی طرف توجہ کی تو دونوں کے اعداد پورے بیالیس (۴۲) برآمد ہوئے جس پر مجھے یقین ہو گیا کہ بہاء

اللہ کی مذکورہ بالا تقسیم وراثت (۴۲) حصے باطل ہے اور اس کا بانی و موجد بہاء اللہ ایرانی بطلال شخص ہے۔ کیونکہ:

”کل اناء یتشرح بما فیہ“ ﴿ہر برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے﴾۔

بنابرآں بطلال شخص (بہاء اللہ) نے وراثت کے بیالیس (۴۲) حصص ایجاد کر لئے جو اعداداً باطل (۴۲) ہو کر سامنے آتے ہیں۔ میں نے یہی تفصیلی بات اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ قرآن عزیز بھی میرے اعدادی استدلال کی تائید میں فرماتا ہے: ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا“ ﴿حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل ایک مٹنے والی چیز ہے﴾۔

آیت ہذا میں حق و باطل کا تقابل قائم کر کے بتایا گیا ہے کہ حق بمعنی وراثت کا اسلامی

طریقہ زندہ اور باقی رہنے والا ہے اور باطل بمعنی تقسیم وراثت کا بہائی طریقہ زاہق اور مٹنے والا ہے۔
قلت:

ہست دین این بہا ہے مغز پوست کہ درو میراث مردہ چہل دو ست
اسی بہاء اللہ کا دین مغز کے بغیر صرف چھلکا ہے۔ کیونکہ اس دین میں مردہ کی میراث بیالیس
حصص پر ہے۔

چہل و دویس از نشان باطل است ہر کہ باطل را گزیند جاہل است
اس کے بیالیس حصص باطل کی علامت ہیں، اور جو شخص باطل کو اختیار کرتا ہے وہ جاہل ہے۔
دور شو از باطل و بطل خویش ورنہ چوں بطل بینی حال خویش
تو اپنے باطل اور بطل سے دور ہو جا، ورنہ بطل کی مانند اپنی حالت کو دیکھے گا۔
چہل و دو اعداد در باطل زدند ہمچو او بطل را مائل زدند
بیالیس کے عدد کو باطل کے اندر رکھا گیا ہے اور اسی کی مانند بطل کو اعداد میں برابر کیا گیا ہے۔
باطل و بطل نزد من یکے است چوں بہاء باب با یکدیگرے است
میرے نزدیک باطل و بطل ایک چیز ہیں۔ جیسا کہ بہاء اللہ اور علی محمد باب ایک دوسرے کے برابر
ہیں۔

طور تقسیم بہائی باطل است موجد این طور از حق عاطل است

تقسیم میراث کا بہائی طریقہ باطل ہے اور اس طریقہ کا موجد حق سے خالی ہے۔

چوں بہاء اللہ شد باطل نواز ہمچو او بر جادۂ باطل متاز

جب بہاء اللہ باطل نواز بن چکا ہے تو تو اس کی مانند باطل کی راہ پر نہ دوڑ۔

باطل و بطلال را بر سر فگن جائے شاں بر جادۂ حق گام زن

تو باطل اور بطلال کو سر کے بل گرا دے اور ان کی بجائے راہ حق پر چلتا رہ۔

میرے اسی خط کے پہنچنے پر علمی صاحب مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اس کی خاموشی میرا ایک علمی نشان بن گئی۔ چند ایام کے بعد یہی ماہنامہ لاہور سے کراچی منتقل ہو گیا اور اس کا مدیر بجائے محفوظ الحق علمی کے غالباً صدیق الحسن نامی دیگر شخص مقرر ہو گیا۔ جس پر میں نے اپنی خط و کتابت کا رخ اسی شخص کی طرف موڑ دیا اور اس کو ایک طویل خط لکھا جس کا مفہوم بطور ذیل تھا۔ بہائی تحریک کے اندر (۹) اور (۱۹) کے اعداد کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ لفظ

بہاء کے ۱۹ اعداد پر اہل بہاء نے اپنے مرکزی ادارہ ”بیت العدل“ کے صرف ۹ ممبران مقرر کئے ہیں جو ضرورۃً دین بہائی میں ترمیم و تنسیخ کرنے اور ممبران تحریک کے باہمی نزاعات پر فیصلہ دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور پھر لفظ ”بہائی“ کے ۱۹ اعداد پر سال کے ۱۹ مہینے اور ہر مہینہ کے ۱۹ دن اور مالی جائیداد پر زکوٰۃ مال انیسواں حصہ مقرر ہوئی اور بہاء اللہ کی پیدائش اور وفات انیسویں صدی میں واقع ہوئی اور شہر عکہ جس میں بہاء اللہ کی قبر ہے کہ پچانوے (۹۵) اعداد ۱۹ پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لفظ دجال کے ۳۸ اعداد بھی ۱۹ پر پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں نتیجہ یہ ہے کہ (۱۹) کے عدد کو تحریک بہائی میں اپنانے والا شخص (بہاء اللہ) دجال ہے۔ مسیح موعود یا رسول خدا نہیں ہے۔

اس کے علاوہ قرآن حکیم بطور پیش گوئی کے بہائی ادارہ (بیت العدل) کو جس کے ممبران ۹ اشخاص بنتے ہیں۔ ایک مفسد اور فتنہ باز ادارہ قرار دیتا ہے۔ کیونکہ یہی ادارہ اس طور و طریق پر بناء ہے۔ جس طرح صالح علیہ السلام کے خلاف قوم صالح کے ۹ شریر اشخاص کا ایک ادارہ ترتیب دیا گیا تھا۔ جنہوں نے دین صالح علیہ السلام کے بالمقابل ایک نیا دین بنالیا اور موقع پا کر ناقۃ اللہ کی ٹانگ بڑی بے دردی اور بے رحمی سے کاٹ دی اور حضرت صالح علیہ السلام کی بددعاء سے ہلاک ہو گئے۔ قال تعالیٰ: ”و کان فی المدینۃ تسعة رهط یفسدون فی الارض ولا یصلحون“ صالح نبی کے شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور قوم کے سدھارنے والے نہیں تھے۔

بنابر آں بروئے آیت بالا کفار مکہ نے قوم ثمود کے طور و طریقہ پر مکہ معظمہ کے اندر دار الندوہ کے نام سے ۹ اشخاص کا ایک ادارہ بنایا جس میں ابو جہل و عتبہ و ربیعہ وغیرہ بطور ارکان و ممبران کے شامل ادارہ تھے اور خلاف اسلام و بانی اسلام خطرناک منصوبے تیار کر کے ان پر عمل پیرا رہا کرتے تھے اور پھر یہی سب ارکان ندوہ جنگ بدر میں لڑتے ہوئے ہلاک ہوئے۔

کفار مکہ کے تیرہ صد سال بعد مرزا بہاء اللہ ایرانی نے بھی دارالندوہ کے طرز پر ۹ ارکان پر مشتمل ادارہ بنام ”بیت العدل“ کے ایک ادارہ ترتیب دیا جو خلاف اسلام ایک مفسد اور شرپسند ادارہ ثابت ہوا اور بہاء اللہ سمیت یہی نو ارکان عمر بھر قید میں رہ کر مرے اور بعد الموت ان کی لاشوں کو قید خانہ سے نکالا گیا۔ بہر حال قوم ثمود اور کفار مکہ اور ایرانی بہائیوں کے ہر سہ ادارے باہم ملتے جلتے ہیں اور اپنے مقاصد میں ہمنوا اور یک رنگ ہیں اور برابر کی سزاؤں سے سزایاب ہوئے۔

مزید برآں قرآن حکیم انیس کے عدد کو علامات دوزخ میں ایک منحوس عدد ظاہر کرتا ہے اور فرماتا ہے: ”وما ادراک ما سقر لا تبقی ولا تذر لواحة للبشر علیہا تسعة عشر“ ﴿کیا تو جانتا ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے اور وہ کسی چیز کو نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی اور انسان کی کھال اتارنے والی ہے۔ اس پر انیس فرشتے ہیں۔﴾

آیت ہذا تین طرح سے بہاء اللہ کو اپنا مصداق ٹھہراتی ہے۔

• اول یہ کہ لفظ سقر کا معنی دوزخ ہے اور ”سقر“ سے دوزخی آدمی کے لئے لفظ ”ساقر“ یا

”سقار“ بنتا ہے جس کے اعداد حروف پورے تین صد اکسٹھ (۳۶۱) ہیں اور یہی اعداد بہائی سال کے ایام ہیں۔ کیونکہ بہائی سال کے انیس ماہ اور ہر ماہ کے ۱۹ دن ہیں۔ $۱۹ \times ۱۹ = ۳۶۱$ ہوتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ بہائی سال ساقر اور دوزخی سال ہے۔

• دوم یہ کہ دوزخ مجرم انسان کو جلانے والی ہے اور بہاء اللہ بہائی انسانوں کے لئے لوحیں

تیار کرنے والا ہے جب کہ ”لواحة“ کا معنی لوح ساز اور لوح سوز دونوں طرح کا ہے۔ چنانچہ دوزخ مجرم انسانوں کے لئے ناری الواح تیار کرے گی اور بہاء اللہ اہل بہاء کے لئے ملعون لوحیں تالیف کرنے والا ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ کی مؤلفہ شش الواح کتابیں تحریک بہائی میں شہرت کا مقام رکھتی ہیں۔

• سوم یہ کہ دوزخ کے کارکن انیس ظالم فرشتے ہیں اور بہائی سال کے انیس منحوس ماہ اور ہر

ماہ

کے انیس ملعون ایام ہیں اور بہائی دین کے اندر انیس کے عدد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ لہذا دوزخ اور دین بہائی میں انجام و نتیجہ کے اعتبار سے یکسانیت اور اتحاد پایا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں بہاء اللہ کا پیروکار بہائی کہلاتا ہے اور اعداد میں انیس عدد کا حامل ہے اور اپنے محمولہ عدد پر فخر کرتا ہے اور اتراتا ہے۔ حالانکہ ہر ایک بہائی نصف دجال ہے۔ کیونکہ لفظ دجال کے اعداد (۳۸) ہیں اور اڑتیس کا نصف انیس ہے اور انیس کا عدد ہی لفظ بہائی کے اعداد ہیں اور دو دجال مل کر ایک بہاء اللہ بنتا ہے۔ یعنی $۳۸ = ۱۹ + ۱۹$ ، $۷۶ = ۳۸ + ۳۸$ ہے اور بحساب قمری بہاء اللہ کی یافتہ عمر ۷۶ سال ہے۔ اگرچہ بحساب شمسی اس کی عمر ۷۵ سال ہے۔ بنا برآں نیز یہ کہنا صحیح ہے کہ ایک بہائی اعدادی طور پر نصف دجال ہے اور دو بہائی مل کر ایک دجال بنتا ہے اور دو دجال مل کر ایک بہاء اللہ بن کر سامنے آتا ہے۔

بہاء اللہ کے دجال اکبر بننے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مخالف قرآن اور معاند اسلام بن کر حلت سود اور حرمت صدقات کا فتویٰ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ سودی کاروبار کرنے والا آدمی ہر حالت

میں دین دار اور قوم پرست شخص ہے اور مسکین و محتاج آدمی کو صدقات و خیرات دینے والا محض دین بھائی کا بدخواہ اور ملت بھائی کا دشمن ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم اس کے دونوں مسائل کے بارے میں اس ملحد و بے دین کی مخالفت میں جاتا ہے اور اس کو دوزخی اور اصحاب النار میں شمار کرتا ہے۔ قال تعالیٰ: ”یَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَیَرْبِی الصَّدَقَاتِ اِحْلِ اللَّهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا“ (خدا تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے خرید و فروخت بمعنی تجارت کو حلال اور سود کو حرام کر دیا ہے۔)

چنانچہ حرمت سود کے آنے کے بعد مسلمانوں سے کہا گیا کہ تم لوگ فوراً ہی سودی کاروبار سے توبہ کر لو اور آئندہ کے لئے اس کام سے باز آ جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہیں پہلے کے سودی کاروبار پر گرفت نہیں کرے گا اور مغفرت کر دے گا۔ لیکن جس مسلمان نے نزول حرمت سود کے بعد از سر نو یہی شغل اختیار کیا تو وہ جہنمی ہے اور عند اللہ ملعون و مجرم ہو کر ناری ہے۔ قال تعالیٰ: ”فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ“ (پس جس شخص کے پاس نصیحت خداوندی آ گئی اور وہ سودی کاروبار سے رک گیا اس کو گذشتہ گناہ معاف ہے اور اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ہاں چلا گیا اور جو شخص اسی کام کی طرف لوٹ آیا وہ ہمیشہ کا ناری اور جہنمی ہے۔)

آیت ہذا میں بہاء اللہ کے خلاف دو طرح کی اعدادی پیش گوئی موجود ہے۔ اوّل یہ کہ لفظ ”عاد“ کے اعداد حروف ۷۵ ہیں۔ جیسا کہ بحساب شمسی بہاء اللہ کی یافتہ عمر ۷۵ سال ہے اور بحساب قمری اس کی عمر ۷۶ سال ہے جو فعل ”عاد“ کے اسم فاعل ”عائد“ کے اعداد ۷۶ کے برابر ہے۔

چنانچہ آیت ہذا کے اندر سود کی طرف لوٹ آنے والے شخص سے مراد قرآن، بہاء اللہ ہے۔ کیونکہ وہ جواز سود کا فتویٰ دے کر عائد الی الربوا قرار پایا اور احطب الجنت کو چھوڑ کر اصحاب النار میں

داخل ہو گیا۔ دوم یہ کہ لفظ ”اولئک اصحاب النار“ کے اعداد حروف ۴۴۱ بنتے ہیں۔ جیسا کہ بہاء اللہ نوری عکی کے اعداد حروف ۴۴۱ ہیں۔ جب کہ بہاء اللہ قصبہ نور میں پیدا ہوا اور شہر عکہ میں مر کر مدفون ہوا۔ نتیجہ یہ رہا کہ بہاء اللہ حلت سود اور حرمت صدقات کا فتویٰ دے کر نوری سے ناری بن گیا۔ قلت: ۱۲۶

از عدد باشد جہنم نوز

اعداد میں سے انیس کا عدد دوزخ

نوزدہ آمد علامات

انیس کا عدد دوزخ کا نشان

ہست اعداد بہائی نوز

لفظ بہائی کے اعداد انیس ہیں

ہر بہائی نوزدہ برسر

ہر بہائی اپنے سر کے اوپر انی

اے بہائی نوزدہ از س

اے بہائی تو انیس کے عدد ک

اے بہائی نوزدہ بہر توثیق

اے بہائی انیس کا عدد تی

یہاں پر مت ٹھہر۔

صفحہ ۴۳۴ - جاری ہے

نوزدہ ہم نہ برایت خوب نی

انیس کا نحس عدد تیرے ل

مرترا این نوزدہ سویش

انیس کا عدد تجھے دوزخ ک

پاس چلا گیا۔

ہم چوں من توزیں عدد فرار

میری طرح تو اسی عدد سے

نود و دو شد مایہ من در دو

دونوں جہانوں میں میرا

میں چلا گیا۔

از محمد دور گشتن سود

محمد ﷺ سے دور ہونا سو

از عدد باشد جہنم نوزدہ گر گرفتہ نوزدہ رفتی بچہ

اعداد میں سے انیس کا عدد دوزخ بن گیا، اگر تو نے انیس کو لے لیا ہے تو تو کنوئیں میں گر گیا۔

نوزدہ آمد علامات سقر ہر بہائی را سقر آمد مقر

انیس کا عدد دوزخ کا نشان ہے اور ہر بہائی کا ٹھکانہ دوزخ میں ہے۔

ہست اعداد بہائی نوزدہ زیں سبب او در جہنم شد زدہ

لفظ بہائی کے اعداد انیس ہیں اور اسی وجہ سے وہ دوزخ میں گرایا گیا ہے۔

ہر بہائی نوزدہ بر سر نہد روز و شب اندر سقر او می جہد

ہر بہائی اپنے سر کے اوپر انیس کا عدد رکھتا ہے اور رات دن دوزخ کے اندر اچھلتا ہے۔

اے بہائی نوزدہ از سر فگن ورنہ افتادی بدوزخ بے محن

اے بہائی تو انیس کے عدد کو اپنے سر سے گرا دے، ورنہ تو بلا محنت دوزخ میں گر گیا۔

اے بہائی نوزدہ بہر تو نیست بہر دوزخ ہست این اینجا مایست

اے بہائی انیس کا عدد تیرے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عدد دوزخ کے لئے ہے تو یہاں پر مت ٹھہر۔

نوزدہ و نہ برائت خوب نیست نیک مردے را سقر مرغوب نیست

انیس اور نو کا عدد تیرے لئے اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ نیک مرد کو دوزخ پسند نہیں ہے۔

مر ترا این نوزدہ سوش کشید نزد جنت رفت ہر کو زو دوید

انیس کا عدد تجھے دوزخ کی طرف کھینچ کر لے گیا اور جو انیس سے بھاگا وہ بہشت کے پاس چلا گیا۔

ہم چوں من توزیں عدد فرار باش در پناہ مصطفیٰ قرار باش

میری طرح تو اسی عدد سے بھاگ جا اور مصطفیٰ ﷺ کی پناہ میں ٹھہرنے والا بن جا۔

نود و دو شد مایہ من در دو کون گرازیں رفتی بشنورفتی بہون

دونوں جہانوں میں میرا سرمایہ ۹۲ کا عدد ہے۔ اگر تو اس کو چھوڑ گیا تو سن لے کہ تو ذلت میں چلا گیا۔

از محمد دور گشتن سود نیست کہ بجز او پیچ کس بے دود نیست

محمد ﷺ سے دور ہونا سود مند نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص بے داغ نہیں ہے۔

دین او در دین و دنیا پر وقاست ہر کہ غیرش را گزیند پر خطاست

دین و دنیا کے اندر اس کا دین وفادار ہے اور جو شخص اس کے غیر کو اختیار کرتا ہے وہ خطا کار ہے۔

دور شو از عکہ سوئے مکہ رو ورنہ در آفاتہا مانى گرو

تو عکہ کو چھوڑ کر مکہ کی طرف چل۔ ورنہ تو آفات میں پھنسا رہے گا۔

عکہ دارد نوزده در خود نہاں تا توانى خویش را کن زود وائ

عکہ اپنے اندر انیس کے عدد کو چھپا کر رکھتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے تو خود کو اس سے بھگا کر لے جا۔

ہر بہائی را جدائی از خداست کہ جدائی و بہائی ہمنواست

ہر بہائی کو خدا سے جدائی ملی ہے۔ کیونکہ جدائی اور بہائی (اعداد میں) ہمنوا ہیں۔

عکہ تو نوزده را مامنے است ہر سر تو ہر کجا زد دامنے است

تیرا عکہ انیس کے عدد کے لئے جائے امن ہے اور تیرے سر پر ہر جگہ اس کا دامن پڑا ہوا ہے۔

ایں بہاء تیرگی ہمچوں بہاست کہ بہاء گردہا درایں بہاست

اس بہاء اللہ کے لئے گرد و غبار جیسی سیاہی مقدر ہے۔ کیونکہ اسی بہاء اللہ کے اندر گرد و غبار ہے۔

گر بہارا مقلب سازی بہاست ور بہارا واژگون گردی بہاست

اگر تو بہاء کو الٹا کر دے تو بہاء بن جاتا ہے اور اگر تو بہاء کو اوندھا کر دے تو بہاء موجود ہے۔

نوزدہ در نوزدہ شد سال او در حقیقت دور شد احوال او

انیس کو انیس میں ضرب دینے سے اس کا ایک سال بنتا ہے۔ کیونکہ اس کی حالت حقیقت سے دور چلی گئی ہے۔

نوزدہ شد روز ہاؤ ماہ باش وز خدا شد منحرف این راہ باش

اس کے مہینوں کے ایام اور مہینے انیس ہیں اور اس کی یہی راہیں خدا تعالیٰ سے منہ موڑ چکی ہیں۔

دور شو از نوزدہ بہر خدا ورنہ مانئ از خدائے خود جدا

تو خدا کے لئے انیس کے عدد سے دور ہو جا، ورنہ تو اپنے خدا سے جدا رہے گا۔

بر بہائی روز و شب قہر خداست وز خدائے او برائے او سزااست

بہائی کے اوپر رات دن خدا تعالیٰ کا قہر ہے اور اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا مل رہی ہے۔

۱۲۸

بر سر او نوزدہ زد ضرب

انیس کے عدد نے اس کے خارش بن گیا ہے۔

نوزدہ او را قریب شر

انیس کا عدد اس کو شرارت کے

این بہاء اللہ بہاء اللہ

یہی بہاء اللہ بہاء اللہ بن گیا

صفحہ ۴۳۶ - جاری ہے

نوزدہ صد عیسوی میلاد او

انیسویں صدی عیسوی میں شورا شوری ہے -

ماند این صد بہر از منحوس

یہی صدی اس کے لئے نحو

نوزدہ صد گشت عہد این بہاء از

انیسویں صدی تیرے بہا

خار ناری در دل نوری

آگ کا کانٹا نوری کے دل

مر تورا این نوزدہ بر نار

انیس کا عدد اس کو آگ پر

بر بہائی نوزدہ ضربت

انیس کے عدد نے بہائی پر چ

دو بہائی جمع شد دجال

دو بہائی جمع ہو کر کے ایک د

نوزدہ با نوزدہ شد سی و

انیس اور انیس مل کر اڑتیس

صفحہ ۴۳۶ - جاری ہے

گر کئی تجزیہ در دجال

اگر تو اسی دینی دجال کا تج

بر سر او نوزده زد ضرب ہا

نوزده در دین او شد جرب ہا

انیس کے عدد نے اس کے سر پر چوٹیں لگادیں ہیں اور انیس کا عدد اس کے دین میں خارش بن گیا ہے۔

نوزده او را قریب شر نمود

وز گل و ازبا بر اخگر نمود

انیس کا عدد اس کو شرارت کے پاس لے گیا اور اس کو پھولوں سے ہٹا کر انگارے پر ڈال دیا۔

این بہاء اللہ بہاء اللہ گشت

وز عطاء اللہ خطاء اللہ گشت

یہی بہاء اللہ بباء اللہ بن گیا اور عطاء اللہ سے خطاء اللہ بن گیا۔

نوزده صد عیسوی میلاد اوست

ہم دریں صد مرگ او را ہا وبوست

انیسویں صدی عیسوی میں اس کی پیدائش ہے اور نیز اسی صدی میں اس کی موت کی شورشوری ہے۔

ماند این صد بہر او منحوس تر

کہ کشید این صدورا نزد سقر

یہی صدی اس کے لئے منحوس تر رہی۔ کیونکہ یہ صدی اس کو دوزخ کے پاس لے گئی۔

نوزدہ صد گشت عہد این بہاء است

ہم دریں صد رفت در قعر ممات

انیسویں صدی تیرے بہاء اللہ کا زمانہ ہے اور پھر وہ اسی صدی میں مر کر قبر میں چلا گیا۔

خار ناری در دل نوری خلیل

نوری تو بر در نارے رسید

آگ کا کانٹا نوری کے دل میں چبھ گیا اور تیرا نوری آگ کے دروازہ پر پہنچ گیا۔

مرورا این نوزدہ برنار برد

وز گل و ازہار سوئے خار برد

انیس کا عدد اس کو آگ پر لے گیا اور اس کو پھولوں سے بٹا کر کانٹے کی طرف لے گیا۔

بر بہائی نوزدہ ضربت فگند

وز سقر اور است روز و شب گزند

انیس کے عدد نے بہائی پر چوٹ لگادی اور اس کو دوزخ کی طرف سے رات دن کا دکھ آیا ہے۔

دو بہائی جمع شد دجال شد

دین بہائی از خدا بطل شد

دو بہائی جمع ہو کر کے ایک دجال بن گیا اور یہی بہائی خدا تعالیٰ کی طرف سے جھوٹا قرار پایا۔

نوزدہ بانوزدہ شد سی و ہشت

دیں عدد در دو بہائی کرد گشت

انیس اور انیس مل کر اڑتیس بن گئے اور یہی عدد ۳۸ دو بہائیوں میں گشت کرنے لگا۔

گر کئی تجزیہ در دجال دین

بینی دو دجال اندر وے کمین

اگر تو اسی دینی دجال کا تجزیہ کرے گا تو تو اس کے اندر دو دجالوں کو مقیم پائے گا۔

ہر بہائی نیم دجال از بہاست وز بہاء اللہ اورا این عطاست

تو بہاء اللہ کی طرف سے ہر بہائی کو آدھا دجال پائے گا اور اس کو بہاء اللہ کی طرف سے یہی عطیہ ملا ہے۔

گر کنی مجموع دو دجال را پیش خود بینی ہمیں بطلال را

اگر تو اعداد دو دجالوں کو جمع کرے گا تو تو اپنے آگے اسی باطل نواز (بہاء اللہ) کو دیکھے گا۔

وارہ ازیں بطلال خویش تانہ بینی نزد خود دجال خویش

تو اسی بطلال سے کنارہ کش ہو جا تا کہ تو اپنے آگے اپنے دجال (بہاء اللہ) کو نہ دیکھ سکے۔

از بہاء اللہ دینت خوب نیست زانکہ دینت نزد حق مرغوب نیست

بہاء اللہ کی طرف سے آیا ہوا تیرا دین اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تیرا دین پسندیدہ نہیں ہے۔

از محمد دین خود را زود گیر تاشوی در دین و دنیا مستنیر

تو اپنا دین محمد ﷺ سے حاصل کر۔ تا کہ تو دین و دنیا میں چمک دار بن جائے۔

میرے اسی خط کے پہنچنے پر مسٹر صدیق الحسن مہبوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اس کی خاموشی ولا جوابی علمی طور پر میرا ایک درخشاں نشان بن گئی۔

نشان پنجم دربارہ جنگ بھارت

یہ ہے کہ سال ۱۹۶۵ء کو جب بھارت نے پاکستان کے خلاف جارحانہ جنگ کا اقدام کیا تو میں نے قاضی محمد نذیر لائل پوری کو جو شعبہ تالیفات ربوہ کا انچارج تھا بذریعہ ایک مکشوف خط کے اطلاع دی کہ: ”معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ موجودہ جنگ بھارت کے حل و جواز پر دلائل سوچ رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے پیر مغاں نے حرمت جہاد کا فتویٰ دے رکھا ہے۔ لیکن آپ لوگ ہندوستان کی حمایت واعانت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ باوجود انکار جہاد کے کفر کا ساتھ دینا آپ صاحبان کا قدیم شیوہ ہے۔“

چنانچہ میرا یہی خط ایک قسم کی پیش گوئی پر مشتمل تھا کہ اہل مرزا یقیناً ہندوستان کی حمایت کا اعلان کریں گے اور وہ بدل و جان ہندوستان کا ساتھ دے کر پاکستان کے خلاف شامل جنگ ہو جائیں گے۔ ابھی میرے خط کو پہنچے ہوئے چند ایام گزرے تھے کہ ہندوستانی مرزائیوں نے خلیفہ آف ربوہ کے ایماء وارشاد پر حکومت ہند کی حمایت واعانت کا اعلان کر دیا جو ہندی اخبارات کے لئے زینت اشاعت بنا اور اہل مرزا کھلے طور پر بطور رضا کاران ہند بھارتی فوج میں بھرتی ہو گئے

اور پاکستان کے خلاف ہندو افواج کے شانہ بشانہ لڑتے رہے اور پھر انہوں نے خطیر رقومات سے بھارت کی جنگی امداد بھی کی اور میری پیش از وقت اطلاع کو صحیح ثابت کر دیا۔

نشان ششم دربارہ حیات مسیح

یہ کہ لاہوری مرزائیوں کے ہفت روزہ اخبار ”پیغام صلح“ کے عبوری مدیر پروفیسر خلیل الرحمن کے ساتھ حیات مسیح کے مسئلہ پر میری گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے اس کو اپنے دوسرے خط میں حیات مسیح کے اثبات پر آیت ذیل مع ضروری تشریحات کے لکھ کر بھجوائی۔

”اذ قالت الملائكة يا مريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم وجيهاً في الدنيا والآخرة ومن المقربين ويكلم الناس في المهد وكهلاً ومن الصالحين“ (جب فرشتگان نے کہا: اے مریم! خدا تعالیٰ تجھے اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح ابن مریم ہے جو دنیا و آخرت میں محترم ہے اور نزد خدا رہنے والوں میں سے ایک ہے اور جو لوگوں کے ساتھ پنگوڑے اور بڑھاپے میں کلام کرے گا اور نیک لوگوں میں سے ہو گا۔)

آیت ہذا میں حیات مسیح کے اثبات پر سات عدد اشارات و دلائل موجود ہیں۔ ایک لفظ ”کلمہ“ دوسرا ”مسیح“ تیسرا لفظ ”عیسیٰ“ چوتھا لفظ ”وجیهاً فی الدنيا والآخرة“ پانچواں لفظ ”من المقربين“ چھٹا لفظ ”کہلا“ اور ساتواں لفظ ”من الصالحين“ ہے۔ اب ہر ایک لفظ کی مختصر تشریح پیش کی جاتی ہے۔

لفظ ”کلمة منه“ سے کلمة اللہ مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک لقب ہے۔ کیونکہ ”منہ“ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور بصورت اضافہ یہ لفظ ”کلمة اللہ“ ہو جائے گا اور دیگر کلمات اللہ کی طرح طویل زندگی دیر پا بقاء اور صعود الی السماء حاصل کرے گا۔ قال تعالیٰ:

”کلمۃ اللہ ہی العلیا الیہ یصعد الکلم الطیب“ (خدا کا کلمہ ہی اونچا رہتا ہے۔ پاک کلمات خدا کی طرف صعود کرتے ہیں۔) قلت:

کلمۃ اللہ ہی العلیا بخواں کہ برد عیسیٰ را بر آسمان

تو آیت کلمۃ اللہ ہی العلیا کو پڑھ لے۔ کیونکہ وہ عیسیٰ کو آسمان پر بھیجتی ہے۔

کلمۃ اللہ عیسیٰ را قرآن گفت بہر کلمہ ہاست پر وبال چست

قرآن مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کہہ دیا ہے اور کلمات خدا میں پرواز کے لئے پروں کی چستی موجود ہے۔

از چہ تو این کلمہ را برے پر کنی دین خود را برے ثمر برے پر کنی

تو کلمۃ اللہ (عیسیٰ) کو برے پر کیوں کرتا ہے اور اپنے دین کو برے پھل اور برے ثمر کیوں بناتا ہے۔

ہست عیسیٰ کلمۃ اللہ نزد ما رفت چوں کلمات حق نزد خدا

ہمارے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہے جو دیگر کلمات اللہ کی طرح خدا تعالیٰ کے پاس چلا گیا۔

لفظ ”مسیح“ کا معنی لمبا اور طویل سفر کرنے والا ہے جب کہ یہ لفظ صفت فاعلیہ کا مفہوم رکھتا ہے اور یا بمعنی مرہم قدسی یا روغن قدسی مالیدہ ہے۔ جبکہ یہ لفظ ”صفت مفعولیہ“ کے مفہوم میں لیا گیا ہو۔ جیسا کہ مولوی محمد علی لاہوری نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن میں لکھا ہے۔

بنا برآں معنی اوّل کے پیش نظر حضرت مسیح نے آسمان کی طرف لمبا سفر کیا ہے اور کشمیر کی طرف لمبا اور بعید سفر نہیں کیا۔ کیونکہ اس کا کلمۃ اللہ ہونا صعود و رفع کو چاہتا ہے۔ جب کہ تمام کلمات اللہ صعود الی اللہ کی فطرت رکھتے ہیں اور دوسرے معنی کی بنا پر حضرت مسیح کو عمر دراز حاصل ہے۔ کیونکہ اس کے مرہم قدسی یا روغن قدسی ملنے پر اس کی زندگی جلد تر فنا ہونے سے محفوظ و مامون ہو گئی۔ جیسا کہ ایک لاش سائنسی مرہم و روغن ملنے پر بگڑنے اور گلنے سڑنے سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

قلت:

مرہم قدسی برو مالیدہ اند کہ اورا بہر سماہا چیدہ اند

فرشتگان نے اس پر مرہم قدسی مل دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو آسمان کے لئے انتخاب کر لیا ہے۔

مرہم قدسی دہد پروازبا می پراند تیز چوں آوازبا

پاک مرہم عیسیٰ کو ایک ایسی اڑان دیتا ہے جیسا کہ آوازیں پرواز کرتی ہیں۔

ہر کہ را زیں مرہمے مالش دہند از زمین بر آسمانہا مے برند

جس انسان کو فرشتے ایسی مرہم کی مالش دیتے ہیں تو وہ اس کو زمین سے آسمانوں پر لے جاتے ہیں۔

ہر کہ را این مرہم قدسی رسید از نشیبے برفرازے اوپرید

جس شخص کو یہی پاک مرہم پہنچ گیا - تو وہ نیچ سے اونچ کی طرف پرواز کر گیا۔

این مسیح ماز مرہم یافت پر رفت ازما بر سما قرآن نگر

۱۳۲

قرآن مجید کو دیکھ لے کہ ہمار کہ آسمان پر چلا گیا۔

تو چرا رفتی زمرہم ہائے قدس

تو کیوں پاک مرہموں کو چھو کیوں اختیار کیا ہے۔

برد اورا روغن قدسی ز

پاک مرہم اس کو ہم سے الگ

چون مسیح ماست ممسوح ملٹک

جب ہمارا مسیح فرشتوں کی طر خدائے قدوس کی طرف چلا گیا۔

لفظ ”عیسیٰ“ دراصل عبرانی زبان میں بہر حال عبرانی زبان میں تفاعل و تبرک کا ایک اور حضرت

مسیح کا نام عیسیٰ ایک الہامی نا منجانب اللہ بتایا گیا تھا۔

واضح ہونا چاہئے کہ انسانوں ہوسکتا۔ لیکن ملہم من اللہ نام برگز بے معنی نہیں بروزن کسریٰ و ضیزی بمعنی غرور و تمرد و کے اندر ایک ہی معنی رکھتا ہو تو ایسے استع زبان سے منتقل ہو کر کسی دوسری ز بن جاتا ہے۔ قلت:

عیسیٰ و عیسیٰ بیک معنی شد

عیسیٰ اور عیسیٰ کا ایک ہی معنی ہ

ہمچوں عیسیٰ عیسیٰ را مفہوم

لفظ عیسیٰ کا مفہوم عیسیٰ کی مانن

عیسیٰ عبرانی است نزد علماء

قرآن مجید کو دیکھ لے کہ ہمارے اسی مسیح نے مرہم سے پر حاصل کر لئے اور ہمیں چھوڑ کر آسمان پر چلا گیا۔

تو چرا رفتی ز مرہم ہائے قدس یعنی ورزیدی چرا غم ہائے قدس

تو کیوں پاک مرہموں کو چھوڑ گیا ہے۔ یعنی تو نے عالم قدس کے بارے میں رنج و غم کو کیوں اختیار کیا ہے۔

برد او را روغن قدسی زما شد میسر مرورا قرب خدا

پاک مرہم اس کو ہم سے الگ کر کے لے گیا اور پھر اس کو قرب خدا حاصل ہو گیا۔

چوں مسیح ماست ممسوح ملک رفت ازما سوئے قدوس فلک

جب ہمارا مسیح فرشتوں کی طرف سے مالش یافتہ ہے تو پھر وہ ہمیں چھوڑ کر آسمان کے خدائے قدوس کی طرف چلا گیا۔

لفظ ”عیسیٰ“ دراصل عبرانی زبان میں لفظ یشوع تھا جو بمعنی عمر دراز پانے والا ہے۔ جیسا کہ بہاول پوری زبان میں تفاؤلاً و تبرکاً ایک بچہ کا نام عمر وڈہ یا فارسی زبان میں عمر دراز رکھ لیتے ہیں اور حضرت مسیح کا نام عیسیٰ ایک الہامی نام تھا جو حضرت زکریا علیہ السلام کو بذریعہ وحی والہام منجانب اللہ بتایا گیا تھا۔

واضح ہونا چاہئے کہ انسانوں کا تجویز کردہ نام عمر وڈہ و عمر دراز موت و فنا سے محفوظ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ملہم من اللہ نام پر جلد تر فنا کی کیفیت طاری نہیں ہوگی اور عربی زبان میں یہی لفظ ”عیسیٰ“ بروزن کسری و ضیزی بمعنی عمر وڈہ و عمر دراز مستعمل ہے۔ ان حالات میں اگر ایک لفظ دو زبانوں کے اندر ایک ہی معنی رکھتا ہو تو ایسے استعمال کو توارد کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن جب

یہی لفظ عبرانی زبان سے منتقل ہو کر کر کے آنحضرت ﷺ کے عہد میں عربی زبان میں آیا تو یشوع سے بدل کر عیسیٰ بن گیا۔ فقط :

عیسیٰ و یشوع بیک معنی شدند زانکہ در شکل توارد آمدند

عیسیٰ اور یشوع کا ایک ہی معنی ہے۔ کیونکہ ان دونوں نے توارد کی شکل لے لی ہے۔

ہمچوں یشوع عیسیٰ را مفہوم شد کز لغت ہا این چنیں معلوم شد

لفظ عیسیٰ کا مفہوم یشوع کی مانند بن گیا۔ کیونکہ لغات سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔

عیسیٰ عبرانی است نزد ماؤ تو معنی او دیرپا ہے گفتگو

ہمارے اور تیرے نزدیک عیسیٰ ایک عبرانی لفظ ہے اور بلا قیل وقال اس کا معنی دیر پا اور نہ مرنے والا ہے۔

عیسیٰ را مفہوم شد زندہ دراز گزندانی بین لغت ہائے حجاز

لفظ عیسیٰ کا معنی دیر تک زندہ رہنے والا ہے۔ اگر تجھے علم نہیں تو پھر عربی لغات کو دیکھ لے۔

تو مگر این را دہی عمر قلیل بعد ازاں میرانی او را بے دلیل

مگر تو اس عیسیٰ کو تھوڑی عمر دیتا ہے اور پھر تو بلا دلیل اس کو موت دیتا ہے۔

لفظ ”وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ“ سے مراد قرآن یہ ہے کہ وہ اپنی پہلی اور پچھلی زندگی کے اندر معزز و محترم رہے گا اور کسی قسم کی ذلت و رسوائی سے دوچار نہیں ہوگا۔ بنا بر این یہاں پر لفظ دنیا اور آخرت کا اصطلاحی معنی دار دنیا اور دار آخرت مراد نہیں ہے۔ بلکہ لغوی معنی زندگی اول اور زندگی آخر مراد ہے اور اصل عبارت یوں ہے: ”وجیہاً فی الحیوۃ الاولیٰ و فی الحیوۃ الآخرۃ“ یعنی وہ اپنی پہلی اور پچھلی زندگی کے اندر معزز و محترم ہوگا۔

لفظ ”ومن المقربین“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقرب فرشتگان کی جماعت میں سے ایک مقرب ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ نفخ جبریل سے پیدا ہو کر حضرت مسیح کے اندر ملائکہ اللہ میں رہنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آیت ذیل: ”لن یستکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملائکۃ المقربون“ میں مسیح اور مقرب ملائکہ کو عبد خدا ہونے میں قطعاً کوئی اعتراض و عار نہیں ہے۔ آیت کے اندر حضرت مسیح اور ملائکہ اللہ کو یک جا لایا جا کر عبد خدا ہونے سے یاد کیا گیا ہے۔

مثنوی:

شد مقیم بر فلک اندر ملک تا زید ہمچوں ملک اندر ملک

میرا مسیح آسمان پر جا کر فرشتگان میں شامل ہو گیا۔ تا کہ فرشتوں کے اندر فرشتوں کی سی زندگی گزارے۔

نسبت ملکی اورا بالا کشید یعنی مقناطیس آہن را کشید

فرشتگان کے تعلق نے اوپر کھینچ لیا۔ یعنی مقناطیس نے لوہے کو کشید کر لیا۔

با ملائک شد مسیح ما مقیم تا شود ہمچوں ملائک او طعیم

ہمارا مسیح فرشتوں کے ساتھ اقامت پذیر ہو گیا۔ تا کہ وہ فرشتوں کی خوراک کھاتا رہے۔

خورد او رزق ملائک زندہ ماند رزق او تسبیح حق پائندہ ماند

۱۴۳

اس نے فرشتوں کی خورا سے پائیدار ہو گیا۔

لفظ ”ویکلم الناس فی بڑھاپے میں اعجازاً کلام کرے گا۔ چن اور کہل سے مراد اس کی پچھلی زندگی ہ بنیاد پر لفظ مہد سے جوانی کی زندگی ا مراد ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری نے دونوں زمانے باہم متغائر ہوں گے۔ کلام کا فرق ہے۔

جاننا چاہئے کہ قرآن حکیم وکھلا“ کہہ کر یہ بتایا ہے اور واضح ہے۔ بلکہ دونوں عہدوں کے درمیان ۳۱ سال کی عمر میں ہوا جس سے کہولت

نتیجہ یہ رہا کہ مسیح علیہ السلام آسمانی قیام کے اندر اس کی زندگی پر مرفوع ہوا ہے اسی شکل و صورت میں یکساں ہوگا۔ لہذا کلام فی الکہولت اور عہد مہد سے کلام کہولت مراد نہیں۔

بود اندر مہد این عیسیٰ

یہ عیسیٰ بچپن میں پنگوڑے

گفت او آیندگان را

اس نے آنے والوں -

بر زمین شد کہل ہمچوں کہل

وہ زمین پر نیم بوڑھا ہو کر

باز اورا آسمان آواز

پھر اس کو آسمان نے آوا

اس نے فرشتوں کی خوراک کھائی اور زندہ رہا۔ اس کی خوراک ذکر خدا تھی اور وہ اس سے پائیدار ہو گیا۔

لفظ ”ویکلم الناس فی المهد و کھلا“ کا یہ مطلب ہے کہ وہ پنگوڑے اور بڑھاپے میں اعجازاً کلام کرے گا۔ چنانچہ مہد سے مراد اس کی پہلی زندگی ہے جو قبل از رفع گزری۔ اور کھل سے مراد اس کی پچھلی زندگی ہے جو بعد النزول ہوگی اور یہاں پر ذکر الجزء وارادة الكل کی بنیاد پر لفظ مہد سے جوانی کی زندگی اور لفظ کھل بمعنی شروع بڑھاپے سے جوانی کے بعد کی زندگی مراد ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری نے لفظ کھل کو ۳۰ تا ۵۰ سال تک کی زندگی کے لئے کہا ہے اور دونوں زمانے باہم متغائر ہوں گے۔ جیسا کہ لفظ مہد و کھل ہیں۔ صرف معرف باللام اور غیر معرف باللام کا فرق ہے۔

جاننا چاہئے کہ قرآن حکیم نے ”فی المهد والکھل“ کی بجائے ”فی المهد و کھلا“ کہہ کر یہ بتایا ہے اور واضح کیا ہے کہ مسیح کا مہد طفولیت اور عہد کھولیت باہم ملا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ دونوں عہدوں کے درمیان ایک طویل مدت حائل ہوگی۔ چنانچہ مسیح کا رفع الی السماء ۳۱ سال کی عمر میں ہوا جس سے کھولت و ادھیڑ پن کا آغاز ہوتا ہے۔

نتیجہ یہ رہا کہ مسیح علیہ السلام اپنے نیم بڑھاپے کے شروع میں مرفوع الی اللہ ہوا ہے اور آسمانی قیام کے اندر اس کی زندگی پر کوئی تغیر و تبدل نہیں آئے گا۔ بلکہ وہ جس شکل و صورت میں مرفوع ہوا ہے اسی شکل و صورت میں نزول کرے گا اور اس کا سن کھولت قبل الرفع اور بعد النزول یکساں ہوگا۔ لہذا کلام فی الکھولت سے مراد قرآن، مسیح کا وہ کلام کھولت ہے جو بعد النزول ہوگا اور عہد مہد سے کلام کھولت مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کا کلام کھولت تو ہر شخص کرتا ہے۔

قلت:

بود اندر مہد این عیسیٰ تکلیم کرد ہمچوں بالغاں گفت فہیم

یہ عیسیٰ بچپن میں پنگوڑے کے اندر بولنے والا بن گیا اور بالغوں کی طرح سمجھدار بات کہی۔

گفت او آیندگان را السلام باز با پرسند گان شد ہم کلام

اس نے آنے والوں سے السلام علیکم کہا اور پھر پوچھنے والوں سے باتیں کرنے لگا۔

بر زمیں شد کہل ہمچوں کہل ماند زندگی خویش ہمچوں کہل راند

وہ زمین پر نیم بوڑھا ہو گیا اور نیم بوڑھا رہا اور ایک نیم بوڑھے کی طرح اپنی زندگی گزاری۔

باز او را آسمان آواز داد رفت ہمچوں کہل بالا ہمچوں باد

پھر اس کو آسمان نے آواز دی اور وہ ایک نیم بوڑھے کی طرح ہوا کی مانند اوپر چلا گیا۔

ماند اندر آسمان چوں کہل او زانکہ شد این زیستن را اہل او

وہ ایک نیم بوڑھے کی شکل میں آسمان کے اندر رہا۔ کیونکہ وہ ایسے جینے کا اہل بن چکا تھا۔

چوں قیامت خواہد آمد از خدا آید او چوں کہل برما و شما

جب خدا تعالیٰ کی طرف سے قیامت آجائے گی تو وہ نیم بوڑھے کی طرح ہم پر اور تم پر آجائے گا۔

باشد او چوں کہل گویا و فہیم تا شود بر ما از و لطف عمیم

وہ نیم بوڑھے کی طرح بولنے والا اور سمجھدار ہوگا، تا کہ وہ ہم پر لطفِ عمیم کرتا رہے۔

لفظ ”من الصالحین“ سے مراد قرآن یہ ہے کہ وہ صالح انسانوں میں سے ایک ہوگا اور یہاں پر اس کو ”نبیاً من الصالحین“ نہیں کہا گیا۔ کیونکہ وہ اپنے بعد النزل دور کے اندر نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ صرف صالح انسان ہوگا۔ اس کی نبوت محمدی دور کے اندر آکر اس طرح پر مستور و محجوب ہو جائے گی جیسا کہ طلوعِ آفتاب سے چاند اور ستاروں کی روشنی در پردہ اور زیرِ حجاب آجاتی ہے۔ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بقولِ قرآن مرا نہیں۔ بلکہ زندہ ہے اور ایک ایسا دور اس پر آنے والا ہے جس میں وہ صرف صالح انسان ہوگا اور نبی و رسول نہیں ہوگا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ”نبیاً من الصالحین“ کہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں کہا اور اسے صرف ”من الصالحین“ کہا تا کہ یہ فرق و امتیاز نمایاں رہے کہ دورِ محمدی پانے والا عیسیٰ نبی نہ رہا اور صالح انسان بن گیا اور دورِ محمدی نہ پانے والا یحییٰ نبی بدستور نبی رہا۔ قلت:

عیسیٰ پیشِ مصطفیٰ ناید نبی ہر کہ گوید عکسِ این باشد غبی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مصطفیٰ ﷺ کے آگے نبی بن کر نہیں آئے گا اور جو شخص اس کے برعکس کہتا ہے وہ غبی ہے۔

اختران تابند روشن پیش مہر نیست زندہ پیش موسیٰ جملہ سحر

ستارے سورج کے آگے روشن نہیں رہتے اور سب جادو حضرت موسیٰ کے آگے زندہ نہ رہے۔

چوبِ موسیٰ مارہائے سحر کشت احمد ما ہر نبوت را ہشت

موسیٰ کی لاٹھی نے جادو کے سب سانپ مار دیئے اور ہمارے احمد ﷺ نے ہر نبوت کو دھو ڈالا۔

دین احمد دین عیسیٰ را بخورد تا شود آن دین دین شیخ و خرد

احمد ﷺ کا دین دین عیسیٰ کو کھا گیا۔ تا کہ یہی دین ہر چھوٹے بڑے کا دین بن جائے۔

۱۳۶

عیسیٰ پیشِ مصطفیٰ شد مردِ نیک

عیسیٰ علیہ السلام حضرت مصطفیٰ کے اندر عیسیٰ علیہ السلام مردِ نیک بنا ہوا ہے

گفت قرآن مرد صالح ہست او

جب عیسیٰ علیہ السلام میرے نبی صرف مرد صالح کہا ہے۔

نیست بعدش موسیٰ و عیسیٰ نبی

آپ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کہہ دیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میرے مذکورہ بالا خط

کے پیش خاموشی میری صداقت کا ایک علمی و ادبی نشا

نشانِ ہشتم دربارہ مفہوم توفی

یہ کہ آیت: ”توفی (بصیغہ ممکن توجیہ گذشتہ صفحات میں آچکی ہے او سامنے لائی جاتی ہیں۔

الف جاننا چاہئے کہ باب تفعل اپنے بصورت فعل لازم ”بتعد“ اور ”تجنب“ الاثم وصار صالحاً“ وہ گناہ سے دور ہو الہجود وصار یا قطعاً“ وہ نیند سے بید تجنب کی خاصیت ہے۔ جیسے ”توفاه اللہ مرنے اور وفات پانے سے دور رکھا۔ بنا ب لفظ ”متوفیک“ میں بھی ”مُبْعِد“ اور تجھے مرنے اور وفات پانے سے دور رکھنے تیری حسی تطہیر کرنے والا ہوں۔“

جاننا چاہئے کہ یہاں پر یحییٰ علیہ اسی مفہوم کی تائید وتصدیق کرتا ہے۔ سیاق

عیسیٰ پیش مصطفیٰ شد مرد نیک کہ بقرآن عیسیٰ شد خود مرد نیک

عیسیٰ علیہ السلام حضرت مصطفیٰ ﷺ کے آگے مرد نیک بن گیا۔ کیونکہ خود قرآن مجید کے اندر عیسیٰ علیہ السلام مرد نیک بنا ہوا ہے۔

گفت قرآن مرد صالح ہست او چوں بدور مصطفایم رفت او

جب عیسیٰ علیہ السلام میرے مصطفیٰ ﷺ کے دور میں چلا گیا تو قرآن مجید نے اس کو صرف مرد صالح کہا ہے۔

نیست بعدش موسیٰ و عیسیٰ نبی ازانکہ او خود گفت بعدی لانی

آپ کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں رہے۔ کیونکہ خود آپ نے کہہ دیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

میرے مذکورہ بالا خط کے پہنچنے پر مدیر مذکور ساکت ولا جواب ہو گیا اور اس کی یہی خاموشی میری صداقت کا ایک علمی و ادبی نشان بن گئی۔

نشان ہفتم دربارہ مفہوم توفی

یہ کہ آیت: ”توفی (یعسیٰ انی متوفیک)“ کی ایک قابل اعتماد اور مرزائیت شکن توجیہ گذشتہ صفحات میں آچکی ہے اور اب اس کی باقیماندہ دو توجیہات قارئین کرام کے سامنے لائی جاتی ہیں۔

الف..... جاننا چاہئے کہ باب تفعل اپنے اندر متعدد خواص رکھتا ہے جن میں سے ایک اہم خاصہ بصورت فعل لازم ”بعد“ اور ”تجنب“ ہے۔ جیسے ”تأثم زید فصلح“ بمعنی ”تبعہ عن الإثم وصار صالحاً“ وہ گناہ سے دور ہو گیا اور نیک بن گیا اور جیسے ”تہجد“ بمعنی ”تبعہ عن الہجود وصار یقظاً“ وہ نیند سے الگ رہا اور بیدار ہو گیا اور بصورت فعل متعدی تجنّب اور تبعید کی خاصیت ہے۔

جیسے ”توفاه اللہ“ بمعنی ”بعده عن الوفات“ خدا تعالیٰ نے اس کو مرنے اور وفات پانے سے دور رکھا۔
بنابرآں اسی اہم خاصہ تفعل کی بنیاد پر آیت زیر نزاع کے لفظ ”متوفیک“ میں بھی ”تبعید“ اور تجنیب
واقع ہے اور معنی آیت یہ ہے کہ: ”اے عیسیٰ میں تجھے مرنے اور وفات پانے سے دور رکھنے والا ہوں
اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے تیری جسمی تطہیر کرنے والا ہوں۔“

جاننا چاہئے کہ یہاں پر یہی مفہوم لینا اس لئے ضروری ہے کہ آیت ہذا کا سباق و سیاق اسی مفہوم کی
تائید و تصدیق کرتا ہے۔ سباق میں آیت ذیل واقع ہے: ”ومکروا ومکر اللہ واللہ

خیر الما کرین ﴿یہود نے مسیح کو مارنے کی اور خدا تعالیٰ نے اس کو بچانے کی تدبیر کی اور خدا تعالیٰ بہتر مدبر ہے۔﴾

اسی آیت کی موجودگی میں اگر ہم فقرہ: ”عیسیٰ انی متوفیک“ کا یہ مفہوم لیں کہ اے عیسیٰ! میں تجھے مارنے والا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بجائے ”خیر الما کرین“ کے ”شر الما کرین“ ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اس نے یہود کی موافقت میں عیسیٰ کو مارنے کا اظہار کر دیا۔ حالانکہ اس کو یہود کی مخالفت میں عیسیٰ کے بچانے کا اظہار کرنا تھا جو نہیں کیا اور پھر اگر ہم لفظ ”انی متوفیک“ کا معنی یہ کر دیں کہ میں تجھے مارنے والا ہوں تو یہی معنی جملہ ”ومکر اللہ“ کی مخالفت میں چلا جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے یہ کہا گیا کہ خدا تعالیٰ نے ”خیر الما کرین“ بن کر عیسیٰ کے بچانے کی تدبیر کر لی ہے اور پھر کہہ دیا کہ اے عیسیٰ میں ”شر الما کرین“ بن کر تجھے مارنے والا ہوں اور یہ ایک قسم کا تضاد ہے اور قرآن مجید ایسے تضادات سے پاک ہے۔ لہذا ماننا پڑتا ہے کہ یہاں لفظ ”توفی“ کا معنی بچانا ہے اور مارنا نہیں ہے اور سیاق میں فقرہ ذیل موجود ہے۔

”ومطهرک من الذین کفروا“ ﴿اور میں تجھے کافروں سے بچانے والا ہوں۔﴾ جو صراحۃً حضرت عیسیٰ کی تطہیر جسمانی کا اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ: ”طہرت زیداً من اعدائہ“ ﴿میں نے زید کو اس کے دشمنوں سے بچالیا۔﴾

بنا برآں میری رائے کے مطابق بطور سلب و تبعید کے آیت زیر نزاع کا یہ معنی ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات و موت سے دور رکھ کر اپنی طرف اٹھاتا ہوں اور تیری تطہیر جسمانی کرتا ہوں۔

ہاں! یہاں پر ایک اعتراض باقی رہ جاتا ہے کہ بخاری شریف کے اندر بقول ابن عباسؓ لفظ ”متوفیک“ کا معنی بلفظ ”ممیتک“ موجود ہے اور جس کا معنی یہ ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے وفات و موت دینے والا ہوں۔ لہذا آیت زیر نزاع میں سلب و تبعید کا طریقہ جاری نہیں ہو سکتا۔

جواب یہ ہے کہ لفظ ”ممیتک“ باب افعال سے اسم فاعل ہے اور بعض اوقات باب افعال کے اندر ہمزه سلب اور تبعید کے لئے آتا ہے۔ جیسے: ”اشکیت المریض فصیح“ ﴿میں نے مریض کی شکایت اور بیماری دُور کر دی۔ پس وہ تندرست ہو گیا۔﴾

اور پھر اسی ہمزه سلب کا استعمال قرآن مجید کے اندر بھی موجود ہے۔ جیسے: ”وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين“ ﴿اور جن لوگوں میں روزہ رکھنے کی طاقت مسلوب ہے۔ ان پر ایک مسکین کا کھانا بطور ہرجانہ کے مقرر ہے۔﴾

اور اس فقرہ کی اصل عبارت یوں ہے: ”وعلی الذین یسلب عنهم طوق الصوم فدیة طعام مسکین“ ﴿یعنی جن لوگوں سے روزہ رکھنے کی طاقت چھن جائے گی ان پر ایک مسکین کے کھانے کا ہرجانہ ہے۔﴾

اور پھر مرزا قادیانی بمنزلہ عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں آنے والی آیت: ”فاماته اللہ مائة عام ثم بعثہ“ ﴿خدا تعالیٰ نے اس کو سو سال تک موت سے الگ رکھا اور پھر اس کو کھڑا کر دیا۔﴾ میں ہمزہ سلب و تبعید کا قرار دے کر جملہ ”اماتہ اللہ“ کا یہ مفہوم لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس کو موت سے دور رکھا اور بے ہوشی کو مجازاً موت کہہ دیا گیا ہے اور وہ سو سال تک بے ہوش رہا۔ بنا بر آں مذکورہ بالا اعتراض بالکل کالعدم ہو گیا اور میرا ماخوذ مفہوم باقی رہا۔

ب یہ کہ آیت زیر نزاع کے اندر لفظ ”توفی“ لفظ ”توفیہ“ کا مطاوع اور اس کا اثر لینے والا لفظ ہے۔ جیسے: ”کسرت الزجاج فتکسرو فیت زیدا مالہ فتوفاه منی“ ﴿میں نے شیشہ کو توڑ دیا اور وہ ٹوٹ گیا۔ میں نے زید کو اس کا پورا مال دے دیا اور اس نے مجھ سے اپنا پورا مال لے لیا۔﴾

چونکہ آیت زیر نزاع کے بعد آیت ذیل: ”واما الذین امنوا وعملوا الصالحات فیوفیہم اجرہم“ ﴿جو لوگ مؤمن بنے اور اعمال صالحہ کئے خدا تعالیٰ ان کو پورا پورا ثواب دے گا۔﴾ موجود ہے اور توفی کے معنی کو متعین کرتی ہے۔ کیونکہ یہاں پر توفیہ بمعنی پورا دینا ہے اور آیت زیر نزاع میں توفی بمعنی پورا لینا ہے ہی ہو سکتا ہے اور پھر دونوں جگہوں پر دونوں الفاظ کا فاعل بھی خدا تعالیٰ ہے۔ بنا بر آں یہاں پر خدا تعالیٰ نے مؤمنین کو پورا پورا اجر و ثواب دینے کا اظہار کیا اور وہاں پر حضرت عیسیٰ کو کفار سے پورا پورا وصول کرنے کا وعدہ کیا ان حالات میں لفظ توفی کو بمعنی مارنا اور وفات دینا کے سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

نشان ہشتم در بارہ فاتحہ خلف الامام وغیرہ

یہ کہ غیر مقلدین کے نزدیک فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین عند الركوع اور آمین بالجہر تین اہم مسائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان پر عمل کئے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ میں نے ان مسائل پر ان سے خط و کتابت کی ہے اور لکھا ہے کہ نماز کے اندر یہی ہر سہ کام متروک ہو چکے ہیں۔ مسئلہ اوّل کے متعلق مولوی محمد اشرف صاحب فیصل آبادی کو استدلالاً بطور ذیل لکھا ہے:

الف سورۃ فاتحہ قرآن مجید کے شروع میں اور آیت ”واذا قرئ القرآن“ سورت اعراف کے آخر میں واقع ہے اور ہر دو کے درمیان کافی فاصلہ حائل ہے اور عند الفریقین یہ بات اتفاق کا

درجہ رکھتی ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب آسمانی اور الہامی ہونے کی وجہ سے ناقابل تبدیل ہے اور بوقت استدلال اسی ترتیب کو بحال رکھا جائے گا اور پھر سورۃ فاتحہ قرآن مجید کا ایک اہم جزو اور غیر منفک حصہ ہے۔ بنابر آں چونکہ سورۃ فاتحہ اور آیت مذکورہ میں تقدم اور تاخر واقع ہے۔ اس لئے آیت بالا نے قرأت فاتحہ خلف الامام کو روک دیا اور مقتدی پر خاموش رہنے کی پابندی عائد ہو گئی۔ کیونکہ اعرافی آیت نے بتا دیا کہ جب قرآن پڑھا جائے خواہ وہ سورۃ فاتحہ ہی کیوں نہ ہو ہم اس کو سنو اور چپ رہو تاکہ رحمت خداوندی کے مستحق بن جاؤ۔

• ب..... سورت فاتحہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس کا

نزول اول درج قرآن ہوا اور دوسرا نزول درج قرآن نہ ہوا۔ چنانچہ قرأت فاتحہ خلف الامام کا حکم رکھنے والی احادیث سورۃ فاتحہ کے مکی نزول سے متعلق ہیں اور ترک فاتحہ خلف الامام کے حکم پر مشتمل احادیث سورۃ فاتحہ کے مدنی نزول سے وابستہ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ہجرت نبویہ سے قبل قرأت فاتحہ خلف الامام پر عمل ہوتا رہا۔ کیونکہ تعلیماً یہی عمل ضروری تھا اور ہجرت نبویہ کے بعد یہ عمل بند ہو کر متروک ہو گیا۔ کیونکہ کتب احادیث کے اندر قرأت فاتحہ خلف الامام اور ترک فاتحہ خلف الامام کے متعلق احادیث موجود ہیں جو تضاد و تصادم کو اپناتی ہیں اور میرے نزدیک ان کے درمیان یوں توفیق و تطبیق کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر لکھ دیا ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ سے متضاد و متصادم اقوال کا ثابت ہونا ناممکنات میں سے ہے اور پھر کتب احادیث کے اندر قرأت فاتحہ خلف الامام کی احادیث پہلے اور ترک فاتحہ خلف الامام کی احادیث بعد میں مذکور ہیں۔ لہذا اسی طرز بیان کا یہ نتیجہ ہے کہ کچھ عرصہ تک قرأت فاتحہ کا حکم رہا اور بعد میں یہ حکم متروک ہو گیا اور مولوی بہادر بیگ راولپنڈی والے نے مسئلہ دوم کے بارے میں بطرز ذیل لکھا:

• الف..... رفع الیدین کا عمل ہجرت نبویہ سے قبل تھا اور بعد از ہجرت منسوخ ہو گیا۔ جیسا کہ قرآن

حکیم فرماتا ہے: ”حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا لله قانتین“ (تمام نمازوں کی عموماً اور درمیانی نماز کی خصوصاً حفاظت کرو اور خدا را سکون و آرام سے قیام نماز کو ادا کرو۔) یہ آیت مدنی النزول ہے اور قیام نماز کو بالسکون ادا کرنے کی ہدایت کرتی ہے اور قیام نماز کی حالت میں رفع الیدین کرنا ایک قسم کی حرکت ہے اور سکون و آرام کے خلاف ہے۔ بنابر آں مفہوم آیت یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے قیام بمعنی قومہ کو سکون و آرام سے ادا کرو اور اس میں رفع الیدین کی حرکت سے اجتناب کرو ورنہ تم اپنی نماز کے محافظ و پاسبان نہیں رہو گے۔ بلکہ اس کے مخرب و معطل بن جاؤ گے اور وجہ یہ کہ یہاں پر قنوت بمعنی سکون ہے اور بمعنی سکوت نہیں ہے۔

• ب ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ بعض صحابہ کرام اپنی

کسی نماز کے اندر رفع الیدین کر رہے ہیں۔ اس پر بطور تحقیر و نفرت کے فرمایا: "مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناہ خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ" (رواہ مسلم عن جابر ابن سمرہ) ﴿﴾ کیا وجہ ہے کہ میں تم کو اس طرح پر ہاتھ اٹھانے والا دیکھتا ہوں جیسا کہ ٹٹو گھوڑے اپنی دمیں کو اٹھاتے ہیں۔ تم اپنی نماز میں سکون و آرام سے رہو۔ ﴿﴾

حدیث ہذا میں بیان شدہ تشبیہ و تمثیل سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ نماز کے اندر رفع الیدین کرنا سکون فی الصلوٰۃ کے خلاف ہے اور آداب نماز کے منافی ہے۔ گویا کہ نماز کے اندر رفع الیدین کرنے والا شخص ایک ٹٹو گھوڑا ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلا وجہ اور بے مطلب اسی طرح اوپر نیچے کرتا ہے جس طرح ایک ٹٹو گھوڑا بے غرض و غایت اپنی دم کو اوپر نیچے مارتا ہے۔ بہر حال آنحضرت ﷺ نے نماز کے اندر رفع الیدین کرنے کو بنظر حقارت و نفرت دیکھا ہے اور اس کو نماز کے اندر خشوع و خضوع اور سکون و آرام کے خلاف قرار دیا ہے اور پھر حدیث مذکور میں استفہام انکاری ہے جو فعل نہی کے مفہوم میں ہوتا ہے اور اصل عبارت یوں ہے:

"لا ترفعوا ایدیکم کاذاہب خیل شمس بل اسکنوا فی الصلوٰۃ" ﴿﴾ تم ٹٹو گھوڑوں کی طرح اپنے ہاتھ مت اٹھاؤ بلکہ نماز کے اندر سکون و آرام سے رہو۔ ﴿﴾

اور مولوی چراغ الدین گوجرانوالہ نے آمین بالجہر کے مسئلہ پر بطور ذیل تحریر لکھا :

• الف جب قرآن مجید نے سورۃ فاتحہ کے بعد لفظ "آمین" کو مخفی رکھا ہے اور اس کو تحریر میں

نہیں لایا گیا تو پھر نمازی کا آمین بالجہر کرنا قرآن عزیز کی مخالفت میں جاتا ہے۔ کیونکہ جو لفظ عند القرآن مستور و مخفی ہے اس کا بالجہر ادا کرنا آداب قرآن کے خلاف ہے۔ قال تعالیٰ:

"ان هذا القرآن يهدي للتي هي اقوم" ﴿بلاشبہ یہی قرآن اک ایسی راہ کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھی ہوتی ہے۔﴾

بنا بر آں آمین بالجہر کا عمل جو غیر مقلدین میں رواج پذیر ہے وہ ہدایت قرآن اور دستور قرآن کے برعکس پڑتا ہے۔

• ب لفظ "آمین" ایک دعائیہ کلمہ ہے جو سورت فاتحہ کے دعائیہ فقرات کی قبولیت کے پیش نظر دہرایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس لفظ کا معنی "اللہم تقبل دعائی" ﴿اے خدا میری دعا قبول فرما۔﴾ ہے اور مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! میری مطلوبہ دعا کو قبول فرما اور پھر دعا کے متعلق قرآن مجید کی ہدایت یہ ہے کہ اسے اخفاء اور تضرع سے ادا کیا جائے۔ قال تعالیٰ:

”ادعوا ربکم تضرعاً وخفیةً انه لا یحب المعتدین“ ﴿تم اپنے رب کو خشوع و اخفاء سے پکارو اور خدا تعالیٰ حد شکنوں کو پسند نہیں کرتا۔﴾

آیت ہذا نے دعا کے لئے تضرع اور اخفاء کو بطور دو حدود کے ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان دو حدود کے اندر رہ کر دعا مانگی جائے اور جو شخص اخفاء کو چھوڑ کر زور سے اور بالجہر دعا کرتا ہے وہ قرآن کی قائم کردہ حدود کو توڑنے والا ہے۔ کیونکہ بلند آواز سے دعا مانگنا تضرع اور اخفاء دونوں کے برعکس ہے اور ایسا شخص عندالقرآن متعدی اور حد شکن ہے۔ ان حالات میں چونکہ آمین بالجہر کہنا اور اخفاء دونوں کی مخالفت میں جاتا ہے۔ اس لئے آمین بالجہر کرنے والا نمازی یقیناً متعدی اور حد شکن ہے اور قرآن حکیم کی مخالفت پر گامزن ہے۔

• ج بروایت ابی ہریرہؓ مروی ہے کہ: ”اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تأمینہ

تأمین الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه“ ﴿جب امام نماز آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس مقتدی کا آمین کہنا فرشتگان کے آمین کہنے کے موافق رہا تو نماز کے اندر اس کی ہوئی غلطی مغفرت پاگئی۔﴾

اس حدیث نے صراحۃً وضاحت کر دی کہ آمین کہنے کا صحیح اور شرعی طریقہ وہ ہے جس کو باجماعت نماز کے وقت فرشتگان خدا نے اپنایا ہے اور یہ طریقہ آمین بالاخفاء ہے اور آمین بالجہر نہیں ہے اور چونکہ فرشتے آمین بالاخفاء کے عامل ہیں اور آمین بالجہر کے عامل نہیں ہیں اس لئے امام نماز اور اس کے مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ آمین بالجہر کو چھوڑ کر آمین بالاخفاء پر عمل کریں تاکہ عمل کے اندر ان کی ہونے والی کوتاہیاں مغفرت خداوندی کو حاصل کر سکیں۔ ورنہ فرشتگان کی مخالفت سے ان کی مغفرت نہیں ہوگی۔

میرے ان تین خطوط کے پہنچنے پر صرف میرے پہلے مکتوب الیہ نے ایک غیر متقی اور غیر شافی جواب بھجوایا اور باقی دو صاحبان خاموش ہو گئے اور خاموشی میں اپنی خیر سمجھی۔

دس ہزاری اشتہار جواب باصواب

• اول یہ کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”میں نے مکمل کتاب اعجاز احمدی کو پانچ ایام میں لکھا

ہے غلط ہے اور دجالی ڈینگ ہے۔ کیونکہ اس نے اسی کتاب کو چھ ایام میں لکھا ہے۔ جب کہ اس نے ایک یا دو ابتدائی اشعار مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کو بٹالہ شہر کو جاتے ہوئے لکھے اور باقی اردو مضمون اور عربی قصیدہ ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو شروع کر کے ۱۲ نومبر کو پانچ ایام کے اندر ختم کر لیا۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶)

گویا کہ یہی سالم کتاب پانچ ایام کی بجائے چھ ایام میں تیار ہوئی اور مرزا قادیانی کا چھ ایام کو پانچ ایام کہنا غلط رہا اور وہ کاذب قرار پایا اور کاذب آدمی نبی و رسول اور مہدی و مسیح نہیں بن سکتا۔

• دوم یہ کہ مرزا قادیانی کی یہی کتاب ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو جا کر مکمل کر لی گئی اور اس کا کوئی حصہ

لکھنے سے باقی نہ رہا۔

(اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۶)

بنابر آں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ: ”خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ کتاب نشان اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظاہر ہوگا۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۷)

غلط رہا کیونکہ کتاب مذکور ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو مکمل ہو گئی اور اخیر دسمبر کو نہ پاسکی اور اس کو اس کا موعود ملہم صحیح تاریخ نہ بتا سکا۔

• سوم یہ کہ مرزا قادیانی کی دی ہوئی میعاد ۲۰ دن ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۹۰، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۵)

لیکن حقیقتاً یہی میعاد ۲۱ یوم بنتی ہے۔ کیونکہ ۲۰ نومبر سے ۱۰ دسمبر تک بجائے ۲۰ ایام کے ۲۱ ایام بنتے ہیں جو مرزا قادیانی کو غلط نویس بنا دیتے ہیں اور غلط نویس آدمی مہدی و مسیح اور نبی و رسول نہیں بن سکتا۔ کیونکہ جب اس کی ایک یا دو غلطیاں ثابت ہو گئیں تو وہ قابل اعتماد نہ رہا اور مرزا قادیانی کے دونوں اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا گیا ہے۔

مرزا کا کاروبار ہی بے ثمر رہا کیونکہ اس نے جو بھی کہا ہے اثر رہا

کافر ہی تھا دین سے اپنے بے خبر رہا مرا تو اپنی مٹی میں زیر و زبر رہا

مرزائی تعلیات اور محمدی جوابات

پہلی تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کو خلیفہ و مسیح قرار دے کر کہتا ہے کہ: ”ولکننی من امر ربی خلیفۃ مسیح سمعتم وعدہ فتفکروا مگر میں خدا کے حکم سے خلیفہ اور مسیح موعود ہوں۔ اب تم سوچ لو۔“

(اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

الجواب: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نہ خلیفہ اسلام ہے اور نہ مسیح محمدی ہے۔ بلکہ یہ شخص اصطلاحات اسلام سے استہزاء اور ٹھٹھا مخول کر رہا ہے۔ کیونکہ بروئے لغات عرب خلیفہ اس حکمران اعظم کو کہا جاتا ہے جس کے نیچے چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہوں اور اس کے اوپر دیگر حکمران نہ ہو۔ جیسا کہ المنجد میں ہے: ”الخلیفۃ امام لیس فوقہ امام“ خلیفہ وہ امام ہے جس کے اوپر دیگر امام بمعنی حکمران نہ ہو، اور مرزا قادیانی عمر بھر غلام فرنگ اور محکوم برطانیہ رہا۔ لہذا محکوم و غلام آدمی کا اپنے کو خلیفہ سمجھ لینا ایک بد نما حماقت ہے۔

اور لفظ مسیح بروئے قرآن مجید حضرت عیسیٰ ابن مریم کا لقب ہے جو بعد النزول من السماء امام مہدی کا وزیر مملکت اور مشیر حکومت ہوگا۔ بنا برآں غلام احمد قادیانی نہ خلیفہ اسلام ہے اور نہ مسیح موعود ہے۔ بلکہ خلیفہ شیطان اور مسیح کفران ہے۔ جیسا کہ اعداد ابطور ذیل ہے۔

(غلام احمد / ۱۱۳۴) ”ہو خلیفہ شیاطین ابدأ / ۱۱۳۴“ وہ ہمیشہ کے لئے شیاطین کا خلیفہ اور جانشین ہے۔ (میرزا غلام احمد / ۱۴۸۲) ”ہو متضاد مسیح ابدأ / ۱۴۸۲“ وہ ہمیشہ کے لئے حضرت مسیح سے متضاد اور برعکس ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) ”ہو ضد خلیفہ ابدأ / ۱۵۴۸“ یعنی مرزا قادیانی ہمیشہ کے لئے ضد خلیفہ ہے۔ کیونکہ مسیح بعد النزول مملکت اسلام کا با اقتدار وزیر اعظم ہوگا اور یہ شخص غلام کفار رہا اور شعر بالا کو بطور ذیل تبدیل کر دیا۔

ولکنہ من امر ربی خلیفۃ وعبد بلا شک و مرأ مکفر

کیونکہ خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کو مقتدر خلافت اور با عظمت حکومت و سیاست دینے کا وعدہ تو ضرور بالضرور کیا ہے اور اس کے برعکس کبھی بھی نبوت و رسالت دینے کا وعدہ نہیں کیا۔ جیسا کہ آیت ذیل سے مترشح ہوتا ہے: ”وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیدلنہم من بعد خوفہم امناً یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذلک فاؤلئک ہم الکفرون“ ﴿خدا تعالیٰ نے تم میں سے اہل ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو بالضرور زمین کے اندر اقتدار و حکمرانی دے گا۔ جیسا کہ اس نے سابقہ امم کو دی تھی اور ان کے خوف و خطر کو امن و سلامتی میں تبدیل کرے گا اور جس شخص نے اس خدائی وعدہ کے بعد کفر کو اختیار کیا وہ فاسق و فاجر ہوگا۔﴾

یہ آیت صاف طور پر وضاحت کرتی ہے کہ کامل مؤمنین سے خدائی وعدہ صرف خلافت و حکمرانی دینے کا ہے۔ نبوت و رسالت دینے کا نہیں ہے۔ کیونکہ قرآنی اصطلاح میں خلافت فی الارض سے

مراد حکومت و فرمانروائی ہے۔ بے اقتدار نبوت اور غلام کفار رسالت مراد نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق“ ﴿اے داؤد ہم نے تجھے زمین کے اندر حکمران بنا دیا۔ پس تو لوگوں کے درمیان حاکم بن کر اپنا صحیح حکم چلا۔﴾

بنا برآں مذکورہ بالا دونوں آیات کے ملانے سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ خدا تعالیٰ نے صالح مؤمنین سے اسی طرح کی حکمرانی و فرمانروائی دینے کا وعدہ کیا جس طرح امم سابقہ کے اندر

۱۴۴۲

حضرت داؤد وغیرہ علیہم السلام وجہ ہے کہ موجودہ خلافت والی و زکوٰۃ کا حکم ہے۔ قال تعالیٰ: ”ترحمون“ ﴿اور تم اے تا کہ تم رحمت خداوندی سے نوار

اگر بفرض محال ام کے اندر بجائے خلافت کے نبو

منکم و عملوا الصلحت ﴿خدا تعالیٰ نے تم میں سے نیک جیسا کہ پہلے لوگوں کو اس نے

چونکہ خدا تعالیٰ کو دیا گیا ہے۔ اس لئے آیت ق ہے۔ بنا برآں یہی آیت ختم علیہ حدیث میں مذکور ہے کہ تھیں اور امت محمدیہ کے ان بروایت ابی ہریرۃ الفاظ حد

کلما هلك نبی خلفه فما تأمرنا قال فواب

پاس تھی جب ایک نبی وفات نہیں ہے اور عنقریب خلفاء کو آپ کا کیا فرمان ہے۔ آؤں رہنے والے کی بیعت ا

حدیث ہذا کے

• آؤں یہ کہ امت محمدیہ م

• ءوم به كه بروئے ء

سرانءام ءفا ءا كه آنے وال

حضرت داؤد وغیرہ علیہم السلام کو خلافت فی الارض بمعنی حکومت و ملوکیت حاصل ہوئی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ موعودہ خلافت والی آیت کے بعد موعود خلفائے امت کو صرف اطاعت رسول اور نماز و زکوٰۃ کا حکم ہے۔ قال تعالیٰ: "واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون" اور تم اے خلفائے امت نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول خدا کی اطاعت کرو تاکہ تم رحمت خداوندی سے نوازے جاؤ۔ ﴿

اگر بفرض محال امت محمدیہ سے خدا تعالیٰ کا وعدہ نبوت دینے کا ہوتا تو آیت زیر بحث کے اندر بجائے خلافت کے نبوت کا وعدہ ہوتا اور آیت بطور ذیل ہوتی: "وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستنبئنہم فی الارض کما استنبأ الذین من قبلہم" ﴿ خدا تعالیٰ نے تم میں سے نیکو کار مؤمنین کے ساتھ نبوت فی الارض دینے کا اسی طرح وعدہ کیا ہے جیسا کہ پہلے لوگوں کو اس نے نبوت دی تھی۔ ﴿

چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبوت فی الارض کو چھوڑ کر خلافت فی الارض کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس لئے آیت خلافت کے اندر خلافت فی الارض سے مراد صرف حکومت و ملوکیت ہے۔ بنا برآں یہی آیت ختم نبوت کے بارے میں حرف آخر کا مقام رکھتی ہے۔ چنانچہ ایک متفق علیہ حدیث میں مذکور ہے کہ امم سابقہ کے اندر نبوت و حکومت دونوں چیزیں انبیاء کرام کے پاس تھیں اور امت محمدیہ کے اندر نبوت ختم ہو کر صرف حکومت و خلافت جاری رہے گی۔ جیسا کہ بروایت ابی ہریرۃؓ الفاظ حدیث بطور ذیل ہیں: "کانت بنوا اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا بیعة الاول فالاول" ﴿ بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت انبیاء کے پاس تھی جب ایک نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بن جاتا اور یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے

عرض کی کہ اب ہم کو آپ کا کیا فرمان ہے۔ فرمایا کہ پہلے خلیفہ کی بیعت کر کے اس کے وفادار بنو اور اس کے بعد اوّل رہنے والے کی بیعت کرو۔ ﴿

حدیث ہذا کے اندر تین اہم باتوں کا تذکرہ ہے:

• اوّل..... یہ کہ امت محمدیہ کے اندر نبوت ختم ہو گئی اور صرف خلافت بمعنی حکومت و سیاست جاری رہی۔

• دوم..... یہ کہ بروئے حدیث ہذا خلیفہ اوّل کون ہے اور اس نے پہلے پہل کون سا اہم کام سرانجام دیا تاکہ آنے والے سب خلفاء اسی کی تقلید میں اسی کے کئے ہوئے کام کی پابندی کریں۔

سوم یہ کہ ختم نبوت کے بعد انبیاء کا آنا بند ہے اور صرف خلفاء بمعنی حکام وامراء رہیں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نہ خلیفہ ہے اور نہ مسیح موعود ہے۔ جب کہ اعداد ابجد ٹوٹل ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) ”وہو ضد خلیفۃ ابداً / ۱۵۴۸“ وہ ہمیشہ سے خلیفہ کی ضد ہے۔ یا (مرزا غلام احمد / ۱۳۸۲) ”ہو متضاد مسیح ابداً / ۱۳۸۲“ وہ ہمیشہ سے متضاد مسیح ہے۔ (مرزا غلام احمد مسیلمۃ الہند بطالاً ظاہر و باطن / ۱۳۸۲)

خلافت صدیقؑ اور کار صدیق

بروئے حدیث ہذا خلیفہ اول حضرت ابوبکر الصدیقؑ ہے کیونکہ فقرہ ”فوا بیعة الاول“ کے اندر لفظ ”فوا“ بصیغہ جمع وارد ہے اور اس کا واحد فقرہ ”ف بیعة الاول“ بنتا ہے جو ہر امتی کو خلیفہ اول کی وفاداری کا حکم دیتا ہے۔ اب اگر فقرہ ”ف بیعة الاول / ۲۳۵“ اور حضرت ابوبکرؑ کے لقب الصدیق / ۲۳۵ کے اعداد پر غور کیا جاوے تو دونوں کے اعداد پورے ۲۳۵ بنتے ہیں اور پھر یہی اعدادی استدلال ہمیں یہی نتیجہ دیتا ہے کہ بروئے فرمان نبی خلیفہ اول صرف اور صرف ابوبکر صدیقؑ ہے اور جس کی وفاداری کا ہر ایک امتی پابند ہے اور اسے کہا گیا ہے کہ اے مسلمان! تو خلیفہ اول سیدنا صدیقؑ کا وفادار رہ۔

ان حالات میں شیعہ حضرات کا سیدنا علیؑ کو خلیفہ اول بنانا فرمان نبوی کی مخالفت میں جاتا ہے اور ان کو گمراہ اور منحرف عن الحدیث قرار دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؑ نے بطور خلیفہ اول کے جو پہلا اہم کام کیا وہ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے خلاف جہاد اسلام تھا اور اس کی نبوت کاذبہ کا ابطال وافناء تھا۔

بنا برآں ہر آنے والا خلیفہ مدعی نبوت بننے کی بجائے مدعیان نبوت سے جہاد و قتال کرنے کا پابند رہے گا اور پھر ہر خلیفہ اسلام کے عہد خلافت کے اندر ہر مدعی نبوت واجب القتل قرار پائے گا۔

حدیث ہذا کے لفظ ”فالاوّل“ کا اصل تھوڑے سے تغیر کے ساتھ بصورت واحد ”فف بیعة الاوّل“ ہے جس کے اعداد حروف پورے ۳۱۰ ہیں۔ جیسا کہ خلیفہ ثانی کے نام نامی لفظ عمر کے اعداد پورے ۳۱۰ بنتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حدیث بالا میں دوسرے لفظ ”الاوّل“ سے مراد حضرت عمر فاروقؓ بنتا ہے جو خلیفہ اوّل کے بعد دوسرے نمبر پر آکر خلیفہ ثانی بن جاتا ہے اور شیعہ صاحبان کی مزعومہ خلافت کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

پھر زیر نزاع شعر کے اندر مرزا قادیانی کا دوسرا دعویٰ مسیح موعود بننے کا ہے۔ لیکن یہ دعویٰ بھی غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ جب وہ بروئے قرآن وحدیث خلیفہ فی الارض ثابت نہیں ہو سکتا تو اس کا مسیح موعود ہونا بھی باطل ہے۔ کیونکہ مسیح موعود حاکم عادل اور امام مہدی اس کا وزیر مقتدر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ”مرزا قادیانی / ۴۳۴“ اور لفظ ”المسیح المردود / ۴۳۴“ یا لفظ ”المسیح المرید / ۴۳۴“ کے اعداد حروف برابر ہیں جو چار صد چونتیس بنتے ہیں اور اس کو بجائے مسیح موعود کے مسیح مردود ثابت کرتے ہیں۔ پھر مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا شعر کے بعد آنے والے ایک شعر کے اندر ایک صحیح حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ : ”حدیث صحیح عندکم تقرأونه فلا تکتبوا ما تعلمون واطهروا تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو۔ پس جو کچھ جانتے ہو مت چھپاؤ اور اس کو ظاہر کرو۔“

(اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۲)

لیکن حاشیہ کتاب پر محولہ حدیث کو تحریر نہیں کیا گیا۔ تا کہ ہمیں بھی اس کا علم ہو جاتا اور ہم اس پر غور و فکر کرتے۔ بہر حال میرے اندازہ کے مطابق وہی محولہ حدیث بطور ذیل ہے۔ ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم“ ﴿تم کیسے خوش قسمت ہو گے جب ابن مریم تمہارے اندر ایسی حالت میں نازل ہوگا کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾ مرزا قادیانی نے اس حدیث سے ابن مریم اور امام مہدی کے ایک ہونے پر استدلال کر کے اپنے آپ کو ان دونوں کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ میں نے جواباً اسی حدیث کی ایک قابل اعتماد توجیہ سابقہ صفحات میں ذکر کر دی ہے اور اس کی چند جوابی توجیہات حسب ذیل ہیں۔

• الف ابن مریم کو امت محمدیہ کا متعلق آدمی نہیں بتایا گیا اور امام کو امت محمدیہ کا متعلق آدمی

ظاہر کر کے اسے ”امامکم منکم“ ”تمہارا امام تم میں سے ہوگا کہا گیا ہے۔ لہذا متعلق امت آدمی غیر متعلق آدمی سے الگ رہا۔

• ب امام کو اس کے منصب امامت سے یاد کیا گیا ہے اور ابن مریم کو بے منصب آدمی قرار

دے کر اس کا صرف کنیاتی نام لایا گیا ہے۔ لہذا بے منصب آدمی با منصب آدمی سے الگ رہا۔

• ج ذوالحال اپنے حال کا غیر ہوتا ہے جیسے : ”جاء نی زید والشمس طالعة“ ﴿زید

میرے پاس اس وقت آیا جب کہ سورج طلوع کر چکا تھا۔﴾

اور حدیث بالا میں بھی یہی صورت کارفرما ہے کہ دوسرا فقرہ ”وامامکم منکم“ پہلے فقرہ ”اذا نزل

ابن مریم فیکم“ سے حال واقع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم کیسے خوش قسمت

ہو۔ جب ابن مریم تمہارے اندر ایسے حالات میں نازل ہوگا کہ تمہارا امام تم میں برپا ہو چکا ہوگا۔ بنا برآں ان حالات کے پیش نظر ابن مریم اور امام کے دو ہونے پر مذکورہ چار قرائن موجود ہیں اور بقول مرزا دونوں کے ایک ہونے پر حدیث ہذا کے اندر ایک جلی یا خفی اشارہ بھی موجود نہیں ہے اور میں نے مذکورہ بالا مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل و ترمیم کر دیا۔

”ولکنہ من امر ربی جلیفۃ مطاتحت الفرنج وبعد محقر“ لیکن وہ میرے رب کے حکم سے ایک فرومایہ آدمی ہے جو فرنگیوں کے نیچے سواری بن کر چلتا رہا اور ایک حقیر غلام ہے۔

”ذکرت حدیثاً فی کتابی وانہ حدیث صحیح ثم خبر مشہور“ میں نے اپنی کتاب کے اندر ایک حدیث ذکر کی ہے اور بلاشبہ وہ ایک صحیح اور مشہور حدیث ہے۔

”فکذبہ هذا الحدیث لا نہ کذوب بدعواہ ودیناً مخسر“ پس اس حدیث نے اس کو کاذب بنادیا۔ کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا اور دینی طور پر زیاں کار ہے۔

اور پھر یہی شخص اعداداً بطور ذیل جلیف ولیم ثابت ہوتا ہے۔ (غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰) ”ہو جلیف ابد مطاتحت کافر / ۱۳۰۰“ یعنی غلام احمد قادیانی ایک کمینہ آدمی ہے جو کافر برطانیہ کے نیچے سواری بنا رہا۔

دوسری تعلی : یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ قرآن مجید کے اندر اس کے محامد و فضائل اور اس کے ظہور کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے : ”وقد جاء فی القرآن ذکر فضائلی و ذکر ظہوری عند فتن تفور“ قرآن میں میرے فضائل کا ذکر آگیا اور خطرناک فتنوں کے وقت میرے ظہور کا تذکرہ موجود ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۸ ، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)

الجواب: یہ ہے کہ قرآن مجید کے اندر مرزائی محامد و فضائل کو بہت تلاش کیا ہے۔ لیکن مجھے اس کی ایک فضیلت بھی نہیں ملی بلکہ بجائے اس کے بے شمار ذمائم و ردائیل میرے سامنے آئے ہیں۔

چنانچہ اب میں اسی سلسلہ میں قرآن و احادیث میں سے اس کے کاذب و مطلبی ہونے کے چند نشانات و علامات پیش کرتا ہوں اور اس کے چند ذمائم درج ذیل ہیں۔

• الف..... قرآن مجید سجدۂ آدم سے انکار ابلیس کے واقعہ کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”قال

فأهبط منها فما يكون لك ان تتكبر فيها فاخرج انك من الصاغرين“ ﴿خدا تعالیٰ نے شیطان کو فرمایا کہ بہشت سے نکل جا۔ کیونکہ تجھے زیبا نہ تھا کہ تو اس کے اندر غرور کرتا۔ پس تو نکل جا کیونکہ تو رذیلوں میں سے ایک ہے۔﴾

جاننا چاہئے کہ لفظ ”صاغرین“ / ۱۲۹۰ کا واحد ”صاغر“ ہے جس کا معنی رذیل اور فرومایہ اور کمینہ ہے اور جس کے اعداد حروف پورے ۱۲۹۰ بنتے ہیں اور ابلیس کے انکار سجدہ کے سال وقوع کی طرف بصورت اعداد اشارہ کرتے ہیں اور اس اشارہ کا مفہوم یہ ہے کہ ابلیس لعین نے تخلیق جنات کے بعد ٹھیک ۱۲۹۰ جنی میں سجدہ آدم سے انکار کیا تھا اور جیسا کہ مرزا قادیانی کی طرف سے اجرائے نبوت اور وفات مسیح کا فتنہ ٹھیک ۱۲۹۰ھ کو اٹھایا گیا اور امت محمدیہ کے اندر ظلی و بروزی نبوت کی داغ بیل ڈالی گئی۔ کیونکہ اس شخص نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۱۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۸) پر لکھا ہے کہ وہ اسی سال (۱۲۹۰) کے اندر مکالمہ الہیہ سے شرف پا چکا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے مرزا قادیانی کو لفظ ”صاغرین“ میں شامل مان کر اس لئے ”صاغر“ قرار دیا ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو زیر جواب قصیدہ کے اندر لفظ ”اصغر“ بمعنی رذیل تر سے یاد کرتے ہوئے لکھتا ہے: ”و کم من عدو کان من اکبر العدی فلما اتانی صاغراً کنت اصغر“ بہت لوگ میرے سخت دشمن ہیں جب دشمن صاغر بن کر آتا ہے تو میں اصغر بن جاتا ہوں۔

اور بظاہر شعر ہذا کا مطلب یہ ہے کہ جب میرا دشمن رذیل بن کر میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو میں رذیل تر بن کر اس کا مقابلہ کرتا ہوں اور اس کو دشمنی کرنے کا مزہ چکھاتا ہوں۔

نیز عربی زبان کے اندر ”صغر“ مصدر کی دو صفات مستعمل ہیں: ایک ”صاغر“ اور دوسری ”صغیر“ ہے۔ چنانچہ جب قرآن مجید نے شیطان کو ”صاغر“ کہہ دیا تو دلالت التزامی کے طور پر مرزا قادیانی کو ”صغیر“ قرار دے دیا۔ کیونکہ دونوں لفظ ایک ہی مصدر ”صغر“ سے بنی ہوئی صفات ہیں اور پھر ”غلام احمد قادیانی“ اور ”صغیر“ کے اعداد حروف پورے ۱۳۰۰ ہیں جن سے یہ شخص اعدادی طور پر صغیر بمعنی رذیل ثابت ہوتا ہے۔

• ب..... قرآن مجید اعدادی رنگ میں مرزا قادیانی کی کجروی اور دینی بے راہ روی کو بیان

کرتے ہوئے فرماتا ہے: ”اما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشاہ منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویلہ“ ﴿جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ و تاویل کی خواہش میں متشابہ بات کا اتباع کرتے ہیں۔﴾

اس آیت میں کج رو اشخاص کی ایک خاص علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ فتنہ بازی اور تاویل سازی کے خیال سے ایک متشابہ اور غیر واضح بات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور لوگوں کے اندر گمراہی کو فروغ دیتے ہیں اور یہی علامت مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مزعومہ واقعہ قتل و صلب کو اپنے مذہب کی بنیاد بنالیا۔ حالانکہ یہی واقعہ از قسم متشابہات

ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے: ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ ﴿یہود نے نہ حضرت مسیح کو قتل کیا ہے اور نہ صلیب پر لٹکایا ہے۔ بلکہ یہی واقعہ ان پر مشتبہ رہا۔﴾ مرزا قادیانی نے اسی مشتبہ واقعہ کو اپنی بہت سی کتابوں میں درج کر کے اپنا زورِ قلم نمایاں کیا ہے اور اپنے آپ کو اسی آیت زیغ کا بروز اور مصداق و مورد بنالیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی تحریک کا سال آغاز بارہ صد نوے اعدادی طور پر فقرہ ”فی قلوبہم زیغ / ۱۲۹۰“ سے برآمد ہو کر مرزا قادیانی کو کجرو اور زائغ القلب بنالیتا ہے اور پھر وہ اعداداً ”غدار انبیاء / ۱۲۹۰“ بمعنی غدار الانبیاء بھی ہے اور پھر قرآن مجید کی تائید و توثیق میں دانیال نبی نے بھی مرزائی تحریک کا سال آغاز بیان کر دیا ہے اور اسے ایک مکروہ اور اجاڑنے والی تحریک قرار دیا ہے۔ چنانچہ کتاب دانیال باب: ۱۲، آیت: ۱۲ میں مذکور ہے کہ: ”جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی۔ ۱۲۹۰ دن ہوں گے۔“

چونکہ بعض دفعہ الہامی کتابوں میں ایام سے سال مراد ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں پر ۱۲۹۰ دن سے ۱۲۹۰ سال مراد ہیں جو مرزائی تحریک کا سال آغاز ہے اور پھر یہاں پر دائمی قربانی کے موقوف ہونے سے تنسیخ جہاد مراد ہے اور اجاڑنے والی مکروہ چیز سے مراد اجرائے نبوت ہے جو مرزائی تحریک کے مطلوب کفر مسائل ہیں۔

ج۰ ”قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المہاد“

﴿اے پیغمبر! کفار کو کہہ دیجئے کہ تم مغلوب رہو گے اور دوزخ کی طرف لائے جاؤ گے۔ جو برا ٹھکانا ہے۔﴾ اس آیت میں کفار کی مغلوبیت و محکومیت اور ان کے حشر بد کا بیان ہے اور پھر اعدادی طور پر اس میں مرزا قادیانی کی محکومیت و مغلوبیت کا بھی اشارہ ملتا ہے۔ کیونکہ جملہ ”ستغلبون“ اور ”مرزا غلام احمد قادیانی“ کے اعداد برابر ہیں جو ۱۵۴۸ ہیں جس سے قرآن مجید کی چودہ صد سال قبل کی اعدادی پیش گوئی صحیح طور پر پوری ہو گئی اور مرزا قادیانی عمر بھر انگریز

کافر کا محکوم و غلام اور ان کا بندہ ہے دام بنا رہا اور وہ ہمیشہ مغلوب الکافرین رہا۔ جیسا کہ اعداداً ثابت ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) ”مغلوب الکفرین الی الابد / ۱۵۴۸“

۰..... ”کان من الغوین / ۱۲۵۸“ ﴿وہ گمراہوں سے ایک ہے۔﴾

اس آیت میں اعدادی طور پر مرزا قادیانی کو غاوی اور گمراہ کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت کے اعداد حروف ۱۲۵۸ بنتے ہیں اور مرزا قادیانی کے نام ”میرزا غلام احمد“ کے ابتدائی حصہ ”میرزاغ / ۱۲۵۸“ کے اعداد بھی یہی ہیں جس سے وہ اعداداً ایک گمراہ اور غاوی شخص قرار پاتا

ہے اور پھر اس کا ہجری سال پیدائش بھی ۱۲۵۸ ہے۔ دراصل یہی فقرہ بلعم باعوراء کے متعلق ہے۔ جو امت موسیٰ علیہ السلام کا ایک ممتاز و مشہور آدمی تھا اور انکار جہاد کر کے فرعونى فوج میں بھرتی ہو گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنا اسکا معمول ہو گیا تھا۔ چونکہ مرزا قادیانی بھی منکر جہاد ہو کر اور اسلام کے مجاہدین آزادی کو چھوڑ کر انگریزوں کا حامی بن گیا۔ اس لئے قرآن حکیم نے بظاہر بلعم باعوراء کو غاوی و گمراہ کہا ہے اور اعدادی طور پر مرزا قادیانی کو غوايت و گمراہی میں بلعم باعوراء کا رفیق و سہم گردانا گیا ہے۔

..... ”فلما زاغوا ازغ الله قلوبہم“ ﴿جب انہوں نے کجی کو اختیار کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کو کج بنا دیا۔﴾

اس آیت میں بظاہر قوم موسیٰ کی کج روی کا بیان ہے کہ وہ جنگ پر جاتے ہوئے انکار جہاد کر کے راستہ میں بیٹھ گئے اور صاف کہہ دیا کہ: ”فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون“ ﴿اے موسیٰ تو اور تیرا رب جا کر لڑو اور ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں۔﴾

اور اعداداً مرزا قادیانی کو بھی اس آیت کا مورد و مصداق بنایا گیا ہے۔ کیونکہ فقرہ ”ازغ الله قلوبہم“ اور مرزا قادیانی کے نام ”میرزا غلام احمد“ کے ابتدائی حصہ ”میرزا غ“ کے اعداد برابر ہیں جو ۱۲۵۸ ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی بھی بلعم باعوراء کی مانند منکر جہاد اور کفار برطانیہ کا حامی و ناصر بن کر سامنے آتا ہے۔ گویا کہ جس طرح بلعم باعوراء نے انکار جہاد کر کے اپنی ایک جماعت بنائی تھی اور اپنی جماعت کو فرعونى فوج کا ایک حصہ قرار دے دیا تھا۔ اسی طرح پر مرزا قادیانی نے بھی انکار جہاد کی بنیاد پر جماعت مرزائے بنائی اور پھر اپنی جماعت کو فوج برطانیہ کا نام دیا۔ جیسا کہ لکھا ہے: ”ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔“

(ضمیمہ جہاد ص ۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۷)

اور پھر ”بلعم باعوراء / ۴۲۴“ اور ”مرزا قادیانی / ۴۲۴“ اعداد میں برابر ہیں اور نظریات میں ہمنوا اور متحد العقیدہ ہیں۔

س..... ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آنے والے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے ”فتنة الاحلاس“ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر ایک سائل نے دریافت کیا کہ یہ فتنہ کس نوعیت کا ہوگا۔ آپ نے جواباً فرمایا: ”وہی ہرب و حرب“ یہ جملہ اگرچہ بظاہر کسی خاص علامت کا اظہار نہیں کرتا۔ کیونکہ متبادر اس کا یہ مفہوم ہے کہ وہی لوگ بھاگنے والے اور جنگ و قتال

کرنے والے ہوں گے اور مطلب یہ ہے کہ وہی لوگ مفاد پرست ہوں گے۔ چنانچہ جب شامل جہاد ہونے سے ان کا مفاد ضائع ہوتا ہوگا تو وہ انکار جہاد پر عمل کریں گے اور اگر شامل جہاد ہونے سے ان کو دنیاوی مفاد ملنے کی توقع ہوگی تو وہ فی الفور اعلان جہاد کر کے شامل جہاد ہو جائیں گے۔ گویا وہ دو رنگی چال کو اپنا کر منافقین اسلام کا جامہ اوڑھ لیں گے اور یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا کہ وہ قلمی جہاد کا قائل و عامل تھا اور سیفی جہاد کا منکر تھا اور یہی حال موجودہ مرزائیوں کا رہا کہ پاک و ہند کی جنگ میں ہندوستانی مرزائیوں نے اعلان جہاد کر کے پاکستان کے خلاف جنگ کی اور بھارتی افواج کے شانہ بشانہ لڑتے رہے اور پاکستانی مرزائیوں نے انکار جہاد کر کے غیر جانبدار پالیسی کو اپنا لیا اور پاکستانی افواج کے ساتھ مل کر بھارت کے خلاف جنگ نہ کی اور اپنے گھروں میں بیٹھ کر شکست پاکستان کی دعائیں مانگتے رہے۔

علاوہ ازیں فقرہ حدیث کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہاں پر حرف واؤ کو حرف ”من“ کی بجائے استعمال کیا گیا ہے اور اصل عبارت یوں ہے: ”وہی ہوب من حرب“ وہ جنگ و جہاد سے بھاگنے والے ہوں گے۔ یعنی وہی لوگ جہاد اسلام کو حرام و قبیح کہنے والے ہوں گے اور اپنے مکانوں کے اندر پڑے ہوئے ٹاٹوں کی طرح اپنے گھروں سے باہر نہیں نکلیں گے اور ایک ٹاٹ کی مانند غلامی و محکومی کی ذلیل زندگی کو رائج و لائق قرار دیں گے اور ٹاٹ کی طرح احساس کمتری سے بالکل کورے رہیں گے۔

اب اگر زیر بحث فقرہ ”ہی ہوب من حرب“ کے اعداد حروف پر غور کیا جاوے تو اس کے اعداد پورے ۴۲۳ برآمد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ”مرزا قدنی“ اور اس کے پیغامجی مسٹر ”ٹپچی“ کے اعداد ۴۲۳ بنتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مرزا قدنی نے اپنے پیغامجی مسٹر ”ٹپچی“ کے فرمان پر انکار جہاد کا شریر و خبیث فتویٰ جاری کیا اور بقول نبی ”فتنة الاحلاس“ بمعنی ٹاٹوں کا فتنہ قرار پایا۔

ص:..... ایک حدیث میں یہ الفاظ وارد ہیں - ”هلكة امتی علی یدی غلمة من قریش“ ﴿میری امت کی ہلاکت بجائے قریش کے ایک غلمہ کے ہاتھوں پر ہوگی﴾ - ﴿

حدیث لہذا کے اندر حرف من بدل اور عوض کے مفہوم میں آیا ہے۔ جیسے: ”ارضیتم بالحیوة الدنیا من الآخرة“ ﴿کیا تم آخرت کے عوض میں حیات دنیا پر راضی ہو چکے ہو﴾ اور پھر لفظ ”غلمہ“ غلام احمد کا عرف عام اور مختصر نام ہے۔ جیسا کہ عرف عام میں گل احمد کو گلہ اور کریم بخش کو کریمہ کہا جاتا ہے۔ بنا برآں مفہوم حدیث یہ ہے کہ قریش کی بجائے غلام احمد ہی اپنے ہاتھوں سے میری امت کو ہلاکت و تباہی میں گرائے گا۔ چونکہ تالیف و تصنیف کا

۱۵۲

کام دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ دو کاغذ کو تھاما جاتا ہے۔ اس لئے مطلب یہ قبیح اور ختم نبوت کو ناقص و ناتمام کہہ کر میر مسیح بنا کر قدرت خداوندی اور ترقیات ان لمتہ کی ہلاکت قریشی بننے والے ایک غلام میں سے بتلانا تھا۔

ط:..... ایک حدیث میں وارد ہے: ”ال عبارت بطور ذیل ہے: ”الآیات بعد ا ظاہر ہوں گے۔ ﴿

یہاں پر آیات کا معنی علامات و ہوں۔ چنانچہ بارہ صد ہجری کے بعد علی محمد تنسیخ اسلام کا خبیث و شریر نظریہ پیش کیا اور محمد و احمد وغیرہ کے متعدد دعاوی کا ارتکاب نے کتاب لہذا کے اندر متعدد مقامات قادیانی / ۱۳۰۰ھ ہی غدار الدین اور غدار اور پھر یہ شخص اپنی یافتہ عمر ۷۶ سال کے اخت نے پوری جدوجہد اور تاریخی کیلنڈر کی مدد کیونکہ دجال / ۳۸+ دجال / ۳۸ کی میز ۷۶ سال ہے۔ حالات بالا کے مطابق ایک

درین غاشی ہجری دو قرآن خواہد ہو

یہاں پر لفظ 'غاشی' کے گرہن و چاند گرہن ایک مہینہ میں واقع ہو دونوں نشانات مہدی کو چھوڑ کر
دجال کا نش یہی بات لفظ 'غاشی' سے برآمد ہوتی معنی کھوٹا اور غدار شخص ہے اور جس کی دور
غاشی بن گیا۔ جیسے لفظ حاج کو حاجی بنالیا

کام دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وقت تحریر دائیں ہاتھ میں قلم ہوتا ہے اور بائیں ہاتھ سے کاغذ کو تھاما جاتا ہے۔ اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے زور تحریر و تالیف سے جہاد اسلام کو حرام قبیح اور ختم نبوت کو ناقص و ناتمام کہہ کر میری امت کو گمراہ اور ملحد بنائے گا اور حیات مسیح کو وفات مسیح بنا کر قدرت خداوندی اور ترقیات انسانیت کا انکار کرے گا اور یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریشی بننے والے ایک غلام کے دو ہاتھوں پر ہوگی۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود کو قریش میں سے بتلاتا تھا۔

• ط ایک حدیث میں وارد ہے: ”الآیات بعد المائین“ اور محدثین کے نزدیک اصل

عبارت بطور ذیل ہے: ”الآیات بعد المائین والالف“ بارہ صد ہجری کے بعد نشانات ظاہر ہوں گے۔

یہاں پر آیات کا معنی علامات و نشانات ہے۔ خواہ وہ علامات حقہ ہوں یا علامات باطلہ ہوں۔ چنانچہ بارہ صد ہجری کے بعد علی محمد باب اور حسین علی بہاء اللہ نے مہدی و مسیح کا دعویٰ کر کے تنسیخ اسلام کا خبیث و شریر نظریہ پیش کیا اور غلام احمد قادیانی نے مہدی و مسیح اور نبی و رسول اور بروز محمد و احمد وغیرہ کے متعدد دعاوی کا ارتکاب کیا اور جہاد اسلام کی تحریم و تقبیح کا فتویٰ صادر کیا اور میں نے کتاب ہذا کے اندر متعدد مقامات پر ثابت کیا ہے کہ بروئے اعداد حروف ”غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰“ ہی غدار الدین اور غدار باطنی اور غدار ملکہ اور غیر المہدی اور مہدی الغیر بنتا ہے اور پھر یہ شخص اپنی یافتہ عمر ۷۶ سال کے اعتبار سے جس کو اس کے فرزند ارجمند مرزا بشیر احمد صاحب نے پوری جدوجہد اور تاریخی کیلنڈر کی مدد سے صحیح اور درست بتایا ہے۔ ڈبل دجال بن جاتا ہے۔ کیونکہ دجال / ۳۸ + دجال / ۳۸ کی میزان ۷۶ بنتی ہے جو مرزا قادیانی کی یافتہ اور مصدقہ عمر ۷۶ سال ہے۔ حالات بالا کے مطابق ایک شاعر نے بالکل درست کہا ہے کہ:

در سن غاشی ہجری دو قرآن خواہد بود از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

یہاں پر لفظ ”غاشی“ کے ۱۳۱۱ اعداد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ۱۳۱۱ کے سال کو سورج گرہن و چاند گرہن ایک مہینہ میں واقع ہو کر مہدی اور دجال کا نشان قرار پائیں گے۔ یعنی یہی دونوں نشانات مہدی کو چھوڑ کر دجال کا نشان بنیں گے اور مہدی کا نشان نہیں بن سکیں گے۔ کیونکہ یہی بات لفظ ”غاشی“ سے برآمد ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی لفظ دراصل بصورت غاشش تھا۔ جس کا معنی کھوٹا اور غدار شخص ہے اور جس کی دوسری ش حرف ”ی“ میں تبدیل ہوگئی اور یہ لفظ غاشش سے غاشی بن گیا۔ جیسے لفظ حاجش کو حاجی بنالیا گیا ہے۔

بنابر آں شعر زیر بحث کا مفہوم یہ ہے کہ ہجرت کے ایک غاشی اور کھوٹے سال کے اندر دو اجتماع و قران ہوں گے۔ ایک اجتماع و قران سورج گرہن اور چاند گرہن کا ہوگا جو ماہ رمضان میں واقع ہوگا اور دوسرا اجتماع و قران مہدی اور دجال کا ہوگا جو غلام احمد قادیانی کے وجود میں سکونت پذیر ہوگا اور مطلب یہ ہے کہ پہلے اجتماع کا نشان غلام احمد قادیانی کے لئے ہوگا جس میں مہدی و دجال کا اجتماع ہوگا اور خود کو مہدی کہتا ہوگا۔ لیکن در حقیقت وہ دجال ہوگا۔ جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ثابت ہے: (غلام احمد / ۱۱۳۲) دجال عظیم و دانا / ۱۱۳۲، وہ دینی طور پر بڑا دجال ہے اور ”البطل العظیم“ اور غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰ ”غیر المہدی / ۱۳۰۰“ وہ غیر المہدی ہے اور مہدی نہیں ہے بلکہ بطل عظیم ہے۔ میں نے شعر بالا کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے:

قرن غاشی ہجری مہر و ماہ در مہ رمضان شد ہر دو سیاہ

ہجرت کے غاشی سال میں چاند اور سورج دونوں سیاہ اور بے نور ہو گئے۔

ایں نشان ہا بہر آں بطل بود گفت خود را مہدی و دجال بود

یہ دونوں نشانات اس بطل آدمی کے لئے ہوئے جس نے خود کو مہدی کہا۔ حالانکہ وہ دجال تھا۔

مہدی و دجال این جا یک کس است فہم کن از من کہ این بہر تو بس است

اس جگہ پر مہدی اور دجال ایک شخص کو کہا گیا ہے۔ یہی بات مجھ سے سمجھ لے کہ تیرے لئے کافی ہے۔ چنانچہ اعدادی طور پر یہی شخص غاشی اور خبیث الہند بنتا ہے۔ (غاشی / ۱۳۱۱) خبیث الہند حقاً / ۱۳۱۱ = (ہو غلام احمد قادیانی / ۱۳۱۱) یعنی غلام احمد قادیانی ایک کھوٹا اور صحیح خبیث الہند ہے۔ ی..... ”فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً“ ان کے دلوں میں بیماری ہے اور خدا نے ان کی بیماری کو بڑھا دیا۔ جاننا چاہئے کہ آیت ہذا ایسے لوگوں کے متعلق ہے جن کے دلوں میں

کفر و نفاق کی بیماری ہے اور وہی بیماری ہر آن اپنے اندر قوت و شدت پیدا کر رہی ہے اور مرزا قادیانی بھی ضمناً اس بیماری کا مریض ہے۔ کیونکہ آیت ہذا بصورت واحد یوں ہے۔ ۱۵۴

”فی قلبہ مرض فزادہ اللہ اس کی بیماری کو زیادہ کر دیا ہے اور مرزا قادیانی کہ مساوات ہائے ذیل سے عیان ہے۔

(غلام قادیانی بابہ)

بجد / ۱۲۶۷ ”اپنے باپ کے ساتھ اپنے (غلام احمد / ۱۲۶۷) ”زادہ ا دیا ہے اور وہ لاعلاج ہے۔
ف..... ”واقصد فی مشیک و لصوت الحمیر“ ﴿تو اپنی رفتار میں آواز گدھا کی آواز ہے۔﴾ یہی آیت بظاہر حضرت لقمان رفتاری سے چلتا تھا اور مکروہ اونچی آواز رکھتا باپ نے بروئے آیت ہذا اس کو نصیحت کی لوگوں کی نفرت و کراہت کا نشانہ نہ بنا رہے بھی مراد قرآن ہے۔ کیونکہ یہ شخص بھی فرزند آواز سے بولتا تھا۔ گویا کہ اس کی رفتار رفتار اعداداً بطور ذیل ثابت ہے:

(الحمیر / ۲۸۹) = (الم)

برابر ہیں۔

(صوت الحمیر / ۷۸۵) =

آواز کے برابر ہے۔

(مشی الحمیر / ۶۳۹) =

سے ملتی جلتی ہے۔ ق..... ”وما لهم عن التذکر قسورة“ ﴿وہ یادگاری بات سے کیوں بھاگ گئے۔﴾

”فی قلبہ مرض فزادہ اللہ مرضاً“ اس کے دل میں بیماری ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کی بیماری کو زیادہ کر دیا ہے اور مرزا قادیانی اعداد ان دونوں واحد فقرات میں مستور ہے۔ جیسا کہ مساوات ہائے ذیل سے عیاں ہے۔

(غلام قادیانی بابیہ) = (فی قلبہ مرض) ”وہو غلام قادیانی بجد / ۱۴۶۷“ اپنے باپ کے ساتھ اپنے دل میں کفر و نفاق کی بیماری رکھتا ہے۔

(غلام احمد / ۱۴۶۷) ”زادہ اللہ مرضاً / ۱۴۶۷“ خدا نے اس کی بیماری کو زیادہ کر دیا ہے اور وہ لا علاج ہے۔

ق..... ”واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر“ ﴿تو اپنی رفتار میں درمیانہ رہ اور اپنی آواز کو نیچا رکھ۔ کیونکہ سب سے بری آواز گدھا کی آواز ہے۔﴾

یہی آیت بظاہر حضرت لقمان نبی کے بیٹے سے متعلق ہے۔ کیونکہ وہ بے ڈھنگی تیز رفتاری سے چلتا تھا اور مکروہ اونچی آواز رکھتا تھا جس کو باپ اور عوام پسند نہیں کرتے تھے۔ بنا برآں باپ نے بروئے آیت ہذا اس کو نصیحت کی کہ تو اپنی رفتار کو میانہ رکھ اور اپنی آواز کو پست رکھ تاکہ تو لوگوں کی نفرت و کراہت کا نشانہ نہ بنارہے اور آیت ہذا کے دونوں فقرات میں ضمناً مرزا قادیانی بھی مراد قرآن ہے۔ کیونکہ یہ شخص بھی فرزند لقمان کی مانند بے ڈھنگی رفتار سے چلتا تھا اور مکروہ آواز سے بولتا تھا۔ گویا کہ اس کی رفتار رفتار خر تھی اور اس کی گفتار گفتار خر معلوم ہوتی تھی۔ جیسا کہ اعدادا بطور ذیل ثابت ہے:

(الحمیر / ۲۸۹) = (المیرزا / ۲۸۹) یعنی گدھا اور میرزا اپنی گفتار و رفتار میں برابر ہیں۔

(صوت الحمیر / ۷۸۵) = (صوت المیرزا / ۷۸۵) یعنی مرزا کی آواز گدھا کی آواز کے برابر ہے۔

(مشی الحمیر / ۶۳۹) = (مشی المیرزا / ۶۳۹) یعنی مرزا کی رفتار گدھا کی رفتار سے ملتی جلتی ہے۔

ق..... ”وما لهم عن التذكرة معرضين كأنهم حمر مستنفرة فرت من قسورة“ ﴿وہ یادگاری بات سے کیوں روگردان ہیں۔ گویا کہ وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگ گئے۔﴾

جاننا چاہئے کہ میرے نزدیک قرآن مجید کے یہی تین فقرات ایک قبل از وقت پیش گوئی پر مشتمل ہیں اور یہی پیش گوئی وہ علمی مناظرہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے درمیان حیات و وفات مسیح کے مسئلہ پر لاہور کی شاہی مسجد میں قرار پایا تھا۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی انتظار مرزا میں شاہی مسجد کے اندر متعدد ایام مقیم رہے۔ لیکن مرزا قادیانی ایک دن کے لئے لاہور میں نہ آیا اور مجلس مناظرہ میں شریک نہ ہوا۔ چنانچہ آیات بالا میں اسی مناظرہ کو بلفظ ”تذکرہ“ ذکر کیا گیا ہے اور مناظرہ سے بھاگنے والے مرزا کو معرض عن التذکرہ اور بھاگنے والا گدھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب کو شیر کہا گیا ہے اور مفہوم یہ لیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی پیر صاحب کے رعب و خوف سے اس طرح بھاگ نکلا۔ جس طرح ایک گدھا شیر کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ چنانچہ اعداد مرزا قادیانی گدھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب شیر ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

(حمر/۲۴۸) = (مرزا/۲۴۸) یعنی مرزا قادیانی چند گدھوں کے مجموعہ سے بنتا ہے اور گدھا بن کر اہل اسلام کے خلاف ہینکتا ہے اور پیر صاحب شیر بن کر اسی گدھا کو بھگاتا ہے۔

(قصورۃ/۳۷۱) = (مہر علی ابداً/۳۷۱) یعنی مہر علی شاہ صحیح طور پر ہمیشہ کا شیر ہے جس نے قادیانی گدھا کو بھگا دیا۔

کہ ”حتی اذا ادركه الغرق قال اسلمت انه لا اله الا الذي امننت به بنوا اسرائيل“ ﴿حتی کہ جب غرق آبی نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے کہا کہ اس خدا کے بغیر خدا نہیں ہے۔ جس کو ابناء بنی اسرائیل نے مانا ہے۔﴾

جاننا چاہئے کہ آیت ہذا میں فرعون مصر کے غرق آب ہونے اور خدائے اسرائیل کو ماننے کا بیان ہے۔ لیکن اس نے اس وقت بھی موسیٰ علیہ السلام کو رسول خدا نہیں مانا۔ ورنہ بطور ذیل کہتا: ”اسلمت

انہ لا الہ الا الذی امن بہ موسیٰ“ اور پھر ضمناً مرزا بھی آیت ہذا میں مذکور ہے۔ کیونکہ لفظ ”غرق / ۱۳۰۰“ اور ”غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰“ کے اعداد برابر ہیں جو پورے ۱۳۰۰ ہیں۔ یعنی قرآن مجید نے بظاہر لفظ غرق سے فرعون مصر کی تباہی اور ضمناً بصورت اعداد غلام احمد قادیانی کی تباہی بھی بیان کر دی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود کو فرعون قادیان اور آمر قادیان خیال کرتا تھا اور پھر اس کو اپنی تباہی سے ایک سال قبل درج ذیل الہام ہوا تھا۔ ”کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔“ اور مفہوم یہ ہے کہ میں کمترین تباہ ہو گیا۔ کیونکہ اردو زبان میں بیڑا غرق ہونے سے عام تباہی مراد ہوتی ہے۔ خواہ وہ تباہی غرق آب سے ہو، یا خشکی پر کسی حادثہ سے ہو۔ چنانچہ

مرزا قادیانی بروئے الہام خود لاہور کی احمدیہ بلڈنگس میں بمرض بیضہ ہلاک ہو گیا اور اس کو بوقتِ مرگ کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت پڑھنے کی توفیق نہ ملی اور وہ گمراہ اور اوباش شخص دجال بن کر مرا۔ جیسا کہ اعداد اُس کی ہجری تاریخ وفات بطور ذیل ہے: (شخص اوباش / ۱۳۲۶) اور ”ہو غوی ہلک بلاہور / ۱۳۲۶“ اور ”روح خبیث / ۱۳۲۶“ اور ”ذریۃ الشیاطین / ۱۳۲۶“ اور ”غدار الملک / ۱۳۲۶“ اور اس کا عیسوی سال وفات بطور ذیل ہے: ”حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین / ۱۹۰۸“ ل..... ”ومن اظلم ممن ذکر آیات ربہ فاعرض عنها انا من المجرمین منتقمون“ ﴿اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جس کو خدا کی آیات یاد دلائی گئیں اور اس نے ان سے اعراض کر لیا اور ہم مجرمین سے انتقام لیں گے۔﴾

آیت ہذا میں ایسے اشخاص کا تذکرہ ہے جن کو دینی مسائل میں آیاتِ قرآن پیش کی گئیں۔ لیکن انہوں نے ان آیات کو نہ مانا اور وہ خلافِ آیات کام کرتے رہے اور نتیجتاً عند اللہ گناہ گار اور مجرم قرار پائے اور قابلِ گرفت و تعزیر بنے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی اسی آیت کی زد میں آتا ہے اور قابلِ تعزیر مجرم بنتا ہے۔ کیونکہ جب وہ وفاتِ مسیح اور اجرائے نبوت کا قائل و معتقد بنا تو علمائے اسلام نے اس کے سامنے حیاتِ مسیح اور ختمِ نبوت کی آیات رکھیں۔ لیکن اس نے ان آیات کی غلط تفسیریں و تاویلیں کر کے ان کے ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے غلط عقیدہ اور باطل نظریہ پر بضد ڈٹا رہا اور عند اللہ مجرم و جارج قرار پایا۔ جیسا کہ وہ اعدادِ آیات بالا کے تحت میں آتا ہے اور معرض عن الآیات اور قابلِ انتقام مجرم بنتا ہے۔

”اعرض عنها اباءً / ۱۲۰۲“ اور ”انا من المجرمین منتقمون / ۱۲۰۲“ = ”الغلام الہندی / ۱۲۰۲“ اور ”غلام احمد ہندی بجد / ۱۲۰۲“ اور ”خبیث الہند / ۱۲۰۲“، یعنی آیاتِ قرآن سے اعراض کر کے قابلِ انتقام مجرم بننے والا غلام ہندی اور خبیث الہند آدمی ہے اور وہ غلام احمد ہندی ہے جیسا کہ بطور ذیل ہے:

”ان اللہ لا یہدی من ہو کاذب کفار“ بلاشبہ خدا تعالیٰ جھوٹے کافر کو مہدی نہیں بنائے گا۔ جاننا چاہئے کہ آیت ہذا مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں ہے اور تائیدی وجوہات ذیل ہیں۔

اول..... یہ کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا مدعی ہے اور فعل (لا یہدی) اس کے مہدی ہونے کی نفی کرتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نہ اس کو مہدی بنائے گا اور نہ اس کو ہدایت کی طرف آنے دے گا۔ کیونکہ

اس میں کذب و کفر کے دو خطرناک امر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اعداداً ”غیر المہدی“ ، یا مہدی الغیر“ بنتا ہے۔ (غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰) ، غیر المہدی / ۱۳۰۰ یا مہدی الغیر / ۱۳۰۰ یعنی وہ غیر المہدی ہے یا مہدی الغیر ہے اور حکومت برطانیہ نے اس کو مہدی بنایا ہے۔

• دوم یہ کہ مرزا قادیانی کے دو مسائل ہیں۔ ایک وفات مسیح ہے جس میں قرآن مجید نے اس کو کاذب کہا ہے اور دوسرا مسئلہ اجرائے نبوت ہے جس میں قرآن مجید کی طرف سے اس کو کافر کہا گیا ہے۔

• سوم یہ کہ مرزا قادیانی اعداداً بھی کاذب و کافر ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے۔
(غلام احمد / ۱۱۲۴) ”من ہو کذب کفار / ۱۱۲۴“ یعنی غلام احمد جھوٹا کافر ہے۔ کیونکہ وہ بجائے حیات مسیح اور ختم نبوت کے وفات مسیح اور اجرائے نبوت کا قائل و معتقد ہے۔

ن ”قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ“ ﴿کہہ دیجئے کہ کیا میں تم کو بتا دوں کہ شیاطین کا نزول کس شخص پر ہوتا ہے۔ شیاطین کا نزول ہر جھوٹے بدکار آدمی پر ہوتا ہے۔﴾ واضح ہو جانا چاہئے کہ کسی صحابی نے آپ ﷺ سے جب نزول شیاطین کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور وحی آنے کا انتظار کیا اور تھوڑی دیر بعد آیت بالا نازل ہو گئی جس میں بتایا گیا کہ نزول شیاطین ہر کذاب و بدکار آدمی پر ہوتا ہے اور سچے و نیکوکار آدمی پر نہیں ہوتا۔ بنا بر آں چونکہ فقرہ ”وتنزل علی افاک اثیم“ کے اعداد پورے تیرہ صد ہیں اور غلام احمد قادیانی کے بھی یہی اعداد ہیں۔ اس لئے معلوم ہو گیا کہ یہی شخص بروئے فقرہ ”هذا افاک واثیم“ ہے اور اس پر بجائے وحی الہی کے نزول شیاطین ہوا ہے۔ چنانچہ وہ وفات مسیح کے مسئلہ میں افاک و کذاب ہے اور اجرائے نبوت کے سلسلہ میں بدکار واثیم ہے اور کذاب واثیم آدمی کبھی راست باز، مہدی اور مسیح نہیں ہو سکتا۔

بنابرآں میں نے اس کے زیر بحث شعر کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے :

وقد جاء فى القرآن ذكر ضلاله فقراننا هذا الغلام يكفر

قرآن مجید کے اندر اس کی گمراہی کا ذکر آ گیا ہے۔ پس ہمارا قرآن اس غلام احمد کو کافر کہتا ہے۔

رأیناه حقاً مغرماً بضلاله وهذا قضاء الله فيه مقدر

ہم نے سچ مچ اس کو گمراہی میں ڈوبا ہوا دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

الغلام تجنّی علی القرآن من غیر فطنة وقراننا یقضی علیہ ویقدر

اس نے بلا فہم قرآن مجید پر نکتہ چینی کی ہے اور ہمارا قرآن اس کے خلاف فیصلہ دینے پر قادر ہے۔

فقرآننا افتی علیہ بکفرہ فہذا لدیہ ملحد و مکفر

ہمارے قرآن مجید نے اس پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ پس یہ شخص قرآن کے نزدیک ملحد و کافر ہے۔

اور پھر اعداداً بھی یہ شخص انبیائے صادقین کا غیر ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے: (مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) = ”غیر النبی الصادق ابداً / ۱۵۴۸“ وہ ہمیشہ سے سچے نبی کا غیر ہے۔ (مرزا غلام احمد / ۱۳۷۲) ”غیر النبیین بجد / ۱۳۷۲“ وہ صحیح طور پر غیر الانبیاء ہے۔

نیز یہ بھی معلوم رہے کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی دوستی سے علی الاعلان منع کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان لوگوں سے دوستی و ہمدردی کا رابطہ مت رکھو اور ہر حالت میں ان سے بچ کر رہو۔ مگر مرزا قادیانی نے ہدایات قرآنیہ کو پس پشت ڈال کر حکومت برطانیہ کا ساتھ دیا اور اس سے ہمدردانہ تعاون کیا اور مسلمانوں سے بدخواہی اور غداری کا برتاؤ کیا۔ چنانچہ قرآن مجید کی ہدایات بحق اہل اسلام بطور ذیل ہیں:

”لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ومن يفعل ذلك فليس من الله في شيء“ ﴿مؤمنین کو چاہئے کہ وہ مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بنائیں اور جس نے ایسا کر لیا وہ خدا تعالیٰ سے بے تعلق ہو گیا۔﴾

”ياايها الذين آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونكم لا يالونكم خبلاً“ ﴿اے ایمان والو! اپنوں کو چھوڑ کر کسی کو بھی اپنا قلبی دوست مت بناؤ۔ کیونکہ وہ تم کو دکھ دینے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔﴾

”ياايها الذين آمنوا لا تتخذوا الكافرين اولياء من دون المؤمنين“ ﴿اے ایمان والو! تم مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ۔﴾

”بشر المنافقين بان لهم عذاباً الیماً الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین“ ﴿اے پیغمبر اسلام! ان منافقین کو عذاب الیم کی خبر دے دو جو مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بنا لیتے

ہیں۔﴾

مذکورہ بالا چاروں آیات کے اندر مؤمنین و مسلمین کو عمومی کفار کی دوستی سے روکا گیا ہے۔ خواہ وہی کفار مشرکین عرب ہوں یا مرزا و اہل مرزا ہوں یا یہود و نصاریٰ ہوں۔ کیونکہ ان لوگوں سے بحق اہل اسلام کبھی بھی خیر خواہی و ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ لوگ ہر حالت میں مسلمانوں کے لئے بدخواہ اور شر پسند ثابت ہوں گے۔

اور پھر قرآن مجید نے خصوصی طور پر یہود و نصاریٰ کی دوستی سے اہل اسلام کو روکتے ہوئے فرمایا ہے: ”یایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا ینہدی القوم الظلمین“ ﴿۱﴾ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ (تمہارے دوست نہیں ہیں) اور تم میں سے جس نے ان کو اپنا دوست بنالیا تو وہ ان میں شامل رہے گا اور خدا تعالیٰ ایسے ظالم آدمی کو راہ یاب نہیں کرتا۔ ﴿۲﴾

اور پھر قرآن مجید نے تاکیداً تمام اہل کتاب بمعنی یہود و نصاریٰ اور تمام کفار عرب و عجم کی دوستی سے اہل اسلام کو روکتے ہوئے صراحۃً فرمایا ہے: ”یایہا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعباً من الذین اتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین“ ﴿۳﴾ اے ایمان والو! تم اپنے سے پہلے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور کفار کو اپنا دوست مت بناؤ۔ جنہوں نے تمہارے دین کو ٹھٹھا مخلول بنالیا اور تم ان کو دوست بنانے میں خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر تم اپنے اندر ایمان رکھتے ہو۔ ﴿۴﴾

اب قرآن مجید نے مذکورہ بالا ممنوعہ دوستی کے انجام کی خبر دیتے ہوئے آگاہ کیا ہے کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور کفر و فسق کے احاطہ میں داخل ہو چکا ہے اور عند اللہ ظالم و کافر اور غیر مؤمن ہے۔

”ولو كانوا يؤمنون بالله والنبی وما انزل الیه ما اتخذوهم اولیاء ولكن كثيراً منهم فاسقون“ ﴿اگر یہ لوگ خدا اور رسول اور منزل من اللہ قرآن پر ایمان رکھتے تو ان کو اپنا دوست نہ بناتیں۔ لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے۔﴾

بنا برآں مرزا قادیانی قرآن مجید کے فتویٰ پر کافر و فاسق ہے اور مؤمن و مسلم نہیں ہے۔

تیسری تعلیٰ: یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول خدا قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

وما انا الا مرسل عند فتنة فرد قضاء الله ان كنت تقدر

میں بوقت فتنہ ایک رسول ہوں۔ اگر تو قدرت رکھتا ہے تو خدا کے فیصلہ کو رد کر دے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۸ ، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)

پھر تین اشعار کے بعد انبیائے سابقین کی توہین و تنقیص کرتے ہوئے لکھتا ہے:

تکدر ماء السابقین وعیننا الی آخر الايام لا تتکدر

انبیائے سابقین کا پانی گدلا ہو گیا اور ہمارا چشمہ آخر ایام تک گدلا نہیں ہوگا۔

الجواب: یہ کہ یہ شخص نہ رسول ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے فیصلہ نے اس کو رسول بنایا ہے۔ بلکہ اس کو انگریزی حکومت نے رسول بنا کر کھڑا کر دیا۔ تا کہ مسلمانان ہند میں افتراق و شقاق پیدا کر کے ان کی وحدت ملی کو پارہ پارہ کر دے اور اہل ہند عموماً اور اہل اسلام خصوصاً حکومت برطانیہ کے خلاف سر نہ اٹھا سکیں اور غلام کفار رہیں اور پھر اس نے اسی شعر میں رسول خدا کے پانی کو گدلا کہہ دیا ہے۔ دراصل رسول خدا وہ شخص ہو سکتا ہے جو اپنی رسالت کے بل بوتے پر اپنے لائے ہوئے دین کو مقتدر اور حاکم وقت بنادے۔ جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے: ”کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی“ ﴿خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے﴾۔ ﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ﴾ اور ہم نے ہر رسول کو باذن اللہ مطاع اور مقتدر بنایا ہے۔ ﴿

چنانچہ ہر دو آیات خدا کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کا ہر رسول باذن خدا ضرور بالضرور اپنے مخالفین پر اقتدار و تغلب پیدا کر لیتا ہے اور وہ ہر حالت میں آزادی پسند اور حریت نواز ہوتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی عمر بھر انگریزی حکومت کا غلام اور بندہ ہے دام بنا رہا اور اپنی ساری زندگی ان کی کفش برداری میں بسر کی۔ (مرزا غلام احمد ۱۴/۷۲) ”ہو غیر المطاع“ وہ غیر مطاع اور غیر مقتدر رہا۔

بنابر آں میں نے اس کے ہر سہ اشعار بالا کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے۔

وما هو الا ذو فساد وفتنة وهذا قضاء الله فيه مقدر

وہ صرف ایک فسادى اور فتنہ باز شخص ہے اور اس بارے میں خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ مقدر ہو چکا ہے۔

اتى زائغاً في الدين فينا وفاتنا كما الله يديه لذا فينا ويظهر

وہ ہمارے اندر زائغ فی الدین اور فتنہ باز بن کر آیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ اس کو ہمارے پاس لا کر ظاہر کرتا ہے۔

تصفی عیون الانبیاء وعینہ الی ما بقت ایامنا تتکدر

انبیاء علیہم السلام کے چشمے صاف رہے اور اس کا چشمہ جب تک ہمارے ایام باقی ہیں گدلا رہے گا۔

اور اعداد اتوں ثابت ہے :

(مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) ”مغلوب الکافرین الی الابد / ۱۵۴۸“

مرزا غلام احمد ہمیشہ کے لئے مغلوب کفار رہا۔ ”ہو غیر الرسول / ۱۵۴۸“ اور ”غیر مرسل ایضاً / ۱۵۴۸“ وہ ہمیشہ سے غیر مرسل ہے۔

چوتھی تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو حضرات حسنینؑ سے افضل واعلیٰ سمجھ کر بطور ذیل کہا ہے :

وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ أقول نعم واللہ ربی سیظہر

انہوں نے کہا کہ یہ شخص اپنے کو حسنین سے افضل کہتا ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں! میرا خدا اس فضیلت کو ظاہر کرے گا۔

(اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

جواب..... یہ ہے کہ یہ شخص اپنے قول میں بالکل کاذب ومفتری ہے۔ کیونکہ دونوں شہزادے عند القرآن نبی کے اہل بیت میں سے ہو کر حباً ونسباً پاک وطاہر اور مطہر ومقدس ہیں۔ جیسا کہ ارشاد قرآن ہے: ”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً“ اے اہل بیت! خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ تمہاری ناپاکی کو دور کر دے اور تم کو طاہر ومطہر بنا دے۔ ﴿

اگرچہ آیت ہذا کے سیاق و سباق کی بنیاد پر آیت ہذا کے اندر ازواج مطہرات رسول کا ذکر ہے اور انہی کی تطہیر و تقدیس کا بیان ہے۔ لیکن ضمناً آنحضرت ﷺ کا تمام خاندان از قسم ازواج رسول اور بنات رسول اور اسباط رسول سب اسی میں شامل ہیں اور سب کے سب تطہیر و تقدیس کے مالک ہیں۔

جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی اپنے ایک شعر میں جو شعر بالا سے اوپر واقع ہے اپنے آپ کو گوہر بمعنی خفیف اور ہلکی نجاست قرار دیتے ہوئے صاف طور پر کہتا ہے:

ارد الیک محامد ردت کلّھا وما انا الا مثل ذرق یعفر

میں اپنی سب خوبیوں کو جن کا میں خواہاں ہوں تیری طرف لوٹاتا ہوں۔ کیونکہ میں تو ایک گوہر ہوں جو مٹی میں ملایا جاتا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

بنابر آں یہ شخص بقول خود ایک گوہر و سرگین ہو کر حضرات حسنینؑ سے کسی طرح پر بھی افضل و بالا تر نہیں ہو سکتا۔ جن سے قرآن حکیم نے نجاست و گندگی کو دور کر دیا ہے اور ان کو ہمیشہ کے لئے طاہر و مطہر بنا دیا ہے۔ سچ ہے کہ : ”الانسان يؤخذ باقراره“ انسان اپنے قول و اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ بالا غیر محمود تعلیٰ کو خود اپنے شاعرانہ قول سے رد کر دیا ہے اور ہمیں اس کی تردید و تضلیل کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ بقول خود گوہر بننے والا شخص کبھی بھی طاہر و مطہر سادات کرام سے افضل و برتر نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ حضرات حسنین کریمینؑ کی زندہ کرامت ہے کہ اس شقی ناصاف نے ان کا دامن خود اپنے شعر بالا سے دھو ڈالا اور ہمیں اس کے دھونے کی ضرورت نہ رہی۔

بنابر آں جو شخص بقول خود گوہر و سرگین ہے وہ کسی طرح بھی حضرات حسنینؑ سے بالاتر اور مطہر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اس کا یہ دعویٰ اعلیٰ درجہ حماقت بنتا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے :

”فضل نفسہ علیٰ حسنین بحمقہ ۱۵۴۸“

(غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸)

مرزا قادیانی نے خود کو اپنی حماقت سے حضرات حسنینؑ سے برتر کیا۔ اور زیر بحث مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کیا گیا ہے :

وقلنا لدی الحسنین هذا كذرقہ كما شعره افشى و شعری يظهر

ہم نے کہہ دیا ہے کہ یہ شخص حضرات حسنین کے آگے گوہر کی مانند ہے۔ جیسا کہ اس کے شعر نے ظاہر کیا اور میرا شعر ظاہر کرتا ہے :

رددنا مساویہ علیہ بعجلة فهذا لدینا مثل ذرق یعفر

ہم نے جلدی سے اس کی برائیوں کو اسی پر لوٹا دیا ہے۔ بنابر آں یہ شخص ہمارے نزدیک ایک خاک آلود گوبر ہے۔

پانچویں تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی جہاد سیفی کا منکر ہو کر صرف دلائل و برہان کی جنگ کا قائل ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

مضی وقت ضرب المرهفات ودلوها وانا ببرهان من اللہ ننحر

تلواروں کے چلانے و استعمال کرنے کا وقت گزر گیا اور ہم خدائی دلائل سے ذبح کرتے ہیں۔

(اعجاز احمدی ص ۷۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۶)

الجواب اولاً : یہ ہے کہ مرزا قادیانی بقول خود اپنی اسی تعلیٰ میں کاذب و دجال ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے قصیدہ میں تسلیم کر چکا ہے کہ قرآنی حقائق تا قیامت غیر متبدل ہو کر ہر قسم کے تغیر و تصرف سے مامون و محفوظ ہیں تو پھر وہ قرآن مجید کے فریضہ جہاد اور سلسلہ غزوات کو منسوخ و باطل قرار نہیں دے سکتا۔ جیسا کہ اس نے صراحۃً بطور ذیل لکھا ہے :

واللہ فی القرآن کل حقیقۃ

وآیاتہ مقطوعۃ لا تغیر

خدا کی قسم! قرآن مجید کے اندر سب حقیقت ہے اور اس کی آیات قطعی ہو کر غیر متغیر ہیں۔

(اعجاز احمدی ص ۵۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۷)

الجواب ثانیاً : یہ ہے کہ جب مذکورہ بالا زیر بحث شعر قرآن و احادیث کی مخالفت میں جاتا ہے اور اسلام کے ایک قطعی و مشروع حکم کی تنسیخ کرتا ہے تو پھر یہی شعر صراحۃً ایک واضح اور غیر مشتبہ گمراہی کا حامل ہے اور قابل رد ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید فریضہ جہاد کو ایک ایسی دینی تجارت قرار دیتا ہے۔ جس میں متعدد مفادات مستور و مضمحل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد قرآن ہے :

"یا ایہا الذین آمنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم . تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاهدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (الصف)" "اے ایمان والو! کیا تم کو ایک ایسی تجارت کی راہنمائی کر دوں جو تم کو عذاب الیم سے بچائے گی۔ وہ تجارت یہ ہے کہ تم خدا و رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو اسی میں تمہاری خیریت ہے۔ ﴿

قرآن حکیم نے آیت ہذا کے اندر ایمان باللہ و بالرسول اور جہاد اسلام کو ایک دینی تجارت قرار دیا ہے۔ دراصل دینی تجارت صرف جہاد اسلام ہے اور یہاں پر ایمان باللہ و بالرسول کو صرف تبرکاً و تبعاً

لایا گیا ہے۔ کیونکہ تجارت کے اندر سامان اور سرمایہ کو لانا پڑتا ہے اور جہاد اسلام کے اندر بھی مجاہدین کے اموال کے ساتھ ساتھ ان کی جانیں بھی کام آتی ہیں اور ایمان باللہ و بالرسول کے اندر صرف اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر آیت ہذا میں مؤمنین کو خطاب ہے جو ایمان باللہ و بالرسول کے پہلے سے قائل ہیں۔ بہر حال قرآن مجید نے جہاد اسلام کو ایک دینی تجارت قرار دیا ہے جو تا قیامت نافذ العمل اور جاری رہے گا اور اس کو منسوخ و حرام کہنے والا کاذب و دجال ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا صاف ارشاد ہے: "الجہاد ماض الی یوم القیامة" ﴿جہاد قیامت تک جاری رہنے والا ہے﴾۔

کیونکہ کہا جاتا ہے: ”مضیٰ علی الامر اذا دوامہ وفعلہ علی الدوام“ لہذا بروئے حدیث شریف جہاد اسلام ہمیشہ رہنے والا عمل ہے۔

اور پھر جہاد کو تجارت کہنے میں یہ مفہوم مراد قرآن ہے کہ مالی تجارت کی مانند جانی تجارت (جہاد) بھی قیامت تک جاری رہے گی اور اسی جانی تجارت کو حرام کہنے والا غلام احمد قادیانی خود حرامی ہے۔ جیسا کہ اعداد بطور ذیل ہے:

(غلام احمد / ۱۱۲۴) = ”حرامی اوّل و آخر بابہ ۱۱۲۴“ یعنی غلام احمد اپنے باپ کے ساتھ اوّل و آخر کا حرامی ہے۔

بحالات بالا میں نے زیر بحث مرزائی شعر کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے:

اُٹی وقت برہان و سیف کلیہما فانا برہان و سیف نبارز

دلیل اور تلوار دونوں کا وقت آگیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دلیل اور تلوار دونوں کی مدد سے جنگ کرتے ہیں۔

مضیٰ وقت برہان ولا سیف بعدہ فانا بسیف بعد برہاننا ننحر

اس برہان کا وقت گذر گیا۔ جس کے بعد تلوار نہ ہو اور ہم اپنے برہان کے بعد تلوار سے ذبح کرتے ہیں۔

نحرنا ببرہان غلاما و کفرہ فبرہاننا للکفر سیف مشہر

ہم نے برہان کی مدد سے غلام احمد اور اس کے کفر کو ذبح کر دیا ہے اور ہمارا برہان کفر کے لئے ایک تیز تلوار ہے۔

پند تو بر کافران ناید درست تانہ پیش شان نہی سیف از نخست

تیری نصیحت کافروں پر درست نہیں رہے گی۔ جب تک تو پہلے سے ان کے آگے تلوار نہیں رکھے گا۔

برسر کافر بیاور پند و سیف تانیاید برسرت زوبار حیف

تو کافر کے سر پر نصیحت اور تلوار دونوں کو لے آ، تا کہ اس کی طرف سے تیرے سر پر افسوس کا بوجھ نہ آجائے۔

اوّلاً او را بہ پندت رام کن ورنہ تو شمشیر را در کام کن

تو پہلے پہل اس کو اپنی نصیحت سے مطیع کر لے، ورنہ تو اپنی تلوار کو استعمال کر۔

پند و سیفے از نبی مارسید سیف برے پندے ہست کار آں یزید

نصیحت اور تلوار دونوں چیزیں ہمیں نبی علیہ السلام سے ملی ہیں اور نصیحت کے بغیر تلوار چلانا اسی یزید کا کام ہے۔

از یزید شام پند او نرفت رفت سیف او فقط در وسط دشت

یزید شامی کی نصیحت روانہ نہ ہوئی۔ صرف اس کی تلوار دشت کربلا میں چلی گئی۔

گر از و پندے رسیدے بر حسین نامدے ازوے گزندے بر حسین

اگر امام حسین کے پاس اس کی نصیحت چلی جاتی تو اس کی طرف سے امام حسین پر کوئی تکلیف نہ آتی۔

شد حسین ما بشمشیرش شہید لیک نامد ہیچ پندی از یزید

ہمارا حسین اس کی تلوار سے شہید ہو گیا۔ لیکن یزید کی طرف سے کسی قسم کی نصیحت نہ آئی۔

اے یزید قادیان یک رو مرو ہر دو را در کار کن از من شنو

اے یزید قادیان تو یک رخہ مت چل۔ بلکہ مجھ سے سُن کر دونوں کو استعمال کر۔

اب بحالات بالا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزا قادیانی اور اہل مرزا جہاد اسلام اور فوجی کارروائی کو حرام کہتے ہیں تو پھر اہل مرزا نے محکمہ جہاد اور ادارہ افواج میں سرکاری ملازمتیں حاصل کر کے حرام خوری کو کیوں اپنا رکھا ہے اور بزعم خود حرام محکمہ (جہاد) کے ملازمین کیوں بنے ہوئے ہیں اور پھر پاکستان کا محکمہ افواج و جہاد بھی یہ نہیں سمجھتا کہ جو فوجی ملازم اسی محکمہ کو حرامی محکمہ کہتا ہے اس سے اسی محکمہ کے لئے کسی قسم کی بھلائی کی امید نہیں ہو سکتی اور وہ جہادی ضرورت پڑنے پر یقیناً اپنے محکمہ سے غداری کرے گا۔

بنا بر آں اسی مرزائی فوجی پر میرا یہ فتویٰ ہے کہ جہاد و فوجیت کو حرام کہنے والا مرزا اور اہل مرزا دونوں حرامی ہیں اور حرام خور ہیں۔ جیسا کہ اعداد بطور ذیل ہے:

(میرزا غلام احمد قادیانی ۱۵۴۸/۱) ”ہو حرامی ظاہراً و باطناً بالجدواللہ ۱۵۴۸/۱“ یعنی بخدا یہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے باپ کے ساتھ ظاہر و باطن کا حرامی ہے اور حرام خور ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

(غلام احمد ۱۱۲۴/۱) = ”ہو حرامی اوّل و آخر بایہ ۱۱۲۴/۱“ یعنی یہی آدمی اپنے باپ کے ساتھ اوّل و آخر کا حرامی ہے اور حرام خور ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۱۶۶

(مرزائی ۶۵۹/۱) = ”حرامی وافواج میں ملازم بن کر حرام روزی کماتا ہے (المرزائی)“ = ”حرامی ب ابدی حرامی شخص ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام“ المیزائی بایہ ۳۳۶/۱ ہے اور اس کے بالمقابل سنی آدمی حلال خو ”السنی ۱۵۱/۱“ = ”اکل بنا بر آں ہر مرزائی فوجی پر لا پر حرامی ہونے کا فتویٰ صادر کرے تاکہ بجانب قرار پائے اور یا وہ اسی فوجی ملازم ما نقول و کمل“ چھٹی تسلی : یہ ہے کہ مرزا قادیانی مدعی اذا القوم قالوا يدعى الوحي عاما جب قوم نے کہا کہ یہ شخص روشن بدر کامل ہوں۔ جواب:..... یہ ہے کہ بروئے قرآن واح وضلالت ہے اور ختم نبوت کے انکار پر م ”وان الشیطن لیوح انکم لمشرون“ بلاشبہ شیاطین سے جدال و نزاع کریں۔ اب اگر تم ان آیت ہذا بتاتی ہے کہ وحی ش ٹکراتی ہے اور شرک بن کر سامنے آتی۔ ”ولقد اوحی الیک عملک ولتکونن من الخسرین گئی ہے اگر تو نے شرک فی الوحي کیا تو تیر

(مرزائی/۲۵۹) = ”حرامی /۲۵۹“ یعنی ہر مرزائی حرامی آدمی ہے۔ کیونکہ وہ محکمہ جہاد وافواج میں ملازم بن کر حرام روزی کماتا ہے اور حرام خور بنا ہوا ہے اور پھر جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

(المرزائی) = ”حرامی بآباء اجداداً“ یعنی مرزائی اپنے آبا واجداد کے ساتھ ایک ابدی حرامی شخص ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

”المیرزائی بابیہ /۳۳۱“ = ”آکل الحرام /۳۳۱“ یعنی بابی مرزائی حرام خور ہے اور اس کے بالمقابل سنی آدمی حلال خور ہے۔

”السنی /۱۵۱“ = ”آکل الحلال /۱۵۱“ یعنی سنی آدمی حلال خور ہے۔

بنا برآں ہر مرزائی فوجی پر لازم ہے کہ وہ یا تو جہاد اسلام کو صحیح مان لے اور مرزا قادیانی پر حرامی ہونے کا فتویٰ صادر کرے تاکہ اس کی یہی ملازمت جائز رہے اور اس کی یہی روزی حق بجانب قرار پائے اور یا وہ اسی فوجی ملازمت کو فوراً ترک کر دے اور حرام خور نہ بنے۔ ”واللہ علیٰ ما نقول وکیل“

چھٹی تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی مدعی وحی بن کر کہتا ہے کہ:

اذا القوم قالوا يدعى الوحي عامداً عجب فانی ظل بدرینور

جب قوم نے کہا کہ یہ شخص جان بوجھ کر مدعی وحی ہے تو میں نے تعجب کیا کیونکہ میں روشن بدر کا ظل ہوں۔

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

جواب یہ ہے کہ بروئے قرآن واحادیث آنحضرت ﷺ کے بعد نزول وحی کا عقیدہ رکھنا کفر وضلالت ہے اور ختم نبوت کے انکار پر منتج ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد قرآن ہے کہ:

”وان الشیطان لیوحون الی اولیاءہم لیجادلوکم وان اطعموہم انکم لمشرکون“ ﴿بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کی طرف اس لئے وحی بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم سے جدال و نزاع کریں۔ اب اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو تم مشرک و کافر بن جاؤ گے۔﴾

آیت ہذا بتاتی ہے کہ وحی شیاطین اہل اسلام کی وحی سے جو قرآن مجید ہے۔ صراحۃً ٹکراتی ہے اور شرک بن کر سامنے آتی ہے۔

”ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین“ ﴿بلاشبہ تیری طرف اور تجھ سے قبل انبیاء کی طرف وحی بھیجی گئی ہے اگر تو نے شرک فی الوحی کیا تو تیرا یہی کام ضائع ہوگا اور تو خاسرین میں سے ہو جائے گا۔﴾

آیت ہذا بھی صراحۃً وضاحت کرتی ہے کہ بطور تعریض کے آنحضرت ﷺ کو بظاہر مخاطب کر کے بیاطن امت محمدیہ کو کہا گیا ہے کہ تم آنحضرت ﷺ کے بعد کی وحی کا عقیدہ مت رکھو۔ ورنہ تمہارے اعمال صالحہ خاکستر بن جائیں گے اور تم خاسرین میں ہو جاؤ گے۔ بہر حال آیت ہذا میں وحی محمدی اور وحی اسرائیلی کے علاوہ وحی کو جو آنحضرت ﷺ سے بعد کی وحی ہو سکتی ہے۔ شرک و کفر کہا گیا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی وحی محمدی کے بعد مدعی وحی بن کر کافر و مشرک بن گیا ہے اور حابطین اعمال اور خاسرین حسنات میں شامل ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ شخص قطعاً ظلِ بدر نہیں ہے۔ بلکہ ظلِ شیطان ہے۔ جیسا کہ مساوات ذیل سے ثابت ہے۔

(غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰) = ”ظل شیطان / ۱۳۰۰“ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بدر منیر کا قطعاً سایہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ سایہ سیاہ ہوتا ہے اور بدر منیر میں روشنی ہوتی ہے اور سیاہی نہیں ہوتی اور پھر مرزا قادیانی اور شیطان میں یوں یکسانیت ہے کہ مرزا خود کو بدر منیر اور اپنے مخالفین علماء و سادات کو شب سیاہ کہتا ہے اور شیطان خود کو روشن آگ اور سیدنا آدم کو خاک سیاہ کہتا ہے۔

”انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین“ یعنی میں آدم سے بہتر ہوں۔ کیونکہ میں آگ سے اور وہ خاک سیاہ سے مخلوق ہوا۔ ”قلت جواباً لشعرہ“

وقلنا غلام يدعى الوحي كاذباً ويفرى على القران بغياً ويجسر

اور ہم نے کہہ دیا ہے کہ غلام احمد جھوٹا مدعی وحی ہے، اور وہ بغاوتاً قرآن مجید پر افتراء کی جسارت کرتا ہے۔

ومع كل شيء ظل شيء ملازم وفي قاديان ظل شيطانه حاضر

اور ہر چیز کے ساتھ اس کا سایہ چمٹا رہتا ہے اور قادیان کے اندر ظل شیطان حاضر ہے۔

اتى ظل شيطان الينا بوحية فقلنا له اذفع وانت مكفر

ظل شیطان (غلام احمد قادیانی) ہمارے پاس وحی لے کر آگیا۔ پس ہم نے اس کو کہا کہ دور ہو جا جب کہ تو کفر رسیدہ ہے۔

وانی لمغل ان یفارق کفرہ فکفر علی مغل یلوح ویبھر

اس مغل سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے کفر سے الگ رہے۔ پس اسی مغل پر کفر چمکتا دمکتا رہتا ہے۔

ساتویں تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے وقت کا طاعون اس کی آرزو اور اس کے بلانے پر آیا ہے۔ جیسا کہ اس نے کہا ہے:

ولما طغى الفسق المبيد بسيله تمنيت لو كان الوباء المتبر

جب ہلاک کنندہ فسق کا سیلاب حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ ہلاک کنندہ

طاعون آجائے۔

فان هلاك الناس عند اولى النهى احب واولى من ضلال يدمر

کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک ہلاک کنندہ گمراہی سے لوگوں کا ہلاک ہونا پسندیدہ تر اور

بہتر ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۶۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۴)

جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی اسی تمنا کی وجہ سے دجال لعنت وزحمت تو ہو سکتا ہے لیکن رسول رحمت وشفقت قطعاً نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ملک کے اندر ہلاکت و بربادی کی تمنا کرنا اور مہلک طاعون کو نوع انسانی پر لانا ایک ملعون دجال کا کام ہے اور ایک مہربان اور شفیق رسول کے فرائض ہدایت سے نہیں ہے۔

دراصل ملک کے اندر طاعون و وبا کا آنا بروئے احادیث ایک دجال کی واضح علامت ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ کے فضائل میں وارد ہے کہ: ”على انقاب المدينة ملائكة لا يدخلها الدجال ولا الطاعون“ مدینہ شریف کے پھاٹکوں پر فرشتے نگہبان ہوں گے جس سے دجال اور طاعون کو مدینہ کا داخلہ نہیں ملے گا۔

حدیث ہذا کے اندر لفظ ”الدجال“ سے خود مرزا قادیانی اور لفظ ”الطاعون“ سے اس کا مطلوبہ طاعون مراد ہے۔ چنانچہ نہ مرزا قادیانی مدینہ منورہ کے اندر جا سکا ہے اور نہ اس کے مطلوبہ طاعون کو حرم نبوی میں داخلہ کی سعادت ملی ہے۔ کیونکہ اسی زمانہ میں مدینہ منورہ کے اندر کوئی

طاعونی موت واقع نہیں ہوئی اور نہ مرزا قادیانی اپنی زندگی میں زیارت حرمین شریفین کی زیارت و عزت حاصل کر سکا اور پھر وہ اعدادا دینی طور پر دجال عظیم ہے۔

(غلام احمد / ۱۱۲۴) = ”دجال عظیم دیناً / ۱۱۲۴“

علاوہ ازیں مرزا قادیانی کی یافتہ عمر بروئے تحریرات خود ۶۸ سال یا ۶۹ سال ہے۔ چنانچہ اس کی ۶۹ سال عمر لفظ ”الدجال“ کے اعداد ۶۹ کے برابر بنتی ہے اور پھر ”الدجال“ کے اندر مستور مصدر ”الدجل“ کے اعداد (۶۸) کے ساتھ اس کی عمر ۶۸ سال سے یکساں ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ پکا طاعونی دجال قرار پاتا ہے۔ بنا برآں ہمارے استدلال کے مطابق حدیث کے اندر مذکور ”الدجال“ سے مراد خود مرزا قادیانی اور ”الطاعون“ سے مراد مرزا قادیانی کا مطلوبہ طاعون ہے۔ میں نے مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے:

وباء ودجال لدى الهند ولدة وهذا من الله العليم مقدر

وبا اور دجال اسی ہندوستان کے بچے ہیں اور یہی بات خدائے علیم کی طرف سے فیصلہ شدہ امر ہے۔

هنا توء ما هند وهند كهنده فهند من ابنه كمهب مضر

وہ دونوں ہندوستان کے جڑواں بچے ہیں اور ہندوستان ان کی ماں ہندہ ہے اور ہندوستان اپنے دونوں بیٹوں سے آفت رسیدہ ہے۔

قلت جواباً لهجائه وتمناه على وزن قصيدتي

اتى طاعون دجال الينا فاوذينا بهند من مغال

ہمارے پاس ایک دجال کا طاعون آ گیا۔ پس ہم ہندوستان کے اندر مغلوں کی طرف سے ستائے گئے۔

ومن فينا دعا طاعون موت فايقناه فينا ذا دجال

جس شخص نے ہمارے اندر موت کی وبا کو دعوت دی تو ہم نے اپنے اندر اس کو ایک دجال یقین کر لیا۔

وعندی ليس ذاحقاً مسيحاً ولكن ذا مسيخ ذو غلال

میرے نزدیک یہ شخص سچا مسیح نہیں ہے، بلکہ یہ شخص ایک کھوٹا مسیح ہے۔

القي فينا بطاعون مبيد فطاعون اشر من الضلال

وہ ہمارے اندر ہلاک کنندہ طاعون کو لے آیا۔ پس طاعون گمراہ سے زیادہ بدتر ہے۔

لان هدايته الضلال خير واحسن عند ربي من دبال

کیونکہ گمراہ لوگوں کا راہ یاب ہونا عند اللہ ہلاکت و بربادی سے بہتر اور خوبتر ہے۔

ولكن عند دجال لئيم هلاك الناس خير من ضلال

لیکن ایک فرومایہ دجال کے نزدیک لوگوں کا ہلاک ہونا گمراہی سے بہتر ہے۔

آٹھویں تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے زمانہ کے اندر چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں کا مدعی ہے اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں صرف چاند گرہن کو مانتا ہے اور سورج گرہن کو نہیں مانتا۔ جیسا کہ کہتا ہے:

وانا ورثنا مثل ولد متاعه فاي ثبوت بعد ذلك يحضر

۱۷۰

۷۹

اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پیش کیا جاوے۔

له خسف القمر المنير وان لي

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان گرہن ہوا کیا تو انکار کر سکتا ہے؟

الجواب اولاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت (چاند گرہن) بتائی ہے اور اپنی متاع صداقت ک بنا برآں یہ شخص آنحضرت ﷺ کا صحیح اور جائز و خسوف قمر ہوتا اور کسوف شمس نہ ہوتا۔ کیونکہ وارث کی متروکہ جائیداد ہوتی ہے۔ بنا برآں یہ شخص آنحضرت وارث ہے جس نے اس کو دونوں گرہن دیئے ہیں تو اس کا وارث النبی ہونے کا دعویٰ درست رہتا۔ ثانیاً: یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں چاند گ مرزا قادیانی از راہ خیانت عہد نبوی کے سورج گرہ اس کے تفوق و تفضل میں کسی قسم کا رکاوٹ پیدا نہ ہ السلام کے لئے خسوف قمر اور کسوف شمس کا ذکرہ ”عن عائشة ان رسول الله ﷺ

کان یصل رکعات واربع سجّدات“ (حضرت عائہ چاند گرہن کے وقت میں چار رکعات اور چار سجّدے چونکہ رکعت کا معنی رکوع الصلوٰۃ اور رس حدیث میں چار رکعات سے مراد دو رکوع والی دون نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت میں دو رکوع اور چار سجّدے تھے۔ جیسا کہ ابن عمرؓ کی روای دونوں گرہنوں کے وقت میں باقی نمازوں کی طر سجّدے تھے اور یہی احناف کرام کا مسلک ہے ہ ثابت نہیں ہے۔ میں نے مرزائی اشعار کو بطور ذیل

اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت پیش کیا جاوے۔

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان التکر

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہوا کیا تو انکار کر سکتا ہے؟

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

الجواب اولاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کی متاع صداقت صرف خسوف قمر (چاند گرہن) بتائی ہے اور اپنی متاع صداقت چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں کو بتایا ہے۔ بناءً آں یہ شخص آنحضرت ﷺ کا صحیح اور جائز وارث نہیں ہے۔ ورنہ اس کے پاس بھی صرف خسوف قمر ہوتا اور کسوف شمس نہ ہوتا۔ کیونکہ وارث کو اپنے مورث سے وہی جائیداد ملتی ہے جو اس کی متروکہ جائیداد ہوتی ہے۔ بناءً آں یہ شخص آنحضرت ﷺ کا وارث نہیں ہے بلکہ کسی اور شخص کا وارث ہے جس نے اس کو دونوں گرہن دیئے ہیں۔ ہاں! اگر اس کے پاس صرف چاند گرہن ہوتا تو اس کا وارث النبی ہونے کا دعویٰ درست رہتا۔

ثانیاً: یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں ہوئے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی از راہ خیانت عہد نبوی کے سورج گرہن سے اس لئے انکار کرتا ہے کہ ذات نبوی پر اس کے تفوق و تفضل میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہونے پائے۔ چنانچہ طبرانی میں جہاں مہدی علیہ السلام کے لئے خسوف قمر اور کسوف شمس کا ذکر ہے۔ وہاں پر درج ذیل حدیث بھی موجود ہے:

"عن عائشة ان رسول الله ﷺ كان يصلي في كسوف الشمس والقمر اربع ركعات واربع سجعات"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت میں چار رکعات اور چار سجدے پڑھا کرتے تھے۔

چونکہ رکعت کا معنی رکوع الصلوٰۃ اور رکعت الصلوٰۃ دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث میں چار رکعات سے مراد دو رکوع والی دو رکعات ہیں اور مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت میں دو رکوع والی دو رکعت نماز نفل پڑھی جس میں دو رکوع اور چار سجدے تھے۔ جیسا کہ ابن عمرؓ کی روایت میں صراحۃً مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں گرہنوں کے وقت میں باقی نمازوں کی طرح دو رکعت نماز پڑھی جس میں دو رکوع اور چار سجدے تھے اور یہی احناف کرام کا مسلک ہے۔ لیکن مرزا قادیانی سے ان خسوفی نمازوں کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ میں نے مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے :

وذا لم يرثه مثل ولد متاعه

ولكنه غصاب شخص وغادر

یہ شخص اولاد کی مانند آنحضرت ﷺ کا وارث نہیں بنا۔ بلکہ وہ ایک غاصب و غدار شخص ہے۔

له كسفت شمس وقمر كلاهما

ولكن ذا من كسف شمس له ينكر

آپ کے لئے سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں ہوئے ہیں۔ لیکن یہ شخص آپ ﷺ کے سورج گرہن سے انکار کرتا ہے۔

ثالثاً : یہ کہ یہی شخص خود کو آنحضرت ﷺ سے افضل قرار دیتا ہے اور آپ ﷺ کو مفضول بناتا ہے۔

نویں تعلی : یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود کو آل النبی بنا کر خود کو وارث النبی قرار دیتے ہوئے کہتا ہے :

وانی ورثت المال مال محمد

فما انا الا آله المتخير

میں محمدؐ کے مال کا وارث بن گیا ہوں، پس میں ہی اس کی برگزیدہ اولاد ہوں۔

وكيف ورثت ولست من ابناءه

ففكر وهل في حزبكم متفكروا

میں کسی طرح اس کا وارث بن گیا۔ حالانکہ میں اس کا بیٹا نہیں ہوں۔ پس اس کو سوچ لے کیا تم میں کوئی سوچنے والا ہے؟

(اعجاز احمدی ص ۷۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۲)

جاننا چاہئے کہ دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ کا وزن صحیح نہیں ہے۔ بنابرآں صحیح اور موزوں شعر بطور ذیل ہے :

وکیف ورثناہ ولسنا بنیہ

ففکروہل فی حزبکم متفکروا

الجواب اولاً : یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کا بیٹا نہیں ہے تو پھر وہ آل النبی کس طرح بن سکتا ہے؟ جب کہ ایک بیٹا ہی اپنے باپ کی آل و اولاد بنتا ہے اور اپنے باپ کی متروکہ جائیداد پاتا ہے۔ بنابرآں یہ شخص نہ آل نبی ہے اور نہ نبی کی متروکہ جائیداد حاصل کر سکتا ہے۔ اگر فی الواقع اس کے پاس نبوی جائیداد موجود ہے تو پھر وہ غاصب جائیداد ہے وارث جائیداد نہیں۔

ثانیاً : یہ ہے کہ اگر بفرض محال یہ شخص آل نبی اور اولاد نبی ہے اور روحانی طور پر آپ کا بیٹا بنتا ہے تو پھر یہ شخص اپنی روحانی ماں کا ناکح ثابت ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نسبی اولاد کی طرح روحانی اولاد بھی روحانی ماں باپ سے بنتی ہے اور اپنے کو روحانی اولاد و ذیلی آل کہلاتی ہے۔ بنابرآں آنحضرت ﷺ مرزا قادیانی کے روحانی باپ اور آپ کی نبوت اس کی روحانی ماں بنی اور وہ خود ان دونوں کا روحانی بیٹا بنا اور مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا روحانی وجود اور دینی جثہ و بدن آنحضرت ﷺ اور آپ کی نبوت کی تصدیق و توثیق سے تیار ہوا۔ چنانچہ آپ کا ہر امتی آپ کی

روحانی اولاد ہے اور آپ اور آپ کی نبوت اس کے روحانی ماں باپ ہیں۔ اس قدر معلوم ہو جانے کے بعد یہ بھی جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ نبوت محمدیہ کا عین اور وجود واحد ہے۔ اب مطلب یہ رہا کہ نبوت محمدیہ جب آنحضرت ﷺ کے پاس تھی وہ مرزا قادیانی کی روحانی ماں تھی اور یہ شخص اسی ماں کا روحانی بیٹا بن کر ایک امتی قرار پاتا تھا۔ لیکن جب اس نے اپنی مبتدعہ نبوت کو نبوت محمدیہ کا عین اور وجود واحد قرار دے دیا اور اسی سے فرقہ مرزائیہ کو پیدا کیا تو واضح طور پر یہ شخص اپنی روحانی ماں سے نکاح و زنا کرنے کا مرتکب ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شخص اپنے کو امتی نبی کہتا ہے۔ یعنی جب اس نے نبوت محمدیہ کی تصدیق کی تو امتی بنا اور جب اس نے اسی نبوت محمدیہ کو اپنے اوپر چسپاں کیا تو نبی بن گیا اور وہ روحانی طور پر آدھا امتی اور آدھا نبی بن کر شتر مرغ بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہی شخص اعداداً کمینہ پرندہ ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ: (غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰) = (مرغ دون / ۱۳۰۰) یعنی غلام احمد قادیانی کمینہ پرندہ ہے اور پھر اس نے نبوت محمدیہ کو بطور روحانی بیوی کے اپنے گھر میں آباد کیا اور اس سے فرقہ مرزائیہ پیدا کیا تو یہ شخص اپنی روحانی ماں کا ناکح و زانی قرار پایا اور فرقہ مرزائیہ اس کی حرامی اولاد ثابت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ اعداداً لفظ ”مرزائی / ۲۵۹“ اور لفظ ”حرامی / ۲۵۹“ برابر ہیں اور پھر اعداداً مرزا اپنی اڑسٹھ سال عمر کے اعتبار سے ”زانی / ۶۸“ اور اپنی انتہر سال عمر کے لحاظ سے ”زانی / ۶۹“ ثابت ہوتا ہے اور پھر خود ”میرزا / ۲۵۸“ اعدادی طور پر ”مادر چود / ۲۵۸“ بن کر سامنے آتا ہے جب کہ دونوں کے اعداد ۲۵۸ ہیں اور آپس میں گھل مل جاتے ہیں۔ اب میں نے زیر بحث مرزائی اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے اور مرزا بزباں خود کہتا ہے:

وانی غصبت المال مال محمد فما انا الا غاصب مفتخر

میں نے محمد ﷺ کا مال غصب کر لیا ہے۔ پس میں ہی غاصب اور فریب کار ہوں۔

ولما غصبت المال منه بغدرة انی غاصب فیکم ومغل مغادر

جب میں نے غداری سے آپ کا مال غصب کر لیا تو تمہارے اندر ایک غاصب اور غدار مغل آ گیا۔

نیز چونکہ مرزا قادیانی نبوت محمدیہ کو اغوا کر کے اپنے گھر میں لے آیا ہے اور اس سے فرقہ مرزائیہ پیدا کیا ہے۔ اس لئے ”غلام احمد قادیانی“ اعدادی طور پر ”فرد غوی / ۱۳۰۰“ اور ”مرید مغو / ۱۳۰۰“ بن کر سامنے آتا ہے اور نبوت محمدیہ کے اغوا کرنے کا اقرار کر لیتا ہے۔

چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے اشعار بالا میں وارث النبی بن کر ہمیں اسی معاملہ میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس لئے میں نے کافی غور و فکر کے بعد ایک بات پہلے ذکر کر دی اور دوسری بات بطور ذیل ذکر کی جاتی ہے۔ تا کہ مرزائیت کے خدوخال نمایاں ہو کر موجب عبرت و نصیحت بن جائیں۔ چنانچہ دوسری بات مجھے یوں معلوم ہوئی ہے :

کہ چونکہ اہل مرزا ایک ہی وقت میں آنحضرت ﷺ اور مرزا قادیانی دونوں کو نبی مانتے ہیں اور دونوں کی اطاعت و تقلید کے مدعی ہیں۔ اس لئے یہ لوگ روحانی طور پر اور دینی اعتبار سے دو پدرے قرار پاتے ہیں جو ایک معیوب و مذموم عمل ہے۔ کیونکہ جب نسب و خاندانیت میں ایک شخص کا دو پدرہ ہونا معیوب اور قابل مذمت امر ہے تو دین و روحانیت میں بھی اہل مرزا کا دو پدرہ ہونا ضرور بالضرور مذموم اور قابل نفرت و حقارت رہے گا۔ لہذا ان سے میرا ناصحانہ مشورہ یہی ہے کہ وہ فوراً مرزائیت سے تائب ہو کر دیناً و مذہباً یک پدرہ بن جائیں اور آنحضرت ﷺ کے واحد دینی باپ ہونے پر اکتفا کر لیں۔ ورنہ ہر ایک مرزائی بطور ذیل میرا مخاطب ہے :

دو پدر مر خویش را در دیں مکن ورنہ دینت اوفتاد از بیخ و بن

تو دین کے اندر اپنے لئے دو باپ نہ بنا۔ ورنہ تیرا دین جڑ اور تہہ سمیت گر گیا۔

گر تو خود را دو پدر ورزیں دیں مر ترا و دین را ناید بھی

اگر تو دین کے اندر اپنے کو دو باپ دے گا تو تیرے میں اور تیرے دین میں کوئی خوبی نہیں آئے گی۔

دین تو از دو پدر گردد لعین گردانی پرس از مولائے دین

تیرا دین دو باپوں سے ملعون بن جائے گا۔ اگر تو نہیں جانتا تو آقائے دین سے دریافت کر لے۔

مصطفیٰ در دین من پدر وحید بست ملعون آنکہ زیں پدرم دوید

میرے دین کے اندر حضرت مصطفیٰ ہی اکیلا باپ ہے جو شخص میرے اسی باپ سے بھاگا وہ ملعون ہے۔

اے برادر یک پدر دین را بدہ بر محمد پدر دیگر رامنہ

اے بھائی جان! اپنے دین کو ایک باپ دے اور محمد ﷺ کے علاوہ دوسرا باپ نہ ڈال۔

پدر دیگر بر محمد گر نہی در بدی با اوفتادی از بہی

اگر تو محمد ﷺ پر دوسرا باپ رکھے گا تو تو نیکی کو چھوڑ کر برائیوں میں گر پڑا۔ ۱۷۴۱

خواہش پدر دگر در تو چراست

تیرے اندر دوسرے باپ کی خواہش والا کہاں ہے۔

بہر من در دین پدرم مصطفیٰ است

میرے لئے میرا دینی باپ حضرت ناجائز ہے۔

در نسب چوں یک پدر داری بہ پیش

جب تو نسب کے اندر اپنے آگے ایک

در دین خود را دو پدر گردادہ

اگر تو نے اپنے دین کو دو باپ دے

گر پدر در نسب بہر تو یکیست

اگر نسب کے اندر تیرا ایک باپ ہے

دین را از دو پدر رسوا مکن

تو اپنے دین کو دو باپوں سے رسوا نہ کر

خویش را از دو پدر بد خو مکن

تو اپنے آپ کو دو باپوں سے بری عاد

مصطفیٰ را ہر کہ نا کافی شمرد

جس شخص نے حضرت مصطفیٰ کو نا کافی

ہر کہ در دین دو پدر بہرہش گرفت

جس شخص نے دین کے اندر اپنے غیرت کو چھوڑ گیا۔

ایں دیانت بر دین خود مہند

تو اسی بے غیرتی کو اپنے دین کے سر

تو مشو دیوث اندر دین خویش

تو اپنے دین کے اندر بے غیرت

دین مارا از دیوث لوٹ نیست

خواہش پدر دگر در تو چراست جز محمد لائق پدری کجاست

تیرے اندر دوسرے باپ کی خواہش کیوں ہے، حضرت محمد ﷺ کے ماسوا باپ بننے والا کہاں ہے۔

بہر من در دین پدرم مصطفاست کہ بجز او پدر دینم نارواست

میرے لئے میرا دینی باپ حضرت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ کیونکہ اس کے سوا میرا دینی باپ ناجائز ہے۔

در نسب چوں یک پدر داری بہ پیش دین را ہم یک پدر کن بہر خویش

جب تو نسب کے اندر اپنے آگے ایک باپ رکھتا ہے تو اپنے دین کو بھی ایک باپ دے۔

در دین خود را دو پدر گردادہ این چنین در نسب خود آمادہ

اگر تو نے اپنے دین کو دو باپ دے دیئے ہیں تو نسب کے اندر بھی تو اسی بات پر آمادہ ہے۔

گر پدر در نسب بہر تو یکیست از چرا در دین پدر تو دوئیست

اگر نسب کے اندر تیرا ایک باپ ہے تو تیرے دین کے دو باپ کیوں ہیں۔

دین را از دو پدر رسوا مکن ہرچہ خواہی کن ولے این را مکن

تو اپنے دین کو دو باپوں سے رسوا نہ کر، جو کچھ چاہتا ہے کر لے لیکن یہی کام نہ کر۔

خویش را از دو پدر بد خو مکن وزاین خوتیرہ آب رو مکن

تو اپنے آپ کو دو باپوں سے بری عادت والا نہ بنا، اور اسی عادت سے اپنی آبرو کو کالا نہ کر۔

مصطفیٰ را ہر کہ نا کافی شمرد رفت اندر کفر و چوں کافر بمرد

جس شخص نے حضرت مصطفیٰ کو نا کافی سمجھا، وہ کفر میں چلا گیا اور کافر کی مانند مر چلا۔

ہر کہ در دیں دو پدر بہر ش گرفت بست دیوٹ و حمیت را بہشت

جس شخص نے دین کے اندر اپنے لئے دو باپ بنائے وہ بے غیرت آدمی ہے اور اپنی غیرت کو چھوڑ گیا۔

این دیوٹ را بدین خود مہند ورنہ دین خویش را دادی گزند

تو ایسی بے غیرتی کو اپنے دین کے ساتھ نہ باندھ، ورنہ تو نے اپنے دین کو ایک دکھ دے دیا۔

تو مشو دیوٹ اندر دین خویش ورنہ دینت از دیوٹ گشت ریش

تو اپنے دین کے اندر بے غیرت نہ بن، ورنہ تیرا دین بے غیرتی سے زخمی ہو گیا۔

دین مارا از دیوٹ لوٹ نیست کہ بدینم جز محمد غوث نیست

ہمارے دین کے لئے بے غیرتی کا دھبہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے دین میں حضرت محمد ﷺ کے بغیر کوئی فریاد رس نہیں ہے۔

دسویں تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ عیسائیت کے مقابلہ میں کاسر الصلیب بمعنی صلیب کو توڑنے والا بن کر آیا ہے اور صلیب پرستی کو پاش پاش کرنا اس کا عظیم مشن ہے جیسا کہ کہتا ہے:

وابغی من المولیٰ نعیماً یسرنی وما هو الا فی صلیب یکسر

میں خدا تعالیٰ سے خوش کرنے والی نعمت چاہتا ہوں اور وہ خواہش صرف صلیب کو توڑنا ہے۔

وذلك فردوسی و خلدی و جنتی فادخلن ربی جنتی انا اضجر

یہ خواہش میرا فردوس میری بہشت اور میری جنت ہے۔ اے خدا مجھے اسی جنت میں داخل کر میں بے قرار ہوں۔

(اعجاز احمدی ص ۷۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۲)

الجواب: یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی یہی تعلی خلاف واقعہ ہے اور چھوٹے منہ سے بڑی بات کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ اس نے صلیب کے واقعہ کی تغلیط و تضلیل نہیں کی۔ بلکہ یہود و نصاریٰ کی موافقت میں اس کی تصحیح و توثیق میں اپنا پورا زور قلم دکھایا ہے اور کہا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکایا گیا ہے اور اس کو یہود نے اتنی دیر تک لٹکائے رکھا کہ ان کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ مسیح صلیب پر مرچکا ہے اور بدن سے اس کی جان پرواز کر گئی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں تھا۔ بلکہ بے ہوش ہو کر کالمیت بن گیا تھا اور نیچے اتارے جانے پر وہ ہوش میں آ گیا اور کشمیر کی طرف بھاگ نکلا۔ بنا برآں اس رائے خبیث کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی اور یہود فلسطین میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ بلکہ دونوں ہی مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکاتے ہیں۔

لیکن اوّل الذکر اس کو صلیب سے بحالت بیہوشی اتارتا ہے اور ثانی الذکر اس کو موت دے کر اتارتا ہے۔ ان حالات میں اگر مرزا قادیانی خوش قسمتی سے مکمل اور پورا یہودی نہیں ہے تو نصف یہودی ضرور بالضرور ہے۔ کیونکہ مسیح کو صلیب پر لٹکانے اور اس پر صلیبی کارروائی کرنے میں دونوں یکساں طور پر مجرم ہیں اور صرف صلیب سے اتار کر بعد کی کارروائی میں دونوں فریق مختلف راہ پر قدم مارتے ہیں۔ مرزا قادیانی اس کو کشمیر کی طرف دوڑاتا ہے اور یہود اس کو وہیں پر دفن کر دیتے ہیں۔ حالانکہ بروئے قرآن مجید حضرت مسیح نہ صلیب پر لٹکایا گیا ہے اور نہ مقتول ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد قرآن ہے: ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ (یہود نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ صلیب پر لٹکایا۔ لیکن انہیں اس بارے میں شبہ ہو گیا۔)

۱۷۶

چونکہ لفظ ”قتل“، ”قتل بالسلاح اور قتل بالصلب“ نے دونوں ذرائع قتل کی نفی کر دی ہے اور مفہوم یہ تلوار اور صلیب دونوں سے قتل نہیں کیا اور اب ص صلیبہ“ نے اس کی بھی نفی کر کے کہہ دی مرزا قادیانی یہود و نصاریٰ کی تائید میں کہتا ہے کہ م مرزا قادیانی قرآن مجید کی مخالفت کرنے پر آدھا ی کیونکہ یہود و نصاریٰ حضرت مسیح کو صلیب پر مردہ ق اس کو بے ہوشی و نیمردگی کی حالت میں نیچے اتارے اسے صلیب پر لٹکانے میں سارے بے ایمان برابر اب میں نے مرزا کے اشعار کو بطور ذیل

ویسعی صلیباً للمسیح لانه

اور وہ مسیح علیہ السلام کے لئے صلیب ک سے مسرور ہوتا ہے۔

فهذا لعین ملحد من بلوغه

پس یہی شخص اپنے بالغ ہونے سے ملعون

ولم یقتل ولم یصلب مسیح

اور مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوا اور نہ صلیب نے ظاہر کیا ہے۔

گیارہویں تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ابطالوی مجھ پر ایمان لا کر صدق دل سے میری تصد ہو جائے گا اور پھر اس کی یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ سے کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے اور حلفاً کہا گیا ہے:

اتحسبه حياً وتالله اننی

کیا تو اس کو زندہ خیال کرتا ہے اور قسم والے کی طرح دیکھتا ہوں۔

وان کلامی صادق قول خالقہ

چونکہ لفظ "قتل" قتل بالاسلحہ اور قتل بالصلیب دونوں کو شامل ہے اور لفظ "ما قتلوه" نے دونوں ذرائع قتل کی نفی کر دی ہے اور مفہوم یہ رہا کہ یہود نے بہبود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو تلوار اور صلیب دونوں سے قتل نہیں کیا اور اب مسیح کا سولی پر لٹکانا باقی رہ گیا۔ اس لئے لفظ "ما صلبوه" نے اس کی بھی نفی کر کے کہہ دیا کہ یہود نے مسیح کو صلیب پر بھی نہیں لٹکایا۔ لیکن مرزا قادیانی یہود و نصاریٰ کی تائید میں کہتا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکایا گیا ہے۔ بنا بر آں مرزا قادیانی قرآن مجید کی مخالفت کرنے پر آدھا یہودی اور آدھا نصرانی بن کر سامنے آتا ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ حضرت مسیح کو صلیب پر مردہ قرار دے کر نیچے اتارتے ہیں اور مرزا و اہل مرزا اس کو بے ہوشی و نیمردگی کی حالت میں نیچے اتارتے ہیں اور پھر اسے کشمیر کی طرف بھگاتے ہیں اور اسے صلیب پر لٹکانے میں سارے بے ایمان برابر ہیں۔

اب میں نے مرزا کے اشعار کو بطور ذیل تبدیل کر دیا ہے :

ویغی صلیباً للمسیح لانه

حظیظ به قلباً به یتسرر

اور وہ مسیح علیہ السلام کے لئے صلیب کو چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ تہہ دل سے محظوظ اور اس سے مسرور ہوتا ہے۔

فہذا لعین ملحد من بلوغہ

ومات ملعوناً لذاھو اجدر

پس یہی شخص اپنے بالغ ہونے سے ملعون اور ملحد ہے اور وہ ملعون ہو کر مرا ولہذا وہ اسی کا اہل ہے۔

ولم یقتل ولم یصلب مسیح

کما قرآننا انباءً وخبر یظہر

اور مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوا اور نہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ جیسا کہ ہمارے قرآن وحدیث نے ظاہر کیا ہے۔

گیارہویں تعلی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے اندر دعویٰ کیا ہے کہ مولوی محمد حسینؒ بٹالوی مجھ پر ایمان لا کر صدق دل سے میری تصدیق کرے گا اور میرے ماننے والوں میں شامل ہو جائے گا اور پھر اس کی یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہؒ کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے اور حلفاً کہا گیا ہے:

اتحسبہ حیاً واللہ انی

اراه کمن یدفی ویفنی ویقبر

کیا تو اس کو زندہ خیال کرتا ہے اور قسم بخدا میں اس کو مرنے والے اور قبر میں جانے والے کی طرح دیکھتا ہوں۔

وان کلامی صادق قول خالق

ومن عاش منکم برہۃ فسینظر

اور میرا کلام سچا ہے اور میرے خالق کا قول ہے اور تم میں جو شخص کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ ضرور دیکھ لے گا۔

وما قلتہ من عند نفسی کراجم اريت ومن امر القضا تعجب

اور میں نے اپنے دل کی اٹکل سے بات نہیں کی۔ بلکہ کشفاً مجھے دکھلایا گیا ہے اور میں تقدیر کے فیصلہ سے حیران ہوں۔

(اعجاز احمدی ص ۵۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۶)

الجواب: اینکہ مرزا قادیانی کی یہی متکبرانہ تعلیٰ اور متکبرانہ پیش گوئی غلط ثابت ہوئی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وفات مرزا کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہا اور اس کی تغلیط وتضلیل کرتا رہا۔ لیکن اس کے برعکس میری وہ پیش گوئی جو جلال الدین شمس کے متعلق کی گئی تھی، بالکل قلیل عرصہ میں پوری ہو گئی اور میرے لئے نشان صداقت بن گئی۔ اب میں نے مرزائی اشعار بالا کے جواب میں بطور ذیل کہا ہے:

ولم يؤمن بذا المرزا حسين ولم يعدده من خير الرجال

مولوی محمد حسین نہ مرزا پر ایمان لایا، اور نہ اس کو اچھے لوگوں سے شمار کیا۔

وهذا لم يصدقہ يقيناً ولم يحضره يوماً في مجال

اور اس نے اس کی یقیناً تصدیق نہیں کی اور وہ کسی دن اس کے پاس اس کی غول گاہ میں حاضر نہیں ہوا۔

بقی کل عمر من عداہ ولم يؤمن به وقتا ببال

وہ اپنی ساری زندگی میں اس کے اعداء میں سے رہا اور کسی وقت بھی اس کو دل سے نہیں مانا۔

بل افتی ان ذا حقاً کذب وحقاً ان ذا شر المغال

بلکہ اس نے فتویٰ دے دیا کہ یہ شخص سچ مچ کذاب ہے اور وہ درست طور پر مغلوں میں سے ایک شریر شخص ہے۔

حسین عاش من بعد المرزا زماناً ذا عراض ذاطوال

مولوی محمد حسین مرزا قادیانی کے بعد ایک عریض و طویل زمانہ تک زندہ رہا۔

بقی بعد ذا اخیراً سلیملاً ولم يعلمه الا ذا دجال

وہ اس کے بعد باخیریت و سلامتی زندہ رہا اور اس نے اس کو دجال ہی یقین کیا۔

وسماہ غراب الزمن دیناً یباغی الدین زاغاً بالمحال

اور دینی طور پر اس نے اس کا نام غرابِ زمن رکھا، جو باحیلہ زاغ بن کر دین سے لڑتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ میں نے یہاں پر مرزا قادیانی کی صرف گیارہ تعلیمات ذکر کی ہیں - ورنہ زیر جواب قصیدہ ان سے زیادہ تعلیمات پر حاوی ہے اور پھر طرفہ تر بات یہ ہے کہ مذکورہ تعلیمات کے باوجود مرزا قادیانی نے حلفاً لکھ دیا کہ میں نے اپنے قصیدہ کے اندر کسی قسم کی تعلی کو استعمال نہیں کیا۔ جیسا کہ صاف لکھا گیا ہے:

وواللہ انی ما ادعیت تعلیاً وابغی حیاتا ما یلہا التکبر

اور بخدا میں نے کسی تعلی کا دعویٰ نہیں کیا اور میں ایسی زندگی چاہتا ہوں جس کے پیچھے تکبر وغرور نہ ہو۔

(اعجاز احمدی ص ۵۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۰)

بنا برآں! اب قارئین کرام خود فیصلہ کر لیں کہ تعلیمات کر لینے کے بعد مرزا قادیانی کا حلفاً کہہ دینا کہ میں نے کسی قسم کی تعلی کو اپنے لئے استعمال نہیں کیا۔ ایک سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور پھر اس قسم کی جھوٹی قسم اس پر لعنت بھیجتی ہے اور اس کو حلاف کاذب ثابت کرتی ہے۔

مرزائی قصیدہ کے عیوب و نقائص

مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے بارہ میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ قصیدہ مع اردو مضمون کے صرف پانچ ایام میں خدا تعالیٰ کی تائید و توفیق اور روح القدس کی مدد و عنایت سے لکھا گیا ہے۔ اگر فی الواقع مرزائی دعویٰ صحیح ہے تو پھر اس میں کسی قسم کا عیب و نقص نہ ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ انسان تو خطاء و نسیان کا پتلا ہے۔ اس سے اغلاط و نقائص کا ہونا از قسم ممکنات ہے۔ لیکن خدا و روح القدس سے اغلاط و نقائص کا ہونا از قبیل محالات ہے۔ جیسا کہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ بایں ہمہ مرزائی قصیدہ کے اندر بہت سے غیر موزوں اور غیر معقول عیوب و نقائص موجود ہیں جو قصیدہ کے منجانب اللہ و من جانب القدس ہونے کی تغلیط و توضحیک کرتے ہیں اور علی الاعلان بتاتے ہیں کہ یہ

قصیدہ شیطان لعین یا کسی خبیث روح کے اشارات پر لکھا گیا ہے۔ ورنہ اس میں عیوب و نقائص کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ انہی حالات کے پیش نظر مرزائی قصیدہ کے چند عیوب و نقائص کو صرف قصیدہ اعجازیہ کے پہلے ابتدائی اشعار سے منتخب کر کے تحریر کرتا ہوں اور صحت و سقم کا فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتا ہوں اور باقی ماندہ اشعار کے عیوب و نقائص کو بخوف طوالت کتاب ترک کرتا ہوں۔

قصیدہ ہذا کے عیوب و نقائص کو سمجھانے اور سمجھنے کے لئے چند تمہیدی امور کو بطور مقدمۃ الجیش کے ذکر کیا جاتا ہے۔ تا کہ میرا نظریہ بلا کسی اشکال و دقت کے سمجھا جاسکے اور میری کہی ہوئی بات قارئین کرام کے اذہان میں بیٹھ جائے اور وہ اس سے محظوظ و مسرور ہوسکیں۔

جاننا چاہئے کہ ایک قصیدہ یا نظم چند اشعار سے مرتب ہوتی ہے اور پھر ہر ایک شعر کے دو برابر مصرعے یا دو برابر حصے ہوتے ہیں اور پھر ہر شعر کے پہلے مصرعہ کو صدر اور دوسرے مصرعہ کو عجز کہا جاتا ہے اور پھر پہلے مصرعہ کی آخری جزو کو عروض اور دوسرے مصرعہ کی آخری جزو کو ضرب اور باقی اجزاء کو حشویات کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ زیر جواب قصیدہ کا پہلا شعر بطور ذیل ہے:

ایا ارض مد قد دفاک مدمر

وار داک ضلیل واغبراک موغو

یہی قصیدہ اپنے عروض و ضرب میں تھوڑے سے تغیر کے بعد بحر طویل کے وزن پر آیا ہے اور بحر طویل کا وزن بطور ذیل ہے:

فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

اور تغیر صرف یہ ہے کہ ہر شعر کا عروض و ضرب بجائے مفاعیلن کے مفاعیلن کے وزن پر آیا ہے۔ چنانچہ شعر بالا کا عروض لفظ ”مدمر“ بروزن ”مفاعیلن“ ہے اور اس کی ضرب لفظ ”کموغو“ بھی اسی وزن ”مفاعیلن“ پر ہے اور باقی اجزاء بنام حشویات موسوم ہیں۔

نیز یہ بھی ذہن نشین رہے کہ عروض و ضرب کا یہی وزن ”مفاعیلن“ لازمی طور پر شروع قصیدہ سے تا آخر قصیدہ جائے گا اور اس میں دیگر تغیر نہیں آسکے گا۔ ورنہ قصیدہ داغدار اور معیوب قرار پائے گا۔ لیکن اجزائے حشویہ کا ہر تغیر غیر لازمی ہو کر یکے بعد دیگرے بھی آئے گا اور کبھی نہیں آئے گا۔

نیز ہر قصیدہ کا ایک قافیہ ہوتا ہے جو اس کے ہر شعر کی آخری جزو میں ہوتا ہے اور وہ بالالتزام آخر قصیدہ تک جاتا ہے۔ چنانچہ قصیدہ ہذا کا قافیہ پہلے شعر کے اندر لفظ ”موغو“ ہے۔ کیونکہ قافیہ ہر شعر کے آخری حرف ساکن سے شروع ہو کر اس قریبی متحرک تک جاتا ہے جس کے بعد حرف ساکن موجود ہو۔ جیسے لفظ ”موغو“ میں قافیہ واؤ اشباعیہ سے شروع ہو کر حرف ”م“ تک جاتا ہے جس کے بعد واؤ ساکنہ موجود ہے۔ یہی قافیہ قصیدہ کے آخر تک جائے گا اور پھر قافیہ کا آخری حرف روی حرف ”ر“ ہے اور قصیدہ کو قصیدہ رائیہ کہا جائے گا۔ چنانچہ قصیدہ ہذا کا حرف روی حرف ”ر“ ہے اور قصیدہ کو قصیدہ رائیہ کہا جائے گا اور قصیدہ ہذا کا حرف روی مضموم ہے اور اس کا ضمہ آخر قصیدہ تک جائے گا۔ اگر اس کے کسی شعر میں حرف روی کا ضمہ کسرہ یا فتحہ یا جزم سے تبدیل ہوگا اور یہ عیب قصیدہ ہے اور قافیہ داغدار ہے۔ جیسا کہ ص ۵۲ پر لفظ ”واحذر“ لکھا اور پڑھا گیا ہے اور جزم کو ضمہ سے بدلا گیا ہے اور اگر حرف روی کسی دوسرے حرف سے بدل جائے تو یہ بھی عیب قافیہ ہے۔ جیسا کہ ص ۶۲ پر لفظ تصح ہے جس کی روی بجائے حرف ”ر“ کے حرف ”ح“ آگئی

۱۸۰

ہے جو عیب قصیدہ کا نام پاتی ہے اور پھر قافیہ کا ل کہلاتا ہے۔ چنانچہ قصیدہ ہذا کا حرف روی حرف ر

مرزائی قصیدہ کے چ

جاننا چاہئے کہ مرزائی قصیدہ کے بیشتر اور پھر واقعیت اور حقیقت سے عمدتاً گریز و احترا صاحب کو بازاری الفاظ و القاب سے دل کھول ضروری سمجھا ہے کہ نمونہ مرزائی قصیدہ کے ابت مرزائی خرافات و شتائم کا اندازہ ہو سکے اور وہ دف سکیں۔ میرا نمونہ تصحیح بطور ذیل ہے:

• پہلے شعر میں مولوی ثناء اللہ صاحب.....۱

وہ ایک صحت مند اور حق پرست اور صاف دل آ

ایا ارض مد قد اتاک معمر

اے زمین مڈ! تیرے پاس ایک آ

باخبر آدمی نے زندہ کر دیا۔

• دوسرے شعر میں مولوی صاحب کو.....۲

وہ ایک محقق اور صلح کن آدمی تھا اور کسی کے قابو م

دعوت لشنا علامۃ متبحراً

اے زمین مڈ! تو نے ہمارے لئے

جس کا پکڑنا مشکل ہے۔

• تیسرے شعر میں یہ غلط بیانی ہے.....۳

حالانکہ وہ بحث و مناظرہ کرنے کے لئے فریق تصحیح بطور ذیل ہے:

اجاء ک فیہ صاحباہ بعجلۃ

اور تیرے پاس اس کی طرف سے

نہیں چاہتے اور صبر کرتے ہیں۔

ہے جو عیب قصیدہ کا نام پاتی ہے اور پھر قافیہ کا آخری حرف جس پر قصیدہ مبنی ہوتا ہے حرف روی کہلاتا ہے۔ چنانچہ قصیدہ ہذا کا حرف روی حرف را ہے اور قصیدہ کو قصیدہ رائیہ کہا جائے گا۔

مرزائی قصیدہ کے چند ابتدائی اشعار کی تصحیح

جاننا چاہئے کہ مرزائی قصیدہ کے بیشتر اشعار میں غلط بیانی اور بدگمانی سے کام لیا گیا ہے اور پھر واقعیت اور حقیقت سے عمدتاً گریز و احتراز کو اپنایا گیا ہے اور بالخصوص مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کو بازاری الفاظ و القاب سے دل کھول کر مضروب و مجروح کیا گیا ہے۔ بنا برآں میں نے ضروری سمجھا ہے کہ نمونہ مرزائی قصیدہ کے ابتدائی اور درمیانی اشعار کی تصحیح کر دی تاکہ قارئین کو مرزائی خرافات و ذمائم کا اندازہ ہو سکے اور وہ دیگر اشعار پر میرے نمونہ کے مطابق خود تنقیح و تصحیح کر سکیں۔ میرا نمونہ تصحیح بطور ذیل ہے:

۱..... پہلے شعر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو ہلاک شدہ اور گمراہ اور کینہ ور کہا گیا ہے۔

حالانکہ

وہ ایک صحت مند اور حق پرست اور صاف دل آدمی تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

ایہا ارض مکہ قد اتاک معمر وارضاک علیم و حیاک خیرا

اے زمین مکہ! تیرے پاس ایک آباد کار آ گیا اور تجھے ایک علامہ نے خوش اور ایک باخبر آدمی نے زندہ کر دیا۔

۲..... دوسرے شعر میں مولوی صاحب کو کاذب و مفسد اور پکڑ جانے والا کہا گیا ہے۔ حالانکہ

وہ ایک محقق اور صلح کل آدمی تھا اور کسی کے قابو میں آنے والا نہیں تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

دعوت لنا علامۃ متبحراً وذا حوت بحر اخذہ متعذر

اے زمین مکہ! تو نے ہمارے لئے ایک تبحر علامہ کو بلا لیا ہے اور یہ سمندر کی مچھلی ہے جس کا پکڑنا مشکل ہے۔

۳..... تیسرے شعر میں یہ غلط بیانی ہے کہ مرزائی نمائندے برادر ناصح بن کر آئے تھے۔

حالانکہ وہ بحث و مناظرہ کرنے کے لئے فریق مخالف بن کر مقام مکہ میں وارد ہوئے تھے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

اجاءک منہ صاحباه بعجلۃ وقالاک لانبعی فسادا ونصیر

اور تیرے پاس اس کی طرف سے بعجلہ اس کے دو ساتھی آئے، اور تجھ کو کہا کہ ہم فساد نہیں چاہتے اور صبر کرتے ہیں۔

۴..... چوتھے شعر میں اہل مدینہ کو قیدی اور متعصب کہا گیا ہے اور مولوی صاحب کو دغا باز بھیڑیا

کا نام دیا گیا ہے۔ حالانکہ اہل مدینہ احرار اور قید و بند سے آزاد تھے اور مولوی صاحب ایک بے شر علامہ تھے اور اونچے مناظر اسلام تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وكان اھاليك اھالى حقيقۃ دعوا ليث فنجاب لھم ھو حيدر

تیرے باشندگان اہل حقیقت ہیں اور انہوں نے اپنے لئے شیر پنجاب کو دعوت دی جو ایک بہادر آدمی تھا۔

۵..... پانچویں شعر میں مولوی صاحب کو بھیڑیا کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیر پنجاب اور اہل علم تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وجئنا بليث بعد جھد اذابنا وھذا ثناء اللہ حقاً غضنفر

اور ہم بہت کوشش کے بعد ایک شیر کو لے آئے اور یہی شیر حقیقتاً مولوی ثناء اللہ ہی ہے۔

۶..... چھٹے شعر میں مولوی صاحب کو لاف زن اور بکواسی کہہ کر اس کی جیت اور کامیابی پر استہزاء کیا گیا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

فلما اتاھم سرھم بعلومہ وقال بفضل اللہ اني مظفر

جب مولوی صاحب ان کے پاس آیا تو ان کو اپنے علوم سے خوش کر دیا اور کہا کہ میں بفضل خدا کامیاب ہوں۔

۷..... ساتویں شعر میں یہ غلط بیانی ہے کہ مولوی صاحب چھپ کر بیٹھنے کے لئے نہیں آئے

گئے۔ بلکہ مجلس مناظرہ میں کھل کر بحث کرنے کو تشریف لائے تھے اور مجلس مناظرہ سے بھاگ جانے کے لئے نہیں آئے تھے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وقال لهم لا تستروني واعلنوا وقولوا لاعدائي جميعاً تحضروا

اور اس نے ان سے کہا دیا کہ مجھے مت چھپاؤ اور اعلان کر کے میرے سب دشمنوں کو کہہ دو کہ حاضر ہو جاؤ۔

۸..... آٹھویں شعر میں اہل مدینہ کو کینہ اور شریر کہا گیا ہے اور انہیں دوزخی بتا کر خوشی کا اظہار

کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ شریف اور باوقار لوگ تھے اور بہشتی کردار کے مالک تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وارضی اہالی مدنا بمجیئہ وقال لهم نصر من الله حاضر

اور اس نے اپنے آنے سے اہل مدینہ کو خوش کر دیا اور ان سے کہا کہ خدا کی مدد حاضر ہو چکی ہے۔

۱۸۲

۹..... نویں شعر میں مولوی صاحب کو

باشعور انسان تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے

تکلم کالاشراف فہماً وفطنة

اور اس نے شرفاء کی مانند فہم و فراس

۱۰..... دسویں شعر میں ہر خواندہ قصید

شک ہے تو اہل مدینہ سے پوچھ لے - جنہو مرزائی مناظر سرور شاہ ناکام رہا تھا - میری

وان كنت في شك بعظمة علم

اور اگر تو اس کے علم کی عظمت کو مدینہ میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے -

۱۱..... گیارہویں شعر میں شرط موجود

فلما التقى الجمعان للبحث في مبحث

جب دونوں جماعتیں بحث اجازت دے کر کہا کہ لوگو! حاضر ہو جاؤ -

۱۲..... بارہویں شعر میں اہل مدینہ کو درند

وہ لوگ صلح پسند افراد تھے اور ان کی مجلس مناظر

علا علمہ فوق المرآزی جمیعہم

اس کا علم سب مرزائیوں پر غا

۱۳..... تیرہویں شعر میں مرزا قادیانی

حالانکہ وہ اپنی کمزوری سے پریشان تھا او میری تصحیح بطور ذیل ہے -

فانزل من رب السماء سکین

پس ہمارے شیر پر رب آسمان ک

۱۴..... چودہویں شعر میں مرزا قادیانی

بروح الله كها هے - ءالانكه ءوران مناظره قاطعه غالب رهے اور ميري تصحيح بطور ذيل

۹..... نوین شعر میں مولوی صاحب کو کمینہ اور بیوقوف کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ فہیم و عقیل اور

باشعور انسان تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

تکلم کالاشراف فہماً وفطنة کما قد اتانا بحثہ المتشہر

اور اس نے شرفاء کی مانند فہم و فراست سے بات کی۔ جیسا کہ ہم کو اس کی مشہور بحث آچکی ہے۔

۱۰..... دسویں شعر میں ہر خوانندہ قصیدہ کو کہا گیا ہے کہ اگر تجھے مولوی صاحب کی ناکامی میں

شک ہے تو اہل مکہ سے پوچھ لے۔ جنہوں نے اس کو اپنا مناظر بنایا ہے۔ حالانکہ مناظرہ میں مرزائی مناظر سرور شاہ ناکام رہا تھا۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وان كنت فى شك بعظمة علمه فسل من رأى هذا بمكة يناظر

اور اگر تو اس کے علم کی عظمت میں شک کرتا ہے تو اس شخص سے پوچھ لے جس نے اس کو مکہ میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے۔

۱۱..... گیارہویں شعر میں شرط موجود ہے۔ لیکن اس کی جزا غائب ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

فلما التقى الجمعان للبحث فى معترك اجازا وقالوا ايها الناس احضروا

جب دونوں جماعتیں بحث کے لئے میدان جنگ میں جمع ہوئیں تو انہوں نے اجازت دے کر کہا کہ لوگو! حاضر ہو جاؤ۔

۱۲..... بارہویں شعر میں اہل مکہ کو درندہ قوم اور ان کی مجلس مناظرہ کو کان خباثت کہا گیا ہے۔ حالانکہ

وہ لوگ صلح پسند افراد تھے اور ان کی مجلس مناظرہ باہمی مصالحت کی کوشش تھی۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

علا علمہ فوق المرآزی جمیعہم ومن خاف من ذا عالم ہو سرور

اس کا علم سب مرزائیوں پر غالب آگیا اور جو شخص اس عالم سے ڈر گیا وہ سرور شاہ تھا۔

۱۳..... تیرھویں شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے نمائندہ سرور شاہ کو مطمئن اور با سکون کہا ہے۔

حالانکہ وہ اپنی کمزوری سے پریشان تھا اور مولوی صاحب اپنے دلائل پر پرسکون اور مطمئن تھے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

فانزل من رب السماء سکینۃ علی اسدنا واللہ ایاہ ینصر

پس ہمارے شیر پر رب آسمان کی طرف سے سکون اترایا اور خدا تعالیٰ اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔

۱۴..... چودھویں شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے نمائندہ کو قوت مناظرہ دے کر اس کو مؤید

بروح اللہ کہا ہے۔ حالانکہ دوران مناظرہ اس کے دلائل کمزور تھے اور مولوی صاحب کے برابین قاطعہ غالب رہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

واعطاه رحمن له قوة الوغی وایده روح امین مطہر

اور اسے اس کے رحمن نے لڑائی کی قوت دے دی اور باامن پاک روح نے اس کی تائید کردی۔

۱۵..... پندربویں شعر میں صرف ایک گروہ کو مشورہ دہندہ کہا گیا ہے۔ حالانکہ سب گروہوں

نے میدان مناظرہ کو متعین کیا تھا۔ بنا بر آں شعر لہذا کا آخری لفظ بجائے ”المعشر“ کے ”المعاشر“ ہونا

چاہئے اور اس طرح پر ضرب کا وزن مفاعل بھی پورا رہتا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وکان جدال طرد القوم بالضحی الی خطۃ اوی الیہا المعاشر

لڑائی قوم کو بوقت چاشت ایسے علاقہ کی طرف لے گئی جس کی طرف سب گروہوں نے اشارہ کیا تھا۔

۱۶..... سولہویں شعر کی تصحیح بطور ذیل ہے اور دھوپ سے بچنے کے لئے سایہ دار میدان کو

اختیار

کیا گیا تھا۔

تحرروا لہذا البحث ارضاً شجیرۃ لکی یا منوا من حر شمس تحرر

انہوں نے اسی بحث کے لئے سایہ دار میدان کو سوچ لیا تا کہ وہ گرم کنندہ سورج کی گرمی سے امن میں رہیں۔

۱۷..... سترہویں شعر میں بحث کرنے والے دونوں فریقین کو نامزد کیا گیا ہے اور صاف

عبارت بطور ذیل ہے:

وکان ثناء اللہ من اہل سنۃ ومن اہل مرزا للتخاصم سرور

اور بحث کے لئے مولوی ثناء اللہ اہل سنت کی طرف سے اور اہل مرزا کی طرف سے سرور شاہ تھا۔

۱۸..... اٹھارویں شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے نمائندہ کو شیر اور مولوی ثناء اللہ کو بھیڑیا قرار دیا

ہے۔ حالانکہ اصل معاملہ برعکس تھا۔ کیونکہ مولوی صاحب شیر پنجاب کے لقب سے مشہور تھا اور اس کے نمائندہ کا یہ لقب نہ تھا اور پھر لفظ ”اجمۃ“ لفظاً مؤنث ہے اور اس کی طرف مذکر ضمیر یہ لوٹائی گئی ہے۔ جو غلط ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

کان مقام البحث کان کاجمۃ بہا ذنبہ یعوی واسدی یزاعر

گویا کہ مقام بحث ایک جھاڑی کی مانند تھا جس میں اس کا بھیڑیا چیختا تھا اور میرا شیر دھاڑتا تھا۔

۱۸۴

۱۹..... انیسویں شعر میں یہ غلط بیانی

گیا۔ حالانکہ اس نے اپنی جماعت کی تصحیح کہا گیا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

وقام ثناء اللہ یدعو مرزا بہ

مولوی ثناء اللہ کھڑا ہو کر مرزا کیلئے

۲۰..... بیسویں شعر میں مولوی صاحب

صاحب صاف دل اور حق گو آدمی تھے۔ میر

وکان ثناء اللہ قلباً مصلیا

اور ثناء اللہ قلبی طور پر صاف آدمی تھ

۲۱..... اکیسویں شعر میں مولوی صاحب

بجائے خود مرزا قادیانی نمائندہ مکار شاہ مکا

سعی سعی حق فی ہدایۃ سرور

مولوی صاحب نے سرور شاہ کو حق

۲۲..... بائیسویں شعر میں مولوی صا

درست ہے اور درست بات کہنے والے کو بجائے مولوی صاحب کو مکار کہا ہے اور میری

واظہر حقاً بالوضاح لسرور

مولوی صاحب نے سرور شاہ کو حق کو چھپا دیتی ہے۔

۲۳..... تیئیسویں شعر میں مولوی صاحب

لوگ طوالت پسند ہوتے ہیں اور میری تصحیح بط

فشق علی صاحب لمرزا اختصارہ

پس اصحاب مرزا پر اختصار بحث شا

۲۴..... چوبیسویں شعر میں مولوی صاحب

مرزا کی نمائندہ تھا اور میری تصحیح بطور ذیل ہے

۱۹..... انیسویں شعر میں یہ غلط بیانی ہے کہ مولوی صاحب اپنی جماعت کا مغوی اور مضل بن

گیا۔ حالانکہ اس نے اپنی جماعت کی صحیح رہنمائی کی تھی اور پھر اہل السنۃ والجماعۃ کے لوگوں کو کمینہ کہا گیا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے :

وقام ثناء الله يدعو مرزباً الى الحق لكن كلهم منه انكروا

مولوی ثناء اللہ کھڑا ہو کر مرزائیوں کو حق کی طرف بلاتا ہے۔ لیکن وہ سب حق کے منکر ہو گئے۔

۲۰..... بیسویں شعر میں مولوی صاحب کو کینہ ور اور حاسد اور بکواسی کہا گیا ہے۔ حالانکہ

مولوی

صاحب صاف دل اور حق گو آدمی تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے :

وكان ثناء الله قلباً مصافياً وراة صراط الحق والحق ينصر

اور ثناء اللہ قلبی طور پر صاف آدمی تھا اور اس نے راہ حق کو اختیار کیا اور حق ضرور مدد کر جاتا ہے۔

۲۱..... اکیسویں شعر میں مولوی صاحب کو فتنہ باز اور مکار کہا گیا ہے۔ لیکن مولوی صاحب کی

بجائے خود مرزا قادیانی نمائندہ مکار شاہ مکار اور فتنان آدمی تھا اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

سعى سعى حق فى هداية سرور ولكن لهذا فى الضلال تحجر

مولوی صاحب نے سرور شاہ کو حق دکھانے کی پوری کوشش کی لیکن گمراہی میں وہ پھنسا ہوا

ہے۔

۲۲..... بائیسویں شعر میں مولوی صاحب کو بحث کے لمبا کھینچنے پر ناخوش بتایا گیا ہے جو

درست ہے اور درست بات کہنے والے کو مکار حیلہ جو نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنی بجائے مولوی صاحب کو مکار کہا ہے اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

واظہر حقاً بالوضاح لسرور وقال طوال البحث للحق مستر

مولوی صاحب نے سرور شاہ کو حق بات وضاحت سے کہہ کر کہہ کر بحث کی طوالت حق کو چھپا دیتی ہے۔

۲۳..... تئیسویں شعر میں مولوی صاحب کا پیش کردہ مشورہ اہل مرزا کو شاق گزرا۔ کیونکہ یہ

لوگ طوالت پسند ہوتے ہیں اور میری تصحیح بطور ذیل ہے۔

فشق علی صاحب لمرزا اختصارہ لبحث وطول البحث فيهم محشم

پس اصحاب مرزا پر اختصار بحث شاق گزرا اور ان میں بحث کی طوالت باعث برکت ہوتی ہے۔

۲۴..... چوبیسویں شعر میں مولوی صاحب کو بددعا دی گئی ہے۔ حالانکہ اس بددعا کا مستحق

خود

مرزائی نمائندہ تھا اور میری تصحیح بطور ذیل ہے:

اتنی سرور بالبحث عند غضنفر فقال حاک اللہ یا متسرور

سرور شاہ شیر پنجاب کے پاس غلط بات لایا۔ پس اس نے کہا اے سرور شاہ بننے والے! تجھ پر خدا کی پھٹکار ہو۔

۲۵..... پچیسویں شعر میں مولوی صاحب اور اس کے ساتھیوں کو بیوقوف کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ

سب اہل فہم و فراست تھے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

اقل زمان البحث مقدار ساعة فلم يرضها ليث وصحب تحضروا

بحث کا کم تر وقت بقدر ایک گھنٹہ ہے۔ پس اس کو شیر پنجاب اور حاضر ساتھیوں نے قبول نہ کیا۔

۲۶..... چھبیسویں شعر میں تہائی گھنٹہ کی رضا مندی کے بعد دلوں اور سینوں میں بغض و عداوت

اور سیف و خنجر کو باقی رکھا گیا ہے۔ حالانکہ رضامندی کے تمام خدشات و خطرات کو دور کر

دیتی ہے۔ میری تصحیح بطور ذیل ہے:

رضوا بعد تکرار بثلاث ساعة فامن اتی فيهم وفرت خناجر

وہ بحث و تکرار کے بعد تہائی گھنٹہ پر راضی ہو گئے اور ان میں امن آ گیا اور خنجریں بھاگ گئیں۔

درمیان قصیدہ سے چار اشعار کی تصحیح

۱..... قصیدہ کے پانچویں صفحہ کے ایک شعر میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق یہ پیش گوئی

کی گئی کہ وہ مناظرہ مکہ کے ایک سال بعد ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن یہ پیش گوئی غلط رہی۔ کیونکہ مولوی صاحب مناظرہ مکہ کے بعد تقریباً چالیس سال تک بخیر و عافیت زندہ رہا اور خود مرزا قادیانی اسی مناظرہ کے بعد سال ششم میں ہلاک ہو گیا۔ اصل شعر بطور ذیل ہے:

اری الموت یعتام المكفر بعده بما ظهرت ای السماء وتظهر

میں موت کو دیکھتا ہوں کہ وہ مناظرہ کے ایک سال بعد میرے مکفر کو ہلاک کرے گی۔ کیونکہ نشانات آسمان ظاہر ہیں اور ظاہر ہوں گے۔

وجہ یہ ہے کہ لغتاً کہا جاتا ہے: ”اعتامہ الموت“ موت نے اس کو ایک سال میں ہلاک کر دیا اور مولوی صاحب اس پیش گوئی کے مطابق ایک سال میں مناظرہ مکہ کے بعد ہلاک نہ ہوا۔ بلکہ مدت دراز تک زندہ رہا اور خود مرزا قادیانی چھ سال کے بعد ہلاک ہو گیا اور میں نے جواباً بطور ذیل کہا ہے:

رأیت الموت اهلك ذا غلاماً بعام سادس بعد النزاع

میں نے موت کو دیکھا ہے کہ اس نے اسی غلام کو مناظرہ مکہ کے بعد چھٹے سال میں ہلاک کر دیا۔

وهذا كان من عباد كفر وعبد الكفر من سقط المتاع

اور یہ شخص کفر پرستوں میں سے ایک تھا اور کفر کا غلام ردی سامان میں شمار ہوتا ہے۔

۲..... اور قصیدہ کے چھٹے صفحہ کا پانچواں شعر بطور ذیل ہے جو لفظاً غلط ہے :

وقيل لا ملا الكتاب كمثلہ فقال كاهل العجب انى ساسطروا

اور اسے ثناء اللہ کہا گیا کہ اعجاز المسیح جیسی کتاب لکھ، اس نے مغروروں کی طرح کہہ دیا کہ میں بالضرور لکھ لوں گا۔ جاننا چاہئے کہ یہی شعر چند وجوہ سے غلط اور معیوب ہے۔

۰ اوّل..... یہ کہ لفظ ”لاملا“ امر حاضر واحد کا صیغہ ہے اور امر حاضر پر لام تاکید نہیں آتی بلکہ صرف امر غائب و متکلم پر آتا ہے۔

۰ دوم..... یہ کہ ”املا“ مصدر ”املاء“ مہموز لام سے بنایا گیا ہے اور معنی پر کرنا اور بھرنا ہے اور تحریر کرنا اور لکھنا نہیں ہے۔ بلکہ لکھنا اور تحریر کرنے کا معنی صرف ”املا“ معتل اللام کا ہے اور وہ بشكل ”امل“ لکھا جاتا ہے۔

۰ سوم..... یہ کہ امر حاضر واحد کا صیغہ مصدر معتل اللام سے بلفظ ”امل“ آتا ہے اور بلفظ ”املا“ نہیں آتا۔ صحیح شعر بطور ذیل ہے :

وقيل له امل الكتب كمثلہ فقال كاهل العجب انى ساسطر

۳..... قصیدہ کے ساتویں صفحہ کا پہلا الہامی شعر بطور ذیل ہے :

فقد سرنى فى هذه الصورة صورة ليدفع ربي كلما كان يحشر

مجھے ان صورتوں میں ایک صورت نے خوش کر دیا تاکہ رب تعالیٰ اس کے اٹھائے ہوئے بہتان کو دور کر دے۔

جاننا چاہئے کہ یہی شعر باوجود الہامی ہونے کے چند وجوہ سے معیوب اور قابل اصلاح ہے۔

• اوّل..... یہ کہ شعر ہذا میں اسم اشارہ موجود ہے اور سابقاً اس کا مشارالیه موجود نہیں ہے۔

• دوم..... یہ کہ کلمہ فی کی بجائے کلمہ من ہونا چاہئے۔ تاکہ چند صورتوں میں سے ایک صورت کا

انتخاب کیا جاسکے۔

• سوم..... یہ کہ ”صُورَ“ کو ”صُورَةُ“ پڑھنا پڑتا ہے۔ صحیح شعر بطور ذیل ہے:

لقد سرنی ربی بایحاء صورة دفعنا بها ماذا علیٰ یسطر

خدا تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی صورت بتا کر خوش کر دیا کہ جس سے ہم نے اس کے لکھے جانے والے بہتان کو دور کر دیا۔

۴..... قصیدہ کے چودھویں صفحہ کا ایک صحیح شعر بطور ذیل ہے :

ارضعت من سعلی الفلایا ابو الوفاء فمالک لا تخشی ولا تتفکر

اے ابوالوفاء! کیا تجھے غول کا دودھ پلایا گیا ہے۔ تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو نہ ڈرتا ہے اور نہ فکر کرتا ہے۔

اور اصل شعر میں یہ غلطی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے شعر میں لفظ ”غول“ استعمال کیا ہے اور غول بمعنی دیو اور شیطان مذکور ہوتا ہے اور دودھ نہیں دیتا اور دودھ اس کی مؤنث سعلی دیتی ہے۔ جب کہ وہ حاملہ بنتی ہے اور بچہ جنتی ہے اور دودھ دیتی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی چونکہ خنثی مشکل تھا اور مردانہ وزنانہ آلات تناسل رکھتا تھا اور اس کے دونوں پستان سے دودھ نکلتا تھا۔ اسلئے اس نے غول کو اپنے اوپر قیاس کر لیا اور اسے دودھ دینے والا بنا دیا اور سعلی کو چھوڑ کر غول لکھ دیا۔

مرزائی قصیدہ کے چند مشہور نقائص

• اول..... یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے قصیدہ کے مجزوم حرف روی کو مضموم لکھا ہے جس کو اصطلاح

نظم میں اکفاء کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے چھٹے صفحہ کا لفظ ”لم یتحسر“ ہے اور مجزوم الراء ہے۔ لیکن اس کو مرفوع الراء لکھا گیا ہے۔ حالانکہ لفظ : ”لا یتحسر“ (نہیں تھکتا) لکھا جا سکتا تھا اور یہی عیب ونقص بہت سے مقامات پر موجود ہے۔ چنانچہ قصیدہ کا آخری شعر بھی اسی عیب ونقص سے معیوب ہے اور ”انصر“ کو ”انصرو“ لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے :

ویارب ان ارسلتنی بعنایة فاید وکمل کل ماقلت وانصروا

اے اللہ ! اگر تو نے مجھ کو اپنی عنایت سے رسول بنایا ہے تو میری تائید و مدد کر اور میری کہی ہوئی بات کو کامل کر۔

• دوم..... یہ کہ اگر قافیہ کے آخری حرف کو جو روی کہلاتا ہے۔ دوسرے حرف سے بدل دیا جائے تو یہ بھی عیب قصیدہ اور نقص نظم ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے اٹھارویں صفحہ پر بجائے ”لسحر“ کے ”تصبح“ لکھا گیا ہے اور ”ر“ کو ”ح“ سے بدلا گیا ہے۔

• سوم..... یہ کہ اگر روی کی حرکت ضمہ کو فتحہ سے بدلا جائے تو یہ بھی عیب قصیدہ ہے جس کو اقواء کہا

جاتا ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے آخری صفحہ کے قبل صفحہ میں ”لیظہر“ کو ”لیظہر“ لکھا اور پڑھا گیا ہے اور فتحہ کو ضمہ سے بدلا گیا ہے۔

• چہارم..... یہ کہ اگر قافیہ یا آخری سالم مصرعہ دو متصل شعروں میں لفظاً و معنی ایک ہو تو یہ بھی عیب

قصیدہ ہے جو ایطاء کہلاتا ہے۔ جیسا کہ قصیدہ کے ساتویں صفحہ پر دو متصل شعر بطور ذیل ہیں:

قطعنا بهذا دابر القوم كلهم وغادرهم ربي كغصن تجذر

اری ارض مکة قد ارید تبارها وغادرهم ربي كغصن تجذر

جاننا چاہئے کہ مندرجہ بالا دونوں اشعار میں ایک غلطی تو یہ ہے کہ دونوں کا آخری مصرعہ یا دونوں کا قافیہ ایک ہے جو عیب قصیدہ ہے اور ایطاء کہلاتا ہے اور دوسری غلطی یہ ہے کہ ”غصن تجذر“ میں موصوف مذکر اور صفت مؤنث ہے۔ حالانکہ موصوف و صفت تذکیر و تانیث میں برابر ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ مرزا قادیانی بالہام خود خنثی مشکل تھا اور دونوں آلات تناسل رکھتا تھا۔ اس لئے یہاں پر اس نے موصوف و صفت کو بھی اپنی مانند خنثی مشکل بنادیا۔ حالانکہ اصل لفظ ’غصن مجذر‘ ہونا تھا۔

میری آخری گذارش

جاننا چاہئے کہ مرزا قادیانی کا اعجازی قصیدہ تقریباً پانچ سو بتیس اشعار پر مشتمل ہے اور میں نے شروع قصیدہ سے ۱۲۶ اشعار کی اور درمیان سے چار اشعار کی تصحیح کی ہے اور باقی اشعار کی تصحیح قارئین کتاب پر چھوڑ دی ہے۔ کیونکہ قصیدہ کے اشعار کی اکثریت کسی نہ کسی عیب و نقص میں ضرور بالضرور مبتلا ہے اور میں اسی بار گراں کا متحمل نہیں ہوں۔ لیکن میرے قصیدہ کے اندر اس قدر فاحش اور غیر معقول عیوب و نقائص نہیں ملیں گے اور اگر ملیں گے تو ان کے اندر معقولیت بالکل کم درجہ کی ہوگی اور میں نے اپنے قصیدہ کو بحر رمل کے وزن پر ترتیب دیا ہے اور بحر رمل کا اصل وزن بطور ذیل ہے:

فاعلان فاعلات فاعلات فاعلات فاعلات فاعلات

لیکن میرے قصیدہ کے اندر ہر مصرعہ کی پہلی جزو 'فعولن' کے وزن پر آئی ہے اور میرا قصیدہ لامیہ ہے اور میں نے اپنے قصیدہ کو چند عناوین پر تقسیم کر دیا ہے تاکہ ہر عنوان کے تحت آنے والے اشعار کے سمجھنے میں دقت مشقت کا سامنا نہ ہو اور خلط مبحث کی شکایت نہ ہو۔ جیسا کہ مرزائی قصیدہ میں خلط مبحث کی شکایت بکثرت موجود ہے اور قارئین حضرات کو پریشان اور بے ذوق کرنے والی ثابت ہوئی ہے اور پھر مناظرہ مکہ کے بارے میں صرف چند اشعار ہیں اور باقی اشعار ادھر ادھر کی غیر متعلق باتوں کے بارے میں ہیں۔ لیکن میں نے اپنے عربی قصیدہ میں مرزا قادیانی اور مرزائیت سے غیر متعلق باتوں کا تذکرہ تاحد امکان ہرگز نہیں کیا اور میرا قصیدہ از اول تا آخر مربوط اور با ترتیب ہے اور ہر عنوان کے تحت غیر متعلق اشعار کو لانے سے گریز کیا گیا ہے۔ تاکہ قارئین کرام کو بے ذوقی اور بدمزگی سے دوچار نہ ہونا پڑے اور میرے قصیدہ کے عنوانات بمعہ تعداد اشعار حسب ذیل ہیں:

نمبر شمار | عنوانات | تعداد اشعار

۱ | حمد خدا اور ثنائے مصطفیٰ کے بارے میں | ۳۷

۲ | آل واصحاب کے بارے میں | ۲۷

۳ | مناظرۂ ٹنڈو کے بارے میں | ۷۲

۴ | ختم نبوت واجرائے نبوت کے بارے میں | ۹۰

۵ | غلام احمد اور چگنو کے بارے میں | ۳۶

۶ | دینی باپ اور دینی ماں کے بارے میں | ۲۳

۷ | خالص دین اور مغشوش دین کے بارے میں | ۳۹

۸ | ظلی نبوت اور اصلی نبوت کے بارے میں | ۴۲

۹ | جہاد اسلام کے بارے میں | ۳۵

۱۰ | اعداد حروف کے بارے میں | ۱۰۰

۱۱ | حکیم بھیروی کے بارے میں | ۱۴

۱۲ | یورپ کے بارے میں | ۲۱

۱۳ | اہل مرزا کے بارے میں | ۴۰

۱۴ | شیخ گولڑوی کے بارے میں | ۶۲

۱۵ | گرگٹ اور مرزا کے بارے میں | ۱۹

۱۶ | علی حائری کے بارے میں | ۷

۱۷ | موت مرزا کے بارے میں | ۲۱

مرزائی شتمیات اور محمدی جوابات

مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے اندر بالخصوص اپنے عربی قصیدہ میں بزرگان دین، علمائے کرام اور سادات عظام کو بری طرح سب و شتم کیا ہے اور اپنی بازاری گالیوں کا نشانہ بنایا ہے۔ میں یہاں پر بطور نمونہ کے چند مرزائی مغلظات بمعہ محمدی جوابات کے درج کرتا ہوں۔ قارئین کرام ان کو پڑھ کر لطف اٹھائیں اور داد انصاف دیں۔

پہلی گالی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو گانڈو قرار دیتے ہوئے بطور ذیل لکھا ہے:

الا لاتنمي عار النساء ابا الوفاء الام كفتيان الوغا تنمر

اے عورتوں کے عار (گانڈو) ثناء اللہ، تو کب تک مردان جنگ کی طرح پلنگی دکھائے گا۔

(اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۶)

اور مطلب یہ لیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ایک عار النساء بمعنی عورتوں کو شرمانے والا ایک شخص ہے۔ یعنی ثناء اللہ ایک ایسا گانڈو اور مفعول شخص ہے کہ قرب وجوار کی عورتیں اس کی یہی بدکاری سن کر شرماتی ہیں اور اسے نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔

الجواب: یہ ہے کہ مولوی صاحب کو گانڈو و مفعول کہنے والا مرزا بروئے الہام خود گانڈو اور مفعول ثابت ہوتا ہے اور اس کا ملہم خود اس کو درج ذیل الہام کی وساطت سے اسی طور و طرز کا گانڈو آدمی ظاہر کرتا ہے اور بری طرح پر اس کی توہین و تذلیل کرتے ہوئے کہتا ہے:

”یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة“ اے مریم! تو اور تیرا شوہر دونوں بہشت میں رہائش رکھو۔ ﴿

وجہ یہ ہے کہ لفظ ”زوج“ جو ایک عربی لفظ ہے اور اضدادی الفاظ میں سے ایک مشہور و معروف کلمہ ہے۔ بیوی اور شوہر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر دو مفایم میں سے ایک مفہوم کی تعیین و تخصیص کے لئے قرینہ منحصصہ ہوتا ہے کہ اگر عورت کے ذکر کے بعد لفظ زوج کو لایا جائے تو اس کا معنی شوہر و خاوند کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرمایا ہے:

”لقد سمع اللہ قول التي تجادلک فی زوجها“ خدا تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے متعلق تجھ سے جھگڑا کرتی تھی۔ ﴿

بنا بر آیت ہذا میں لفظ ”زوج“ بمعنی شوہر اور خاوند ہے جو اپنے گھر کے اندر اپنی بیوی کے نزدیک موضوع نزاع تھا اور اس کی بیوی نے دربار نبوت میں اس کی بدسلوکی کے بارے میں

شکایت پیش کی تھی اور اگر مرد کے ذکر کے بعد لفظ زوج کو لایا جائے تو اس سے اسی مرد کی بیوی کا مفہوم مراد ہوتا ہے جیسے :

”یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة“ اے آدم ! تو اور تیری بیوی دونوں بہشت کے اندر سکونت رکھو۔ ﴿یہاں پر لفظ زوج بمعنی بیوی ہے اور آدم علیہ السلام کی بیگم و خاتون مراد ہے۔ لہذا بحالات بالا مرزا قادیانی کے الہام میں لفظ ”زوج“ سے مراد شوہر اور خاوند ہے۔ جس نے اسی مریم کو اپنی بیوی کے طور پر استعمال کیا۔ چونکہ یہی الہام مرزا قادیانی کو خود اپنے

بارے میں ہوا ہے۔ اس لئے مرزائی ملہم نے مرزا قادیانی کو مریم قرار دے کر اس کے لئے ایک شوہر ثابت کیا ہے جو اس کو بطور بیوی اور بیگم کے زیر استعمال رکھتا ہے یا اس کو مفعول اور گانڈو بنا کر چھوڑتا ہے۔ میرے خیال میں یہ الہام منجانب اللہ نہیں ہے۔ بلکہ من جانب الشیطان ہے۔ جس نے آیت قرآن کے اندر لفظ آدم کو ہٹا کر بجائے لفظ مریم کو رکھ دیا اور مرزا کو کہہ دیا کہ یہ تیرا الہام ہے جس میں میں نے تجھ کو مریم بنا کر ایک موٹا اور لحیم و شحیم شوہر دے دیا ہے۔ دونوں مل جل کر رہو اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو۔

میرے نزدیک مذکورہ بالا مرزائی الہام اس لئے شیطانی الہام ہے کہ اس میں لفظی طور پر ایک فاحش غلطی کا ارتکاب موجود ہے۔ کیونکہ مریم کے لئے بجائے ”اسکنی“ کے ”اسکن“ لایا گیا ہے جو ایک شیطانی لغزش ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کی لغزش از قسم ناممکنات ہے۔ بہر حال شیطان نے مرزا قادیانی کو مریم بنا کر اور پھر اس کو ایک شوہر دے کر مفعول و گانڈو ثابت کر دیا اور بری طرح پر اس کی تضحیک کر دی۔ قلت جواباً لشعرہ

غلام الہند عار ثم عار لنسوات الرجال والرجال

ہندی غلام مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے عار در عار (گانڈو) بن گیا ہے۔

اتنی فینا کنسوات یقیناً بزوج ذی فساد ذی ضلال

وہ ہمارے اندر یقینی طور پر عورتوں کی مانند ایک فسادی اور گمراہ خاوند لے کر آگیا۔

علمنا ان نور الدین زوج لهذا المغل امثال البغال

ہمیں علم ہے کہ نور الدین اسی مغل کا شوہروں کی مانند ایک شوہر ہے (اور یہ گانڈو ہے)

فلمناه علی بعلی وقلنا لماذا انت ترضی بالوصال

ہم نے اس کو خاوند رکھنے پر ملامت کی اور کہہ دیا کہ تو خاوند کرے وصال پر کیوں راضی ہے۔

فقلت مریم ہدیٰ ہوائِ رضینا بالفحال بالبوال

پس اس مریم نے خوشی سے کہہ دیا کہ ہم تہہ دل سے اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہیں۔

دعتنا مرةً اخرى لדיها وقالت لنا بعجل وارتجال

اس مریم نے ہمیں دوسری دفعہ اپنے پاس بلایا اور جلد بازی و حاضر جوابی سے کہا۔

رضینا اننا زوجان حقاً بروضات المغال بالمہال

سچ مچ ہم دونوں میاں بیوی بن کر غول گاہ کے اندر مغلوں کی جنت میں خوش ہیں۔

۱۹۲

اور یوں بھی ہو سکتا جیسا کہ اس کے اسی الہام سے کیا گیا ہے اور جیسا کہ وہ اعداد یعنی مرزا قادیانی عورت ہے۔ کیہ (میرزا غلام احمد قاد مرزا قادیانی دونوں آلات تناسل جو دونوں آلات تناسل رکھتا ہو۔ الرجال یعنی ہندی غلام ا دونوں گانڈو تھے۔

دوسری گالی: یہ ہے کہ مرزا قا جیسے بدترین لفظ سے مخاطب کر کے فدع ایہا المغوی حسب اے اغوا کرنے والے مقابل پر ایک رات کا ذکر کرتا ہے

الجواب: چونکہ مولوی ثناء اللہ اس قسم کے واقعات میں حصہ فعل کا مرتکب ثابت ہوا ہے اور بمعنی اغوا کنندہ کہہ دیا ہے۔ دو کوششیں اس وقت شروع کی تی اور ذلت و رسوائی سے بدنام ہو رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور بذریعہ اغواء جو ایک اوباش شخص پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو علم گوئی متعلقہ محمدی بیگم کو سچا دکھ کامیاب ہو جائے گی اور وہ پ

اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی مردانہ و زنانہ دونوں آلات تناسل رکھتا تھا۔ جیسا کہ اس کے اسی الہام سے عیاں ہے کہ اس کو مریم کہہ کر اس کے لئے زنانہ آلہ تناسل ثابت کیا گیا ہے اور جیسا کہ وہ اعداداً عورت بھی ثابت ہوتا ہے۔ (مرزا/۲۴۸) = ”امراًۃ/۲۴۸“ یعنی مرزا قادیانی عورت ہے۔ کیونکہ زنانہ آلہ تناسل رکھتا ہے اور جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے: (میرزا غلام احمد قادیانی /۱۵۵۸) = ”خنثی مشکل ابدأً/۱۵۵۸“ یعنی مرزا قادیانی دونوں آلات تناسل کی وجہ سے خنثی مشکل ہے اور خنثی مشکل اس شخص کو کہا جاتا ہے۔ جو دونوں آلات تناسل رکھتا ہو۔ جیسا کہ اعداداً بطور ذیل ہے۔ غلام الہند بنایہ مفعول الرجال یعنی ہندی غلام اپنے باپ کے ساتھ مردوں کا مفعول ہے۔ کیونکہ وہ اور اس کا باپ دونوں گانڈو تھے۔

دوسری گالی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو زیر جواب قصیدہ کے اندر مغوی جیسے بدترین لفظ سے مخاطب کر کے کہا ہے:

فدع ایہا المغوی حسیناً و ذکرہ اذکر لیلاً عند شمس تنور

اے اغوا کرنے والے (ثناء اللہ) محمد حسین کے ذکر کو چھوڑ دے کیا تو روشن سورج کے مقابل پر ایک رات کا ذکر کرتا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۹)

الجواب: یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کبھی بھی اغوا جیسے بدترین جرم کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ اس قسم کے واقعات میں حصہ لینے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ برعکس خود مرزا قادیانی اغواء جیسے مذموم فعل کا مرتکب ثابت ہوا ہے اور اپنے اغوائی جرم کو چھپانے کے لئے بلاوجہ مولوی صاحب کو مغوی بمعنی اغوا کنندہ کہہ دیا ہے۔ دراصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے اغواء کرنے کی کوششیں اس وقت شروع کی تھیں جب کہ وہ بذریعہ گفتگو اس کے حاصل

کرنے میں ناکام ہو گیا اور ذلت و رسوائی سے بدنام ہوا۔ چنانچہ جب مصالحانہ ذرائع سے محمدی بیگم کے والد احمد بیگ نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور دنیوی لالچ پیش کرنے پر بھی رضامند نہ ہوا تو مرزا قادیانی نے بذریعہ اغواء جو ایک اوباش شخص کا کام ہے محمدی بیگم کے اغواء کرنے کی تحریک شروع کر دی۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو علم ہو گیا کہ مرزا قادیانی بذریعہ اغواء محمدی بیگم کو حاصل کر کے اپنی پیش گوئی متعلقہ محمدی بیگم کو سچا دکھانا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ محمدی بیگم کے اغواء سے اس کی پیش گوئی کامیاب ہو جائے گی اور وہ شہرت تامہ کا مالک بن جائے گا۔ ان حالات کے پیش نظر مولوی

صاحب نے فوراً مرزا احمد بیگ والد محمدی بیگم اور اس کے دیگر رشتہ داران سے رابطہ پیدا کر کے مرزا قادیانی کے عزائم مذمومہ سے ان کو بروقت آگاہ کر دیا۔ جس پر مرزائی تحریک اغواء ناکام ہو گئی اور مرزا قادیانی ذلیل و رسوا ہو کر سخت بدنام ہو گیا۔

یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی خود کو چھوڑ کر مولوی صاحب کو مغوی کہہ کر اس کی عزت و عظمت کو داغدار کرتا ہے۔ حالانکہ اعداداً یہی شخص ہی مغوی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ لفظ ”مرد مغوی“ اور غلام احمد قادیانی کے اعداد یکساں اور برابر ہو کر رونما ہوتے ہیں اور وہ پورے ۱۳۰۰ ہیں اور غلام احمد قادیانی کو مغوی ثابت کرتے ہیں۔ قلت جواباً لشعرہ

علمنا ان ذا مغو مرید یرید الفوز فیہا بالمحال

ہم کو علم ہے کہ یہ شخص مردود و مغوی ہے۔ جو حیلوں سے اس عورت میں کامیابی چاہتا ہے۔

ولکن لم یفز فیہا یقیناً فنال الذل فیہا بالخبجال

لیکن وہ یقیناً اس عورت میں کامیاب نہ ہوا، اور ذلت و خجالت کو پا گیا۔

ولما کان کذاباً لعیناً فبقی فی الخجال والذلال

لیکن جب وہ کذاب و لعین تھا، تو خجالت و ذلت کے اندر زندہ رہا۔

سمعنا انہ ما فاز فیہا مضی فی قبرہ فی ذا الخیال

ہم نے سنا ہے کہ وہ اس عورت میں کامیاب نہ ہوا اور یہی خیال لے کر اپنی قبر میں چلا گیا۔

تیسری گالی: یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو کتا اور اس کے بیان و کلام کو کتے کا بھونکنا قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

اری منطقاً ما ینبج الکلب مثله وفی قلبه کان الہوی یتذخر

اس نے ایسی باتیں کیں کہ ایک کتا اس طرح کی آواز نہیں نکالے گا اور اس کے دل میں ہوا و ہوس جوش مار رہی تھی۔

(اعجاز احمدی ص ۲۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۳)

مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کی وہ تقریر جو اس نے مقام مڈ کے بحث میں کی ایک کتے کے بھونکنے کی آواز تھی۔

جواب:..... یہ ہے کہ جب خشت بمشت کے طور پر ہمیں بھی جواز ملتا ہے کہ ہم بھی کسی مرزائی الہام کو سامنے رکھ کر مرزا قادیانی کو کلب ثابت کریں۔ کیونکہ: ”لا یفلح الحدید الا بالحدید“ لوہا صرف لوہے سے ہی کاٹا جاتا ہے۔

۱۹۴

بنا برآں مرزا قادیانی کا ایک نوشت تشریح و تفصیل کے ساتھ بطور نذر قا اعداد پر مرے گا۔ ”ایک شخص کی موت کی نسبہ ہے کہ ”کلب یموت علی کلب“ دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باو اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اند

میری تحقیق کے اندر یہی خید کے متعلق ہوا ہے اور مرزائی ملہم نے خو مرزا قادیانی کا خود بیان ہے کہ: ”بسا اوق اپنا ہی نفس ہوتا ہے۔“ اور پھر لکھا ہے کہ: ”بلاغت

میں اس وقت چاہتا ہوں کہ قارئین کرام کو بھی تحفظ و تطف میں حصہ خوردہ ہماں بہ کہ یاراں خو اچھی خوراک وہ ہے جو دوست جو تنہا اور اکیلے کھائی جائے۔ آئیے! میری ذیلی تشریحا

• الف..... مرزا قادیانی نے الہام مذکو

ءرء ءىا هے اور ىهى ءتاب ۛۛۛۛ ءے اور ساآه ساآه ىه بهى ٱىش نظر رهے ء هوئى - (ءتاب البرىه ص- ۛۛۛ، ءزائن ء واشاعت ءے وقآ مرزا ءاىانى ءى عم

بنا بر آں مرزا قادیانی کا ایک مشہور الہام اس کی مشہور کتاب ازالہ اوہام میں اس کی خود نوشت تشریح وتفصیل کے ساتھ یوں مذکور ہے: ”کلب یموت علی کلب“ ایک کتا کلب کے اعداد پر مرے گا۔

”ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ ”کلب یموت علی کلب“ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو باون سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب وہ باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقاء ہوگا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۷، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

میری تحقیق کے اندر یہی خبیث ورذیل الہام خود مرزا قادیانی کو اپنی ذات و شخصیت کے متعلق ہوا ہے اور مرزائی ملہم نے خود اسی کو کلب اور کلب کی موت مرنے والا کہا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا خود بیان ہے کہ: ”بسا اوقات انسان دوسرے کو دیکھتا ہے اور اس سے مراد خود اس کا اپنا ہی نفس ہوتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۷۸، خزائن ج ۳ ص ۵۷۸)

اور پھر لکھا ہے کہ: ”بلاغت کا مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۵۸، خزائن ج ۳ ص ۵۸)

میں اس وقت چاہتا ہوں کہ الہام مذکور کے مشمولہ لطیف استعارات کو واضح کر کے قارئین کرام کو بھی تلمذ وتلطف میں حصہ دار بناؤں۔ کیونکہ:

خوردہ ہماں بہ کہ یاراں خوری حیف برآں خوردہ کہ تنہا خوری

اچھی خوراک وہ ہے جو دوستوں سے مل کر کھائی جائے۔ اس خوراک پر افسوس ہوتا ہے جو تنہا اور اکیلے کھائی جائے۔

آئیے! میری ذیلی تصریحات سنئے اور ان پر تحسین و تکبیر کے نعرہ جات بلند کیجئے:

• الف مرزا قادیانی نے الہام مذکورہ بالا کو اپنی صداقت کے طور پر اپنی کتاب ازالہ اوہام میں

درج کیا ہے اور یہی کتاب ۱۸۹۱ء کے اواخر میں طبع ہوئی اور ۱۸۹۲ء میں لوگوں کے اندر تقسیم ہوئی اور ساتھ ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے کہ بقول مرزا قادیانی اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷) لہذا بحالات بالا کتاب مذکور کی طباعت واشاعت کے وقت مرزا قادیانی کی عمر کلب کے اعداد پر باون سال تھی۔ جیسا کہ حسب ذیل ہے:

(۱۸۳۹-۱۸۹۱ = ۵۲) اور (۱۸۴۰-۱۸۹۲ = ۵۲) یعنی مرزا قادیانی ازالہ اوہام کی طباعت و اشاعت کے وقت کلب اور کتا تھا۔

• ب..... مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں اس کی عمر بلوغ ۱۶ یا ۱۷ سال تھی۔
(کتاب

البریہ ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷) اب اگر اس کی خود نوشت یافتہ عمر ۶۸ سال سے ۱۶ یا ۶۹ سال سے ۱۷ تفریق کر لیں تو ہر حالت میں ۵۲ باقی رہ جاتے ہیں جو اعداد کلب ہیں۔ جس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ساری عمر بلوغ ایک کلب کی طرح باؤ ہو کرتے گذری ہے اور علمائے کرام اور سادات عظام کو سب و شتم کرتے بسر ہوئی ہے۔

• ج..... الہام مذکور کے اندر لفظ کلب دو دفعہ آیا ہے۔ اب اگر کلب کے ۵۲ عدد کو ۲ پر تقسیم کر دیں

تو ۲۶ کا عدد برآمد ہوتا ہے جس سے اس کے روز وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء یا ہجری سال وفات ۱۳۲۶ھ کی طرف اشارہ ملتا ہے اور الہام ہذا خود اسی پر بیٹھتا ہے۔

• د..... قادیان لاہور سے تقریباً ۵۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور بروئے الہام مذکور یہ

اشارہ ملتا ہے کہ صاحب الہام کلب کے عدد کا فاصلہ طے کر کے ہلاک ہوگا اور پھر یہی فاصلہ طے کر کے اس کی میت کو دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ قادیان سے چل کر لاہور میں مرا اور لاہور سے اس کی لاش واپس قادیان میں دفن ہوئی۔

• ز..... کتے پر جب دیوانگی اور جنون کا حملہ ہوتا ہے تو وہ عموماً اپنے مالک کے گھر سے نکل کر

ہلاک ہوتا ہے۔ چنانچہ جب مرزا قادیانی پر عقیدہ وفات مسیح اور عقیدہ اجرائے نبوت کا جنون سوار ہوا اور وہ حد دیوانگی تک جا پہنچا تو وہ اس کی اشاعت کے لئے دیوانہ وار لاہور کے اندر جا دھمکا اور اپنے گھر قادیان سے دور ہلاک ہو گیا۔

• س..... باؤلا کتا عموماً ۵۲ گھنٹوں کے اندر ہلاک ہوتا ہے اور مرزا قادیانی کی ہلاکت کے لئے بھی یہی مدت برآمد ہوئی۔ کیونکہ وہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں پہنچا اور بالکل تندرست اور باسلامت تھا اور پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو ایک لمبا چوڑا خط لکھا اور ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کی شب کو اچانک بمرض بیضہ بیمار ہوا اور پورے ۵۲ گھنٹوں کے اندر احمدیہ بلڈنگس کے مکان نمبر ۵۲ میں ہلاک ہو گیا۔

چنانچہ مرزا قادیانی اور اس کی ماں بیگم چراغ بی بی دونوں کلب اغیار ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اعداد بطور ذیل ہے :

(غلام احمد قادیانی/۱۳۰۰) ”کلب الاغیار اباء/۱۳۰۰“ وہ اپنے آباء سے اغیار (برطانیہ) کا کتا تھا اور علمائے اسلام کو بھونکتا تھا۔

(بیگم چراغ بی بی / ۱۳۰۰) ”کلبۃ الاغیار / ۱۳۰۰“ وہ اغیار (برطانیہ) کی کتیا تھی اور اپنے بیٹے کی ہم خیال تھی اور علمائے اسلام کو بھونکتی تھی۔

چوتھی گالی: یہ ہے کہ اس نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے متعلق اپنے بہت سے اشعار میں بالکل بازاری اور سوقیانہ الفاظ اور مغلفات استعمال کی ہیں۔ بطور نمونہ چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

اتانی کتاب من کذوب مزور کتاب خبیث کالعقارب یابر

مجھے ایک کذاب کی طرف سے کتاب پہنچی ہے وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔

فقلت لک الویلات یا ارض جولر لعنت بملعون وانت تدمر

پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہے تو ایک ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی اور تو ہلاکت میں پڑے گی۔

تکلم هذا لنکس کالزمع شاتماً وکل امرأ عند التخاصم یسبر

اس فرومایہ نے کمینوں کی طرح گالی سے بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

نطقت بکذب ایها الغول شقوة خف الله یا صید الردی کیف تجسر

اے دیو تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا، اے موت کے شکار خدا سے ڈر۔ کیوں دلیری کرتا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۷۵، ۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸ و ۱۸۹)

الجواب اولاً: یہ ہے کہ چونکہ ان اشعار میں مرزا قادیانی نے ایک سید آل رسول اور شیخ وقت کو کاذب و ملعون، کمینہ، غول اور شقی وغیرہ جیسے بدترین الفاظ سے مخاطب کیا ہے اور بروئے حدیث شریف ایک سچا مومن فحاشی اور لعان نہیں ہوتا۔ اس لئے اس شخص نے اپنی بے ایمانی اور اپنے فسق و فجور سے خود پردہ اٹھا دیا ہے اور ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰، ایک اوباش شخص / ۱۳۰۰ ہے۔ کیونکہ عددی طور پر دونوں یکساں اور برابر ہیں۔ جب کہ دونوں کے اعداد حروف پورے (۱۳۰۰) ہیں اور اسے اوباش بتاتے ہیں۔

ثانیاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی تادم آخر شاہ صاحب کی کتاب ”سیف چشتیائی“ کا جواب نہیں دے سکا اور گالیاں دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔

ثالثاً: یہ ہے کہ یہ شاہ صاحب کی زندہ کرامت ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنا دوسرا شعر غلط لکھ دیا ہے۔ کیونکہ لفظ ”ارض“ عربی زبان میں مؤنث سماعی ہے اور شعر ہذا میں اس کے لئے مذکر صیغہ

"وانت تدعو" استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہی جملہ دراصل "وانت تدعون" ہونا چاہئے تھا۔ جس سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب اور ان کے شہر گولڑہ شریف کا ملعون ہونا غلط اور مرزائی بکواس ہے۔ ہاں اگر ارض کی بجائے "بلد" کا لفظ لکھا جاتا تو شعر ہذا لفظی غلطی سے بچ جاتا۔ لیکن شاہ صاحب کی کرامت و عظمت نے اسے اس طرف نہ آنے دیا اور صحیح شعر بطور ذیل تھا۔

فقلت لك الويلات يا بلد جولر لعنت بملعون وانت تدمر

رابعاً: یہ ہے کہ دراصل مرزا قادیانی اور اس کا شہر قادیان دونوں ہی ملعون اور راندہ خدا ہیں۔ کیونکہ دونوں پر ایک کافر حکومت قائم ہے اور دارالحرب ان پر سایہ فگن ہے اور اس کے بالمقابل شاہ صاحب کا مزار شریف گولڑہ شریف میں واقع ہے جو دارالاسلام پاکستان کا ایک مقدس اور متبرک شہر مانا جاتا ہے۔

خامساً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے چوتھے شعر کے اندر حضرت شاہ صاحب کو "صيد الردی" کہہ کر اپنی زندگی میں ہلاک ہونے والا ظاہر کیا ہے۔ لیکن اس کی بددعا کے خلاف خود مرزا قادیانی چھ سال کے اندر ہلاک ہو گیا اور شاہ صاحب ہلاکت مرزا کے بعد چالیس سال تک بخیر وعافیت زندہ رہے اور صداقت کا ایک عظیم نشان ثابت ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے زیر جواب کتاب کے اندر بالصراحت خود کہہ دیا ہے کہ:

وان تضربن علی الصلوات زجاجة فلا الصخر بل ان الزجاجة تكسر

اگر تو پتھر پر شیشہ مارے گا تو پتھر نہیں بلکہ شیشہ ٹوٹے گا۔

(اعجاز احمدی ص ۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۹)

ان حالات میں حضرت شاہ صاحب اسلام کی ایک مضبوط چٹان تھے اور مرزا قادیانی بذریعہ مخالفت در دین ان پر گر کر ہلاک ہو گیا اور شاہ صاحب عرصہ دراز تک زندہ رہے اور مرزائیت پر ضربات لگاتے رہے۔

سادساً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی بقول خود "خنازیر الفلا" (جنگل کا سور) اور اس کی والدہ "کلبۃ الاغیار" ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ اس نے اپنے مخالفین کے بارے میں عموماً اور شاہ صاحب وغیرہ کے متعلق خصوصاً کہا ہے کہ:

ان العدی صاروا خنازیر الفلا ونساء ہم من دونهن الاکلب

بلاشبہ میرے دشمن جنگل کے سور بن گئے اور ان کی عورتیں کتوں سے بدتر ہیں۔

(نجم الہدی ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

مرزا قادیانی نے اس شعر میں بظاہر اپنے مخالفین کو جن میں حضرت مہر علی شاہ صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب بھی شامل ہیں ”خنزیر الفلا“ بمعنی جنگل کا سور کہا ہے۔ لیکن بیاطن اور درپردہ وہ اپنے آپ کو بھی خنزیر الفلا کہہ گیا ہے۔ کیونکہ فقرہ ”صاروا خنازیر الفلا“ کا واحد جملہ ”صار خنزیر الفلا“ ہے جس کے اعداد حروف غلام احمد قادیانی کے اعداد کی طرح پورے ۱۳۰۰ ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ سادات عظام اور علمائے کرام کو خنازیر الفلا کہنے والا خود خنزیر الفلا ہے۔ جیسا کہ میں نے اسی حقیقت حال پر کہا ہے:

نفی حباً علی مہر دین الی السنوات حقاً بالجلال

ومات قبلہ لیلات کفر واعنی ذالغلام من اللیال

ردی هذا غلام تحت کفر بالیات وسہلات طوال

اور ان بزرگان دین کی عورتوں کو کتییوں سے بدتر کہنے والے کی ماں بیگم چراغ بی بی ۱۳۰۰، اعداداً ”کلبۃ الاغیار / ۱۳۰۰“ بمعنی غیروں کی کتیا بن جاتی ہے۔ کیونکہ بیگم چراغ بی بی اور ”کلبۃ الاغیار“ دونوں کے اعداد پورے (۱۳۰۰) ہیں اور ساتھ ہی یہی بی بی اعداداً ”غدارۃ الہند / ۱۳۰۰“ بھی ثابت ہو کر کے ظاہر کرتی ہے کہ ایک غدارۃ الہند / ۱۳۰۰ عورت نے ”غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰“ جیسے ”غدار الدین / ۱۳۰۰“ اور ”غدار النبی / ۱۳۰۰“ شخص کو جنم دیا جس نے دین اسلام سے فریضہ جہاد کو خارج کیا اور نبی اسلام کی کامل ختم نبوت کو ناقص و ناتمام بتایا۔

میں نے اگرچہ مرزا قادیانی اور اس کی والدہ کو اعدادی طور پر غیر مہذب اور توہین آمیز الفاظ سے منسوب کیا ہے۔ لیکن بروئے آیت ذیل: ”ولمن انتصر بعد ظلمه فاؤلئك ما علیہم من سبیل“ (جس نے اپنی مظلومیت کے بعد اپنا بدلہ لے لیا اس پر کوئی ملامت اور طعن نہیں ہے۔) ہمیں ایسا کرنے کا جواز حاصل ہے۔ کیونکہ برا کہنے والے کو برا کہنے میں شرعاً و قانوناً کسی قسم کی گرفت نہیں ہے۔

نیز مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”آئینہ کمالاتِ اسلام“ میں یہ لکھ کر اپنی شرارت کا اظہار کیا ہے:

”کل مسلم یصدقنی ویقبل دعوتی الا ذریۃ البغایا سوائے حرامزادیوں کے سب مسلمان میری تصدیق کریں گے اور میری دعوت کو قبول کریں گے۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

وجہ یہ ہے کہ لفظ ”البغایا“ لفظ ”البغی“ کی جمع ہے اور بغی لغتاً ایک زانیہ و فاجرہ عورت کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت قرآن ہے: ”وما کانت امک بغیاً“ ﴿اور تیری ماں زانیہ فاجرہ عورت نہ تھی﴾۔

اور جیسا کہ المنجد میں ہے: ”البغی المرأة الزانیة الفاجرة والجمع بغایا“ بنابرآن ذریۃ البغایا کا معنی زانیہ عورتوں کی اولاد اور حرامزادے لوگ بنتا ہے۔ دراصل مذکورہ بالا عبارت میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ اور علی حائری صاحب لاہوری کو اشارۃً و کنایۃً ذریۃ البغایا بمعنی حرامزادے کہا گیا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود بھی اعداداً اسی قسم کے الفاظ سے متصف ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ”ذریۃ الزانیۃ والزانی“ / ۱۱۲۴ اور پھر ”الولید البغی“ / ۱۱۲۴ اور ”الولید الغبی“ / ۱۱۲۴ اور غلام احمد / ۱۱۲۴ کے اعداد پورے ۱۱۲۴ برآمد ہوتے ہیں جن سے یہ شخص بھی جیسی کرنی ویسی بھرنی کا مصداق و مورد بن جاتا ہے اور اعداداً مذکورہ بالا گندے القاب حاصل کرتا ہے۔

پانچویں گالی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب پر دس لعنتیں ڈالی گئی ہیں اور اسے دس لعنتوں کا ملعون گردانا ہے اور پھر ان دس لعنتوں کو لمبا کر کے دس دفعہ بطور ذیل لکھا ہے: ”لعنت“ اور آخر میں آیت ”تلك عشرة كاملة“ لکھی ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

الجواب اولاً: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دس لعنتوں پر آیت قرآن کو استعمال کر کے اپنی گستاخی و شرارت کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس آیت کو دس روزوں پر استعمال کیا ہے جو ایک حاجی بعد ادائے حج رکھا کرتا ہے اور اس شخص نے اسی آیت قرآن کو دس لعنتوں پر استعمال کر کے اپنی بے راہ روی سے پردہ اٹھایا ہے اور خود کو بزبان خود اعداداً بے راہ رو ثابت کیا ہے۔ کیونکہ ”مرزا قادیانی“ / ۴۲۴ اور لفظ ”بے راہ رو“ / ۴۲۴ کے اعداد برابر ہیں اور نتیجتاً وہ غلط راہ پر چلنے والا بنتا ہے۔

الجواب ثانیاً: یہ کہ مرزا قادیانی خود ہی اپنی دس لعنتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ لفظ ”لعنت“ ایک عربی لفظ ہے اور عربی رسم الخط میں اس کو بشکل ”لَعْنَة“ لکھا جاتا ہے اور اس کے اعداد حروف ۱۵۵ بنتے ہیں اور دس لعنتوں کے اعداد (۱۵۵۰) ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ کی دس لعنتوں کے اعداد بھی (۱۵۵۸) ہیں اور ”میرزا غلام احمد قادیانی“ کے اعداد بھی یہی ہیں۔ جیسا کہ بطور ذیل ہے:

(لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت+لعنت)=(مرزا غلام احمد قادیانی) یعنی ہمیشہ کی دس لعنتوں کا مجموعہ (مرزا غلام احمد قادیانی) بنتا ہے اور مولوی ثناء اللہ امرتسری نہیں بنتا۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے اپنے اسی قصیدہ کے شعر مندرجہ ذیل میں خود کو بزبان خود ملعون و مردود ثابت کیا ہے۔

وما افلت العمران من ضرب لعنکم مثلی لهذا اللعن احری واجدر

حضرات صدیق و عمر تمہاری لعنت کی چوٹ سے نہیں بچے اور مجھ جیسا آدمی اس لعنت کا زیادہ حقدار اور موزوں تر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اسی شعر میں علی حائری لاہوری شیعہ کو مخاطب کیا ہے اور عمرین پر ڈالی گئی لعنت کا خود کو مستحق گردانا ہے اور خود علی حائری کو ملعون و مردود نہیں کہا۔ بلکہ اس نے خود اپنے آپ کو ملعون و مردود کہا ہے۔ اس لئے کہ وہ خود ملعون تھا۔ حالانکہ دراصل علی حائری کی ڈالی گئی لعنت کا مستحق خود علی حائری تھا اور اسی کو ملعون کہنا تھا اور یہی شعر بطور ذیل ہونا چاہئے تھا تا کہ اس کی گرائی ہوئی لعنت خود اسی پر پڑتی اور وہی ملعون ہوتا۔

وما افلت العمران من ضرب لعنکم وانتم لهذا اللعن احری واجدر

حضرات صدیق و عمر تمہاری لعنت کی چوٹ سے نہیں بچ سکرے۔ حالانکہ تم ہی اسی لعنت کے حقدار اور مستحق ہو۔

چھٹی گالی: یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے بہت اشعار میں علی حائری شیعہ لاہوری کو اپنی بے شمار گالیوں کا نشانہ بنایا ہے۔ جیسا کہ دو اشعار بطور ذیل ہیں:

اذا ما رأینا حائراً أجهل الوری طوینا کتاب البحث والآی اظہر

جب ہم نے لوگوں کے جاہل تر علی حائری کو دیکھا تو ہم نے بحث و نزاع کی کتاب کو لپیٹ دیا۔
کیونکہ نشانات ظاہر ہیں۔

(اعجاز احمدی ص ۷۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۶)

تری سقم نفسی ما تری آی ربنا کأنك غول فاقد العين اعور

تو میرا عیب دیکھتا ہے اور خدائی نشانات نہیں دیکھتا۔ گویا کہ تو کانا یک چشم شیطان ہے۔

الجواب: یہ ہے کہ علی حائری اگر چہ غالی اور سبی شیعہ تھا۔ لیکن اس میں یہ خوبی موجود تھی کہ وہ ختم نبوت اور حیات مسیح کا بشدت قائل و عامل تھا اور ہم اہل السنة والجماعة کے لوگ اس کی اس خوبی کی قدر کرتے ہیں اور وہ اپنے دیگر اعمال قبیحہ کا خود مسئلہ و کفیل ہے اور میں نے اس کے متعلق بطور ذیل کہا ہے:

علی حائری قال حقاً رسول اللہ ختام الرسال

علی حائری نے درست کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم الرسالہ ہیں۔

وايضاً قال ذا ختام نبأ اصیل ذی شرع ذی ظلال

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ ﷺ اصلی شرعی اور ظلی نبوت کے خاتم ہیں۔

وروح اللہ عیسانا نبی وحی فی سموت عوال

اور ہمارا عیسیٰ روح اللہ نبی ہے اور اونچے آسمانوں میں زندہ موجود ہے۔

ویأتی من سماء ذی علاء علی ارض بشان ذی جلال

اور وہ اونچے آسمان سے زمین پر بڑی شان سے آئے گا۔

فهذا لمرأ سنی لدینا بهاتین فقط فی کل حال

پس بہر حال یہی آدمی ہمارے نزدیک صرف ان دو مسائل (ختم نبوت اور حیات مسیح) میں سنی ہے۔

وان هذا مضی سباب سحب مسیئ مرأ مسی ذو ضلال

اور اگر یہ شخص صحابہ کو سب کرتے ہوئے مرا ہے تو ایک بدکار اور گمراہ آدمی مرا ہے۔

له منا ومن باریه لعن الی یوم القيامة بالتوال

اس کے لئے ہماری طرف سے اور اس کے خالق کی طرف سے قیامت تک لگاتار لعنت ہے۔

الجواب ثالثاً: یہ کہ مرزائی دس لعنتوں کے جواب میں مرزا قادیانی کو مندرجہ ذیل اعدادی ضربات کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ تا کہ اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے اور وہ اہل دنیا کے لئے نشان عبرت و نفرت بن جائے۔

اعدادی ضربات بر مرزا و مرزائیات

۱.....۰ (میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = "مخنث لعین ابداً" / ۱۵۵۸، وہ ہمیشہ کا

ملعون ہے۔ ہجڑا ہے۔ کیونکہ کفار برطانیہ کے نیچے مخنث بن کر رہا۔

۲.....۰ (میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = "شیطان باباء ظاہراً و باطناً" / ۱۵۵۸،

وہ اپنے آباء واجداد سے ظاہر و باطن کا شیطان ہے۔

۲۰۲

(میرزا غلام احمد قادیانی) / واللہ " / ۱۵۵۸، بخدا وہ صحیح طور پر ظاہر ہ

۲.....۰ (میرزا غلام احمد قادیانی) /

غدار ہے۔ کیونکہ اس کے آیات میں ہیرا

۳.....۰ (میرزا غلام احمد قادیانی) /

اہل اسلام کے محمد کا غدار ہے۔ کیونکہ اس

۴.....۰ (میرزا غلام احمد قادیانی) /

خنثی مشکل ہے۔ کیونکہ وہ مردانہ وزنا وضاحت ہو چکی ہے۔

(میرزا غلام احمد قادیانی) / گالیاں دینے والا ہے - جیسے کہ اس کا قص

• ۵ (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ =

ختم نبوت کی بجائے اجرائے نبوت کو اپنا

• ۶ (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ =

قرآنی لفظ میں مرزا و اہل مرزا کو مغلوب ک

• ۷ (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ =

سے اسلام کا غدار ہے - کیونکہ اسلام سے

• ۸ (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ =

مثیل ہے - کیونکہ وہ ہمیشہ مناظرات سے

• ۹ (مرزا غلام احمد قادیانی) /

المسلمین (مہدی) کا غدار ہے - کیونکہ اس

• ۱۰ (مرزا غلام احمد قادیانی) /

ہے - کیونکہ قرآن وحدیث دونوں اس کی

• ۱۱ (مرزا غلام احمد قادیانی) /

رسول ہے - کیونکہ غلام کفار کبھی بھی رسول

(میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = ”ہو حرامی ظاہراً و باطناً بالجد واللہ“ / ۱۵۵۸، بخدا وہ صحیح طور پر ظاہر و باطن کا حرامی ہے۔ کیونکہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۲..... (میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = ”غدار بقرآن“ / ۱۵۵۸، وہ قرآن مجید کا

غدار ہے۔ کیونکہ اس کے آیات میں پیرا پھیری کرتا رہا ہے۔

۳..... (میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = ”غدار محمد المسلمین“ / ۱۵۵۸، وہ

اہل اسلام کے محمد کا غدار ہے۔ کیونکہ اس کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

۴..... (میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = ”خنثی مشکل ابداً“ / ۱۵۵۸، وہ ہمیشہ کا

خنثی مشکل ہے۔ کیونکہ وہ مردانہ و زنانہ دونوں آلات رکھتا تھا۔ جیسا کہ اس کے الہام سے وضاحت ہو چکی ہے۔

(میرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۵۸ = ”شتوم اخیار“ / ۱۵۵۸، وہ نیک اشخاص کو گالیاں دینے والا ہے۔ جیسے کہ اس کا قصیدہ اسے سباب و شاتم بناتا ہے۔

۵..... (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ = ”فتان زیغ“ / ۱۵۴۸، وہ کجی کا فتنہ باز ہے۔ کیونکہ وہ

ختم نبوت کی بجائے اجرائے نبوت کو اپناتا ہے۔

۶..... (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ = ”ستغلبون“ / ۱۵۴۸، تم مغلوب رہو گے یعنی اس

قرآنی لفظ میں مرزا و اہل مرزا کو مغلوب کہا گیا ہے۔

۷..... (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ = ”غدار لاسلام بالحق“ / ۱۵۴۸، وہ اپنی حماقت

سے اسلام کا غدار ہے۔ کیونکہ اسلام سے جہاد کو خارج کرتا ہے۔

۸..... (مرزا غلام احمد) / ۱۵۴۸ = ”مثیل ضب قادیان“ / ۱۵۴۸، وہ قادیانی گوہ کا

مثیل ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ مناظرات سے بھاگتا رہا ہے۔

۹..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = ”غدار امام المسلمین“ / ۱۵۴۸، وہ امام

المسلمین (مہدی) کا غدار ہے۔ کیونکہ اس کا انکار کر کے خود مہدی بن گیا۔

۱۰..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = ”ہو غیر الرسول“ / ۱۵۴۸، وہ غیر رسول

ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث دونوں اس کو رسول خدا نہیں مانتے۔

۱۱..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = ”غیر مرسل ابداً“ / ۱۵۴۸، وہ ہمیشہ کا غیر

رسول ہے۔ کیونکہ غلام کفار کبھی بھی رسول خدا نہیں بن سکتا۔

۱۲..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "خنزیر المشرق" / ۱۵۴۸، وہ مشرق کا

چھوٹا خنزیر ہے۔ کیونکہ علمائے اسلام کو خنزیر کہتا ہے۔

۱۳..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "هو غير الانبياء حقيقة ابداً" / ۱۵۴۸، وہ

حقیقتاً ہمیشہ کا غیر نبی ہے۔ کیونکہ غلام کفار رہا ہے۔

۱۴..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "هو ضد خليفة ابداً" / ۱۵۴۸، وہ ہمیشہ کا

غیر خلیفہ ہے۔ کیونکہ غلام کفار بنا رہا۔

۱۵..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "ضد مقتدر" / ۱۵۴۸، وہ بااقتدار آدمی کی

ضد ہے۔ کیونکہ ہمیشہ غلام قادر رہا۔

۱۶..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "خوان بآیات القرآن الحمید

ابداً" / ۱۵۴۸، اس نے ہمیشہ آیات قرآن میں خیانت کی ہے اور ان کا غلط مفہوم لیا ہے۔

۱۷..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "خوان باحادیث الرسول

دجلاً" / ۱۵۴۸، وہ اپنی دجالیت کی وجہ سے احادیث رسول کا خائن ہے۔ کیونکہ ان کا غلط مفہوم

لیتا ہے۔

۱۸..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "خوان لخبر النبی" / ۱۵۴۸، اس نے

حدیث نبی میں خیانت کی ہے۔ کیونکہ ان کا غلط مفہوم لیتا ہے۔

۱۹..... (مرزا غلام احمد قادیانی) / ۱۵۴۸ = "هو غير النبی الصادق ابداً" / ۱۵۴۸، وہ

ہمیشہ سے سچے نبی کا غیر ہے۔ کیونکہ سچا نبی غلام کفار نہیں رہتا۔

۲۰..... (میرزا غلام احمد) / ۱۳۸۲ = "ہو متضاد مسیح ابداً" / ۱۳۸۲، وہ ہمیشہ سے مسیح

علیہ السلام کی ضد ہے۔ کیونکہ مسیح بن باپ کے ہے اور یہ با پدر ہے۔

۲۱..... (میرزا غلام احمد) / ۱۳۸۲ = "غول البریطانیۃ بجد" / ۱۳۸۲، وہ صحیح طور پر

برطانیہ کا شیطان ہے۔ کیونکہ ان کے مفادات میں کام کرتا ہے۔

۲۲..... (میرزا غلام احمد) / ۱۳۸۲ = "مثیل ضب" / ۱۳۸۲، وہ گوہ کا مثیل ہے۔ کیونکہ وہ

مناظرین اسلام سے گوہ کی مانند بھاگ جاتا ہے۔

۲۳..... (میرزا غلام احمد) / ۱۳۸۲ = "غدار القوم" / ۱۳۸۲، وہ اپنی قوم کا غدار ہے۔

کیونکہ اس کی قوم ختم نبوت اور حیات مسیح کی قائل ہے اور یہ شخص نہیں ہے۔

۲۰۴

۲۴..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

ہے۔ کیونکہ غلام کفار رہا، اور سچا نبی غلام ک

۲۵..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

احادیث نبویہ کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ ا

۲۶..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

اور آزادی کی کوشش نہ کی۔

۲۷..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۲۸..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

کافر ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۲۹..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

ہے۔ کیونکہ آپ کی مانند آزادی پسند نہیں

۳۰..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

ہے۔ کیونکہ یہی مسیح انگریزی مفادات ک

۳۱..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

اس کے عقائد باطلہ اس کو نار جہنم میں

۳۲..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

ہے۔ کیونکہ اسی کے مفاد میں کام کرتا رہ

۳۳..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

زبان ہے۔ کیونکہ حرام خوری کا عادی ہے

۳۴..... (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

اپنے آباؤ اجداد سے گمراہ شیطان ہے،

.....۳۵ (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

.....۳۶ (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ =

مطاع ہے - کیونکہ ہمیشہ مطیع برطانیہ رہ

۲۴..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”غیر النبیین بجد“ ۱۳۷۲/، وہ صحیح طور پر غیر انبیاء

ہے۔ کیونکہ غلام کفار رہا، اور سچا نبی غلام کفار نہیں رہتا۔

۲۵..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”خالف بالاحادیث النبویۃ“ ۱۳۷۲/، اس نے

احادیث نبویہ کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ اس نے احادیث کا غلط مفہوم لیا ہے۔

۲۶..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”غلام کفار“ ۱۳۷۲/، وہ کفار برطانیہ کا غلام رہا ہے

اور آزادی کی کوشش نہ کی۔

۲۷..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”غلام کافر“ ۱۳۷۲/، وہ خود ہی کافر غلام ہے۔ کیونکہ

کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۲۸..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”ہو کافر عظیم بالجد“ ۱۳۷۲/، وہ صحیح طور پر بڑا

کافر ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۲۹..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”ہو غیر محمد و احمد“ ۱۳۷۲/، وہ محمد و احمد کا غیر

ہے۔ کیونکہ آپ کی مانند آزادی پسند نہیں ہے۔

۳۰..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”بانی مسجد ضرار“ ۱۳۷۲/، وہ مسجد ضرار کا بانی

ہے۔ کیونکہ یہی مسجد انگریزی مفادات کا کام کرتی رہی ہے۔

۳۱..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”شد فی النار“ ۱۳۷۲/، وہ آگ میں گر گیا۔ کیونکہ

اس کے عقائد باطلہ اس کو نار جہنم میں لے گئے۔

۳۲..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”غول الکفرة“ ۱۳۷۲/، وہ کفار برطانیہ کا شیطان

ہے۔ کیونکہ اسی کے مفاد میں کام کرتا رہا ہے۔

۳۳..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”غراب الزمان بالجد“ ۱۳۷۲/، وہ صحیح طور پر زاغ

زمان ہے۔ کیونکہ حرام خوری کا عادی ہے۔

۳۴..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”ہو شیطان ضلیل بآبائہ حقاً“ ۱۳۷۲/، وہ حقیقتاً

اپنے آبا و اجداد سے گمراہ شیطان ہے۔

۳۵..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”ہو اشطن ارض“ ۱۳۷۲/، وہ زمین کا اشطن آدمی ہے۔

۳۶..... (مرزا غلام احمد) ۱۳۷۲ = ”ہو غیر المطاع“ ۱۳۷۲/، وہ غیر مقتدر اور غیر

مطاع ہے۔ کیونکہ ہمیشہ مطیع برطانیہ رہا۔

۳۷..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”غدار الرسول بالجد“ ۱۴۷/۲، وہ صحیح طور پر رسول

خدا کا غدار ہے۔ کیونکہ اس کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

۳۸..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”هو متضاد انبياءنا“ ۱۴۷/۲، وہ ہمیشہ ہمارے

انبیاء کا متضاد آدمی ہے۔ کیونکہ اس نے ان کی مانند اقتدار پیدا نہیں کیا۔

۳۹..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”ظل شیطان واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! مرزا غلام احمد ظل

شیطان ہے۔

۴۰..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”مخنث اعلى واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! مرزا غلام احمد

اونچا مخنث اور نامرد ہے۔

۴۱..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”ذرية شیطانية واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! مرزا غلام احمد

شیطان کی اولاد ہے۔

۴۲..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”غیر المہدی واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! مرزا غلام احمد

غیر المہدی ہے۔

۴۳..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”مہدی الغیر واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! مرزا غلام احمد

اغیار (برطانیہ) کا مہدی ہے۔

۴۴..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”غدار ملکہ واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! مرزا غلام احمد

اپنے ملک کا غدار ہے۔

۴۵..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”ہو دجال کان من ثلثین واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! وہ

تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

۴۶..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”فرد غوی واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! گمراہ آدمی ہے۔

۴۷..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”شخص اوباش واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! کمینہ شخص ہے۔

۴۸..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”مضلل لشیطان واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! شیطان کا

گمراہ کردہ آدمی ہے۔

۴۹..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”وفاء اغیار واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! (اغیار) برطانیہ کا

وفادار ہے۔

۵۰..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/۲ = ”اخبث القادیان واللہ“ ۱۴۷/۲، بخدا! قادیان کا

خبیث تر آدمی ہے۔

۲۰۶

۵۱..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/

السلام کا مخالف آدمی ہے۔

۵۲..... (مرزا غلام احمد) ۱۴۷/

کیونکہ کفریہ عقائد کو اپناتا ہے۔

۵۳..... (غلام احمد قادیانی)

کیونکہ خلاف اسلام کام کرتا ہے۔

۵۴..... (غلام احمد قادیانی)

کیونکہ وہ.....

۵۵..... (غلام احمد قادیانی)

ہے۔ کیونکہ فرامین نبویہ کے خلاف

۵۶..... (غلام احمد قادیانی)

کیونکہ اس نے آزادی ملک کی کو

۵۷..... (غلام احمد قادیانی)

غدار کی ہے۔ کیونکہ سے اپنی ا

۵۸..... (غلام احمد قادیانی)

کیونکہ وہ غلام احمد ہو کر خود احمد ب

۵۹..... (غلام احمد قادیانی)

گیا۔ کیونکہ علمائے اسلام کو خنازی

۶۰..... (غلام احمد قادیانی)

دجالوں میں سے ایک دجال ہے

۶۱..... (غلام احمد قادیانی)

ہے۔ کیونکہ سب ادیان کو ملغوبہ

۶۲..... (غلام احمد قادیانی)

واجداد سے ہمیشہ کا زاغ قوم ہے

۶۳..... (غلام احمد قادیانی)

آنے والا مہدی مقتدر ہوگا اور

۵۱ (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ = ”متحالف المسیح واللہ“ / ۱۳۷۲، بخدا! مسیح علیہ

السلام کا متخالف آدمی ہے۔

۵۲ (مرزا غلام احمد) / ۱۳۷۲ = ”غول جسار واللہ“ / ۱۳۷۲، بخدا! دلیر شیطان ہے۔

۵۳ (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غدار الدین“ / ۱۳۰۰، وہ دین اسلام کا غدار ہے۔

کیونکہ خلاف اسلام کام کرتا ہے۔

۵۴ (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غدار بالایمان“ / ۱۳۰۰، وہ ایمان کا غدار ہے۔

کیونکہ کفریہ عقائد کو اپناتا ہے۔

۵۵ (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غدار بالنبی“ / ۱۳۰۰، وہ نبی علیہ السلام کا غدار

ہے۔ کیونکہ فرامین نبویہ کے خلاف ہے۔

۵۶ (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غدار ملکہ“ / ۱۳۰۰، وہ اپنے ملک کا غدار ہے۔

کیونکہ اس نے آزادی ملک کی کوشش نہ کی۔

۵۷ (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غدار الوطن“ / ۱۳۰۰، اس نے اپنے وطن سے

غداری کی ہے۔ کیونکہ اسے اپنی مانند غلام کفار رکھا۔

۵۸ (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”ہو غدار الاحمد“ / ۱۳۰۰، وہ احمد کا غدار ہے۔

کیونکہ وہ غلام احمد ہو کر خود احمد بن گیا۔

۵۹ (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”صار خنزیر الفلا“ / ۱۳۰۰، وہ جنگل کا سور بن

گیا۔ کیونکہ علمائے اسلام کو خنزیر کہتا ہے۔

۶۰..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”ہو دجال کان من ثلثین“ / ۱۳۰۰، وہ تیس

دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ کیونکہ ان کی مانند مدعی نبوت ہے۔

۶۱..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غراب الادیان“ / ۱۳۰۰، وہ سب ادیان کا زاغ

ہے۔ کیونکہ سب ادیان کو ٹھونگتا ہے اور ان کے عیوب نکالتا ہے۔

۶۲..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غراب القوم بآباء ابداء“ / ۱۳۰۰، وہ اپنے آباء

واجداد سے ہمیشہ کا زاغ قوم ہے۔

۶۳..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غیر المہدی“ / ۱۳۰۰، وہ غیر مہدی ہے۔ کیونکہ

آنے والا مہدی مقتدر ہوگا اور یہ شخص ہمیشہ غلام برطانیہ رہا۔

۶۳..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”مہدی الغی“ / ۱۳۰۰، وہ اغیار کا مہدی ہے۔

کیونکہ حکومت برطانیہ نے اسے مہدی بنا کر کھڑا کیا تھا۔

۶۵..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”کذاب شہیر بابناءہ“ / ۱۳۰۰، وہ اپنے بیٹوں

کے ساتھ مشہور کذاب ہے۔

۶۶..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”متضاد باحمد“ / ۱۳۰۰، وہ احمد ﷺ کا متضاد

آدمی ہے۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ کی مانند مقتدر نہ بنا اور غلام کفار رہا۔

۶۷..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”شخص اوباش“ / ۱۳۰۰، وہ اوباش آدمی ہے۔

کیونکہ اس کے عقائد خلاف اسلام ہو کر اوباشانہ ہیں۔

۶۸..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”خفاش دنی“ / ۱۳۰۰، وہ ترقی یافتہ خفاش ہے۔

کیونکہ وہ ختم نبوت اور حیات مسیح سے اندھا رہا۔

۶۹..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غراب زمن“ / ۱۳۰۰، وہ اپنے زمانہ کا زاغ ہے۔

کیونکہ اس کو حرام خوری کی عادت رہی ہے اور انگریز کا نمک خوار ہے۔

۷۰..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”مرغ دون“ / ۱۳۰۰، وہ کمینہ پرندہ ہے۔ کیونکہ ہمیشہ

حرام خوری کرتا رہا ہے۔

۷۱..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”فرد غوی“ / ۱۳۰۰، وہ گمراہ آدمی ہے۔ کیونکہ وہ ختم

نبوت کا منکر ہے اور اجرائے نبوت کا قائل ہے۔

۷۲..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”ہو عظیم ابالیس دینا“ / ۱۳۰۰، وہ دینی طور پر

ابالیس میں سے بڑا ابالیس ہے۔ کیونکہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۷۳..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”مرید مغوی“ / ۱۳۰۰، وہ مردود و مغوی ہے۔ کیونکہ

محمدی بیگم کے اغوا کی کوشش کرتا رہا اور ناکام رہا۔

۷۴..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”ذریۃ شیطانیہ“ / ۱۳۰۰، وہ شیطان کی اولاد ہے۔

کیونکہ شیطان ابتدائے نبوت کا اور یہ ختم نبوت کا منکر رہا۔

۷۵..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”مخنث علی“ / ۱۳۰۰، وہ اونچا نامرد ہے۔ کیونکہ

ہمیشہ غلام کفار رہا اور آزادی کی کوشش نہ کی۔

۷۶..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”ظل شیطن“ / ۱۳۰۰، وہ ظل شیطان ہے۔ کیونکہ

شیطانی عقائد رکھتا ہے۔

۲۰۸

۷۷..... (غلام احمد قادیانی) /

خیث مسیح ہے۔ کیونکہ وہ سچے مسیح ال

۷۸..... (غلام احمد قادیانی) /

آدمی ہے۔ کیونکہ مدعی نبوت ہو کر ش

۷۹..... (غلام احمد قادیانی) /

بالجحد“ / ۱۳۰۰، اس نے انکار او

۸۰..... (غلام احمد قادیانی) /

کا زائغ القلب آدمی ہے۔

۸۱..... (غلام احمد قادیانی) /

آدمی ہے۔ کیونکہ شیطانی عقائد کو ا

۸۲..... (غلام احمد قادیانی) /

سے مختلف ہے۔ کیونکہ کافر اقتدار ک

۸۳..... (غلام احمد قادیانی) /

کیونکہ اسی کے مفاد میں کام کرتا ہ

۸۴..... (غلام احمد قادیانی) /

احادیث و آیات میں بے دھڑک

۸۵..... (غلام احمد قادیانی) /

کیونکہ اسی کو اپنا خدا مانتا ہے اور اس

۸۶..... (غلام احمد قادیانی) /

آبائی زاغ بطلال ہے۔ کیونکہ باطل

۸۷..... (غلام احمد قادیانی) /

ہے اور اہل اسلام کا غدار ہے۔

۸۸..... (غلام قادیانی) / ۷

گمراہ شیطان ہے۔

۸۹..... (غلام احمد) / ۱۱۲۳ =

واحادیث میں ٹیڑھی تاویلات کر

۷۷..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”المسیح الخیث ابداً“ / ۱۳۰۰، وہ ہمیشہ کا

خیث مسیح ہے۔ کیونکہ وہ سچے مسیح ابن مریم کا مخالف ہے۔

۷۸..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”اخبت القادیان“ / ۱۳۰۰، وہ قادیان کا خیث تر

آدمی ہے۔ کیونکہ مدعی نبوت ہو کر ختم نبوت کا منکر ہے۔

۷۹..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”ابی واستکبر وکان من الکفرین

بالجد“ / ۱۳۰۰، اس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ صحیح طور پر کافر ہے۔

۸۰..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”هو زائغ القلب حقاً ابداً“ / ۱۳۰۰، وہ حقیقتاً ہمیشہ

کا زائغ القلب آدمی ہے۔

۸۱..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”مضل الشیطن“ / ۱۳۰۰، وہ شیطان کا گمراہ کردہ

آدمی ہے۔ کیونکہ شیطانی عقائد کو اپناتا ہے۔

۸۲..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”مخالف المسیح“ / ۱۳۰۰، وہ مسیح علیہ السلام

سے مختلف ہے۔ کیونکہ کافر اقتدار کا حامی ہے اور نازل ہونے والا مسیح ایسا نہیں ہوگا۔

۸۳..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”جندی الغرب“ / ۱۳۰۰، وہ یورپ کا فوجی ہے۔

کیونکہ اسی کے مفاد میں کام کرتا ہے اور مفاد اسلام کا مخالف ہے۔

۸۴..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غول جसार“ / ۱۳۰۰، وہ دلیر شیطان ہے۔ کیونکہ

احادیث و آیات میں بے دھڑک بیرا پھیری کرتا ہے۔

۸۵..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”سجاد لغرب“ / ۱۳۰۰، وہ یورپ کا ساجد ہے۔

کیونکہ اسی کو اپنا خدا مانتا ہے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

۸۶..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”غراب بطل ابائی بالجد“ / ۱۳۰۰، وہ صحیح طور پر

آبائی زاغ بطل ہے۔ کیونکہ باطل عقائد کا موجد ہے۔

۸۷..... (غلام احمد قادیانی) / ۱۳۰۰ = ”وفاء اغیار“ / ۱۳۰۰، وہ اغیار (برطانیہ) کا وفادار

ہے اور اہل اسلام کا غدار ہے۔

۸۸..... (غلام قادیانی) / ۱۲۴۷ = ”شیطن ضلیل ابداً“ / ۱۲۴۷، یعنی غلام قادیانی ہمیشہ کا

گمراہ شیطان ہے۔

۸۹..... (غلام احمد) / ۱۱۲۴ = ”قائد زیاغ“ / ۱۱۲۴، وہ کج رو رہنما ہے۔ کیونکہ قرآن

واحادیث میں ٹیڑھی تاویلات کرتا ہے اور ان کو غلط لکھتا ہے۔

۹۰..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”ہو حرامی اوّل و آخر بابہ“ ۱۱۲۳/، وہ اپنے باپ کے

ساتھ اوّل و آخر کا حرامی آدمی ہے۔ کیونکہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۹۱..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”زاغ قوی“ ۱۱۲۳/، وہ قوی زاغ ہے۔ کیونکہ عقائد اسلام کو

ٹھونگتا ہے اور ان کے عیوب نکالتا ہے۔

۹۲..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”ذریۃ الزانی والزانیہ“ ۱۱۲۳/، وہ زانی مرد اور زانیہ عورت

کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کی داشتہ عورت چراغ بی بی کا بیٹا ہے۔

۹۳..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”ولید البغی“ ۱۱۲۳/، وہ حرامی بیٹا ہے۔ کیونکہ اپنے باپ کی

داشتہ عورت چراغ بی بی کا فرزند ہے۔

۹۴..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”زباغ الملة“ ۱۱۲۳/، وہ زائف الدین آدمی ہے۔ کیونکہ جہاد

اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۹۵..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”کذبہ قرآن دائم“ ۱۱۲۳/، دائمی قرآن نے۔

۹۶..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”خبیث بابائہ“ ۱۱۲۳/، وہ اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ خبیث

آدمی ہے۔ کیونکہ وہ سب عقائد خبیثہ کا موجد ہے۔

۹۷..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”نجس ارض“ ۱۱۲۳/، وہ زمین کا ایک پلید آدمی ہے۔

کیونکہ علمائے اسلام کو پلید کہتا ہے۔

۹۸..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”قدر انسانی حقاً“ ۱۱۲۳/، وہ حقیقتاً بانی نجاست ہے۔

کیونکہ پلید عقائد کا موجد ہے۔

۹۹..... (غلام احمد) ۱۱۲۳/ = ”ضلیل مردود“ ۱۱۲۳/، وہ حقیقی گمراہ آدمی ہے۔ کیونکہ

عقائد ضالہ کا موجد ہے۔

۱۰۰..... (میرزا قادیانی) ۳۲۴/ = ”مسیح مردود“ ۳۲۴/، وہ مردود مسیح ہے۔ کیونکہ

مردود عقائد کا موجد ہے۔

۱۰۱..... (مرزا قادیانی) ۳۲۴/ = ”نائب شیطان“ ۳۲۴/، وہ نائب شیطان ہے۔ کیونکہ وہ

اس کے اشارات پر چلتا ہے۔

۱۰۲..... (مرزا قادیانی) ۳۲۴/ = ”ہو ابلیس رجیم لابدیا (ابلیس شداد باباء

ہ)“ ۳۲۴/، وہ ہمیشہ کا ابلیس رجیم ہے یا اپنے آباؤ اجداد سے سخت تر ابلیس ہے۔

۲۱۰

۱۰۳..... (مرزا قادیانی) ۳۲۴/ = ”

۱۰۴..... (مرزا قادیانی) ۳۲۴/ = ”

یورپ اس پر سوار ہے۔

۱۰۵..... (مرزا قادیانی) ۳۲۴/ = ”

شیطان ہے۔

۱۰۶..... (مرزا قادیانی) ۳۲۴/ = ”

ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

۱۰۷..... (میرزا) ۲۵۸/="ہو

نہیں ہے۔

۱۰۸..... (میرزا) ۲۵۸/="ح

کے خلاف بھونکتا ہے اور بکواس کرتا ہے۔

۱۰۹..... (میرزا) ۲۵۸/="نا

موجد ہے۔

۱۱۰..... (مرزائی) ۲۵۹/="ح

ابداء ۲۵۹/، یعنی مرزا کا پیروکار حرا

۱۱۱..... (مرزائی) ۲۶۹/="ن

دوزخی آدمی ہے۔

۱۱۲..... (المرزائی) ۲۹۰/="ھ

۱۱۳..... (المرزائی) ۲۹۰/="

ساتھ حرامی ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام

۱۱۴..... (المرزائی) ۳۰۰/="

- ۱۰۳..... (مرزا قادیانی) / ۴۴۴ = ”بے راہ رَو“ / ۴۴۴، ہے۔ کیونکہ صحیح راستہ سے ہٹ کر چلتا ہے۔
- ۱۰۴..... (مرزا قادیانی) / ۴۴۴ = ”مَطی الافرنج“ / ۴۴۴، وہ یورپ کی سواری ہے اور یورپ اس پر سوار رہا ہے۔
- ۱۰۵..... (مرزا قادیانی) / ۴۴۴ = ”شیطان بآلہ و ابائہ“ / ۴۴۴، وہ اپنی اولاد و آباء سے شیطان ہے۔
- ۱۰۶..... (مرزا قادیانی) / ۴۴۴ = ”مسیح کفور“ / ۴۴۴، وہ کافر مسیح ہے اور مسیح اسلام نہیں ہے۔ کیونکہ کفریہ عقائد رکھتا ہے۔
- ۱۰۷..... (میرزا) / ۲۵۸ = ”بروز بطلاء“ / ۲۵۸، وہ بطلال لوگوں کا بروز ہے اور بروز نبی نہیں ہے۔
- ۱۰۸..... (میرزا) / ۲۵۸ = ”حمیر“ / ۲۵۸، وہ گدھا ہے۔ کیونکہ سادات اور علمائے اسلام کے خلاف بھونکتا ہے اور بکواس کرتا ہے۔
- ۱۰۹..... (میرزا) / ۲۵۸ = ”نار ابد“ / ۲۵۸، وہ ہمیشہ کی آگ ہے۔ کیونکہ ناری عقائد کا موجد ہے۔
- ۱۱۰..... (مرزائی) / ۲۵۹ = ”(حرامی) / ۲۵۹ یا (حماری) / ۲۵۹ یا (نار ابداً) / ۲۵۹“ یعنی مرزا کا پیروکار حرامی ہے یا حماری ہے یا ناری ابدی ہے۔
- ۱۱۱..... (میرزائی) / ۲۶۹ = ”ناری ابداً“ / ۲۶۹، یعنی مرزائی آدمی ہمیشہ کا ناری اور دوزخی آدمی ہے۔
- ۱۱۲..... (المرزائی) / ۲۹۰ = ”ہو منافق ابداً“ / ۲۹۰ یعنی مرزائی آدمی ہمیشہ کا منافق ہے۔
- ۱۱۳..... (المرزائی) / ۲۹۰ = ”ہو حرامی بایہ“ / ۲۹۰ یعنی مرزائی آدمی اپنے باپ کے ساتھ حرامی ہے۔ کیونکہ وہ جہاد اسلام کو حرام کہتا ہے۔

۱۱۴..... (المرزائی) /۳۰۰= ”ھو نار الابد“ /۳۰۰ ہر مرزائی ہمیشہ کی آگ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی“

شہباز محمدی

قصیدۃ اللام علی عقیدۃ الغلام

غلام احمد قادیانی کے عقیدہ کے خلاف ایک لامیہ قصیدہ

”فی حمد اللہ تعالیٰ وثناء رسولہ المصطفیٰ“

خدائے اعلیٰ کی تعریف اور رسول مصطفیٰ کی مدح و ثناء میں

تعالیٰ ربنا رب الجلال ونعلی المصطفیٰ زُبَّ الجمال

۱..... ہم اپنے رب جلال پروردگار کو بالاترین کہتے ہیں اور حسن و جمال کے خلاصہ مصطفیٰ کو بالاتر مانتے ہیں۔

تعالی اللہ من کل سواہ وبعد اللہ محمود معال

۲..... خدا تعالیٰ اپنے ماسوا ہر ایک چیز سے بالاتر ہے اور اللہ کے بعد حضرت محمود ہی بالاتر ہے۔

علی ربنا فی کل وصف ومحمودؐ ۱۰ علی فی الرسال

۳..... ہمارا رب اپنی ہر ایک صفت میں اونچا ہے اور حضرت محمود اپنی رسالت میں اونچے ہیں۔

هو اللہ الملیک لکل خلق وعلام الخفایا والجوال

۴..... وہی خدا اپنی سب مخلوق کا مالک و مختار ہے اور سب خفی و جلی اشیاء کا جاننے والا ہے۔

وحضار بربوات و وادٍ ونظار السوافل والعوالم

۵..... وہ ہر اونچ اور نیچ میں حاضر ہے اور ہر پست و اونچ کو دیکھنے والا ہے۔

هو الخلاق للمخلوق جمعاً ومنهم احمد المختار عال

۶..... وہی خدا اپنی ساری مخلوق کا خالق ہے اور ان میں سے برگزیدہ احمد بالاتر ہے۔

نبی حامد محمود رب ومحبوب السجایا والخصال

۷..... آپ نبی ہو کر اپنے پروردگار کے حامد و محمود ہیں اور پیارے عادات و شمائل رکھنے والے

ہیں۔

علا مخلوق رب فی جمال وحسن ثم اوصاف الکمال

۱۔ محمود آنحضرت ﷺ کا صفاتی نام اور پھر محمود و محمد تقریباً مترادف المعنی ہیں۔

۲۱۲

۸..... وہ اپنے حسن و جمال اور اوصاف کمال

لہدی قد اتانا نور رب

۹..... ہماری رہنمائی کے لئے روشن نشان

ومحمود نبی الخلق جمعاً

۱۰..... حضرت محمود سب مخلوقات کے نبی

اتاہم بعد فتر من نباء

۱۱..... آپ ختم نبوت کے بعد اولین و آخر

الی من بعد نباء جميعاً

۱۲..... بغیر کسی گفتگو کے آپ تمام انبیاء

رضینا انما بختام نبأ

۱۳..... بلاشبہ ہم ختم نبوت پر راضی ہیں۔

وما هذا بختم النبأ قال

۱۴..... صرف یہی شخص ختم نبوت کا بدخواہ

ومن الغی ختام النبأ دیناً

۱۵..... جس شخص نے دین کے اندر ختم نبوت میں سے ایک ہے۔

فبادیہم مسیلمۃ کذوب

۱۶..... پس ان کا قائد مسیلمہ کذاب ہے

ولکن المسیلم مثل ال

۱۷..... لیکن مسیلمہ کذاب اولاد کی مانند

نبی المصطفیٰ شمس لنبأ

۱۸..... ہمارے نبی مصطفیٰ ﷺ نبوت کے

صفحہ ۵۲۰ - جاری ہے

وغیر المصطفیٰ من انبیاء

۱۹..... اور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر تمام انبیاء

ونباء اضوا منه جمیعاً

۸..... وہ اپنے حسن و جمال اور اوصاف کمال کے اندر خدا تعالیٰ کی سب مخلوق سے اونچے ہو گئے۔

لہدی قد اتانا نور رب بایات براہین جوال

۹..... ہماری رہنمائی کے لئے روشن نشانات و دلائل کے ساتھ ہمارے پاس نور خدا آگیا۔

ومحمود نبی الخلق جمعاً ومرسول المهم بالجلال

۱۰..... حضرت محمود سب مخلوقات کے نبی ہیں اور شان و عظمت کے ساتھ ان کے پاس بھیجے گئے۔

اتاہم بعد فتر من نباء بحسنات الاواخر والاول

۱۱..... آپ ختم نبوت کے بعد اولین و آخرین کی خوبیاں لے کر ان کے پاس آگئے۔

اتی من بعد نباء جمعاً بختم النبأ من غیر مقال

۱۲..... بغیر کسی گفتگو کے آپ تمام انبیاء کے بعد ختم نبوت کے ساتھ تشریف لائے۔

رضاء النبا بختام نبأ ولکن ذا غلام فیہ قال

۱۳..... بلاشبہ ہم ختم نبوت پر راضی ہیں۔ لیکن یہی غلام احمد اس کا بدخواہ ہے۔

وما ہذا بختم النبأ قال فقط بل قوم ہذا من قوال

۱۴..... صرف یہی شخص ختم نبوت کا بدخواہ نہیں ہے بلکہ اس کی قوم بھی بدخواہوں میں سے ہے۔

ومن الغی ختام النبأ دیناً فذا فی الدین اصحاب الضلال

۱۵..... جس شخص نے دین کے اندر ختم نبوت کو لغو قرار دیا تو یہی شخص دین کے اندر گمراہ لوگوں

میں سے ایک ہے۔

فبادیہم مسیلمۃ کذوب وتالیہم مغل من مغل

۱۶..... پس ان کا قائد مسیلمہ کذاب ہے اور ان کا پیروکار اقوال مغل کا ایک کھوٹا آدمی ہے۔

ولکن المسیلم مثل ال وبذا مثل اباء لآل

۱۷..... لیکن مسیلمہ کذاب اولاد کی مانند ہے اور یہ شخص اسی اولاد کے لئے باپ کی مانند ہے۔

نبی المصطفیٰ شمس لنبا تجلت بالرفاع والمعال

۱۸..... ہمارے نبی مصطفیٰ ﷺ نبوت کے آفتاب ہیں جو رفعت و عظمت کے ساتھ چمک اٹھے ہیں۔

وغير المصطفیٰ من انبیاء نجوم للنبا والرسال

۱۹..... اور مصطفیٰ ﷺ کے بغیر تمام انبیاء نبوت و رسالت کے ستارے ہیں۔

ونباء اضوا منه جمیعاً وفاتوا غیر عیسیٰ فی معال

۲۰..... اور آپ کی جانب سے سب انبیاء نبی بن کر چکے اور اوج میں رہنے والے عیسیٰ کے بغیر سب فوت ہو گئے۔

حدیث المصطفیٰ افشاہ حیاً وافشاہ بقیاً بالآصال

۲۱..... حدیث مصطفیٰ ﷺ نے اس کو زندہ ظاہر کیا ہے اور اس کو اصلیت کے ساتھ باقی رہنے والا ظاہر کیا ہے۔

بل ابقاہ بقیاً ثم حیاً لنفخات لجبریل معال

۲۲..... بلکہ اسے بالا تر جبریل کی پھونکوں نے باقی رہنے والا اور پھر زندہ رکھا۔

ولما یأت نجماً بعد شمس یکن مرأ کأمثال الرجال

۲۳..... اور جب وہ آفتاب نبوت کے بعد ستارہ بن کر آئے گا تو وہ مردوں کی طرح ایک مرد ہوگا۔

ضیاء الشمس یطفی نور نجم ونبأ المصطفیٰ اطفی الرسال

۲۴..... سورج کی روشنی ستارے کی روشنی کو بجھا دیتی ہے اور مصطفیٰ ﷺ کی نبوت رسالت کو بجھانے والی ہے۔

تجلی بعد نباء جمعاً کشمس بعد انجام اللیال

۲۵..... آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد اس طرح روشن ہوئے جس طرح رات کے ستاروں کے بعد سورج چمکتا ہے۔

خفت انجمها من نور شمس وهم من نبأ محمود المعال

۲۶..... راتوں کے ستارے سورج کے نور سے چھپ گئے اور وہ انبیاء حضرت محمود ﷺ کی بالا تر نبوت سے مستور ہوئے۔

له خلق عظیم من الہ ورحم رأفة خیر الخلال

۲۷..... آپ ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خلق عظیم رحم و شفقت جیسے بہترین عادات حاصل ہوئے۔

کسیف خلقه قتال کفر ردی من خلقه کفر بآل

۲۸..... آپ کا خلق تلوار کی مانند قاتل کفر ہے اور کفر اپنی آل سمیت اخلاق نبی سے ہلاک ہو گیا۔

نبی فاق نباء جمیعاً بعادات و اخلاق جمال

۲۹..... آپ نبی بن کر تمام انبیاء سے اپنے حسین عادات و اخلاق کی وجہ سے فائق رہے۔

علی اتباع رحما رؤف الی وقت تلا القرآن تال

۳۰..... جس وقت تک قرآن کا قاری قرآن پڑھے گا، آپ اپنے تابعین پر رحیم و رؤف رہیں گے۔

۲۱۴

نبی یختم البناء جمعاً

۳۱..... آپ نبی بن کر سب انبیاء کو خت...

ومحمود الالہ رسول...

۳۲..... خدا تعالیٰ کا محمود ﷺ نبی اور...

ومن في ارضنا او فوق ارض...

۳۳..... اور ان انسانوں اور پہاڑی حیو...

ومن هم تحت عرش في سم...

۳۴..... اور عزرائیل و جبریل اور میکائیل...

علی محمودنا منا صلو...

۳۵..... ہماری طرف سے حضرت محمو...

له من ربنا ايضاً صلو...

۳۶..... ہمارے رب کی طرف سے بھی...

وايضاً من ملائك ثم نام...

۳۷..... نیز آپ ﷺ پر ملائکہ اور پھر...

في الا...

آل رسول اور...

ومن رب صلوة مع سلا...

۳۸..... آپ ﷺ کے پاک آل وا...

هما عینان للاسلام حنف...

۳۹..... سچ مچ وہ دونوں آل واصحاب...

روشنیاں ٱیں۔

وفى الاسلام ال ثم صءب...

ۛ معال دراصل معالى بضرورت... ۛ رسال ءمع رساله بمعنى... ۛ لىال ءمع لىل بمعنى... ۛ ءلال
ءمع ءلت بمعنى...

نبی یختم الانباء جمعاً كما القرآن ختام الملal ۱

۳۱..... آپ نبی ہیں کہ سب انبیاء کو ختم کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن سب ادیان کا خاتم ہے۔

ومحمود الاله رسول رب الى اهل الاسافل والاعال

۳۲..... خدا تعالیٰ کا محمود ﷺ نیچ و اوچ کے رہنے والوں کی طرف رسول خدا بن کر آیا ہے۔

ومن فى ارضنا او فوق ارض من انسان وحيوان الجبال

۳۳..... اور ان انسانوں اور پہاڑی حیوانوں کی طرف سے جو زمین میں یا زمین کے اوپر رہتے ہیں۔

ومن هم تحت عرش فى سماء كعزريـل وجبريل مكال

۳۴..... اور عزرائیل و جبریل اور میکائیل کی مانند جو فرشتگان عرش کے نیچے آسمان میں رہتے ہیں۔

على محمودنا منا صلوة سلام باللسان والبوال ۲

۳۵..... ہماری طرف سے حضرت محمود ﷺ پر زبان اور دل سے صلوة و سلام ہوتے رہیں۔

له من ربنا ايضاً صلوة سلام دائماً بالتوال

۳۶..... ہمارے رب کی طرف سے بھی آپ کے لئے لگاتار اور ہمیشہ کے لئے صلوة و سلام ہیں۔

وايضاً من ملاك ثم ناس صلوة مع سلامات زلال ۳

۳۷..... نیز آپ ﷺ پر ملائکہ اور پھر لوگوں کی طرف سے صاف ستھرے درود و سلام ہیں۔

فى الال والاصحاب

آل رسول اور اصحاب رسول کے بارے میں

ومن رب صلوة مع سلام علی ال واصحاب کمال ۴

۳۸..... آپ ﷺ کے باکمال آل و اصحاب پر رب تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام ہیں۔

ہما عینان للاسلام حقاً ونوران لدین ذی کمال

۳۹..... سچ مچ وہ دونوں آل و اصحاب دین اسلام کی دو آنکھیں ہیں اور کامل دین کی دو

روشنیاں ہیں۔

وفی الاسلام ال ثم صحب جناحان لدین فی الاصال

۱۰ ملال دراصل ملل بضرورت شعر الف زیادہ کیا گیا ہے۔

۲۰ بوآل جمع بال بمعنی دل ہے۔

۳۰ زلال جمع زلیل بمعنی صاف۔

۴۰ کمال جمع کمیل بمعنی کامل۔

۴۰..... اور اسلام کے اندر آل واصحاب دراصل ایک دین کے لئے دو پر ہیں۔

فاسلام بھذین طیر باجلال علی رأس الملل

۴۱..... پس اسلام ان دونوں پروں سے شان وشوکت کے ساتھ دیگر ادیان کے سر پر اڑنے والا ہے۔

وان کسرت منہ جناحاً جعلتم دینکم دین العطل

۴۲..... اگر تم نے اس کا ایک پر توڑ دیا ہے تو تم نے اپنے دین کو بیکاری کا دین بنا دیا ہے۔

فدینی ذو جناحین یقیناً و دین الشیعہ ہاوی الوبال

۴۳..... پس میرا دین یقیناً دو پروں والا ہے اور شیعہ کا دین ہلاکت میں گرنے والا ہے۔

ومن من مسلم عادی صحاباً ہوی فی نار غی والضلال

۴۴..... اور جس مسلمان نے صحابہ سے عداوت رکھی ، ضلال اور گمراہی کی آگ میں گر گیا۔

فآل ثم اصحاب جمیعاً عدول فی وفاء فی عمل

۴۵..... پس آل واصحاب سب ہی اپنی وفاداری اور کردار میں راست باز ہیں۔

فمن ال حسین ذو معال وبوبکر من الاصحاب عال

۴۶..... پھر آل نبی سے حسینؑ اور اصحاب میں سے ابو بکرؓ بالا تر ہیں۔

فعمر ثم عثمان علی کما فازوا بدرجات الدوال

۴۷..... پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ - جیسا کہ حکومت کے درجات سے فائز ہوئے۔

وقد افشی نبی ان قرنی خیار من قرون ۱۰۰ من جیال

۴۸..... نبی علیہ السلام نے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا زمانہ تمام زمانوں اور صدیوں سے بہتر ہے۔

علمنا ان قرنی قد اشارت الی الخلفاء من بعد الرسال

۴۹..... ہمیں علم ہے کہ کلمہ قرنی نے رسالت کے بعد خلفاء اسلام کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

ففي قرنی هنا قاف وراء و نون ثم ياء بالزلال

۵۰..... پس یہاں پر لفظ ”قرنی“ میں ”ق“ اور ”ر“ اور ”ن“ اور ”ی“ صفائی کے ساتھ آگئی ہے۔

فمن صدیقنا قاف هنا کم ومن عمر هنا راء الجلال

۵۱..... پس یہاں پر ہمارے صدیق میں سے قاف آئی ہے اور عمر میں سے یہاں شاندار را آئی ہے۔

ومن عثمان نون وسط قرنی و ياء من علی ذی معال

۵۲..... اور قرنی کے درمیان عثمان میں سے ”نون“ آیا ہے اور ذی شان علی سے ”ی“ آئی ہے۔

۱۔ یہ شعر ایک حدیث نبی سے لیا گیا ہے۔ خیر القرون قرنی۔ الخ!

فمن قرنی تجلی امر حق و امر الحق حق للمقال

۵۳ اب قرنی سے حق بات روشن ہو گئی اور حق بات قبولیت کا حق رکھتی ہے۔

فمن من بعد قرنی ضل عمداً ردی فی نار کذب بالسہال

۵۴ پس جو شخص قرنی کے بعد عمداً گمراہ ہو گیا وہ آسانی سے جھوٹ کی آگ میں ہلاک ہو گیا۔

فبایع قاف صدیق بصدق وبایع راء ذا عمر بیال

۵۵ اب تو صداقت کے ساتھ قاف صدیق سے بیعت کر لے اور دل سے اس عمر کی راہ کو تابع بن جا۔

وبایع نون عثمان غنی ویاء من علی ذی کمال

۵۶ اور عثمان غنی کے نون سے اور باکمال علی کی یاء سے بیعت کر لے۔

علی خاتم الخلفاء حقاً وبادیہم ابوبکر معال

۵۷ حضرت علی سچ مچ خاتم الخلفاء ہیں اور ان کے شروع کرنے والے بالا تر ابو بکر ہیں۔

فحب الال والاصحاب جمعاً لنا دین من الادیان عال

۵۸ پس آل واصحاب کی اجتماعی محبت - ادیان میں سے ہمارا ایک اونچا دین ہے۔

ومن منا خلا عن حب آل مضمی فی تیہ غی بالکمال

۵۹ ہم میں سے جو شخص حب آل سے خالی ہے وہ مکمل طور پر گمراہی کے بیابان میں چلا گیا۔

ومن منا تنحى عن صحب صلی فی نار غی والضلال

۶۰ اور ہم میں سے جو شخص صحابہ کرام سے ہٹ گیا وہ گمراہی اور کھوٹا پن کی آگ میں جل گیا۔

لهذا حب ال حب صحب لنا نوراً عیون کل حال

۶۱ اسی لئے آل واصحاب کی محبت ہر حالت میں ہماری دو آنکھوں کی دو روشنیاں ہیں۔

لاسلام هما عینان حقاً فاسلام بصیر بالجلال

۶۲ سچ مچ یہی دونوں محبتیں اسلام کی دو آنکھیں ہیں اور پھر اسلام شان و شوکت کے ساتھ بینا ہے۔

فمن من مسلم عادى صحاباً فهم عوران دين فى الاصل

۶۳ پس جو مسلمان صحابہ کرام سے عداوت رکھتا ہے وہ لوگ دراصل کانا دین رکھتے ہیں۔

ايا اعداء اصحاب کرام بصحب فوارجعاً بالهوال

۶۴ اے صحابہ کرام کے دشمنو! تم سب اپنے دلوں سے صحابہ کرام کے وفا دار بن جاؤ!

ام العجلان للاسلام عرياناً بلا عجلیه ذا آل العطال

۶۵..... یا بطور گاڑی کے اسلام کے دو پہیے ہیں، دو پہیوں کے بغیر یہی گاڑی بیکاری کا آلہ ہے۔

فی الغلام الہندی والمبحث المذی

ہندی غلام احمد اور موضع مد کی بحث گاہ کے بارے میں

سمعنا المدمدت للجدال علی رفعات عیسی بالجلال

۶۶..... ہم نے قصبہ مد کے بارے میں سنا کہ وہ عیسیٰ کے شاندار رفع پر مناظرہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔

اتی فیہا ثناء اللہ منا وضلیلان جاء من بطل

۶۷..... اس میں ہماری طرف سے مولوی ثناء اللہ آیا اور باطل کی طرف سے دو گمراہ آدمی آگئے۔

فریق قد رأی قالیہ فیہا بنظرات وابصار قوال

۶۸..... اس میں ایک فریق نے اپنے دشمنوں کو دشمن نظروں اور آنکھوں سے دیکھا۔

اتی فیہا فریقان بکتب وقرطاس واقلام طوال

۶۹..... اس میں دونوں فریق اپنی کتابیں کاغذات اور لمبی قلمیں لے کر آئے۔

تمنی کل نفس فوز نفس برہانات عقل او نقال

۷۰..... ہر شخص نے عقلی یا نقلی دلائل کے ساتھ اپنی کامیابی کی تمنا کر لی۔

تمنا ان یکون ظفیر ثان ولان عنده غاو وقال

۷۱..... ہر ایک نے تمنا کی کہ وہ دوسرے سے کامیاب ہو جائے اور دوسرا اس کے نزدیک گمراہ اور بدخواہ رہا۔

اتوا فی ساحة منها ببعء علیہا ظل شجرات ظلال

۷۲..... وہ سب آدمی مد سے دور ایک میدان میں آگئے۔ جس پر سایہ دار درختوں کا سایہ تھا۔

اتی فی ساحة خلق کثیر لسمع البحث من صحب المقال

۷۳..... میدان کے اندر بہت سے لوگ گفتگو کرنے والوں سے بحث سننے کے لئے آگئے۔

جری بحث الی الیومین فیہا بسئلات واجوبۃ سوال

۷۴..... تسلی بخش سوالات و جوابات کے ساتھ اس میں دو دنوں تک بحث جاری رہی۔

ثناء اللہ اہوی جادلہ برہان علم او عقل

۷۵..... ثناء اللہ نے اپنے دونوں جھگڑالوؤں کو علمی یا عقلی دلائل سے گرا دیا۔

تجلّی فلج حق من ثناء وھزم قد ھوی فوق البطال

۷۶..... ثناء اللہ کی طرف سے حق کی

فقاما ثم فرا بعد ھ

۷۷..... پس شکست کے بعد دونوں فر

مشی فی خلفہم خلق کثیر

۷۸..... ان کے پیچھے اونچی تالیوں اور

علت فی خلفہم نعرات ھ

۷۹..... ان کے پیچھے شکست کے نعر

ولما عايناه من قريب

۸۰..... جب ان دونوں نے قریب سے

بکوا فی حضرہ غما وھم

۸۱..... اس کے سامنے غم و ہم سے رو

فباتوا حیراً من ذل ھز

۸۲..... پس انہوں نے ہزیمت کی ذل آرام نہ کیا۔

ولانا موا علی الافراش لیل

۸۳..... وہ نہ رات کو بستروں پر سوئے

واياھم رأو غرقى بندم

۸۴..... انہوں نے اپنے آپ کو ندامت

فلما انجلت شمس بصبح

۸۵..... جب صبح کو سورج روشن ہوا تو ا

افاقوا بعد ما باتوا کمیت

۸۶..... بلا کلام ان کو اپنے بستروں پر ا

اتی النمرزا بمفکرہ سریع

۸۷..... مرزا قادیانی فریب و مکر یا کھوٹ

تحریر مخلصاً من ذا بداه

۸۸..... اس نے بعد وقت کو چھوڑ کر فر

۷۶..... ثناء اللہ کی طرف سے حق کی فتح چمک اٹھی اور باطل پر شکست گر گئی۔

فقاما ثم فرا بعد هزم الى المرزا بندم والذلال

۷۷..... پس شکست کے بعد دونوں شخص ندامت و ذلت کے ساتھ مرزا کی طرف اٹھ کر بھاگ گئے۔

مشى فى خلفهم خلق كثير بصفقات ومكات عوال

۷۸..... ان کے پیچھے اونچی تالیوں اور سیٹیوں کے ساتھ بڑی مخلوق چل پڑی۔

علت فى خلفهم نعرات هزم وسعلات واصوات السعال

۷۹..... ان کے پیچھے شکست کے نعروں، کھنکھارے اور کھانسنے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

ولما عايناه من قريب تحنا للسلام والمقال

۸۰..... جب ان دونوں نے قریب سے اس کو دیکھا تو سلام اور گفتگو کے لئے جھک گئے۔

بكوا فى حضره غما وهماً وافشوا هزمهم في ذا الجدال

۸۱..... اس کے سامنے غم و ہم سے روئے اور اسی مناظرہ میں اپنی شکست کا اظہار کیا۔

فباتوا حيراً من ذل هزم وما قالوا نهراً من خجال

۸۲..... پس انہوں نے ہزیمت کی ذلت سے حیران رہ کر رات گزاری اور شرمندگی سے دن کو آرام نہ کیا۔

ولاناموا على الافراش ليلاً ولا ارتاحوا بزوجات وال

۸۳..... وہ نہ رات کو بستروں پر سوئے اور نہ بیوی بچوں کے ساتھ سکون پایا۔

وایاہم رأو غرقى بندم وحرقي وسط نيران الخبال

۸۴..... انہوں نے اپنے آپ کو ندامت میں غرق اور شرمندگی کی آگ میں جلنے والا دیکھا۔

فلما انجلت شمس بصبح افاقوا ثم خاضوا فى الحبال

۸۵..... جب صبح کو سورج روشن ہوا تو ان کو افاقہ ملا اور پھر وہ حیلہ جوئی میں لگ گئے۔

افاقوا بعدما باتوا كميت على افراشهم من غير قال

۸۶..... بلا کلام ان کو اپنے بستروں پر ایک مردہ کی مانند رات گزارنے کے بعد افاقہ ہوا۔

اتى المرزا بمفكره سريعاً لفكر المكر او فكر الفلال

۸۷..... مرزا قادیانی فریب و مکر یا کھوٹ سوچنے کے لئے اپنے دارالمطالعہ میں آگیا۔

تحرى مخلصاً من ذا بندام بوقت عاجل لاذى عجال

۸۸..... اس نے بغیر وقت کو چھوڑ کر قریبی وقت کے اندر اسی ندامت سے بچاؤ کو سوچ لیا۔

وهذا اليوم اضحى مثل عام عليه او كجبل من جبال

۸۹..... یہ دن اس پر ایک سال یا ایک پہاڑ کی مانند بن گیا۔

فكان الغم يلقيه لوجه ويمطوه كركبان البغال

۹۰..... پس غم اسے منہ کے بل گراتا تھا اور خچر سواروں کی طرح اس پر سوار ہوتا تھا۔

ویمشیہ الی غرب وشرق وبعیدہ بجنب او شمال

۹۱..... اور غم اسے مغرب و مشرق کی طرف چلاتا تھا اور اسے جنوب یا شمال کی طرف دوڑاتا تھا۔

ویرقیہ کقرد او کدب ویلقیہ بترب او رمال

۹۲..... اور اس کو بندر یا ریچھ کی مانند اٹھاتا تھا اور اس کو مٹی یا ریت میں گراتا تھا۔

ویقعیہ بوقت ثم وقتا یرقیہ کعاص من طفل

۹۳..... کسی وقت اسے بے فرمان لڑکے کی طرح بٹھاتا تھا اور کسی وقت اٹھاتا تھا۔

ویلہیہ بوقت فی کتاب وفی وقت بطفل او عیال

۹۴..... اور اسے ایک وقت میں کتاب کے اندر اور ایک وقت میں بچوں اور بیوی میں شاغل رکھتا تھا۔

ووقتاً فی سباب ابی وفاء ووقتاً فی حسین ذی کمال

۹۵..... اور ایک وقت میں ابوالوفاء کو گالی دینے میں اور ایک وقت میں با کمال محمد حسین میں الجھاتا تھا۔

ووقتاً فی علی جولری فقیہ عالم اہل العمال

۹۶..... اور ایک وقت میں مہر علی شاہ گولڑویٰ میں جو باعمل اور فقیہ ہے دست بدامن رکھتا تھا۔

ووقتاً فی علی حائری فقیہ جعفری بالمال

۹۷..... اور ایک وقت میں علی حائری کے اندر جو ملول فقیہ جعفری تھا لڑاتا تھا۔

ووقتاً فی نذیر دہلوی شہیر فی احادیث الرسال

۹۸..... اور ایک وقت میں نذیر حسین دہلوی کے اندر جو احادیث رسالت میں مشہور ہے ڈالتا تھا۔

ووقتاً سب ظفر الدین حمقاً ووقتاً سب روحی الفعال

۹۹..... اور ایک وقت میں حماقۃ ظفر الدین کو گالیاں دیں اور ایک وقت میں کردار کے علی روحی

کو سب و شتم کیا۔

ولما مل من سب و شتم امال النفس فی محو الخجال

۱۰۰..... جب وہ سب و شتم سے اکتا گیا تو اپنے آپ کو خجالت مٹانے میں مائل کر لیا۔

فبل القلم فی حبر غضوباً وقال الملمات للخیال

۲۲۰

۱۰۱..... پھر غضبناک ہو کر قلم

ولامد کما هذا وه

۱۰۲..... اور قصبہ مد ایسا نہیں

ساتھ جنگ کی ہے۔

بل المد لنا حصن

۱۰۳..... بلکہ قصبہ مد ہمارے

اتی فیہا کل وباء م

۱۰۴..... اس میں صبح سویرے

فکانا عندنا جوتی

۱۰۵..... پس وہ دونوں ہمارے

جوتی بن گیا۔

قصیدا من ثناء ال

۱۰۶..... سچ مچ وہ دونوں ثناء ال

ثناء اللہ سماک

۱۰۷..... مولوی ثناء اللہ دلائل

فکذابان فی مد

۱۰۸..... دونوں کذاب مد کے

ہزام فیہما قتل ل

۱۰۹..... ان دونوں کی شکست

ہما قد اغلبا فی ق

۱۱۰..... وہ دونوں ہزیمت کی بہا

ہوی مغل بقدرال

۱۱۱..... ایک مغل ذلت کرے

غلی فی قدرہم

۱۱۲..... یہ شخص شکست کرے

لہ قد صارہم ق

۱۰۱..... پھر غضبناک ہو کر قلم کو سیاہی میں ڈبو دیا اور کہا کہ قصیدہ کو فساد کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

ولا مد کما هذا وغاها باشعار وانثار صلال

۱۰۲..... اور قصیدہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس شخص نے اپنے سانپ نما اشعار و نثر سے اس کے ساتھ جنگ کی ہے۔

بل المدلنا حصن حصین یحامینا یوافینا یوالی

۱۰۳..... بلکہ قصیدہ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے جو ہمارا حامی و وفادار اور دوست ہے۔

اتی فیہا کذوباہ صباحاً بکذب او خداع او دجال

۱۰۴..... اس میں صبح سویرے اس کے دو کذاب جھوٹ یا فریب و مکاری لے کر آگئے۔

فکانا عندنا حوتی غدیر وصار المد حوضاً للبطال

۱۰۵..... پس وہ دونوں ہمارے نزدیک حوض کی دو مچھلیاں بن گئیں اور قصیدہ بطلانوں کے لئے حوض بن گیا۔

فصیدا من ثناء اللہ حقاً بضربات البراہین الثقال

۱۰۶..... سچ مچ وہ دونوں ثناء اللہ کی طرف سے بھاری دلائل کی چوٹوں سے شکار ہو گئے۔

ثناء اللہ سماک بمد بشبکات الدلائل والشکال

۱۰۷..... مولوی ثناء اللہ دلائل کے جال اور رسیوں کے ساتھ مد کے اندر ایک مچھلی گیر ہے۔

فکذابان فی مد اصیدا بایات احادیث جوال

۱۰۸..... دونوں کذاب مد کے اندر روشن آیات واحادیث سے شکار کر لئے گئے۔

هزام فيهما قتل لحوت و حوت ميت في القدر غال

۱۰۹..... ان دونوں کی شکست ایک مچھلی کا قتل ہے اور مردہ مچھلی ہانڈی میں ابلنے والی شئی

ہے۔

هما قد اغليا في قدر هزم وفي ذا القدر هذا من غوال

۱۱۰..... وہ دونوں ہزیمت کی ہانڈی میں ابالے گئے اور اسی ہانڈی میں یہ بھی ابلنے والوں سے بن

گئے۔

هوى مغل بقدر الهزم ذلا وذل الهزم قتل للمغال

۱۱۱..... ایک مغل ذلت کرے ساتھ شکست کی ہانڈی میں گر گیا اور شکست کی ذلت مغلوں کا

قتل ہوتا ہے۔

غلى في قدر هزم ثم غم الى موت اليم بالدمال

۱۱۲..... یہ شخص شکست کرے غم سے اپنی بیضہ والی دردناک موت تک ابلتا رہا۔

له قد صار هم ثم هزم كثوبى كفته عند الغسال

۱۱۳..... شکست اور غم نہلاتے وقت اس کے کفن کے دو کپڑے بن گئے۔

مضی فی قبرہ بہما سریعاً وهذا فیہما فی القبر صال

۱۱۴..... وہ جلد تران دونوں کو لے کر اپنی قبر میں چلا گیا اور یہ شخص ان دونوں کے اندر قبر میں جلنے والا بن گیا۔

غلام ہازم فی القبر بال وھزم فوق قبر غیر بال

۱۱۵..... شکست کھانے والا غلام قبر میں بوسیدہ ہو گیا اور اس کی شکست قبر کے اوپر بوسیدہ نہیں ہے۔

ثناء اللہ فی مد کاسد وغولا المیزا مثل الثعال

۱۱۶..... موضع مد کے اندر ثناء اللہ شیر کی مانند ہے اور مرزا کے دو غول گیدڑوں کی مانند ہیں۔

اتی فی مدنا غولا غلام الی صراع غول فی الجدال

۱۱۷..... غلام احمد کے دو غول ہمارے مد میں بحث کے اندر غول گرانے والے آدمی (ثناء اللہ) کے پاس آگئے۔

ھوی ھذان فی بحث بمد واسد المد عال فی مقال

۱۱۸..... موضع مد کی بحث کے اندر یہ دو غول گر گئے اور مد کا شیر مقام گفتگو میں اونچا رہا۔

ھما نالا ھزماً فی مقال ونال الفوز اسد بالسھال

۱۱۹..... ان دو غولوں نے مقام گفتگو کے اندر شکست کو حاصل کیا اور شیر نے آسانی سے کامیابی کو پالیا۔

مطاعم الهزام علی غلام کما یمطوا لركوب علی البغال

۱۲۰..... ہزیمت غلام احمد پر اس طرح سوار ہوئی، جیسا کہ شہسوار خچروں پر سوار ہوتا ہے۔

غلام احمد بالهزم مترع وفی بحث من الفوزات خال

۱۲۱..... غلام احمد ہزیمت سے مالا مال بن گیا اور بحث کے اندر کامیابی سے خالی رہا۔

هزام فيه قبل الموت حی وهذا فيه بعد الموت صال

۱۲۲..... مرنے سے پہلے شکست اس کے اندر زندہ رہی اور یہ شخص بعد الموت اس میں جلنے والا ہے۔

وما هذا فقط فيه بصال بل الامغال فيه من صوال

۱۲۳..... فقط یہی شخص ہزیمت میں جلنے والا نہیں ہے۔ بلکہ تمام مغل اس میں جلنے والے ہیں۔

علا هذا الثناء بلا خلاف علی غولیه فی کسر البطال

۱۲۴..... بلا خوف یہی ثناء اللہ باطل کے توڑنے میں اس کے دونوں غولوں پر غالب آ گیا۔

فترها رمین الی مغال بندمات وخجلات ثقال

۲۲۲

۱۲۵..... پس دونوں غول بھاری ع

بھاگ نکلے۔

الم تعلم بان الغول م

۱۲۶..... کیا تو نہیں جانتا کہ غول یہ

سمعنا ان غولاً من ف

۱۲۷..... ہم نے سنا ہے کہ جنگل کے

اتی فی غیلہ لیلاً بط

۱۲۸..... وہ بوقت شب اپنے بچے بہ

الم تعلم بان جہاد

۱۲۹..... کیا تو نہیں جانتا کہ دینی ج

اتی من قادیان غول ک

۱۳۰..... قادیان سے کفر کا ایک غول

دجال فیہ قبل الموت ح

۱۳۱..... مرنے سے قبل اس میں د

ثناء اللہ من فوز مح

۱۳۲..... مولوی ثناء اللہ کامیابی سے

وفی مد ثناء اللہ ا

۱۳۳..... قصہ مد کے اندر ثناء اللہ

دعا اسد شغالیہ لی

۱۳۴..... شیر نے اس کے دونوں

کے لئے دعوت دی۔

جری فی مدنا بحث و

۱۳۵..... ہمارے مد میں صبح سے

مضی یومان فی بحث م

۱۳۶..... بحث و مناظرہ میں دو د

الا غولا غلام اح

۱۲۵..... پس دونوں غول بہزار ندامتوں و خجالتوں کے ساتھ، غول گاہ (قادیان) کی طرف
بھاگ گئے۔

الم تعلم بان الغول عادٍ لولدان واطفال علال

۱۲۶..... کیا تو نہیں جانتا کہ غول بیمار بچوں اور لڑکوں کا دشمن اور بدخواہ ہے۔

سمعنا ان غولاً من فلاة بليل صاد طفلاً باغتيال

۱۲۷..... ہم نے سنا ہے کہ جنگل کے ایک غول نے رات کے وقت دھوکے سے ایک بچے کو شکار
کر لیا۔

اتی فی غیلہ لیلاً بطفل فارداه بسعلی والشبال

۱۲۸..... وہ بوقت شب ایک بچے بن میں لایا اور اپنی بیوی و بچوں کی مدد سے اس کو ہلاک کر
دیا۔

الم تعلم بان جهاد دين لاسلام كآل واولاد وال

۱۲۹..... کیا تو نہیں جانتا کہ دینی جہاد دین اسلام کے لئے آل و اولاد کی مانند ہے۔

اتی من قادیان غول کفر فاردی ذا جهاداً بالذجال

۱۳۰..... قادیان سے کفر کا ایک غول آیا اور اس نے اپنی دجالیت سے اس جہاد کو ہلاک کر دیا۔

دجال فیہ قبل الموت حیّ وبعد الموت فی اهل وآل

۱۳۱..... مرنے سے قبل اس میں دجالیت زندہ رہی اور بعد الموت اس کے اہل و اولاد میں رہی۔

ثناء اللہ من فوز محلّی و هذا من فواز غیر حال

۱۳۲..... مولوی ثناء اللہ کامیابی سے آراستہ ہوا اور یہ شخص کامیابی سے آراستہ نہیں ہوا۔

وفی مدّ لثناء اللہ اسد و غولاه بمدّ کالشغال

۱۳۳..... قصبہ مد کے اندر ثناء اللہ شیر ثابت ہوا اور اس کے دونوں غول گیدڑ کی مانند رہے۔

دعا اسد شغالیہ لبحث علی رفع بعیسی ذی معال

۱۳۴..... شیر نے اس کے دونوں گیدڑوں کو اوج میں رہنے والے عیسیٰ کے رفع پر بحث کرنے

کے لئے دعوت دی۔

جرى فی مدّنا بحث ووعظ من اصباح الی عتم الاصال

۱۳۵..... ہمارے مد میں صبح سے شام کے ختم تک، بحث و وعظ جاری رہا۔

مضی یومان فی بحث وجدل و ما فی بحثہ اسد ینال

۱۳۶..... بحث و مناظرہ میں دو دن جاری رہے اور شیر (ثناء اللہ) اپنی بحث میں قاصر نہ رہا۔

الا غولا غلام عند اسد کما یألو طفل من رجال

۱۳۷..... شیر کے سامنے غلام احمد کے دونوں غول عاجز رہے۔ جیسا کہ جوانمردوں سے چھوٹا بچہ عاجز رہتا ہے۔

تسوی غول فلو مع غلام و هذا قادیان مع مغال

۱۳۸..... جنگل کا غول غلام احمد کے برابر ہے اور یہی قادیان غول گاہ کے برابر رہا۔

فی ختم النبوة واجرائها

ختم نبوت اور اجزائے نبوت کے بارے میں

وان المصطفیٰ شمس لبأ اخافت کل نبات جوال

۱۳۹..... بلاشبہ حضرت مصطفیٰ نبوت کا سورج ہے جس نے تمام چمکدار نبوتوں کو چھپادیا۔

واما غیرہ من انبیاء کانجام ضوئات الیالی

۱۴۰..... اور اس کے بغیر دیگر انبیاء کرام راتوں کے چمکدار ستاروں کی مانند ہیں۔

فلما شمس نبات تجلت خفت انجام نبأ بالکمال

۱۴۱..... جب نبوتوں کا سورج چمکا تو نبوت کے ستارے مکمل طور پر چھپ گئے۔

ولما نبأ نبات تجلی خفت نباتهم تحت الخمال

۱۴۲..... اور جب نبوتوں کی نبوت چمک اٹھی تو ان کی نبوتیں گمنامی کے تحت چھپ گئیں۔

فنباء خفوا منه جميعاً فما من بعده احد بحال

۱۴۳..... آپ ﷺ کے آنے سے تمام انبیاء چھپ گئے۔ پس آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبوت میں چمکدار نہ رہا۔

واما بعدہ عیسیٰ فمرء فیأتی بعدہ مثل الرجال

۱۴۴..... لیکن آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک مرد ہے۔ پس وہ آپ کے بعد مردوں کی مانند آئے گا۔

ولا یأتی نبیاً او رسولاً الی ارض لنا بعد النزال

۱۴۵..... وہ نزول کے بعد ہماری زمین کی طرف، نبی یا رسول بن کر نہیں آئے گا۔

ویأتی تابعاً قرآن حق ولا تورة موسیٰ لا اذال

۱۴۶..... وہ سچے قرآن کا تابعدار بن کر آئے گا اور تورات و اناجیل کا متبع نہیں ہوگا۔

نبی المصطفیٰ ختام نبأ کما القرآن ختام الملل

۱۴۷..... نبی مصطفیٰ نبوت کے خاتم ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید ادیان کا خاتم ہے۔

وفی القرآن ذا ختام نبأ وماذا فيه ختام الرجال

۱۴۸..... آپ قرآن مجید میں خاتم النبوت ہیں اور اس میں خاتم الرجال نہیں ہیں۔

فعیسی بعده یأتی کمرأ ولا یأتی کنباء عوال

۱۴۹..... پس عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد ایک مرد کی مانند آئے گا اور بالاتر انبیاء کی مانند نہیں آئے گا۔

قرأنا هکذا فی دین حق وقرآن حدیث ذی معال

۱۵۰..... ہم نے دین حق اور قرآن مجید اور مرفوع حدیث میں اسی طرح پڑھا ہے۔

فعیسی نازل فینا کعیسی ولا کمثل عیسی ذی رسال

۱۵۱..... پس عیسیٰ علیہ السلام ہم میں ایک عیسیٰ کی مانند اترنے والا ہے اور عیسیٰ رسول کی مانند نہیں ہوگا۔

الم تعلم بان رسول حق الم قال فی عیسی معال

۱۵۲..... کیا تو نہیں جانتا کہ سچے رسول نے اونچا رہنے والے عیسیٰ کے متعلق بالکل سچ کہا ہے۔

نبی قال حلفاً ثم حقاً وفیکم نازل عیسی کوال

۱۵۳..... میرے نبی نے قسم کھا کر سچ کہا ہے کہ عیسیٰ تمہارے اندر ایک والی و حاکم کی مانند نازل ہوگا۔

واما ذا غلام عند حق فدجال الثلثین الدجال

۱۵۴..... لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہی غلام تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

اتی فینا بدجل من فرنج والفرنج شروا هذا بمال

۱۵۵..... وہ فرنگیوں سے فریب لے کر کے ہم میں آگیا اور فرنگیوں نے اس کو مال و زر کے ساتھ خرید لیا۔

فهذا مشتری منهم بنقد وفی رجليه نقد كالعقال

۱۵۶..... یہ شخص نقدی کے ساتھ خریدا ہوا مال ہے، اور نقدی اس کے دونوں پاؤں میں لگی ہوئی ایک رسی ہے۔

اتی فینا لتفریق شدید لآباء من ابناء وآل

۱۵۷..... وہ ہم میں باپوں کو بیٹوں اور اولاد سے جدا کرنے کے لئے آگیا۔

عوی فینا کذب او ککلب علی ختام نبأ والرسال

۱۵۸..... وہ ہم میں آکر بھیڑیے یا کتے کی مانند نبوت و رسالت کے خاتم پر چیخا چلایا۔

ختم النبأ عندی مع رسال ولیدان لاسلام عوال

۱۵۹..... میرے نزدیک ختم نبوت بمعہ ختم رسالت کے، بالاتر اسلام کے دو بچے ہیں۔

ہما قد او ذیا من ناب ذئب کذاب عندنا قلم المغال

۱۶۰..... وہ دونوں ایک بھیڑیے کی کچلی سے ستائے گئے۔ کیونکہ مغلوں کا قلم ہمارے نزدیک

ایک کچلی ہے۔

أذیان ہما فی قادیان و هذا قادیان کالمغال

۱۶۱..... وہ دونوں قادیان میں ستم رسیدہ ہیں اور یہی قادیان غول گاہ کی مانند ہے۔

غلام کافر ما کان عیسیٰ و عیسیٰ ذو جہاد ذو قتال

۱۶۲..... کافر غلام عیسیٰ نہیں ہو سکتا اور عیسیٰ صاحب جہاد اور قاتل ہے۔

غلام قد نہانا عن جہاد بفقد العقل او ذوق الجہال

۱۶۳..... غلام احمد نے فقدان عقل یا ذوق جہالت سے ہم کو جہاد کرنے سے روک دیا ہے۔

و عیسیٰ قائل بجہاد دین و قتال لا صحاب الدجال

۱۶۴..... اور عیسیٰ دینی جہاد کا قائل ہے اور دجال و کذاب اشخاص کا قاتل ہے۔

و عیسیٰ قائل بختام نبأ و هذا عن ختام النبأ خال

۱۶۵..... عیسیٰ علیہ السلام ختم نبوت کا قائل ہے اور یہ شخص ختم نبوت سے خالی ہے۔

و هذا فی ختام النبأ مود و عاد ثم باغ ثم قال

۱۶۶..... اور یہ شخص ختم نبوت کا مودی ہے اور دشمن ہے، پھر باغی ہے پھر بدخواہ ہے۔

و عیسیٰ فی ختام النبأ و اف و صاف ثم واق ثم وال

۱۶۷..... عیسیٰ علیہ السلام ہیں ختم نبوت کا وفادار، مخلص، پھر نگہبان، پھر محافظ ہے۔

سیأتی وافیاً بختام نبأ ووقاء له فی کل حال

۱۶۸..... وہ ختم نبوت کا ہر حالت میں وفادار اور محافظ بن کر آئے گا۔

یعادى کل من یجری نبوة ویقلیہ بقال ثم بال

۱۶۹..... وہ نبوت کے جاری کرنے والے ہر شخص کا دشمن ہوگا اور اپنے قول و قلب سے اس کا بدخواہ ہوگا۔

ویأتی عندنا حکماً وعدلاً وفصال المجادل بالعدل

۱۷۰..... وہ ہمارے نزدیک فیصل، عادل اور انصاف سے جھگڑوں کا فیصلہ کن بن کر آئے گا۔

وقسام الغنائم بعد حرب بعدل فی غزاة بالنبال

۱۷۱..... وہ جنگ کے بعد بہادر غازیوں میں عدل و انصاف کے ساتھ مال غنیمت کو تقسیم کرنے والا بن کر آئے گا۔

۲۲۶

وكتاراً لإِ علام ص

۱۷۲..... اور سخت ترین جھنڈوں

عادت ہوتی ہے۔

وقتالاً لخنزیر ع

۱۷۳..... اور وہ خنزیر اعور کا قاتل

ووضع الجزيا عن ز

۱۷۴..... اور وہ ٹیکس و جزیہ کو رڈو

ولکن ذا غلام عبد ک

۱۷۵..... لیکن یہ غلام احمد کفر کا

مشى يوماً وليلاً تحت

۱۷۶..... یہ شخص دن رات کفر کرے

عليه قد علا حکام

۱۷۷..... اس پر کافر حکام یوں

فمشوه کنخيل او ح

۱۷۸..... انہوں نے اس کو بات

کعیسی لم یکن هذا و

۱۷۹..... یہ شخص عیسیٰ کی مانند نہی

وهذا جاء نا مرکوب

۱۸۰..... یہ شخص بیضے کی موت

اهذا مثل عیسی او

۱۸۱..... کیا یہ شخص مثیل عیسیٰ

علمنا انه غا

۱۸۲..... ہمیں یقین ہے کہ یہ

علمنا ختم نبأ

۱۸۳..... ہم نے ختم نبوت کو

ختام النبأ رأس الدي

وڪساراً لإعلام صلاب كماذا داب غزاء الجدال

۱۷۲..... اور سخت ترین جھنڈوں کو توڑنے والا بن کر آئے گا۔ جیسا کہ اصحابِ قتال و جہاد کی عادت ہوتی ہے۔

وقتناً لخنزیر عویر كماذا داب غزاء الجدال

۱۷۳..... اور وہ خنزیرِ اعور کا قاتل بن کر آئے گا۔ جیسا کہ جہاد و قتال کے غازیوں کا کام ہوتا ہے۔

ووضاع الجزا یا عن رقاب وقبالاً لدین ذی کمال

۱۷۴..... اور وہ ٹیکس و جزیہ کو گردنوں سے اتارنے والا اور کامل دین کو قبول کرنے والا بن کر آئے گا۔

ولکن ذا غلام عبد کفر وماش تحت کفر کالنمال

۱۷۵..... لیکن یہ غلامِ احمد کفر کا بندہ ہے اور کفر کے نیچے جوتوں کی مانند چلنے والا ہے۔

مشی یوماً ولیلاً تحت کفر کنعل تحت رجلات الرجال

۱۷۶..... یہ شخص دن رات کفر کے نیچے اس طرح چلتا رہا جیسا کہ مردوں کے زیرِ پا جوتا چلتا رہتا ہے۔

علیه قد علا حکام کفر کسواس علا متن البغال

۱۷۷..... اس پر کافر حکام یوں سوار ہوئے، جیسا کہ ایک سائس گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے۔

فمشوه کخیل او حمار بقهر القول او نهر الجلال

۱۷۸..... انہوں نے اس کو بات کی سختی اور جلال کی دھمکی کے ساتھ گھوڑے یا گدھے کی طرح چلایا۔

کعیسی لم یکن هذا وعیسی سیأتی من سموتِ عوال

۱۷۹..... یہ شخص عیسیٰ کی مانند نہیں ہے اور عیسیٰ اونچے آسمانوں سے آئے گا۔

وهذا جاءنا مر کوب کفر الی ان مات موتاً بالوبال

۱۸۰..... یہ شخص بیضہ کی موت مرنے تک کفر کی سواری بن کر ہمارے پاس آیا۔

اهذا مثل عیسیٰ او مسیح او المہدی لا بل من دجال

۱۸۱..... کیا یہ شخص مثیل عیسیٰ یا مسیح یا مہدی ہے؟ نہیں بلکہ دجالوں میں سے ایک دجال

ہے۔

علمنا انه غاو ومغو وهاو في دجال او ضلال

۱۸۲..... ہمیں یقین ہے کہ یہ شخص گمراہ اور گمراہ ساز اور مکر و فریب یا گمراہی میں گرنے والا

ہے۔

علمنا ختم نبأ ختم دین ونقض الختم وقع في الوبال

۱۸۳..... ہم نے ختم نبوت کو دین کی مہر سمجھا ہے اور مہر کو توڑنا تباہی میں گرنا ہے۔

ختم النبأ رأس الدین حقاً وقطع الرأس جرم کالقتال

۱۸۴..... سچ میچ ختم نبوت دین کا سر ہے اور سر کا کاٹنا قتل کی مانند ایک جرم ہے۔

الم تعلم بان غلام هند ازال الرأس عن دين الكمال

۱۸۵..... کیا تو نہیں جانتا کہ ہندی غلام نے کامل دین سے اس کے سر کو جدا کر دیا ہے۔

فهذا دينه من غير رأس وذافي دينه ميت المآل

۱۸۶..... پس اس شخص کا دین بے سر ہے اور یہ شخص اپنے دین کے اندر مردہ انجام ہے۔

لما ذا اختار ذا ديناً مويتاً ودين ميت دين العطلال

۱۸۷..... اس شخص نے مردہ دین کو کیوں اختیار کیا۔ حالانکہ مردہ دین بیکاروں کا دین ہوتا ہے۔

واخيرنا بان ختم نبأ كعقد الذهب في جيد الغزال

۱۸۸..... اور ہم اس بات سے باخبر ہیں کہ ختم نبوت اس طلائی ہار کی مانند ہے جو ہرن کی گردن

میں ہوتا ہے۔

ازال العقد عن دين بدجل فهذا سارق في الدين عال

۱۸۹..... اس نے اپنی دجالیت سے دین کا ہار اڑا لیا، پس یہ شخص دین کا اونچا سارق ہے۔

جزاء السرقة في الاسلام قطع وذافي الدين مقطوع الفعال

۱۹۰..... اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے اور یہ شخص دین کے اندر مقطوع العمل ہے۔

ختام النبأ عندی بدرتم وعند الغير بدر كالهلال

۱۹۱..... میرے نزدیک ختم نبوت پورا چاند ہے، اور غیر کے نزدیک پورا چاند ناقص چاند ہے۔

بل ابدوا خبث نفس ثم قالوا بدین ختم نبأ کالثفال

۱۹۲..... بلکہ انہوں نے اپنی خباثت ظاہر کی اور کہا کہ ختم نبوت دین کے اندر میل کچیل کی مانند ہے۔

تحلی دیننا بختام نبأ و دین الغیر من ذا غیر حال

۱۹۳..... ہمارا دین ختم نبوت سے آراستہ ہے اور غیر کا دین اس سے آراستہ نہیں ہے۔

ختام النبأ من حلیات دین و دین الغیر دین ذو عطلال

۱۹۴..... ختم نبوت دین کے زیورات میں سے ایک زیور ہے اور غیر کا دین ایک بے زیور دین ہے۔

ختام النبأ عندی نور شمس و من عاداه خفاش المقال

۱۹۵..... میرے نزدیک ختم نبوت نورِ آفتاب ہے اور جو شخص اس کا دشمن ہے وہ آنکھوں کا خفاش ہے۔

ختام النبأ ماء ذو شفاء و هذا عند اغیار کآل

۱۹۶..... ختم نبوت ایک شافی پانی ہے اور اغیار کے نزدیک یہی پانی سراب کی مانند ہے۔

۲۲۸

و عند الغیر ختم النب...

۱۹۷..... اغیار کے نزدیک ختم نب...

وان الأل دجال لعظ...

۱۹۸..... بلاشبہ سراب پیاسوں کو...

کما انا بامواہ جم...

۱۹۹..... جیسا کہ ہم پانی سے غوطہ...

فمن منا خلا عن خت...

۲۰۰..... پس جو شخص ختم نبوت...

ختام النبأ لی مال ع...

۲۰۱..... ختم نبوت میرا مال عزیز...

ختام النبأ للکفار...

۲۰۲..... ختم نبوت کافروں کے...

ختام النبأ لی دین ج...

۲۰۳..... ختم نبوت میرا روشن دی...

وللاسلام ختم النب...

۲۰۴..... ختم نبوت اسلام کی آڑ...

لدين ختم نبأ عين ب...

۲۰۵..... ختم نبوت دین کی دلیلا...

فيا لعینین اسلام ب...

۲۰۶..... پس اسلام دو آنکھوں...

رأیناہ بعینہ ب...

۲۰۷..... ہم نے اسلام کو اس ک...

سے خالی ہے۔

ہوی عن ذین فی حفر...

۲۰۸..... یہ شخص ان دونوں کو ک...

میں گرتا ہے۔

وعند الغير ختم النبأ آل وعندی مثل ماء ذی زلال

۱۹۷..... اغیار کے نزدیک ختم سراب ہے اور میرے نزدیک یہی پانی سراب کی مانند ہے۔

وان الآل دجال لعطشی واذائی ختم نبأ ذو دجال

۱۹۸..... ، بلاشبہ سراب پیاسوں کو فریب دیتی ہے اور یہ شخص ختم نبوت کے متعلق فریب کرتا

ہے۔

کما انا بامواه حیینا کذا دینی بختم النبأ جال

۱۹۹..... جیسا کہ ہم پانی سے زندہ رہتے ہیں۔ اسی طرح میرا دین بھی ختم نبوت سے روشن ہے۔

فمن منا خلا عن ختم نبأ فذا حقاً عن الاسلام خال

۲۰۰..... پس جو شخص ختم نبوت سے خالی ہے تو ایسا شخص سچ مچ اسلام سے خالی ہے۔

ختام النبأ لی مال عزیز وهذا سارق عالٍ لمالی

۲۰۱..... ختم نبوت میرا مالِ عزیز ہے اور یہ شخص میرے مال کا اونچا چور ہے۔

ختام النبأ للکفار نار وذائی النار غالی ثم صال

۲۰۲..... ختم نبوت کافروں کے لئے ایک آگ ہے اور یہ شخص آگ میں ابلنے اور جلنے والا ہے۔

ختام النبأ لی دین جلی وهذا ملحد فیہ محال

۲۰۳..... ختم نبوت میرا روشن دین ہے اور یہ شخص اس میں اونچا ملحد ہے۔

وللاسلام ختم النبأ عین ودین دونه میت المقال

۲۰۴..... ختم نبوت اسلام کی آنکھ ہے اور اس کے بغیر دین ایک مردہ چشم دین ہے۔

لدين ختم نبأ عين يمنية ويسرى عينه ختم الرسال

۲۰۵..... ختم نبوت دین کی دایاں آنکھ ہے اور ختم رسالت اس کی بایاں آنکھ ہے۔

فبالعينين اسلام بصير ودين الغير اعمى كل حال

۲۰۶..... پس اسلام دو آنکھوں سے بینا ہے اور اغیار کا دین ہر حالت میں نابینا ہے۔

رأيناہ بعينه بصيراً ودين الميرزا عن ذين خال

۲۰۷..... ہم نے اسلام کو اس کی دو آنکھوں کے ساتھ بینا دیکھا ہے اور مرزا کا دین ان دونوں

سے خالی ہے۔

هوئى عن ذين فى حفرات كفر كهاؤ فى حفار من جبال

۲۰۸..... یہ شخص ان دونوں کو چھوڑ کر گڑھوں میں اس طرح گرا جیسے ایک شخص پہاڑ سے

گڑھوں

میں گرتا ہے۔

الم تعلم بان غلام كفر لختم النبأ عاد لم قال

۲۰۹..... کیا تو نہیں جانتا کہ کفر کا غلام ختم نبوت ، دشمن اور بدخواہ ہے۔

نهانا الدين عن اجراء نبأ كنهى الشرك فى رب التعال

۲۱۰..... دین نے ہم کو اجرائے نبوت سے منع کیا ہے۔ جیسا کہ رب تعالیٰ میں شرک کرنا منع ہے۔

ومن فى ديننا اجرى نباء مضى منه بعباد العجال

۲۱۱..... جس نے ہمارے دین میں نبوت کو جاری کیا وہ دین کو چھوڑ کر گوسالہ پرستوں میں چلا گیا۔

غلام احمد زاغ قوی بغی فى ختم نبأ بالمقال

۲۱۲..... غلام احمد زاغ قوی ہے جو اپنی باتوں کے ساتھ ختم نبوت سے جنگ کرتا ہے۔

باقوال و غاه ثم قلم الى ان صيد من ایدی الوبال

۲۱۳..... اس نے ختم نبوت کے ساتھ اپنے قول و قلم سے جنگ کی، یہاں تک کہ وہ ہلاکت کے ہاتھوں شکار ہوا۔

وان فکرت فى هذا بعدد اتى زاغ قوی بالحبال

۲۱۴..... اگر تو اعداد کے ساتھ اس شخص میں فکر کرے گا تو چڑیلوں کے ساتھ ایک زاغ قوی آ گیا۔

وهذا قلمه منقار زاغ بمنقار يواغى بالنوال

۲۱۵..... اس شخص کا قلم ایک کوئے کی چونچ ہے جو اپنی چونچ سے لگا تار لڑائی کرتا ہے۔

ویوڈی ختم نبأ کنمل و یعسوب وزنبور العسال

۲۱۶..... یہ شخص ختم نبوت کو چیونٹے اور شہد کے مکھی کی طرح ایذا دیتا ہے۔

ختام النبأ معضوض شدید وذا فی عضه فوق النمال

۲۱۷..... ختم نبوت شدت سے مجروح اور دندان رسیدہ ہے اور یہ شخص دانتوں سے کاٹنے میں

چیونٹیوں سے اوپر ہے۔

لافرنج تسوی مثل عسل وفی ختام نبأ کالبحال

۲۱۸..... یہ شخص فرنگیوں کے لئے مثال شہد ہے اور خاتم النبیین کے بارے میں شہد کے مکھی

کی

مانند ہے۔

اتی فیہم بیال ذی صفاء وفینا بالغشاش والقلال

۲۱۹..... یہ شخص ان کے بارے میں صاف دل لے آیا اور ہمارے بارے میں دھوکہ اور فریب لایا۔

الم تعلم بان ختام نبأ حسین قد تأذی فی مقال

۲۴۰

۲۲۰..... کیا تو نہیں جانتا کہ ختم ن

غلام قدوغی فی خت

۲۲۱..... غلام احمد نے اپنے دجال

غلام احمد فیہ ب

۲۲۲..... ختم نبوت کے بارے

جنگ کرتا ہے۔

ومشی عن ختام النب

۲۲۳..... میری طرف سے تلوار

لسانی ثم قلمی سیف

۲۲۴..... میری زبان اور پھر میرا

ماجزی فی غزاه الح

۲۲۵..... میں ایک دن اپنے آیا

لانی فی غزاء الکف

۲۲۶..... کیونکہ میں کفر کی جنگ

غزاء الکفر عندی فر

۲۲۷..... میرے نزدیک کفر سہ

نہیں ہوں۔

کشہباز غزینا م

۲۲۸..... ہم نے غلام احمد کے

کے بل گرا دیا۔

فی

یراعات ضویات

۲۲۹..... ہم نے راتوں کے

رأیناها طوائف

۲۳۰..... ہم نے ان کو پرندوں

۲۲۰..... کیا تو نہیں جانتا کہ ختم نبوت ایک حسین ہے جس نے وغی گاہ میں دکھ پایا۔

غلام قد وغی فی ختم نبأ بقلم ذی دجال ذی بطلال

۲۲۱..... غلام احمد نے اپنے دجال و بطلال قلم کے ساتھ ختم نبوت سے جنگ و جدال کیا۔

غلام احمد فیہ یزید یواغیہ بقلم او مقال

۲۲۲..... ختم نبوت کے بارے میں غلام احمد ایک یزید ہے جو اپنے قول یا قلم سے اس سے

جنگ کرتا ہے۔

ومنی عن ختام النبأ دفع باشعار احد من النصال

۲۲۳..... میری طرف سے تلواروں سے تیز تر اشعار کے ساتھ ختم نبوت کا دفاع ہو رہا ہے۔

لسانی ثم قلمی سیف حق یواغی فی مجال بالمقال

۲۲۴..... میری زبان اور پھر میرا قلم خدا کی تلوار ہے جو وغی گاہ کے اندر مقالوں سے جنگ کرتا

ہے۔

ساجزی فی غزاء الحق یوماً بخیرات مع اباء وال

۲۲۵..... میں ایک دن اپنے آبا و آل کے ساتھ حق کے جہاد میں نیکیوں کی جزا دیا جاؤں گا۔

لانی فی غزاء الکفر غاز وفی ختم النبأ مثل وال

۲۲۶..... کیونکہ میں کفر کی جنگ میں ایک غازی ہوں اور ختم نبوت کے بارے میں محافظ کی

مانند ہوں۔

غزاء الکفر عندی فرض عین وانی فی غزاء غیرال

۲۲۷..... میرے نزدیک کفر سے جنگ کرنا فرض عین ہے اور میں جنگ کرنے میں عاجز وقاصر

نہیں ہوں۔

کشہباز غزینا مع غلام فالقیناہ رأساً فی المصال

۲۲۸..... ہم نے غلام احمد کے ساتھ شہباز کی طرف جنگ کی، پس ہم نے اس کو میدان میں سر

کے بل گرا دیا۔

فی الغلام ویراعة الصحراء

غلام احمد اور صحرائی جگنو کے بارے میں

یراعات حویات رأینا بلیلات باجواء خوال

۲۲۹..... ہم نے راتوں کے اندر خالی فضاؤں میں چمکنے والے جگنوؤں کو دیکھ لیا۔

رأیناها طوائف فی طیور فقلناھا الی ارض تعالیٰ

۲۳۰..... ہم نے ان کو پرندوں کے اندر اڑتے دیکھا تو ان سے کہا کہ زمین کی طرف آ جاؤ۔

لانا فی سوال ذی صعبا فہلّی ذا سوالاً بالعقال

۲۳۱..... کیونکہ ہم ایک سخت سوال کے اندر مبتلا ہیں۔ پس تو اس سوال کو معقولیت سے حل کر دے۔

قفی فینا الی وقتٍ قلیلٍ وقولینا علی وفق السؤال

۲۳۲..... تو تھوڑے وقت تک ہمارے اندر ٹھہر جا اور ہمارے ساتھ سوال کے مطابق بات چیت کر۔

فاحدی من یراعات تھوت الی ارض وقامت فی مجال

۲۳۳..... پس جگنوؤں میں سے ایک جگنوزمین کی طرف گری اور سوال گاہ میں کھڑی ہو گئی۔

فقلناھا کسوال بعجز اجیبینا عن سوال

۲۳۴..... ہم نے سائلین کی طرح نیاز مندی سے اس کو کہا۔ اے جگنو! ہمیں سوال کا جواب دے۔

لماذا لا نراک فی نہار وفی لیلٍ نراک من جوال

۲۳۵..... کیا وجہ ہے کہ ہم تجھ کو دن کے اندر نہیں دیکھتے اور تجھے رات کو چمکداروں کے اندر دیکھتے ہیں۔

نراک فی لیلٍ ذات ضوءٍ وفی اضواء شمسٍ فی حجال

۲۳۶..... ہم تجھ کو راتوں کے اندر چمکتا دیکھتے ہیں اور سورج کی روشنی کے اندر پردوں میں دیکھتے ہیں۔

على الرجلين قامت فى حجاب وقالتنا بعجلٍ وارتجال

۲۳۷..... وہ جواب گاہ کے اندر دونوں پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور اس نے بعجلت اور حاضر جوابی کے ساتھ ہم سے کہا۔

نعم انى ضوى فى ليالٍ ولكن فى نهارٍ لا اجالى

۲۳۸..... ہاں! میں راتوں کے اندر چمکتی ہوں۔ لیکن میں دن کو نہیں چمکتی۔

لان الشمس يسرقى بضوءى ونورى فى نهار غير جالى

۲۳۹..... کیونکہ سورج میری روشنی کو فناء کر دیتا ہے اور میری روشنی دن کے اندر نہیں چمکتی۔

ايها اهل المريزا انظروها اجابتنا بضوء ات عقال

۲۴۰..... اے مرزائیو! اسے دیکھو کہ اس نے اپنی عقلمند روشنیوں سے ہم کو جواب دیا ہے۔

وافشانا غلام ذو كفار بعجب ثم غر واختيال

۲۴۱..... اور کافر غلام احمد نے عجب و غرور اور تکبر سے ہم پر ظاہر کر دیا ہے کہ

باني مرسل ايضاً نبى لدئ شمس النبء والرسال

۲۴۲..... میں آفتاب نبوت و رسالت کے پاس رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔

ضياء الشمس لا يطفى ضيائى

۲۴۳..... آفتاب نبوت حضرت محمد کی روشنی چمکدار ہوں۔

ختم النبأ يعطيني نبأ

۲۴۴..... ختم نبوت مجھے نبوت عطا کرتی ہے۔

وهذا منه بهتان عظيم

۲۴۵..... اس کی طرف سے کامل آفتاب

لان ختام نبات قوی

۲۴۶..... کیونکہ ختم نبوت جھوٹی نبوتوں کے

فهذا والمسیلم کاذبان

۲۴۷..... پس یہ شخص اور مسیلمہ دونوں اپنی

ہما کانا کذیبین لعانا

۲۴۸..... وہ دونوں جھوٹے تھے اور لعنت

ہما ماتا وغابافی ہلاکت

۲۴۹..... وہ دونوں مر گئے اور تلوار و بیضہ

غلام الکفر ادنیٰ من یراع

۲۵۰..... کفر کا غلام جواب دینے اور حل

یراع من غلام کان اوعیٰ

۲۵۱..... چھوٹا جگنو دلائل کے ساتھ مساء

وہذا دودۃ نثناء دین

۲۵۲..... یہ شخص دین کا بدبودار کیڑا ہے

وفی الاسلام ہذا دود قلم

۲۵۳..... یہ شخص اسلام کے اندر نجاست آجاتے ہیں۔

وفی تخریب دین ذا کذب

ضیاء الشمس لا یطفی ضیائی وانی عندھا ضیاء وجال

۲۴۳..... آفتاب نبوت محمد کی روشنی کو نہیں بجھاتی اور میں اس آفتاب کے پاس روشن اور

چمکدار ہوں۔

ختم النبوة یعطینی نبوة وانی بعده نبی الظلال

۲۴۴..... ختم نبوت مجھے نبوت عطاء کرتی ہے اور میں ختم نبوت کے بعد ظلی نبی ہوں۔

وهذا منه بهتان عظیم ومسخرات علی شمس الکمال

۲۴۵..... اس کی طرف سے کامل آفتاب نبوت پر بہتان عظیم ہے اور ٹھٹھا مخول ہے۔

لان ختام نبوة قوی علی اطفاء انباء محال

۲۴۶..... کیونکہ ختم نبوت جھوٹی نبوتوں کے بجھانے کی قوت و طاقت رکھتی ہے۔

فهذا والمسیلم کاذبان بدعوات وانباء جعال

۲۴۷..... پس یہ شخص اور مسیلمہ دونوں اپنی جعلی دعوت و نبوت میں جھوٹے ہیں۔

هما کانا کذا بین لغابا بظلمات اللعان والوبال

۲۴۸..... وہ دونوں جھوٹے تھے اور لعنت و پھٹکار کی تاریکیوں میں گم ہو گئے۔

هما ماتا وغابا فی هلاک بشبات وموتات الدمال

۲۴۹..... وہ دونوں مر گئے اور تلوار و بیضہ کی موت سے ہلاکت کے اندر چلے گئے۔

غلام الکفر ادنی من بویع بتجويف وتحليل السؤال

۲۵۰..... کفر کا غلام جواب دینے اور حل سوالات میں چھوٹے بھنگو سے بھی کم تر ہے۔

بویع من غلام کان اوعی بتردید المسائل بالدلال

۲۵۱..... چھوٹا بھنگو دلائل کے ساتھ مسائل کے حل کرنے میں زیادہ سمجھدار ہے۔

وهذا دودة عفناء دين واعنى من خنافس الدجال

۲۵۲..... یہ شخص دین کا بدبودار کیڑا ہے اور میری مراد یہ ہے کہ وہ گوہری کیڑوں میں سے ہے۔

وفی الاسلام هذا دود قدر توالد الدود من قلم المغال

۲۵۳..... یہ شخص اسلام کے اندر نجاست کا کیڑا ہے۔ کیونکہ مغلوں کے قلم سے دین میں کیڑے

آجاتے ہیں۔

وفی تخریب دین ذا کدود واعنیہ کدودات الضلال

۲۵۴..... یہ شخص دین کی تخریب میں ایک کیڑے کی مانند ہے اور میری مراد یہ ہے کہ وہ گمراہی

کے کیڑوں میں سے ایک ہے۔

مضل لئیم ضلال یقیناً ودجال باقوال دجال

۲۵۵..... یہ شخص یقیناً گمراہ کن اور پھر خود اپنے فریبی اقوال میں گمراہ اور دجال ہے۔

وعندی ذا کخفاش عمی یری ختم النبأ بالحوال

۲۵۶..... میرے نزدیک یہ شخص نابینا خفاش ہے جو ختم نبوت کو بھینگا پن سے دیکھتا ہے۔

وفی اجراء نبأ ذا غوی یغوی الناس عن ختم الرسال

۲۵۷..... اور یہ شخص اجرائے نبوت کے اندر گمراہ ہے جو لوگوں کو ختم رسالت سے گمراہ کرتا ہے۔

یری اجراء نبأت جویزاً بنظرات و ابصار حوال

۲۵۸..... وہ اجرائے نبوت کو بھینگے نگاہوں اور آنکھوں سے جائز دیکھتا ہے۔

ولکن لا یری ختام نبأ بختامات النبأ ذا کمال

۲۵۹..... لیکن وہ خاتم النبیین کو ختم نبوت میں کامل نہیں دیکھتا۔

یراه ناقصاً فی ختم نبأ بنقص العقل او فسق الخیال

۲۶۰..... وہ اپنے نقص عقل یا فسق خیال کی وجہ سے خاتم النبیین کو ختم نبوت میں ناقص دیکھتا ہے۔

یراعات رأّت انوار شمس لانوار ختماً بالکمال

۲۶۱..... جگنوؤں نے آفتاب کے انوار کو مکمل طور پر سب انوار کا خاتم دیکھ لیا ہے۔

ولکن عند هذا شمس نبأ بختم النبأ قصار وان

۲۶۲..... لیکن اس شخص کے نزدیک نبوت کا سورج ختم نبوت کے اندر قاصر اور عاجز ہے۔

غلام احمد خفاش دین ووطواط المقال بالمقال

۲۶۳..... غلام احمد دین کا خفاش ہے اور ووطواط المقال بالمقال ہے۔

کخفاش یری من عین عمی نهار النبأ ظلمات الیال

۲۶۴..... یہ شخص خفاش کی مانند اپنی اندھی آنکھ سے نبوت کے دن کو راتوں کی تاریکی

دیکھتا ہے۔

فی ابوة النبی روحاً وامومة نبوته دیناً نبی کے روحانی باپ ہونے اور اس کی نبوت کے دینی ماں ہونے

کے بارے میں

ابونا احمد فی الدین حقاً وامنا امه ام لمعالی

۲۶۵..... سچ مچ ہمارا دینی باپ حضرت احمد ہے اور اس کی رسالت ہماری بالا تر ماں ہے۔

۲۴۴

رضیناہ ابا دین ہم

۲۶۶..... ہم سچ مچ اس کے دینی با

وانا آله المختار ق

۲۶۷..... ہم دینی طور پر اس کی برگ

فامنا به حقا وصد

۲۶۸..... ہم راستی اور صداقت سے

فهذان لنا ابوان دي

۲۶۹..... پس یہی دونوں (نبی و

لئے بچوں کی مانند ہیں۔

ابونا واحد فی دین

۲۷۰..... سچے دین کے اندر ہمارا ا

كذاك الام ووحدى وسل

۲۷۱..... اسی طرح پر دین کے اند

کفی فینا اب ام ہم

۲۷۲..... ہمارے اندر دینی طور پر

دونوں سے خالی ہے۔

لهم ابوان والامان دي

۲۷۳..... دین میں ان کے دو باپ ا

صفحہ ۵۴۲ — جاری ہے

لہم ابوان محمود وم

۲۷۴..... حضرت محمود اور مرزا ال

مائیں ہیں۔

فدوا لابوین مرزائی و

۲۷۵..... پس مرزا اور مرزائی دو

علمنا احمد المحمو

۲۷۶..... ہمیں علم ہے کہ ستودہ

رسالات لمحموم

رضیناہ ابا دین بحق فصرناہ کا ولاد وال

۲۶۶..... ہم سچ مچ اس کے دینی باپ ہونے پر راضی ہیں اور ہم اس کی آل و اولاد کی مانند بن گئے ۔

وانا آلہ المختار دیناً وهذا والد دیناً موال

۲۶۷..... ہم دینی طور پر اس کی برگزیدہ اولاد ہیں اور یہ ہمارا مہربان دینی باپ ہے ۔

فامنا بہ حقاً وصدقاً وصرناہ کابناء الحلال

۲۶۸..... ہم راستی اور صداقت سے اس پر ایمان لائے اور اس کے حلالی بیٹے بن گئے ۔

فہذان لنا ابوان دیناً وللابوین انا کالطفال

۲۶۹..... پس یہی دونوں (نبی و نبوت) ہمارے دینی ماں باپ ہیں اور ہم یقیناً ماں باپ کے لئے بچوں کی مانند ہیں ۔

ابونا واحد فی دین حق وما من مسلم عنہ بوال

۲۷۰..... سچے دین کے اندر ہمارا ایک باپ ہے اور کوئی مسلمان اس باپ سے منحرف نہیں ہے ۔

کذاک الام ووحدی وسط دین لنا حتی الممات والاجال

۲۷۱..... اسی طرح پر دین کے اندر مرتے دم تک ہمارے صرف ایک ماں ہے ۔

کفی فینا اب ام بدین ولكن دینہم عن ذین خال

۲۷۲..... ہمارے اندر دینی طور پر ایک باپ اور ایک ماں کافی ہے ۔ لیکن ان لوگوں کا دین ان

دونوں سے خالی ہے۔

لہم ابوان وامان دیناً ہووا ہم فی حرام من حلال

۲۷۳..... دین میں ان کے دو باپ اور دو مائیں ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ حلال کو چھوڑ حرام میں گر گئے۔

لہم ابوان محمود و مرزا ونبوتین اماہم بدونی

۲۷۴..... حضرت محمود اور مرزا ان کے دو دینی باپ ہیں اور ان کی دو نبوتیں میرے بغیر ان کی دو مائیں ہیں۔

فذوا لابوین مرزائی و مرزا لذا هذا لعین ذوالوہال

۲۷۵..... پس مرزا اور مرزائی دو باپوں والا ہے۔ اسی لئے یہی مرزائی ملعون و مردود ہے۔

علمنا احمد المحمود فینا اباً فی دیننا لا فی النسل

۲۷۶..... ہمیں علم ہے کہ ستودہ احمد ہمارے اندر دینی باپ ہے اور نسل و نسب کا باپ نہیں ہے۔

رسالات لمحمود کامؑ فاغواہا غلام بالضلال

۲۷۷..... حضرت محمود کی رسالت دینی ماں کی مانند ہے جسے غلام احمد نے دغا سے اغوا کر لیا۔

علمنا ان ذا زناء ام وزانی الام غلام الرذال

۲۷۸..... ہمیں علم ہے کہ یہ شخص اپنی دینی ماں کا زانی ہے اور ماں کا زانی رذیل اشخاص کا غلام ہے۔

ومن یأت بخبث ام دین یکن فی الدین خباث الازال

۲۷۹..... اور جو شخص اپنی خباثت سے اپنی دینی ماں کا فاعل بنتا ہے تو وہ دین کے اندر روز ازل کا خبیث ہے۔

الی هذا بخبث ام دین کما قد جاء نا خبر معال

۲۸۰..... یہ شخص اپنی خباثت سے دینی ماں کا فاعل بنا، جیسا کہ ہمارے پاس ایک بالا تر حدیث آئی ہے۔

وهم قد زوجوه ام دین وهذا منهم شر الخصال

۲۸۱..... ان لوگوں (مرزائیوں) نے دینی ماں سے اس کی شادی کر دی اور یہی بات ان کی طرف سے ایک شریر عادت ہے۔

غلام کافر زواج ام ومنہا مولد ولد البطال

۲۸۲..... وہ کافر غلام دینی ماں سے شادی رچانے والا ہے اور اس ماں سے حرامزادہ کو جنم دینے والا ہے۔

غلام ہندی مغو مرید وزواج بام بالضلال

۲۸۳..... ہندو غلام مردود ملعون ہے اور اپنی گمراہی کی وجہ سے اپنی دینی ماں سے شادی کرنے والا ہے۔

فان ہم صدقوا زناء ام زنوا ہم مثله ام الملل

۲۸۴..... پس اگر ان لوگوں نے ماں کے زانی کی تصدیق کر دی ہے تو انہوں نے بھی اس کی مانند اپنی دینی ماں سے زنا کیا ہے۔

علیکم اہل مرزا ان توبوا بصدق عن غلام من مغال

۲۸۵..... اے مرزائیو! تم پر لازم ہے کہ تم صداقت کے ساتھ مغلوں کے غلام سے توبہ کر لو۔

والا انتم من اہل کفر وقعتم من سلام فی وبال

۲۸۶..... ورنہ تم اہل کفر میں سے ہو اور سلامتی کو چھوڑ کر ہلاکت میں گر چکے ہو۔

ہویتم قعر نار من جنان ومن دین صفی فی ضلال

۲۸۷..... تم بہشت کو چھوڑ کر آگ کی تہ میں گرے ہو اور ستھرے دین کو چھوڑ کر گمراہی میں پڑے ہو۔

فی خلوص

اسلام کے خا

و دینی خالص اصلاً و

۲۸۸..... میرا دین اصول و فروع

غلام الہند مہدی وم

۲۸۹..... ہندی غلام مہدی اور

ایاہ قد نفی هذا م

۲۹۰..... اس نے مسیح بن کر اپنے

وللمہدی اب بع

۲۹۱..... مہدی کے لئے باپ

میرے لئے ہے۔

وعیسیٰ قد اتیٰ فین

۲۹۲..... اور عیسیٰ طریق نسل کے

وهذا غش دین فی

۲۹۳..... اور اس شخص نے ان دو

غلام الہند غشاش ص

۲۹۴..... ہندی غلام صراحتاً جھو

وایقنا ہما مراین

۲۹۵..... ہم نے ان دونوں کو یقی

فمہدی امیر لی ب

۲۹۶..... پس سچ مچ مہدی میرا

متی ینزل یطع مہد

۲۹۷..... جب وہ نازل ہو گا تو ہر

یصلی خلف مہدی

۲۹۸..... وہ یقیناً مہدی کے پیچھے

ہما امران فینا فی ح

فی خلوص الاسلام وغشاشۃ دین الغلام

اسلام کے خالص ہونے اور دین غلام کے کھوٹا پن کے بارے میں

ودینی خالص اصلاً وفرعاً و دین الغیر مغشوش الاصل

۲۸۸..... میرا دین اصول وفروع میں خالص ہے اور دین اغیار کے اصول کھوٹے اور ملاوٹ دار ہیں۔

غلام الہند مہدی و مسیح و ہذا غش سہل بالمحال

۲۸۹..... بندی غلام مہدی اور مسیح ہے اور یہ آسان کو مشکل میں ملانا ہے۔

اباہ قد نفی ہذا مسیحاً و مہدی من آباء کال

۲۹۰..... اس نے مسیح بن کر اپنے باپ کی نفی کر دی ہے اور مہدی آبا و اجداد سے لاولد کی مانند ہوا ہے۔

وللمہدی ام بعد ابو کما للناس خلقاً او کمالی

۲۹۱..... مہدی کے لئے باپ کے بعد ماں ہے۔ جیسا کہ پیدائش میں لوگوں کے لئے اور میرے لئے ہے۔

وعیسیٰ قد اتی فینا بام بلا ابو بلا طور النسال

۲۹۲..... اور عیسیٰ طریق نسل کے خلاف بن باپ صرف ماں کے ساتھ ہمارے اندر آیا۔

وہذا غش دین فی غلام بجہل او حماق او غفال

۲۹۳..... اور اس شخص نے ان دونوں کو جہالت ، حماقت اور غفلت کی وجہ سے غلام احمد میں ملا دیا۔

غلام الہند غشاش صریحاً بمہدی وعیسانا المعال

۲۹۴..... ہندی غلام صراحۃً مہدی اور اونچے عیسیٰ میں ملاوٹ کرنے والا ہے۔

وايقنا هما مر این حقاً بلا ریب وتشکیک بیال

۲۹۵..... ہم نے ان دونوں کو سچ مچ اور قلبی شک و شبہ کے بغیر دو آدمی یقین کر لئے ہیں۔

فمہدی امیر لی بحق وعیسیٰ خلف مہدی کنال

۲۹۶..... پس سچ مچ مہدی میرا امیر ہے اور عیسیٰ مہدی کے پیچھے ایک پیرو کار کی مانند ہے۔

متی ینزل یطع مہدی دین بحال ثم قال کل حال

۲۹۷..... جب وہ نازل ہوگا تو ہر حالت میں دین کے مہدی کی اپنے قول و قلب سے اطاعت کرے گا۔

یصلیٰ خلف مہدی یقیناً ویقفوا اثرہ مثل العوال

۲۹۸..... وہ یقیناً مہدی کے پیچھے نماز پڑھے گا اور تابعین کی طرح اس کے نقش قدم پر چلے گا۔

ہما مرآن فینا فی حدیث رویناہ باسناد لقال

۲۹۹..... ایک حدیث کی وجہ سے جو وزنی اسناد سے مروی ہے۔ ہمارے عدد دونوں مرد ہوں گے۔

ولکن عند ذا متران مرء وعندی ظنہ ظن الخبال

۳۰۰..... لیکن اس شخص کے نزدیک دو آدمی ایک آدمی بن جاتا ہے اور میرے نزدیک اس کا گمان گمان فساد ہے۔

فیعلوا بعد نزل فی دمشق علی دجال یهود بالقتال

۳۰۱..... پس وہ دمشق میں نازل ہونے کے بعد بذریعہ جہاد و قتال یہودی دجال پر غالب آئے گا۔

فیفنیہ بباب اللد ہراً بسهم او باسیاف سلال

۳۰۲..... پس عیسیٰ اسے باب لد پر تیر یا بے نیام تلواروں سے چیر ہلاک کرے گا۔

لعیسیٰ معجزات من الہ و هذا ظنہا عمل الرمال

۳۰۳..... خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ کو معجزات ملے ہیں اور اس شخص نے ان کو عمل رمال گمان کیا ہے۔

احیاء لمیت عمل رمل وقد کانت عظامات بوال

۳۰۴..... کیا ایک مردہ کو زندہ کرنا رمالی کا کام ہے؟ حالانکہ ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں۔

علمنا ان عیسیٰ فی سماء سیأتی من سماء بالجلال

۳۰۵..... ہمیں علم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان کے اندر ہے۔ جو شان و عظمت کے ساتھ آسمان سے آئے گا۔

ولما کان هذا روح حق تأوی فی سموات عوال

۳۰۶..... جب عیسیٰ روح اللہ ہے تو اس نے اونچے آسمانوں میں پناہ لے لی ہے۔

وروح اللہ أوفى سماء وقالوا انه فى القبر بال

۳۰۷..... روح اللہ آسمان میں مقیم ہے اور انہوں نے کہہ دیا کہ وہ قبر میں گل سڑ گیا۔

وغشوا فى نبى امتى كما غشوا حليباً بالزلال

۳۰۸..... انہوں نے نبی اور امتی میں اس طرح پر ملاوٹ کر دی۔ جیسا کہ انہوں نے دودھ اور صاف پانی میں ملاوٹ کر دی ہو۔

نبياً امتياً ان اتاهم اتى فيهم ظليماً بالدلال

۳۰۹..... اگر وہ شخص ان کے پاس امتی نبی بن کر آ گیا ہے تو ان کے اندر ناز و ادا سے ایک شتر مرغ آ گیا۔

۲۳۸

وان هم قدر قوالیه ر...

۳۱۰..... اگر انہوں نے اس شخص م...

غلام قد تسوى مع ظ...

۳۱۱..... غلام احمد شتر مرغ کے سا...

برابر ہو گیا۔

هما سيات فى المفهوم م...

۳۱۲..... وہ دونوں سچ مچ اپنے مفہو...

وهذا من نبی امت...

۳۱۳..... غلام احمد نبی اور امتی سے...

له فی دینہ شبہا ظ...

۳۱۴..... اس کے لئے دین کے اندر...

وان النقل طباق لاصد...

۳۱۵..... بلاشبہ نقل اصل کے مطابق...

لذا حقاً سوی مع ظل...

۳۱۶..... پس یہ شخص سچ مچ شتر مرغ...

وجدناه ظلم الدین ح...

۳۱۷..... ہم نے حقاً اسے دین کا شتر...

ولما جاء کم هذا ظلم...

۳۱۸..... اور جب یہ شخص تمہارے...

سے باندھ لے۔

وان هذا اتاکم مثل ب...

۳۱۹..... اور اگر یہ شخص تمہارے پاس...

صفحہ ۵۴۶ - جاری ہے

والا طار منکم مثل...

۳۲۰..... وگرنہ وہ تم سے کوئے کی مانن...

علمنا انہ غشاش ف...

۳۲۱..... ہمیں علم ہے کہ یہ شخص دین میں...

وان هم قد ترقوا فيه رقاً اتى بغل لديهم من بغال

۳۱۰..... اگر انہوں نے اس شخص میں ترقی کر لی ہے تو پھر ان کے پاس ایک خچر آگیا ہے۔

غلام قد تسوی مع ظلم کما هقل تسوی مع هقال

۳۱۱..... غلام احمد شتر مرغ کے ساتھ برابر ہو گیا ہے۔ جیسا کہ شتر مرغ شتر مرغوں کے ساتھ

برابر ہو گیا۔

هما سیان فی المفهوم حقاً وهذا القول قول للقبال

۳۱۲..... وہ دونوں سچ مچ اپنے مفہوم میں برابر ہیں اور یہی بات قبول کر لینے کی بات ہے۔

وهذا من نبی امتی وبغل من اتان والخیال

۳۱۳..... غلام احمد نبی اور امتی سے مل کر بنا، اور خچر، گدھی اور گھوڑوں سے مل کر بنتا ہے۔

له فی دینه شبها ظلم لذا اصل وذا كالنقال

۳۱۴..... اس کے لئے دین کے اندر شتر مرغ کی دو نسبتیں ہیں۔ پس یہ اصل ہے اور وہ نقل ہے۔

وان النقل طباق لاصل ونقل مثل اصل فی الشکال

۳۱۵..... بلاشبہ نقل اصل کے مطابق ہے اور نقل شکل و صورت میں اصل کی مانند ہوتی ہے۔

لذا حقاً سوی مع ظلم کما نقل سوی مع اصال

۳۱۶..... پس یہ شخص سچ مچ شتر مرغ کے برابر ہے۔ جیسا کہ نقل اپنے اصل کے برابر ہوتی ہے۔

وجدناه ظلم الدین حقاً وتالوه لدیه کالرائل

۳۱۷..... ہم نے حقیقتاً اسے دین کا شتر مرغ پایا ہے اور اس کے تابعین اس کے ارد گرد شتر مرغ بچے ہیں۔

ولما جاء کم هذا ظليماً فقيدوه بقفص او عقال

۳۱۸..... اور جب یہ شخص تمہارے پاس شتر مرغ بن کر آیا ہے تو اس کو پنجرے میں یا رسی سے باندھ لے۔

وان هذا اناکم مثل بغل فربطه برسن او عقال

۳۱۹..... اور اگر یہ شخص تمہارے پاس خچر کی مانند آیا ہے تو تو اس کو رسی یا عقال سے پابند کر لے۔

والا طار منکم مثل زاغ ام السعلاة فرّت من حبال

۳۲۰..... وگرنہ وہ تم سے کوئے کی مانند اڑ گیا۔ یا ایک غولہ رسیوں سے بھاگ گئی۔

علمنا انه غشاش دین وغش الدین من شر الفعال

۳۲۱..... ہمیں علم ہے کہ یہ شخص دین میں ملاوٹ کرنے والا ہے اور دین میں ملاوٹ کرنا ایک برا فعل ہے۔

وان الغش فی الاسلام اثم وهذا الغش من خبث الخصال

۳۲۲..... بلاشبہ اسلام کے اندر ملاوٹ کرنا ایک گناہ ہے اور یہی ملاوٹ ایک خبیث عادت ہے۔

وان الغش فی دین الانام عظیم عند عظام الرجال

۳۲۳..... معظم مردوں کے نزدیک دین میں ملاوٹ کرنا ایک عظیم گناہ ہے۔

فمرزا کم فلج النصف دیناً وانتم خلف مفلوج الفعال

۳۲۴..... پس تمہارا مرزا دینی طور پر آدھے حصہ کا مفلوج ہے اور تم لوگ ایک مفلوج عمل کے

پیچھے چل رہے ہو۔

دعوا مفلوج دین واحذروه وعودونا باہلیکم وال

۳۲۵..... تم دین کے مفلوج کو چھوڑ کر اس سے بچ کر رہو اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہمارے

پاس آجاؤ۔

فی الغلام ونبوتہ الظلیۃ

غلام احمد اور اس کی ظلی نبوت کے بارے میں

وهذا ادّعی ظلی نبأ وما ذا ظلّ محمود الفعال

۳۲۶..... اس شخص نے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ شخص بالآخر محمود کا ظل

نہیں ہے۔

ولکن ظلّ شیطان / ۱۳۰۰ لعین لذا هذا بهیل من بهال

۳۲۷..... لیکن یہ شخص شیطان لعین کا ظل ہے۔ اسی لئے ملعونوں میں سے ایک ملعون ہے۔

وهذا ظلّ شیطان / ۱۳۰۰ عداداً کما قد قال عداد النعال

۳۲۸..... یہ شخص اعداداً ظلّ شیطان ہے۔ جیسا کہ عظمتوں والے ایک عدد شناس نے کہا ہے۔

فشیطان تسرّی فیہ ظلاً فافشاہ نبیاً ذا ظلال

۳۲۹..... ظلی طور پر شیطان اس میں سرایت کر گیا۔ پھر اسے ظلی نبی بنا کر ظاہر کر دیا۔

تسوّی ظلّ شیطان غلاماً لذا هذا نفی ختم الرسال ۱

۳۳۰..... شیطان کا ظل غلام احمد بن گیا۔ اسی لئے اس شخص نے ختم رسالت کی نفی کر دی

ہے۔

نفی ایضاً ختام النبأ جزواً وهذا منه تنقیص الکمال

۳۳۱..... نیز جزوی طور پر ختم نبوت کی بھی نفی کر دی ہے اور یہی بات اس کی طرف سے ایک

کمال

کی تنقیص ہے۔

وايضاً قد نفی من دین حقّ جہاد الدین فی شوق الضلال

۲۴۰

۳۳۲..... اور نیز گمراہی کے شوق میں

نفی الابلیس بدأ النبأ حتم

۳۳۳..... شیطان نے اپنی حماقت سے

فابلیس لبدأ النبأ بان

۳۳۴..... پس ابلیس ابتدا کا منکر ہے

وابلیس بآدم فی غی

۳۳۵..... ابلیس آدم علیہ السلام سے بغ

وخلفی آدم شقت علی

۳۳۶..... خلافت آدم اس (ابلیس) پ

وابلیس بنادم فی شق

۳۳۷..... ابلیس بوجہ آدم علیہ السلام کرے

شقی هذان فی امر وحی

۳۳۸..... یہی دونوں شخص ایک ہی بات

فابلیس بهذا النبأ لئ

۳۳۹..... پس ابلیس ابتدائے نبوت کا

بداء النبأ مع الختام لم

۳۴۰..... ابتدائے نبوت مع ختم نبوت

فابلیس ومرزا من خفا

۳۴۱..... پس ابلیس اور مرزا چمگادڑوں

وعندی ان ذان من وطب

۳۴۲..... میرے نزدیک یہی دونوں

ختم نبأ شك من غو

۳۴۳..... ختم نبوت غلام احمد سے شا

اردنا ان نجلی ذ غلا

۳۴۴..... ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس

وايضاً قد اتیناه بمج

۳۳۲..... اور نیز گمراہی کے شوق میں اس نے دین حق سے جہاد دین کی نفی کر دی ہے۔

نفی الابلیس بدأ النبأ حقاً وهذا عن ختام النبأ خال

۳۳۳..... شیطان نے اپنی حماقت سے ابتدائے نبوت کی نفی کر دی اور یہ شخص ختم نبوت سے خالی ہو گیا۔

فابلیس لهذا النبأ ناف وذا فی ختم نبأ غیر مال

۳۳۴..... پس ابلیس ابتدا کا منکر ہے اور یہ شخص ختم نبوت کے اندر غیر مطمئن ہے۔

وابلیس بآدم فی غزاء ولی المحمود هذا فی قتال

۳۳۵..... ابلیس آدم علیہ السلام سے لڑتا ہے اور یہ شخص ختم نبوت سے جنگ کرتا ہے۔

وخلفی آدم شقت علیہ وختم النبأ مشق للمغال

۳۳۶..... خلافت آدم اس (ابلیس) پر ناگوار رہی اور ختم نبوت مغلوں کو شقی بناتی ہے۔

وابلیس بآدم فی شقاء واوباش بختم النبأ قال

۳۳۷..... ابلیس بوجہ آدم علیہ السلام کے شقی بنا اور اوباش شخص ختم نبوت کا بدخواہ ہے۔

شقی هذان فی امر وحید وذا بدا وختم للرسال

۳۳۸..... یہی دونوں شخص ایک ہی بات میں بدبخت ہوئے اور یہ چیز رسالت کی ابتدا و انتہاء ہے۔

فابلیس بهذا النبأ قال وذا فی ختم نبأ من قوال

۳۳۹..... پس ابلیس ابتدائے نبوت کا بدخواہ ہے اور یہ شخص ختم نبوت کے بدخواہوں سے ہے۔

بدء النبأ مع اختتام نبأ كنورين من انوار عوال

۳۴۰..... ابتدائے نبوت مع ختم نبوت کے انوار عالیہ میں سے دو نور ہیں۔

فابلیس ومرزا من خفاش وخفاش عن الانوار جال

۳۴۱..... پس ابلیس اور مرزا چمگادڑوں میں سے ہیں اور چمگادڑ انوار سے جلاوطن ہونے والا ہے۔

وعندی ان دان من وطواط ووطواط عن الانظار خال

۳۴۲..... میرے نزدیک یہی دونوں چمگادڑ ہیں اور چمگادڑ دیکھنے سے خالی ہوتا ہے۔

ختام نبأ شاك من غلام وبدء النبأ من هبط الهبال

۳۴۳..... ختم نبوت غلام احمد سے شاک کی ہے اور ابتدائے نبوت مردود شیطان سے۔

اردنا ان نحلی ذا غلاماً لجاماً مثل فرس او بغال

۳۴۴..... ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس غلام کو گھوڑے یا خچر و ش کی طرح لگام لگا دیں۔

وايضاً قد البناء بمخلی بمخلی ذا علی فیہ المخال

۳۴۵ اور نیز ہم اس کے پاس ایک توبرہ لائے ہیں جس کو ہم اس کے گھاس چرنے والے منہ پر لگائیں گے۔

لعلّ اللہ ينہاہ بدين عن الافساد في ختم الرسال

۳۴۶ شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں ذریعوں سے، اس کو ختم رسالت کے بگاڑنے سے روک لے گا۔

بانف المغل انا قد زممنا زمامين كازمام الجمال

۳۴۷ ہم نے مغل کی ناک میں اونٹ کی مہاروں کی طرح دو مہاریں لگا دی ہیں۔

علمنا ان دين يمنعاه عن التخریب في دين الكمال

۳۴۸ ہمیں علم ہے کہ یہ دونوں مہاریں اس کو تخریب دین سے روک لیں گی۔

عليه لعنة من دين حق الى يوم القيامة في مقال

۳۴۹ دین حق کی طرف سے غول گاہ (قادیان) کے اندر اس پر روز قیامت تک لعنت رہے گی۔

فی الغلام وجهاد الاسلام

غلام احمد اور جہاد اسلام کے بارے میں

جهاد الدين مقتول بهند واهل الهند قتال القتال

۳۵۰ دینی جہاد ہندوستان کے اندر مقتول ہو گیا اور اہل ہند جہاد و قتال کے قاتل ہیں۔

واعنى قد اتى هذا قتيلاً بقلم ذى ضلال من مغل

۳۵۱ میری مراد یہ ہے کہ مغلوں کے ایک گمراہ قلم سے یہی جہاد مقتول ہو گیا۔

غلام الہند غول من مغل فاردی ذا جہادًا بافتعال

۳۵۲ ہندی غلام مغلوں میں سے ایک غول ہے۔ جس نے دھوکے سے اسی جہاد کو قتل کر دیا۔

مضی هذا جہاد بعد قتل الی رب مغیث کلّ حال

۳۵۳ یہی جہاد اپنے قتل کے بعد ہمیشہ کے فریاد رس خدا تعالیٰ کے پاس چلا گیا۔

فلما انتھی الی عرش رب بکی فیہ باصوات عوال

۳۵۴ جب وہ خدا تعالیٰ کے عرش میں پہنچا تو وہ اس میں اونچی آوازوں کے ساتھ رو دیا۔

بکی فیہ لدی رب رحیم وادوام علیہ فی السیال

۳۵۵ وہ رب رحیم کے آگے آسمان کے اندر رویا اور خون اس پر بہہ رہا تھا۔

فقال الرب من انتم بعرش وما عرش لدون اللہ حال

۳۵۶ اس پر خدا تعالیٰ نے کہا کہ عرش کے اندر تم کون لوگ ہو، حالانکہ عرش خدا غیر خدا

کے

لئے خالی نہیں ہے۔

لما ذا قد اتيتم عرش رب انا الله بعرش الله جال

۳۵۷..... تم لوگ خدا کے عرش پر کیوں آگئے ہو۔ میں خدا عرش خدا پر جلوہ نما ہوں۔

فهذا مستغيث قد تبكى بلا رأس لدى رب الجلال

۳۵۸..... اس پر یہ فریادی بغیر سر کے رب جلال کے آگے رو پڑا۔

فقال الله لا تبكى وقل لى وعند الله من بعد تعال

۳۵۹..... اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ رو اور مجھ سے بات کر اور دوری کو چھوڑ کر خدا کے پاس آ جا۔

فلما انتهی فی قرب رب تبكى عرش رب بالعوال

۳۶۰..... جب وہی جہاد قرب خدا میں پہنچا تو خدا کا عرش دھاڑیں مار کر رو دیا۔

تبكى ذا جهاد ثم يبكى ملاكاً فى سموتٍ عوال

۳۶۱..... یہ جہاد خود رویا پھر اس نے اونچے آسمانوں کے فرشتوں کو رلا دیا۔

فقال الله صبراً فى البلايا وصبر فى البلايا كالحلال

۳۶۲..... اس پر خدا تعالیٰ نے کہا کہ مصیبتوں کے اندر صبر کرو۔ کیونکہ مصائب میں صبر کرنا حل مشکلات ہے۔

فقتيل الغول اشتكى عند رب صبرنا ربنا صبر الجمال

۳۶۳..... غول کے مقتول نے خدا تعالیٰ کے سامنے ظاہر کیا کہ اے خدا ہم نے صبر جمیل کو اپنا لیا ہے۔

ولكن انتقم من ذا غلام وموته بموت في الاوحال

۳۶۴..... لیکن اسی غلام احمد سے انتقام لے اور اسے گوہر میں مرنے کی دعوت دے۔

بلاحق قتلنا من غلام رنا انا قتلنا في المغال

۳۶۵..... ہم بلا جواز غلام احمد سے مقتول ہو گئے۔ ہمیں دیکھ لے کہ ہم غول گاہ کے اندر قتل ہو گئے۔

غلام الهند قطاع لرأسی ورأسی فی کتابات المغال

۳۶۶..... ہندی غلام میرے سر کا کاٹنے والا ہے اور میرا سر مغلوں کی کتابوں کے اندر موجود ہے۔

فقال الله انا قد رأينا قتلتم يا جهادی بالختال

۳۶۷..... اس پر خدا تعالیٰ نے کہا کہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اے میرے جہاد! تم دغا و فریب سے مقتول ہوئے ہو۔

قتلتم يا جهادی من غلام بلاحق وقتل بالاغتيال

۳۶۸..... اور میرے جہاد اتم غلام احمد کی جانب سے بلاوجہ اور بغیر قتل یا قتال کے مقتول ہوئے ہو۔

فماذا سائل منی جہادی سلوا تعطوا جواباً للسؤال

۳۶۹..... اے میرے جہاد! تم مجھ سے کیا مانگتے ہو۔ سوال کرو تم کو سوال کا جواب مل جائے گا۔

فافشی ذا جہاد عند رب اماتہ فی مغاط او مبال

۳۷۰..... اس جہاد نے خدا تعالیٰ کے سامنے ظاہر کیا کہ اسے ٹٹی گاہ میں یا پیشاب گاہ میں موت دے۔

فاعطی ربہ ما سال منہ بعجلات بلا وعد المہال

۳۷۱..... اس پر خدا تعالیٰ نے اس کو بلا مہلت جلدی سے دے دیا جو کچھ اس نے خدا سے مانگا تھا۔

تہوی ذا غلام فی ہلاک بلاہور بقی واسہال

۳۷۲..... یہی غلام احمد لاہور کے اندر قے اور اسہال کے ساتھ ہلاکت میں گر گیا۔

مضی ہذا شقی فی ہلاک و واراہ مغال فی مغال

۳۷۳..... یہی بد بخت ہلاکت میں چلا گیا اور مغلوں نے اسے غول گاہ میں دفن کر دیا۔

وما لاہور طابت بنعش فالقتہ الی ارض البطل

۳۷۴..... جب ہمارا لاہور اس لاش سے خوش نہ ہوا تو اس کو ارض کاذین کی طرف پھینک دیا۔

فدار الحرب وارت نعش غول بقبر عند شجرات ظلال

۳۷۵..... اس پر دارالحرب نے غول کی لاش کو، سایہ دار درختوں کے پاس ایک قبر میں چھپا دیا۔

مضی روح خبیث تحت ارض بکذبات وامکار الضلال

۳۷۶..... خبیث روح اپنی گمراہی کے اکاذیب و فریبات کو لے کر زمین کے نیچے چلی گئی۔

ولما ارضعته دار کفر دعتہ بعد موت للوصال

۳۷۷..... جب دار الکفر نے اسے دودھ پلایا تھا تو مرنے کے بعد ملاقات کے لئے اسے بلا لیا۔

وکانت دار حرب ام هذا رثت ام علی ولد وال

۳۷۸..... جب دارالحرب اس شخص کی ماں تھی تو ماں نے اپنی آل و اولاد پر ماتم کیا۔

جلت عن ہندہ ام بغم وجاءت ام اخری للظلال

۳۷۹..... ایک ماں غم کے ساتھ اس کے ہندوستان سے چلی گئی اور اس پر سایہ کرنے کے لئے دوسری ماں آ گئی۔

مضت افرنج ہند عن مغول فظلتهم ہنود بالذوال

۳۸۰..... جب ہندوستان کے فرنگی مغلوں کو چھوڑ کر چلے گئے تو ہندوؤں نے ان پر اپنی حکومت

کا

مجی کفر اتی کفر علیہ

۳۸۱..... ایک کفر چلا گیا تو دوسرا کفر ا رضامند ہو گئے۔

غلام کفر راض بکفر

۳۸۲..... کافر غلام اپنے کفر کے ساتھ خوش

اتی کفر علیہ مغل رک

۳۸۳..... کفر سواروں کی طرح اس پر سہ

اتی ہذا کمر کوب لکف

۳۸۴..... یہ شخص کفر کی سواری بن کر آگ

فی الغلام

غلام احمد اور

غلام الہند ہناد بکف

۳۸۵..... بندی غلام کفر کا عاشق ہے اور ا

فرنچ قد مضوا فیہ بم

۳۸۶..... فرنگی لوگ اس میں مال کی مد

اتت الفرنچ ہند مثل ہند

۳۸۷..... ہندوستان کے فرنگی ہندومور

ہم رثوہ فیہم مغل ال

۳۸۸..... انہوں نے اس شخص کو اپنے ب کی مالک بنی۔

مضی عن ہند ہم الفرنج ہند

۳۸۹..... ہندوستان کے فرنگی اپنی ہندے

مضوا عن مال ہند مغل ج

۳۹۰..... یہ لوگ ایک جلاوطن آدمی ک اموال سے جلاوطن نہیں رہا۔

سایہ ڈال دیا۔

مَضَى كُفْرًا تَى كُفْرًا عَلَيْهِمْ رَضُوا فِي الْكُفْرِ جَمْعًا بِالْوَالِ

۳۸۱..... ایک کفر چلا گیا تو دوسرا کفران پر آ گیا۔ وہ سب کے سب اپنے کفر میں دل سے رضامند ہو گئے۔

غُلَامٌ كُفْرًا رَاضٍ بِكُفْرٍ وَفِي الْمَثْوَى بِهِ رَاضٍ وَسَالٍ

۳۸۲..... کافر غلام اپنے کفر کے ساتھ خوش ہے اور اپنی قبر کے درمیان اسی کفر سے راضی اور خوش ہے۔

أَتَى كُفْرًا عَلَيْهِ مِثْلَ رَكْبٍ وَبَذَا تَحْتَ كُفْرٍ كَالْبِغَالِ

۳۸۳..... کفر سواروں کی طرح اس پر سوار ہو گیا اور یہ شخص کفر کے نیچے خچروں کی طرح بن گیا۔

أَتَى بِذَا كَمَرْكُوبٍ لِكُفْرٍ وَرَكْبٍ فَوْقَهُ مِثْلَ الْجَلَالِ

۳۸۴..... یہ شخص کفر کی سواری بن کر آ گیا اور سوار اس پر جل کی مانند بیٹھ گئے۔

فِي الْغُلَامِ وَأَعْدَادِ الْحُرُوفِ

غلام احمد اور اعداد حروف کے بارے میں

غُلَامٌ الْهِنْدِ هِنْدَاءُ بِكُفْرٍ وَكُفْرُهُ هِنْدَةٌ ذَاتُ الْجَمَالِ

۳۸۵..... ہندی غلام کفر کا عاشق ہے اور کفر اس کے نزدیک ایک حسین ہندہ عورت ہے۔

فَرَنْجٌ قَدْ مَضَوْا فِيهِ بِمَالٍ وَلَبَدًا قَدْ مَضَىٰ فِيهِمْ بِيَالٍ

۳۸۶..... فرنگی لوگ اس میں مال کی مدد سے اثر کر گئے اور یہ شخص ان میں تہہ دل سے اثر کر گیا۔

أَتَتِ الْفَرَنْجُ بِنْدٌ مِثْلَ بِنْدٍ فَأَفَرَنْجٌ وَذَا أُمُّ وَآلٍ

۳۸۷..... ہندوستان کے فرنگی ہندہ عورت بن گئے۔ اس پر فرنگی اور یہ شخص ماں بیٹا قرار پائے۔

بُؤْمَ رَبَّوْهُ فِيهِمْ مِثْلَ آلٍ وَآلٌ بَعْدَهُمْ وَآلٌ لِّمَالٍ

۳۸۸..... انہوں نے اس شخص کو اپنے اندر اولاد کی مانند پالا اور ان کی یہی اولاد ان کے بعد مال کی مالک بنی۔

مَضَىٰ عَنْ بِنْدٍ بُمُ الْفَرَنْجِ بِنْدٍ وَذَا مِنْ مَّالِهَا الْمَتْرُوكِ مَالٍ

۳۸۹..... ہندوستان کے فرنگی اپنی ہند سے چلے گئے اور یہ شخص اسی ہند کے متروک مال سے پر ہو گیا۔

مَضَوْا عَنْ مَالٍ بِنْدٍ مِثْلَ جَالٍ وَمِنْ أَمْوَالِهِمْ ذَا غَيْرُ جَالٍ

۳۹۰..... یہ لوگ ایک جلاوطن آدمی کی طرح ہندوستانی دولت کو چھوڑ گئے اور یہ شخص ان کے اموال سے جلاوطن نہیں رہا۔

ولما كان ذا فيهم كآل اتى آل لاموال كوال

۳۹۱ اور جب یہ شخص ان کے اندر اولاد کی مانند تھا تو یہی اولاد ان کے اموال کی مالک بن گئی۔

الى هذا لهم وال لمال ومن اموالهم ذا غير خال

۳۹۲ یہ شخص ان کے مال کا مالک بن گیا اور یہ شخص ان کے اموال سے خالی نہیں رہا۔

غلام كافر آل لكفر وآل الكفر تحت الكفر سال

۳۹۳ کافر غلام کفر کی اولاد ہے اور کفر کی اولاد کفر کے نیچے خوش رہتی ہے۔

بقي آل لكفر في حياة مضي آلا له بعد الرجال

۳۹۴ وہ اپنی زندگی میں کفر کی اولاد بنا رہا اور اپنی رحلت کے بعد آل کفر بن کر چل بسا۔

وهذا ظل شيطان / ۱۳۰۰ بدین وفی ہذین انی فی جدال

۳۹۵ یہ شخص دین کے اندر ظل شیطان ہے اور بلاشبہ میں ان دونوں کے اندر جھگڑا رکھتا ہوں۔

وانی خائف من ذین حقاً بلاریب وشبهات بال

۳۹۶ سچ مچ بغیر کسی شک و شبہ کے میں ان دونوں سے خائف ہوں۔

اذا لشيطان مع ظل بلاء لآبائي واخوانی وآلی

۳۹۷ کیونکہ شیطان اپنے ظل کے ساتھ میرے آباؤ اجداد اور میرے بھائیوں اور میری اولاد کے لئے ایک مصیبت ہے۔

علمنا ان ظلاً مثل میت وما ظل لشيطان بآل

۳۹۸ ہمیں علم ہے کہ سایہ ایک مردہ کی طرح ہوتا ہے اور ظل شیطان عاجز وقاصر نہیں ہے۔

وهذا الظل في ديني كحي يعاديني وديني كل حال

۳۹۹ اور یہی ظل میرے دین کے اندر ایک زندہ کی مانند ہے جو ہر حالت میں مجھ سے اور

میرے دین سے عداوت رکھتا ہے۔

رأينا كل ظل غير قال وهذا الظل كالاعداء قال

۴۰۰ ہم نے ہر ظل کو بدخواہ کا غیر دیکھا ہے اور یہی ظل دشمنوں کی مانند بدخواہ ہے۔

ولكن ظل شيطان عدوى وفي ديني بنار الحقد صال

۴۰۱ لیکن ظل شیطان میرا دشمن ہے اور میرے دین کے بارے میں آتش کینہ میں جلتا ہے۔

علمنا ظل شيطان كمغل مغل في كلام الله عال

۴۰۲ ہم نے ظل شیطان کو ایک ایسے مغل کی طرح سمجھا جو کلام خدا کے بارے میں ایک

اونچا

۲۴۶

فریب کار ہے۔

اتی ذا ظل شيطان المهند

۴۰۳ یہی ظل شیطان ہمارے پاس آ

اتی فینا ولد للبغایا

۴۰۴ ہمارے اندر ایک حرامزادہ آگیا

وهذا قد اتي خيلا لكفر

۴۰۵ یہ شخص کفر کا گھوڑا بن کر آگیا اور

فخلاه فرنج مثل خيل

۴۰۶ فرنگیوں نے گھوڑے کی مانند اس

غزا هذا بدین الله خيلا

۴۰۷ اس شخص نے گھوڑا بن کر دین خد

وهم ربوه فيهم مثل ابن

۴۰۸ اور انہوں نے اس کو اپنے اندر ا

تربی فيهم ابنا عزیزا

۴۰۹ اس شخص نے ان کے اندر بطو

اور یہ شخص اولاد کی مانند ہے۔

وذا اوباش شخص عند ديني

۴۱۰ یہ شخص میرے دین کے نزدیک

جھگڑا رکھتا ہے۔

اتی فی دینا اوباش شخص ۴۰۰

۴۱۱ ہمارے دین کے اندر ایک اوباش

بتأویل و اخیال بواغی

۴۱۲ وہ تاویلوں اور حیلوں سے لڑائی

رأیناه بواغی ختم نبی

۴۱۳ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ زہر یلے

بواغی ختم نبات یقینا

فریب کار ہے۔

اتی ذا ظل شیطان الینا وشیطان له حام وآل

۴۰۳..... یہی ظل شیطان ہمارے پاس آ گیا اور شیطان اس کا حامی و محافظ ہے۔

اتی فینا ولید للبعایا له ذا قادیان کالمجال

۴۰۴..... ہمارے اندر ایک حرامزادہ آ گیا اور یہی قادیان اس کی حیلہ گاہ ہے۔

وهذا قد اتی خیلا لکفر وهذا قادیان کالمخال

۴۰۵..... یہ شخص کفر کا گھوڑا بن کر آ گیا اور یہ قادیان اسپ گاہ کی مانند ہے۔

فخلاه فرنج مثل خیل واغزوه باسلامی المعال

۴۰۶..... فرنگیوں نے گھوڑے کی مانند اسے گھاس کھلائی اور اس کو میرے بالاتر اسلام کے ساتھ

لڑایا۔

غزا هذا بدین الله خیلا ووطی منه ختمات الرسال

۴۰۷..... اس شخص نے گھوڑا بن کر دین خدا سے جنگ کی اور دین میں سے ختم رسالت کو روند

ڈالا۔

وهم ربّوه فیهم مثل ابن فانشوه نبیاً ذا ضلال

۴۰۸..... اور انہوں نے اس کو اپنے اندر ایک بیٹے کی مانند پالا پوسا پھر اسے ظلی نبی بنا کر ظاہر کر

دیا۔

تربی فیهم ابناً عزیزاً فہم اباء ذا هذا کال

۴۰۹..... اس شخص نے ان کے اندر بطور عزیز بیٹا کے تربیت پائی ، پس وہ لوگ اس کے باپ ہیں اور یہ شخص اولاد کی مانند ہے۔

وذا اوباش شخص عند دینی ودینی فیہ من اهل الجدل

۴۱۰..... یہ شخص میرے دین کے نزدیک ایک اوباش شخص / ۱۳۰۰ ہے اور میرا دین اس کے اندر جھگڑا رکھتا ہے۔

اتی فی دیننا اوباش شخص / ۱۳۰۰ یواغیہ بقلمات سلال

۴۱۱..... ہمارے دین کے اندر ایک اوباش شخص آگیا جو اپنی تیز قلموں کے ساتھ دین سے لڑتا ہے۔

بتاویل واحیال یواغی فمفکرہ مکاد او محال

۴۱۲..... وہ تاویلوں اور حیلوں سے لڑائی کرتا ہے۔ پس اس کی فکر گاہ ایک فریب گاہ یا حیلہ گاہ ہے۔

رأیناہ یواغی ختم نبا بقلمات کحیات صلال

۴۱۳..... ہم نے دیکھا ہے کہ وہ زہر یلے سانپوں جیسی قلموں کی مدد سے ختم نبوت کے ساتھ لڑتا ہے۔

یواغی ختم نبات یقیناً بامکار واحیال محال

۴۱۴..... یہ شخص یقیناً جھوٹے فریبوں اور حیلوں کے ساتھ ختم نبوت سے جنگ و جدال کرتا ہے۔

ولما یات عیسانا الینا یواغ اهل کفر مع دجال

۴۱۵..... اور جب ہمارا عیسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس آئے گا تو اہل کفر و دجل کے ساتھ جہاد کرے گا۔

لیفنی سیفہ خنزیر دجل قہاراً فی شعابات الجبال

۴۱۶..... پس اس کی تلوار دجالیت کے خنزیر کو پہاڑیوں کی گھاٹیوں کے اندر زبردستی سے ہلاک کر دے گی۔

ویفشی ختم حرب فی مصال ویأتی من جبال فی سہال

۴۱۷..... اور وہ میدان جنگ کے اندر جنگ کے خاتمہ کا اظہار کرے گا اور وہ پہاڑوں کو چھوڑ کر میدانوں میں آ جائے گا۔

ویقسم فی غزاة مال غنم بعجل بعد اختتام القتال

۴۱۸..... وہ جنگ کرنے کے فوراً بعد مال غنیمت کو غازیان جنگ میں تقسیم کرے گا۔

ولکن ذا وبش القوم لما اتی فینا بدخل مع غلال

۴۱۹..... لیکن جب یہی اوباش قوم اپنے مکر و فریب کے ساتھ ہمارے اندر آیا۔

تظنی دین حق دار حرب بخبث النفس او ذوق الجہال

۴۲۰..... تو اس نے خباثت نفس یا ذوق جہالت کی وجہ سے دین حق (اسلام) کو دارالحرب گمان کر لیا۔

وغی فیہ جہاد الدین حمقاً باقلام واقوال ضلال

۴۲۱..... اس نے اپنی حماقت سے دین کے اندر گمراہ قلموں اور گمراہ اقوال کے ساتھ جہاد دین سے جنگ کی۔

فاردی ذا غلام ذا جہاداً والقاء کمیت فی مغال

۴۲۲..... پس اسی غلام احمد نے اسی جہاد کو ہلاک کر دیا اور اسے غول گاہ کے اندر مردہ کی طرح گرا دیا۔

ولما ظنہ من اہل حرب لذا القاه میتاً فی المصال

۴۲۳..... اور جب اس نے جہاد کو اہل حرب میں سے گمان کر لیا تو اسی لئے اسے میدان جنگ میں مار کر گرا دیا۔

جہاد الدین عند الغول صید وقتل الصید من عمل الحلال

۴۲۴..... دین جہاد غول کے نزدیک ایک شکار ہے اور شکار کا قتل کرنا ایک جائز کام ہے۔

غلام عندنا زاغ قوی / ۱۱۳۲ لقور ختم نبأ باحتیال

۴۲۵..... ہمارے نزدیک غلام احمد زاغ قوی ہے جو حیلہ بازی سے ختم نبوت کو کھوتا ہے۔

اتی زاغاً قویاً من فرنج وہم للزاغ استاذ الحیال

۴۲۶..... وہ فرنگی کی طرف سے زاغ قوی بن کر آگیا اور وہ اسی کوئے کے استاد حیلہ ہیں۔

فربوہ علی قدرات دجل وقوہ بجیفات الدغال

۴۲۷..... پس انہوں نے فریب کی غلاظت پر اس کی تربیت کی اور اسے دغا کے مردار سے طاقتور بنا دیا۔

مشی ہذا کزاغ فی مزاغ بغنجات غرورات دلال

۴۲۸..... یہ شخص زاغ گاہ کے اندر ناز و ادا اور غرور و تکبر سے چلنے لگا۔

اتی ہذا علی ختمات نبأ بمنقار حدید للجدال

۴۲۹..... یہ شخص لڑنے کے لئے ختم نبوت پر اپنی تیز چونچ لے کر کے آگیا۔

فقلم الغول منقار لزاغ بذا زاغ اتاہ للقتال

۴۳۰..... پس غول کا قلم ایک زاغ کی چونچ ہے اور کوا یہی چونچ لے کر لڑائی کرنے کے لئے ختم نبوت کے پاس آدھمکا۔

وغی ختم النبوة مثل زاغ بمنقار حدید والمغال

۴۳۱..... یہ شخص کوئے کی طرح اپنی تیز چونچ اور تیز پنجوں کے ساتھ ختم نبوت سے لڑ پڑا۔

وانی مثل شہباز لزاغ وغاز فی مغال بالمغال

۴۳۲..... یقیناً میں اسی کوئے کے لئے ایک شہباز کی مانند ہوں اور غول گاہ کے اندر مغلوں سے لڑنے والا ہوں۔

وہذا غادر الدین / ۱۳۰۰ بحق و غدار لانبأ بآل

۴۳۳..... اور یہ شخص سچ مچ دین کا غدار ہے اور اپنی آل و اولاد کے ساتھ تمام نبوتوں کا غدار ہے۔

وایقناہ غدار الدین / ۱۳۰۰ و ملک ثم قوم ذی معال

۴۳۴..... ہم نے اس کو دین اور ملک کا اور پھر بالا تر قوم (مسلمانوں) کا غدار یقین کر لیا ہے۔

وذا بالآل والاہلین جمعاً مغل فی ختام النبأ عال

۴۳۵..... اور یہ شخص اپنے سب اہل و عیال کے ساتھ ختم نبوت کے بارے میں ایک اونچا گھٹیا آدمی ہے۔

قلی ختم النبوة فی کمال ولتنقیص الکمال کالضلال

۴۳۶..... اس نے ختم نبوت کے کمال سے بدخواہی کی ہے اور کمال کی تنقیص کرنا گمراہی کی مانند ہے۔

غلام الہند ہناد بنقص ونقص الکاملین کالمحال

۴۳۷..... ہندی غلام نقصان کا عاشق ہے اور کاملین کا ناقص ہونا محال ہے۔

وما هذا براض من کمال ولا سال باوصاف کمال

۴۳۸..... یہ شخص کسی کمال پر رضامند نہیں ہے اور نہ کمال اوصاف پر مطمئن ہے۔

ولمّا کان نقاصاً بدین تسلّی فی نقاص او اذال

۴۳۹..... اور جب یہ شخص دین کے اندر ناقص تھا تو ناقصین یا عاجزین کے اندر مطمئن رہا۔

فابقی دینہ عبداً لکفر وایّاه کحمر او بغال

۴۴۰..... یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے دین کو کفر کا غلام اور اپنے آپ کو گدھوں یا خچروں کی مانند باقی رکھا۔

ولم یجهد علی تحریر نفس ولا تحریر دین ذی کمال

۴۴۱..... اور اس نے نہ اپنی ذات کی آزادی اور نہ کامل دین اسلام کی آزادی کی کوشش کی۔

ولکن قد ملا عبداً لکفر وعازداً لافرنج وغال

۴۴۲..... لیکن یہ شخص کفر کا غلام اور دغا باز انگریز کا پرستار بن کر مطمئن رہا۔

اتئی غدار قوم ثم ملک بذوق الغدر او فقد العقل

۴۴۳..... وہ غداریت کے چسکا یا فقدان عقل کی وجہ سے اپنی قوم پھر اپنے ملک کا غدار بنا رہا۔

غلام غادر فی الدین حقاً ودین اللہ للغدار قال

۴۴۴..... صحیح طور پر غلام احمد دین کا غدار ہے اور خدا تعالیٰ کا دین غدار کا بدخواہ ہے۔

ومن منا وفی غدار دین وفی دجال دین بالعمال

۴۴۵..... اور ہم میں سے جو شخص غدار دین کا وفادار بنا وہ عملاً دجال دین کا وفادار بن گیا۔

ومن امسئ وفیاً فی غلام تردی من سلام فی وبال

۴۴۶..... اور جو شخص غلام احمد کا وفادار بن گیا وہ سلامتی کو چھوڑ کر تباہی میں ہلاک ہوا۔

وفاء الغادرین غدر دین وغدر فی وفی من مقال

۴۴۷..... غداروں سے وفاداری کرنا دین سے غداری ہے اور وفاداروں سے غداری کرنا بری بات ہے۔

وفاء فی غلام من الالم وبعد عنه من خیر الخلال

۴۴۸..... غلام احمد سے وفاداری کرنا گناہ ہے اور اس سے دور رہنا ایک اچھی بات ہے۔

غلام الہند ہناد بغدر وغدر الدین مہنود الفعالم

۴۴۹..... بندی غلام غداری کا عاشق ہے اور دین سے غداری کرنا مہنود کا معشوق ہے۔

بقی غدار اسلام علی الی ماکان حیاً فی مغال

۴۵۰..... وہ جب تک اپنی خول گاہ میں زندہ رہا تو بالآخر اسلام کا غدار رہا۔

۲۵۰

ولکن قد وفی الفرنج

۴۵۱..... لیکن وہ اپنے قول و فعل

غلام ہندی عشیق

۴۵۲..... بندی غلام کھوٹ کا عاشق

وذا فرد غوی / ۱۳۰۰ عید

۴۵۳..... اور یہ شخص دین کے نزدیک

انی فرداً غویاً من

۴۵۴..... یہ شخص گمراہوں میں سے

ہلاک کر دیا۔

وايضاً ذاهبا مغو مرید

۴۵۵..... اور نیز یہ شخص یہاں پر ایک

کو اغوا کر لیا۔

نبوات لمحمود ک

۴۵۶..... حضرت محمود کی نبوت ما

وان ذا بعد محمود ت

۴۵۷..... اور اگر اس شخص نے حضر

یکن زواج ام ذات ام

۴۵۸..... تو اپنی اصلی ماں سے شا

فزوج البطل زواج با

۴۵۹..... پس بطل کا شوہر اصل کے

شادی کرنے والا ہے۔

ولمّا کان ذا من غیر

۴۶۰..... جب یہ شخص شریعت سے

وان کان نفاة جھ

۴۶۱..... اور جب یہ شخص جہاد کی

وہم کانوا ذوی جھد

ولکن قلوبی الفرنج هنید بقول ثم فعل ثم بال

۴۵۱..... لیکن وہ اپنے قول و فعل اور اپنے دل سے ہندی فرنگی کا وفادار رہا۔

غلام ہندی عشیق غلیٰ ولكن فی فرنج منه خال

۴۵۲..... ہندی غلام کھوٹ کا عاشق ہے۔ لیکن فرنگی کے متعلق کھوٹ سے خالی ہے۔

وذا فرد غوی / ۱۳۰۰ عند دین ردی من دین حق فی ضلال

۴۵۳..... اور یہ شخص دین کے نزدیک ایک گمراہ آدمی ہے جو دین حق کو چھوڑ کر گمراہی میں ہلاک ہوا۔

اتی فرداً غویاً من غوایۃ واردی ختم نبأ کالغوال

۴۵۴..... یہ شخص گمراہوں میں سے ایک گمراہ آدمی بن کر آگیا اور ختم نبوت کو غولوں کی مانند ہلاک کر دیا۔

وايضاً ذا هنا مغو مرید / ۱۳۰۰ فاغوی امّ دین ذی محال

۴۵۵..... اور نیز یہ شخص یہاں پر ایک مردود و مغوی ہے۔ پس اس نے بالا تر دین کی ماں (نبوت) کو اغوا کر لیا۔

نبوّات لمحمود کأمّ وانا مثل ولدان الحلال

۴۵۶..... حضرت محمود کی نبوت ماں کی مانند ہے اور ہم حلالی بیٹوں کی مانند ہیں۔

وان ذا بعد محمود لنبی بنبا ذی بروز ذی ظلال

۴۵۷..... اور اگر اس شخص نے حضرت محمود کے بعد ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

یکن زواج امّ ذات اصل لان الظل نقش للاصل

۴۵۸..... تو اپنی اصلی ماں سے شادی رچانے والا ہے۔ کیونکہ ظل اپنے اصل کا نقش ہوتا ہے۔

فزوج الظل زواج باصل وزوج الاصل زواج الظلال

۴۵۹..... پس ظل کا شوہر اصل کے ساتھ شادی کرنے والا ہے اور اصل کا شوہر اپنے ظل سے بھی شادی کرنے والا ہے۔

ولما كان ذا من غير شرع يلج في عكس شارع محال

۴۶۰..... جب یہ شخص شریعت سے خالی ہے تو بالا تر شارع کے عکس میں داخل ہو جاتا ہے۔

وان كان نفاءً جهاداً يصير عكساً لانبیاء جلال

۴۶۱..... اور جب یہ شخص جہاد کی نفی کرنے والا ہے تو وہ جلیل القدر انبیاء کا عکس بن جاتا ہے۔

وهم كانوا ذوی جهد وغزو وذا ناف جهاداً بالعمال

۴۶۲..... وہ جہاد و جنگ کرنے والے تھے اور یہ شخص اپنے عمل و کردار سے جہاد کی نفی کرتا ہے۔

لذا انا علمنا ان ہذا اتی عکساً لمولانا المعال

۴۶۳..... اسی لئے ہمیں معلوم ہو گیا کہ یہ شخص ہمارے بالا تر آقا کا عکس بن کر آ گیا۔

غلام احمد فتنان زیغ / ۱۵۴۸ وزیغ الدین فیہ بالکمال

۴۶۴..... غلام احمد کجی کا فتنہ ساز ہے اور دین کی کجی اس میں بالکمال موجود ہے۔

الی فتنان دین من فرنچ فہم قوادہ ذا کالتوال

۴۶۵..... وہ فرنگی کی طرف سے دین کا فتنہ باز ہو کر آیا۔ پس وہ اس کے قائد ہیں اور یہ تابعداروں کی مانند ہے۔

کز اغ قد ائی فتنان دین فہذا مثل زاغ ذو حیال

۴۶۶..... یہ شخص کوئے کی مانند دین کا فتنہ باز بن کر آیا۔ پس یہ شخص کوئے کی طرح حیلہ باز ہے۔

وايضاً عندنا مقوال غول کمقوال الغراب فی البطلال

۴۶۷..... اور نیز ہمارے نزدیک جھوٹ کے اندر ایک غول کی زبان کوئے کی زبان کی طرح ہے۔

غراب الزمن / ۱۴۰۰ ہذا قد اتانا بلا الف و لام من مقال

۴۶۸..... یہ شخص غول گاہ کی طرف سے بغیر الف و لام کے غراب زمن بن کر آ گیا۔

وہذا بالنبی غادر / ۱۴۰۰ من فساد الفہم او ذوق الجہال

۴۶۹..... یہ شخص اپنے فساد فہم یا جہالت کے ذوق سے غادر بالنبی ہو گیا ہے۔

نفی من ختم نبأ ذی علاء کمال الختم من شوق الضلال

۴۷۰..... اس نے بالا تر نبوت کی خاتمیت سے بوجہ اپنے شوق ضلال کے خاتمیت کے کامل ہونے کی نفی کر دی۔

فقالوا ختم نبأ ختم شرع بلا شرع جرى نبأ الضلال

۴۷۱..... اس پر انہوں نے کہہ دیا کہ ختم نبوت سے مراد ختم شریعت ہے۔ بغیر شریعت کے ظلی نبوت جاری ہے۔

وبذا منهم تغليط قوم وتبطل لنبا ذی کمال

۴۷۲..... ان کی جانب سے یہی بات قوم کی تغلیط اور کامل نبوت کی تکذیب ہے۔

الم تعلم بان الاصل فينا بطل واحد عند العقال

۴۷۳..... کیا تو نہیں جانتا کہ اصل اپنے ظل کے ساتھ ہمارے اندر عقلمندوں کے ہاں ایک چیز ہوتا ہے۔

۲۵۲

فلا اصل بلا ظل ولاذا

۴۷۴..... اے دغا بازو! اسی لئے نہ اصل ہے نہ

اذا ختمتم نبات اصل

۴۷۵..... جب تم نے اصلی نبوتوں کو ختم کر

صفحہ ۵۶۰ - جاری ہے

وان اختتمت نيات شرع

۴۷۶..... اگر تم نے شرعی نبوت کو ختم کر دیا

لان الظل جوال باصل

۴۷۷..... کیونکہ ظل اپنے اصل کے ساتھ ہو

مضی من بعد محمود نبأ

۴۷۸..... حضرت محمود کے بعد شرعی بروز

مطی الکفر مخلی بکفر

۴۷۹..... کفر کی سواری کو کفر کا چارہ کھلایا

فاخلوه بفضلات وذهب

۴۸۰..... پس انہوں نے اسے چاندی اور

اتانا قائد زیاغ دین

۴۸۱..... ہمارے پاس دین کا ایک کجروقا

دجال الکہربا یردی طیوراً

۴۸۲..... کیمیائی کھاد پرندوں کو ہلاک کر

دجال الکہربا من غیر جرم

۴۸۳..... کیمیائی کھاد کا کوئی جرم نہیں ہے

جزی اللہ لنا فی ذا جہادِ

۴۸۴..... خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و رحم اور

فی الغلام ا

غلام احمد اور

وہذا مریم رعناء وحباً

۴۸۵..... یہ شخص اپنی وحی کے اندر خوبصورت

فلا اصل بلا ظل ولاذا بلا اصل ایا اهل الدغال

۴۷۴..... اے دغا بازو! اس لئے نہ اصل بغیر ظل کے اور نہ ظل بغیر اصل کے موجود ہوتا ہے۔

اذا ختمتم نبات اصل معاً ختمتم نبات الظلال

۴۷۵..... جب تم نے اصلی نبوتوں کو ختم کر دیا ہے تو اس کے ساتھ نباتی ظلیت تم نے ختم کر

دی۔

وان اختتمتم نبات فرع ختمتم نبات برزات ضلال

۴۷۶..... اگر تم نے شرعی نبوت کو ختم کر دیا ہے تو بروزی اور ظلی نبوت کو ختم کر دیا ہے۔

لان الظل جوّال باصل بلا اصل کمیت فی مجال

۴۷۷..... کیونکہ ظل اپنے اصل کے ساتھ دوڑتا ہے اور اپنے اصل کے بغیر وہ مردہ کی مانند ہوتا ہے۔

مضی من بعد محمود نباتاً بشرعات بروزات ظلال

۴۷۸..... حضرت محمودؑ کے بعد شرعی بروزی اور ظلی نبوت گذر گئی۔

مطیّ الکفر مخلیّ بکفر ومخلیّ بکفر لایعالی

۴۷۹..... کفر کی سواری کو کفر کا چارہ کھلایا گیا ہے اور چارہ خوردہ سواری بالا تر نہیں ہو

سکتی۔

فاخلوه بفضات وذهب وربوه كبغل بالمخال

۴۸۰..... پس انہوں نے اسے چاندی اور سونے کی گھاس کھلائی اور اسے خچر کی طرح پالا

پوسا۔

اتانا قائد زیّاغ دین وذافی زیغہ بطل معال

۴۸۱..... ہمارے پاس دین کا ایک بگڑا قائد آگیا اور یہ شخص اپنی کجی میں ایک اونچا بہادر ہے۔

دجال الکھربا یردی طیوراً وذا اردی جہاداً ذا جلال

۴۸۲..... کیمیائی کھاد پرندوں کو ہلاک کرتی ہے اور اس شخص نے باعظمت جہاد کو ہلاک کر دیا۔

دجال الکھربا من غیر جرم وھذا مجرم فی الدین عال

۴۸۳..... کیمیائی کھاد کا کوئی جرم نہیں ہے اور یہ شخص دین کے اندر ایک اونچا مجرم ہے۔

جزی اللہ لینا فی ذا جہاد بفضل ثم رحم والنوال

۴۸۴..... خدا تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و رحم اور بخشش کے ساتھ اس جہاد میں جزائے خیر دے۔
(آمین)

فی الغلام والحکیم البیروی

غلام احمد اور حکیم بھیروی کے بارے میں

وھذا مریم رعناء وحیاً ونور الدین زوج للوصال

۴۸۵..... یہ شخص اپنی وحی کے اندر خوبصورت مریم ہے اور نورالدین وصال و جماع کا شوہر ہے۔

غلام احمد زوج نور و نور الدین زوّاج الرجال

۴۸۶..... غلام احمد نورالدین کی بیوی ہے اور نورالدین مردوں کا شوہر ہے۔

أتی فی قادیان قوم لوط فجاءوا بالمآثم للمعال

۴۸۷..... قادیان کے اندر قوم لوط آگئی۔ پس وہ مغلوں کے لئے روحانی برائیاں لے آئی۔

وهذا بعلہ حسناء و حياً و نور الدین بعل من بعال

۴۸۸..... اور یہ شخص اپنی وحی میں خوبصورت بیوی ہے اور نورالدین اس کے شوہروں میں سے ایک شوہر ہے۔

هما زوجان الالہام حقاً و حق القول ممرور المقال

۴۸۹..... وہ دونوں اپنے الہام کے اندر سچ مچ میاں بیوی ہیں اور حق بات کہنے میں کڑوی ہوتی ہے۔

دعت ذی مریم نوراً لحمل و نور الدین بعل من بعال

۴۹۰..... اسی مریم نے نورالدین کو حمل کے لئے بلا لیا اور نورالدین اسی کا نطفہ دینے والا بن گیا۔

بقت حبلی شهوراً ثم صارت ولیداً ماشياً فوق السہال

۴۹۱..... وہ چند ماہ حاملہ رہی پھر وہ میدانوں پر چلنے والا بچہ بن گئی۔

وكانت هذه و حياً سجاح و نور الدین مقطار الحبال

۴۹۲..... یہی عورت اپنی وحی میں سجاح بن گئی اور نورالدین حمل کا قطرہ افگن بن گیا۔

وفی الہام ہذا قد رأینا نساء ات یقمن علی الرجال

۴۹۳..... ہم نے اس شخص کے الہام کے اندر عورتوں کو دیکھا جو مردوں پر کنٹرول رکھتی ہیں۔

نبی کان مرءً دواماً وھذا من نساء من رجال

۴۹۴..... نبی ہمیشہ ایک مرد ہوتا ہے اور یہ شخص عورتوں اور مردوں کا معجون مرکب ہے۔

لہ نصف من المرأة وحيًا ونصف امرأ فی کل حال

۴۹۵..... بطور وحی کے اس کا نصف حصہ عورت ہے اور ہر حالت میں اس کا نصف حصہ مرد

ہے۔

أتی خنثی بدین اللہ حقاً لہ عضو النساء والرجال

۴۹۶..... یہ شخص دین خدا کے اندر سچ مچ خنثی بن کر آیا۔ کیونکہ وہ عورت و مرد دونوں کے

عضو رکھتا تھا۔

لھذا ذا کمرأت لکفر وللإسلام مرء للجدال

۴۹۷..... اسی لئے یہ شخص کفر کے لئے ایک عورت ہے اور اسلام کے ساتھ لڑنے میں ایک مرد

ہے۔

کمرأت مشی ذا لتحت کفرٍ وللإسلام مرء للقتال

۲۵۴

۴۹۸..... یہ شخص کفر کے نیچے عورتوں کی

فذا حقاً کمرأت لکف

۴۹۹..... بنا برآں یہ شخص حقیقتاً کفر کرے

فی

وذا قد قال الفرنج دج

۵۰۰..... اس نے کہا کہ فرنگی لوگ دجا

علیہ قد مطی الفرنج م

۵۰۱..... اس پر ہندوستان کے فرنگی یو

والفرنج مطوا هذا مطی

۵۰۲..... اور فرنگی لوگ اسے سواری گھوڑے کی مانند ہے۔

وهذا تحتهم مثل المط

۵۰۳..... یہ شخص ان کے نیچے سوار یوں ک

والفرنج علیہ مثل رک

۵۰۴..... فرنگی لوگ اس کے اوپر سوار

مشى ذالتحتهم من غیر تع

۵۰۵..... وہ بغیر تھکان کے ان کے ز

مطایا الکفر طاوعة لک

۵۰۶..... کفر کی سواریاں کفر کی فرمانبر

لہم هذا مطی کالمط

۵۰۷..... یہ شخص ان کے لئے سواریوں ک

یوالی کافراً ینفی جھ

۵۰۸..... وہ کافروں کا دوست بن کر

غلاماً قد اُتی وبقی غلا

۵۰۹..... غلام بن کر آیا غلام بن کر ر

فوارثہ غلاماً دار ح

۴۹۸..... یہ شخص کفر کے نیچے عورتوں کی طرح چمٹا رہا اور اسلام کے ساتھ مرد بن کر جنگ کرتا رہا۔

فذا حقاً کمرأت لکفر وللاسلام مرأ ذوالبطال

۴۹۹..... بنا برآں یہ شخص حقیقتاً کفر کے لئے عورت ہے اور اسلام کے لئے بطل مرد ہے۔

في الغلام والافرنج

وذا قد قال افرنج دجال فذا حمال احمال الدجال

۵۰۰..... اس نے کہا کہ فرنگی لوگ دجال ہیں، پس یہ شخص دجالوں کی گٹھڑیاں اٹھانے والا قلی ہے۔

عليه قد مطى افرنج هند كجمال مطاعن الجمال

۵۰۱..... اس پر ہندوستان کے فرنگی یوں سوار ہوئے، جیسے ایک شتر بان اونٹوں کی پیٹھ پر سوار ہوا۔

والفرنج مطوا هذا مطيّا وذا فيهم كخيّل من محال

۵۰۲..... اور فرنگی لوگ اسے سوار بنا کر کے سوار ہوئے اور یہ شخص ان کے اندر استھان کی گھوڑے کی مانند ہے۔

وهذا تحتهم مثل المطايا بهم يمتو مطى بالرقال

۵۰۳..... یہ شخص ان کے نیچے سواریوں کی مانند رہا اور یہی ایک سواری ان کو لے کر تیزی سے چلتی ہے۔

والفرنج علیہ مثل ركب وذا مرکوب افرنج دجال

۵۰۴..... فرنگی لوگ اس کے اوپر سواریوں کی مانند تھے اور یہ شخص دجال فرنگیوں کی سواری تھا۔

مشى ذا تحتهم من غير تعب ولم يلحقه شئ من كلال

۵۰۵..... وہ بغیر تھکان کے ان کے نیچے چلتا رہا اور کچھ تھکان بھی اس سے نہ چمٹی۔

مطايا الكفر طاعة لكفر وهذا كالمطايا تحتهم سال

۵۰۶..... کفر کی سواریاں کفر کی فرمانبردار ہیں اور یہ شخص ان کے نیچے سواریوں کی مانند مطمئن رہا۔

لهم هذا مطي كالمطايا بهم يمتوا بترب اور مال

۵۰۷..... یہ شخص ان کے لئے سواریوں کی طرح ایک سواری ہے جو ان کو لے کر مٹی یا ریت میں چلتی ہے۔

يوالى كافراً ينفى جهاداً ويصلى من سيوفات سلال

۵۰۸..... وہ کافروں کا دوست بن کر جہاد کی نفی کرتا ہے اور بے نیام تلواروں سے جلتا ہے۔

غلاماً قد اتى وبقى غلاماً غلاماً قد مضى ذا بالدمال

۵۰۹..... غلام بن کر آیا غلام بن کر زندہ رہا اور غلام بن کر بیضہ کی وجہ سے چل بسا۔

صفحہ ۵۶۳ - جاری ہے

فواراہ غلاماً دار حرب بقبر بئس اقبار ضلال

۵۱۰..... اس پر دار الحرب نے اسے بصورت غلام، گمراہ قبروں کے درمیان ایک قبر میں چھپا دیا۔

مطیع الکفر کفار یقیناً وطوع الکفر دین للمغال

۵۱۱..... کفر کا فرمانبردار یقیناً ایک کافر ہے اور کفر کی اطاعت کرنا مغلوں کا دین و ایمان ہے۔

تولی اهل کفر من شقاء تولی الکفر کفر بالاصال

۵۱۲..... یہ شخص اپنی شقاوت سے کفار کا یار غار بن گیا۔ دراصل کفر کی دوستی بھی ایک کفر ہے۔

وقلنا هم تنحوا عن فرنج والا صرتم صید الدجال

۵۱۳..... ہم نے اس سے کہا کہ فرنگیوں سے دور ہو جاؤ، ورنہ تم دجالوں کا شکار بن گئے۔

وهذا ما نتهی عن فرنج وایضاً لم یفارقهم بیال

۵۱۴..... اور یہ شخص فرنگیوں سے باز نہ آیا اور نیز دل سے ان کو نہ چھوڑا۔

فصادوه بفضات وذهب وکالوه بها صیع الکمال

۵۱۵..... پس انہوں نے اس کو سیم و زر سے شکار کر لیا اور یہی دولت اسے بھرتی کرے پیمانوں سے بھر کر دے دی۔

علمنا انه صید لکفر وفی رجليه نقد کالعقال

۵۱۶..... ہمیں علم ہے کہ وہ کفر کا شکار بن گیا اور نقدی اس کے پاؤں کی رسی بن گئی۔

ولما صید من کفر حیالاً الی تخلیصه عقد الشکال

۵۱۷..... اور جب وہ کفر کے حیلوں سے شکار ہو گیا تو اس کی آزادی رسی کی گانٹھ بن گئی۔

بقی فی قفصہم ابدًا اسیراً وظن القفص قصراً من لآل

۵۱۸..... وہ ہمیشہ کے لئے ان کے پنجرے میں قید رہا اور پنجرے کو موتیوں کا محل سمجھ لیا۔

ولما جاءه ملک الموت تمنی موتہ فی ذا الظلال

۵۱۹..... اور جب موت کا فرشتہ اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسی سایہ کے اندر اپنے مرنے کی تمنا کی۔

فعزیریل لہ قد قال جہراً سریعاً مت ورح بین الصوال

۵۲۰..... اس پر عزرائیل نے زور سے اسے کہا کہ جلد تر مر جا اور جلنے والوں میں جلا جا۔

فی الغلام واتباعہ اللئام

غلام احمد اور اس کے بڑے مریدوں کے بارے میں

رضیتم بالغلام غلام کفر وخلصتم انہ مولی الموالی

۵۲۱..... تم لوگ کفر کے غلام پر راضی ہو گئے ہو اور اسے آقاؤں کا آقا خیال کر لیا ہے۔

۲۵ ہے۔

غلام الکفر میت تحت کفر ویلقی مثل هذا فی المبال

۵۲۲..... کفر کا غلام کفر کے نیچے ایک مردہ آدمی ہے اور اس جیسا آدمی پیشاب گاہ میں گرایا جاتا ہے۔

غلاماً قد اتی ومضی غلاماً وتحت الکفر عاش کالنبال

۵۲۳..... وہ غلام بن کر آیا اور غلام بن کر چلا گیا اور کفر کے نیچے جوتوں کی طرح جیتا رہا۔

الم تعلم بان غلام کفر کزوج تحت فخذات البغال

۵۲۴..... کیا تجھے علم ہے کہ کفر کا غلام اس کی بیوی کی مانند ہے جو اپنے شوہر کے رانوں کے نیچے ہو جاتی ہے۔

یکون النعل تحت الرجل نعللاً وقلتم انه تاج الجلال

۵۲۵..... ایک جوتا پاؤں کے نیچے جوتا رہتا ہے اور تم نے کہہ دیا کہ یہی جوتا تاج عظمت ہے۔

مشی کالنعل تحت الکفر نعللاً ولم یمسسہ شی من ذلال

۵۲۶..... وہ کفر کے نیچے جوتا بن کر جوتے کی طرح چلتا رہا اور اسے کچھ ذلت نہ پہنچی۔

تسوی ذوقکم مرّاً وحلوا فذقتم مرکم امثال حال

۵۲۷..... بطور کڑوا اور میٹھا ہونے تمہارا چسکا برابر ہو گیا ہے۔ اس پر تم نے کڑوے کو میٹھا کی طرح چکھا ہے۔

غلام عندکم حرّ اصیل وحرّ الاصل فیکم کالزبال

۵۲۸..... اصلی آزاد شخص تمہارے نزدیک ایک غلام ہے اور تمہارے اندر اصل کا آزاد آدمی گوہر کی مانند ہے۔

غلام ہندی فیکم مریض بمرضین المراق والبول

۵۲۹..... تمہارے اندر غلام احمد مراق و بول کی دو بیماریوں کا مریض ہے۔

علیکم ان تنتحوا عن مریض والا قد هویتم فی مبال

۵۳۰..... تم پر لازم ہے کہ اس مریض سے ہٹ جاؤ، ورنہ تم ایک پیشاب گاہ میں گر گئے ہو۔

مسیح المرض لایأتی مریضاً ولا مرض یداوی بالعلال

۵۳۱..... بیماری کا مسیح مریض بن کر نہیں آتا اور نہ بیماری کا بیماری سے علاج کیا جاتا ہے۔

رأینا فی کتاب ان هذا مراقی ومکثار البوال

۵۳۲..... ہم نے ایک کتاب کے اندر دیکھا ہے کہ یہ شخص مراقی اور کثرت بول کا بیمار ہے۔

مراق فیہ من کثرات بول وکثر البول من مرق العقال

۵۳۳..... اس کا مراق کثرت بول کی وجہ سے ہے اور کثرت بول کا بیمار ہے۔

وفی حالات نبا بالاعلا وعمل البوال من عل الخيال

۵۳۴..... اس نے نبوت کے حلوں میں بوجہ بیماری کے پیشاب کر دیا اور پیشاب کی بیماری خیال کی بیماری سے پیدا ہوئی ہے۔

جرى الله فى حالات نبا فعلا بال فى تلك الحلال

۵۳۵..... وہ نبوت کے حلوں میں ہگنے والا آدمی ہے۔ پس بیماری کی وجہ سے اس نے ان حلوں میں پیشاب کر دیا۔

ومن ابواله بلت حلال حسسنا فوقها اثر البلال

۵۳۶..... اس کے پیشاب سے یہ حلے تر ہیں۔ ہم نے ان کے اوپر تری کا اثر محسوس کر لیا ہے۔

جرى الله من جريان بول ولا من اثر شجيع والقتال

۵۳۷..... وہ اپنے بول کے بہاؤ سے جرى الله بن گیا، شجاعت اور بہادری کے اثر سے نہیں بنا۔

علمناه جرى الله بولاً لان البول منه فى السيل

۵۳۸..... ہم نے اسے جريان بول کی وجہ سے جرى الله سمجھا ہے، کیونکہ اس کا پیشاب بہاؤ میں رہتا ہے۔

كثير البول علال دواماً لذا هذا بدعواه كآل

۵۳۹..... كثير البول آدمی ہمیشہ کا بیمار ہے، اسی لئے یہی شخص اپنے دعویٰ میں ایک عاجز کی مانند ہے۔

مریض الجسم لا یأتی مسیحاً وما ہذا بمہدی معال

۵۴۰..... جسم کا مریض مسیح بن کر نہیں آتا ، اور یہ شخص بالآخر مہدی نہیں ہے۔

وہذا عندنا مفلوج دین وانتم خلف مفلوج الملأل

۵۴۱..... یہ شخص ہمارے نزدیک دین کا مفلوج آدمی ہے اور تم ایک مفلوج الدین آدمی کے

پیچھے ہو۔

ترکتہم دین اسلام صحیح وخرتم دین فاطر الخیال

۵۴۲..... تم نے صحت مند دین اسلام چھوڑ دیا ہے اور ایک فاطر الخیال آدمی کے دین کو اختیار کر

لیا ہے۔

دعوا مفلوج دین واحذروه وعودونا بوقت ذی عجال

۵۴۳..... تم مفلوج دین کو چھوڑ دو اور اس سے بچ کر رہو اور جلد تر آنے والے وقت میں ہمارے

پاس آجاؤ۔

وان انتم ابیتہم من دعائی فعندی انتم شر المعال

۵۴۴..... اور اگر تم نے میری دعوت سے انکار کر دیا ہے تو تم میرے نزدیک بد انجام ہو۔

۲۵۸

غلام الہند فی دیہ

۵۴۵..... بندی غلام دین کے

وہذا قادیان جع

۵۴۶..... یہ قادیان ایک گوٹھ

وانتم اہل مرزا خ

۵۴۷..... اے اہل مرزا! تم ایک

علمنا انہ م

۵۴۸..... ہمیں علم ہے کہ یہ والی عورت ہے -

وذا فی فنہ ح

۵۴۹..... یہ شخص اپنے فن میں

غلام الہند اخیل م

۵۵۰..... بندی غلام کی ہوس ب

فذا المرزا مقبل الط

۵۵۱..... بنا بر آں یہی مرزا م

لان مقبل ضب

۵۵۲..... کیونکہ یہی غلام مطیع

غلام دامثل الضد

۵۵۳..... یہی غلام بہرے زن

غلام احمد مرزا م

۵۵۴..... یقیناً مرزا غلام احمد

فی ال

دعاہ ضیغما مہ

۵۵۵..... ہمارے شجاع مہدی ن

بلاہور الی مہ

غلام الہند فی دین کضب و انتم خلف ضب کالحسال

۵۴۵ ہندی غلام دین کے اندر ایک گوہ کی مانند ہے اور تم گوہ کے پیچھے اس کے بچوں کی مانند ہو۔

وہذا قادیان جحر ضب و ضب فیہ مکثار الجوال

۵۴۶ یہ قادیان ایک گوہ کا بل ہے اور گوہ اس کے اندر کثرت سے دوڑتی بھاگتی ہے۔

وانتم اہل مرزا خلف ضب و ضب عندکم مرأ الکمال

۵۴۷ اے اہل مرزا! تم ایک گوہ کے پیچھے ریتے ہو اور ایک گوہ تمہارے نزدیک ایک کامل مرد ہے۔

علمنا انه مرأ بجسم وروحاً مرأۃ تحت الرجال

۵۴۸ ہمیں علم ہے کہ یہ شخص اپنے جسم میں مرد ہے اور روحانی طور پر مردوں کے نیچے چلنے والی عورت ہے۔

وذا فی فنہ خیال شخص فذا فی الدین ضب ذو حبال

۵۴۹ یہ شخص اپنے فن میں ایک حیلہ باز شخص ہے۔ پس یہ شخص دین کے اندر ایک حیلہ باز گوہ ہے۔

غلام الہند اخیل من ضباب واقوی من ضباب فی دجال

۵۵۰ ہندی غلام گوبوں سے زیادہ حیلہ باز ہے اور وہ مکر و فریب میں گوبوں سے زیادہ طاقتور ہے۔

فذا المرزا مثیل الضب حقاً وهذا القول حق للقبال

۵۵۱ بنا بر آں یہی مرزا حقیقتاً گوہ کا مثیل ہے اور یہی بات قبولیت کا حق رکھتی ہے۔

لان مثیل ضب ذا غلام کما قد قال عداد معال

۵۵۲ کیونکہ یہی غلام مثیل گوہ ہے۔ جیسا کہ ایک اونچے عداد نے کہا ہے۔

غلام ذا مثیل الضب عندی اذا اتلفت الفاً بالکمال

۵۵۳ یہی غلام میرے نزدیک مثیل گوہ ہے جب کہ میں اس کے الف کو مکمل طور پر مٹا دوں۔

غلام احمد مرزا یقیناً مثیل لضب بالسراع والعجال

۵۵۴ یقیناً مرزا غلام احمد جلد تر مثیل گوہ بن جاتا ہے۔

فی الغلام الہندی والشیخ الجولری

ہندی غلام اور شیخ گولڑوی کے بارے میں

دعاه شیخنا مہر لبحث علی محیا مسیح ذی معال

۵۵۵ ہمارے شیخ مہر علی شاہ نے اس کو اونچے مرتبے والے مسیح کی حیات پر بحث کرنے کے لئے بلایا۔

بلاہور اتی مہر علی ولکن فر عن شمس لیال

۵۵۶..... مہر علی شاہ لاہور کے اندر آگیا، لیکن سورج سے راتیں بھاگ گئیں۔

وہذا فر من مہر علی ولکن فر عن شمس لیال

۵۵۷..... یہ شخص مہر علی شاہ سے بھاگ گیا۔ جیسے سورج سے راتیں بھاگ گئیں۔

ازال الموت عن عیسیٰ علی بیرہان واجوبۃ سوال

۵۵۸..... مہر علی شاہ نے حضرت عیسیٰ سے موت کو تسلی بخش دلائل و جوابات سے ہٹا دیا۔

ومہر قام فی لاہور شہراً وہذا غاب منہ کالشغال

۵۵۹..... مہر علی شاہ لاہور کے اندر ایک ماہ رہا اور یہ شخص گیدڑ کی طرح اس سے غائب ہو گیا۔

علی قد علا دجال ہند کطیرات علت صحب الفیال

۵۶۰..... مہر علی شاہ بندی دجال پر اس طرح غالب رہا، جیسا کہ پرندے اصحاب فیل پر غالب

رہے۔

لہذا مات ہذا قبل مہر ومہر بعدہ حی وجال

۵۶۱..... اسی لئے یہ شخص مہر علی شاہ سے پہلے مر گیا اور سورج (مہر علی شاہ) اس کے بعد

زندہ اور روشن رہا۔

اھذا عندکم مہدی ربّ تواری من علی کالثعال

۵۶۲..... کیا تمہارے نزدیک یہی مہدی خدا ہے جو مہر علی شاہ سے لومڑی کی طرح چھپ گیا۔

لہ ضرط وریح من دبار ومن فیہ زفیرات عوال

۵۶۳..... اس کے پیچھے سے باد اور ریح نکل رہی تھی اور اس کے منہ سے اونچی دھاڑیں تھیں۔

بکی قدام افرنج ضریعاً کما ییکی ولید من سعال

۵۶۴..... وہ فرنگی کے آگے زار و زار رویا، جیسا کہ چھوٹا بچہ بھوتنیوں سے ڈر کر روتا ہے۔

فأووه بفور من علي ولید من علي ذي معال

۵۶۵..... اس پر انہوں نے اس کو فوراً مہر علی شاہ سے پناہ دی جو بالآخر علی مرتضیٰ کا بیٹا ہے۔

بقوا فی عونہ امثال حصن وهذا فیہ مامون بآل

۵۶۶..... وہ ایک قلعہ کی مانند اس کے مددگار رہے اور یہ شخص اپنی آل و اولاد کے ساتھ اس میں محفوظ رہا۔

غلام ماغزا کفار ہند وما غزواً نوی یوماً بیال

۵۶۷..... غلام احمد نے ہندی کافروں سے جہاد نہیں کیا اور نہ دل سے کسی دن جہاد کا ارادہ کیا۔

وقد افتی حدیث ان هذا لدیه ذو نفاق بالفعال

۵۶۸..... ایک حدیث نے فتویٰ دے دیا ہے کہ یہ شخص اس حدیث کے نزدیک اپنے کردار سے منافق ہے۔

ومہدی یغازی اہل کفر ومہدی لہم وال بیال

صفحہ ۵۶۸ - جاری ہے

فمہدی لکم عباد...

۵۷۰..... پس تمہارا مہدی کفر کا...

یعادی ابن مریم فی...

۵۷۱..... یہ شخص زندگی کے بارے... کشمیر میں دفن کر دیا۔

ومن واراہ فی الکشم...

۵۷۲..... اور جس شخص نے اسے...

وعندی بین مہدی...

۵۷۳..... اور میرے نزدیک دو...

فمہدی لدین زوج...

۵۷۴..... پس ایک مہدی دین کے...

غلام فی جہاد ذو ق...

۵۷۵..... غلام احمد جہاد کا قائل...

واہدہ علی سیف ج...

۵۷۶..... مہر علی شاہ نے اسے کتا... ناک کاٹنے والی ہے۔

وہذا من علی سیف ج...

۵۷۷..... مہر علی شاہ کی طرف سے...

صفحہ ۵۶۸ - جاری ہے

ولما کان هذا ذا دج...

۵۷۸..... اور جب یہ شخص دجال آ...

وعندی سیف چشت مثل...

۵۷۹..... میرے نزدیک سیف... کی طرح بہن گیا۔

علمنا ان نظمى لم ف...

۵۸۰..... ہمیں علم ہے کہ میری ش...

۵۶۹..... ایک مہدی اہل کفر سے جہاد کرے گا اور ایک مہدی اپنے آل کے ساتھ ان کا وفادار ہے۔

فمہدی لکم عباد کفر ومہدی لنا للکفر قال

۵۷۰..... پس تمہارا مہدی کفر کا پرستار ہے اور ہمارا مہدی کفر کا دشمن ہے۔

یعدی ابن مریم فی حیاة فواراہ بکشمیر الطلال

۵۷۱..... یہ شخص زندگی کے بارے میں ابن مریم کا دشمن ہے۔ پس اس نے اس کو بارشوں والے کشمیر میں دفن کر دیا۔

ومن واراہ فی الکشمیر موتاً حرامی الاواخر والاوائل

۵۷۲..... اور جس شخص نے اسے مار کر کشمیر میں دفن کیا ہے۔ وہ اوّل و آخر کا حرامی شخص ہے۔

وعندی بین مہدیین فرق باحوال واقوال جوال

۵۷۳..... اور میرے نزدیک روشن حالات واقوال سے دونوں مہدیوں کے درمیان فرق ہے۔

فمہدی لدین ذو جہاد ومہدی بدین ذو قتال

۵۷۴..... پس ایک مہدی دین کے لئے جہاد کرتا ہے اور ایک مہدی دین کے ساتھ قتال کرتا ہے۔

غلام فی جہاد ذو قتال وفی ختم النبأ ذو جدال

۵۷۵..... غلام احمد جہاد کا قاتل ہے اور ختم نبوت کے اندر جھگڑا کرتا ہے۔

وابداه علی سیف جشت جدوع انف اسفار المغال

۵۷۶..... مہر علی شاہ نے اسے کتاب سیف چشتیائی بطور ہدیہ کر دی، جو مغلوں کی کتابوں کی ناک کاٹنے والی ہے۔

وہذا من علی سیف جشت اتاہ جادعاً انف البطال

۵۷۷..... مہر علی شاہ کی طرف سے اس کے پاس سیف چشتیائی آگئی جو جھوٹ کی ناک کاٹنے والی ہے۔

ولما کان ہذا ذا دجال صلی من سیف جشت مثل صال

۵۷۸..... اور جب یہ شخص دجال آدمی تھا تو جلنے والے کی طرح سیف چشتیائی سے جل گیا۔

وعندی سیف جشت مثل مقلی قلی فیہ کلحم او بقال

۵۷۹..... میرے نزدیک سیف چشتیائی ایک کڑاہی کی مانند ہے جس میں یہ شخص گوشت یا سبزی کی طرح بھن گیا۔

علمنا ان نظمی ثم شعری کسيف الجشت ایاہ مقال

۵۸۰..... ہمیں علم ہے کہ میری نظم اور پھر میرا شعر، سیف چشتیائی کی طرح اس کو بھوننے والا ہے۔

وشعری مثل سیف الجشت حقاً کمقلاۃ وذا فیہا کقال

۵۸۱..... سچ مچ میرا شعر سیف چشتیائی کی طرح ایک کڑچھی کی مانند ہے اور اس میں یہ

شخص بھننے

والے کی طرح ہے۔

وان هذا قلی فی سیف جشتِ ولكن ان قلبی فیہ سال

۵۸۲..... اور اگرچہ یہ شخص سیف چشتیائی میں بھن چکا ہے لیکن میرا دل اس میں مطمئن ہے۔

وذا فی سیف جشت غیر سال بقلب بل بقلب فیہ صال

۵۸۳..... یہ شخص سیف چشتیائی میں دل سے مطمئن نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے دل کے ساتھ اس

میں جلنے والا ہے۔

وعندی جولر للشیخ وطن بقى من بعده فیہ بآل

۵۸۴..... میرے نزدیک گولڑہ شریف شیخ کا وطن ہے جس میں یہی شیخ اس مرزا کے بعد اپنی آل

واولاد کے ساتھ زندہ رہا۔

ولكن قبل مهر ممت مرزا بقيئاتٍ وسهلات طوال

۵۸۵..... لیکن مرزا مہر علی شاہ سے پہلے لمبی قے اور لمبے دستوں سے مر گیا۔

بقی من بعده شیخ علی باہلیہ وولدان عوال

۵۸۶..... اسی مرزا کے بعد شیخ علی اپنی بالاتر آل واولاد میں باقی رہا۔

وهذا الشيخ فينا شمس علم اضوت فينا بنهره الليال

۵۸۷..... ہمارے اندر یہ شیخ آفتاب علم ہے جو رات دن ہمارے اندر چمکتا رہا۔

غلام الہند وطواط لشمس عمی مثل عمیان البال

۵۸۸..... بندی غلام دل کے اندھوں کی طرح سورج کے آگے ایک اندھا خفاش ہے۔

کنخفاش سعی عن نور شمس الی اهل وآل فی مغال

۵۸۹..... وہ نور آفتاب کو چھوڑ کر خفاش کی طرح غول گاہ کے اندر اپنے اہل و عیال کے پاس بھاگ نکلا۔

سعی فی خلفه اصوات هزم ونعرات واصوات السعال

۵۹۰..... اس کے پیچھے شکست کی آوازیں اور نعرے اور کھنکھورے دوڑ پڑے۔

عدی من خوف مهر ذی علاء الی اہلیہ فی دار العیال

۵۹۱..... وہ مہر علی شاہ کے خوف سے اپنے غریب خانہ کے اندر اپنے اہل خانہ کے پاس بھاگ گیا۔

بکی فی اہلہ من نور مہر بدمعاتٍ وزفراۃِ عوال

۲۶۲

۵۹۲..... وہ اپنے گھر والوں میں آ...

علاہ نور مہر ذی ع...

۵۹۳..... بالاتر آفتاب کا نور اس پر...

کنکس او کز مع قذال...

۵۹۴..... یہ شخص رذیل عادات واخل...

وما نائب اللہ ال...

۵۹۵..... یہ شخص ہماری طرف نائب خ...

کما ناب لذئب وسط...

۵۹۶..... جیسا کہ بھیڑیے کے ل...

فکلم مثل ناب فی ی...

۵۹۷..... پس لڑائی کے اندر اس کے...

علی معز کذئب صال...

۵۹۸..... اسی شخص نے بھیڑیے کی ط...

تأسفنا علی معز وقل...

۵۹۹..... ہم نے بھیڑ پر افسوس کیا ا...

رأیناه کذئب الدین ل...

۶۰۰..... ہم نے اسے دین کے اندر ای...

اتی فی دیننا هذا کذ...

۶۰۱..... یہ شخص ہمارے دین کے ا...

جہاد اللہ من ذئب قت...

۶۰۲..... خدا تعالیٰ کا جہاد ایک بھی...

جہاد روشن اور چمکدار ہے۔

رأیناہ کذب فی دین الام...

۶۰۳..... ہم نے اسے دین اسلام م...

کے اندر آتا ہے۔

رأیناہ کذب او کک...

۵۹۲..... وہ اپنے گھر والوں میں آنسوؤں اور اونچی چیخوں کے ساتھ فوراً نقاب سے رو پڑا۔

علاہ نور مہر ذی علاء ودا من نورہ عام وال

۵۹۳..... بالا تر آفتاب کا نور اس پر غالب آگیا، اور یہ شخص اس کی روشنی سے نابینا اور عاجز رہا۔

کنکس او کز مع قد اتانا بعدادات و اخلاق رذال

۵۹۴..... یہ شخص رذیل عادات و اخلاق سے، ایک رذیل ودنی آدمی کی طرح ہم میں آگیا۔

وما ذانائب اللہ الینا بل الذئب بناب ذی قتال

۵۹۵..... یہ شخص ہماری طرف نائب خدا نہیں ہے۔ بلکہ قتل کرنے والی کچلی کے ساتھ ایک بھیڑیا ہے۔

کما ناب لذئب وسط فیہ کذا قلم بکفات المغال

۵۹۶..... جیسا کہ بھیڑیے کے منہ میں کچلی ہوتی ہے، اسی طرح پر مغلوں کی ہتھیلیوں میں قلم ہوتا ہے۔

فقلم مثل ناب فی یدیہ و ختم النبأ معز فی الجدال

۵۹۷..... پس لڑائی کے اندر اس کے دو ہاتھوں میں ایک قلم کچلی کی مانند اور ختم نبوت ایک بھیڑ ہے۔

علی معز کذب صال هذا فالقاء جریحاً فی مصال

۵۹۸..... اسی شخص نے بھیڑیے کی طرح بھیڑ پر حملہ کیا اور اسے زخمی کر کے حملہ گاہ کے اندر گرا دیا۔

تأسفنا علی معز وقلنا لذئب لعن رب ذی جلال

۵۹۹..... ہم نے بھیڑ پر افسوس کیا اور کہا کہ بھیڑیے کے لئے رب جلیل کی لعنت مقدر ہے۔

رأیناه کذئب الدین فینا وذئب الدین ملعون بآل

۶۰۰..... ہم نے اسے دین کے اندر ایک بھیڑیا دیکھا ہے اور دین کا بھیڑیا اپنی آل کے ساتھ ملعون

ہے۔

اتی فی دیننا هذا کذئب یعادى ختم نبأ ذی معال

۶۰۱..... یہ شخص ہمارے دین کے اندر ایسے بھیڑیا کی مانند آگیا جو بالا تر ختم نبوت کو بھونکتا

ہے۔

جہاد اللہ من ذئب قتیل وفی القران ذا ضاء وجمال

۶۰۲..... خدا تعالیٰ کا جہاد ایک بھیڑیے کی طرف سے مقتول ہو گیا۔ حالانکہ قرآن مجید میں یہی

جہاد روشن اور چمکدار ہے۔

رأیناه کذئب فی دین الاسلام کذئب فی معیز او غزال

۶۰۳..... ہم نے اسے دین اسلام کے اندر ایک ایسے بھیڑیے کی طرح دیکھا جو بھیڑوں یا ہرنوں کے

اندر آتا ہے۔

رأیناه کذئب او ککلب عوی عبثاً بأقمار الیال

۶۰۴ ہم نے اسے ایک بھیڑیے یا ایک کتے کی مانند دیکھا جو رات کے چاندوں پر بھونکنے لگا۔

عویٰ هذا علیٰ مہرِ علیّ کعوا فوق قمراتِ جوالِ

۶۰۵ یہ شخص مہر علی شاہ کو اس طرح پر بھونکا جیسے کہ روشن چاندوں پر کوئی کتا بھونکتا ہے۔

وذا شتام شیخ جولرّی علیّ ذی علاء ذی کمالِ

۶۰۶ اور یہ شخص شیخ گولڑوی کو گالیاں دیتا ہے جو بالا تر اور باکمال علی ہے۔

ایاشیخ الضلالة دع ضلالاً وکن من تابعی شیخ مُعالِ

۶۰۷ اے شیخ ضلالت! تو گمراہی کو چھوڑ دے اور بالا تر شیخ کے تابعداروں میں سے بن جا۔

وهذا شیخنا شیخ علیّ فکن فیہ کتالِ لا کوالِ

۶۰۸ ہمارا یہی شیخ شیخ علی ہے۔ پس تو اس کا تابعدار بن آقا و حاکم نہ بن۔

وانا کلنا خدام شیخ باقوالِ وتصدیق البالِ

۶۰۹ ہم سب لوگ اپنے قول و قلب کی تصدیق سے شیخ کے خادم ہیں۔

وهذا شیخنا فینا امام وانا خلف شیخ من توالِ

۶۱۰ ہمارے اندر ہمارا یہی شیخ ہمارا امام ہے اور ہم شیخ کے پیچھے چلنے والے ہیں۔

علیّ مثل قمرِ ذی معالِ و هذا دون قمرِ کاللیالِ

۶۱۱ مہر علی شاہ بالا تر چاند کی مانند ہے اور یہ شخص ہے چاند راتوں کی مانند ہے ۔

علیُّ سید اصلاً وفرعاً وذا مغل مغلیّ فی الاصلِ

۶۱۲ کیونکہ مہر علی شاہ اپنے اصل و فرع میں سید ہے اور یہ شخص اصلیت میں کھوٹا اور میلا مغل ہے ۔

غلام تحت افرنج مطی ومہر قد امتطاہم بالجلالِ

۶۱۳ غلام احمد فرنگیوں کے نیچے ایک سواری بنا رہا اور مہر علی شاہ عظمت کے ساتھ ان پر سوار ہو گیا ۔

وفی ہذین فی دینِ فراقِ کارضِ مع سمواتِ عوالِ

۶۱۴ دین کے اندر ان دونوں میں اس طرح کا فرق ہے جیسا کہ زمین کا بالا تر آسمانوں کے ساتھ فرق ہے ۔

علی فوقنا مہر منیر وھذا تحت کفرِ کالبغالِ

۶۱۵ مہر علی شاہ ہمارے اندر ایک روشن سورج ہے اور یہ شخص کفر کے نیچے خچروں کی مانند ہے ۔

علیُّ مثل جمالِ لکفرٍ وھذا تحت کفرِ کالجمالِ

۶۱۶ مہر علی شاہ کفر کے لئے شتر بان کی مانند ہے اور یہ شخص کفر کے نیچے اونٹوں کی مانند ہے ۔

وانتم اهل مرزا قد رضیتم

۶۱۷ اور اے اہل مرزا تم لوگ ایک ایسے ظا

دعوا عبداً واختاروا شیخ حق

۶۱۸ غلام کو چھوڑو اور شیخ حق کو اختیار کر

والا انتم متم بکفر

۶۱۹ ورنہ تم کفر کے ساتھ مر گئے اور کفر ت

فتمم کافرین بذا غلام

۶۲۰ پس تم اس غلام کی وجہ سے کافر ہو کر

فی الغلا

غلام احمد اور ک

حراہی الصحاری قد رأینا

۶۲۱ ہم نے ریتوں کے ٹیلے پر اور صحراء

رأینا ہا زحاف تحت شمس

۶۲۲ ہم نے ان کو ٹیلوں کے اوپر سورج

فمن احدی حراہی سألنا

۶۲۳ اس پر ہم نے ایک گرگٹ سے پوچ

فوقتاً انت في لون حمر

۶۲۴ پس تو ایک وقت سرخ رنگ میں ہو

ووقتاً في خضار او سوادِ

۶۲۵ اور ایک وقت تو سبزی میں یا سیاہی م

فهذا منك دجلٌ في صحارِ

۶۲۶ پس یہی بات اہل صحراء میں صحراؤ

على الرجلين قامت ثم قالت

۶۲۷ وہ اپنے دو پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور کہا ہا

بالوان فرينا اهل رملِ

۶۲۸ ہم نے اہل صحراء کو اپنے رنگوں سے اور

وانتم اہل مرزا قد رضیتہم بعید تحت احمال ثقال

۶۱۷..... اور اے اہل مرزا! تم لوگ ایک ایسے غلام پر رضامند ہو گئے ہو جو بھاری بوجھوں کے نیچے ہے۔

دعوا عبداً وخیروا شیخ حق ینجیکم من اخطار ہوال

۶۱۸..... غلام کو چھوڑو اور شیخ حق کو اختیار کرو۔ یہی شیخ تمہیں ہولناک خطرات سے بچا لے گا۔

والا انتم متم بکفر وکفر فیکم مرض معال

۶۱۹..... ورنہ تم کفر کے ساتھ مر گئے اور کفر تمہارے اندر ایک اونچی بیماری ہے۔

فتمم کافرین بذا غلام کماذا کافر واللہ عال

۶۲۰..... پس تم اسی غلام کی وجہ سے کافر ہو کر مرے، جیسا کہ وہ عند اللہ اونچا کافر ہے۔

فی الغلام والحرباء

غلام احمد اور گرگٹ کے بارے میں

حرباء الصحراری قد رایننا بصحراء علی تلّ الرمال

۶۲۱..... ہم نے ریتوں کے ٹیلے پر اور صحراء کے اندر، صحرائی گرگٹوں کو دیکھا۔

رأیناها زحائف تحت شمس علی ابطانها فوق التلال

۶۲۲..... ہم نے ان کو ٹیلوں کے اوپر سورج کے نیچے پیٹ کے سہارے چلتے دیکھا۔

فمن احدى حراي سألنا لماذا فيك الوان الدجال

۶۲۳..... اس پر ہم نے ایک گرگٹ سے پوچھا، کہ تمہارے اندر فریب کے کئی رنگ کیوں ہیں۔

فوقتاً انت في لون حمير ووقتاً في صفار بالكمال

۶۲۴..... پس تو ایک وقت سرخ رنگ میں ہوتی ہے اور تو ایک وقت مکمل زردی میں ہوتی ہے۔

ووقتاً في خضار او سواد ووقتاً انت بيضاء بآل

۶۲۵..... اور ایک وقت تو سبزی میں یا سیاہی میں اور ایک وقت تو اپنے بچوں سمیت سفید ہوتی

ہے۔

فهذا منك دجل في صحار وخذع منك في اهل الرمال

۶۲۶..... پس یہی بات اہل صحراء میں صحراؤں کے اندر تیرا ایک مکر و فریب ہے۔

على الرجلين قامت ثم قالت نعم اني دجيل من دجال

۶۲۷..... وہ اپنے دو پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور کہا ہاں! میں یقیناً فریب کاروں میں سے ایک فریبی

ہوں۔

بالوان فرينا اهل رمل ومرزا كم بالقاب جعال

۶۲۸..... ہم نے اہل صحراء کو اپنے رنگوں سے اور تمہارے مرزا نے اپنے جعلی القاب سے فریب دیا

ہے۔

اتنی فیکم کمہدی بوقت ووقتاً مثل عیسیٰ ذی معال

۶۲۹..... وہ تمہارے اندر ایک وقت مہدی کی طرح اور ایک وقت بالا تر عیسیٰ کا مثیل بن کر آیا۔

ووقتاً امتی مع نبی ووقتاً مرسل اللہ عال

۶۳۰..... وہ ایک وقت میں امتی نبی ہے، اور ایک وقت میں خدا تعالیٰ کا بالا تر رسول ہے۔

ووقتاً مع سرائل ووقتاً علیٰ ذو معال ذو جمال

۶۳۱..... اور وہ ایک وقت میں اسرائیل ہے اور ایک وقت میں بالا تر و با جمال علیٰ ہے۔

ووقتاً ذا حسین ثم حسن ووقتاً احمد المختار عال

۶۳۲..... اور وہ شخص ایک وقت میں حضرت حسین و حسن ہے اور ایک وقت میں وہ بالا تر احمد مختار ہے۔

ووقتاً کرشن من قوم ہند ووقتاً ابن مریم بالمثال

۶۳۳..... اور وہ ایک وقت میں ہندی قوم میں سے کرشن ہے اور وہ ایک وقت میں مثال کے طور پر ابن مریم ہے۔

ووقتاً بعلہ حسناء وقتاً کبعل فوقہا مثل البعال

۶۳۴..... اور وہ ایک وقت میں خوبصورت عورت ہے اور ایک وقت میں اس پر شوہروں کی طرح شوہر سوار ہے۔

ووقتاً مریم بہواء وقتاً لہا ابن حسین فی الشکال

۶۳۵..... اور وہ ایک وقت میں خوبصورت مریم ہے اور ایک وقت میں اس کا حسین الشکل بیٹا ہے۔

ووقتاً مثل موسیٰ ذی جلال ووقتاً ذابراہیم معال

۶۳۶..... اور ایک وقت میں وہ با جلال موسیٰ کی مانند ہے اور ایک وقت میں یہ شخص بالا تر ابراہیم

ہے۔

علمتم ان مرزا کم وانا سویان بدجل والدغال

۶۳۷..... تم نے جان لیا کہ تمہارا مرزا اور ہم فریب ودغا کے اندر دونوں برابر ہیں۔

لانا من دجاجیل الصحاری وھذا من دجاجیل السھال

۶۳۸..... کیونکہ ہم صحراؤں کے دجال ہیں اور یہ شخص میدانوں کا دجال ہے۔

فقولوه وقولونا جمعاً کدجالین فی سھل وآل

۶۳۹..... اس پر تم ہمیں اور اسے ملا کر میدان اور سراب کے اندر دو دجالوں کی مانند کہو۔

فی تلخیص الکلام وموت الغلام

غلام الھند عباد لکفر وکفار الھ للمغال

۶۴۰..... ہندی غلام کفر پرست ہے اور کافر لوگ مغلوں کے معبود بنے ہوئے ہیں۔

اتی فینا مطیاً تحت کفرٍ وکفر قد مطاہ کالجلال

۶۴۱..... وہ کفر کے نیچے سواری بن کر ہمارے اندر آ گیا اور کفر جلوں کی مانند اس پر سوار ہو گیا۔

مطی الکفر لا یأتی مسیحاً ولا مہدی قوم ذی جلال

۶۴۲..... کفر کی سواری بننے والا شخص باعزت قوم کا نہ مسیح بن سکتا ہے اور نہ مہدی۔

ومن یش مطیاً تحت کفرٍ یکن عندی کعبد ذی ذلال

۶۴۳..... اور جو شخص کفر کے نیچے سواری بن کر چلتا ہے وہ میرے نزدیک ذلیل نوکر کی مانند ہے۔

أتانا طائعاً افرنج ہند فہم آباءہ ہذا عیال

۶۴۴..... وہ ہندوستان کے فرنگی کا اطاعت گزار بن کر ہمارے پاس آیا۔ پس وہ لوگ اس کے آباؤ اجداد ہیں اور یہ شخص ان کی اولاد ہے۔

وہم فیہ اولو امرٍ یقیناً وذا مأمور افرنج دغال

۶۴۵..... وہ لوگ اس کے بارے میں یقیناً صاحب الامر حاکم ہیں اور یہ شخص دغا باز فرنگیوں کا محکوم ہے۔

وعند المغل طوع الکفر دینٌ ودين المغل مشروب الضلال

۶۴۶..... کفر کی اطاعت میں رہنا ایک مغل کا دین ہے اور مغل کا دین گمراہی کا ایک شربت ہے۔

اتی فی دینہ مطواع کفرٍ وکفر فوقہ تاج الحلال

۶۴۷..... وہ اپنے دین کے اندر کفر کا مطیع بن کر آیا اور کفر اس کے اوپر بزرگی کا تاج ہے۔

مضی کفرٌ اتی کفرٌ علیہ فذا فی قبرہ مال بمال

۶۴۸..... ایک کفر گیا اور اس پر دوسرا کفر آ گیا۔ پس یہ شخص بجان و دل اپنی قبر کے اندر مطمئن

ہے۔

اتی غدار قوم ثم دینٍ وولاء الافرنج بطلال

۶۴۹..... وہ قوم و دین کا غدار اور جھوٹے فرنگی کا وفادار بن کر آ گیا۔

اتی مغروس افرنجٍ بحقٍ فمووہ بنقداۃٍ و مال

۶۵۰..... وہ حقیقت میں فرنگی کا کاشتہ پودا بن کر آیا۔ پس انہوں نے اس کو نقدی اور مال کا پانی

دے دیا۔

علیہ امطروا امطار نقدٍ فہم فیہ کاسحابٍ ہطلال

۶۵۱..... انہوں نے اس پر نقدی کی بارشیں برسا دیں اور وہ لوگ اس کے حق میں برسنے والے بادل

بن گئے۔

دعا هذا النداء اللہ یوماً لفصل الخزی لا البہال

۶۵۲..... اس شخص نے مباہلہ کو چھوڑ کر ثناء اللہ کو ایک دن آخری فیصلہ کرنے کے لئے بلا لیا۔

فلم یقبل ثناء اللہ هذا ولم یحضرہ يوماً للفصال

۶۵۳..... اس پر ثناء اللہ نے اس تجویز کو قبول نہ کیا اور کسی دن اس کھلے میدان فیصلہ کے لئے حاضر نہ ہوا۔

ولما صار مایوساً ثناء اتی فی باب رب ذي جلال

۶۵۴..... اور جب وہ ثناء اللہ سے مایوس ہو گیا تو رب جلال کے دروازہ پر آگیا۔

دعا من ربه یا رب انی فقیر عاجز من قوة خال

۶۵۵..... اپنے رب سے دعا مانگتے ہوئے کہا اے میرے رب میں ایک فقیر و عاجز اور طاقت سے خالی انسان ہوں۔

ثناء اللہ ظلام علینا وانی منه قصار وآل

۶۵۶..... ثناء اللہ ہم پر بے حد ظلم کرنے والا ہے اور میں اس سے قاصر و عاجز ہوں۔

امت یاربنا من کان منا کذوباً ذا فساد ذا دجال

۶۵۷..... اے خدا ہم میں سے جو شخص کذاب، فسادی اور فریب کار ہے اس کو موت دے دے۔

امته قبل صدیق بفور ولا تمهله امداً ذا طوال

۶۵۸..... اس کو فوراً راست باز سے پہلے موت دے دے اور اس کو لمبی مدت تک مہلت نہ دے۔

یحیی بوفاء مات هذا وهذا فصل رب بالعدل

۶۵۹..... ابو الوفاء زندہ رہا اور یہ شخص مر گیا اور یہ خدا تعالیٰ کا بانصاف فیصلہ ہے۔

وفي روح خبيث ستر موت وهذا الموت من سوء المآل

۶۶۰..... روح خبیث کے اندر اس کی موت مستور ہے اور یہی موت برے انجام سے ہوئی ہے۔

ردی هذا بلاهور فجاءة بقيئات واسهال الدمال

۶۶۱..... اور یہ شخص اچانک لاہور کے اندر بیضہ کی قے اور دستوں سے ہلاک ہوا۔

دس ہزاری اشتہار اور جواب اشعار با اشعار

خدا کا کام ہی ہرجا عیاں ہے مگر کافر کی آنکھوں سے نہاں ہے

ہوا کافر کا بیڑا غرق اپنا مگر سمجھا کہ یہ اس کا نشان ہے

رہا زندہ ثناء اللہ یہاں پر گئی کھا اس کو خاک قادیاں ہے

پڑی اس پر خدا کی مار ایسی کہ اب ہندو ہی اس پر حکمراں ہے

رہا کافر کے بیچے زندگی میں مرا تو کفر اس پہ سائباں ہے

ثناء اللہ مسلمان تھا خدا کا ملا ملک مسلمان اس کو یاں ہے

ملی کافر کو کافر کی زمیں ہے یہی خود فیصلہ از آسمان ہے

رہا صادق مرا کاذب یہاں پر یہی اس کی زباں کا ہی بیان ہے

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس نے اپنی کتاب ”اعجاز احمدی“ پانچ ایام میں لکھی ہے اور تین دنوں کے اندر مطبع ضیاء الاسلام سے چھپوا کر شائع کر دی ہے۔ حالانکہ اس شخص کا یہی دعویٰ سراسر باطل اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ کتاب ہذا کے اندر مباحثہ مڈ کے متعلق صرف گنتی کے چند اشعار ہیں اور کچھ قدر اردو عبارت ہے اور باقی اشعار و عبارت میں یا تو اس نے میان منظور کی سچی مدح و ثناء کی ہے یا غیر متعلق وغیرہ موجود علماء و فضلاء کو اپنی سب و شتم کا نشانہ بنایا ہے یا مسیح علیہ السلام کے بارے میں ناشائستہ اور غیر موزوں باتیں درج کی ہیں اور ضروری باتوں سے صرف نظر کر کے غیر ضروری امور پر اپنا بیشتر وقت ضائع کیا ہے۔ ان حالات میں اس پر لازم یہ تھا کہ وہ صرف دو دن کے مباحثہ میں زیر بحث آنے والے دلائل و براہین کا ذکر کرتا تاکہ پتہ چل جاتا کہ بروئے دلائل میدان مناظرہ کس فریق کے ہاتھ رہا اور کون سا فریق اس میدان میں ہزیمت کا شکار ہوا۔ ایسا نہ کرنے سے دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔

میں نے ہمت کر کے بحمدہ تعالیٰ مرزائی کتاب کا جواب بنام ”شہباز محمدی“ ترتیب دیا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ قابل قدر و قابل اعتماد تحریر ثابت ہوگا۔ میں نے مرزا قادیانی کے قصیدہ اعجازیہ کے بالمقابل بطور جواب کے ایک عربی قصیدہ لکھا ہے جو تقریباً (۶۰۰) چھ سو اشعار پر مشتمل ہے اور اس کی لغویات کا دندان شکن اور مسکت جواب ہے۔ میرے عربی قصیدہ کے اندر چند اہم مضامین پر بحث کی گئی ہے اور ہر مضمون کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا عربی قصیدہ اس

کے پراگندہ خیالات کا مجموعہ ہے۔ کسی خاص مضمون پر مستقل تنقید و تبصرہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ قصیدہ کے اکثر اشعار یا خود ثنائی کا شکار ہیں یا سب و شتم اور گالی گلوچ سے ملوث ہیں۔

اب میں بحالات بالا اپنی کتاب کو خلیفہ آف ربوہ کے سامنے پیش کر کے خواہش رکھتا ہوں کہ اگر ان کا کوئی فاضل عربی ایک ماہ کے اندر میری کتاب کا جواب اردو عبارت کا اردو عبارت میں، اردو نظم کا اردو نظم میں اور عربی قصیدہ کا عربی قصیدہ میں پیش کر دے اور ایک ثالث کمیٹی اس جوابی کتاب کو صحیح قرار دے دے تو میں اس مصنف کو دس ہزار روپیہ نقد بطور انعام پیش کر دوں گا اور اس کی علمی قابلیت کا اقرار کر لوں گا اور اگر اس نے میرے اس علمی مطالبہ کو پورا نہ کیا اور بفضلہ

تعالیٰ پورا نہیں کرے گا تو مرزا قادیانی کی دس لعنتیں جو اس نے مولوی ثناء اللہ صاحب پر ڈالی ہیں واپس مرزا واہل مرزا پر ڈالی جائیں گی جو انہیں بالطیب خاطر گوارا ہوں گی اور اپنے منحوس سرمایہ کو واپس لینے پر بخوشی رضامند ہوں گے اور کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

میرزاغ

مرزا قادیانی نے اپنے دس ہزاری اشتہار کے آخر میں اپنا نام ”میرزا غلام احمد“ بھی لکھا ہے۔ اگر اس نام کو بطور ترخیم کے جو علم النحو کا ایک مشہور طریق اختصار ہے مختصر کیا جاوے تو یہ نام ”میرزاغ“ بن جاتا ہے اور میرزاغ کا معنی بڑا کوا ہے۔ جیسا کہ بڑے منشی کو میر منشی بمعنی ہیڈ کلرک کہا جاتا ہے جو اپنے دفتر کے تمام منشیوں اور کلرکوں کا افسر ہوتا ہے۔ بنا برآں ”میرزاغ“ کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ بہت سے کوؤں اور زاغوں کا امیر و قائد ہے اور اس کے ماتحت زاغوں کی ایک بڑی جماعت کام کرتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے مخالف علماء و فضلاء اس کو کہا کرتے تھے کہ یہ شخص بڑا کائیاں آدمی ہے اور یہی مفہوم لفظ ”میرزاغ“ کا ہے جو اسے بڑا کائیاں ثابت کر رہا ہے اور اس کا نام اس کے کائیاں ہونے پر دلیل بن رہا ہے۔ سچ ہے۔

زاغ دیں آمد دلیل زاغ دیں

گر ندانی نام مرزا را ببین

دین کا کوا دین کے کوئے کی دلیل ہے۔ اگر تو نہیں جانتا تو مرزا قادیانی کے نام کو دیکھ لے۔

نام او آمد دلیل میرزاغ

مے کند در نام خود او کاغ کاغ

اس کا نام اس کے زاغ اکبر ہونے کی دلیل ہے اور وہ اپنے نام کے اندر کائیں کائیں کرتا ہے۔

زاغ دین را در دیار زاغ کن

ورنہ دینت او فتاد از بیخ و بن

دین کے زاغ کو ملک زاغ کے اندر بھیج دے، ورنہ تیرا دین جڑ اور تنے سے اکھڑ کر گر گیا۔

می کند این زاغ کار زاغہا

مے دہد این زاغ دین را داغہا

یہ کوا کووں کا کام کرتا ہے اور یہ کوا دین کو بہت سے داغ دیتا ہے۔

عرصہ کی بات ہے کہ مجھے ایک عالم دین سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اس نے دوران گفتگو مجھے درج ذیل عربی شعر سنایا:

اذا کان الغراب دلیل قوم

سیہدیہم طریق الہالکینا

جب کوا کسی قوم کا رہبر بن جاتا ہے تو وہ قوم کو مرنے والوں کی راہ دکھاتا ہے۔

اور ملاقات ختم ہونے کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا اور سوچتا رہا کہ کیا ایک کوا کسی قوم کا

قائد و بادی بن سکتا ہے برگز نہیں، لیکن جب میں نے کسی وجہ سے مرزا قادیانی کے نام ”میرزا غلام احمد“ کا تجزیہ کیا اور اس پر بطور مذکورہ بالا عمل ترخیم جاری کیا تو میرا لاینحل عقدہ فوراً حل ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ مرزائی جماعت زاغوں کا ایک ٹولہ ہے جس کی قیادت ”میرزاغ“ صاحب انجام دے رہے ہیں اور اپنی جماعت کو ہلاکت کی راہ پر لے جا رہے ہیں۔ گویا کہ یہی شعر کہنے والے شاعر کی طرف سے ایک قسم کی قبل از وقت پیش گوئی ہے جو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت پر حرف بحرف منطبق ہو جاتی ہے اور پھر یہی وجہ ہے کہ ”غلام احمد قادیانی“ اور ”غراب زمن“ اور ”مرغ دون“ کے اعداد حروف برابر ہو جاتے ہیں جو پورے ۱۳۰۰ ہیں اور اسے زاغ دین ثابت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے نام ”غلام احمد“ اور ”زاغ قومی“ کے اعداد بھی برابر ہیں جو ۱۱۲۳ بنتے ہیں اور اسے زاغ قومی بنا دیتے ہیں۔

(ہومیو ڈاکٹر محمد ربانی)

حامداً و مصلیاً

مرزائی محاکمہ پر محمدی محاکمہ

مرزا قادیانی نے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مذہبی خیالات اور دینی رجحانات پر اظہار الرائے کرتے ہوئے اول الذکر کو مریض افراط اور ثانی الذکر کو مبتلائے تفریط بتایا۔ یعنی پہلا آدمی احادیث نبویہ کو قرآن عزیز پر حاکم و قاضی سمجھتا ہے اور دوسرا آدمی احادیث کا منکر ہو کر گستاخ ہے۔ گویا کہ ایک غالی ہے جو حد اعتدال کو گرا کر آگے نکل گیا ہے اور دوسرا گستاخ و بے ادب ہے جو اپنے رسول کے فرامین کو قابل عمل نہیں سمجھتا۔

اب ہم نے یہاں پر یہ فیصلہ دینا ہے کہ مرزا قادیانی بذات خود اور بنخیال خود کس فریق کی حمایت کا دم بھرتا ہے اور کس فریق سے پہلو تہی کرتا ہے یا ان دونوں نظریات کے علاوہ کسی تیسری راہ پر قدم

مارتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ میں نے اس کی زیر نظر کتاب کو پڑھ کر جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ شخص اندرونی طور پر مولوی عبداللہ چکڑالوی کا ہم خیال ہے اور منکر احادیث ہے۔ جیسا کہ وہ صریحاً رقم طراز ہے:

وقد مزق الاخبار كل ممزق فكل بما هو عنده يستبشر

اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور ہر گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۸)

ولا تذکروا الاخبار عندی فانها کجذذۃ بیت العنکبوت تکسر

میرے پاس حدیثوں کا ذکر مت کرو، کیونکہ وہ عنکیوت کے گھر کی طرح توڑی جاسکتی ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۷۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۷)

یہی دونوں اشعار اس کے منکر الاحادیث ہونے کو بصراحت بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کے نزدیک احادیث نبویہ کی قدر و قیمت مکڑی کے جالا سے بیشتر اور بالاتر نہیں ہے اور پھر وہ احادیث سننے پر بھی آمادہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ احادیث الرسول اس کے نزدیک ردی کاغذ کی مانند چاک کر کے پھینک دی گئیں اور اب ان سے کسی قسم کا استدلال نہیں ہوسکتا۔ اس شخص نے اس پر بس نہیں کی بلکہ مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ دیا کہ:

ذکرت بفه عند بحثك بالهوی احادیث والقرآن تلغی وتہجر

تو نے مقام مد میں بوقت بحث کہا تھا کہ ہمارے پاس احادیث ہیں اور تو قرآن کو لغو و باطل ٹھہراتا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۵۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۶)

اس شخص نے اس شعر میں بھی احادیث نبویہ سے اپنی حقارت و نفرت کا اظہار کیا ہے اور مولوی صاحب پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ وہ احادیث کو پیش کر کے قرآن مجید کا منکر بنتا ہے۔ ان حالات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی احادیث سے منحرف ہے یا کم از کم احادیث نبویہ کو قابل اعتماد و قابل استدلال نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کا نظریہ ہے۔ بناء برآں مولوی عبداللہ چکڑالوی اور مرزا قادیانی دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور انکار احادیث کے معاملہ میں ایک ہی ماں کے دو جڑواں بچے ہیں۔ یا مرزا قادیانی عبداللہ چکڑالوی کا ظل و بروز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعدادی طور پر ”مرزا قادیانی / ۴۱۶“ اور عبداللہ چکڑالوی / ۴۱۲ دو جڑواں عدد بن جاتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی / ۱۵۴۸) = ”خوان باحادیث الرسول دجلاً / ۱۵۴۸“

وہ اپنی دجالیت سے احادیث رسول کا خائن ہے۔

(مرزا غلام احمد / ۱۳۷۲) = ”مخالف بالاحادیث النبویة / ۱۳۷۲“ اس نے احادیث نبی کی مخالفت کی ہے۔

میں نے مذکورہ بالا تینوں اشعار کو بطور ذیل ترمیم کر دیا ہے:

وقد عظم الاخبار کل عظامہ فانا بها فی کل بحث نذاکر

احادیث کو کامل عظمت دی گئی ہے۔ اسی بناء پر ہم ہر بحث کے اندر ان سے مذاکرہ کرتے ہیں۔

علمنا احادیث الرسول کعصمة و دینی بها حقاً بحصن مظفر

ہم نے احادیث رسول کو ایک قلعہ کی مانند جان لیا ہے اور میرا دین ان کی وجہ سے قلعہ بند بن گیا ہے۔

ومن قالها بيت العناكب انه جهول ودجال كذوب وكافر
جس شخص نے ان کو مکڑی کا گھر کہا، وہ یقیناً جاہل، دجال، کاذب اور کافر ہے۔

قلت جواباً لاشعاره

احادیث وایات لدینا کابوین لدین ذی کمال

ہمارے نزدیک احادیث و آیات کامل دین کے ماں باپ کی مانند ہیں۔

فإسلام لدین مثل ابن حسین بالشمائل والشکال

پس اسلام ان دونوں کے لئے شکل و سیرت کے خوبصورت بیٹے کی مانند ہے۔

فمن منکم تلہی عن حدیث حرامی وشیطان الظلال

پس تم میں سے جو شخص حدیث سے ہٹ گیا وہ حرامی اور ظلی شیطان ہے۔

ودینی دونها من غیر شک یتیم الام دیناً فی الاصل

بلاشبہ اور دراصل میرا دین حدیث کے بغیر دینی طور پر ماں کا یتیم ہے۔

علیکم ان تعودوا فی حدیث وقولہ بمقال ثم حال

تم پر لازم ہے کہ حدیث کی طرف لوٹ آؤ اور حال وقال سے اس کے قائل بن جاؤ۔

والا انتم اشرار قوم هویتہ من سلام فی وبال

ورنہ تم ایک شریر قوم ہو اور سلامتی کو چھوڑ کر ہلاکت میں گر چکے ہو۔

احادیث و آیات لدین کعینہ بلا قیل وقال

بلا قیل وقال احادیث و آیات دین کے لئے اس کی دو آنکھوں کی مانند ہیں۔

فیسری عینہ فیہ حدیث ویمنی عینہ آی عوال

حدیث شریف دین اسلام کی بایاں آنکھ ہے اور بالآخر آیات اس کی دایاں آنکھ ہیں۔

فإسلام بلا عین حدیث کعوران النساء والرجال

اسی بناء پر دین اسلام احادیث کے بغیر کانی عورتوں اور کانے مردوں کی مانند ہے۔

وان اتم مضیتم عن حدیث جعلتم دینکم عور المقال

اور اگر تم لوگ حدیث کو چھوڑ کر چل دیئے ہو تو تم نے اپنے دین کو کانا بنالیا ہے۔

بآیات احادیث رضینا الی یوم القيامة بالموال

ہم قیامت تک تہہ دل سے آیات و احادیث پر راضی ہو چکے ہیں۔

مرزا قادیانی کی دورنگی دیکھئے کہ اس نے اپنے قصیدہ کے اندر احادیث نبویہ پر اپنی نفرت و حقارت کا اظہار کیا ہے اور ان کو مکڑی کا جالا قرار دیا ہے اور پھر ان کو ظنیات کا انبار سمجھا ہے۔ لیکن اس نے اپنے اسی محاکمہ کے اندر قدرے نرم رویہ اختیار کیا ہے اور اپنی جماعت کو تلقین و نصیحت کی ہے کہ وہ اہل حدیث فرقہ کے قریب رہ کر مولوی عبداللہ چکڑالوی سے اجتناب کریں اور ان کے عقائد و اعمال سے محترز رہیں۔ ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی احادیث نبویہ کی اکثریت کا منکر ہے اور انکار حدیث کے بارے میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کے بعد دوسرے نمبر پر آتا ہے اور اس کا ظل و بروز قرار پاتا ہے۔

حدیث و سنت کا مفہوم

اب باقی تصفیہ طلب بات صرف یہ رہ جاتی ہے کہ کیا حدیث و سنت دونوں کا مفہوم ایک ہے یا ان میں وہ فرق صحیح ہے جو مرزا قادیانی نے اختیار کر کے بیان کیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ فقہائے اسلام کی ایک اصطلاح میں لفظ سنت آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال اور سکوت پر اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ نور الانوار کے اندر اقسام سنت کے تحت میں مذکور ہے اور محدثین کے نزدیک لفظ حدیث مذکورہ تین امور پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمۃ المشکوٰۃ کے شروع میں تحریر کیا ہے۔ اس طرح واضح ہو گیا کہ لفظ حدیث و سنت تقریباً مترادف المفہوم ہیں، یا کم از کم لازم و ملزوم یا ملزوم و لازم ہیں۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے مترشح ہوتا ہے۔

"ترکت فیکم امرین کتاب اللہ و سنتی ما ان تمسکتہم بہما لن تضلوا بعدی" ﴿میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک کتاب اللہ اور دوسرے اپنی سنت، تم جب تک ان سے چمٹے رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔﴾

آپ ﷺ کی یہی نصیحت دوران مرض الموت میں فرمائی گئی ہے۔ یہاں پر لفظ سنت سے آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور سکوت تینوں امور مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ تم کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ میرے افعال و اقوال اور میرے ما علیہ السکوت کے بھی پابند رہو اور یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ تم صرف میرے کئے ہوئے کاموں پر عمل کرو اور میرے اقوال و فرامین پر عمل کرنا تمہارے لئے ضروری نہیں ہے۔ بنا برآں واضح ہو گیا کہ لفظ حدیث و سنت باہم مترادف المفہوم اور ہم معنی ہیں اور مرزا کی تفریق سراسر باطل ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے زیر بحث محاکمہ کے اندر

مسئلہ ختم نبوت اور مسئلہ احادیث کو ملتا جلتا اور باہم متشابہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح بعض احادیث قابل قبول اور قابل عمل ہیں اور بعض دیگر احادیث قابل رد اور قابل انکار ہیں۔ اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کے پیش نظر بعض نبوتیں قابل قبول اور قابل اتباع ہیں اور بعض دیگر نبوتیں قابل انکار اور قابل رد ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہوئے آپ کے بعد نبوت ظلیہ و نبوت بروزیہ و نبوت غیر شرعیہ کا دعویٰ کرنا درست اور صحیح ہے اور صرف نبوت شرعیہ اور نبوت غیر امتیہ کا دعویٰ کرنا باطل و غلط ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی امتی نبوت اور غیر شرعی نبوت کا مدعی ہے۔ اس لئے وہ ایسی نبوتوں کے ادعاء کو قابل قبول گردانتا ہے۔ لیکن اس شخص کا یہی خیال ایک قسم کی گمراہی و بطالت ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے خیال بالا کی تائید میں آیت خاتم النبیین کو پیش کر کے اس کا غلط مفہوم لیا ہے اور اہل اسلام کو غلط اور غیر صحیح راہ پر لے جانے کی کوشش کی ہے۔ آیت ہذا کا صحیح اور اسلامی مفہوم مجھ سے سنئے اور اپنائیے۔

قال تعالى: ”ما كان محمد اباً احداً من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبیین و كان الله بكل شئ علیماً (احزاب: ۴۰)“ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا عالم ہے۔﴾

آیت ہذا سے مندرجہ ذیل باتیں بالصراحت مترشح ہوتی ہیں اور ہر قسم کی نبوت کو کلی طور پر منقطع ظاہر کرتی ہیں:

۱..... یہاں پر لفظ ”خاتم“ بفتح التاء مذکور ہے اور دیگر قرأت میں بكسرة التاء بھی آیا ہے۔

اول الذکر کا معنی انگوٹھی یا مہر ہے اور ثانی الذکر کا معنی ختم کرنے والا ہے یا سب کے آخر میں آنے والا ہے۔ جیسے: ”زید خاتم الاولاد او خاتمهم لابویہ“ ﴿زید اپنے ماں باپ کی اولاد کی مہر ہے یا اولاد کا خاتم ہے۔﴾

اور مطلب یہ ہے کہ زید اپنے ماں باپ کی اولاد کا آخری بیٹا ہے۔ زید کے بعد اس کے ماں باپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی اور خود مرزا قادیانی نے بھی خاتم الاولاد کا یہی مفہوم لیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا آخری بیٹا ہے اور اس کی ولادت کے بعد اس کے ماں باپ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ بنا برآں آیت زیر بحث کے اندر لفظ ”خاتم النبیین“ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ آنحضرت ﷺ مادر فطرت کی آخری اولاد ہے اور سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے بھی تیس دجال والی حدیث میں لفظ ”خاتم النبیین“ کا معنی بلفظ ”لانبی

بعدی ”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“ ارشاد فرمایا ہے۔ اب اگر کوئی شخص نبوی مفہوم ومعنی کو چھوڑ کر اس لفظ کا معنی نبی تراش یا نبی ساز کر دے تو وہ یقیناً شیطان لعین کا فریب خوردہ ہے۔

۲..... مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ ”حرف لکن“ برائے استدراک اور تدارک مافات کے

لئے آتا ہے۔ جیسے: ”جاء نی زید ولکن لم یجی عمرو“ (میرے پاس زید آ گیا لیکن عمرو نہیں آیا۔)

چنانچہ حرف ”لکن“ کے ماقبل فقرہ سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ زید کے ساتھ عمرو بھی متکلم کے پاس آ گیا ہے۔ کیونکہ وہ دونوں اکٹھے رہتے ہیں اور سفر و حضر میں اکٹھے چلتے ہیں۔ حالانکہ وہ متکلم کے پاس نہیں آیا تھا اور اپنے گھر پر مقیم تھا۔ اسی محتمل وہم کے دفعیہ کے لئے ”لکن“ کے بعد کا فقرہ لا کر بتایا گیا کہ عمرو متکلم کے پاس نہیں آیا۔ صرف زید آیا ہے۔ بنا برآں آیت بالا میں بھی یہی کیفیت موجود ہے کہ فقرہ ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم“ سے یکے بعد دیگرے ترتیب وار دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔

• اول..... یہ کہ جب حضرت محمد ﷺ رجال امت میں سے کسی ایک مرد کے نسبی باپ نہیں ہیں تو

اس کے روحانی باپ بھی نہیں بن سکتے۔ حالانکہ آپ بحیثیت رسول اللہ ﷺ ہونے کے رجال امت کے روحانی باپ ہیں اور رجال امت آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور اس کی امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور بظاہر و متبادر یہ بات درست اور حق بجانب معلوم ہوتی ہے کہ جیسے آپ اپنی امت کے رجال امت کے نسبی باپ نہیں ہیں۔ اسی طرح ان کے روحانی باپ بھی نہیں بن سکتے۔

• دوم..... یہ ہے کہ جیسے سابقہ امتوں میں سلسلہ نبوت و رسالت جاری اور رواں دواں رہا ہے اور

یکے بعد دیگرے اصلی وظلی انبیاء اور شرعی وغیر شرعی انبیاء اور بروزی وغیر بروزی انبیاء ہوتے اور آتے رہے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد بھی سلسلہ نبوت و رسالت جاری و ساری ہونا چاہئے اور امت محمدیہ کے رجال امت کو یہ جواز ملنا چاہئے کہ وہ آپ ﷺ کے بعد بلا روک ٹوک ہر قسم کی نبوت رسالت کا دعویٰ کر سکیں اور شرعاً ان پر کسی قسم کی تعزیر و گرفت نہ ڈالی جاسکے۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور غلام پنجاب نے متفرق اقسام کی نبوتوں کے دعاوی کئے اور عوام الناس کو گمراہ کیا۔

ان دونوں محتمل سوالوں کے جواب میں لفظ ”رسول اللہ“ اور لفظ ”خاتم النبیین“ کو لایا گیا ہے۔ لفظ اوّل سوال اوّل کا اور لفظ ثانی سوال ثانی کا جواب ہے۔ لفظ رسول اللہ سے سوال اوّل کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگرچہ آپ ﷺ اپنے رجال امت کے نسبی باپ نہیں ہیں اور وہ آپ

کی نسبى اولاد نہیں ہیں۔ لیکن آپ ان کے روحانی باپ ضرور بالضرور ہیں۔ کیونکہ ہر رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور اس کی امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور لفظ ”خاتم النبیین“ سے سوال دوم کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آپ تمام محتمل انبیاء و رسل کے خاتم ہیں۔ کیونکہ کامل رسول اللہ کے آنے کے بعد رسالت و نبوت کے جاری رکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ لہذا رجال امت میں سے کوئی شخص بھی دعویٰ رسالت و نبوت نہیں کر سکتا۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ العیاذ باللہ رسول اللہ ﷺ ایک ناقص رسول ہے جس کے بعد دیگر رسولوں کے آنے کی ضرورت و حاجت باقی ہے۔

۳..... آیت زیر بحث کے اندر لفظ ”رسول اللہ“ کے بعد لفظ ”خاتم المرسلین“ کو لانا

چاہئے تھا۔ لیکن اس لفظ کو چھوڑ کر لفظ ”خاتم النبیین“ لایا گیا ہے جو بظاہر اور بادی النظر میں غیر موزوں اور بے ربط معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ لفظ رسول اللہ سے جس دعویٰ کا اثبات مطلوب ہے اسی کو مختتم و مسدود بتایا جاتا۔ تا کہ آئندہ کے لئے کوئی شخص مدعی رسالت نہ بن سکتا۔ جیسا کہ بہاء اللہ ایرانی نے دعویٰ رسالت کر کے یہ دلیل پیش کی ہے کہ آیت زیر بحث کے اندر لفظ خاتم المرسلین نہیں ہے اور صرف خاتم النبیین ہے۔ لہذا دعویٰ رسالت کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے اور نبوت کا دعویٰ کرنے میں یہ لفظ ایک عظیم و شدید رکاوٹ ہے۔

جواب..... یہ ہے کہ لفظ ”خاتم النبیین“ ہی نبوت و رسالت دونوں کے دعویٰ کرنے میں مزاحم ہے۔ کیونکہ لفظ رسول لفظ خاص ہو کر صاحب کتاب پیغمبر کو کہا جاتا ہے اور کتاب ایک جدید شریعت مشتمل ہوتی ہے یا سابقہ شریعت کا ایک ضمیمہ ہو کر اس کی مؤید ہوتی ہے اور لفظ نبی لفظ عام ہو کر صاحب کتاب یا بے کتاب پیغمبر دونوں پر بولا جاتا ہے اور پھر خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔ لیکن عام کی نفی سے خاص بالضرور منتفی ہو جاتا ہے۔ جیسا فرضاً کہا جاوے۔

”زید انسان وخاتم الناس“ ﴿زید انسان ہے اور انسانوں کو ختم کرنے والا ہے﴾۔

مطلب یہ ہے کہ زید انسان ہو کر تمام انسانوں کا خاتم ہے۔ یعنی وہ نوع انسانی کا آخری فرد ہے اور اس کے بعد کسی انسان نے وجود میں نہیں آنا ہے اور اسی جملہ کو بطور ذیل کہا جائے کہ:

”زید انسان وخاتم الحيوانات“ ﴿زید انسان ہے اور تمام جانداروں کا خاتم ہے﴾۔

تو مطلب یہ ہوگا کہ زید انسان ہو کر تمام جانداروں کا ایک آخری فرد ہے اور اس کے بعد کوئی جاندار بھی وجود میں نہیں آئے گا۔ بنا برآں پہلے جملہ میں صرف انسانیت کی ختمیت ثابت ہوگی اور دیگر قسم کے جاندار آتے رہیں گے اور دوسرے جملہ میں تمام جانداروں کی ختمیت برآمد ہوگی۔ خواہ وہ انسان ہوں یا غیر انسان ہوں۔ چنانچہ آیت زیر بحث کے اندر بھی یہی کیفیت ہے کہ آپ ﷺ کو

رسول اللہ کہہ کر خاتم النبیین بتایا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ آپ رسول خدا بننے کے بعد تمام صاحب کتاب اور بے کتاب اور صاحب شریعت اور بے شریعت انبیاء و رسل کے خاتم ہیں۔ یعنی آپ ﷺ تمام شرعی اور غیر شرعی اصلی اور فرعی، بروزی وغیر بروزی سب انبیاء و مرسلین کے آخری فرد ہیں۔ گویا کہ آپ کے بعد کسی شخص نے بحیثیت ایک نبی و رسول کے مبعوث نہیں ہونا ہے۔

۴..... مرزا قادیانی نے لفظ ”خاتم النبیین“ کا معنی نبی تراش، یا نبی ساز بھی کیا ہے جو سراپا

غلط اور دجالانہ تاویل و تفسیر ہے۔ کیونکہ اگر خاتم کا معنی مہر لگانے والا کیا جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ آپ انبیاء کو مہر لگانے والے ہیں۔ یعنی ان کے مصدق ہیں اور یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ آپ انبیاء تراش یا انبیاء ساز ہیں۔ کیونکہ وہ مہر لگانے سے قبل انبیاء بن چکے تھے اور محمدی مہر ان پر بعد میں لگی۔ جس نے ان کی تصدیق و تائید کا فریضہ انجام دیا اور اگر بفرض محال یہاں پر مرزائی مفہوم مراد ہوتا تو پھر یہ لفظ بجائے ”خاتم النبیین“ کے ”صانع النبیین“ (انبیاء ساز) یا ”خالق النبیین“ (انبیاء تراش) ہوتا۔

۵..... چونکہ آپ ﷺ کو آیت زیر بحث میں ”خاتم النبیین“ کہا گیا ہے۔ لیکن ”خاتم

الرجال“ نہیں کہا گیا۔ اس لئے آپ کے بعد انبیاء و رسل کا آنا ممنوع ہے۔ لیکن رجال صالحین کا آنا ممنوع نہیں ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد مرد صالح کے طور پر آئیں گے اور بحیثیت نبی و رسول کے نہیں آئیں گے۔ کیونکہ نبوت محمدیہ کے سامنے اس کی نبوت و رسالت اس طرح مستور و محجوب رہے گی۔ جیسا کہ آفتاب کا طلوع ستاروں اور سیاروں کو محجوب و مستور کر دیتا ہے۔

۶..... آپ ﷺ کو آیت زیر بحث میں ”خاتم النبیین“ کہا گیا ہے اور ”خاتم

الصدیقین“ اور ”خاتم الشهداء“ اور ”خاتم الصالحین“ نہیں کہا گیا۔ اس لئے ثابت و واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد نبوت کی ہمہ اقسام ختم اور بند ہیں اور صرف صداقت و شہادت و صلاحیت ساری و جاری ہیں۔ یعنی نبوت و رسالت کے علاوہ امت محمدیہ پر تمام انعامات و فضائل کشادہ اور قابل عطاء ہیں۔ بلکہ عطاء ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ لیکن حصول نبوت و رسالت ممتنع رہے گا۔ ورنہ انعامات اربعہ (نبوت و صداقت و شہادت و صلاحیت) میں سے صرف ختم نبوت کی تخصیص الذکر بیکار اور بے محل قرار پائے گی۔

۷..... لفظ (خاتم النبیین) کے اندر لفظ ”خاتم بفتح التاء“ ہو کر بمعنی انگوٹھی و مہر ہے جب

کہ انگوٹھی ایک حلقہ اور ایک نگینہ پر مشتمل ہوتی ہے اور مطلب یہ ہے کہ جیسے انگوٹھی کا حلقہ لابس انگلی کو محیط ہوتا ہے اور انگلی اس میں محاط و محصور ہوتی ہے اسی طرح آپ ﷺ پر بھی تمام انبیاء و رسل کو

محیط ہیں اور انبیاء و رسل سب کے سب اسی احاطہ و دائرہ میں محاط و محصور ہیں۔ کیونکہ آپ خلقت روحی کی بناء پر اول الانبیاء ہیں اور خلقت جسمانی و بعثت نبوی کی بنیاد پر آخر الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے: ”انا اول الانبیاء خلقاً و آخرهم بعثاً“ ﴿میں خلقت میں اول الانبیاء اور بعثت میں آخر الانبیاء ہوں۔﴾

اور اگر اس لفظ کو بمعنی مہر مانا جائے تو پھر خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے تمام انبیاء کے آخر میں آکر مہر کا فریضہ انجام دیا۔ کیونکہ جس طرح مضمون کے ختم ہو جانے کے بعد مضمون کے آخر میں تصدیقی مہر لگائی جاتی ہے۔ تاکہ نوشتہ مضمون میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ کی جاسکے۔ اسی طرح پر آپ نے بھی تمام انبیاء و رسل کے آخر میں مبعوث ہو کر سلسلہ نبوت و رسالت کے اندر کسی دیگر نبی و رسول کے اضافہ یا کم کرنے کو روک دیا اور اسی سلسلہ کی مہر ثابت ہو کر اسے سر بمہر کر دیا تاکہ مسیلمہ کذاب اور غلام پنجاب اور بہاء اللہ ایرانی جیسے جعلی اور شیطان کاشہ متنبیاں باہر رہیں۔ نیز مہر کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جیسے انگوٹھی کے حلقہ کی نقرئی یا طلائی تار کے دونوں سروں کو ملا کر اس پر نگینہ فٹ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ نے بھی سلسلہ نبوت و رسالت کی ابتداء و انتہاء کو ملا کر اس کے اوپر محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر لگادی تاکہ اس سلسلہ میں نہ کوئی جعلی نبی داخل ہوسکے اور نہ کسی راست باز اور سچے نبی کو باہر نکالا جاسکے۔

۸..... قرآن عزیز نے آیت زیر بحث کے آخری فقرہ ”وکان اللہ بکل شیء علیماً“

کے اندر ایک وعیدی اور اندازی پیش گوئی کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ امت محمدیہ کے اندر بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کامل خاتم النبیین نہیں مانیں گے اور آپ کی ختم نبوت کے اندر طرح طرح کی تاویلیں اور غیر موزوں تعبیریں و تفسیریں پیدا کریں گے

اور خدا تعالیٰ ان کی بکواسوں کو جاننے والا ہے اور ان کاذب و بطل متنبیان کا علم رکھتا ہے۔ ان کو ان کے خلاف اسلام کردار پر ضرور بالضرور سزا دے گا۔

جاننا چاہئے کہ لفظ ”خاتم النبیین“ کے بعد فقرہ بالا کو لانے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک صالح اور شریف باپ کا عاق و بے فرمان بیٹا جب اپنے باپ کے سامنے سے گزرتا ہے تو باپ اسے دیکھ کر کہتا ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں اور یہی فقرہ وہ اونچی آواز سے کہتا ہے تاکہ بیٹا اسے سن لے اور اس طور بیان سے باپ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ میں تیری عیاشی و بد معاشی کو بخوبی جانتا ہوں اور مناسب موقعہ ملنے پر میں تمہیں ضرور اور لا محالہ سزا دوں گا۔ بنا برآں فقرہ بالا کے اندر قرآن عزیز کا بھی یہی انداز بیان ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی جانب سے اظہار کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ

منکرین ختم نبوت اور مدعیان نبوت کا ذبحہ کو بخوبی جانتا ہے اور مکمل طور پر ان کا علم رکھتا ہے۔ ان لوگوں کو ان کی بکواسوں پر یقیناً سزا دے گا اور ان پر ان کا انجام بد ضرور لائے گا۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب مجاہدین اسلام کی بے نیام تلواروں سے مقتول ہوا اور مرزا قادیانی لاہور کے اندر احمدیہ بلڈنگس کے درمیان میں مرض ہیضہ کا شکار بنا اور قے و دست کرتا ہوا ہلاک ہوا اور پسماندگان کے لئے اس کی ہلاکت نے ایک عبرت ناک نقشہ پیش کیا۔

مرزا قادیانی نے یہاں پر اپنے فٹ نوٹ کے اندر تیس دجال والی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے بطور استہزاء و تمسخر کے آنحضرت ﷺ کے وعید و انذار کو بلفظ تبشیر و خوشخبری ذکر کیا اور خود کو تیس دجالوں میں سے نکالنا چاہا۔ مگر وہ نہ نکل سکا۔ کیونکہ محولہ حدیث کے اندر تیس دجالوں کی یہ علامت مذکور ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر ایزدی کو توڑ کر اپنے کو نبی اللہ قرار دے دیں گے اور یہی چیز مرزا قادیانی کے اندر نمایاں طور پر موجود ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے کو نبی اللہ کہہ کر عملاً آنحضرت ﷺ کی کامل ختم نبوت سے منحرف ہے اور پھر وہ اعداداً بھی تیس دجالوں کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ جیسے: ”ہو دجال کان من ثلاثین / ۱۳۰۰“ وہ تیس دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ ﴿

جب کہ ”غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰“ کے اعداد بھی اسی قدر برآمد ہوتے ہیں اور اس کو آسانی سے تیس دجالوں کی قطار میں لے آتے ہیں۔

پھر مرزا قادیانی نے باتحریر خود ۶۸ سال یا ۶۹ سال عمر پائی ہے جو اعداداً بالترتیب لفظ ”الدجیل / ۶۸“ اور لفظ ”الدجال / ۶۹“ سے برآمد ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں۔ بہر حال مرزا قادیانی اپنے آپ کو دجال ہونے سے نہیں بچا سکتا۔ علاوہ ازیں اہل مرزا نے عموماً اور مرزا بشیر احمد ابن المرزا نے خصوصاً پوری تحقیق و تدقیق سے مرزا کی عمر تقریباً ۷۶ سال ثابت کی ہے جو مرزا

قادیانی کو ڈبل دجال بنا کر چھوڑتی ہے۔ کیونکہ دجال / ۳۸ + دجال / ۳۸ کے اعداد حروف پورے ۷۶ سال بنتے ہیں۔ بنا برآں یہ شخص بتائید فرزند خود سنگل دجال نہیں۔ بلکہ ڈبل دجال ہے۔

۹..... آیت زیر بحث کے فقرہ اول ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم“ کے اندر

رجال امت کے ساتھ ساتھ اطفال امت اور نساء امت سے آنحضرت ﷺ کے نسبی باپ ہونے کی کلیتاً نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپ اپنی امت کے کسی مرد، کسی بچہ اور کسی عورت کے باپ نہیں ہیں۔ کیونکہ زنان و اطفال اپنے رجال و مردان کے ماتحت ہوتے ہیں اور رہتے ہیں۔

اور فقرہ دوم ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کے اندر آپ ﷺ کو رسول اللہ کہہ کر آپ کو تمام امت کا روحانی باپ ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ”خاتم النبیین“ کہہ کر آپ کو ہر

۲۸۰

قسم کے روحانی آباء یعنی انبیاء و رسل امت کے نسبی باپ نہیں ہیں اور قرآ آپ ﷺ کے رسول اللہ بن جانے پر بن سکتا۔ چونکہ آیت ہذا کے دونوں فقر ہوتا ہے کہ جب آپ اپنی امت کے بھی کوئی چھوٹا بڑا اور شرعی و غیر شرعی ا خلاف قرآن ہے۔ بہر حال قرآن ح آپ کی امت کا کوئی شخص روحانی باپ نہیں ہو سکتے تو روحاً و دیناً بھی قانون کے خلاف چلنے والا ایک دیوث

۱۰..... آیت زیر بحث کا شان نزو

بستی پر دورہ پڑا تھا اور اہل مکہ کی اکثر دراصل ابن حارث تھا اور آنحضرت ﷺ خطاب عام اور مفہوم خاص کے طور پر آپ کا نسبی بیٹا ہے۔ بلکہ آپ صرف اور عزیز امتی ہے اور پھر لفظ ”خاتم حارث کا کوئی شخص روحانی باپ نہیں ہرپا ہونے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ چن النبوة المحمدیہ ہونے کی درخواست کی ت حارث کو حکم دیا کہ اس کو میرے سامنے اظہار کیا اور کہا کہ مظهر نام کا آدمی کس آدمی کو امت محمدیہ کا روحانی باپ تسلیم ن

خلاصہ

یہ ہے کہ آیت زیر بحث روحانیت دونوں کی نفی کر کے کہا گیا کہ بن سکتے اور پھر فقرہ دوم میں آپ کے

قسم کے روحانی آباؤ یعنی انبیاء و رسل کا خاتم گردانا گیا ہے۔ یعنی جس طرح آپ ﷺ تمام افراد امت کے نسبی باپ نہیں ہیں اور تمام افراد امت آپ کی نسبی اولاد نہیں ہے۔ اسی طرح پر آپ ﷺ کے رسول اللہ بن جانے پر بھی کوئی شخص امت محمدیہ کا روحانی باپ بمعنی نبی و رسول نہیں بن سکتا۔ چونکہ آیت ہذا کے دونوں فقرے باہم متقابل واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے صراحۃً واضح ہوتا ہے کہ جب آپ اپنی امت کے کسی بڑے چھوٹے فرد کے نسبی باپ نہیں ہیں تو آپ کے بعد بھی کوئی چھوٹا بڑا اور شرعی و غیر شرعی اور امتی و غیر امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ تقابل نہیں رہے گا جو خلافِ قرآن ہے۔ بہر حال قرآن عزیز کا منشا یہ ہے کہ نہ آپ اپنی امت کے نسبی باپ ہیں اور نہ آپ کی امت کا کوئی شخص روحانی باپ بمعنی نبی و رسول بن سکتا ہے۔ یعنی جب نسباً ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے تو روحاً و دیناً بھی اس کے دو روحانی باپ ثابت کرنا جرمِ عظیم ہے۔ ورنہ اس قانون کے خلاف چلنے والا ایک دیوث اور بے غیرت آدمی ہے۔ جیسا کہ مرزا و اہل مرزا ہیں۔

۱۰..... آیت زیر بحث کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہؓ آنحضرت ﷺ کا متبنی

بمعنی پروردہ بیٹا تھا اور اہل مکہ کی اکثریت اسے ابن محمد اور فرزند احمد کہہ کر پکارتی تھی۔ حالانکہ وہ دراصل ابن حارث تھا اور آنحضرت ﷺ کا صرف ربیب اور پروردہ تھا۔ بنا برآں آیت ہذا نے خطاب عام اور مفہوم خاص کے طور پر بتا دیا کہ حضرت محمد ﷺ نہ زید کے نسبی باپ ہیں اور نہ زید آپ کا نسبی بیٹا ہے۔ بلکہ آپ صرف اس کے روحانی باپ بمعنی رسول اللہ ہیں اور وہ آپ کا پیارا اور عزیز امتی ہے اور پھر لفظ ”خاتم النبیین“ کو لا کر بتایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بغیر زید بن حارث کا کوئی شخص روحانی باپ نہیں۔ کیونکہ امت محمدیہ کے لئے روحانی آباء (بمعنی انبیاء) کے برپا ہونے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ چنانچہ جب مسیلمہ کذاب نے دربار نبوت میں آکر شریک فی النبوة محمدیہ ہونے کی درخواست کی تو اس پر آپ نے اس کی درخواست کو مسترد کر دیا اور زید بن حارث کو حکم دیا کہ اس کو میرے سامنے سے الگ کر دو۔ حضرت زیدؓ نے فوراً تعمیل کی

اور خوشنودی کا اظہار کیا اور کہا کہ مسیلمہ نام کا آدمی کبھی بھی روحانی باپ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ میں ایسے آدمی کو امت محمدیہ کا روحانی باپ تسلیم کر سکتا ہوں۔

خلاصہ

یہ ہے کہ آیت زیر بحث کے فقرہ اول میں آنحضرت ﷺ سے ابوت نسبہ و ابوت روحانیہ دونوں کی نفی کر کے کہا گیا کہ آپ اپنی امت کے کسی فرد کے نسبى باپ اور روحانی باپ نہیں بن سکتے اور پھر فقرہ دوم میں آپ کے لئے صرف ابوت روحانیہ بلفظ رسول اللہ ثابت کر کے آئندہ

کے بلفظ خاتم النبیین ابوت روحانیہ بمعنی اجرائے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ آئندہ کے لئے نوع انسانی کے روحانی باپ بمعنی رسول اللہ صرف آپ ہی رہیں گے۔ کیونکہ ایک کامل روحانی باپ کی موجودگی میں ایک ناقص روحانی باپ کو لے آنا بڑی حماقت ہے۔ ان حالات کے پیش نظر مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد غیر شرعی اور ظلی و بروزی انبیاء اور امتی پیغمبران آ سکتے ہیں۔ باطل اور غلط ہے کیونکہ یہی عقیدہ آیت زیر بحث کے کسی لفظ سے مستنبط نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اس کو اپنے شرعی نسبى باپ غلام مرتضیٰ کے بالمقابل اپنا ایک غیر شرعی نبی باپ بھی بنانا پڑے گا۔ کیونکہ جب ابوت روحانیہ کی چند اقسام جو اس نے تجویز کر رکھی ہیں بنائی جاسکتی ہیں تو پھر ابوت نسبیه کی بھی یہی اقسام وضع کی جاسکتی ہیں اور اس کو حرامزادہ بنایا جاسکتا ہے۔

مرزا قادیانی نے حاشیہ پر اپنا ایک الہام بطور ذیل لکھا ہے: ”خسف القمر والشمس فی رمضان فبای آلاء ربکما تکذبان“ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہے۔ پس تم خدا کی نعمتوں کی کیوں تکذیب کرتے ہو۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰۹ حاشیہ)

اور پھر کہا ہے کہ الہام ہذا کے اندر ”آلاء“ بمعنی نعمت سے مراد خود میں ہی ہوں۔

الجواب اولاً

یہ ہے کہ الہام ہذا کا پہلا فقرہ مرزا قادیانی کا خود ساختہ ہے اور دوسرا فقرہ ایک آیت قرآن ہے۔ لیکن مرزائی ملہم نے ان دونوں فقروں کو ملا کر اپنی ناسمجھی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ جب چاند اور سورج کا گرہن زوالِ نعمت ہے اور ان دونوں کا روشن رہنا ایک بہت بڑی نعمت ہے تو پھر آیت قرآن سے ان کو نعمت قرار دینا ایک بین حماقت ہے۔ دراصل احادیث میں سورج گرہن اور چاند گرہن کو

نشانات عبرت اور آیاتِ قدرت کہا گیا ہے۔ بنا بر آں اگر الہام مذکور بطور ذیل ہوتا تو قدرے صحت میں رہتا۔ لیکن اس کی موجودہ صورت بالکل غیر مربوط اور بے جوڑ ہے اور قائل کی حماقت پر دال ہے کہ وہ زوالِ نعمت کو عطائے نعمت کہتا ہے۔

”خسف القمر والشمس فی رمضان، فبای آلاء ربکما تکذبان“ ﴿رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہے۔ پس تم دونوں خدا تعالیٰ کے کس نشان کی تکذیب کرو گے۔﴾

الجواب ثانیاً

یہ ہے کہ بقول مرزا خود مرزا کو نعمت قرار دینا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس نے عمر بھر اسلام کو

غلام فرنگ رکھنے کی پوری کوشش جاری رکھی اور کبھی بھی آزادی اور حریت کے لئے کام نہ کیا۔ بنا برآں اس شخص کا وجود اسلام اور اہل اسلام کے لئے بجائے نعمت کے ایک لعنت و زحمت بنا رہا اور برعکس نہند نام زنگی کافور والا معاملہ ہے۔

الجواب ثالثاً

یہ کہ بنظر مرزا دونوں فقروں کا قرآن مجید میں ہو کر وہاں سے نقل ہونا بھی الہام مذکور کو مخدوش و مجہول قرار دیتا ہے جب کہ فقرہ اوّل قرآن مجید میں نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ہر پیغمبر خدا کے الہامات کا اپنی قوم کی زبان میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ غلط ہے اور اس کے نبی و رسول ہونے کی تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کے الہامات غیر قومی زبان میں ہوں گے تو وہ اپنی قوم کے آگے اپنے الہامات کو پوری ذہن نشین وضاحت سے پیش نہیں کر سکے گا اور نہ اس کی قوم ان الہامات سے پوری طرح پر مستفید ہو سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے سچے رسول کی یہ علامت بتائی ہے کہ اس کے الہامات اس کی قومی اور مادری زبان میں ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم (۴: ۱۴)“

ہم نے ہر رسول کو اس کی قومی زبان میں رسول بنا کر بھیج ہے تاکہ وہ ان کو اپنا مقصد سمجھا سکے۔ ﴿

مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر رسول اپنی قومی زبان میں پیغامات خدا لایا ہے تاکہ وہ اپنی قوم کے آگے پیغامات خدا کی صحیح اور دل نشین وضاحت کر سکے۔ ان حالات میں جس نبی و رسول کے الہامات اس کی مادری و قومی زبان میں نہیں ہوں گے وہ سچا رسول نہیں ہے۔ بلکہ کاذب و دجال ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کے تمام الہامات غیر مادری اور غیر قومی زبانوں میں ہیں اور

پنجابی زبان میں اس کا کوئی الہام نہیں ہے۔ اس لئے یہ شخص نبی و رسول نہیں ہے بلکہ بطلال و دجال ہے۔

جاننا چاہئے کہ آیت بالا میں بلاغت و فصاحت کے اعتبار سے ”قصر الموصوف فی الصفة“ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر رسول رسالت پانے میں اپنی قومی زبان کا پابند ہے اور اس کی قومی زبان رسول میں پابند نہیں ہے۔ بلکہ وہ زبان رسول اور اس کی قوم اور دیگر افراد میں بھی پائی جائے گی۔ لیکن سچا رسول الہامات خدا لینے میں اپنی قومی زبان کا پابند رہے گا۔ یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ رسول سمجھ سکے کہ اس کو ملنے والے الہامات رحمانی ہیں، یا یہ الہامات شیطانی سازش کا نتیجہ ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی آیت ہذا کے معیار صداقت پر پورا نہیں اترتا۔ اس لئے یہ شخص شیطان کا فریب خوردہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ”غلام احمد قادیانی / ۱۳۰۰“ اور ”ذریۃ شیطانیہ / ۱۳۰۰“ کے اعداد حروف برابر ہیں۔ جس سے وہ فرزند ابلیس بنتا ہے۔

اور پھر مرزا قادیانی کا خود کو امتی نبی بنانا قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ وہ اس طرح ایک شتر مرغ یا تیتھر اور بٹیر کا ایک مرکب بن کر سامنے آتا ہے۔ یعنی جس طرح شتر مرغ آدھا مرغ اور آدھا اونٹ ہوتا ہے یا بصورت پرندہ آدھا تیتھر اور آدھا بٹیر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ شخص بھی آدھا امتی اور آدھا جعلی نبی ہے اور روحانی طور پر ایک مکمل شتر مرغ ہے یا صحیح طور پر ایک ناقص مرکب ہے۔ کیونکہ یہ شخص نہ پورا اور مکمل نبی ہے اور نہ مکمل اور پورا امتی ہے۔ بلکہ اس کے روحانی وجود کا بالائی حصہ امتی اور زیریں حصہ مزعومہ نبی ہے اور وہ اس طرح ایک روحانی شتر مرغ بن کر نمودار ہو گیا ہے۔

چوں شتر مرغ است مرزا نزد من کہ نبی و امتی گردد بمن

میرے نزدیک مرزا ایک شتر مرغ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی فریب کاری سے امتی نبی بن جاتا ہے۔

نصف او ہم چوں نبی مقتداست نصف دیگر امتی در اقتداست

اس کا آدھا حصہ نبی متبوع کی مانند ہے اور دوسرا حصہ امتی بن کر اس کی اتباع کرتا ہے۔

تابع و متبوع اندر دین بماند بعد ازیں او کلمہ افرنگ خواند

یہ شخص دین کے اندر مامور و آمر بنا رہا اور اس کے بعد اس نے یورپ کا کلمہ پڑھ لیا۔

چوں شتر مرغیست ناقص این غلام کہ غلام آمد ہمیشہ ناتمام

یہی غلام شتر مرغ کی طرح ناقص ہے۔ کیونکہ غلام ہمیشہ ناقص و ناتمام رہتا ہے۔

مرد بینا از چنیں کس نافر است زانکہ یار کافراں ہم کافر است

آنکھوں والا آدمی ایسے شخص سے متنفر ہوتا ہے۔ کیونکہ کافروں کا یار بھی کافر ہوتا ہے۔

کافر افرنگ او را رنگ کرد زین سبب باجنگ دیں او جنگ کرد

یورپ کے کافر نے اس کو رنگین کیا، اسی وجہ سے اس نے جہاد دین سے جنگ کی (اور حرام کہا)

او جہاد دین را گوید حرام کہ حرامی شد چوں کافر این غلام

وہ شخص جہاد دین کو حرام کہتا ہے۔ کیونکہ کافر کی طرح یہی غلام احمد حرامی ہے۔

حکیم میر محمد ربانی، مولوی فاضل منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی علامہ، عباسیہ یونیورسٹی بہاول

پور، پاکستان